اِزَالَۃُ الخَفَاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

www.KitaboSunnat.com

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

مقام خلافت، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے فضائل و مناقب، تفضیل حضرات شیخین رضی اللہ عنہما، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مراتب، خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم کے کارنامے، نیز امور خلافت سے متعلق تمام اہم اور معرکۃ الآراء مسائل پر مدلل بحث

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

معزز قارئین توجہ فرمائیں!

کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب ....

- عام قاری کے مطالعے کے لیے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد اَپ لوڈ (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کی خاطر ڈاؤن لوڈ، پرنٹ، فوٹو کاپی اور الیکٹرانک ذرائع سے محض مندرجات نشرواشاعت کی مکمل اجازت ہے۔

☆ تنبیه ☆

- کسی بھی کتاب کو تجارتی یا مادی نفع کے حصول کی خاطر استعمال کرنے کی ممانعت ہے۔
- ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کے لیے استعمال کرنا اخلاقی، قانونی و شرعی جرم ہے۔

﴿اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں﴾

- نشرواشاعت، کتب کی خرید وفروخت اور کتب کے استعمال سے متعلقہ کسی بھی قسم کی معلومات کے لیے رابطہ فرمائیں۔

kitabosunnat@gmail.com
www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ازالۃ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

تالیف

حضرت شاہ ولی اللہ

محدث دہلوی

رح

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قارئین "ازالۃ الخفاء" کے لئے خوشخبری

"ازالۃ الخفاء" کا اصل فارسی متن سب سے پہلے ۱۲۸۶ھ میں منشی جمال الدین خان صاحب مدار المہام ریاست بھوپال نے شائع فرمایا تھا، اور اس کی تصحیح حضرت محمد احسن صدیقی نانوتویؒ نے تین قلمی نسخوں کی مدد سے فرمائی تھی لیکن یہ تینوں نسخے ایک جگہ سے نامکمل تھے یعنی حصۂ اوّل کی آٹھویں فصل کا مقصدِ دوم غائب تھا جس میں شاہ ولی اللہؒ نے تفضیلِ شیخینؓ پر دلائلِ عقلیہ تجویز فرمائے تھے۔ چنانچہ حصۂ دوم کے آخر میں مولانا نانوتویؒ تحریر فرماتے ہیں:

"خاتمۃ الطبع:۔ احقر محمد احسن عرض کرتا ہے کہ بوقتِ طباعت جو کتابیں (مخطوطے) موجود تھیں ان میں سے صرف ایک کتاب میں مقصدِ اوّل کی عبارت یہاں تک دستیاب ہوئی، اور باقی کتابوں (قلمی نسخوں) میں اس سے بھی تین ورق کم تھے۔ سیاقِ عبارت اور مصنفؒ کی عادت سے کہ خاتمۂ رسائل کے موقع پر جابجا لکھتے ہیں "ہذا آخر ما اردنا ایرادہٗ" وغیر ذلک، معلوم ہوتا ہے کہ یہ مقصد کچھ ناتمام رہ گیا ہے۔ فقیر کو بہت تلاش کے باوجود یہ تتمہ دستیاب نہ ہوا۔ ناظرین سے امید ہے کہ اگر کہیں اس کا نشان مل جائے تو اس میں اضافہ فرمادیں اور فقیر کو بھی اطلاع کر دیں۔۔۔۔"

گویا تقریباً سوا سو سال سے "ازالۃ الخفا فارسی" کے تمام مطبوعہ نسخوں اور اس کے تراجم میں یہ حصہ ناتمام چلا آرہا ہے۔ بفضلہٖ تعالیٰ اس کتاب کے ناشر کو عرصۂ دراز سے شاہ ولی اللہؒ کی تصانیف سے گہرا شغف رہا ہے۔ خدا کا شکر ہے کہ مطالعہ کے دوران راقم کو یہ گمشدہ حصہ شاہ صاحبؒ کی بعض تصانیف میں پورا کا پورا مل گیا ہے۔ معلوم ہوتا ہے کہ شاہ صاحبؒ اس حصہ پر نظرِ ثانی کر کے یا اس کا اختصار کر کے "ازالۃ الخفا" میں شامل کرنا چاہتے تھے لیکن اس کا موقع نہ مل سکا۔

اب ہم اس گمشدہ حصہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ "ازالۃ الخفا" جلد دوم کے آخر میں شامل کر رہے ہیں۔ اس طرح انشاء اللہ تعالیٰ "ازالۃ الخفا" کا وہ حصہ جو تقریباً سوا سو سال سے ناتمام چلا آرہا تھا اب مکمل ہو جائے گا اور قارئین و محققین کی تشنگی دور ہو گی۔

اس مقصد کے لئے "ازالۃ الخفا" جلد دوم کا دوسرا ایڈیشن ملاحظہ فرمائیے جس کو "قدیمی کتب خانہ" بعد نظرِ ثانی و اضافہ شائع کر رہا ہے۔

www.KitaboSunnat.com

معراج محمد

مہتمم، قدیمی کتب خانہ ــــ کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِزالۃُ الخفاء

عن خلافۃ الخلفاء

مترجم

www.KitaboSunnat.com

تالیف حضرت شاہ ولی اللہ محدّث دہلوی رحمہ اللہ

مترجمہ

مولانا اشتیاق احمد صاحب دیوبندی

جلد سوم

www.KitaboSunnat.com

قدیمی کُتب خانہ آرام باغ کراچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احمد پرنٹنگ پریس ناظم آباد کراچی

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فہرست مضامین

ازالۃ الخفاء (مترجم)

جلد سوم

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
(مقصدِ دوم): خلفائے اربعہ کے محاسن و مناقب	۲
پہلا نکتہ: پیغمبری کی صفاتِ خاص	۲
ذیلی نکتہ: نبی کی چار جامع صفات	۴
قبل از بعثت کی حالت، نبی صلعم کا اصلاحی کام اور اس کے نتائج۔	۷
دوسرا نکتہ: غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبّہ کیونکر حاصل ہوتا ہے اور پیغمبرؐ کی اعانت کیسے ہوتی ہے؟ نیز نبوت کے بوجھ اُٹھانے اور کارِ نبوّت کو پورا کرنے میں غیر نبی کیسے حصہ لیتا ہے؟	۱۰
تیسرا نکتہ: خلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلعم اور آپؐ کی اُمّت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کا بیان	۱۵
(۱) خلفائے راشدینؓ کی خدمات دربارۂ قرآن۔	۱۸
(۲) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علم حدیث میں۔	۲۱
(۳) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ فقہ میں۔	۲۳
(۴) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ احسان میں۔	۲۳
(۵) خلفائے راشدینؓ کی خدمات علمِ حکمت میں۔	۲۴
(۶) خلفائے راشدینؓ کی سیاسی و فوجی خدمات۔	۲۴
مناقب جمیلہ صدیقِ اکبرؓ	۲۶
آپؓ کی براعتِ نسب۔	۲۶
آنحضرت صلعم سے آپؓ کی محبت وفدائیت قبل از اسلام سے۔	۲۹
آپؓ کا شروعِ بعثت ہی میں اسلام لانا۔	۳۰
آپؓ کے اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوئی چند مرتبہ۔	۳۱
آپؓ کے اسلام لانے کے فوراً بعد بہت سے شرفاء قریش آپؓ کی ترغیب سے اسلام لائے۔	۳۳
اسلام کے ابتدائی غربت کے دور میں آپؓ نے تقویتِ اسلام اور خدمتِ آنحضرت صلعم کیلئے چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔	۳۴
قریش کے سات غلاموں کو خرید کر آزاد کیا۔	۳۴
قریش کے سامنے توحید پر پہلا خطبہ آپؓ نے دیا۔	۳۵
آنحضرت صلعم کو قریش کی ایذا سے بچانے کیلئے آپؓ نے اپنے آپ کو ڈھال بنا دیا۔	۳۶
آنحضرت صلعم کو قریش کی ایذا سے بچانے کیلئے آپؓ نے توریہ وکنایہ سے کام لیا۔	۳۹
آپؓ شعبِ ابی طالب میں آنحضرت صلعم کے ساتھ رہے۔	۳۹
سب سے پہلے آپؓ نے (مکہ میں) مسجد بنائی۔	۴۰
آپؓ نے اعلائے کلمۃ اللہ کیلئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں شرط لگائی۔	۴۱
آنحضرت صلعم مکہ میں روزانہ آپؓ کے گھر آمد و رفت رکھتے تھے۔	۴۲
آنحضرت صلعم سے حضرت عائشہؓ کے نکاح کے بعد آپؓ نے حد درجہ ادب ملحوظ رکھا۔	۴۲
سب سے پہلے آپؓ نے واقعہ معراج کی تصدیق کی۔	۴۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
عرب قبائل میں تبلیغ کے وقت آپؓ ہر وقت رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے۔	۴۳	غزوۂ تبوک میں حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے	۶۲
آپؓ رسول اللہ صلعم کے رفیقِ ہجرت تھے۔	۴۴	۹ھ میں رسول اللہ صلعم نے آپؓ کو امیر حج بنایا اور اسلام میں پہلے امیر الحج ہوئے۔	۶۳
غزوۂ بدر میں آپؓ کو نمایاں اعزازات حاصل ہوئے۔	۴۴	حجۃ الوداع میں آپؓ رسول اللہ صلعم کے ہمراہ تھے۔	۶۶
غزوۂ اُحد میں آپؓ کو فضائل عظیمہ حاصل ہوئے۔	۴۷	مرض الموت میں آنحضرت صلعم نے صدیق اکبرؓ پر بہت عنایات فرمائیں اور امامتِ نماز سے مشرف کیا۔	۶۶
غزوۂ خندق میں آپؓ کو ایک لشکر کی سالاری ملی۔	۴۹	آپؓ رسول اللہ صلعم کے برابر دفن ہوئے۔	۶۷
غزوۂ مریسیع میں حضرت عائشہؓ پر تہمت کا واقعہ اور اسکے ضمن میں حضرت ابو بکرؓ کو نمایاں فضائل نصیب ہوئے۔	۴۹	ایک نکتہ: مہاجرینِ اوّلین خلافت کے مستحق کیوں ہوئے اور مہاجرینِ اوّلین میں حضرت ابو بکرؓ کی منفرد حیثیت۔	۶۸
صلح حدیبیہ میں آپؓ کے مناقب کا ظہور۔	۵۱		
غزوۂ خیبر میں آپؓ حاضر تھے۔	۵۵		
سریۂ بنی فزارہ میں رسول اللہ صلعم نے آپؓ کو امیر بنایا۔	۵۵	دوسرا نکتہ: حضرت ابو بکرؓ کی اعانتوں اور خدمتوں کی شہادت خود رسول اللہ صلعم نے دی ہے۔	۶۸
سلاطینِ عالم کے نام خطوط بھیجتے وقت رسول اللہ صلعم کا حضرت ابو بکرؓ و عمرؓ کی فضیلت بیان کرنا۔	۵۶	آنحضرت صلعم کے ساتھ ابو بکرؓ کی صحبتِ دائمی و اخلاص۔	۶۹
آپؓ رسول اللہ صلعم سے مصالحِ مسلمین کی بابت مشاورت کرتے تھے اور آنحضرتؐ ان کے مشوروں کو قبول کرتے تھے۔	۵۷	حضرت صدیق اکبرؓ کی قوتِ عقلیہ انبیاءؑ کی قوتِ عقلیہ کے مشابہ تھی۔	۷۲
سورۂ تحریم میں وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ کا اشارہ حضرت ابو بکرؓ و حضرت عمرؓ کی جانب ہے۔	۵۷	حضرت صدیق اکبرؓ کی قوتِ عملیہ بھی انبیاءؑ کی قوتِ عملیہ کے مشابہ تھی۔	۷۷
آپؓ رسول اللہ صلعم کے راز چھپاتے تھے۔	۵۸	حضرت صدیقؓ کی صفائی قلب۔	۷۹
آپؓ ہر خیر میں سبقت کرتے تھے۔	۵۸	حضرت صدیقؓ کا توکل۔	۸۰
غزوۂ فتح مکہ میں آپؓ کو نمایاں فضیلت حاصل ہوئی۔	۵۹	حضرت صدیقؓ کا تقویٰ۔	۸۱
واقعۂ حنین میں ابو قتادہؓ کے قضیہ میں ابو بکرؓ کا مشورہ ہی درست ٹھہرا۔	۶۱	حضرت صدیقؓ کی بیت المال میں احتیاط	۸۱
		حضرت صدیقؓ کی دعاء۔	۸۱
غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کو بہت سی شاندار فضیلتیں حاصل ہوئیں۔	۶۲	آپؓ کا زبان کو روکے رکھنا۔	۸۲
		حضرت صدیقؓ کی تواضع۔	۸۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
حضرت صدیقؓ کی شفقت خلق اللہ پر، اور آپؓ کا لذاتِ نفس سے خالی ہونا۔	۸۲
آپؓ کا راضی برضائے الٰہی ہونا۔	۸۳
آپؓ کے نفیٔ ارادہ کا ثبوت۔	۸۳
آپؓ کے زُہد کا واقعہ۔	۸۳
آپؓ کا خوفِ (حساب و آخرت)۔	۸۴
آپؓ کی عبرت کا واقعہ۔	۸۴
عُجب سے آپؓ کا مبرّا ہونا۔	۸۴
آپؓ کا گریہ و بکا۔	۸۵
آپؓ کا خلقِ خدا کیلئے نافع ہونا۔	۸۵
آپؓ کا ترکِ سوال۔	۸۵
آپؓ کے صدقِ نیّت کا حال۔	۸۵
حضرت صدیقؓ نے نشرِ قرآنِ عظیم کا بار کیسے اُٹھایا۔	۸۶
آپؓ نے اشاعتِ علمِ حدیث کا بار کیسے اُٹھایا۔	۸۷
آنحضرت صلعم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیقِ اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت و تردّد سے رہا کیا۔	۹۲
آنحضرت صلعم کی وفات اور زندگی کی بابت تنازعہ اور ابوبکر صدیقؓ کا اسکی بابت اختلاف ختم کرنا۔	۹۴
آنحضرت صلعم کے مقامِ دفن اور کیفیتِ نمازِ جنازہ میں اختلاف اور حضرت صدیقؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا۔	۹۴
سقیفہ بنی ساعدہ میں مسئلۂ خلافت پر اختلاف، اور حضرت ابوبکرؓ کا یہ اختلاف ختم کرنا، اور سب کا آپؓ کو خلیفہ بنانے پر اتفاق۔	۹۴
آپؓ نے منصبِ نبوّت اور منصبِ خلافت میں تفریق کی۔	۱۰۱
آپؓ کا آیت عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ الخ کی غلط تاویل کو درست کرنا۔	۱۰۳
آپؓ کا مانعینِ زکوٰۃ سے قتال کے بارے میں اشکال دُور کرنا۔	۱۰۳
جیشِ اُسامہ کی روانگی کے مسئلہ پر آپؓ کا صحیح فیصلہ۔	۱۰۴
مُرتدین سے قتال کی بابت مباحثہ میں آپؓ کی اصابتِ رائے۔	۱۰۵
قتالِ مرتدین میں خالدؓ بن ولید کو امیر متعین کرنے کا عمدہ فیصلہ۔	۱۰۶
آپؓ نے بعض اکابر صحابہؓ کو وساوس اور حدیثِ نفس سے نجات کا طریقہ تجویز فرمایا۔	۱۰۶
حضرت ابوبکرؓ نے آنحضرت صلعم کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۱۰۸
حضرت ابوبکرؓ کی خلافت توڑنے کی بابت زبیرؓ اور بنی ہاشم کے مشورے۔ شیخینؓ نے اس کا بحُسنِ تدبیر دفعیہ کیا۔	۱۰۸
حضرت ابوبکرؓ نے اُمّت کیلئے اجتہاد کا ایک قاعدہ مقرر کر دیا جس پر سب مجتہدین کاربند ہوتے۔	۱۱۴
آپؓ نے دادی کی میراث کا مسئلہ حل کیا۔	۱۱۵
دادی کی میراث کی بابت آپؓ کا قول و رائے۔	۱۱۶
کلالہ کی تفسیر میں حضرت ابوبکرؓ کی رائے۔	۱۱۷
آپؓ نے شراب پینے کی حد کا تعیّن فرمایا۔	۱۱۷
تائب ہونے والے مُرتدین سے آپؓ نے عجیب عجیب مکالمات فرمائے۔	۱۱۸
ملکِ شام میں جہاد کو جانے والے مجاہدین کو آپؓ نے مفید و جامع نصیحتیں فرمائیں۔	۱۱۹
آپؓ نے حضرت عمرؓ کو خلیفہ مقرر کیا۔	۱۲۱
حضرت ابوبکرؓ کی حضرت عمرؓ کو وصیتیں۔	۱۲۲
نکتہ: اندازِ غور و فکر میں حضرت ابوبکرؓ کی مابہ الامتیاز خصوصیت۔	۱۲۵

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
حضرت ابو بکر صدیق رض کے مواعظ، رقائق اور حکمتیں۔	۱۲۶
حضرت صدیق رض کے چند کلمات حقوقِ خلافت کی کامل ادائیگی کی بابت۔	۱۳۴
صدیقِ اکبر رض نے سب سے پہلے آنحضرت ﷺ کے وعدے پورے کئے اور آپ ﷺ کے قرضوں کو ادا کیا۔	۱۳۷
اس کے بعد آپ رض نے قرآن کو دو لوح میں جمع کیا۔	۱۳۷
آپ رض نے آنحضرت ﷺ کے مقرر کردہ عاملوں کو برقرار رکھا۔	۱۳۷
آنحضرت ﷺ نے جس شخص کی حفاظت و رعایت کیلئے حکم فرمایا تھا صدیقِ اکبر رض نے اسکی رعایت کی۔	۱۳۸
کیا تائب مرتدین پر اُن لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو اُنھوں نے دورِ ارتداد میں قتل کیا تھا۔ اس مسئلہ میں حضرت ابو بکر رض کی رائے۔	۱۴۰
کنوارے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں حضرت صدیق رض کی رائے۔	۱۴۰
اگر کوئی تیسری بار چوری کرے تو کیا سزا ہو۔ حضرت ابو بکر رض کی رائے۔	۱۴۱
تقسیم غنیمت میں سبقت فی الاسلام کی بنا پر فضیلت دی جائے یا نسب کی بنا پر۔ حضرت ابو بکر رض کا طرز عمل	۱۴۲
مُرتدین سے حضرت ابو بکر رض کے جہاد و قتال اور فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کا حال۔	۱۴۳
فارس و رُوم کے خلاف جنگوں میں حضرت ابو بکر رض کی حکمتِ عملی۔	۱۴۶
حضرت ابو بکر رض کا حضرت عمر رض کو خلیفہ بنانے کیلئے وصیت نامہ لکھنا اور حضرت عمر رض کو نصیحتیں کرنا۔	۱۵۰
حضرت ابو بکر رض کے آخری لمحات کے چند واقعات۔	۱۵۲
مناقب جمیلۂ فاروقِ اعظم رض	۱۵۴
حضرت عمر رض قریش میں ایک خاص مقام اور کامل وجاہت رکھتے تھے۔	۱۵۴
آپ رض کو تدبیرِ غیب کھینچ کر اسلام کی طرف لائی۔	۱۵۴
آپ کے اسلام لانے پر آنحضرت صلعم نے دعا فرمائی جو قبول ہوئی۔	۱۵۶
آپ رض نے مسلمان ہونے پر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور ایذائیں برداشت کیں۔	۱۵۶
ایک نکتہ: فاروقِ اعظم رض کے اسلام لانے میں تاخیر کی تلافی کیسے ہوئی۔	۱۵۸
آپ رض کے اسلام لانے سے مسلمانوں کے حوصلے بڑھ گئے اور اُنھوں نے اسلام کا اعلان کر دیا۔	۱۵۹
آپ رض نے رسول اللہ صلعم سے پہلے ہجرت کر کے مدینہ کی فضا ہموار کی۔	۱۶۰
آپ رض کو غزوۂ بدر میں اچھی فضیلتیں ہاتھ آئیں۔	۱۶۰
آپ رض کو غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل حاصل ہوئے۔	۱۶۵
آپ رض غزوۂ خندق میں شریک ہوئے۔	۱۶۶
آپ رض غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے۔	۱۶۷
آپ رض حدیبیہ میں حاضر تھے جہاں آپ رض کو بے حساب فضائل حاصل ہوئے۔	۱۷۰
ایک نکتہ: غلبہ کے معنے، اور داعیہ و رؤیا کا باہمی فرق۔	۱۷۳
دوسرا نکتہ: صحابہ رض کو ہدایت ملنے کے مختلف طریقے۔	

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
اور حضرت عمرؓ کا مزاج۔	۱۷۵
غزوۂ خیبر میں حضرت عمرؓ کو بہت سے مناقب ملے۔	۱۷۶
غزوۂ فتح مکہ میں حضرت فاروقؓ کے متعدد فضائل ظہور میں آئے۔	۱۷۸
آنحضرت صلعم نے حضرت فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا۔	۱۸۰
حضرت عمرؓ نے غزوۂ حنین میں فضائل عظیمہ حاصل کئے۔	۱۸۰
طائف میں آپؓ کو نمایاں فضیلت ملی۔	۱۸۰
غزوۂ تبوک میں آپؓ نے نصف مال خرچ کیا۔	۱۸۲
آپؓ حجۃ الوداع میں حاضر تھے۔	۱۸۲
بہت سے فضائل میں آپؓ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں حصہ دار رہے۔	۱۸۲
آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقؓ کی خلافت کے لئے آپؓ خوب کوشاں رہے۔	۱۸۳
صدیق اکبرؓ کی خلافت میں آپؓ خلیفہ کے نائب اور وزیر ومشیر وقاضی رہے۔	۱۸۳
صدیق اکبرؓ نے آپؓ کو اپنا ولیعہد بنایا اور افضل اُمت قرار دیا۔	۱۸۳
حضرت عمرؓ نے اپنے دورِ خلافت میں ایسی سیاست برتی جو کسی خلیفہ کو میسر نہ آئی، نہ ان سے پہلے نہ اُن کے بعد۔	۱۸۴
حضرت عمرؓ کی اولیات۔	۱۸۴
عہدِ فاروقی میں جہاد وفتوحات وحصولِ غنائم کا حال۔	۱۸۵
عہدِ فاروقی میں کفرو اسلام کے درمیان "فرقانِ اکبر" کا ظہور ہوا۔	۱۹۱
ایک نکتہ: فارس وروم کی فتح کی بشارتِ نبویؐ حضرت عمرؓ کے ذریعہ پوری ہوئی۔	۱۹۱
دوسرا نکتہ: فارس وروم کی فتح کا اہتمام حضرت عمرؓ نے کئی طریقوں سے کیا۔	۱۹۳
دولتِ ساسانیہ کے برباد ہونے کا حال۔	۱۹۵
روزِ ارماث کا حال۔	۲۰۰
روزِ اغواث کا حال۔	۲۰۲
روزِ عماس کے واقعات۔	۲۰۵
لیلۃ الہریر کا حال۔	۲۰۷
مدائن پر حملہ اور فتح۔	۲۰۹
۲۰ھ میں حضرت فاروقؓ کا سعد بن ابی وقاصؓ کو واپس بُلانا اور یزدجرد کی لشکر کشی۔	۲۱۰
حضرت عمرؓ کا نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنانا اور فتح الفتوح کا حصول جسکے بعد دولتِ ساسانیان کا کُلّی خاتمہ ہوگیا۔	۲۱۱
شام سے رُومیوں کی حکومت کا خاتمہ۔	۲۱۲
حمص کی فتح۔	۲۱۳
لاذقیہ، قنسرین، حلب وانطاکیہ کی فتح۔	۲۱۴
قیساریہ اور اجنادین کی فتح۔	۲۱۵
بیت المقدس کا محاصرہ۔	۲۱۶
حضرت عمرؓ کا سفر برائے بیت المقدس اور بیت المقدس میں داخلہ۔	۲۱۷
حمص میں قیصرِ روم سے پھر مقابلہ وفتح۔	۲۱۸
مصر کی فتح۔	۲۱۹
دیگر ممالک جو عہدِ فاروقی میں فتح ہوئے۔	۲۲۰
ایک نکتہ: ارادۂ الٰہی کہ اسلام تمام روئے زمین پر	

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

مضمون	صفحہ
ظاہر ہوا اس طرح پورا ہوا کہ حضرت عمرؓ کے ہاتھوں قیصرؔ و کسریٰ کی حکومتوں کا زوال ہوا اور اسکے بعد تمام زمین اسلام کے زیر اثر آ گئی۔	۲۲۰
حضرت عمرؓ کی فتوحات خدائی نشانی ہیں۔ ان کی نظیر نہ اس سے پہلے ملتی ہے نہ بعد میں۔ نیز ان مفتوحہ علاقوں میں اب تک اسلامی شعائر کا رواج ہے۔	۲۲۱
حضرت عمرؓ کی فتوحات کی خصوصیات۔	۲۲۳
حضرت فاروقؓ کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات۔	۲۲۵
حضرت فاروقؓ نے اپنی پالیسی کا اعلان کیا۔	۲۲۶
حضرت فاروقؓ کا لوگوں سے سلوک، ان کی خدمت اور اصلاح۔	۲۲۸
آپؓ کا عاملوں کے حقوق و فرائض بیان کرنا۔	۲۳۱
حضرت فاروقؓ کے تعمیراتی کام۔ بصرہ اور کوفہ کو آباد کرنا۔	۲۳۳
آپؓ نے تاریخ و سن مقرر کیا۔	۲۳۴
آپؓ نے خالدؓ اور سعدؓ کو کیوں معزول کیا۔ ان دونوں کے عزل سے کوئی فرق نہ پڑا۔	۲۳۵
آپؓ نے مسجد نبویؐ کی توسیع کی۔	۲۳۶
آپؓ نے قحط دُور کرنے کی کامیاب کوشش کی۔	۲۳۶
آپؓ نے بڑے شہروں میں ہر شعبہ کا الگ حاکم مقرر کیا۔ (انتظامیہ، عدلیہ اور مالیات کو الگ الگ کیا)۔	۲۳۷
تقسیم غنائم و وظائف کے لئے آپؓ نے دفتر مسلمین وضع کیا، اور ان کی درجہ بندی کی۔	۲۳۷
آپؓ نے سوادِ عراق کی پیمائش کرائی اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔	۲۴۷
آپؓ نے کفار سے مصالحت کرتے وقت ہر قوم سے الگ الگ شرطیں مقرر کیں۔	۲۴۸
آپؓ اسباب مجاہدین کی تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔	۲۴۸
آپؓ نے شاہانِ جاہلیّت کے ذاتی اموال کو بیت المال میں داخل کردیا تاکہ ضرورتمندوں کو وقت پر دے سکیں۔	۲۴۹
آپؓ نے دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خُمس وصول کرسکیں۔	۲۴۹
آپؓ امانتدار اور عدول لوگوں کو عامل بناتے تھے اور ان کو اچھی طرح نصیحتیں کرتے تھے۔	۲۵۰
آپؓ نے سڑکوں کے ناکوں پر محصّلین کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے عشر وصُول کیا۔	۲۵۹
آپؓ نے اہل ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔	۲۶۱
آپؓ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کردی۔	۲۶۳
آپؓ کو مردم شناسی کا بڑا ملکہ حاصل تھا جو خلافت کا رکن اعظم ہے۔	۲۶۳
آپؓ مسلمانوں کے معاملات میں کفار سے اعتماد کے کام لینے کو شدّت سے منع کرتے تھے۔	۲۷۱
آپؓ بذاتِ خود گشت کیا کرتے تھے تاکہ مسلمانوں کا حال معلوم کریں۔	۲۷۲
آپؓ نے بیت المال کی حفاظت میں کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔	۲۸۳
آپؓ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے، اگر کوئی رخنہ نظر آتا تو اصلاح فرماتے۔	۲۸۷
آپؓ آنحضرت صلعم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ کرتے تھے۔	۲۸۸
آپؓ تحریف و تبدیل کے محتمل مواقع سے ملّت کا تحفظ دُور رس طریقوں سے کرتے تھے۔	۲۹۵

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
فاروقِ اعظم رضؓ کا وسیع النظر ہونا علم احکام اور فقہ میں۔	۲۹۶
آپ رضؓ امت کے سب سے بڑے فقیہ ہیں۔	۲۹۶
آپ رضؓ کے فقہی مسائل ظاہرِ دین اور سوادِ اعظم ہیں۔	۲۹۷
آپؓ کے عالم و فقیہ ہونے پر آنحضرت کی شہادت۔	۲۹۷
آپ رضؓ کے عالم و فقیہ ہونے پر صحابہؓ و تابعینؒ کی شہادت۔	۲۹۷
آپ رضؓ کی فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ کی فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ آپؓ کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام صحابہؓ کے مصحف کے۔	۲۹۸
آپؓ کی نسبت مجتہدینِ اُمّت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہدِ مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدینِ منتسب کے ساتھ۔	۳۰۱
آپؓ کو شرع میں واسطہ بنائے بغیر مجتہدین ادلۂ شرعیہ میں غور و خوض نہیں کر سکتے ہیں۔	۳۰۴
اہم مسائلِ فقہ میں مجتہدینؒ فاروقِ اعظم رضؓ کے مذہب کے تابع ہیں۔	۳۰۴
مسائلِ جزئیہ میں مجتہدینؒ کے باہمی اختلاف کی وجوہات۔	۳۰۴
احادیث کی ترجیح و تطبیق میں مجتہدینؒ نے حضرت عمرؓ کا اتباع کیا ہے۔	۳۰۵
حضرت عمر رضؓ کے مسائلِ فقہ میں اجماع پایا جاتا ہے۔	۳۰۶
رسالۂ فقہِ عمر فاروق رضؓ	۳۰۸
حضرت عمر رضؓ کے اصولِ فقہ	۳۰۹
شریعت کے چار دلائل ہیں۔	۳۰۹
کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سنت سے اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سُنّت سے۔	۳۰۹
حدیث صرف ثقہ راوی سے لی جاتے۔	۳۰۹
خبرِ واحد جائز ہے۔	۳۱۰
اجماع۔	۳۱۱
شرطِ قیاس۔	۳۱۱
ایسے مسئلہ کی بابت پوچھنے کی کراہیت جو ابھی پیش نہیں آیا۔	۳۱۱
علم میں لڑائی جھگڑے کی بُرائی۔	۳۱۳
کتاب الصّلوٰۃ	۳۱۳
طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔	۳۱۳
وضو کی ترکیب۔	۳۱۳
وضو کو واجب کرنے والی چیزیں۔	۳۱۵
پیشاب پاخانہ کے آداب۔	۳۱۶
خفّین (موزوں) پر مسح کرنا۔	۳۱۶
غسل کی ترکیب۔	۳۱۷
جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔	۳۱۷
جُنبی کا حکم۔	۳۱۹
حمام میں داخل ہونا۔	۳۱۹
پانیوں کا بیان۔	۳۲۰
نجاستوں کو پاک کرنا۔	۳۲۰
تیمّم کا بیان۔	۳۲۱
اوقاتِ نماز۔	۳۲۳
عشاء کے بعد بات کرنا۔	۳۲۵
جماعت میں حاضر ہونا۔	۳۲۵
سُنّتِ اذان۔	۳۲۷
مساجد کا بیان۔	۳۲۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔	۳۳۱	نماز تراویح باجماعت کا رواج۔	۳۴۸
استقبالِ قبلہ۔	۳۳۲	رکعاتِ تراویح۔	۳۴۹
طریق نماز۔	۳۳۳	لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۴۹
دُعائے افتتاح الصّلوٰۃ۔	۳۳۳	نمازِ چاشت۔	۳۵۰
نماز میں قراءت۔	۳۳۴	نمازِ وتر۔	۳۵۰
سورۃ فاتحہ میں بسم اللہ۔	۳۳۵	نمازِ وتر میں قنوت۔	۳۵۱
مقتدی کے لئے قراءت سورۃ فاتحہ۔	۳۳۶	نماز فجر وظہر سے پہلے کی سُنتیں۔	۳۵۱
حضرت عمرؓ نے مختلف نمازوں میں کون کونسی سورتیں پڑھیں۔	۳۳۶	نماز عصر ومغرب کے درمیان کوئی نماز نہیں۔	۳۵۲
		سفر میں نفل پڑھنا۔	۳۵۲
سجدۂ تلاوت۔	۳۳۹	سجدۂ شکر ادا کرنا۔	۳۵۳
رفع یدین۔	۳۴۰	نفل نماز ایک رکعت۔	۳۵۳
رکوع وسجود کا طریقہ۔	۳۴۰	ایک ہی نماز کو دوبارہ پڑھنا۔	۳۵۳
نماز فجر میں قنوت۔	۳۴۱	نفل نماز دو دو رکعت ہے۔	۳۵۴
نماز میں تشہّد۔	۳۴۲	گھر میں نفل نماز پڑھنا۔	۳۵۴
نماز میں درُود۔	۳۴۳	**جُمعہ کا بیان۔**	۳۵۴
سلام پھیرنے کا طریقہ۔	۳۴۳	جہاں قیام ہو وہاں جمعہ پڑھنا۔	۳۵۴
نماز میں بھُول ہو جائے تو کیا کرے۔	۳۴۴	خطبۂ جمعہ کی نوعیت۔	۳۵۴
نمازِ قصر۔	۳۴۴	فَاسْعَوْا اِلٰی ذِکْرِ اللّٰہِ کا مفہوم۔	۳۵۵
جمع بین الصّلوٰتین۔	۳۴۵	خطبہ میں فصل دینا۔	۳۵۵
نماز میں نکسیر پھُوٹ جانا۔	۳۴۶	جمعہ کی پہلی اذان کس وقت ہوتی ہے۔	۳۵۵
نماز میں اشارہ کرنا۔	۳۴۶	خطبہ شروع ہونے پر خاموش ہو جانے کا حکم۔	۳۵۵
نوافل۔	۳۴۶	جمعہ کے دن سفر کرنا جائز ہے۔	۳۵۵
عیدین اور استسقاء کی تکبیریں۔	۳۴۶	جمعہ کے دن غسل کا حکم۔	۳۵۵
استسقاء کی نماز سنّت ہے یا نہیں۔	۳۴۸	**جنائز کا بیان۔**	۳۵۶

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
مرنے والے کو تلقین لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ کرنا۔	۳۵۶
مُردہ شخص کو دفن کرنے کا حکم۔	۳۵۶
بیری اور آب ریحان سے میّت کو غسل دینا۔	۳۵۶
باپ میّت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے بہ نسبت شوہر کے۔	۳۵۷
میّت کو خوشبو اور مُشک لگانا۔	۳۵۷
مرد کو تین کپڑوں میں کفنانا۔	۳۵۷
عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنانا۔	۳۵۸
جنازہ کے آگے چلنا اور تیز چلنا۔	۳۵۸
نماز جنازہ کی تکبیرات میں صحابہؓ کا اختلاف پھر عہدِ فاروقی میں چار تکبیروں پر اتفاق۔	۳۵۸
نماز جنازہ کی دُعا۔	۳۵۹
نماز جنازہ کی کوئی دُعا مقرر نہیں ہے۔	۳۶۰
نماز جنازہ مسجد میں پڑھی جائے۔	۳۶۰
عورت کی قبر میں کون اُترے۔	۳۶۰
لحد کا حکم۔	۳۶۰
قبر کی گہرائی و چوڑائی۔	۳۶۰
میّت کو قبر میں داخل کرتے وقت دُعا۔	۳۶۰
رات میں دفن کرنا۔	۳۶۰
نصرانی کے جنازہ میں چوپایہ پر سوار ہو کر اس کے آگے چلنا۔	۳۶۰
مسلمان کی حاملہ عیسائی بیوی کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کرنا۔	۳۶۱
ہڈیوں پر نماز جنازہ پڑھنا۔	۳۶۱

مضمون	صفحہ
قبر کو کوہان کی طرح اُبھارنا۔	۳۶۱
مُردوں کو گالیاں مت دو۔	۳۶۱
مُردے کے حق میں کلماتِ خیر کہنے کا اثر۔	۳۶۱
عذاب قبر سے پناہ مانگنا۔	۳۶۲
مُردوں پر رونا۔	۳۶۲
کتابُ الزّکوٰۃ۔	۳۶۲
حضرت عمرؓ کا مکتوب زکوٰۃ کی شرح، مقدار اور دیگر احکام کی تفصیل میں۔	۳۶۲
زکوٰۃ میں کونسی بکری لیجائے اور کونسی نہ لی جائے۔	۳۶۴
سبزی ترکاری میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
اموالِ یتامیٰ پر زکوٰۃ۔	۳۶۵
مملوک پر زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
زکوٰۃ کی نقد وصولیابی۔	۳۶۵
پانی لانے والے اونٹ میں زکوٰۃ نہیں۔	۳۶۵
گھوڑوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۵
پانچ وسق سے کم میں زکوٰۃ کا حکم۔	۳۶۶
زکوٰۃ کیلئے کھجوروں کا اندازہ کرنا۔	۳۶۷
زیتون میں زکوٰۃ کی شرح۔	۳۶۷
شہد میں زکوٰۃ۔	۳۶۷
کھالوں میں زکوٰۃ۔	۳۶۸
زکوٰۃ میں بہترین مال لینے کی ممانعت۔	۳۶۸
زکوٰۃ میں دی ہوئی چیز خریدنے کی ممانعت۔	۳۶۸
زکوٰۃ صرف حاکم کے مقرر کردہ والی کو دیجائے۔	۳۶۹
قرض دی ہوئی رقم پر زکوٰۃ۔	۳۶۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
اہل کتاب کو زکوٰۃ دینا۔	۳۶۹
زکوٰۃ میں سامان اور چاندی وغیرہ لینا۔	۳۷۰
اموال تجارت کی زکوٰۃ نکالنے کا طریق۔	۳۷۰
وظائف پر زکوٰۃ۔	۳۷۰
ملکیت بدل جانے پر صدقہ میں دیا ہوا مال خریدا جا سکتا ہے۔	۳۷۰
عُشر وصول کرنے میں تلاشی لینے کی ممانعت۔	۳۷۰
مُسلمانوں سے عُشر وصول کرنے کی ممانعت۔	۳۷۰
حضرت عمرؓ کے صاع کی مقدار۔	۳۷۱
پڑا ہوا مال پانے پر خمس۔	۳۷۱
کتابُ الصّیام۔	۳۷۱
رمضان کی راتوں میں مباشرت کی اجازت۔	۳۷۱
مہینہ کو مقدّم کرنے کی ممانعت۔	۳۷۲
مشکوک دن روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۲
دن کو چاند نظر آجائے تو کیا کرے۔	۳۷۲
ہلال کی بابت ایک مرد کی شہادت۔	۳۷۳
افطار کا وقت۔	۳۷۳
غلطی سے وقتِ افطار سے قبل افطار کر لے تو کیا کرے۔	۳۷۳
روزہ میں بوسہ لینا۔	۳۷۴
افطار میں جلدی کرنا۔	۳۷۴
افطار کا درست وقت۔	۳۷۴
روزہ صرف کھانے پینے کا نہیں ہوتا۔	۳۷۵
یوم عاشوراء کا روزہ۔	۳۷۵
لیلۃ القدر کا تعین۔	۳۷۵

مضمون	صفحہ
قضائے رمضان کا التواء ذی الحجہ تک۔	۳۷۵
مسلسل روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۵
اعتکاف میں پردہ ڈالنے کی ممانعت۔	۳۷۶
شوہر کی اجازت لیکر نفل روزہ رکھنا چاہیئے۔	۳۷۶
روزۂ رمضان کی قضاء مع طعام مسکین۔	۳۷۶
ماہِ رجب کی عظمت۔	۳۷۶
عیدین میں روزہ رکھنے کی ممانعت۔	۳۷۶
روزہ کی حالت میں مسواک کرنا۔	۳۷۶
کتابُ الحج۔	۳۷۷
حج سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔	۳۷۷
حاجی کی دعائے مغفرت دوسروں کے لئے۔	۳۷۷
ماہِ شوال میں صرف عمرہ کر کے واپس جانا۔	۳۷۷
مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَيْهِ سَبِيْلًا میں سبیل سے مراد زادِ راہ اور سواری ہے۔	۳۷۷
عورتوں کو حج کرانا۔	۳۷۷
عورت کا بغیر مُحرم کے حج کرنا۔	۳۷۸
بصرہ اور کوفہ کی میقات ذاتِ عرق ہے۔	۳۷۸
میقات سے پہلے احرام باندھنے کی کراہت۔	۳۷۸
مُحرم کے لئے خوشبو کی ممانعت۔	۳۷۹
حضرت عمرؓ کا تلبیہ۔	۳۸۰
اہلِ مکّہ کیلئے وقتِ احرام۔	۳۸۰
اہلِ آفاق کیلئے احرام میں توسّع۔	۳۸۰
حجِ افراد۔	۳۸۱
حجِ قِران۔	۳۸۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
حج تمتع۔	۳۸۱
افرادِ عمرہ کی ممانعت۔	۳۸۱
حج و عمرہ دونوں کرو۔	۳۸۱
متعۂ حج کی ممانعت۔	۳۸۲
حج اور عمرہ میں فصل کرنے کا حکم۔	۳۸۲
(شاہ ولی اللہؒ کی وضاحت)۔	۳۸۲
حجِ قران میں قربانی کا حکم۔	۳۸۳
متمتّع کون ہوتا ہے۔	۳۸۳
حج اور عمرہ دونوں کا میقات ایک ہے۔	۳۸۳
عمرہ بعد از فراغِ حج۔	۳۸۳
طوافِ قدوم۔	۳۸۳
طواف میں باتیں کم کرنے کا حکم۔	۳۸۳
حطیم بیت اللہ کا حصّہ ہے۔	۳۸۴
سعیٔ صفا و مروہ۔	۳۸۴
رمل اب بھی باقی ہے۔	۳۸۴
حجرِ اسود کو بوسہ و استلام۔	۳۸۴
سعیٔ صفا و مروہ کا طریق۔	۳۸۵
یوم نحر تک حالتِ احرام۔	۳۸۵
عرفات میں جمع بین الصلوٰتین۔	۳۸۵
یوم عرفہ میں روزہ۔	۳۸۵
مزدلفہ کے اعمال۔	۳۸۶
تلبیہ کا آخری وقت۔	۳۸۷
قربانی کا وقت۔	۳۸۷
رمیٔ جمرہ کہاں سے کی جائے۔	۳۸۷
احرام میں سر کے بال گوندھنا یا باندھنا۔	۳۸۷
عقبہ سے پرے رات گزارنا۔	۳۸۷
رمیٔ جمرہ کیلئے پیدل جانا۔	۳۸۷
جمرۂ اولیٰ و ثانیہ پر قیام۔	۳۸۸
رمیٔ جمرہ کے اوقات۔	۳۸۸
منیٰ کے اونچے حصّہ پر قیامِ شب۔	۳۸۸
منیٰ میں قصرِ صلوٰۃ۔	۳۸۸
منیٰ اور محصب میں نمازِ جمعہ۔	۳۸۸
محصب میں کچھ دیر سونا۔	۳۸۸
طوافِ وداع۔	۳۸۹
طواف کے بعد دو رکعت۔	۳۸۹
حائضہ کا آخری عمل حج میں کیا ہو۔	۳۸۹
رنگین احرام۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں نکاح کرنا۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں غسل کرنا۔	۳۹۰
غیر محرم کے لئے کیا ہوا شکار محرم کو کھانا جائز ہے۔	۳۹۰
حالتِ احرام میں اونٹ کی چیچڑیاں نکالنا۔	۳۹۱
حالتِ احرام میں مختلف جانوروں کے شکار کا فدیہ۔	۳۹۱
ٹڈی پر فدیہ۔	۳۹۲
کبوتر پر فدیہ۔	۳۹۲
متمتّع وقت پر روزہ نہ رکھ سکے تو اس پر قربانی۔	۳۹۳
اگر ہدی راستہ میں ذبح کرنا پڑے تو اس میں سے نہ کھائے۔	۳۹۳
منیٰ سے واپسی کے بعد مکہ میں صرف تین دن قیام۔	۳۹۳
اگر حج میں شریک ہونے میں یوم النحر تک دیر ہو جائے تو کیا کرے۔	۳۹۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
سفرِ حج میں حُدی خوانی۔	۳۹۴
سفرِ حج میں خیمہ لگانا اور سایہ کرنا۔	۳۹۴
کتابُ البیُوع۔	۳۹۴
تاجر کو احکامِ تجارت کا علم ہونا چاہیئے۔	۳۹۴
حرام چیزوں کی تجارت منع ہے۔	۳۹۴
بائع و مشتری کو کب تک واپسی کا اختیار ہے۔	۳۹۵
مشتری کی ذمہ داری کب تک ہے۔	۳۹۵
ہمجنس اشیاء کی خرید و فروخت و تبادلہ کی شرائط۔	۳۹۵
سُود کی مشابہ صورتوں کو ترک کرنا۔	۳۹۷
بیعِ سلَم۔	۳۹۷
غلام کی وَلاء (مال) بیچنے والے کی ہے۔	۳۹۸
قبضہ سے پہلے مال بیچنے کی ممانعت۔	۳۹۸
بیع میں شرط کا اثر۔	۳۹۸
غیر موجود چیز کے لئے تاجر کو پیشگی رقم دینا۔	۳۹۸
نرخ کا تعین از طرف حاکم۔	۳۹۹
احتکار (ذخیرہ اندوزی) کی ممانعت۔	۳۹۹
دیوالیہ کا مال قرضخواہوں کو تقسیم کرنا۔	۴۰۰
قرض میں ناجائز شرط۔	۴۰۰
مضاربت کی ایک صورت۔	۴۰۰
مزارعت۔	۴۰۱
چراگاہ صرف اللہ اور اسکے رسول کی ہے۔ (یعنی بیت المال کی)۔	۴۰۱
حضرت عمرؓ نے صدقہ کے اونٹوں کیلئے ایک چراگاہ محفوظ کی۔	۴۰۱
سرکاری چراگاہ میں چھوٹے غریب گلہ والوں کو مویشی چرانے کی اجازت	۴۰۱
عطائے جاگیر۔	۴۰۲
اگر غلام مالک کا ذی رحم محرم ہے تو آزاد ہو جاتے گا۔	۴۰۲
ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۰۲
مکاتبت۔	۴۰۲
چاندی کے حلقہ والی تلواریں درہموں کے عوض بیچنا۔	۴۰۳
نیلامی کا جواز۔	۴۰۳
باغ کے پھل کھانا نگران کو جمع نہ کرنا۔	۴۰۳
غلہ کی ذخیرہ اندوزی منع ہے۔	۴۰۳
مکاتبت کی رقم مدت مقررہ سے قبل ادا کرنے سے غلام آزاد ہو جاتے گا۔	۴۰۳
صرف جائز شرائط پر صلح ہو سکتی ہے۔	۴۰۴
یتیم کا مال مضاربت پر دینا۔	۴۰۴
کرائے کی سواری لینے والے کا ذمہ کہاں تک ہے۔	۴۰۴
غیر آباد زمین آباد کرنے والے کی ہے۔	۴۰۴
کسی کی زمین میں سے نہر گزارنا۔ (شفعہ)۔	۴۰۴
کھجور کا باغ وقف کرنا۔	۴۰۵
کونسا ہبہ واپس لیا جا سکتا ہے اور کونسا نہیں۔	۴۰۵
نقدی پڑی مل جائے تو کیا کرے۔	۴۰۵
بھٹکے ہوئے اُونٹوں کا حکم۔	۴۰۶
کوئی بچہ پڑا مل جائے تو اس کا حکم۔	۴۰۶
کتابُ النکاح۔	۴۰۶
نکاح کی تاکید۔	۴۰۶
نکاح کرنے سے تونگری حاصل ہوتی ہے۔	۴۰۶
اپنی لڑکیوں کی شادی اچھی جگہ کرو۔	۴۰۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
کنواری عورتوں سے نکاح کی ترغیب۔	۴۰۷
نکاح میں حسب ونسب کا خیال۔	۴۰۷
ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہوتا۔	۴۰۷
ولی کون ہو؟	۴۰۸
بغیر ولی کے نکاح کرنیوالی بمنزلہ زانیہ کے ہے۔	۴۰۸
یتیم لڑکی کی اجازت اس کی خاموشی ہے۔	۴۰۸
جب کوئی ولی نہ ہو تو کیا کرے۔	۴۰۸
نکاح کے دو گواہ کون ہوں۔	۴۰۸
غیر محرم کا عورت کے ساتھ خلوت میں ہونا۔	۴۰۹
غیر مسلم اور مسلمان عورتیں یکجا غسل نہ کریں۔	۴۰۹
آزاد وغلام (مرد وعورت) کے باہمی نکاح کا قانونی اثر۔	۴۰۹
عربوں کو باندی سے نکاح کی ممانعت۔	۴۰۹
غیر مسلم عورتوں سے نکاح کی ممانعت خواہ وہ کتابیہ ہوں۔	۴۱۰
ماں بیٹی دونوں باندیاں ہوں تو اُن سے مقاربت۔	۴۱۰
شرط کی پابندی ضروری ہے۔	۴۱۱
ناقابل عمل شرط نافذ نہ ہوگی۔	۴۱۲
اعرابی مہاجرہ سے نکاح نہ کرے۔	۴۱۲
غلام اور باندی کیلئے قوانین نکاح وطلاق وعدّت۔	۴۱۲
اگر کوئی عورت دورانِ عدّت نکاح کرلے تو کیا کیا جائے۔	۴۱۲
زانیہ کا نکاح۔	۴۱۳
نکاح کا اعلان کرو۔	۴۱۴
دعوت میں فخر ونمائش کی کراہت۔	۴۱۴
زیادہ مہر نہ باندھنے کی ترغیب۔	۴۱۵
مہر کا تعین۔	۴۱۵
تخلیہ سے مہر واجب ہوجاتا ہے۔	۴۱۶
مسئلہ تین طلاق کا ایک شمار ہونا۔	۴۱۷
(شاہ ولی اللہ رح کا محاکمہ)	۴۱۷
مفقود الخبر شوہر کی بیوی کا مسئلہ۔	۴۲۰
(شاہ ولی اللہ رح کا محاکمہ)	۴۲۱
مسئلہ ظہار۔	۴۲۳
مطلقہ کو دو حیض کے بعد حیض آنا بند ہوجائے تو کیا کرے۔	۴۲۳
مطلقہ ایک یا دو طلاق کے بعد شوہر اوّل سے کب نکاح کرسکتی ہے۔	۴۲۳
اُمّ الولد کا حکم۔	۴۲۴
آقا غلام پر ظلم کرے تو اس کو آزاد کرنا۔	۴۲۴
شوہر کی غلط خبر موت ملنے پر بیوی دوسرا نکاح کرے تو کیا کیا جائے۔	۴۲۴
باندی کی بیع سے اس کو طلاق نہیں ہوتی۔	۴۲۵
عدّتِ مطلقہ کی آخری حد۔	۴۲۵
مطلقہ کو اطلاع دیئے بغیر رجوع کرنا اور اسکی شرائط۔	۴۲۶
بیوی سے ترک مباشرت کا مسئلہ۔	۴۲۶
لونڈی کو آزاد ہونے کے بعد کب تک فسخ نکاح کا اختیار ہے۔	۴۲۷
منع عزل۔	۴۲۷
استبراء کنیز کی مدت۔	۴۲۷
قیافہ شناسوں کی مدد سے نسب کا تعین۔	۴۲۷
مسئلہ لعان۔	۴۲۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
قیدی عورتوں کا استبراء۔	۴۲۸
الحاقِ نسب کے قواعد۔	۴۲۸
نامرد اور اسکی بیوی میں تفریق کرانا۔	۴۲۸
نکاح میں بیٹا ولی بن سکتا ہے۔	۴۲۸
عورتوں کی ستر پوشی۔	۴۲۸
ایک مجلس میں تین طلاق دینے پر سزا۔	۴۲۹
مذاق میں دی ہوئی طلاق واقع ہوجاتی ہے۔	۴۲۹
دیوانے سے طلاق لے لینا۔	۴۲۹
دیوانے کو ایک سال کی مہلت دینا۔	۴۲۹
عورتوں کی شہادت پر مدہوش کی طلاق کا نفاذ۔	۴۲۹
طلاق میں کنایہ۔	۴۲۹
طلاقِ مُکرَہ (زبردستی کی طلاق)۔	۴۲۹
بیوی کی بھانجی سے نکاح کرنے پر سزا۔	۴۳۰
زانی وزانیہ کا باہم نکاح۔	۴۳۰
حائضہ سے کس حد تک متمتع ہوا جاسکتا ہے۔	۴۳۰
رضاعتِ محرمہ کی حد۔	۴۳۰
متعہ زنا ہے۔	۴۳۰
حلالہ کی سزا۔	۴۳۱
حاملہ بیوہ کی عدّت وضعِ حمل تک۔	۴۳۱
نیک سیرت عورت بڑی نعمت ہے۔	۴۳۱
دو بہنوں کو نکاح میں رکھنے کی ممانعت۔	۴۳۱
اختیارِ طلاق ملنے کے بعد عورت کو صرف ایک طلاق لینے کا حق ہے۔	۴۳۲
طلاق بتّہ کا حکم۔	۴۳۳

مضمون	صفحہ
اختیارِ طلاق دینے کے الفاظ۔	۴۳۴
اختیارِ طلاق ختم ہونے کی صورت۔	۴۳۴
کنایاتِ طلاق میں لفظ خلیہ، بریہ اور بائنہ وحرام وغیرہ کا اثر۔	۴۳۴
غلام اپنی منکوحہ کی طلاق کا خود مختار ہے نہ کہ مالک۔	۴۳۵
بیوی کے مسلمان ہونے پر غیر مسلم شوہر سے اسکی تفریق۔	۴۳۵
بیوی کی موجودگی کا انکار کرنے سے طلاق نہیں پڑتی۔	۴۳۵
مطلّقہ کسی اور سے نکاح کر کے پھر شوہر اوّل کی طرف رجوع کرے تو اب شوہر کو کتنی طلاق کا حق باقی ہے۔	۴۳۵
مذاق میں دی جانے والی طلاق بھی نافذ ہوتی ہے۔	۴۳۶
خُلع۔	۴۳۶
مطلّقہ کو نفقہ وقیام کا حق ہے۔	۴۳۶
اگر مطلّقہ دورانِ عدّت کسی سے نکاح کرلے تو....	۴۳۶
بیوہ باندی کا استبراء۔	۴۳۶
نامرد شوہر کو علاج کیلئے ایک سال کی مہلت۔	۴۳۷
عدّت میں حج کو جانے کی ممانعت۔	۴۳۷
کنایہ کی طلاق کا فیصلہ نیت پر۔	۴۳۷
طلاقِ خلیہ، بریہ، بتہ اور بائنہ کا اثر۔	۴۳۷
اختیارِ طلاق ملنے پر بیوی صرف ایک طلاقِ رجعی لے سکتی ہے۔	۴۳۸
زبردستی لی ہوئی طلاق نافذ نہیں ہوتی۔	۴۳۸
ایلاء چار ماہ سے زیادہ ہو تو طلاق ہوجائے گی۔	۴۳۸
ناجائز بچہ کا تعینِ نسب۔	۴۳۸
رضاعتِ کبیر۔	۴۳۹

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
باپ کی مدخولہ باندی سے بیٹا مباشرت نہ کرے۔	۴۳۹
اہلِ کتاب کون ہیں۔	۴۳۹
نصاریٰ العرب (بنی تغلب) اہلِ کتاب نہیں ہیں۔	۴۳۹
حُرمتِ متعہ۔	۴۴۰
حلالہ کرانے کی ممانعت۔	۴۴۰
حالتِ احرام میں نکاح باطل ہے۔	۴۴۱
مجنون یا مبروص عورت سے نکاح۔	۴۴۱
تعلیم قرآن کا معاوضہ دینا۔	۴۴۱
مشترک غلام کی فروخت۔	۴۴۱
اگر باندی خود کو آزاد بتا کر نکاح کرلے۔	۴۴۲
اگر بیوہ عورت دوسری شادی کرلے اور قبل از وقت بچہ پیدا ہوجائے ...	۴۴۲
اگر زمانۂ جاہلیت کی اولاد کے دو دعویدار ہوں۔	۴۴۲
مدخولہ باندی کی اولاد کا نسب۔	۴۴۳
احکامِ خلافت و قضاء۔	۴۴۳
آدابِ قضاء و قواعدِ عدالت۔	۴۴۴
فصلِ قضایا صرف امیر (حاکم) کا کام ہے۔	۴۴۶
آداب القاضی۔	۴۴۶
سابقہ فیصلہ پر نظر ثانی کی جاسکتی ہے۔	۴۴۶
خلیفہ کے مشیر بوڑھے اور جوان دونوں ہوسکتے ہیں۔	۴۴۷
ظاہری اعمال پر مؤاخذہ اور فیصلہ۔	۴۴۷
جھوٹی گواہی دینے والا توبہ کرلے تو آئندہ اس کی شہادت قبول ہوگی۔	۴۴۷
عدالت میں قاضی کی تعریف کرنیکی ممانعت۔	۴۴۸
غیر عدول کی شہادت قابلِ قبول نہیں۔	۴۴۸
مدعی اور متہم دونوں کی شہادت ناقابلِ قبول ہے۔	۴۴۸
کسی کے بے ضرر کام میں رکاوٹ ڈالنا روا نہیں۔	۴۴۹
دُگنا تاوان ڈالنا۔	۴۴۹
عطیہ اور ہبہ میں قبضہ ضروری ہے۔	۴۵۰
کونسا ہبہ واپس لیا جاسکتا ہے۔	۴۵۰
نابالغ کی طرف سے وصیت۔	۴۵۰
دیوالیہ کے مال کی تقسیم قرضخواہوں میں۔	۴۵۱
کتابُ الحدود۔	۴۵۱
مُرتد کی سزا۔	۴۵۱
زنا میں رجم کی سزا۔	۴۵۲
لونڈی غلام پر زنا کی حد۔	۴۵۳
غلام پر افترا کی حد۔	۴۵۳
کنایۃً افترا کرنے پر حدِ قذف۔	۴۵۳
بیوی کی باندی سے زنا کرنے پر سزائے رجم۔	۴۵۳
اگر غلام آقا کا غیر محفوظ مال چُرالے تو حد ساقط ہے۔	۴۵۴
نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۴۵۴
شراب نوشی کی سزا کا تعین۔	۴۵۴
غلام کو شراب نوشی پر آدھی سزا ملے گی۔	۴۵۵
وہ مشروب پینا جائز ہے جو نشہ نہ کرے۔	۴۵۵
گالی گلوچ پر تادیب۔	۴۵۶
دیت کی مقدار۔	۴۵۶
قتلِ خطا کی دیت۔	۴۵۶

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
مقدمہ میں ابتدا مدعی سے کیجائے یا مدعا علیہ سے۔	۴۵۶
داڑھ، ہنسلی اور پسلی کی دیت۔	۴۵۷
شوہر کی دیت میں بیوی کا حصہ وراثت۔	۴۵۷
قاتل مقتول کا وارث نہیں ہوتا۔	۴۵۸
قتل میں حصہ لینے والے سب لوگوں پر قصاص۔	۴۵۸
قصاص کے فیصلہ میں تبدیلی کرنا۔	۴۵۸
غلام کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔	۴۵۹
بیٹے کے قتل پر قصاص نہیں بلکہ دیت ہے۔	۴۶۰
بیوی کے قتل پر قصاص ہے۔	۴۶۰
غلام کے قاتل غلام پر قصاص ہے۔	۴۶۰
لاٹھی وغیرہ سے مارنے پر قصاص۔	۴۶۱
خلیفہ سے قصاص لیا جاسکتا ہے۔	۴۶۱
حضرت عمرؓ نے شہریوں کیلئے اونٹوں کے بدلہ نقدی میں دیت کا تعین فرمایا۔	۴۶۱
دیت کی مقدار مختلف اجناس میں۔	۴۶۱
قتل عمد میں دیت جبکہ مقتول کا کوئی وارث اپنا حق معاف کردے۔	۴۶۲
نابالغ کا قتل عمد بھی قتل خطا کے حکم میں ہے۔	۴۶۳
عامل (گورنر) سے بھی رعیت کا بدلہ لیا جائے گا۔	۴۶۳
دانت کے سوا کسی ہڈی میں قصاص نہیں۔	۴۶۴
اگر سزا دیتے وقت کوئی مجرم مرجائے تو اس کی دیت یا قصاص نہیں ہے۔	۴۶۴
حرم میں یا شہر حرم میں یا حالتِ احرام میں قتل ہونے والے کی دیت میں اضافہ۔	۴۶۴
غیر موضحہ زخم میں دیت مقرر نہیں۔	۴۶۴
سب دانتوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۶۵
سب انگلیوں کی دیت مساوی ہے۔	۴۶۵
عورت کی دیت مرد کی دیت سے آدھی ہے۔	۴۶۵
یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت میں تفاوت۔	۴۶۵
غلام کی دیت اسکی قیمت کے برابر۔	۴۶۵
غلاموں کی میراث اور دیت۔	۴۶۵
دیت کی ادائیگی قسطوں میں۔	۴۶۶
جنین (پیٹ کے بچہ) کی دیت۔	۴۶۶
غلام کی قیمت کا تعین۔	۴۶۶
جب قاتل کا پتہ نہ چلے تو کیا کیا جائے۔ (قسامت)۔	۴۶۶
دیت کے وارث کون ہوتے ہیں۔	۴۶۷
جادوگر کو قتل کرنے کا حکم۔	۴۶۷
مالِ غنیمت وصدقات اور فے کی تقسیم	۴۶۷
تمام شرکائے جنگ غنیمت کے حقدار ہیں۔	۴۶۷
امدادی فوج اگر مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ جائے تو وہ بھی غنیمت کی حقدار ہے۔	۴۶۷
اموالِ فے کا مسئلہ۔	۴۶۸
سَلَب میں خُمس۔	۴۶۸
غنیمت میں سوار اور پیادہ کا حصہ۔	۴۶۹
خُمس کی تقسیم درعہدِ رسالتؐ وخلفائے راشدینؓ۔	۴۶۹
خُمس کے خرچ کا انتظام خلیفہ کے ہاتھ میں۔	۴۷۰
عہدِ فاروقی میں تقسیم خُمس کے نگران حضرت علیؓ تھے۔	۴۷۰
خُمس میں ذوی القربیٰ کا حصہ کس کا ہے۔	۴۷۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
کیا ذوی القربیٰ کا حصہ اب ساقط ہے۔ امام شافعیؒ کی بحث۔	۴۷۱
شاہ ولی اللہؒ کی توجیہ۔	۴۷۵
عراق کی مفتوحہ زمینوں کی تقسیم کی ممانعت۔	۴۷۶
عراق وشام کی زمینوں کی بابت حضرت عمرؓ نے صحابہؓ سے مشورہ لیا۔	۴۷۷
حضرت عمرؓ کا استدلال بر منع تقسیم اراضی۔	۴۸۲
حضرت عمرؓ کے فیصلہ پر امام ابو یوسفؒ کا تبصرہ۔	۴۸۳
اس فیصلہ پر امام شافعیؒ کی رائے۔	۴۸۴
اس فیصلہ پر شاہ ولی اللہؒ کی رائے وتبصرہ۔	۴۸۵
مال فےَ میں ہر فرد مسلم کا حق ہے۔	۴۸۷
خلیفہ کو مال مسلمین میں کتنا حق حاصل ہے۔	۴۸۸
اموال منقولہ کی تقسیم میں عجلت۔	۴۸۸
اموال المسلمین میں سے مصیبت زدوں پر خرچ کرنا۔	۴۹۰
وظیفہ خواروں کے رجسٹر کی تدوین۔	۴۹۱
وظیفہ خواروں کی درجہ بندی میں رسول اللہ صلعم کے قرابت داروں کو اولیت۔	۴۹۱
صدقات وزکوٰۃ کے مصارف و مدات۔	۴۹۴
فےَ اور زکوٰۃ کے الگ الگ مصرف۔	۴۹۴
مجوس سے جزیہ کی وصولی۔	۴۹۶
مجوسیوں کے ساتھ اہل کتاب کا سا برتاؤ۔	۴۹۶
جزیہ کے ناکارہ مال کا مصرف۔	۴۹۷
عشور (چُنگی) کا تعین ونفاذ۔	۴۹۷
خلیفہ وامام کیلئے صدقہ وزکوٰۃ ناجائز ہے۔	۴۹۸

مضمون	صفحہ
کتابُ الفرائض والمیراث۔	۴۹۸
علم الفرائض سیکھنے کی تاکید۔	۴۹۸
علم الفرائض میں زید بن ثابتؓ کی فضیلت۔	۴۹۸
شوہر، ماں باپ اور ماں شریک بھائیوں کا حصہ۔	۴۹۹
دادا کا حصہ۔	۴۹۹
دادی اور نانی کا حصہ۔	۵۰۰
کلالہ کا ترکہ۔	۵۰۱
ذوی الفروض کی غیر موجودگی میں ذوی الارحام کا حصہ۔	۵۰۱
مسلمان اور غیر مسلم ایک دوسرے کے وارث نہیں ہوتے۔	۵۰۱
غلام کی وَلاء کا حقدار کون ہے۔	۵۰۲
دیت بھی ترکہ کی طرح تقسیم ہوتی ہے۔	۵۰۲
قاتل مقتول کا وارث نہ ہوگا۔	۵۰۲
اُٹھا کر لاتے ہوئے مجہول شخص کا ترکہ۔	۵۰۲
غلام کو آزاد کرنے کا قول فوراً نافذ ہوگا۔	۵۰۳
اگر شوہر وبیوی میں ایک آزاد ہو اور ایک غلام۔	۵۰۳
غلام کی وَلاء کا حقدار کون ہے۔	۵۰۳
ورثاء کلالہ ہوں تو وصیّت کی حد۔	۵۰۳
اصل وصیّت وہ ہے جو سب سے آخری ہو۔	۵۰۴
متفرق ابواب۔	۵۰۴
جزیرۃ العرب میں دو دین جمع نہ ہوں گے۔	۵۰۴
جزیرۃ العرب سے یہود کا اخراج۔	۵۰۴
مکّہ افضل ہے یا مدینہ۔	۵۰۵
وبا زدہ علاقہ میں جانا یا وہاں سے نکلنا۔	۵۰۵
تقدیر کا مسئلہ۔	۵۰۷

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
رائے کی مذمت۔	۵۱۰
جماعت کے ساتھ رہنے کی تاکید۔	۵۱۰
قرآن اللہ کا کلام ہے۔	۵۱۱
دین کے بنیادی ارکان۔	۵۱۱
عذاب قبر۔	۵۱۱
منکر و نکیر۔	۵۱۱
ہدایت و گمراہی صرف خدا کے اختیار میں ہے۔	۵۱۲
اصحاب قدر سے دور رہنے کی تاکید۔	۵۱۲
رجم، دجال، شفاعت اور عذاب قبر کا عقیدہ۔	۵۱۲
عمدہ لباس پہننا۔	۵۱۳
ریشمی لباس پہننے کی ممانعت۔	۵۱۳
کھڑے ہو کر پانی پینا جائز ہے۔	۵۱۳
کھانے کے آداب۔	۵۱۳
ٹڈی حلال ہے۔	۵۱۴
گوشت کی عادت ڈال لینا۔	۵۱۴
ملاقات کے آداب۔	۵۱۵
بغیر مانگے کوئی چیز آئے تو اسے واپس نہ کرو۔	۵۱۶
لوگوں کو تکلیف نہ دینا۔	۵۱۶
اچھے نام رکھنا۔	۵۱۶
سحر اور بیماری والی سرزمین کی طرف جانا۔	۵۱۷
باندی کا آزاد عورتوں کی وضع اختیار کرنا۔	۵۱۷
تنہائی میں محاسبہ۔	۵۱۷
نصرانی عورت کے گھڑے سے وضو کرنا۔	۵۱۷
اہل کتاب کا بنا ہوا پنیر کھانا۔	۵۱۸
جانور ذبح کرنے کے آداب۔	۵۱۸
آٹا نہ چھانو۔	۵۱۸
قحط کے وقت راشن بندی۔	۵۱۸
خمر کیا ہے۔	۵۱۸
نشہ ہونے پر حد کا نفاذ۔	۵۱۸
کپڑوں کی احتیاط۔	۵۱۸
مردوں کیلئے کسم کے (زعفرانی) رنگ کا کپڑا۔	۵۱۹
مردوں کیلئے ریشمی کپڑا۔	۵۱۹
نیا لباس پہننا۔	۵۱۹
حضرت عمرؓ خود پیوند لگے کپڑے پہنتے تھے۔	۵۱۹
سپاہیوں کو مناسب لباس اور جفاکشی کی زندگی اختیار کرنے کی تاکید۔	۵۱۹
سونے اور لوہے کی انگوٹھی۔	۵۲۰
چاندی کی انگوٹھی پہننا۔	۵۲۱
مشک لگانا۔	۵۲۱
مہندی اور وسمہ سے خضاب لگانا۔	۵۲۱
نورے (چونے و ہرتال) کا استعمال۔	۵۲۱
عام حمام میں جانے کے آداب۔	۵۲۱
گرجاؤں میں نہ جانے کی وجہ ان میں تصاویر۔	۵۲۲
منقش پردہ لٹکانا۔	۵۲۲
غیر محرم عورت کا علاج کرنا ہو تو اسکی تدبیر۔	۵۲۲
علم نجوم و ہیئت بقدر ضرورت سیکھنا۔	۵۲۲
خواب دیکھے تو کیا کہے۔	۵۲۳
جھوٹا خواب بیان کرنا اور اس کی تعبیر کا اثر۔	۵۲۳

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مضمون	صفحہ
خط میں القاب لکھنا۔	۵۲۳
اِستقبال کے وقت ہاتھ کا بوسہ لینا۔	۵۲۳
نام رکھنے کے آداب۔	۵۲۴
خطبہ وتقریر کے آداب۔	۵۲۴
حُدی خوانی کا جواز۔	۵۲۴
حضرت عمرؓ کا فقہ میں درجہ ومرتبہ۔	۵۲۵
نکتۂ اُولیٰ: شیخینؓ کے زمانہ میں طریقِ اجتہاد وافتاء، اور زمانۂ ماقبل ومابعد کے مقابلہ میں اسکی خصوصیات۔	۵۲۵
نکتۂ ثانیہ: حضرت عمرؓ نے سُننِ ہُدیٰ اور سُننِ زوائد میں تفریق کی، اور احادیثِ احکام پر زور دیا۔	۵۲۹

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ازالۃ الخفاء

عن

خلافۃ الخلفاء

جلد سوم

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

مقصدِ دوم

www.KitaboSunnat.com

در ذکر جملہ صالحہ از آثر و مناقب خلفائے اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کہ بہ نقل مستفیض ثابت شدہ و قدر مشترک در ہر بابے بتواتر رسیدہ و در صدرِ مقالہ باید دانست کہ مقصود بالذات مجرد سرد قصص ایشان نیست بلکہ استقراء جزئیاتِ قصص وانتقال ازاں بکلیات فضائلے کہ بآں تشبہ بالانبیاء علیہم السلام من حیث نبوتہم بظہور رسد یا لوازمِ خلافتِ خاصہ کہ اقصے سعادتے کہ اُمتیان را میسر می شود ہماں تواند بود بآں خصال متحقق گردد آیا ماشئت فقل و تقریب ایں قصص باصل مقصد موقوف است بر تقدیم سہ نکتہ۔

نکتہ اُولیٰ در بیان صفاتے کہ پیغامبر را از جہت پیغامبری حاصل می شود باید دانست کہ اصل نبوت پیغامبرانِ اولی العزم ارادۂ حق ست تبارک و تعالیٰ لطف بر بندگانِ خود و تقریب ایشان بخیر و تبعید ایشاں از شرو رفع ظلماتِ مظالم از ایشاں

محاسن و مناقب خلفاءِ اربعہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے متعلق ایسی صاف و دلنشین باتوں کے بیان میں جو کہ نقلِ مُستفیض سے ثابت ہیں اور ہر باب میں جو قدر مشترک ہے وہ تواتر کے مرتبہ کو پہنچا ہوا ہے۔ ابتداءِ کلام میں ہی یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ ہمارا مقصود صرف اِن حضرات کے قصے بیان کرنا نہیں ہے بلکہ جزئیاتِ قصص کو زیر غور و فکر لانا اور اُن سے منتقل ہونا ہے اُن کُلیاتِ فضائل کی جانب کہ جن سے ان کا انبیاء علیہم السلام کے ساتھ ان صفات میں تشبہ عیاں ہوجاتے جو اُن کی نبوت کی حیثیت سے تعلق رکھتی ہیں یا (یوں کہہ لیجیے کہ) لوازم خلافتِ خاصہ کا جن خصال سے تحقق ہوتا ہے جو اس سعادت کا منتہا ہو سکتی ہیں جو کسی نبیؑ کے اُمتیوں کو میسر ہو جائیں جو کچھ دل چاہے کہہ لیجئے (بات ایک ہی ہے) اور ان قصص کو اصل مقصد سے قریب لانا اس پر موقوف ہے کہ پہلے تین نکتے بیان کردیئے جائیں۔

پہلا نکتہ اُن صفات کے بیان میں جو پیغمبر کو پیغمبری کی حیثیت سے حاصل ہوتی ہیں۔ جاننا چاہیئے کہ اولوالعزم پیغمبروں کی نبوت کے لئے جو بنیادی چیز ہے وہ اللہ تبارک و تعالیٰ کا اپنے بندوں پر لطف کرنے کا ارادہ ہے کہ ان کو خیر سے قریب اور شر سے بعید کردے اور جو مظالم ان سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بواسطہ بعث پیغامبرے از میانِ ایشان و
اعلاء کلمہ او و اظہار حجج او شائع گردانیدن
علم او کما قال سبحانہ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی
الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ
اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ الآیۃ وکما ورد فی الحدیث[ل]
القدسی اِنَّ اللّٰہَ نَظَرَ اِلٰی اَھْلِ الْاَرْضِ
فمقتھم عربھم وعجمھم اِلَّا بقایا
من اھل الکتاب وانما بعثتک لِاَبْتلیک
وابتلی بک الحدیث وآز لوازم نبوت و
بمنزلہ اجزاء او تمیز این شخص ست کہ
پیغامبری او خواستہ اند از سائر افراد
بشر در ہر دو قوتِ نفسِ ناطقہ اعنی قوتِ
عاقلہ و قوتِ عاملہ والیہ الاشارۃ فی قولہ
تعالیٰ اَللّٰہُ اَعْلَمُ حَیْثُ یَجْعَلُ
رِسَالَتَہٗ پس خدائے تعالیٰ پیغامبر
را بفضل و نعمتِ خود بے سابقہ عملی در
قوتِ عاقلہ زیادتی عطا می فرماید کہ
بسببِ آں وحی از جانبِ غیب بروے
نازل مے شود و جنت و نار و ملائکہ
را مشاہدہ مے نماید و واقعات
عجیبہ بصورِ مثالیہ مے بیند و
بسوئے این قوت اشارت واقع شدہ
است۔

لہ شرح این حدیث در جلد اول ذیل تفسیر آیت ۲ گزشت ۱۲

سرزد ہوتے رہیں ان کی تاریکیوں کو رفع کردے ایک ایسے پیغمبر
کے ذریعہ سے جس کو ان ہی میں سے منتخب کرکے مبعوث کرے
اور اس کی بات کو اونچی کرے اور اس کی حجتوں کو غلبہ عطا
فرمائے اور اس کے علوم کو (عوام میں) شائع کردے جیساکہ حق
سبحانہٗ وتعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔ هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ الخ
(۶۲:۲) وہی ہے جس نے (عرب کے) ناخواندہ لوگوں میں اُن
ہی (کی قوم) میں سے (یعنی عرب میں سے) ایک پیغمبر بھیجا جو
اُن کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتے ہیں اور ان کو (عقائد
باطلہ و اخلاقِ ذمیمہ سے) پاک کرتے ہیں الخ اور جیساکہ حدیث
قدسی میں وارد ہوا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے زمین والوں کی طرف
دیکھا تو سب کو ناپسند کیا ان میں کے عرب کو بھی اور عجم کو بھی
بجز کچھ اہلِ کتاب کے جو اپنے اصل دین پر باقی رہ گئے تھے اور
میں نے تجھ کو پیغمبر بنا کر بھیجا تاکہ ان سے تیری اور تجھ سے اُن کی
آزمائش کراؤں، آخر حدیث تک۔ اور نبوّت کے لوازم میں سے اور
بمنزلہ اس کے اجزاء کے ہے اس شخص کا جس کو پیغمبر بنانا
مقدر ہوچکا ہے تمام افرادِ بشر سے ممتاز ہونا نفسِ ناطقہ کی
دونوں قوتوں میں یعنی قوتِ عاقلہ میں بھی اور قوتِ عاملہ میں بھی
اور اسی کی طرف اشارہ ہے حق تعالیٰ کے ارشاد اَللّٰہُ اَعْلَمُ الخ
(۶:۱۲۴) میں "یعنی اس موقع کو تو خدا ہی خوب جانتا ہے جہاں
وہ اپنا پیغام بھیجتا ہے"۔ تو خدا تعالیٰ اپنے فضل و نعمت سے
پیغمبر کو کسی سابقہ عمل کے بغیر قوتِ عاقلہ میں زیادتی عطا فرماتا
ہے کہ جس کے سبب سے جانبِ غیب سے اس پر وحی نازل
ہوتی ہے اور وہ جنت و دوزخ اور ملائکہ کا مشاہدہ
کرتا ہے اور عجیب واقعات کو مثالی صورتوں میں
دیکھتا ہے اور اسی قوت کی طرف اشارہ کیا گیا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

در حدیث الرؤیا الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین
جزءًا من النبوۃ وہمچنین در قوتِ عاملہ او مددے
می دہند کہ بسبب آں سَمتِ صالح (ہیئۃ الخیر) نصیب او شود
واجتناب از معاصی ورعایتِ آداب مراعات* وتدبیر
منازل وسیاستِ مدینہ بوجہے کہ ازاں خوب تر
صورت نہ بندد وبر روئے کار آید وخُلق شجاعت
وسخاوت وکفایت وعدالت وشناختنِ مصلحت
ہر وقتے از استقامت قوتِ عاملہ حاصل مے
شود وکمال ایں قوت مُفضی مے گردد بعصمت
وبسوئے ایں قوت اشارہ واقع شدہ است
در حدیث السمتُ الصالح جزءٌ من
خمسۃٍ وعشرین جزءً من اجزاء
النبوۃ۔ وچوں ہر دو قوۃ علی الوجہ الذی ینبغی
مہذب شوند واز جانب غیب برائے ہر یکے مددے
فرود آید در مجاری امور شخص برکات بسیار بظہور
می آید کہ احصائے آں متعذر است۔ آما نکتہ ف سہل
التناول کہ جامع آں برکات باشد بگوئیم اگر
خواہی کہ بشناسی صفاتِ نبی را فرض کن
کہ چہار شخص را در یک تن جمع کردہ اند ونام
آں مجموع نبی گزاشتہ اند یکے بادشاہی کہ بالطبع و
المرتبہ بادشاہ عالم شدہ باشد نہ برسم یعنی
بادشاہے کہ ظلِ نفسِ ناطقہ او بر مردمان مے
افتد وبسبب آں ظل التیامی وانتظا(م)
درمیان افراد بشر حادث مے شود

اس حدیث میں کہ رؤیا صالحہ ایک جزو ہے نبوت کے چھیالیس[46] اجزاء
میں سے۔ اور اسی طرح اس کی قوتِ عاملہ کو مدد دیتے ہیں کہ جس
کے سبب اس کو خیر کی سنجیدہ وضع وقطع نصیب ہو جاتی ہے اور
معاصی سے بچے رہنا اور عبادات میں آداب کی کامل مراعات اور
تدبیرِ منازل اور سیاستِ مدنیہ کا ظہور اُس سے ایسی بہترین صورت
کے ساتھ ہوتا ہے جس سے کوئی اونچا درجہ نہیں ہوتا۔ اور شجاعت
و سخاوت اور کفایت (امور مہمّہ) و عدالت اور ہر وقت کے
مناسب مصلحت کا پہچاننا یہ سب اخلاقِ (عالیہ) قوّتِ
عاملہ کی استقامت سے حاصل ہو جاتے ہیں اور اس قوت کا
کمال پہنچ جاتا ہے عصمت پر اور اسی قوت کی طرف اس حدیث
میں اشارہ واقع ہوا ہے کہ سنجیدہ وضع ایک جزو ہے نبوت کے
پچیس[25] اجزاء میں سے۔ اور جب دونوں قوتیں ایسی صورت کے
ساتھ جو مناسب ہے مہذب ہو جاتی ہیں اور غیب کی جانب سے
ہر ایک قوت کے لئے مدد نازل ہو جاتی ہے تو اس شخص (مقدس)
کے تمام امور کے اجراء میں اتنی زیادہ برکتیں ظہور میں آتی
ہیں کہ ان کا احاطہ دشوار ہے۔ اب ہم ایک نکتہ جو آسانی سے
ذہن نشین کر دینے والا اور جو کہ ان برکات کا جامع ہے
کہہ دینا چاہتے ہیں۔ اگر تم نبی کی صفات کو پہچاننا چاہتے ہو تو
یہ فرض کر لو کہ چار شخصوں کو ایک تن میں جمع کر دیا اور اس
مجموعہ کا نام نبی رکھ چھوڑا ہے۔ ایک[1] ایسا بادشاہ ہے جو طبیعت
اور مرتبہ کے اثر سے عالم کا بادشاہ بن گیا ہو رسمی طور پر نہیں
(کہ وہ کسی بادشاہ کا مثلاً بیٹا تھا جس کے مرنے کے بعد
تخت نشین بنا دیا گیا) یعنی ایسا بادشاہ ہو کہ اس کے نفسِ ناطقہ کا
ظل لوگوں پر پڑتا ہے اور ظل کے سبب سے افرادِ بشر کے درمیان

ف نکتہ شناخت نبی صلے اللہ علیہ وسلم۔

* در عبادات

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دہر یکے بر جائے خود قرار گرفتہ درمیانِ ایشان ترتیبے مناسب پدید مے آید کہ بسببِ آن ترتیب وحدتے بظہور انجامد و بآں وحدت مدینہ نام ایشان گردد از انواع اہلِ قلم وسپاہیان و مدبّرانِ جیوش وسیاست کنندگانِ مُدن و مزارعان و تجّار وغیرہم پس اگر اجتماع و ترتیب درمیانِ ایں فرق متحقق نہ بود بسبب ظلِ نفسِ ناطقہ او کہ برایشان اُفتادہ در ضمن افعال واقوال او از سرِنو مدینہ متحقق گردد اگر متحقق بود بکمالِ خود رسد و ہرنابایستے کہ در وے ہست زائل گردد قصہ کوتاہ ہرچہ درین بادشاہ بالمرتبہ مے باید از بخت و حکمت و عدالت و شجاعت وکفایت وسخاوت وغیرآن ہمہ در نبی مشاہدہ کن قال اللہ تعالیٰ وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِي الْاَرْضِ جَمِيْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ و حکیمے کہ در حکمتِ عملی فائق شدہ

ایک خانہ پُری اور ایک تنظیم پیدا ہو جاتی ہے اور ہر ایک کے اپنی جگہ پر متمکن ہونے سے ان کے درمیان ایک مناسب ترتیب ظہور میں آجاتی ہے کہ اس ترتیب کے سبب سے ایک خاص وحدت انواع (مختلفہ) اہلِ قلم و سپاہیوں اور افواج کی تنظیم قائم رکھنے والوں اور شہروں میں ضبط و نظم قائم رکھنے والے حکام اور مزارعین و تاجرین وغیرہم سے مِل کر وجود میں آجاتی ہے اور اس وحدت کے اعتبار سے اس پر مدینہ (یا شہر) کا اطلاق ہونے لگتا ہے تو اگر ان (مذکورہ بالا جماعتوں) میں اجتماع و ترتیب پہلے موجود نہیں تھی تو اب بسبب اُس بادشاہ کے نفسِ ناطقہ کے ظل کے جو اُن پر اُس کے افعال و اقوال کے ضمن میں پڑا ہے تو (اس کے اثر سے بہ ترتیب موجود ہوکر) مدینہ (یا شہر) از سرِ نو وجود میں آجائے گا۔ اور اگر (یہ اجتماع و ترتیب بادشاہ سے پہلے) موجود تھی تو اب اپنے کمال کو پہنچ جائے گی اور جو غیر مناسب چیزیں اس میں آچکی تھیں وہ زائل ہو جائیں گی۔ قصہ مختصر (جس طرح اس بادشاہ کی طبیعت کے اثر سے ایک خاص تنظیم اور حُسنِ انتظام وجود میں آیا اسی طرح) مرتبہ کے لحاظ سے بخت اور حکمت و عدالت اور شجاعت و کفایت (امورِ مہمہ) و سخاوت وغیرہ (اوصاف کا ظہور ہوگا) ان سب اوصاف کو نبی میں مشاہدہ کیجئے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے، وَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ ط الخ (۸: ۶۳) اور (اللہ) نے ان کے قلوب میں اتفاق پیدا کر دیا اور اگر آپ دنیا بھر کا مال خرچ کر لیتے تب بھی ان کے قلوب میں اتفاق پیدا نہ کر سکتے لیکن اللہ ہی نے ان میں باہم اتفاق پیدا کر دیا۔" (دوسرا شخص) ایک دانشور (صاحبِ حکمت) ہے جو کہ حکمتِ عملی میں سب سے بلند

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علم اخلاق و تدبیر منازل و سیاستِ مُدن نیک شناختہ و بر علم آنہا اکتفا نہ نمودہ بلکہ ہمہ ایں صفات تحققًا و تخلقًا در وے نمایان شدہ و آثارِ آں صفات حِینًا فحِینًا از وے می تراود و در میانِ مردم شائع می شود کہ کُلُّ اِنَاءٍ یترشح بما فیہ قال اللہ تعالےٰ یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ مَنْ یَّشَآءُ وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط و در قرآنِ عظیم ہر جا ذکر پیغامبرے آمدہ اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ مقرونِ اوست۔

و۳ صوفی مرشدے کہ در زمرۂ صوفیان نشستہ مصدرِ کراماتِ عجیبہ و خوارقِ غریبہ گشتہ و بقوتِ ارشادِ خود و تاثیر صحبتِ خود بادیہ پیمایانِ بادیہ ضلال را راہِ نجات نمودہ بعد ازاں کہ سالہا تہذیبِ نفس خود بطاعات و ریاضات کردہ و از اشباحِ آنہا پے بارواحِ آنہا بردہ و مقاماتِ عُلیہ و احوالِ سنیہ کسب فرمودہ چنانکہ در مقاماتِ مشائخ ما قدس اللہ اسرارہم خواندہ باشی قال اللہ تعالےٰ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَۃَ۔

و۴ جبرئیلے کہ جارحہ از جوارحِ تدبیر الٰہی شدہ و واسطہ اخذ علوم حقہ از منبع العلوم گشتہ لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ

مرتبہ ہو کر علم اخلاق اور گھریلو تدابیر اور شہری سیاست کو خوب پہچان چکا ہے اور صرف ان کے علم پر اکتفا کئے ہوئے نہیں ہے بلکہ یہ تمام صفات اس سے متحقق اور اس کی جبلت سے نمایاں ہوتی رہتی ہیں اور ان صفات کے آثار وقتاً فوقتاً اس سے مترشح ہوتے اور لوگوں کے درمیان شائع ہوتے رہتے ہیں۔ برتن میں جو کچھ ہوتا ہے، وہی اس سے چھلکتا ہے۔ حق تعالیٰ فرماتے ہیں یُؤْتِی الْحِکْمَۃَ الخ (۲: ۲۶۹) وہ جس کو چاہتے ہیں حکمت عطا فرما دیتے ہیں اور جس کو حکمت عطا کی گئی اس کو در حقیقت بڑی خیر کی چیز مل گئی" اور قرآن عظیم میں جس جگہ کسی پیغمبر کا ذکر آیا ہے اٰتَیْنٰہُ الْحِکْمَۃَ (کہ ہم نے اس کو حکمت عطا کی) بھی ساتھ ساتھ موجود ہے۔

(تیسرا شخص) ایک ایسا صوفی اور مرشد ہے جو صوفیوں کی جماعت میں بیٹھا ہوا ہے اور اس سے عجیب و غریب کرامتوں اور خوارقِ عادت کا صدور ہو رہا ہے اور اپنی قوتِ ارشاد اور تاثیر صحبت سے گمراہی کی وادیوں میں بھٹکنے والوں کو نجات کا راستہ دکھا رہا ہے بعد اس کے کہ وہ برسوں تک اپنے نفس کی تہذیب عبادات اور ریاضات سے کر کے اور ان عبادات کی ظاہری صورت سے ان کی ارواح کا کھوج لگا چکا ہے اور بلند مقامات اور عمدہ احوال حاصل کر چکا ہے جیسے کہ تم نے ہمارے مشائخ قدس اللہ اسرارہم کے مقامات میں پڑھے ہوں گے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا وَیُزَکِّیْھِمْ الخ (۲:۶۲) اور ان کے نفوس کا تزکیہ کرتا اور کتاب اور اصولِ دانشوری سکھاتا ہے۔

(چوتھا شخص) ایک جبرئیلؑ ہے جو کہ تدبیر الٰہی کے جوارح (آلات) میں سے ایک جارحہ (آلہ) بنا ہوا ہے اور سرچشمۂ علوم (یعنی علم الٰہی) سے علوم حقہ کے اخذ کرنے کا واسطہ بن گیا ہے لَا یَعْصُوْنَ اللّٰہَ مَآ اَمَرَھُمْ وَ یَفْعَلُوْنَ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مَا یُؤْمَرُوْنَ نقد حالِ اوست از جذر جبلّتِ او راہے بحظیرۃ القدس کشادہ است وازاں راہ علوم مجردۂ عالیہ بر عقل و قلب او فرو ریختہ و خفایائے عالم ملک و خبایائے عالم ملکوت پیشِ او مُتشبّح گشتہ۔

باز تامل باید کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چوں مبعوث شدند در ایام خود بکدام چیز اعتنا تمام فرمودند و از آثار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم چہ چیز در عالم باقی ماند دریں باب کار فرمائی حدس ذہن باید شد و از جزئیات بکلیات و از مقدمات بمقاصد انتقال باید نمود۔

باید دانست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در زمانے مبعوث شدند کہ شرک در عبادات و استعانت شیوع تمام پیدا کردہ بود اثباتِ معاد نمی کردند و عبادات را فراموش ساختہ بودند و تحریفہا در دینِ حنیفے کہ منسوب است بحضرت ابراہیم علیہ السلام داخل شدہ بود و مانند سباع بایکدیگر می جنگیدند و مثل بہائم بر یک دیگر می جہیدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم امر ابطال شرک فرمودند و اثبات مجازات نمودند و تحریفات را برانداختند و شعاعے از نفس قدسیہ

مَا یُؤْمَرُوْنَ (۶:۶۶) اس کا حال بن چکا ہے (یعنی وہ خدا کی نافرمانی نہیں کرتے کسی بات میں جس کا ان کو حکم دیتا ہے اور جو کچھ ان کو حکم دیا جاتا ہے اس کو بجالاتے ہیں) اور اس کی اصل جبلّت (مراد خلقی بصیرت) سے حظیرۃ القدس تک (یعنی ایوان مقدس ملائکہ مقربین تک) ایک راہ کشادہ ہوچکی ہے اور اس راہ سے علوم مجردہ عالیہ (یعنی ذات وصفاتِ حق کے علوم) کا فیضان اُس کی عقل اور قلب پر نازل ہورہا ہے اور عالم مُلک کی پوشیدہ باتیں اور عالم ملکوت کے اسرار اس کے سامنے صورت پکڑ کر آرہے ہیں۔

بعد ازیں اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے تو آپؐ نے اپنے زمانہ میں کس چیز پر پوری توجہ فرمائی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آثار میں سے کیا چیز عالم میں باقی رہی۔ اس بارے میں کام کرنے والی ذکاوت ذہن ہونی چاہیئے اور جزئیات سے کلیات کی اور مقدمات سے مقاصد کی طرف منتقل ہونا چاہیئے۔

جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے زمانہ میں مبعوث ہوئے کہ عبادت واستعانت میں شرک پورے طور پر شائع ہوچکا تھا اور لوگ عالم آخرت کو نہیں مانتے تھے اور عباداتِ (الٰہیہ) کو فراموش کرچکے تھے اور دین حنیفی میں جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کی طرف منسوب ہے بہت سی تحریفیں داخل ہوچکی تھیں اور لوگ درندوں کی طرح ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے اور جانوروں کی طرح اُچھل کر ایک دوسرے پر حملے کرتے تھے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہلا کام یہ کیا کہ شرک کو باطل کیا اور مجازات کو ثابت کیا (یعنی اعمال کی جزاء آخرت میں ضرور ملیگی) اور تحریفات کو (جو دین حنیفی میں داخل کردی گئی تھیں) نکال پھینکا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفس

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براز گیا، قوم افتاد آنجماعۃ دینِ حق را بفہم درست تلقی نمودند و بہمتِ کارکشا نصرت دادند تا آنکہ راہ رشد واضح شد واسلام از کفر ممتاز گشت ومردمان در دینِ حق آمدن شروع کردند آنگاہ عرب عامۃً وقریش خاصۃً بہ تعصب برخاستند ودرپے ایذاہا افتادند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بقوتِ خدا دادِ خود درمقابلہ مجادلہ ایشان استقامت فرمود ویارانِ وے خود را سپروے ساختہ از مشربِ عشق چہ بادہا کہ نخوردند وچہ مستی ہا کہ نہ کردند. بعد ازاں مامور شدند بہ ہجرت وجہاد بتائید الٰہی دراں باب مساعیی کہ زیادہ ازاں مقدور بشر نباشد بجا آوردند یارانِ ہمہ بحرکتِ ایشان متحرک وبعزیمتِ ایشان عازم تا آنکہ فتحہا واقع شدہ ہزیمت ہا بر کفار افتاد وجاہلیت از ہم پاشید و مظالم پامال شد وعلمی کہ بآں آشنا نبودند درمیانِ ایشان شائع گشت وحسد و حقدے کہ درمیانِ خودہا داشتند نابود شد ہمہ یک دل ویک زبان بر کلمۂ حق متفق وبر اضدادِ آں منکر قال اللہ تعالیٰ:۔

وَاذْكُرُوا نِعْمَتَ اللهِ عَلَيْكُمْ إِذْ كُنْتُمْ أَعْدَاءً فَأَلَّفَ بَيْنَ

قدسیہ سے جو شعاعیں قوم کے ذی فراست لوگوں پر پڑیں اس جماعت نے دینِ حق کو صحیح اور درست صورت میں پالیا اور انھوں نے نتیجہ خیز ہمت کے ساتھ مدد پہنچائی یہاں تک کہ بھلائی کی راہ واضح ہوگئی اور اسلام کفر سے ممتاز ہوگیا اور لوگوں نے دینِ حق میں آنا شروع کردیا۔ ایسے وقت میں عرب عام طور پر اور قریش خاص طور پر تعصب سے مقابلہ پر آگئے اور ایذاؤں کے درپے ہوگئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنی قوتِ خداداد سے ان سب کے مقابلہ اور مجادلہ پر ڈٹ گئے اور آپؐ کے محبین اپنی ذوات کو آپؐ کے لئے ڈھال بنا کر عشق و محبت کا کونسا جام تھا جو نوش نہ کیا اور کونسی ایسی مستی تھی جس کا ظہور اُن سے نہ ہوا... اس کے بعد ہجرت وجہاد پر مامور ہوئے تو اللہ کی مدد سے اس باب میں اس قدر مساعی بجالائے کہ اس سے زیادہ سعی انسان کی طاقت سے باہر ہے، تمام ساتھی اُن کی حرکت سے متحرک اور اُن کی ہمت سے مستعد ہو جاتے تھے۔ یہاں تک کہ بہت سی فتح حاصل ہوئیں اور کفار پر بہت سی شکستیں پڑیں اور جاہلیت پاش پاش ہوگئی اور جو ظلم کے طور طریقے جاری تھے مسل ڈالے گئے اور وہ علم کہ جس سے لوگ آشنا نہ تھے ان کے درمیان خوب پھیل گیا اور وہ حسد اور کینے جو ایک دوسرے کے متعلق وہ لوگ اپنے باطن میں لئے ہوئے تھے بالکل مِٹ گئے۔ سب کے سب ایک دل، ایک زبان ہوکر کلمۂ حق پر متفق، اور جو باتیں حق کے خلاف ہوتی تھیں ان کے منکر ہوئے اللہ تعالےٰ ارشاد فرماتے ہیں وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللهِ الخ

(۳: ۱۰۳) اور تم پر جو اللہ تعالےٰ کا انعام ہے اس کو یاد کرو جب کہ تم دشمن تھے پس اللہ تعالےٰ نے تمہارے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قُلُوْبِكُمْ فَأَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ
إِخْوَانًا ۚ روز و شب کارِ ایشان
ترویج علم قرآن بود و علم ایمان
یعنی ارکانِ خمسہ اسلام و علم احسان
یعنی از صور طاعات بے بارواحِ آن
بردن و علم شرائع از اصلاح تدبیر منازل
وسیاست مدن و آداب معاش و ہر یکے
را باوضاعِ معینہ مقید ساختن و علم رقائق (نرم دلی ۱۲)
و علم اخلاقِ صالحہ و علم فضائل
اعمال و علم مناقب کبراء امت و علمِ معاد
و علمِ فتن تا آنکہ باقاصی و ادانی
رسید و ذکی و غبی ہمہ فائدہ
یاب شدند الا ہر بے نصیبے
کہ شقاوتِ ازلیہ اورا
از مراتبِ خیر مؤخر ساختہ
باشد و تربیتِ افرادِ بشر
فرمودہ و یاران دریں باب
کوشش ہا بکار بردند تا آنکہ
اہلِ بدو و سکانِ صحرا محسنان
و مقرّبان گشتند جزے
اللہ عزّ وجلّ ھذا النبیّ
الکریم و اعوانہ احسن
الجزاء وحشرنا معھم
و ادخلنا الجنّۃ فی
تضاعیفھم ورزقنا رؤیتہ
(اثناء ہم ۱۲)

دلوں میں الفت ڈال دی سو تم خدا تعالیٰ کے انعام سے آپس میں بھائی بھائی ہو گئے۔" رات دن ان کا کام تھا رواج دینا علمِ قرآن کو اور علمِ ایمان کو یعنی اسلام کے پانچوں ارکان کو اور علمِ احسان کو یعنی عبادات کی صورتوں سے عبادات کی ارواح کا کھوج لگا لینا اور علمِ شرائع کو یعنی امور خانہ داری کی اصلاح (حسب رضا حق جل شانہ) اور شہری سیاست اور آداب معاش اور (ان میں سے) ہر ایک کو اوضاع معینہ کے ساتھ مقید کرنا اور علمِ رقائق کو (یعنی ان چیزوں کا علم جن سے قلب میں رقت پیدا ہو) اور علمِ اخلاقِ صالحہ (یعنی جو اسوۂ نبویہ کے مطابق ہوں) اور علمِ فضائلِ اعمال کو اور علمِ فضائل بزرگانِ اُمت کو اور علمِ معاد کو (کہ اس حیاتِ دنیویہ کے بعد کن مراحل سے گزرنا ہے) اور علمِ فتن کو (یعنی جن آنے والے فتنوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرما دیا ہے)۔ یہاں تک (ان علوم کی عام ترویج فرمائی) کہ اعلیٰ وادنیٰ سب کو پہنچ گئے اور ذکی اور غبی سب نے فوائد حاصل کئے بجز ایسے بے نصیب لوگوں کے جن کو ازلی بدبختی نے مراتبِ خیر سے پیچھے ہٹا دیا ہو۔ اور یہ حضرات افرادِ بشر کی تربیت فرماتے رہے اور ان کے احباب نے اس باب میں نہایت درجہ مساعی جاری رکھیں یہاں تک کہ دیہات کے باشندے اور جنگلوں کے رہنے والے بھی محسنین اور مقربین بن گئے، اللہ تعالیٰ ان نبی کریم اور ان کے مددگاروں کو بہترین جزا عطا فرمائے اور ہمارا حشر اُن ہی کے ساتھ کرے اور ہم کو بھی ان میں شامل کرکے جنت میں داخل کرے اور ان کی جماعت میں شامل کرکے اپنے دیدار سے مشرف فرمائے اپنے فضل و کرم سے (اس بارگاہ مقدس میں جسکے بارے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی زمرتھم بفضلہ وکرمہ فی مقعد صدق عند ملیک مُقتدر۔

نکتۂ دوم در بیان آنکہ تشبہ غیر نبی را با نبی چگونہ حاصل شود و اعانتِ پیغامبر در تحمل اعباء نبوت و اتمام انچہ نصیب پیغامبر ست از تقاسیم رحمتِ الٰہی چہ قسم صورت بندد اما تشبہ غیر نبی بانبی در خصلتِ اُولیٰ کہ ارادہ بعثت است بآں تواند بود کہ ارادۂ الٰہی متعلق گردد بآنکہ اتمام کارے کہ نصیب پیغامبر ست و می باید کہ در جریدۂ اعمال پیغامبر ثبت شود بدست شخصے از اُمتِ او کنند و ایں معنیٰ را پیغامبر ارشاد فرماید و آں مرد دانا بگوشِ باطن استماع کند نہ بگوشِ ظاہر گویا ہماں ارادہ دیگر بار در خاطرِ ایں عزیز گُل کردہ است و الٰی ہٰذا وقعت الاشارۃُ فی قولہ تعالیٰ وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ الخ وقولہ کَزَرْعٍ اَخْرَجَ شَطْاَہٗ فَاٰزَرَہٗ قصۂ استخلاف حضرت موسیٰ یوشع را علیہما السّلام و اتمام مواعیدِ الٰہی بر دستِ وے شنیدہ باشی

میں فرمایا گیا ہے) فِیْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ مَلِیْکٍ مُّقْتَدِرٍ (یعنی اہلِ جنت مجلس حق میں ہوں گے شہنشاہ ذی اقتدار کے حضور میں)۔

دوسرا نکتہ اس امر کے بیان میں کہ غیر نبی کو نبی کے ساتھ تشبہ کیونکر حاصل ہو۔ اور پیغمبر کی اعانت کی کیا صورت ہوگی، نبوت کے بوجھ کے تحمل اور اس امر کے پورا کرنے میں جو پیغمبر کا حصہ ہے یعنی اللہ کی رحمت کی تقسیمات؛ اب سمجھیے کہ غیر نبی کا تشبہ نبی کے ساتھ اس بنیادی امر میں یعنی بعثتِ نبی کے متعلق ارادۂ خداوندی میں (جس کا بیان پہلے نکتہ کے شروع میں ہوچکا ہے) اس طرح ہوسکتا ہے کہ ارادۂ الٰہی (کسی شخص کے ساتھ) اس بات کے لیے متعلق ہو کہ اس کام کا پورا کرنا جو پیغمبر کا حصہ ہے اور جس کو پیغمبر کے نامۂ اعمال میں درج ہونا چاہیے اس کی امت میں سے کسی شخص کے ہاتھ سے متعلق کردیں اور اس حقیقت کو پیغمبر ارشاد فرمائے اور وہ مرد دانا (اس ارشاد کو) باطنی کان سے سُن لے ظاہری کان سے نہیں گویا وہی ارادہ دوسری مرتبہ اس عزیز کُل کے دل میں اُتر گیا ہے اور اسی کی طرف اشارہ واقع ہوا ہے حق تعالےٰ کے اس ارشاد میں وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۲۴:۵۵) تم میں جو لوگ ایمان لائیں اور نیک عمل کریں ان سے اللہ تعالےٰ وعدہ فرماتا ہے کہ ان کو زمین میں حکومت عطا فرمائے گا الخ اور اس ارشاد میں کَزَرْعٍ اَخْرَجَ الخ جیسے کھیتی کہ اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اُس کو قوی کیا الخ تم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا حضرت یوشع علیہ السلام کو خلیفہ بنانے اور اللہ تعالیٰ کے وعدوں کا ان کے ہاتھ پر پورے ہونے کا

عہ الشطا فراخ النخل اوورقہ فازرہ ای قوی الزرع بعضہ بعضاً ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والاتشبہ درزیادت قوتِ علمیہ نفسِ ناطقہ آں
وجہ تواند بود کہ کسی را از اُمت محدَّث و ملہم
فرمایند تا بعض بروقِ غیب شعاعِ خود در دلِ
وے اندازد و ایں معنی بدو وجہ صورت پذیرد۔
یکے آنکہ بمجرد استماعِ سخن پیغامبر باصلِ کار
متنبہ شود گویا بے واسطہ می بیند بمثال آنکہ
آئینہ از آفتاب اثر پذیر گردد و نورِ خالص
برآید و نام ایں مقام صدیقیت است واز
لوازم او تصدیق پیغامبر ست بے اکتراث و
بدون طلبِ معجزہ و صحبت دائمہ بوصفِ فنا
و فدا و تسلیم و رضا و اختیارِ موافقت و ترکِ
مخالفت اگرچہ در ادنےٰ شیٔ باشد اعنی
حالتے کہ در عُرف آں را عشقِ مُفرط گویند و
نیز از لوازم او تعبیر رؤیاست و موافقتِ رائے
پیغامبر قبل ازانکہ پیغامبر تصریح کردہ
باشد دوم آنکہ فراستِ صادقہ نصیب او
کنند و عقلِ اورا از حظیرۃ القدس تائید
دہند تا آنکہ غالباً اصابت کند در تحرّے خود
در آنچہ ہنوز حکم آں فرود نیامدہ است
طفیلیِ پیغامبر ست امّا در مخادعِ[1] قرب راہی
دارد بمثال آنکہ بادشاہ با وزیر خود مشورہ
مے نماید و خادمِ وزیر از دُور اشارت دست
شاہ می بیند و برعرضِ وے اطلاع می یابد
قبل ازانکہ وزیر بیانِ آں نماید و نام ایں

قصہ تو سُن ہی لیا ہوگا۔ (والتشبیہ دہنی کے ساتھ) نفس ناطقہ کی
قوتِ علمیہ کی زیادتی میں تو وہ اس صورت سے ہو سکتا ہے کہ اُمت
میں سے کسی کو محدّث و مُلہَم فرمادیں تاکہ غیب کی کچھ بجلیاں
(یعنی تجلّیات) اپنی شعاع اس کے دل میں ڈال دیں اور یہ
معنی دو صورتوں کے ساتھ ظہور میں آتے ہیں۔ ایک یہ کہ پیغمبر کا
کلام سُنتے ہی فوراً اس کی اصل حقیقت پر متنبہ ہو جاتے گویا کہ
وہ خود اس کو (براہ راست) بے واسطہ دیکھ رہا ہے جیسا کہ آئینہ
آفتاب سے اثر قبول کرے اور نور خالص کا ظہور اپنے جسم
میں ہی پائے اور اس مقام کا نام صدّیقیت ہے اور اس
کے لوازم میں سے ہے۔ پیغمبرؐ کی تصدیق کرنا بلا توقف اور بغیر
طلب معجزہ اور صُحبتِ دائمی فنا اور فدائیت و تسلیم و رضا
کے اوصاف کے ساتھ اور مُوافقت کا اختیار اور مخالفت کا ترک
اگرچہ ادنیٰ شے میں ہو یعنی وہ حالت جس کو عرف میں عشقِ مُفرط
کہتے ہیں۔ اور نیز اس کے لوازم میں سے ہے تعبیر رؤیا اور
پیغمبر کی رائے سے (اس کی رائے کی) موافقت قبل اس
کے کہ پیغمبر نے تصریح کی ہو۔ دوسری صورت یہ ہے کہ فراستِ
صادقہ اس کو بخشی جائے اور اُس کی عقل کو حظیرۃ القدس سے
مدد عطا فرمائیں یہاں تک کہ وہ زیادہ تر ایسے امور میں جن کے
بارے میں ابھی تک حکم نازل نہیں ہوا اپنی جستجو میں اکثر مُصیب
ہوتا ہے۔ وہ پیغمبر کا طفیلی ہے مگر نہاں خانۂ قُرب میں ایک گونہ
راہ رکھتا ہے جیسا کہ ایک بادشاہ اپنے وزیر کے ساتھ مشورہ
کرتا ہے اور وزیر کا خادم دُور سے بادشاہ کے ہاتھ کے
اشارے دیکھ رہا ہے اور وزیر کی گزارش پر مطلع ہو جاتا
ہے قبل اس کے کہ وزیر اُس کی صراحت کرے اور اس مقام

[1] جمع مخدع بالکسر او الضم بمعنی الخزانہ والمراد منہا ہنا المنازل ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقام محدثیت ست و از لوازم او آنست کہ وحی بر حسبِ اجتہادِ او چندین مرتبہ نازل شود و میان ابنای جنس خود ممتاز باشد بآنکہ ہر چیزے را کہ ظن نماید موافق واقع اُفتد و بعد ازین مرتبہ مراتب دیگر است فرود تر مثل آنکہ حفظ کند قولِ پیغامبر را و فہم نماید و باستنباطِ درست احکام را از آنجا استخراج کند و او را راسخ فی العلم گویند اما تشبہ در زیادت قوتِ عملیہ بآں نحو تواند بود کہ عزیمتِ اعلاءِ کلمۃ اللہ در نفسِ شخص باثر نفس مبارک پیغامبر چنداں بالیدہ است کہ بر مقتضائے آں بے اختیار مندفع مے شود و نام این عزیز شہید و حواری ست یا اَمانت و صدق و حیا چنداں بر دلِ وے پرتو افگندہ کہ از ابنائے جنسِ خود تمیزے ظاہر حاصلش شد و نام این عزیز امین است باز چوں تہذیب قوتِ عاقلہ و عاملہ بایکدیگر مجتمع شدہ مزاج معتدل پیدا کرد و وحدتے بہم رسانید بادشاہ بالطبع گردد و حکیم بالجبلّۃ و مرشد مکمل و این مراتب سہ گانہ غیر نبی را ممتنع نیست الاّ آنکہ پیغامبر دریں باب اصیل است و غیر پیغامبر شاگردِ رشید وے اماّ تشبہ در جبر تیلیۃ ہمان ست کہ در صدیقیت و محدثیت و غیر آں گفتہ شد پس

کا نام محدَّثیت ہے اور اس کے لوازم میں سے یہ ہے کہ وحی متعدد بار اُس کے اجتہاد کے مطابق نازل ہو اور وہ اپنے ساتھیوں میں اس بات میں ممتاز ہو کہ جس چیز کے بارے میں وہ کوئی گمان کرے وہ واقعہ کے مطابق نکلے۔ اور اس مرتبہ کے بعد اس کے نیچے کے درجے میں دوسرے مراتب بھی ہیں۔ مثلاً یہ کہ وہ قولِ پیغمبر کو یاد رکھے اور اس کو سمجھے اور صحیح استنباط کے ساتھ اس کے احکام کا استخراج کرے اور اس کو راسخ فی العلم کہتے ہیں۔ رہا قوتِ عملیہ میں زیادتی کا تشبہُّ تو وہ اس طرح ہو سکتا ہے کہ کسی شخص کے نفس میں پیغمبر کے نفسِ مبارک کے اثر سے عزیمت اعلاءِ کلمۃ اللہ کی اس قدر بڑھ چکی ہے کہ اس کے مقتضٰی پر (عمل کرنے کے لئے) بے اختیار ڈھل جاتا ہے اور اس عزیز کا نام شہید اور حواری ہے۔ یا اَمانت اور صدق و حیا نے اتنا پرتو اُس کے دل پر ڈالا کہ (ان اوصاف میں) اپنے ساتھیوں سے اُس کو کھلا ہوا امتیاز حاصل ہو گیا ہے۔ اس عزیز کا نام امین ہے۔ پھر جب (دونو قسم کی یعنی) قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ کی تہذیب ایک دوسرے کے ساتھ معتدل مزاج پیدا کر کے ایک وحدت بن جائے گی تو وہ بالطبع بادشاہ بن جائے گا اور جبلّت یعنی خصلت کے لحاظ سے حکیم اور مرشدِ مکمّل ہو گا۔ اور یہ تینوں قسم کے مراتب غیر نبی کے لئے ممتنع نہیں ہیں مگر یہ بات ضرور ہوتی ہے کہ پیغمبر اس بارے میں اصل ہوتا ہے اور غیر پیغمبر اس کے شاگردِ رشید۔ رہا تشبہُّ جبر تیلیت میں تو وہ وہی ہے جو کہ صدّیقیت اور محدَّثیت وغیرہ میں بیان کیا گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مردِ کامل صاحب سمتِ صالح است و عدالتِ
کاملہ دارد و در اخلاق و تدبیر منازل و سیاست
مُدن استاد خلق اللہ با افرادِ بنی آدم بوجہے
معاملہ می کند کہ ہمہ بسبب او مجتمع بر خیر میشوند
و بروے مختلف نمی گردند و کارہائے بس بزرگ
درمیانِ مسلمین بدون سَلّ (کشیدن ۱۲) سیف سر
انجام میدہد و جہاد طوائفِ اُمم برائے
اعلاء کلمۃ اللہ بدستورے کہ بہتر ازاں متصوّر
نباشد بجامے آرد در ہر کوشش زیادہ از سعی
او فتح باب میسّر می آید گویا صفت اُغْزُهُمْ
نُغْزِكَ وَأَنْفِقْ فَسَنُنْفِقُ عَلَيْكَ وَ
ابْعَثْ جَيْشًا نَبْعَثْ خَمْسَةً مِثْلَهُ۔ نقد حال
اوست ہر شخصے را از ہزاران ہزار کہ در امر ملت
سعی کنند جُدا جُدا می شناسد و از ہر یکے
کارے کہ مناسبِ اوست میگیرد علماً و
عملاً نُصرۃ دین و اعلاء کلمۃ اللہ باقصٰے
ہمت مطمح نظر خود ساختہ است گویا برائے
ہمیں کار مخلوق شدہ ردّ و قبول خلق را
بر طاق نہادہ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ
نقد حالِ اوست با اصابتِ رائے و فطانت
المعیہ[1] تواں گفت کہ رائے او مرآۃ ارادۂ الٰہی
است امر بمعروف و نہی از منکر می نماید در
ہر حالے بقدرِ آں حالت تفقّد نزدیکانِ مجلس
و درماندگان از صحبت مے فرماید و

تو یہ مردِ کامل ہیئت صالحہ والا ہے اور عدالتِ کاملہ رکھتا ہے اور
اخلاق اور گھریلو تدابیر اور سیاستِ شہری میں خلق اللہ کا
اُستاد ہوگا۔ افرادِ بنی آدم کے ساتھ اس صورت سے معاملہ کریگا
کہ اس کے سبب سے سب لوگ خیر پر جمع ہو جائیں اور وہ اُس (امر
خیر پر) مختلف نہ رہیں گے۔ اور یہ شخص بہت بڑے کام مسلمانوں
کے درمیان تلوار کھینچے بغیر انجام دیدیتا ہے اور مختلف اُمتوں
پر اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے ایسے عمدہ طور پر جہاد کرتا ہے کہ اس سے بہتر
کا تصوّر نہیں کیا جاسکتا۔ اور ہر کوشش میں اُس کی سعی سے زیادہ
فتوحات میں کامیابی میسّر ہوتی ہے گویا کہ اُغْزُهُمْ نُغْزِكَ الخ کا مصداق
اُسی کا حال ہے (یعنی وہ وعدہ) جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے حق تعالے
نے فرمایا تھا کہ تو اُن سے جہاد کر ہم تیری مدد کریں گے اور تو ان پر
خرچ کر ہم تجھ کو دیتے رہیں گے اور تو لشکر بھیج ہم اس سے پانچ گنا
(ملائکہ کا لشکر) بھیجدیں گے وہ ہر شخص کو لاکھوں ساتھیوں میں سے جو
ملّت کے کام میں سعی کرنے والے ہیں الگ الگ پہچانتا ہے اور ہر ایک
سے وہ کام لیتا ہے جو کام علم وعمل کے اعتبار سے اس کے مناسب
ہوتا ہے۔ اُس نے دین کی مدد اور اعلاء کلمۃ اللہ کو انتہائی ہمت
کے ساتھ اپنا مطمح نظر بنا رکھا ہے گویا وہ اسی کام کے لئے پیدا
ہوا ہے لوگوں کے ردّ و قبول کو اُس نے طاق (نسیاں) میں
ڈال دیا ہے۔ لَا يَخَافُونَ لَوْمَةَ لَائِمٍ (وہ کسی ملامت کرنے
والے کی ملامت سے نہیں ڈرتے) اس کا حال لازم ہو چکا ہے اصابت
رائے اور بیدار مغزی کے ساتھ۔ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی رائے ارادۂ الٰہی
کا آئینہ ہے، نیک کام کا حکم کرتا اور بُرے کام سے منع کرتا ہے اور قریب
رہنے والوں کے اور اس کی صحبت سے دُور رہنے والوں کے سب کے
ہر حال کی نگرانی اس کی حالت کے بقدر فرماتا رہتا ہے۔

[1] المعی والمعی بمعنے ذکی متوقد ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مواعظ وخطب او بردل می زند دانایانِ روزگار
درحق وے می گویند کہ یک ساعت صحبت
با او از عبادتِ یک سال بہتر است اما تشبہ
او با پیغامبر در تحمل اعباء نبوت بداں وجہ
تواند بود کہ مرد جلیل القدرے کہ در مردمان
عزتے وحرمتے دارد ودر حل وعقدِ
خویش از وے حساب می گیرند باقصے
مرتبہ ہمت اعلاء کلمۃ اللہ نماید بمجرد
دخولِ او در اسلام جماعہ با او مسلمان شوند
ودستِ تعرض متعصّبان از مسلمین بسبب
دخولِ او کوتاہ گردد و توقع غلبہ از
خاطرِ کفّار بجہتِ رسوخ قدم او از ہم
پاشد وچوں کافراں کمر بایذائے
پیغامبر بندند در ہر حادثہ جانِ خود را
سپر جانِ پیغامبر سازد ہر سنگے کہ بطرفِ
پیغامبر آید برُوئے خود مے گیرد. در ہر
منشط ومکرہ (خوشی وناخوشی ۲) رفیق پیغامبر است و
سہیم او تا آنکہ نوبتِ ہجرت وجہاد
رسید نصیب ایں عزیز در نصرت زیادہ
از انصباء کافہ باشد در حل وعقد و
جمع رجال ونصب قتال مشورتِ
او را پذیرائی تمام شود واز
رُوئے مداخلتِ نمایاں در ہر
باب وہر واقعہ محسوس گردد
یا در کارزار از ہمہ پیش قدم

اور اس کے وعظ اور خطبے دلوں میں اُترتے چلے جاتے ہیں دنیا کے دانا لوگوں کا اس کے حق میں یہ قول ہے کہ ایک گھڑی اس کی صحبت میں گزار دینا ایک سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

رہا اُس کا تشبہ پیغمبر کے ساتھ نبوت کے بھاری وزنوں کے برداشت کرنے میں تو اس کی یہ صورت ہوسکتی ہے کہ ایک ایسا بلند مرتبہ شخص ہے جو لوگوں میں خاص عزت و حرمت رکھتا ہے جو اپنے امور کی گرہ کشائی اور معاملات میں اس کی طرف رجوع کرتے ہیں ایسا شخص اپنے مرتبہ کے مطابق پوری ہمت کے ساتھ اعلاء کلمۃ اللہ کرے اور اس کے اسلام میں داخل ہوتے ہی بہت سے لوگ اس کے ساتھ مسلمان ہو جائیں اور اُس کے اسلام میں داخل ہونے کی وجہ سے بہت سے متعصب مخالفین کے ہاتھ مسلمانوں کی طرف بڑھنے سے رک جائیں اور کُفّار کے دلوں سے مسلمانوں پر غلبہ کی توقع اس شخص کے مضبوطی کے ساتھ اسلام پر جماؤ کی وجہ سے درہم برہم ہو جائے اور جب کفار پیغمبر کو ایذا دینے کے لئے کمربستہ ہوں تو ہر حادثہ میں یہ شخص اپنی ذات کو پیغمبر کی ذات کے لئے ڈھال بنا دے، جو پتھر بھی پیغمبر کی طرف آئے وہ اس کو اپنے سر پر روکے اور ہر خوشی وناخوشی کے موقع پر پیغمبر کا رفیق اور حصہ دار ہو۔ یہاں تک کہ جب نوبت ہجرت اور جہاد کی پہنچے تو پیغمبر کی نصرت ومدد کے سلسلہ میں اس عزیز کا حصہ سب کے حصوں سے بڑھا ہے اور امور کو سلجھانے اور لوگوں کو جمع کرنے اور قتال کے قائم کرنے کے بارے میں اُس کا مشورہ سب کے لئے قبول کرنے کے قابل ہو اور ہر باب اور ہر واقعہ میں اس کی نمایاں مداخلت محسوس ہو کہ میدانِ کارزار میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باشد یا انفاق اموال را وسیلۂ اعزاز اعلاء کلمۃ اللہ سازد والعشق فنون (فراہمی ۱۲) وچون نوبت نشر علوم آید طریقۂ روایت آموزد و مردماں را براقرائے قرآن و روایتِ حدیث حمل نماید و اگر در مسئلہ اشتباہ واقع شود از جماعہ صحابہؓ سوال کردہ استخراج نصِ صاحبِ شریعت فرماید و اگر اختلافے رُوے دہد از مضیق اختلاف بفضائے اجماع رساند ارشاد کند طریق اجتہاد را مسدود کند طرقِ تحریف را و بہر سبیل ممکن واسطۂ شود درمیان پیغامبر و اُمتِ او بفہم اگرمے توانی فہمید کہ آیۃ استخلاف وآیۃ تمکین وآیۃ قتال مرتدین و آیت والذین معہ اشداء بمنزلۂ آئینہ است اگر نیک تامل کنی ایں ہمہ اوصاف کہ دریں صفحہ نوشتہ مشاہدہ گردد۔

نکتۂ سوم در بیانِ کیفیت توسط خلفائے راشدینؓ درمیان آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و اُمتِ او باید دانست کہ مارا بالقطع معلوم است کہ آنچہ

دیکھو تو اس کے قدم آگے بڑھے ہوئے ہیں، مال خرچ کرنے کے موقع پر دیکھو تو وہ اس کو اعلاء کلمۃ اللہ اور اس کے تحفظ کا مال کو وسیلہ بنا رہا ہے غرض "العشق فنون" (عشق کے بہت سے فن ہیں) اور جب نوبت علوم کے پھیلانے کی آئی تو طریقۂ روایت سکھاتے اور لوگوں کو قرآن پڑھانے اور حدیث کی روایت پر آمادہ کرے اور اگر کسی مسئلہ میں اشتباہ واقع ہو جاتے تو صحابہؓ کی جماعت سے سوال کر کے صاحب شریعت کی طرف سے حکم صریح نکالنے کی کوشش کرے اور اگر کوئی اختلاف پیدا ہو جاتے تو اختلاف کی تنگ جگہ سے اس کو فضائے اجماع میں پہنچا دے طریق اجتہاد کی رہنمائی کرے اور طریق تحریف کو مسدود کرے اور ہر ممکن طریق سے پیغمبرؐ اور اُس کی اُمت کے درمیان واسطہ بنے۔ سمجھ! اگر تو سمجھ سکتا ہے کہ آیتِ استخلاف (یعنی وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ الخ) (۲۴: ۵۵) اور آیت تمکین (یعنی الَّذِیْنَ اِنْ مَّکَّنّٰھُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوۃَ الخ) (۲۲: ۴۱) اور آیت قتالِ مرتدین (یعنی یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَنْ یَّرْتَدَّ مِنْکُمْ عَنْ دِیْنِہٖ الخ) (۵: ۵۴) اور آیت وَالَّذِیْنَ مَعَہٗٓ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ الخ (۴۸: ۲۹) بمنزلہ آئینہ کے ہے اگر تو اچھی طرح غور کرے گا تو یہ تمام اوصاف جو اس صفحہ میں لکھے گئے ہیں مشاہدہ ہو جائیں گے۔

تیسرا نکتہ خلفائے راشدینؓ کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے درمیان واسطہ بننے کی کیفیت کے بیان میں۔ جاننا چاہیئے کہ یہ بات ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ جو کچھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ما می کنیم از وضو و غسل و نماز و روزہ و زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود و ادعیہ وغیر آں از باب عبادات و ہمچنیں طریق مناکحات و مبایعات و اقامت حدود و قضا در خصومات ہمہ ماخوذ است از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پس اوّل سلسلہ و آخر آں معلوم است و ایں قدر نیز معلوم است بالقطع کہ ما ایں معانی را بے واسطہ از آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم اخذ نہ کردہ ایم و قرآن و حدیث بے واسطہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نہ شنیدہ پس درمیان ما و آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وسایط متحقق است سخن دراں می گزرد کہ ایں وسایط کدام مردم بودہ اند و نیز ایں قدر معلوم است کہ در اوّل امر عالم بکفر و جاہلیت مشحون بود ابتداء ترویج اسلام از آنحضرت بودہ است جہاداً و تالیفاً للقلوب رفتہ رفتہ حالتے کہ مشاہدہ مے کنیم از انتشار مسلمین در آفاق و غلبہ بادشاہان اسلام کہ در ہر قطرے بروے کار آمد اوّل ایں سلسلہ و آخر او معلوم است سخن دراں است کہ وسایط حصول ایں امر فخیم کہ در زمان آنحضرت نبود والحال ہست کدام عزیزاں بودند ساعتے خاطر را در تفحص ایں وسائط باید گماشت و اوّل

ہم از قسم عبادات کرتے ہیں وضو اور غسل اور نماز و روزہ اور زکوٰۃ و حج و تلاوت قرآن و درود اور ادعیہ وغیرہ اور اسی طرح طریق نکاح مرد و عورت اور خرید و فروخت اور حدود کا قائم کرنا اور آپس کے جھگڑوں کے فیصلوں کے طریقے یہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ماخوذ ہیں۔ تو اس کے شروع اور آخر کا سلسلہ ہم کو معلوم ہے اور اتنی بات بھی ہم کو قطعی طور پر معلوم ہے کہ ہم نے ان معانی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے بغیر واسطہ اخذ نہیں کیا اور ہم نے قرآن و حدیث بلا واسطہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا تو ہمارے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم کے درمیان واسطے متحقق ہیں۔ اب بات یہ رہ جاتی ہے کہ وہ واسطے کون لوگ تھے۔ اور نیز یہ بھی ہم کو معلوم ہے کہ اوّل امر میں دنیا کفر و جہالت سے بھری ہوئی تھی، دینِ اسلام کو مروّج کرنے کی ابتداء آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے ہوئی بذریعہ جہاد اور تالیف قلوب کے، رفتہ رفتہ یہ حالت جس کا ہم مشاہدہ کر رہے ہیں یعنی دنیا میں چاروں طرف مسلمانوں کا پھیل جانا اور بادشاہانِ اسلام کا غلبہ جو کہ اطراف عالم میں موجود ہے ظہور میں آگئی اس سلسلہ کا اوّل اور آخر معلوم ہے اب گفتگو اس میں ہے کہ اس شاندار امر کے حصول میں جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں نہیں تھا کون بزرگ ہستیاں واسطہ بنیں ایک ساعت کے لئے ان واسطوں کی جستجو میں اپنی قوتِ مفکرہ کو لگانا چاہیئے اور سب سے پہلے واسطوں کو اور بہت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وسائط واکثر ایشاں در توسط واعظم ایشان درمنت باید شناخت امر ملت مشابہت تمام دارد بدیوارے کہ ہر خشتِ فوقانی متفرع بر خشتِ تحتانی است و معتمد است بر وے تا آنکہ تفحص بأساس رسد ہمچناں ہر قرنِ متاخر مستمد است از قرن متقدم و منت قرنِ متقدم در گردنِ او ست کہ سبب وصولِ سعادتِ دنیا و آخرت گشتہ در فکرِ اول ہر یکے شیخ خود را مے داند و کتابے میخواند بعد ازاں سرگروہ خود را مثل ابوحنیفہؒ بہ نسبتِ حنفیاں و شافعیؒ بہ نسبتِ شافعیان می نامد و ہمچنین سیدی عبدالقادرؒ بہ نسبتِ قادریان و خواجہ نقشبندؒ بہ نسبتِ نقشبندیاں و خواجہ معین الدینؒ چشتی بہ نسبتِ چشتیاں باز سلاسلِ این بزرگان منتہی مے شود بجنید بغدادیؒ و معاصرانِ وے و ہمچنین قراء سبعہ در قرارت و شیخ ابوالحسن اشعریؒ در علمِ کلام و ثعلبیؒ و واحدیؒ و امثالِ ایشان در تفسیر و محمد بن اسحٰقؒ در علمِ سیرت و علیٰ ہٰذا القیاس آزیں مقام اندکے پیشتر باید رفت و تامل دراں باید کرد کہ ایں جماعہ ہر چند بجمع علم و بہم آوردنِ انچہ پراگندہ بود از جماعہ کثیر اخذ نمودہ بودند متصف اند اما ہرچہ آوردہ اند از سلف آوردہ اند انچہ ماخوذ از سلف

سے درمیانی واسطوں کو اور (ملت کو صاحبِ نعمت بنانے میں) سب سے بڑا احسان جن واسطوں کا ہے ان کو پہچاننا چاہیئے۔ (سمجھ لو) کہ امرِ ملت اس دیوار کے ساتھ پوری مشابہت رکھتا ہے جس کی ہر اوپر والی اینٹ متفرع ہے نیچے والی اینٹ پر اور اسی پر سہارا لینے والی ہے۔ اسی طرح نوبت بنیاد تک پہنچ جائے گی۔ اسی طرح ہر بعد والے قرن کو اُس سے پہلے قرن سے مدد پہنچتی رہی ہے اور اس پہلے قرن کا احسان اُس کی گردن میں پڑا ہوا ہے جو کہ دنیا و آخرت کی سعادت کے ملنے کا سبب بنا ہے۔ فکر کے پہلے مرحلہ میں ہر ایک اپنے شیخ (یعنی اُستاد) کو اور اس کتاب کو جو اُس سے پڑھتا تھا جانتا ہے۔ اس کے بعد اپنے سرگروہ (مقتدا) کا جیسے ابوحنیفہؒ بہ نسبت حنفیوں کے اور شافعیؒ بہ نسبت شافعیوں کے، نام لیتا ہے۔ اور اسی طرح سیدی عبدالقادر (جیلانیؒ) بہ نسبت قادریوں کے اور خواجہ (بہاؤ الدین) نقشبندؒ بہ نسبت نقشبندیوں کے اور خواجہ معین الدین چشتیؒ بہ نسبت چشتیوں کے۔ پھر ان بزرگوں کے سلسلے منتہی ہوتے ہیں جُنید بغدادیؒ اور ان کے معاصرین پر۔ اور اسی طرح قرارت میں قراء سبعہ اور علمِ کلام میں شیخ ابوالحسن اشعریؒ اور تفسیر میں ثعلبیؒ اور واحدیؒ اور ان جیسے حضرات اور علمِ سیرت میں محمد بن اسحٰقؒ اسی پر دیگر علوم کے ائمہ کو قیاس کر لیا جائے۔ اب اس مقام سے ذرا اور آگے چلنا چاہیئے اور اس میں غور و فکر کرنا چاہیئے کہ اس جماعت کے حضرات اگرچہ علم کے جمع کرنے اور بکھرے ہوئے علم کو جماعتِ کثیر سے حاصل کر کے اکٹھا کرنے سے متصف ہیں مگر جو کچھ بھی لاتے ہیں سلف ہی سے لاتے ہیں۔ سلف سے جو کچھ ماخوذ ہے وہ بمنزلہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

است بمنزلہ لوح است و تحقیقاتِ خود ایشاں از قبیلِ تفسیر مجمل والحاق الشیٔ بالشیٔ لامرٍ جامعٍ و جمع آنچہ پراگندہ بود و بمنزلہ نقش بر لوح است و طبقۂ اُولیٰ راازوسایط می باید شناخت و منتِ ایشاں برگردن تمام اُمت اعتقاد باید کرد۔ باز توسط بانواع بسیار می باشد بروایت کردن از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم و بنصب علماء در ہر شہرے تا روایتِ حدیث کنند و ترغیب قوم براں و تہیہ اُمورے کہ باآں گرفتنِ علم سہل گردد مثل بنائے مدارس و تعہد حالِ طلبہ و توقیر ایں جماعہ و مانند آں ہر حرکتے راازیں حرکات در نشرِ علم و شیوعِ اسلام دراقطار ارض دخلی ہست چوں ایں کلام مجمل بخاطر نشست اندکی مفصل تر نگاریم تا معرفتِ وسائط علمِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آسان گردد و آنچہ گفتہ شود دستورے باشد برائے شناختنِ آنچہ نگفتہ باشم۔

اعظم میراثے کہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بہ اُمتِ مرحومہ رسید قرآنِ عظیم است و آں تا آخر زماں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مجموع در مصاحف نبود مثل آنکہ امروز مُنشی منشآتِ خود را یا شاعرے قصائد و مقطعاتِ خود را در بیاضہا و سفینہا در دستِ جماعہ متفرقہ گزاشتہ از

تختی کے ہے اور ان کی خود اپنی تحقیقات بطور تفسیر مجمل کے ہے اور ایسی ہے جیسا کہ ایک امر جامع کے لئے ایک شیٔ کا دوسری شیٔ کے ساتھ الحاق کر دیا جاتا ہے اور منتشر چیزوں کو ایک جگہ کر دیا جاتا ہے اور یہ سب اس لوح پر نقوش کے مرتبہ میں ہیں۔ اور طبقۂ اُولیٰ کو درمیانی طبقات سے پہچان لینا چاہیئے اور ان کے احسان کا تمام اُمت کی گردن پر ہونے کا اعتقاد رکھنا چاہیئے۔ پھر یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ واسطہ بننے کی بہت سی قسمیں ہوتی ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرنے سے اور ہر شہر میں علماء کے تقرر سے تاکہ حدیث کی روایت کریں اور قوم کو اُس کی جانب رغبت دلائیں اور ایسے امور کی تیاری کہ جن کے ذریعہ سے علم کا حاصل کرنا آسان ہو جائے جیسے مدرسوں کا قائم کرنا اور طلبہ کے حال کی خبر گیری کرتے رہنا اور اس جماعت کی عزت کرنا اور اس کے مانند ان حرکات میں سے ہر ایک حرکت کا زمین کے تمام اطراف میں علم کے پھیلانے اور اسلام کی اشاعت میں خاص دخل ہے۔ جب یہ اجمالی کلام دل میں بیٹھ گیا تو اب ہم چاہتے ہیں کہ اس سے کچھ زیادہ مفصل لکھ دیں تاکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے علم کے واسطوں کی معرفت آسان ہو جائے اور جو کچھ کہا جاتے وہ ایک معیار بن جائے اُن چیزوں کی شناخت کے لئے جو ہم نے ذکر نہ کی ہوں۔

سب سے بڑی میراث جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اُمت مرحومہ کو پہنچی ہے قرآن عظیم ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخر زمانہ تک مصاحف میں یک جائی نہ ہوا تھا جیسا کہ آج کوئی انشاء پرداز اپنے اعلیٰ مضامین کو یا کوئی شاعر اپنے قصائد اور قطعات کو بیاضوں میں اور مکتوبات کو متفرق لوگوں کے ہاتھوں میں چھوڑ کر دُنیا سے چلا جائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عالم رود بمنزلۂ عصافیر اگر اندک بادی
بجنبد شذر مذر از ہم متفرق شوند
ہمچنیں ایں منشآت وقصاید برشرف
تلف باشند اگر آں کاغذہا را آب برسد یا
در وے آتش بگیرد یا حاملِ آں بمیرد مانندِ
اَمْسِ ذاہب نابود گردد شاگردے رشید
از میانِ یارانِ آں عزیز کمر ہمت
بر بندد و آں ہمہ را بہ ترتیبے مناسب
جمع کند و نسخہائے بسیار سازد و
تصحیح کامل بکار برد و در عالم متفرق گرداند
پس مِنّت ایں شاگردِ رشید بر گردنِ
آنانکہ ازاں منشآت و اشعار مستفید
شوند ثابت است. ہمیں دستور از
محمد بن الحسن بر ہر کہ حنفی است منّتے
ثابت است و از بُوَیطی بر ہر کہ شافعی است
مِنّتے در گردن و آیں جمع در مصاحف
ہماں است کہ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ بروے
منطبق شد و اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ مُبَشِّر
باوست اوّل حرکت دریں امر از صدیقِ اکبر رض
بالتماس حضرت فاروق رض بحکم شرح صدرے کہ
وے را بآں مخصوص ساختہ بودند واقع شد
بعد ازاں فاروقِ اعظم رض سعیہا بکار برد
و در مواضع مشکلہ مباشر کشفِ شبہ
گشت و حمل کرد مردم را بر اخذِ
آں بعد ازاں ذی النُّورین

جو کہ اُن چڑیوں کے مانند ہوں گی کہ اگر تھوڑی سی تیز ہوا چل جائے
تو سب اِدھر اُدھر متفرق ہو جائیں۔ اسی طرح وہ مضامین اور
قصائد بربادی کے کنارے پر ہوں گے کہ اگر اُن کاغذوں پر پانی
پہنچ جائے یا اُن میں آگ لگ جائے یا جس کے قبضہ میں
ہیں وہ مرجائے تو گزشتہ کل کی طرح نابود اور غائب
ہو جائیں۔ اگر ایک شاگردِ رشید اس عزیز (ادیب اور شاعر)
کے مصاحبوں میں سے کمر ہمت باندھے اور اُن سب کو ایک
مناسب ترتیب کے ساتھ جمع کرے اور اس کی نقلیں کرا کر بہت
سے نسخے تیار کرکے اور کامل تصحیح کا اہتمام کرے اور ان کو
عالم میں شائع کردے تو اس شاگردِ رشید کا احسان اُن
سب لوگوں کی گردن پر ہوگا جو ان مضامین و اشعار سے
استفادہ کریں گے۔ اسی دستور کے مطابق محمد بن حسنؒ کا احسان
ہر اس شخص پر جو حنفی ہے اور بُوَیطی کا احسان ہر اس شخص پر
جو شافعی ہے ثابت ہے اور اُن کی گردنوں پر ہے۔ اور یہ قرآن
کا مصاحف میں جمع کرنا وہی ہے جس پر اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ
(ہم یقیناً اس کی ضرور حفاظت کرنے والے ہیں) منطبق ہے اور
اِنَّ عَلَیْنَا جَمْعَہٗ وَقُرْاٰنَہٗ (اور یقیناً ہمارے ذمہ ہے اس کا
جمع کرنا اور اس کو پڑھوانا) اسی کی بشارت دینے والا ارشاد
ہے۔ اس بارے میں پہلی سعی صدیقِ اکبر رض سے واقع ہوئی جو حضرت
فاروق رض کے عرض کرنے سے جس پر اُن کو اسی درجہ کا شرح صدر
(یعنی اطمینانِ قلب) ہوا تھا جو ان کے ساتھ مخصوص تھا
انھوں نے شروع کردی تھی۔ اس کے بعد فاروقِ اعظم رض بڑی
کوششوں کو کام میں لائے اور جن مقامات میں کچھ اشکال
پیدا ہوتا تھا اُن شبہات کو حل کرنے میں مشغول ہوتے۔
اور اُس کی نقول لینے پر لوگوں کو اُبھارا۔ اس کے بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نسخہا نویسانیدہ در آفاق فرستاد وغیر آں را محو ساخت بعد ازاں اُبیّ بن کعبؓ و عبد اللہ بن مسعودؓ و علی مرتضےٰؓ و ابنِ عباسؓ در اقراءِ آں سعی بلیغ بکار بردند و ایں قرآن مجموع در مصاحف متلوّ بر اَلسنہ کہ الحال در مشرق و مغرب منتشر ست ثمرہ مساعی جمیلہ ایشان است باز قرآن در بعض مواضع کہ اجمال داشت ایں بزرگواران آہستہ آہستہ بتقریباتِ شتّیٰ متصدّی کشفِ آں اجمال گشتند بعدِ ایشان ابنِ عباسؓ متوجہ حلِّ لغتِ قرآن شد و ذکرِ اسباب نزول نمود دیگراں قدم بر قدم او رفتند تا آنکہ تعدّدِ نسخہا بہم رسید ثعلبی وغیراو آں ہمہ را جمع ساختہ تفسیرہا تصنیف کردند ہیچ میدانی کہ بہترین خدمتِ قرآن کدام است آنکہ در اوّلِ نزولِ قرآن از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سوال ما یتعلّق بہ کردہ باشند تا بر حسبِ آں وحی دیگر فرود آمد چنانکہ صدیقِ اکبرؓ در آیۃ مَن یَّعمَل سُوٓءًا یُّجزَ بِہٖ سوالے آورد علمِ شریفے راسر داد کہ امّا انت والمؤمنون فتجزون بذالک فی الدنیا حتی تلقوا اللہ و لیس لکم ذنوب واما الاخرون فیجتمع ذٰلک لھم حتی یجزوا بہٖ یوم القیمۃ اخرجہ الترمذی و فاروقِ اعظمؓ در آیتِ مجملہ تحریم خمر گفت

ذی النورینؓ نے بہت سے نسخے لکھوائے اور اطراف میں بھیجے اور اُن کے خلاف جو لکھے ہوئے تھے اُن کو محو کرایا۔ اس کے بعد اُبیّ بن کعبؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور علی مرتضےٰؓ اور ابن عباسؓ نے اُس کو پڑھانے میں بڑی بڑی کوششیں فرمائیں اور یہ قرآن جو مصاحف میں جمع ہے جس کی زبانوں سے تلاوت کی جاتی ہے جو آج مشرق اور مغرب میں نشر ہورہا ہے، یہ ان ہی اکابر کی قابلِ قدر مساعی کا ثمرہ ہے۔ پھر قرآن کے جو بعض مواقع ایسے تھے کہ وہ اجمال رکھتے تھے ان بزرگوں نے مختلف تقریبات پر اُس اجمال کو کھول دینے کا اہتمام کیا اُن کے بعد ابن عباسؓ حلّ لغاتِ قرآن کی طرف متوجہ ہوئے اور اُنھوں نے اسبابِ نزول کا ذکر کیا، دوسرے لوگ بھی ان کے قدم بقدم چلے یہاں تک کہ (تفسیر کے) متعدد نسخے بہم پہنچ گئے، ثعلبیؒ اور دوسرے لوگوں نے ان سب کو جمع کر کے تفسیریں تصنیف کردیں، کیا تم جانتے ہو کہ قرآن کی بہترین خدمت کونسی ہے؟ وہ یہ ہے کہ اوّل نزولِ قرآن کے بارے میں (یعنی نازل شدہ آیات کے پیشِ نظر) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اُن باتوں کا سوال کیا جائے جو اُن سے متعلق ہوں تاکہ اس کے مناسب دوسری وحی نازل ہو جیساکہ صدیقِ اکبرؓ اِس آیت مَن یَّعمَل سُوٓءًا یُّجزَ بِہٖ (جو شخص بُرا کام کرے گا اُس کا بدلہ اُس کو دیا جائے گا) کے متعلق سوال لیکر آئے (جسکے نتیجہ میں) ایک علمِ شریف ظاہر ہوگیا (آپؐ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا) کہ رہے تم اور سب مؤمنین تو تم کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائیگا یہاں تک کہ تم اللہ تعالیٰ سے ایسے حال میں ملوگے کہ تم پر کوئی گناہ نہیں ہوگا۔ رہے دوسرے لوگ تو ان کے گناہ جمع کئے جاتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کا بدلہ اُن کو قیامت کے دن دیا جائے گا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے۔ اور فاروقِ اعظمؓ نے تحریم خمر کی مجمل آیت کے بارے میں دُعا کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللھم بَیِّنْ لنا بیانَ شِفَاءٍ تارفتہ رفتہ اجمال بہ تفصیل انجامید و پردہ برانداختہ شد و بعد قرآنِ عظیم اصل دین و سرمایۂ یقین علمِ حدیث است و توسط کبراء اُمت درمیانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم واُمتِ او در علمِ حدیث بچند وجہ تواند بود یکے آنکہ روایت کنند حدیث را و بآفاق فرستند مضمونِ آن را دیگر آنکہ استخراج نمایند آں را از حاملِ آں یعنی در مسئلۂ نازلہ خلیفہ وقت جمع کند صحابہؓ را و بگوید کسے ہست درمیانِ شما کہ در فلاں مسئلہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم حدیثے یاد داشتہ باشد و تکرار این سوال بحدے رساند کہ حاضران بگوشِ خود شنوند و غائبان را خبر رسد تا حاملِ حدیث مشخص شود و اگر متفرد شدہ باشد استبراء کنند از شبہ تا حدیث محلّ اعتماد گردد چنانکہ صدیقِ اکبرؓ درمیراث جدّہ و فاروقِ اعظمؓ درباب غرّہ تحقیق فرمودند سوم آنکہ علماء صحابہؓ عبدیا امۃ را در آفاق فرستند و ایشاں را امر نمایند بروایتِ حدیث و مردماں را حمل کنند بر اخذِ ایشاں چنانکہ فاروقِ اعظمؓ عبداللہ بن مسعودؓ را باجمعے بکوفہ فرستاد و معقل بن یسار و عبداللہ بن مُغفّل و عمران بن حصین را بہ بصرہ و عبادۃ بن صامت و ابودرداء را بہ شام و بمعاویۃ بن ابی سفیان کہ

کہ اے اللہ بیان کر دیجئے ہمارے لئے (اس حکم کے بارے میں) شافی یعنی مفصّل بات۔ تا آنکہ رفتہ رفتہ اُس اجمال کی تفصیل نازل ہوگئی اور پردہ ہٹا دیا گیا۔

اور بعد قرآنِ عظیم کے جو دین کی اصل اور ایمان کا بڑا سرمایہ ہے وہ علمِ حدیث ہے اور بزرگانِ اُمّت کا واسطہ بننا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمت کے درمیان چند صورت کے ساتھ ہو سکتا ہے۔ پہلی یہ کہ حدیث کو روایت کریں اور اس کے مضمون کو چاروں طرف بھیجیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ جس کے پاس حدیث موجود ہو اُس سے نکلوائیں یعنی کسی پیش آمدہ مسئلہ کے موقع پر خلیفۂ وقت صحابہؓ کو جمع کرے اور کہے کہ تم میں کوئی ایسا شخص ہے کہ فلاں مسئلہ کے بارے میں اُس کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث یاد ہو۔ اور اس سوال کو بار بار کرکے اس تک پہنچا دے کہ جس قدر لوگ موجود ہوں وہ اپنے کانوں سے سُن لیں اور جو موجود نہیں ہیں اُن کو خبر پہنچ جائے تاکہ جس کے پاس ایسی حدیث موجود ہو وہ پہچانا جائے اور اگر وہ متفرّد (یعنی اکیلا) ہو تو شبہ کی صفائی بھی پیش کرے تاکہ حدیث قابلِ اعتماد ہو جائے جیسا کہ صدیقِ اکبرؓ نے دادی کی میراث کے بارے میں اور فاروقِ اعظمؓ نے ایک بَرْدے کے بارے میں تحقیق کی تھی۔ تیسری صورت یہ ہے کہ علماءِ صحابہؓ کو چاروں طرف بھیجیں اور ان کو روایتِ حدیث کا حکم دیں اور لوگوں کو اُن سے حدیث حاصل کرنے کی ترغیب دیں جیسا کہ فاروقِ اعظمؓ نے عبداللہ بن مسعودؓ کو ایک جماعت کے ساتھ کوفہ میں بھیجا اور معقلؓ بن یسار اور عبداللہؓ بن مغفّل اور عمرانؓ بن حصین کو بصرہ میں اور عُبادۃؓ بن صامت اور ابو درداءؓ کو

www.KitaboSunnat.com

امیر شام بود قدغن بلیغ نوشت کہ از حدیث ایشاں تجاوز نکنند چہارم آنکہ طریق روایت آموزند و احتیاط دراں باب فرمایند پنجم آنکہ عمل کنند بر حدیثے علانیہ تا آں حدیث مجمع علیہ گردد و عمل خلفاء مصحح آں روایت باشد در بسیارے از احادیث خواندہ باشی فَعَلَ ذٰلِكَ رَسُولُ اللّٰهِ صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر ششم آنکہ حدیثے کہ زیادہ است بر کتاب اللہ مثل حدیث ایمان بالقدر و حدیث معراج و حدیث عذاب قبر وغیر آں بر سر منابر اشارہ بآں حدیث فرماید کہ فلاں حدیث و فلاں حدیث از انجملہ ست کہ ایمان براں واجب است ہرچند آں را در کتاب اللہ نے یابند این روایت آں ہمہ احادیث است اجمالاً و تصحیح و تقویت آنست و افادہ آنکہ از قبیل ضروریات دین شدہ است

ہفتم آنکہ مضمون احادیث در خطب خود ارشاد فرمایند تا اصل حدیث بآں موقوف خلیفہ قوت یابد یارانے کہ بغور سخن نمی رسند در بند آنکہ در متفق علیہ از حضرت صدیق رضہ صحیح نہ شد مگر شش حدیث و از فاروق اعظم رضہ بصحت نہ رسید مگر قریب ہفتاد حدیث ایں را نمی فہمند و نمی دانند کہ حضرت فاروق رضہ تمام علم حدیث را

شام میں۔ اور معاویہ بن ابی سفیان کو جو کہ امیر شام تھے ایک بلیغ تنبیہ نامہ بھیجا کہ ان حدیثوں سے کبھی تجاوز نہ کریں۔ چوتھی صورت یہ ہے کہ طریق روایت سکھائیں اور اس بارے میں احتیاط کی ہدایت فرمائیں۔ پانچویں صورت یہ ہے کہ کسی حدیث پر علانیہ عمل نہ کریں تا آنکہ وہ حدیث متفق علیہ ہو جائے اور اُس روایت کا مصحح خلفاء کا عمل بنے۔ تم نے بہت سی احادیث میں یہ پڑھا ہو گا فعل ذٰلک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و ابوبکر و عمر (یعنی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسا کیا اور ابوبکر رضہ و عمر رضہ نے) چھٹی صورت یہ ہے کہ ایسی حدیث جو کتاب اللہ پر اضافہ کرتی ہے جیسے ایمان بالقدر کی حدیث اور معراج کی حدیث اور عذاب قبر کی حدیث وغیرہ ایسی حدیثوں کی طرف منبروں پر بیٹھ کر اشارہ فرمائیں کہ فلاں حدیث اور فلاں حدیث ان احادیث میں سے ہیں جن پر ایمان لانا واجب ہے اگرچہ ان کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے ہیں۔ یہ ان سب احادیث کی اجمالی روایت ہے اور اُن کی تصحیح اور تقویت اور اس امر کا افادہ کرنے کے لئے کہ (ان احادیث میں جو باتیں مذکور ہیں) وہ سب ضروریاتِ دین میں سے ہیں۔

ساتویں صورت یہ ہے کہ احادیث کے مضمون کو اپنے خطبوں میں ارشاد فرمائیں تاکہ اصل حدیث خلیفہ کی اس حدیث موقوف سے قوت پائے۔ جو دوست کہ بات کی گہرائی تک نہیں پہنچتے وہ اس قید میں ہیں کہ حدیث کی متفق علیہ کتابوں (بخاری اور مسلم) میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ سے صرف چھ حدیثیں بروایت صحیح ثابت ہوتی ہیں اور فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ سے تقریباً ستر احادیث سے زیادہ صحت کو نہیں پہنچیں۔ اس کو یہ لوگ نہیں سمجھتے اور نہ جانتے ہیں کہ حضرت فاروقِ اعظم رضہ نے تو تمام

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجمالاً تقویت دادہ و اعلان نمودہ بعد قرآنِ عظیم و سنتِ اعظمِ علوم و اشدِّ آنہا در احتیاج علم فقہ است و اعظم توسط کُبرائے اُمّت درمیانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلّم و سائر اُمّتِ او در فقہ آنست کہ طرقِ اجتہاد را تعلیم فرماید مثلاً بیان کند ترتیبِ اَدِلّہ اربعہ و ترتیب سنّت بر کتاب و تخصیص عام کتاب بخاص سُنّت و حلّ مجمل کتاب بہ مفصّلِ سنّت چنانکہ صدّیقِ اکبرؓ و عمر فاروقؓ باتم وجہ در بیان آوردند باز اعظم توسط آنست کہ مسائل مجتہد فیہ را بسرحد اجماع رساند تا اختلاف از اُمّت برانداختہ شود و بجمیع اُمّت را بآں مسائل حجّت قائم گردد باز اعظم توسط آنست کہ در مسائل عبادات و مناکحات و مبایعات، و قضایا و سیَر در مسائل نازلہ اجتہاد فرماید و جوابِ مسئلہ وے در آفاق مشہور شود و اقاصی و ادانی باں راہے ادراک نمایند۔

و بعدِ فقہ اعظمِ علوم علمِ احسان است اعنی آنچہ امروز باسمِ علمِ سلوک مسمّی مے شود و قوت القلوب و احیاء العلوم دراں مصنّف شدہ است و اعظمِ توسط کُبرائے امّت درمیانِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و سائرِ اُمّتِ او آنست کہ بزبانِ حال و بزبانِ قال ہر دو آں علوم را و آں مقامات و احوال را

علمِ حدیث کو اجمالاً قوت پہنچائی ہے اور اعلان کیا ہے۔ قرآنِ عظیم اور حدیث کے بعد سب علوم سے بڑا اور جس کی طرف لوگوں کو سخت احتیاج ہے علمِ فقہ ہے اور فقہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی اُمّت کے درمیان، بزرگانِ اُمّت کے ..... واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ طریقِ اجتہاد کو تعلیم فرمائیں مثلاً ادلّہ اربعہ کی ترتیب بیان کریں اور کتاب اللہ پر سُنّت کا مرتب ہونا اور کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سُنّتِ خاص سے اور کتاب اللہ کے مجمل کا حل تفصیل بیان کرنے والی حدیث سے جیسا کہ صدیقِ اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ نے مکمل صورت کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ پھر واسطہ بننے کی بڑی صورت یہ ہے کہ جو مسائل اجتہاد سے حل کرنے کے قابل ہیں اُن کو اجماع کی سرحد میں پہنچادیں تاکہ اُمّت سے اختلاف اُٹھ جائے اور تمام اُمت کے لئے ان مسائل میں حجّت قائم ہو جائے۔ پھر واسطہ بننے کی بڑی صورت یہ ہے کہ عبادات اور نکاح و طلاق اور خرید و فروخت کے اور مقدمات کے فیصلوں اور سیَر کے پیش آمدہ مسائل میں اجتہاد فرمائیں اور مسئلہ کا جو کچھ وہ جواب دیں وہ آفاق میں مشہور ہو جائے اور دُور اور نزدیک والے سب لوگ اس سے راہِ ہدایت حاصل کریں۔

اور فقہ کے بعد سب سے بزرگ تر علم علمِ احسان ہے یعنی وہ جس کو آج علمِ سلوک کہا جاتا ہے اور قوت القلوب اور احیاء العلوم جس کے بارے میں تصنیف کی گئی ہیں۔ اس سلسلہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کی تمام اُمّت کے درمیان ان اکابر کے واسطہ بننے کی یہ صورت ہے کہ زبانِ حال اور زبانِ قال دونوں سے اُن علوم کی اور ان مقامات و احوال کی لوگوں کو تعلیم فرمائیں اور ان احباب کو بھی دونوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بر دمان تعلیم فرماید و ترتیب کند یاران را بہر دو زبان وازوے آں علوم در آفاق شہرت گیرند و اقاصی و ادانی ازاں مستفید شوند چنانکہ دریں کتابہا شئ کثیر از حضرت شیخین رضؓ معلوم کردہ باشی و بعد ازیں مراتب علمِ حکمت است و بیان اخلاقِ فاضلہ و اضدادِ آں و تدبیرِ منازل و سیاستِ مُدن و قواعدِ کلیہ این فنون بمقتضائے تجربہ و عقل چون این تفصیل را شناختی اکنون فکر را دراں خوض فرما کہ در زمانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہمیں بلادِ عرب مفتوح شدہ بود نہ بلادِ عجم باز در آخر حیات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فتنہ مُسیلمہ کذّاب و اَسود عَنسی برخاست و صفائی اسلام را مکدّر ساخت و بعد انتقالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ آں کدورت متزاید شدن گرفت قیام بقتال مرتدین کہ کرد و فتح فارس و روم راکہ بنیاد نہاد بعد ازاں توغل در فتح فارس و روم از کہ وجود گرفت و اتمام آں در عہدِ کدام کس واقع شد بحقیقت تمام زمین بمنزلہ مرغے بود کہ سرش عراق و دو جناحش فارس و روم و دو پایش ہند و فرنگ یا ہند و ترکستان چنانکہ ہُرمزان پیش حضرت

زبان (یعنی زبانِ حال و زبانِ قال) سے تعلیم و افاضہ کے لئے تیار کردیں اور اُن سے وہ علوم دنیا کے سب اطراف میں مشہور ہوں اور سب دُور نزدیک کے لوگ اُن سے فائدہ حاصل کریں جیسا کہ ان کا بڑا حصہ حضرات شیخین رضؓ کے بارے میں جو لکھا جاچکا ہے تم معلوم کرچکے ہو گے۔

اس کے بعد علمِ حکمت (دانشوری) کے مراتب ہیں اور اخلاق فاضلہ اور ان کے اضداد (اخلاقِ سیّئہ) کا بیان اور گھریلو معاشرت کی درستی اور شہری سیاست کا بیان ہے اور فنون کے قواعدِ کلیہ بمقتضائے تجربہ و عقل۔ جب تم نے اس تفصیل کو پہچان لیا اب اس میں غور و فکر کیجئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں یہ بلادِ عرب مفتوح ہوئے تھے نہ کہ بلادِ عجم۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی آخرِ حیات میں مُسیلمہ[1] کذاب اور اسود عَنسی (مدعیانِ نبوّت) کا فتنہ اُٹھا اور اس نے اسلام کی صفائی کو مکدّر کردیا (یعنی حق کے مقابلہ پر باطل نے اُبھرنا شروع کردیا) اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جب کہ وہ کدورت اور بڑھنا شروع ہوگئی تو مرتدین سے قتال کے لئے کون کھڑا ہوا اور فارس اور روم کی فتح کی بنیاد کس نے رکھی؟ اس کے بعد فارس اور روم کی فتح میں پوری جد و جہد کس سے وجود میں آئی اور اس کا اِتمام کس شخص کے عہد میں ہوا۔ درحقیقت تمام زمین بمنزلہ ایک مُرغ کے تھی جس کا سر عراق اور اُس کے دو بازو فارس اور روم اور دو پاؤں ہند اور فرنگ یا ہند اور ترکستان تھے جیسا کہ ہُرمزان نے حضرت

[1] مُسیلمہ کذاب کے ساتھ اس کا بڑا قبیلہ بنو حنیفہ تھا جو مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہا تھا۔ لیکن حضرت ابو بکرؓ نے اقدام کرکے اس پر حملہ کیا۔ سخت جنگ کے بعد مسیلمہ کذاب ہلاک کردیا گیا اور اس فتنہ کا استیصال ہوا۔ اسود عنسی اسی شب میں مارا گیا جس کی صبح کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی آپ نے اسکے قتل کا حال بحوالہ جبرئیلؑ اصحابؓ کو بتادیا۔ قاصدوں کے ذریعہ سے مدینہ میں تین دن بعد اطلاع پہنچی ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاروق رضہ بیان نمود سرِ آں مرغ کہ کوفت
و دو بازوئے اورا کہ شکست ہمیں دو
پاکہ از دستِ تصرف ایشاں باقی
ماندہ بود تا حال کوفتہ نہ شد و اگر
بر تو امرے مشتبہ شود و نہ دانی
کہ واسطہ اول بلوغ او کدام شخص
بودہ است از سہ کس میزانے
بدستِ تو دہیم و آں میزان آنست کہ
نظر کنی بجمعے کہ از یک شخص روایت
ندارند و اصلاً ہمت خود بر اخذ علم
از وے نگماشتہ اند اگر آں علم
درمیانِ ایشان کما ینبغی بیابی بداں کہ
واسطہ اول مردے دیگر است
مثل آنکہ اہلِ شام و اہلِ مصر از حضرت
مرتضیٰ رضہ روایت ندارند باز زہدیات و
علمِ سلوک درمیانِ ایشان یافتہ
می شود بہ وفور پس بحقیقت مبلغ ایں معانی
پیش از حضرت مرتضیٰ رضہ دیگرے بودہ است
فتأمل پس چوں ایں سہ نکتہ مبین شد نوبتِ
آں رسید کہ در مناقب خلفاء رضہ شروع کنیم
گوش بآواز باید بود تا در ضمن سرِ و قصہ بکدام
خصلت اشارہ نمائیم۔

فاروق رضہ کے سامنے بیان کیا تھا۔ اُس مرغ کا سر کس نے کوٹا اور
اُس کے دونوں بازوؤں کو کس نے توڑا۔ صرف یہ دو پاؤں
اُن کے دستِ تصرف سے باقی رہ گئے تھے یہ آج تک نہیں توڑے
جا سکے۔ اگر تم پر حقیقت الامر مشتبہ ہو جاتے اور تم کو پتہ نہ
چلے کہ سب سے پہلا واسطہ (علم احسان وغیرہ کے اُمت تک
پہنچنے کا ان دو تین شخصوں میں سے کون تھا تو ہم ایک میزان
تمہارے ہاتھ میں دیتے ہیں (جس سے تم خود معلوم کر سکو گے)
اور وہ میزان یہ ہے کہ تم ایک ایسی جماعت پر نظر کرو جس کے پاس
ایک شخص کی کوئی روایت نہیں اور اس جماعت کے لوگوں نے
کبھی کوئی کوشش اور قصد نہیں کیا اُس شخص سے علم حاصل
کرنے کا۔ اگر تم اُس علم کو اُن لوگوں کے درمیان (کامل طور پر)
جیسا کہ ہونا چاہیئے پاؤ تو سمجھ لو کہ واسطۂ اول (اس شخص کے
علاوہ) کوئی دوسرا ہی شخص تھا مثلاً یہ بات کہ اہلِ شام
اور اہلِ مصر حضرت مرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے کوئی روایت نہیں
رکھتے اور پھر زہد کے اوصاف اور علم سلوک کامل طور پر
اُن کے درمیان پایا جاتا ہے تو (تم اس سے یہ سمجھ سکتے ہو کہ)
در حقیقت ان معانی کا ان تک پہنچانے والا حضرت مرتضیٰ رضہ
سے پہلے کوئی اور ہی تھا۔ اس پر غور کرو۔ اب کہ یہ تین نکتے
واضح کر دیئے گئے اب اس بات کی نوبت آ پہنچی کہ ہم حضرات
خلفاء رضہ کے مناقب شروع کر دیں۔ آپ کو گوش بر آواز رہنا
چاہیئے کہ کسی قصہ کے بیان کرنے میں ہم کس خصلت کی طرف
اشارہ کرتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مناقبِ جمیلہ صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اَمّا مآثرِ جمیلۂ صدّیقِ اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

پس از انجملہ براعتِ نسب اوست مصعب زبیری نسّابہ (عالم نسب) گفتہ است اِنما سمّی ابوبکر عتیقًا لانہ لم یکن فی نسبہ شیٔ یعاب بہ کذا فی الاستیعاب و آنکہ از اشرافِ قریش بود و اصحاب وجاہت میانِ ایشاں زُبیر بن بکّار گفتہ است انّ ابابکر احدُ عشرۃٍ من قریشٍ اتّصل بہم شرفُ الجاہلیۃ بشرفِ الاسلام وکان الیہ امر الدّیاتِ والغُرْمِ (تاوان) و فی الاستیعاب کان فی الجاہلیۃ وجیہًا رئیسًا من رؤسآء قریش والیہ کانت الاِشناقُ فی الجاہلیۃ و معنی اِشناق آنست کہ چوں قتلے واقع می شد و فتنہ درمیان قبیلہ قاتل و قبیلۂ مقتول برمی خاست ابوبکر صدیق رضہ کفیلِ دیت می شد و آں فتنہ را فرو می نشاند و اگر دیگرے کفیل می شد اعتداد نمی کردند و فتنہ تسکین نمی یافت محمد بن اسحٰق گفتہ وکان ابوبکر رجلاً مألفًا لقومہ محبّبًا سہلاً وکان انسب قریشٍ لقریشٍ و اعلمَ قریش بہا و بما کان

ان میں ایک آپ کے نسب کا بے داغ ہونا ہے۔ مصعب زبیری نسّابہ (ماہر انساب) کا قول ہے کہ ابوبکر رضہ کو "عتیق" کا خطاب اس لئے دیا گیا کہ ان کے نسب میں ایسی کوئی چیز نہ تھی جس سے ان پر کوئی عیب لگایا جائے۔ ایسا ہی استیعاب میں ہے۔ اور یہ کہ وہ اشرافِ قریش میں سے اور اُن کے درمیان صاحب وجاہت تھے۔ زبیر بن بکّار کا قول ہے کہ ابوبکر رضہ قریش میں کے اُن دس آدمیوں میں سے ایک تھے جن کا شرف جاہلیت (یعنی شرف زمانہ قبل از اسلام) شرف اسلام سے متصل ہو گیا (یعنی جاہلیت سے اسلام تک اُن کو برابر شرف حاصل رہا) اور (جاہلیت میں) خونبہا اور تاوانوں کا معاملہ ان ہی کی طرف رجوع ہوا کرتا تھا۔ اور استیعاب میں لکھا ہے کہ جاہلیت میں ذی اثر تھے اور رؤسائے قریش میں کے ایک رئیس تھے اور اِشناق کا معاملہ دَورِ جاہلیت میں اُن ہی سے متعلق تھا۔ اور اِشناق کے معنے یہ ہیں کہ جب کوئی قتل واقع ہوتا تھا اور قاتل کے قبیلہ اور مقتول کے قبیلے کے درمیان کوئی فتنہ اُٹھتا تھا تو ابوبکر صدّیق رضہ خونبہا کے ذمہ دار ہوا کرتے تھے اور اس فتنہ کو دبا دیا کرتے تھے۔ اور اگر کوئی دوسرا شخص کفالت کرتا تو لوگ اس کو کسی شمار میں نہیں سمجھتے تھے اور فتنہ فرو نہیں ہوتا تھا۔ محمد بن اسحٰق رح کا قول ہے کہ ابوبکر رضہ ایک ایسے شخص تھے جن کی ذات پر قوم جمع ہو جاتی تھی قوم کے محبوب تھے باوقار تھے اور قریش کے نزدیک قریش میں کے عالی نسب اور قریش میں ... سب سے زیادہ نسب کے جاننے والے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فیہا من خیرٍ و شرٍ وکان رجلاً تاجراً ذا خلقٍ و معروفٍ وکان رجالُ قومِہ یاتونہ و یألفونہ لغیر واحدٍ من الامر لعلمہ و تجارتہ وحسن مجالستہ الحدیث تا آنجا کہ انسؓ گفت در قصہ ہجرت و ابوبکر شیخٌ معروفٌ و رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم شابٌ لایُعرف اخرج البخاری۔ و از انجملہ آنست کہ قوتِ عاقلہ و عاملہ او پیش از اسلام بمقدار متیسّر دراں زمان کارہائے خویش کردہ بودہ اند الحال آنچہ در دستِ مردم است از انساب قریش مأخوذ از زُبیر بن بکار است و وے آں را از مصعب زبیری اخذ کردہ است و وے بواسطہ از جُبیر بن مطعم و وے از صدیقِ اکبرؓ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در قصہ حسّان بن ثابت و جواب وے ہجائے قریش را تقریر این علم برائے حضرت صدیقؓ فرمود قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لحسانٍ کیف تہجوہم و انا منہم و کیف تہجوا باسفیان وہو ابن عمّی فقال واللہ لَاَسُلَّنَّکَ منہم کما تُسلُّ الشعرۃُ من العجین فقال لہ ایتِ ابابکر فانّہ اعلم بانساب القوم منک فکان یمضی الی ابی بکر لیقفہ علی انسابہم

تھے اور نسب کی اچھائی اور بُرائی سے خوب واقف تھے اور وہ ایک تاجر تھے صاحبِ خُلق اور صاحبِ خیر اور ان کی قوم کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور اُن سے اُلفت کرتے تھے کسی ایک آدھ خوبی کی وجہ سے نہیں (بلکہ ان کی جامعیت کی بنا پر یعنی) اُن کے (ہر قسم کے) علم کی وجہ سے اور تجارت کی وجہ سے اور ان کے بہترین مجلسی اخلاق کی وجہ سے۔ آخر حدیث تک۔ یہاں تک کہ انسؓ نے قصّہ ہجرت میں یہ کہا کہ" اور ابوبکرؓ ایک ایسے شیخ تھے جو عام طور پر جانے پہچانے تھے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ایسے جوان تھے جن کو (عام طور سے) نہیں پہچانا جاتا تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی قوتِ عاقلہ و قوتِ عاملہ اسلام سے پہلے بھی جس قدر آسانی سے کر سکتی تھی اُس زمانہ میں اپنے کام کرتی رہی ہے۔ اب جو کچھ انساب قریش کا علم لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ ماخوذ ہے زُبیر بن بکار سے اور اُنھوں نے یہ علم مُصعب زبیری سے لیا اور انھوں نے ایک واسطہ سے جُبَیر بن مُطعم سے اخذ کیا اور اُنھوں نے صدیق اکبرؓ سے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم نے حسان بن ثابتؓ کے قصہ میں اور قریش کی ہجو کا جواب دینے کے لئے ان کے تیار ہونے کے موقع پر حضرت صدّیقؓ کے حق میں اس علم (انساب میں) پختگی کا ذکر فرمایا (یعنی) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حسّانؓ سے فرمایا کہ تم ان کی ہجو کیسے کروگے جب کہ میں بھی ان میں سے ہوں اور تم کیسے ہجو کروگے ابوسفیان کی جب کہ وہ میرے چچا کا بیٹا ہے تو حسّانؓ نے کہا کہ واللہ میں آپؐ کو ان میں سے اس طرح صاف نکال لیجاؤں گا جس طرح گندھے ہوئے آٹے میں سے بال کھینچ لیا جاتا ہے۔ تو آپؐ نے حسّانؓ سے فرمایا کہ تم ابوبکرؓ سے مل لینا وہ قوم کے انساب کو تم سے زیادہ جانتے ہیں تو وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحدیث اخرجہ ابو عمر فے الاستیعاب۔ ودر شعر ید طُولے داشت لیکن بعد اسلام ترک آں کرد کذا فی الاستیعاب۔ ودر فصاحت پایہ بلند قال ابوذویب شاعر ہذیلی فی قصۃ سقیفۃ بنی ساعدۃ تکلمتِ الانصارُ فاطالوا الخطاب واکثروا الصّواب وتکلّم ابو بکرٍ فللّٰہ درّہٗ من رجلٍ لایطیل الکلامَ ویَعلم مواضعَ فصل الخطاب واللّٰہ لقد تکلّم بکلامٍ لایسمعہٗ سامعٌ الّا انقادلہ ومالَ الیہ ثمّ تکلّم عُمر بعدہٗ بدونِ کلامہ ومَدّیدہ فبایعہٗ وبایعوہ خمر را در جاہلیت بر خود حرام کردہ بُود کذافی الاستیعاب وبُت را گاہے سجدہ نہ کردہ عن الزّہری انّہٗ قال من فضلِ ابی بکرٍ انّہ لم یَشُکَّ فی اللّٰہِ ساعۃً قطّ مذکور فی الصّواعقِ وابن الدُّغنہ درمیانِ اشرافِ قریش گفت انّ ابابکرٍ لایَخرُجُ مثلُہٗ ولا یُخرَجُ اَتُخرِجُوْنَ رجلاً یَکسبُ المعدومَ ویصلُ الرّحمَ ویَحمِلُ الکلَّ ویقری الضّیف

ابو بکرؓ کے پاس جانے لگے تاکہ وہ قوم کے انساب سے اُن کو واقف کر دیں۔ آخر حدیث تک۔ اس کو ابو عمرؓ نے استیعاب میں روایت کیا۔ اور آپ شاعری میں بڑی قدرت رکھتے تھے لیکن اِسلام کے بعد اس کو ترک کر دیا۔ استیعاب میں ایسا ہی لکھا ہے اور فصاحتِ کلام میں بلند مرتبہ تھے۔ ابوذویب شاعر ہذیلی نے سقیفہ بنی ساعدہ کے قصہ میں بیان کیا کہ انصار نے کلام کیا اور انھوں نے تقریر کو طول دیا اور بہت کچھ (اپنی) بھلائیاں ذکر کر دیں اور ابو بکرؓ نے تقریر کی تو سبحان اللہ کیا کہنے اس شخص کے حُسنِ بیان کے کہ وہ کلام کو طول نہیں دے رہے تھے اور کلام کے فیصلہ کُن مواقع پر رُکنے کو خوب جانتے تھے۔ واللہ اُنھوں نے ایسے کلام کے ساتھ تکلّم کیا کہ اس کو جو سُننے والا سُنے اُن کی اطاعت پر تیار اور ان کی طرف راغب ہو جاتے پھر اُن کے بعد عمرؓ نے کلام کیا جو اُن کے کلام سے کمتر تھا اور اُن کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا اور اُن سے بیعت کی اور سب لوگوں نے اُن سے بیعت کر لی۔ آپ نے جاہلیت کے دَور میں ہی شراب کو اپنے اُوپر حرام کر لیا تھا (استیعاب) اور آپ نے بُتوں کو کبھی سجدہ نہیں کیا۔ اور زُہریؒ سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ ابو بکرؓ کی فضیلتوں میں سے ایک یہ ہے کہ انھیں اللہ (کی ذات و صفات کمال) کے بارے میں کبھی کسی ساعت میں بھی شک نہیں ہوا۔ یہ مذکور ہے صواعق میں اور ابن الدُّغنہ نے اشرافِ قریش کے درمیان کہا کہ ابو بکرؓ جیسا شخص نہیں نِکلے گا اور نہیں نکالا جاسکے گا کیا تم ایسے شخص کو نکالتے ہو جو ناداروں کی ضرورتیں پوری کرتا رہتا ہے اور

عہ دغنہ انکی ماں کا نام تھا دال کے پیش اور غین کے سکون کے ساتھ یہ اسی نسبت سے مشہور ہوئے۔ ان کا نام ربیعہ بن رفیع ہے انھوں نے حضرت ابو بکرؓ کو اپنے امن میں لیا تھا۔ جب کہ قریش انکو مکّہ سے نکالنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ویعین علی نوائب الحق بمثل آنچہ حضرتِ خدیجہ رض در وصفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیان نمود، ہیچکس از قریش دم انکار نتوانست زد و از آنجملہ آنست کہ پیش از اسلام بہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم طریقِ محبّت و فدائیت ورزید در قصّہ توجّہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانبِ شام ہمراہِ عمِ خود ابو طالب باز رجوعِ آنحضرت بموجبِ تاکیدِ راہب مذکور است وبعث معہٗ ابوبکر بلالاً وزوّدہ الراھبُ من الکعکِ والزّیتِ رواہ التّرمذی وحسّنہا والحاکم وصحّحہا بعض یاران کہ بفہم سخن نمی رسند بملاحظہ صغرِ سنّ صدیقِ اکبر رض دراں وقت وآنکہ اشتراے بلال رض جز این نیست کہ بعد اسلام بودہ است در تردّد اُفتادہ اند فقیر میگوید گویا ایشاں قصہ بجمعے از اذکیاء کہ مصدرِ حرکاتِ عجیبہ شدہ اند در ایامِ صغرِ سن نشنیدہ اند و از کجا کہ دراں وقت بلال رض مملوکِ حضرتِ صدیق رض نہ بود جائز است کہ بلال رض را بطریقِ اجارہ یا عاریت ہمراہ گرفتہ باشد بلکہ این احتمال قریب است زیرا کہ بلال رض مملوک بنی جُمح بود و ایشان ہمسایگانِ حضرتِ صدیق رض بودند و با ایشان معاملہا و مواساۃ ہا داشت

رشتہ داروں کے ساتھ بہتر سلوک کرتا ہے اور تھکے ماندوں کو سواری پر بٹھاتا ہے اور مہمانوں کی مہمانداری کرتا ہے اور حادثوں (یعنی معاملات) میں جو حق پر ہوتا ہے اس کی مدد کرتا ہے" جیسا کہ حضرت خدیجہ رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعریف میں بیان کیا تھا۔ تو کوئی شخص قریش میں سے انکار کی جرأت نہ کر سکا۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہ قبل از اسلام ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طریقِ محبت و فدائیت اختیار کئے ہوئے تھے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے چچا ابو طالب کے ہمراہ سفرِ شام کی روانگی پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بموجب تاکیدِ راہب واپسی کے قصہ میں مذکور ہے۔" اور ان کے ساتھ ابوبکر رض نے بلال رض کو بھیجا اور راہب نے بطور زادِ راہ کلچے اور زیت دیا۔ اس کو روایت کیا ترمذی نے اور حسن کہا اور حاکم نے روایت کیا اور صحیح کہا۔ بعض دوست جو بات کی حقیقت کو نہیں سمجھتے اُس زمانہ میں حضرت صدیق رض کی کم عمری کے پیشِ نظر اور اس بات سے کہ بلال رض کو خریدنے کا واقعہ اسلام کے بعد ہی کا ہے تردّد میں پڑ گئے۔ فقیر کہتا ہے کہ گویا اُن لوگوں نے کوئی قصہ بہت سے اذکیاء کی کم سنی کے قصوں میں سے نہیں سُنا جن سے عجیب حرکات کا صدور ہوا ہے (تو اگر کم عمری کے زمانہ میں حضرت ابوبکر رض نے آپ کے ساتھ محبّت و ہمدردی کا معاملہ کیا تو کیا استبعاد لازم آگیا) اور اس شبہ کا کیا موقع ہے کہ اس وقت... حضرت بلال رض حضرت صدیق رض کے مملوک نہیں تھے۔ ہوسکتا ہے کہ حضرت بلال رض کو بطریق اجارے کے یا (ان کے آقا سے) مانگ کر یعنی بطورِ عاریت ساتھ کر دیا ہو۔ بلکہ یہ احتمال قریب ہے کیونکہ حضرت بلال رض بنی جُمح کے مملوک تھے اور وہ حضرت صدیق رض کے ہمسایہ تھے اور اُن کے ساتھ اُن کے اچھے معاملات اور ہمدردانہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومواساتِ حضرت صدیق رض با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم پیش از نبوّت در چندیں قصہ مذکور شدہ یکے ازانکہ صحیح ترین قصص است ذکر کردیم عن میمون بن مہران قال اختلف ابوبکر فیما بینہ و بین خدیجۃ حتے انکحھا ایاہ مذکور فے الصواعق معزوٌّ لابی نعیم و ازآں جملہ آنست کہ دراوّل بعثت مسلمان شد و سبقت کرد برہمہ در اسلام و علمائے سیرت دراوّل مَنْ اسلم ابوبکرؓ او علیؓ او خدیجۃ اختلاف دارند از ہر جانب دلائل قائم کردہ اند و اتفاقِ جمیع حاصل است برآنکہ از احرارِ بالغین کسے بر آنحضرت صدیق رض سبقت نکردہ و پیش از وے کسے اظہار دینِ خود در قریش نہ نمودہ۔ فقیر اینجا نکتۂ دارد و آں این است کہ اوّلیتِ اسلام بجہت آں از مآثر معدود شدہ است کہ حامل شد بر اسلام مردمان و جالب شد قلوبِ مردم را بسوئے اسلام و بحکم الدّالُ علے الخیر کفاعلہ اجر جمیع آنانکہ بعد از وے باسلام درآیند درجریدۂ اعمالِ وے نوشتہ شود و ایں معنی بجز حرِ بالغ مشہور فی الناس مطاع درمیانِ ایشاں کہ اظہار دینِ خود کند و بجد تمام مردمان را برقبولِ آں آرد میسّر نیست پس از مآثر خاصہ حضرت صدیق رض است گو در اولیتِ حقیقیہ اختلاف واقع

تعلقات تھے۔ اور حضرت صدیق اکبر رض کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نبوّت سے پہلے زمانہ کے بہت سے ہمدردی کے واقعات مذکور ہوتے ہیں ان میں سے ایک صحیح ترین قصے کا تو ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور میمون بن مہران سے مروی ہے کہا ہے کہ ابوبکر رض رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور خدیجہ رض کے درمیان آمدورفت کرتے رہے یہاں تک کہ انؓ کا نکاح آپؐ سے کرا دیا۔ یہ قصہ صواعق میں بحوالہ ابی نُعیم مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بعثت کے شروع میں ہی مسلمان ہو گئے تھے اور اسلام میں آپ نے سب پر سبقت کی تھی اور علماء سیرت اس میں اختلاف رکھتے ہیں کہ سب سے پہلے اسلام ابوبکر رض لاتے یا علی رض یا خدیجہ رض اور ہر جانب سے دلائل قائم کئے گئے ہیں اور سب کا اتفاق اس پر ہو گیا ہے کہ احرار بالغین میں سے کسی نے حضرت صدیق رض پر سبقت نہیں کی اور اُن سے پہلے کسی نے اپنے دین کا اظہار قریش پر نہیں کیا۔ فقیر یہاں ایک نکتہ رکھتا ہے اور وہ یہ ہے کہ اولیتِ اسلام کو اس وجہ سے محاسن میں شمار کیا گیا ہے کہ وہ لوگوں کو اسلام پر اُبھارنے والی ہوتی اور لوگوں کے دلوں میں اسلام کی طرف کشش پیدا کرنے والی ہوئی اور بحکم الدّالُ علے الخیر کفاعلہ (خیر کی طرف رہنمائی کرنے والا خیر پر عمل کرنے والے کی مانند ہے) ان تمام لوگوں کا اجر جو اس کے بعد اسلام میں داخل ہونے والے ہیں اس کے نامۂ اعمال لکھا جائے گا اور یہ بات بجز ایسے شخص کے جو آزاد ہو، بالغ ہو، لوگوں میں مشہور ہو اور ذی اثر ہو کہ لوگ اس کی اطاعت کرتے ہوں کہ وہ اپنے دین کا اظہار کرے اور پوری کوشش کے ساتھ لوگوں کو اُس کے قبول کرنے پر آمادہ کرے کسی دوسرے کو میسّر نہیں ہو سکتی، تو اوّلیت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شدہ باشد و از آں جملہ آنست کہ سبب اسلام
حضرت صدیق رض تنبیہ غیبی بودہ است چند
دفعہ یکے آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
روزے در ایام جاہلیت زیر سایہ درختے
نشستہ بودم ناگاہ دیدم کہ شاخے ازاں
درخت میل بجانب من کرد چنانکہ بسرِ
من رسید من دراں می نگریستم و می گفتم این
چہ خواہد بود آوازے ازاں درخت بگوشِ من
رسید کہ پیغمبرے در فلاں وقت بروں خواہد آمد
می باید کہ تو سعادتمند ترین مردمان باشی بوی
گفتم کہ روشن تر بگوے کہ آں پیغمبر کیست و
نام وے چیست گفت محمد بن عبد اللہ بن
عبد المطلب بن ہاشم گفتم وے صاحب و
الیف و حبیب من است ازاں درخت عہد
بستدم کہ ہرگاہ وے مبعوث شود مرا بشارت دہی
چوں وے مبعوث شد ازاں درخت آواز آمد
کہ بجد باش و اہتمام کن ای پسر ابو قحافہ کہ وحی
بوے آمد سوگند برب موسیٰ ع کہ ہیچکس بر تو در اسلام
سبقت نخواہد گرفت چوں بامداد کردم بسوی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم رفتم چوں مرا دید گفت اے ابوبکر
ترا بخدای تعالیٰ و رسولِ وے میخوانم گفتم اشھد
انک رسول اللہ بعثک بالحق سراجا منیرا۔

پس بوے ایمان آوردم۔

قصہ دیگر آنکہ وے رضی اللہ عنہ گفتہ است کہ
بسے پیش از بعثت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در

مناقب خاصہ میں سے ہے اگرچہ اولیتِ حقیقیہ میں اختلاف واقع
ہو گیا ہو۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض کے
اسلام کا سبب تنبیہ غیبی ہوئی ہے چند مرتبہ۔ ایک یہ کہ ابوبکر
رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ایام جاہلیت میں ایک دن میں ایک
درخت کے سایہ میں بیٹھا تھا۔ اچانک میں نے دیکھا کہ اس
درخت کی ایک شاخ میری طرف جھکنے لگی اتنی کہ میرے سر سے
آلگی اور میں دیکھ رہا تھا میں (دل میں) کہا کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ ایک آواز اس
درخت میں سے میرے کان میں پہنچی کہ ایک پیغمبر فلاں وقت
ظاہر ہو گا تجھے چاہیئے کہ تو سب لوگوں سے زیادہ سعادتمند بنے
(اس کا ساتھی ہو کر) میں نے اس سے کہا کہ زیادہ واضح بتا کہ وہ
پیغمبر کون ہے اور اس کا نام کیا ہے؟ تو اس نے کہا کہ محمد بن
عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم۔ میں نے کہا کہ وہ میرا
ساتھی اور دوست اور حبیب ہے۔ میں نے اس درخت سے
یہ عہد لیا کہ جس وقت وہ مبعوث ہو جائے تو مجھ کو بشارت
دیدینا۔ جب آپ مبعوث ہو گئے تو اس درخت میں سے آواز
آئی کہ کوشش میں لگ جا اور اہتمام کر لے ابو قحافہ کے
بیٹے کہ اس پر وحی آگئی ہے۔ قسم ہے موسیٰ ع کے رب کی کہ
اسلام میں کوئی تجھ پر سبقت نہ کرے گا۔ جب صبح ہوئی تو
میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف پہنچا۔ جب آپ نے
مجھے دیکھا تو فرمایا کہ اے ابوبکر رض! میں تم کو خدا تعالےٰ اور اس کے
رسول ع کی طرف بلاتا ہوں۔ میں نے کہا کہ "میں گواہی دیتا ہوں
کہ آپ اللہ تع کے رسول ہیں، اللہ تعالیٰ نے آپ کو حق دے کر اور روشن
چراغ بنا کر بھیجا ہے۔" تو میں آپ پر ایمان لے آیا۔ دوسرا
قصہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے میں نے ایک رات خواب میں دیکھا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خواب دیدم کہ نورے عظیم از آسمان فرود آمد و
برباِم کعبہ اُفتاد و در مکّہ ہیچ خانہ نماند کہ ازاں نور
چیزے باں در نیامد پس آں انوار ہمہ جمع شدند
ویک نور گشتند ہمچنانکہ اوّل بود بخانۂ من در
آمد و من در خانہ خود را بستم بامداد آں خواب را بیکے
از احبار یہود گفتم و تعبیر آں خواستم گفت ایں از
قبیل اَضغاثِ (پریشان) اَحلام است و اعتبارے ندارد
چوں روزگارے گزشت در بعضے تجارات بدیر بحُورا
کہ مسکن بُحَیرا راہب بود رسیدم و تعبیر آں
خواب خود از وے پرسیدم گفت تو چہ کسے
گفتم من مردے ام از قریش گفت خدا تعالےٰ
درمیان شما پیغمبرے خواہد برانگیخت و در ایامِ حیات
وے وزیرِ وے خواہی بود و بعد از وفاتِ وے
خلیفۂ وے پس چوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
مبعوث شد مرا باسلام خواند گفتم ہر پیغمبرے
را دلیلے بودہ است بر نبوّتِ او دلیلِ تو چیست
گفت دلیلِ نبوّتِ من آں خوابے کہ دیدی و آں
حَبر در جوابِ تو گفت کہ آں را اعتبارے نیست
و بُحَیرا گفت تعبیر آں چنیں است و چنیں من گفتم
تُرا کہ خبر کرد گفت جبرئیلؑ گفتم من از تو ہیچ دلیلے
و بُرہانے نمی طلبم زیادہ ازیں اشہدُ اَن
لا الٰہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہٗ و اشہد
انّک عبدہٗ و رسولہٗ بعد ازاں رسول فرمود
صلے اللہ علیہ وسلم کہ ہیچکس را باسلام
دعوت نہ کردم کہ در اوّل توقف و

ایک عظیم نور آسمان سے اُتر کر کعبہ کی چھت پر آپڑا اور مکّہ میں کوئی گھر
ایسا نہ باقی رہا کہ اس نور میں سے کچھ اُس میں داخل نہ ہو گیا ہو۔
پھر وہ انوار سب جمع ہو کر اُن کا ایک نور بن گیا جیسا کہ پہلے
تھا اور میرے گھر میں آگیا۔ میں نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر لیا۔
صبح کو میں نے یہ خواب ایک یہودی عالم سے بیان کیا اور تعبیر
مانگی۔ اس نے کہا کہ یہ خواب پریشان خیالات کی قسم میں
سے ہے اور کوئی اعتبار نہیں رکھتا۔ جب ایک زمانہ گزر گیا تو
ایک تجارت کے سلسلہ میں دیر بحورا میں جو بُحَیرا راہب کا
مسکن تھا، میرا جانا ہوا تو میں نے اس خواب کی تعبیر اُس سے
پوچھی۔ بُحَیرا نے کہا کہ تو کون شخص ہے؟ میں نے کہا کہ میں قریش
میں کا ایک مرد ہوں۔ کہا کہ خدا تعالےٰ تم میں سے ایک پیغمبر مبعوث
کرے گا اور تو اُس کے ایامِ حیات تک اُس کا وزیر رہے گا
اور اُس کی وفات کے بعد اُس کا خلیفہ ہوگا۔ اس کے بعد جب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مبعوث ہوئے اور آپؐ نے مجھے
اسلام کی طرف بُلایا تو میں نے کہا کہ ہر پیغمبر کے پاس اُس کی
نبوت پر کوئی دلیل ہوئی ہے آپؐ کی دلیل کیا ہے؟ آپؐ نے
فرمایا کہ میری نبوّت کی دلیل وہ خواب ہے جو تم نے دیکھا تھا اور
وہ حبرؔ (عالم یہود) جس نے تمھارے جواب میں یہ کہا تھا کہ
اس کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ اور بُحَیرا نے کہا کہ تعبیر اُس کی یہ
اور یہ ہے۔ میں نے کہا کہ آپؐ کو کس نے خبر دی؟ فرمایا کہ جبرئیلؑ
نے، میں نے کہا کہ میں آپؐ سے اس سے زیادہ کوئی دلیل اور
بُرہان نہیں چاہتا۔ اشہدُ ان لا الٰہ الا اللہ الخ یعنی میں گواہی دیتا ہوں
کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ یکتا ہے اُس کا کوئی شریک
نہیں، اور میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اس کے بندے
اور اس کے رسول ہیں۔" اس کے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تردد نکرد مگر ابوبکر کہ چوں وے را دعوت
کردم تصدیق نمود وگفت تو رسولِ خدائی
وے صدیقِ اکبر است رضی اللہ عنہ واین
قصہا در کتبِ خصائص مذکور شد واین ہمہ
دلالت می کند بر تشبہ جزو عقلی او با جزوِ
عقلی انبیاء۔ وازا نجملہ آنست کہ قریب باسلام
صدیق رض جمعے از نجبائے قریش اسلام آوردند
بدلالتِ حضرت صدیق رض وترغیب او قال ابن
اسحٰق فلما اسلم ابوبکر اظھر اسلامہٗ
ودعا الی اللہ عزّوجلّ والی رسولہ صلی
اللہ علیہ وسلم وکان ابوبکر رجلاً مألفاً
لقومہ محبباً سھلاً فجعل یدعو الی الاسلام
من وثق بہ من قومہ ممن یغشاہ و
یجلس الیہ فاسلم بدعائہ فیما بلغنی
عثمان بن عفان والزبیر بن العوام وعبدالرحمٰن
ابن عوف وسعد بن ابی وقاص وطلحۃ بن
عبیداللہ فجاء بھم الی رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حین استجابوا
لہ واسلموا وصلوا۔ درینجا
نکتہ باید دانست کہ این جماعۃ
نجباء قریش بودند و ہر یکے اوسطِ
بطنی از بطونِ قریش ودر بطنِ
خود تمکن تمام داشت پس
اسلام ایشاں بحقیقت کسر
سورۃِ کفر است و برہم زدنِ

سلم نے فرمایا کہ "میں نے کسی شخص کو اسلام کی دعوت نہیں دی کہ
اس نے اوّل توقف وتردّد نہ کیا ہو بجز ابوبکر رض کے کہ جب میں نے
اس کو دعوت دی اُس نے تصدیق کی اور کہا آپ اللہ کے رسول
ہیں، وہ صدیقِ اکبر ہے" (رضی اللہ عنہ)۔ اور یہ قصے کُتبِ خصائص
وسیَر) میں مذکور ہوتے ہیں اور یہ سب دلالت کرتے ہیں اُن کے
جُزوِ عقلی کے تشبّہ پر انبیاءؑ کے جزوِ عقلی کے ساتھ۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض کے اسلام کے قریب بہت
سے لوگ شرفاء قریش میں سے حضرت صدیق رض کی رہنمائی اور
ترغیب سے اسلام لائے۔ ابنِ اسحاق رح نے کہا کہ جب ابوبکر رض اسلام
لے آئے اور اُنھوں نے اپنے اسلام کو ظاہر کیا اور اللہ عزّ و
جلّ اور اس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف لوگوں کو
دعوت دی، اور ابوبکر رض ایک ایسے شخص تھے جن پر اُن کی قوم
جمع ہوتی تھی، ہردل عزیز، نرم خُو تھے تو اُنھوں نے اپنی قوم
کے ان لوگوں کو دعوت دینا شروع کردی جو ان سے پُورے
طور پر مرتبط تھے اور ان کے گردوپیش رہنے والے اور
ہم مجلس تھے تو اُن کی دعوت سے جن لوگوں کے بارے میں
مجھے روایت پہنچی اسلام لائے عثمان بن عفان رض اور زبیر
ابن العوّام رض اور عبدالرحمٰن بن عوف رض وسعد بن ابی وقاص رض
اور طلحہ بن عبیداللہ رض۔ پھر جب ان لوگوں نے اُن کی دعوت
قبول کرلی تو ان لوگوں کو ساتھ لے کر رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کی خدمت میں آئے اور اُنھوں نے اسلام قبول کیا اور
نماز پڑھی۔ یہاں ایک نکتہ جان لینا چاہیئے کہ یہ سب لوگ
شُرفاء قریش میں سے تھے اور ان میں سے ہر ایک خاندان
قریش کی شاخوں میں سے کسی شاخ میں مرکزیت رکھنے
والا اپنی شاخ میں پورے طور پر بااثر تھا تو ان کا اسلام

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جدّتِ شرک و اوّلِ صورۃ شیوعِ اسلام
اما عثمانؓ اوسط بنی امیّہ بود و زبیرؓ
اوسطِ بنی اَسد و سعدؓ و عبدالرحمٰنؓ
اوسطِ بنی زہرہ و طلحہؓ اوسطِ بنی تیم ابن
مُرّہ و محمد بن اسحٰق بر ذکرِ ایں جماعۃ
اکتفا کردہ است والّا دیگران ذکرِ جمعِ کثیر
می نمایند و از انجملہ آنست کہ در
ابتدائے اسلام و غربتِ او چہل
ہزار درہم برائے تقویتِ اسلام و ترفیہِ
مسلمین و خدمتِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم صرف کرد عن ہشام بن عُروۃ
عن اَبیہ قال اسلم ابوبکر ولہ اربعون
الفًا انفقہا کلّہا علٰے رسولِ اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم و فی سبیل اللہ اخرجہ
ابو عمر والحاکم و ایں قصّہ را شاہدے است
صحیح کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم در آخر
ایّام خود فرمودہ است اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ
عَلَیَّ فِیْ مَالِہٖ وَصُحْبَتِہٖ اَبَابَکْرٍ اخرجہ البخاری
وقال مَا لِاَحَدٍ عِنْدَنَا یَدٌ اِلَّا قَدْ کَافَیْنَاہُ مَا
خَلَا اَبَابَکْرٍ فَاِنَّ لَہٗ عِنْدَنَا یَدًا یُکَافِیْہِ اللّٰہُ بِہَا
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ وَمَا نَفَعَنِیْ مَالُ اَحَدٍ قَطُّ مَا نَفَعَنِیْ
مَالُ اَبِیْ بَکْرٍ اخرجہ الترمذی و از انجملہ آنست کہ
ہفت کس را از غلامانِ قریش کہ در تصدیق و
توحید قدم راسخ داشتند و موالیِ ایشان ایشان
را تعذیب می نمودند خرید کردہ آزاد ساخت

قبول کر لینا درحقیقت کفر کے جوش کا توڑ اور شرک کی تیزی کا
خاتمہ تھا اور اشاعتِ اسلام کی پہلی صورت تھی۔ ان میں سے عثمانؓ
بنی اُمیّہ کے مرکز تھے اور زُبیرؓ بنی اسد کے اور سعدؓ اور عبدالرحمٰنؓ
بنی زہرہ کے، اور طلحہؓ بنی تیم بن مُرّہ کے سربرآوردہ تھے۔ اور محمد بن
اسحٰقؒ نے اس جماعت کے ذکر پر اکتفا کیا ہے ورنہ دوسرے لوگ ایک
بڑی جماعت کا ذکر کرتے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ ابتداء اسلام
میں اُس کی غربت کے زمانہ میں تقویتِ اسلام اور مسلمانوں کی فائدہ
رسانی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت پر ابوبکرؓ نے چالیس
ہزار درہم خرچ کئے۔ ہشام بن عروہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ
انھوں نے کہا کہ ابوبکرؓ نے اسلام قبول کیا اس وقت اُن کے پاس
چالیس ہزار تھے جو سب کے سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر اور
اللہ تعالیٰ کے راستہ میں خرچ کر دیئے اس کو ابو عمر اور حاکم نے روایت
کیا اور ایک (حدیث) صحیح شاہد ہے اس قصہ کی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم نے اپنے آخر ایّام میں فرمایا کہ اِنَّ مِنْ اَمَنِّ النَّاسِ "یعنی
سب لوگوں سے زیادہ احسان مجھ پر مال میں اور صحبت میں ابوبکرؓ
کا ہے۔" اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور فرمایا کہ ہم پر کسی کا
کوئی احسان نہیں جس کی ہم نے مکافات نہ کر دی ہو بجز ابوبکرؓ
کے کیونکہ اس کا ہم پر بڑا احسان ہے جس کا بدلہ قیامت کے
دن اس کو اللہ تعالیٰ دے گا اور مجھے کسی کے مال نے کبھی اتنا
نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا۔ اس کو ترمذی
نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ انھوں نے ایسے
سات آدمیوں کو خرید کر آزاد کیا جو قریش کے غلاموں میں سے
تھے جو کہ تصدیقِ (رسالت) و توحید پر مضبوطی سے جمے ہوئے
تھے اور جو لوگ اُن کے آقا تھے وہ ان کو سخت تکلیفیں پہنچا رہے
تھے۔" استیعاب" میں ہے اور ابوبکرؓ نے ایسے سات لوگوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی الاستیعاب و اعتق ابوبکر سبعۃً کانوا یُعذّبون فی اللہ منہم بلالؓ و عامر بن فہیرہ۔ محمد بن اسحٰق نیز ایں را روایت کرد و بازیادت وآں آنست کہ ابوقحافہ بر آزاد کردن ایں ضُعفاء ملامت نمود فقال ابوبکرؓ یا ابتِ اِنّما ارید ما ارید للہ عزّ وجلّ فیتحدّث الناس ما نزل ھٰؤلاء الاٰیاتُ الا فیہ و فیما قال لہ ابوہ فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی وَاتَّقٰی وَصَدَّقَ بِالْحُسْنٰی الاٰیۃ۔ و محمد بن اسحٰق در قصہ عُدوان المشرکین علی المستضعفین ایں را واضح تر نوشت و اسماء فریق بیان کرد و از انجملہ آنست کہ چوں نازل شد فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خواستند کہ در جماعۃ قریش اظہارِ توحید و ابطالِ شرک فرمایند حضرت صدیقؓ التماس نمود کہ تعصّب قریش بمرتبہ ایست کہ بمجرّد سماع ایں کلمات بایذا خواہند برخاست ایں خطبہ را بمن باید گزاشت بعد ازاں بامرِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خطبۂ عجیبہ برخواند و کفّار بایں سبب چہ ایذاہا کہ ندادند و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از دستِ آنہا خلاصی یافت و ایں قصہ در ریاضِ نضرہ بطولِ ہرچہ خُوب تر مذکور است

آزاد کیا جن کو اللہ (پر ایمان لانے) کی وجہ سے عذاب دیا جا رہا تھا ان میں سے بلالؓ اور عامرؓ بن فہیرہ تھے۔ محمد بن اسحٰقؒ نے بھی اس کو روایت کیا ایک اضافہ کے ساتھ اور وہ یہ ہے کہ ابوقحافہ نے ان کمزوروں کے آزاد کرنے پر ملامت کی (اور کہا کہ اگر تو قوی اور زور آور غلام خرید کر آزاد کرتا تو اُن سے تجھے یہ فائدہ پہنچتا کہ وہ کسی دشمن کے مقابلہ پر تیری مؤثر طور پر مدد کرتے۔ یہ کمزور و ناتوان کیا مدد دے سکتے ہیں) تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے ابّا! میں جس کام کا ارادہ کرتا ہوں صرف اللہ عزّ و جلّ (کی رضا) کے لئے کرتا ہوں۔ تو لوگ یہ بات آپس میں کہا کرتے تھے کہ یہ آیتیں صرف ابوبکرؓ ہی کے بارے میں اور اس گفتگو کے متعلق نازل ہوئی ہیں جو انھوں نے اپنے باپ سے کی تھی فَاَمَّا مَنْ اَعْطٰی الخ (۹۲: ۶) سو جس نے (اللہ کی راہ میں مال) دیا اور اللہ سے ڈرا اور اچھی بات (یعنی ملّتِ اسلام) کو سچّا سمجھا الخ۔ اور محمد اسحٰقؒ نے کمزور مؤمنین پر مشرکین کے ظلم اور زیادتی کے قصہ میں اس کو زیادہ واضح لکھا ہے اور اس فریق کے نام بیان کئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آیت فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ الخ (۱۵: ۹۴) غرض آپ کو جس بات کا حکم دیا گیا ہے اس کو صاف صاف سُنا دیجئے اور ان مشرکین کی پروا نہ کیجئے"۔ نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چاہا کہ جماعتِ قریش کے سامنے توحید کا اظہار اور شرک کا ابطال فرمائیں: حضرت صدیقؓ نے عرض کیا کہ قریش کا تعصّب اس درجہ میں ہے کہ جیسے ہی یہ کلمات سُنیں گے ایذا دینے کے لئے اُٹھ کھڑے ہوں گے۔ اس لئے اس خطبہ دینے کو آپؐ مجھ پر چھوڑ دیں اس کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے آپ نے ایک عجیب خطبہ پڑھا اور کفّار نے اس سبب سے کونسی

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واین اوّل خطبہ بود کہ در اسلام خواندہ شد و خواندن این قصّہ ما جریاتِ عشق را شرح میدہد و ازانجملہ آنست کہ چندین دفعہ قریش بایذائے آنحضرت ﷺ مبادرت کردند حضرت صدیق رضؓ ہر دفعہ جانِ خود را وقایۂ جانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ساخت ازاں قِصص دو سہ روایت بنویسم عن عروۃ بن الزبیر قال سألتُ عبداللہ بن عُمر عن اشدّ ما صنع المشرکون برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم قال رأیتُ عقبۃ بن ابی مُعیط جآء الی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم و ہو یصلّی فوضع ردآءہٗ فی عنقہ فخنقہ بہ خنقاً شدیدًا فجآء ابوبکر حتّٰی دفعہٗ عنہ فقال اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ اخرجہ البخاری و عن انس قال لقد ضربوا رسولَ اللہ صلے اللہُ علیہ وسلم حتّٰی غُشِیَ علیہ فقام ابوبکر فجعل ینادی و یقول وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللہُ قالُوا مَن ھٰذا قالُوا ھٰذا ابنُ ابی قحافۃ المجنون اخرجہ الحاکم وعن اسماء بنت ابی بکر انھم قالوا لھا ما اشدّ ما رایتِ المشرکین بلغوا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ

ایذا ہے جو نہ دی ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے ہاتھ سے رہائی پائی اور یہ قصہ "ریاض نضرہ" میں بہت عمدہ تفصیل کے ساتھ مذکور ہے۔ اور یہ پہلا خطبہ تھا جو اسلام میں پڑھا گیا اور اس قصہ کا پڑھنا عشق کی سرگزشتوں کو مشرّح کر دیتا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ کتنی ہی مرتبہ قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو ایذا دینے کے لئے ٹوٹ پڑے اور ہر مرتبہ حضرت صدّیق اکبر رضؓ نے اپنی جان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی جان بچانے کے لئے ڈھال بنا دیا۔ اُن قصوں میں سے دو تین روایتیں لکھتا ہوں۔ مروی ہے عروہ ابن الزبیر سے کہا کہ میں نے عبداللہ بن عمر رضؓ سے شدید ترین ایذا کے بارے میں جو مشرکین نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی سوال کیا۔ فرمایا کہ مَیں نے دیکھا عقبہ بن ابی مُعیط کو کہ وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا جب کہ آپؐ نماز پڑھ رہے تھے تو اس نے اپنی چادر آپؐ کے گلے میں (پھندا بنا کر) ڈالی اور بہت سختی کے ساتھ گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ تو ابوبکر رضؓ نے آکر اُس کو آپؐ کے پاس سے دھکیلا اور فرمایا اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً الخ (۴۰ : ۲۸) کیا تم ایسے شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمہارے رب کی طرف سے تمہارے پاس (اس دعوے پر) دلیلیں (بھی) لے کر آیا ہے"۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ (مشرکین نے) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ بیہوش ہو گئے تو ابوبکر رضؓ کھڑے ہوئے اور بلند آواز سے یہ کہنے لگے وَیْلَکُمْ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلاً الخ۔ لوگوں نے ایک دوسرے سے کہا کہ یہ کون ہے؟ تو کہنے لگے کہ یہ ابو قحافہ کا بیٹا ہے جو پاگل ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اسماء بنتِ ابی بکر رضؓ سے مروی ہے کہ لوگوں نے اُن سے پوچھا کہ مشرکین

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سلم قالت كان المشركون قعودا في المسجد فتذاكروا رسول الله صلى الله عليه وسلم وما يقول في آلهتهم فبينما هم كذلك اذ دخل رسول الله صلى الله عليه وسلم المسجد فقاموا اليه وكان اذا سألوه عن شئ صدقهم فقالوا ألست تقول في آلهتنا كذا وكذا قال بلى فتشبثوا (در آویختند) به باجمعهم فاتى الصريخ الى ابى بكر فقيل له ادرك صاحبك فخرج ابو بكر حتى دخل المسجد فوجد رسول الله صلى الله عليه وسلم والناس مجتمعون عليه فقال ويلكم اتقتلون رجلا ان يقول ربى الله وقد جاءكم بالبينات من ربكم قالت فلهوا عن رسول الله صلى الله عليه وسلم واقبلوا على ابى بكر يضربونه قالت فرجع الينا فجعل لا يمس شيئا من غدائره الا جاء معه وهو يقول تباركت يا ذا الجلال والاكرام رواه ابو عمر في الاستيعاب حاصل کلام آنست کہ

کی بہت بڑی سختی آپ نے کونسی دیکھی ہے جو انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہنچائی۔ تو انھوں نے بیان کیا کہ مشرکین مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے پھر آپس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اور آپ کی اُن باتوں کا جو آپ اُن کے معبودوں کے حق میں کہتے تھے تذکرہ کرنے لگے۔ ابھی وہ ان باتوں میں لگے ہوئے تھے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مسجد میں داخل ہوئے تو سب آپ کے پاس پہنچ گئے۔ اور جب وہ آپ سے کسی آپ کی بات کے بارے میں سوال کرتے تھے تو آپ اس کی تصدیق کر دیتے تھے یعنی انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے بارے میں ایسا اور ایسا نہیں کہہ رہا تھا؟ آپ نے فرمایا کہ ہاں! تو آپ کو یہ سب کے سب لپٹ گئے۔ تو ایک چیخنے والے نے آکر ابوبکرؓ سے کہا کہ اپنے ساتھی کے پاس جلد پہنچو۔ تو ابوبکرؓ نکل کھڑے ہوئے اور مسجد میں پہنچے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ لوگ آپ کو لپٹ رہے تھے تو انھوں نے کہا "ویلکم الخ یعنی تم پر افسوس ہے کیا تم ایک شخص کو (محض) اس بات پر قتل کرتے ہو کہ وہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ ہے حالانکہ وہ تمھارے رب کی طرف سے (اس دعوای پر) تمھارے پاس دلیلیں بھی لے کر آیا ہے"۔ اسماءؓ نے کہا کہ پھر وہ لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر ابوبکرؓ کے مقابل ہو گئے اور ان کو مارنے لگے۔ اسماءؓ نے کہا کہ ابوبکرؓ ہمارے پاس اس حالت میں واپس ہوئے کہ جب اپنے سر کے بالوں میں سے کسی حصّہ کو بھی چھوتے تھے تو وہ ہاتھ کے ساتھ ہی چلا آتا تھا اور وہ (اس کو دیکھ کر) کہتے تھے تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ (اے ذوالجلال والاکرام تو بڑی برکت والا ہے) اس کو ابو عمرؓ نے روایت کیا استیعاب میں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ اس حال میں کہ رسول اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عقبہ بن ابی معیط آمد حالانکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز می گزاردند چادرِ خود را در گردنِ مبارک آنحضرتؐ پیچید و خفا کرد آنحضرتؐ را خفا کردنِ سخت متعاقبِ ایں حال ابوبکر صدیق رسیدؓ و آیۃ أتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ برخواند در روایتِ دیگر آنکہ زدند آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم تا آنکہ بیہوش شد پس ابوبکرؓ استاد و ایں آیۃ برخواند و حاصلِ حدیث اسماءؓ آں است کہ مشرکان نشستہ بودند در مسجدِ حرام پس با یک دیگر مذکور آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم کردند و ذکر آنچہ آنحضرتؐ می فرماید در حقِ بتانِ ایشاں بمیان آوردند دریں ہنگام آنحضرتؐ بمسجد درآمدند مشرکان بطرفِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برخاستند حالانکہ آنحضرتؐ چوں کفار سوال میکردند راست میگفت با ایشاں و تقیہ را کار فرمانمی شد گفتند ایا تمی گوئی درباب آلہۃ ما چناں وچناں فرمود آرے میگویم پس درآویختند با آنحضرتؐ ہمہ ایشاں پس آمد فریاد کنندہ بسوئے ابوبکر صدیقؓ و گفت دریاب صاحبِ خود را پس برآمد حضرت صدیق تا آنکہ داخل شد بمسجدِ حرام و یافت آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم دراں حال کہ جمع آمدہ بودند بروے پس گفت ویلکم الخ پس غافل شدند کفار از آنحضرت و متوجہ گشتند با ابوبکر صدیقؓ و زدند اورا اسماءؓ گفت پس باز گشت حضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے عقبہ بن ابی مُعیط آیا اور اُس نے اپنی چادر کو آنحضرتؐ کی گردن مبارک میں لپیٹ کر سختی کے ساتھ آپؐ کا گلا گھونٹنا شروع کر دیا۔ اس حال کے پیش آتے ہی صدیق اکبرؓ پہنچ گئے اور انھوں نے آیت اتقتلون رجلاً ان یقول ربی اللہ پڑھی۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ مشرکین نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اتنا مارا کہ آپؐ بے ہوش ہو گئے تو ابوبکرؓ (آکر) کھڑے ہوتے اور اُنھوں نے یہ آیت پڑھی۔ اور حدیث اسماءؓ کا حاصل یہ ہے کہ مشرکین مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے اور ایک دوسرے سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ کر رہے تھے اور اُن باتوں کا ذکر بھی درمیان میں لے آئے جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے بتوں کے حق میں فرماتے تھے۔ اُسی وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں آگئے۔ مشرکین آپؐ کی طرف جھپٹ پڑے (اور سوالات کرنے لگے) آپؐ کا یہ حال تھا کہ جب کُفّار آپؐ سے سوال کرتے تھے آپؐ صحیح اور سچّا جواب دیتے تھے۔ آپؐ اُن کے ساتھ تقیّہ کا استعمال نہیں فرما رہے تھے چنانچہ انھوں نے کہا کہ کیا تو ہمارے معبودوں کے حق میں ایسا اور ایسا نہیں کہتا؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہاں کہتا ہوں۔ تو یہ جس قدر تھے سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو لپٹ گئے۔ اب ایک فریاد کرنے والا ابوبکر صدیقؓ کے پاس پہنچا اور کہا کہ اپنے صاحب کے پاس جلد پہنچو تو حضرت صدیقؓ فوراً روانہ ہوئے یہاں تک کہ مسجد حرام میں داخل ہوئے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو اس حال میں پایا کہ مشرکین آپؐ کو گھیرے ہوئے تھے تو آپؓ نے اُن سے کہا کہ وَیْلَکُمْ الخ تو کفار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے غافل ہو گئے اور ابوبکر صدیقؓ کی طرف متوجہ ہو گئے اور ان کو مارنے لگے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدیق رضؓ بایں صفت کہ دست نے سایند بچیزے از گیسوہائے خود مگر کہ مے آمد ہمراہ دست او می گفت تبارکت یا ذالجلال والاکرام وازانجملہ آنست کہ چندیں دفعہ اذٰی کفار را از آنحضرتؐ بازداشت بتوریہ وکنایہ۔ در قصہ ہجرت آمدہ است کہ ہر کہ آنحضرتؐ را می پرسید صدیق رضؓ مے گفت ھادٍ یھدینی السّبیلَ اخرجہ البخاری و در قصہ امرأۃ ابی لہب آمدہ است کہ بعد نزول سورۃ تبّت بقصد ایذا آمد و گفت اِنّ صاحبکَ ھجانی، قال ما یقول الشعر اخرجہ ابو یعلےٰ وازانجملہ آنست کہ چوں قریش بر ایذائے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جمع شدند و صحیفہ نوشتند حضرت صدّیق رضؓ دریں مضیق شریک آنحضرتؐ بود لہٰذا دریں واقعہ ابوطالب گفتہ است ؎

وھم رجعوا سھل بن بیضاء راضیا
فسر ابوبکر بھا ومحمد

اسماء رضؓ نے کہا کہ پھر حضرت صدیق رضؓ اس حال کے ساتھ واپس ہوتے کہ اپنے گیسوؤں کے کسی حصّہ پر ہاتھ نہیں پہنچاتے تھے مگر وہ اُن کے ہاتھ کے ساتھ ہی آلپٹتا تھا اور یہ کہتے تھے تبارکت یا ذالجلال والاکرام۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کئی مرتبہ آپ نے توریہ اور کنایہ سے کام لے کر کفّار کی ایذاؤں کو آپؐ تک پہنچنے سے روک دیا۔ ہجرت کے قصّہ میں آیا ہے کہ جو کوئی (مکّہ سے مدینہ کے سفر پر جاتے وقت) آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلّم کے بارے میں پوچھتا تھا تو حضرت صدّیق رضؓ کہتے تھے ھادٍ یھدینی السّبیلَ (یہ رہنما ہیں جو مجھے راہ دکھانے والے ہیں) اس کو بخاری نے روایت کیا اور ابولہب کی بیوی کے قصّہ میں آیا ہے کہ سُورۃ تبّت نازل ہونے کے بعد وہ آپؐ کو ایذاء دینے کے ارادے سے آئی اور اس نے (حضرت صدیق رضؓ سے) کہا کہ تیرے ساتھی نے میری ہجو کہی ہے۔ تو آپؐ نے جواب دیا کہ وہ شعر نہیں کہتے۔ اس کو ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب قریش آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی ایذاء رسانی پر متفق ہو گئے اور انھوں نے ایک دستاویز لکھی تو حضرت صدیق رضؓ اس تنگی کے زمانہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شریکِ حال رہے ہیں۔ لہٰذا اس واقعہ کے بارے میں ابوطالب نے یہ شعر کہا ہے ؎

شعر:۔ وَھم رَجَعُوا۔ الخ

(ترجمہ) اور انھوں نے (اس دستاویز کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کذا فی سیرۃ ابن اسحٰق وازانجملہ آنست که حضرت صدیق رض اول کسے است که مسجد بنا کرد و اعلام اسلام نمود کفّار قریش بایذا برخاستند تا آنکه مضطر شد بہجرت ابن الدّغنہ میانجی گشت میانِ وے و میانِ قریش و عہد گرفت برائے او تا آنکه غلبہ دیگر (توکل) بر دلِ او وارد شد و جوار ابن دُغنہ رارد کرد اِنّی اَرُدُّ الیك جوارك و اَرْضٰی بجوار اللّٰہ آنگاه باعلان اسلام و جہر قراءۃ قرآن مشغول شد اخرجہ البخاریؒ فی حدیث طویلٍ عن عائشۃ۔ وازانجملہ آنست که حضرت صدیق رض بہجتِ اعلاءِ کلمۃ اللّٰہ در قصّہ غلبہ فارس بر روم مُراہنہ کرد عن ابن عباس قال (شرط) کان المسلمون یُحِبُّوْنَ ان تظہر الرُّوْمُ علٰی فارس لانّہم اہلُ الکتاب وکان المشرکُوْن

بلند آواز سے یا بار بار پڑھا سُہَیل بن بیضاء کے سامنے خوش ہوکر۔ تو اس پر راز کے ساتھ مطلع کردیئے گئے ابوبکر رض اور محمّد۔ سیرت ابن اسحٰق میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رض پہلے شخص ہیں جنھوں نے (مکّہ میں) مسجد بنائی اور اپنے اسلام کا کھل کر اظہار کیا۔ کُفّارِ قریش ایذاء کے لئے اُٹھ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ یہ مکّہ چھوڑنے پر مجبور ہونے لگے تو ابن دُغنہ ان کے اور مُشرکین کے درمیان میں پڑے (ان کا مقولہ اور ان کا تعارف حاشیہ پر چند صفحات قبل گزرچکا ہے) اور انھوں نے ان کے بارے میں تعرّض نہ کرنے کا مشرکین سے عہد لیا (اور حضرت ابوبکر رض سے یہ کہا کہ آپ قرآن آواز سے نہ پڑھیں) یہاں تک کہ دوسرا غلبہ آپ کے قلب پر وارد ہوا (یعنی اللّٰہ تعالیٰ پر توکّل کا) اور آپ نے ابن دُغنہ کے امن کو ردّ کردیا۔ فرمایا کہ میں تمہارے امن کو تمہاری طرف واپس کرتا ہوں اور اللّٰہ تعالیٰ کے امن پر راضی ہوں۔ اس وقت سے آپ رض اپنے اسلام کا اعلان بھی کرنے لگے اور قرآن کی قرارت آواز کے ساتھ کرنے میں مشغول ہوگئے۔ اس کو بخاری نے حضرت عائشہ رض سے ایک

ع۵ سہل بن بیضاء آپؐ پر ایمان لاچکے تھے مگر اس وقت تک اپنا ایمان چُھپاتے ہوتے تھے۔ انھوں نے اس بائیکاٹ کی دستاویز لکھے جانے کی خبر آنحضرت صلی اللّٰہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رض کے پاس خفیہ طور پر بھیجدی۔ اس کے بعد انھوں نے مکہ میں اپنے اسلام کا اظہار کردیا تھا۔ اور ایک قول یہ ہے کہ آخر تک چُھپاتے رہے حتے کہ مشرکین کے ساتھی بن کر بدر میں بھی پہنچے اور ایک دن گرفتار کرلئے گئے تو عبداللّٰہ ابن مسعود رض نے ان کے اسلام کی گواہی دی کہ میں نے ان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ہے تو چھوڑدیئے گئے۔ مدینہ میں ہی ان کی وفات ہوئی۔ آنحضرت صلے اللّٰہ علیہ وسلم نے نماز جنازہ پڑھائی ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يحبون ان تظهر فارس
على الروم لانهم اهل
الاوثان فذكر ذلك
المسلمون لابي بكر
رضى الله عنه فذكر
ذلك ابوبكر للنبي صلى
الله عليه وسلم فقال
له النبي صلى الله عليه
وسلم اما انهم سيهزمون
فذكر ذلك ابوبكر
لهم فقال اجعل بيننا
وبينك اجلا فان
ظهروا كان لنا كذا
وكذا وان ظهرنا كان لك
كذا وكذا فجعل بينهم
اجل خمس سنين فلم يظهروا
فذكر ابوبكر للنبي صلى
الله عليه وسلم فقال الا جعلته
دون العشرة فظهرت الروم
بعد ذلك فذلك قوله
الٓمٓ ٥ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ٥ فِيْٓ اَدْنَى
الْاَرْضِ وَهُمْ مِّنْۢ بَعْدِ غَلَبِهِمْ

حدیثِ طویل میں روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیق رضؓ نے اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے فارس کے روم پر غالب آجانے کے قصہ میں مُراہنہؔ کیا۔ ابنِ عباس رضؓ سے مروی ہے کہا کہ مسلمان اس بات کو پسند کرتے تھے کہ روم والے فارس پر غالب آئیں کیونکہ وہ اہلِ کتاب ہیں اور مشرکین اس بات کو پسند کرتے تھے کہ اہلِ فارس روم پر غالب آئیں کیونکہ وہ بتوں والے ہیں۔ مسلمانوں نے اس کا ذکر ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کیا۔ پھر ابوبکر رضؓ نے اس کا ذکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان (اہلِ فارس کو) آئندہ شکست دی جائے گی۔ اس کا ذکر ابوبکر رضؓ نے اُن (مشرکین) سے کر دیا۔ اُنھوں نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک مدت معین کرو کہ اگر وہ (یعنی اہل روم) غالب آگئے تو ہمارے لئے ضروری ہوگا کہ ہم اتنے اور اتنے (اونٹ) دیں اور اگر ہم غالب آگئے تو تمھارے لئے ضروری ہوگا اتنا اور اتنا دینا۔ تو حضرت ابوبکر رضؓ نے ان سے پانچ سال کی مدت معین کردی۔ (اس مدت میں) اہلِ روم غالب نہیں ہوئے تو ابوبکر رضؓ نے اس کا ذکر نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ مدت "دون العشرہ" یعنی دس برس سے کم کیوں نہ مقرر کی (ابنِ عباس رضؓ نے) کہا کہ پھر اس کے بعد رُوم والے غالب آگئے۔ یہ قصہ ہے ان آیات کا۔
الٓمٓ ٥ غُلِبَتِ الرُّوْمُ ٥ الخ (۳۰: ۱ تا ۵) الٓمٓ۔ اہلِ روم ایک قریب کے موقع میں مغلوب ہوگئے اور وہ اپنے

عہ رِہان کے معنے شرط کے بھی آتے ہیں جیسے فرسَی رِہانٍ (شرط کے دونوں گھوڑے) مُراھنہ کے معنے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ شرط لگانا۔ اس قصہ میں جو وجہ فضیلت ہے وہ حضرت صدیق رضؓ کا ارشادِ نبوی پر ایمان ویقین کامل ہے۔ لیکن تعینِ مدت میں بے احتیاطی کر گئے تھے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے متنبہ فرمایا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سَيَغْلِبُونَ قال فغلبت الروم ثم
غلبت بعد لِلّٰهِ الْاَمْرُ من قبل ومن بعدُ
ويومئذٍ يفرح الْمُؤْمِنُوْنَ بِنَصْرِ اللّٰهِ
قال سفيان وسمعت انهم ظهروا
يوم بدر اخرجه الحاكم وازانجملہ
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
تا در مکہ بود صبح و شام ہر روز بخانہ
حضرت صدیق رض آمد و رفت می فرمود
عن عائشة قالت لم اعقل ابوىّ
قط الا وهما يدينان الدين ولم
يمر علينا يوم الا ياتينا فيه رسول
الله صلى الله عليه وسلم طرفي النهار
بكرة وعشية اخرجه البخاري
فی قصة الهجرة وازانجملہ آنست چوں حضرت
خدیجہ رضی اللہ عنہا متوفی شد حضرت
صدیق رض عائشہ رض را در عقد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم آورد و در
آں باب ادبے کہ بہتر ازاں صورت نہ
بندد رعایت نمود عن حبيب مولى عروة قال لما
ماتت خديجة حزن عليها النبي صلى الله عليه
وسلم فاتاه ابوبكر بعائشة فقال يا رسول الله
هذه تذهب ببعض حزنك وان في هذه
خلقا من خديجة ثم ردها فكان رسول الله
صلى الله عليه وسلم يختلف الى ابي بكر الحديث اخرجه
الحاكم وعن عائشة قالت قدمنا المدينة

مغلوب ہونے کے بعد عنقریب تین سال سے لے کر نو سال تک کے اندر
اندر غالب آجائیں گے"۔ کہا کہ روم مغلوب ہوئے تھے پھر بعد
میں غالب آگئے پہلے بھی اختیار اللہ ہی کو تھا اور پیچھے بھی
اور اُس روز مسلمان اللہ تعالیٰ کی اس امداد پر خوش ہونگے۔
سفیان رض نے کہا اور میں نے سُنا ہے وہ یوم بدر میں غالب
آئے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم جب تک مکہ میں رہے حضرت
صدیق رض کے مکان میں صبح و شام روزانہ آمد و رفت فرماتے
رہتے تھے۔ مروی ہے عائشہ رض سے فرمایا کہ میں نے اپنے
ماں باپ کو کبھی کسی شغل میں نہیں پایا بجز اسکے کہ وہ دونوں
دین کے کاموں میں لگے رہتے تھے اور ہم پر کوئی دن نہیں گزرتا
تھا مگر ہمارے یہاں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دن کی دونوں
جانبوں یعنی صبح و شام تشریف لایا کرتے تھے۔ اس کو بخاری نے
روایت کیا ہجرت کے قصہ میں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ
جب حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی وفات ہوگئی اور حضرت
صدیق رض عائشہ رض کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں
لائے تو اس بارے میں اس قدر ادب کی رعایت کی کہ اس سے
زیادہ کی کوئی صورت نہیں بنتی۔ مروی ہے حبیب رض سے جو
عروہ رض کے مولیٰ ہیں کہا کہ جب حضرت خدیجہ رض کا انتقال ہوا تو ان پر
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غمگین ہوئے تو ان کے پاس حضرت
ابوبکر رض عائشہ رض کو لے کر آئے اور کہا کہ یا رسول اللہ! آپ کا کچھ غم
یہ دفع کردے گی اور حقیقت یہ ہے کہ اس میں خدیجہ رض کی خصلتیں موجود
ہیں۔ پھر اُن کو واپس لے آئے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت
ابوبکر رض کے پاس آتے جاتے رہے۔ آخر حدیث تک۔ روایت کیا اس
کو حاکم نے۔ اور عائشہ رض سے روایت ہے کہا کہ ہم مدینہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الی ان قالت قال ابوبکر یارسول اللہ
مایمنعک ان تبنی باھلک فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الصداق فاعطاہ ابوبکر
اثنی عشر اوقیۃ ونشا (نصفا) فبعث بھا رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الینا وبنی بی (جامع)
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی بیتی
ھذا الذی انا فیہ اخرجہ الحاکم وابوعمر
فی الاستیعاب مثلہ۔ وازانجملہ
آنست کہ چوں معراج متحقق شد اول کسے کہ
باں تصدیق نمود صدیق اکبر رض بود عن
عائشۃ قالت لما اسری النبی صلی
اللہ علیہ وسلم الی المسجد الاقصی
اصبح یتحدث الناس بذلک فارتد
ناس ممن کان آمنوا بہ وصدقوہ
وسعوا بذلک الی ابی بکر فذکرت
الحدیث الی ان قالت فقال ابوبکر
انی لاصدقہ فیما ھو ابعد من ذلک
اصدقہ بخبر السماء فی غدوۃ اوروحۃ
فلذلک سمی ابوبکر الصدیق اخرجہ
الحاکم وفی الاستیعاب نحو من ذلک
وازانجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم درموسم حج خودرا بر
احیاء عرب عرض کردند تاکدام یک
ازیشاں بسعادت نصرت فائز شود
صدیق اکبر رض درہر عرضہ رفیق آنحضرت ومتولی

میں پہنچے (راوی نے) کہا کہ آپ نے قصہ بیان کرتے ہوئے
یہ فرمایا کہ ابوبکر رض نے کہا کہ یارسول اللہ ! آپ کو اپنی اہلیہ سے
خلوت میں کیا بات روک رہی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا کہ (اداگی) مہر۔ تو آپ کو ابوبکر رض نے دیئے
بارہ اوقیہ اور نصف (ساڑھے بیالیس تولہ)، تو اس کو رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمارے یہاں بھیجدیا اور مجھ سے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے تخلیہ کیا میرے اسی گھر میں جس میں کہ اب
میں موجود ہوں، روایت کیا اس کو حاکم نے اور ابو عمر نے استیعاب
میں ایسا ہی روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب معراج
واقع ہوئی تو سب سے پہلے جس نے آپ کی تصدیق کی وہ
صدیق اکبر رض تھے۔ حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ جب رات
میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو مسجد اقصے کی طرف لیجایا گیا۔ صبح کو
لوگوں نے اس پر باتیں کرنا شروع کیں تو بہت سے ایسے لوگ جو
آپ پر ایمان لاچکے اور آپ کی تصدیق کرچکے تھے مرتد ہوگئے اور
اس قصہ کو لیکر پہنچے ابوبکر رض کے پاس، اس حدیث کو بیان کرتے
ہوئے عائشہ رض کہتی ہیں کہ ابوبکر رض نے فرمایا کہ میں تو ان کی تصدیق
ایسی بات میں کررہا ہوں جو اس سے بھی زیادہ بعید ہے میں انکی
تصدیق کرتا ہوں آسمان کی خبریں جو ایک صبح اور ایک شام میں
ان کے پاس آجاتی ہیں۔ تو اسی بناء پر ابوبکر رض کا نام صدیق رکھا
گیا۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور استیعاب میں بھی اسی طرح لکھا
ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلم نے حج کے موسم میں اپنے کو عرب قبائل کے سامنے پیش
کیا تاکہ کوئی ان میں سے نصرت اسلام کی سعادت سے
بہرہ اندوز ہو۔ ہر ملاقات کے موقع پر صدیق اکبر رض آنحضرت
کے رفیق اور جواب وسوال کے متولی رہے ہیں۔ ریاض نضرہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جواب وسوال بودہ است در ریاض نضرہ این قصہا بروایت حضرت مرتضٰی رض مذکور است واز انجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہجرت فرمود بسوئے مدینہ حضرت صدیق رض رفیق آنحضرت بود و این خدمت بنوعے از دست وے سرانجام یافت کہ خدائے تعالٰی باآں تنویہ فرمود ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بدیں وجہ بستود کہ حملنی الی دار الہجرۃ وثنائی وے در السنۂ مسلمین شائع گشت واین قصہ بطولہا در بخاری مذکور است واز انجملہ آنست کہ چوں غزوۂ بدر واقع شد وآں اوّل فتح اسلام بود و فضیلت او بر جمیع مشاہد فائق است حضرت صدیق رض را دراں مشہد مآثر نمایاں حاصل گشت و فضائل او دوبالا شد بچند جہت یکے آنکہ ثانی آنحضرت بود در عریش دیگر آنکہ الہام عظیم از جانب غیب قبول نمود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تصویب آں فرمودند عن ابن عباس قال قال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یوم بدر اللھم انی انشدک و وعدک اللھم ان شئت لم تعبد فاخذ ابوبکر بیدہ فقال حسبک فخرج وھو

میں یہ قصے حضرت مرتضٰی رض کی روایت سے مذکور ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی تو حضرت صدیق آنحضرت کے رفیق تھے اور یہ خدمت ایسی نوع (والہانہ عشق) کے ساتھ آپ کے ہاتھ سے پوری ہوئی کہ خدا تعالٰی نے اس پر آپ کی بڑائی کا اظہار کیا۔ فرمایا ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ ھُمَا فِی الْغَارِ (یعنی دو میں دوسرا جب کہ وہ دونوں غار میں تھے) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس وجہ کے پیش نظر آپ کی مدح میں یہ فرمایا کہ (ابوبکر رض) مجھے سوار کر کے دار الہجرت کی طرف لایا اور ان کی مدح وثناء مسلمانوں کی زبانوں پر شائع ہو گئی۔ اور یہ قصہ اپنی تفصیلات کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ بدر واقع ہوا اور وہ اسلام کی پہلی فتح تھی اور اس کی فضیلت تمام غزوات سے بڑھی ہوئی ہے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کو اس غزوہ میں نمایاں اعزاز حاصل ہوئے اور ان کے فضائل دوبالا ہوئے چند وجوہ سے۔ پہلی یہ کہ عریش میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ثانی تھے (یعنی اس عارضی مسقف منڈوے میں جو آپ کے لئے بنایا گیا تھا آپ کے ساتھ ابوبکر رض مقیم ہوئے تھے) دوسری یہ کہ جانب غیب سے (آپ کے قلب پر) ایک عظیم الہام کو قبول کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی تصویب فرمائی۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے یوم بدر میں یہ دعا کی کہ اے اللہ! میں آپ کو واسطہ دیتا ہوں آپ کے عہد اور وعدے کا۔ اے اللہ! اگر آپ چاہیں کہ آپ کی عبادت نہ کی جائے، تو ابوبکر رض نے آپ کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا بس کافی ہے تو آپ یہ کہتے ہوئے نکلے سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ الخ (۵۴ : ۴۵)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يقول سيهزم الجمع ويولون الدبر
اخرجه البخاري۔ و معنے ایں کلام نزدیک فقیر
آنست کہ ابوبکر صدیق رض ملہم شد بآنکہ
دعاء باجابت مقرون گشت وایں صورت از
جملہ آں واقعہا است کہ الہام صحابہ سبقت
نمود دراں بر وحی انگاہ وحی بر حسب
الہام ایشاں فرود آمد بلکہ بحقیقت
ہمیں الہام وحی است بسوئے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بآں وجہ کہ چوں ایشاں
ملہم شدند آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
بفراستِ صادقہ خویش دریافت کہ ایں
خاطر از جانب مدبر السموات والارض است و
ایں فراست وحی باطنی است چنانکہ در قصہ
اذان رؤیا عبداللہ بن زید و قیاس فاروق رض
راتصویب فرمود ودر لیلۃ القدر بر رؤیائے جمعے
از صحابہ رض اعتماد نمود الی غیر ذلک من الوقائع
دیگر آنکہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از عریش
برآمدہ متوجہ کارزار شد میمنہ لشکر بصدیق رض دادند
ومیکائیل ع ہمراہِ او بود ومیسرہ لشکر بحضرت مرتضےٰ رض
واسرافیل ہمراہ او بود عن علی رضی اللہ عنہ
قال بینما انا امیح من قلیب ببدر اذا جاءت ریح
شدیدۃ لم ار مثلھا قط ثم ذھبت ثم جاءت
ریح شدیدۃ لم ار مثلھا قط الا التی کانت
قبلھا وکانت الریح الاولی جبرئیل نزل فی
الف من الملئکۃ مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ

عنقریب (ان کی) یہ جماعت شکست کھائے گی اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے
اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے فقیر کے
نزدیک یہ ہیں کہ ابوبکر صدیق رض کو الہام ہوگیا کہ آپ کی دعا۔
مقرون باجابت ہوچکی ہے اور یہ ان واقعات میں کی ایک
صورت ہے جن میں کہ صحابہ رض کا الہام کسی واقعہ میں وحی پر سبقت
کرگیا اور پھر وحی ان کے الہام کے مطابق نازل ہوئی بلکہ درحقیقت
وہی الہام وحی ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف، اس
وجہ سے کہ جب وہ ملہم ہوئے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
اپنی فراستِ صادقہ سے سمجھ لیا کہ (ان کے قلب پر) یہ اُترنے والا
خیال مدبر السموات والارض (یعنی اللہ جلّ شانہ) کی جانب
سے ہے اور یہ فراست وحی باطنی ہے جیساکہ اذان کے قصہ میں
عبداللہ بن زید رض کے خواب اور فاروق رض کے قیاس کی تصویب فرمائی
اور لیلۃ القدر میں صحابہ رض کی ایک جماعت کے خواب پر اعتماد کیا
اور ایسے بہت سے واقعات ہیں۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم عریش سے نکل کر جنگ کی طرف متوجہ ہوئے تو
آپ نے لشکر کا میمنہ صدیق رض کو دیا اور میکائیل ع ان کے ساتھ
تھے اور لشکر کا میسرہ حضرت مرتضےٰ رض کو اور اسرافیل ع ان کے ہمراہ
تھے۔ مروی ہے علی رضی اللہ عنہ سے کہا اس دوران میں کہ میں
بدر کے کنویں سے چلو بھر بھر کر پانی ڈول میں ڈال رہا تھا کہ ایسی تیز
ہوا آئی کہ میں نے کبھی ایسی ہوا نہ دیکھی تھی پھر گزر گئی۔ پھر
ایک تیز ہوا آئی کہ میں نے اتنی تیز ہوا کبھی نہ دیکھی تھی بجز اس
ہوا کے جو اس سے پہلے آئی تھی اور پہلی ہوا جبرئیل ع تھے جو ایک
ہزار فرشتوں کے ساتھ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رہنے
کے لئے نازل ہوئے تھے۔ اور دوسری ہوا میکائیل ع تھے جو ہزار
فرشتوں کے ساتھ نازل ہوئے تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وسلم وکانت الریح الثانیۃ میکائیل نزل
فی الفٍ من الملائکۃ عن یمینِ رسولِ
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکانَ ابوبکر عن
یمینہٖ وکانت الریح الثالثۃُ اسرافیل نزل
فی الفٍ من الملائکۃ عن مَیْسَرَۃِ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وانا فی المیسرۃ فلمّا ھزم
اللہ تعالیٰ اعداءہ حملنی رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم علی فرسہٖ فجرت بی فوقعت علی
عَقِبی فدعوتُ اللہ عزّوجلّ فامسکنی
فلما استویتُ علیھا طعنتُ بیدی ھٰذہٖ
فی القوم حتی اختضب ھٰذا منّی دمًا و
اشار الی اِبطہٖ اخرجہ الحاکم دیگر آنکہ
چوں اسیرانِ بدر آمدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
مشاورہ کردند با صحابہؓ و مشورت حضرت صدیقؓ
را اختیار فرمود و او را با حضرت عیسیٰؑ تشبیہ داد ہرچند
درآخر فضیلت حضرت فاروقؓ غالب تر برآمد عن
عبداللہ بن مسعود قال لما کان یوم بدر قال لھم
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتقولون فی ھٰؤلاء الاساریٰ
فقال عبداللہ بن رواحۃ انت فی وادٍ کثیر الحطب
فاضرم نارًا ثم اَلقِھم فیھا فقال العباس رضی
اللہ عنہ قطع اللہ رحمک فقال عمر
رضی اللہ عنہ قادتھم ورؤساءھم
قاتلوک وکذّبوک فاضرب اعناقھم
فقال ابوبکر رضی اللہ عنہ عشیرتک و
قومک ثم دخل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقا

کی دائیں جانب کے لئے اور آپ کی دائیں جانب ابوبکرؓ تھے۔ اور تیسری
ہوا اسرافیلؑ تھے جو ہزار فرشتوں کے ساتھ نازل ہوتے تھے رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے مَیسَرہ (یعنی بائیں جانب) کیلئے اور میں مَیسَرہ میں
تھا تو جب اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو بھگا دیا مجھے رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم نے اپنے گھوڑے پر سوار کیا وہ مجھے لے کر دوڑ پڑا اور میں
اپنی پشت پر گرا تو میں نے اللہ عزّوجلّ سے دعاء کی تو اس نے مجھے روک
لیا۔ پھر جب میں اچھی طرح جم گیا تو میں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم پر
تلوار بجانا شروع کر دی یہاں تک کہ خون سے یہ بھی رنگین ہوگئی اور
اپنی بغل کی طرف اشارہ کیا۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ چوتھی یہ کہ
جب اسیرانِ بدر آئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے (ان کے بارے
میں) اصحابؓ سے مشورہ کیا اور حضرت صدیقؓ کے مشورے کو اختیار
فرمایا اور اُن کو حضرت عیسیٰؑ کے ساتھ تشبیہ دی اگرچہ آخر میں
(اس واقعہ میں) حضرت فاروقؓ کی فضیلت بہت بڑھی ہوئی
نکلی۔ روایت ہے عبداللہ بن مسعودؓ سے کہا کہ جب یوم بدر تھا تو
اصحابؓ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان
قیدیوں کے بارے میں تم کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہؓ نے
کہا آپؐ ایسی وادی میں جہاں بہت سوکھی لکڑیاں موجود ہیں
(اُن کو جمع کرکے) آگ سلگا دیجئے پھر ان سب کو اس میں
ڈال دیجئے تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا
رحم قطع کر دیا۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ان کو اور ان کے سرداروں
کو جو آپؐ سے لڑتے اور آپؐ کو جھٹلاتے رہے قریب قریب کر دیجئے میں
اُن کی گردنیں ماردوں گا۔ پھر حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا تمہارے
خاندان کے اور تمہاری قوم کے ہیں۔ پھر داخل ہوئے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اور فرمایا جو کچھ تم ان لوگوں کے بارے میں کہہ رہے ہو
وہ (سب درست ہے) مثال ان لوگوں کی اُن لوگوں کے بھائیوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماتقولون فی ھؤلاء ان مثل ھؤلاء کمثل
اِخوۃٍ لھم کانوا من قبلھم قال نوحٌ
رَبِّ لَا تَذَرْ عَلَی الْاَرْضِ مِنَ الْکَافِرِیْنَ
دَیَّارًا وقال موسیٰ رَبَّنَا اطْمِسْ عَلٰٓی اَمْوَالِھِمْ
وَاشْدُدْ عَلٰی قُلُوْبِھِمْ الآیۃ وقال ابراھیم
فَمَنْ تَبِعَنِیْ فَاِنَّہٗ مِنِّیْ وَمَنْ عَصَانِیْ فَاِنَّکَ
غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۔ وقال عیسیٰ اِنْ تُعَذِّبْھُمْ
فَاِنَّھُمْ عِبَادُکَ وَاِنْ تَغْفِرْ لَھُمْ فَاِنَّکَ اَنْتَ
الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ۔ وانتم قوم بکم عَیْلَۃٌ (فاقہ)
فلا ینفلتن (رہائی و نجواہد یافت) احد منکم الا بفداء او
بضربۃ عنق اخرجہ الحاکم وازا نجملہ
آنست کہ چوں غزوۂ اُحد واقع شد نصیب
حضرت صدیق رض دراں مشہد فضائل عظیمہ
گشت بچند جہت یکے آنکہ حضرت صدیق رض
نہایت سعی در کشف بلاتے آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم بجا آورد قال ابن اسحٰق
فلما عرفوا المسلمون رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم نھضوا بہ و نھض
معھم نحو الشعب معہٗ ابوبکر الصدیق
وعمر بن الخطاب وعلی بن ابی طالب
وطلحۃ بن عبید اللہ والزبیر
ابن العوام والحارث بن الصمۃ
رضوان اللہ علیھم ورھط
من المسلمین عن عائشۃ قالت
قال ابوبکر الصدیق لما جال (تفرق)

جیسی ہے جو اُن سے پہلے ہو چکے ہیں۔ نوح ؑ نے کہا تھا رَبِّ لَا تَذَرْ الخ (۷۱: ۲۶) اے میرے پروردگار! کافروں میں سے زمین پر ایک باشندہ بھی نہ چھوڑ" اور موسیٰ ؑ نے کہا تھا رَبَّنَا اطْمِسْ الخ (۱۰: ۸۸) اے ہمارے رب! ان کے مالوں کو نیست ونابود کر دیجئے اور ان کے دلوں کو (زیادہ) سخت کر دیجئے الخ" اور ابراہیم ؑ نے کہا فَمَنْ تَبِعَنِیْ الخ (۱۴: ۳۶) پھر جو شخص میری راہ پر چلے گا وہ تو میرا ہے ہی اور جو شخص (اس بات میں) میرا نہ مانے سو آپ تو کثیر المغفرت کثیر الرحمۃ ہیں" اور عیسیٰ ؑ نے کہا تھا اِنْ تُعَذِّبْھُمْ الخ (۵: ۱۱۸) اگر آپ ان کو سزا دیں گے تو یہ آپ کے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف فرما دیں تو آپ زبردست ہیں حکمت والے ہیں" اور تم ایسی قوم ہو کہ تم پر افلاس ہے (لہٰذا اُساریٰ کو واضح ہونا چاہیئے کہ) تم میں سے کوئی رہا نہ ہوگا مگر فدیہ سے یا گردن ماری جانے سے۔ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ اُحد واقع ہوا تو اس موقع پر حضرت صدیق رض کو فضائل عظیمہ حاصل ہوئے چند صورتوں سے۔ ایک یہ کہ حضرت صدیق رض نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو صعوبتوں سے بچانے کے لئے نہایت سعی کی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب مسلمانوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پہچان لیا تو آپ کو جلد اٹھا لے گئے اور آپ اُن کے ساتھ گھاٹیوں کی طرف روانہ ہوئے آپ کے ساتھ ابوبکر صدیق رض تھے اور عمر بن الخطاب رض اور علی ابن ابی طالب رض اور طلحہ رض بن عبید اللہ اور زبیر بن العوام رض اور حارث رض بن الصمۃ رضوان اللہ علیہم اور مسلمانوں کی ایک جماعت۔ حضرت عائشہ رض سے مروی ہے کہ کہا کہ فرمایا ابوبکر صدیق رض

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الناس عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوم اُحدٍ کنتُ اوّل من فاءَ فبصرتُ بہ من بُعدٍ فاذا انا برجلٍ قد اعتنقنی من خلفی یُرید رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا ھو ابو عبیدۃ بن الجراح الحدیث اخرجہ الحاکم۔ ومراد از جولان درینجا فرار نیست بلکہ متفرّق شدن از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بسبب در آمدن فوج کفّار در فوج آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ۔ دیگر آنکہ معلوم شد کہ کفّار قریش اگر بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از کسے حساب می گرفتند از حضرت صدیق رض می گرفتند لہذا چون ابوسفیان تفحص مے کرد احوالِ فوج آنحضرت صلعم راہمین سہ کس رانام می بُرد زیراکہ ازہمیں سہ کس مے ترسید و من حدیث البراء اشرف ابوسفیان فقال أفی القوم محمدٌ فقال لا تُجیبوہُ فقال أفی القوم ابن ابی قحافۃ فقال لا تجیبوہ قال أفی القوم ابن الخطاب فقال ان ھؤلاء قُتِلوا فلو کانوا أحیاءً لأجابُوا فلم یملک عمر نفسہ فقال کذبت یا عدوَّ اللہ أبقی اللہ لک ما یُخزیک اخرجہ البخاری۔
دیگر آنکہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بتعاقب کفّار بعد اُحد متوجّہ شدند حضرت صدیق رض از حاضران

نے کہ جب لوگ یوم اُحد میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے متفرق ہو گئے تو میں پہلا شخص تھا جو لوٹا اور میں نے آپ کو دور سے دیکھ لیا اچانک ایک شخص نے پیچھے سے میری کولی بھری وہ بھی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں تھا۔ دیکھتا ہوں کہ وہ ابو عبیدہ بن الجراح رض ہیں الخ۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔
اور مراد جولان سے (جس سے لفظ جَالَ مشتق ہے) اس جگہ فرار نہیں ہے بلکہ کُفّار کی فوج کے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے فوج کے اندر گھس جانے کی وجہ سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اصحاب رض کا متفرق ہو جانا مُراد ہے۔ دوسری یہ کہ (اس واقعہ سے) یہ بات واضح ہوئی کہ کفارِ قریش اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو (سب سے) نمایاں محسوب کرتے تھے تو صدیقِ اکبر رض کو کرتے تھے۔ اسی بنا پر جب ابوسفیان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فوج کے احوال کی جانچ کر رہا تھا تو ان ہی تین آدمیوں کا نام لے رہا تھا، کیونکہ وہ ان ہی تین سے ڈرتا تھا، حدیث براء رض میں مذکور ہے کہ ابوسفیان اُوپر چڑھا اور (زور سے) بولا کہ کیا قوم میں محمد ہے؟ تو (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے) فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن ابی قحافہ رض ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ جواب نہ دو۔ پھر اُس نے کہا کہ کیا قوم میں ابن الخطاب رض ہے؟ (جب جواب نہ ملا) تو بولا کہ اگر یہ زندہ ہوتے تو ضرور جواب دیتے۔ اب عمر رض اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے اور بولے تو جھوٹ بول رہا ہے او دشمن خدا! تجھے ذلیل کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے باقی رکھا ہے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ جب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اُحد (کی لڑائی بند ہونے) کے بعد کفّار کے تعاقب کی طرف متوجہ ہوئے تو حضرت صدیق رض اس واقعہ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آں واقعہ بود عن عائشۃ فی قولہ تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰہِ وَالرَّسُوْلِ الآیۃ قالت لعروۃ یا ابن اُختی کان اَبواکَ مِنھُمْ الزبیر وابوبکرؓ لما اصاب نبیَّ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ما اصاب یوم اُحد فانصرف عنہ المشرکون خاف ان یرجعوا فقال من یَذْھَبُ اِثْرَھُمْ فانتدب[1] منھم سبعون رجلاً کان فیھم ابوبکرؓ و الزبیر اخرجہ البخاری۔ وازانجملہ آنست کہ درغزوۂ خندق جانبے از لشکر بدستِ حضرت صدیقؓ دادند و محافظتِ آں جانب باومفوض گشت والآن مسجدِ صدیق نزدیک خندق موجود است وآں مسجد بحقیقت موضعِ نزُول حضرت صدیقؓ بود درغزوۂ خندق وازانجملہ آنست کہ درغزوۂ مُرَیسیع حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا مُتّہم شد ومنافقان آنچہ نمی بایست گفتند وگرفتار اَسْوَءِ حالات گشتند وبعض مسلمین کہ از برارۃِ صدیقہؓ توقّف کردند مُعاتب شدند حضرتِ صدیقؓ درآں واقعہ فضائل نمایاں نصیب شد بچند جہت یکےؔ آنکہ دراں واقعۂ ہوش رُبا ازایشاں کمال انقیاد و تسلیم و فدا بظہور آمد عن عائشۃ فی قصّۃ الافکِ فتشھّدَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم ثمّ قال اَمّا بعد یا عائشۃ انّہ

حاضرین میں سے تھے۔ مروی ہے عائشہؓ سے ارشادِ حق تعالیٰ اَلَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لَہٗ کے بارے میں (۳: ۱۷۲) جن لوگوں نے اللہ و رسولؐ کے کہنے کو قبول کر لیا بعد اس کے کہ ان کو زخم لگا تھا ان لوگوں میں جو نیک اور متقی ہیں ان کے لئے ثواب عظیم ہے" کہ اُنھوں نے عروہ سے فرمایا کہ اے میرے بھانجے! تیرے ابوین یعنی زبیرؓ اور ابوبکرؓ ان میں سے تھے۔ جب یوم اُحد میں نبیّ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جو کچھ افتاد پڑی تھی پڑ چکی اور مشرکین آپ کی طرف سے واپس ہو گئے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں گے۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان کا تعاقب کون کرے گا؟ تو ستّر آدمیوں نے (پورے جوش کے ساتھ) آمادگی ظاہر کی۔ اُن میں ابوبکرؓ اور زبیرؓ بھی تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں لشکر کا ایک بازو حضرت صدیقؓ کے سپرد فرمایا اور اس جانب کی حفاظت آپ کے سپرد ہوئی اور اب بھی خندق کے قریب مسجدِ صدیق موجود ہے اور وہ مسجد درحقیقت غزوۂ خندق میں حضرت صدیقؓ کے اُترنے کی جگہ ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ مُرَیسیع[1] میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی گئی اور منافقین نے ناشائستہ باتیں کہیں اور بدترین حالات میں گرفتار ہوئے۔ اور بعض ایسے مسلمان بھی موردِ عتاب ہوئے جنھوں نے صدیقہؓ کی بے گناہی کے اظہار میں توقّف کیا تھا۔ اس واقعہ میں حضرت صدّیقؓ کو نمایاں فضائل نصیب ہوئے چند جہت سے۔ ایک یہ کہ اس واقعۂ ہوش ربا میں اُن سے انتہائی فرمانبرداری اور تسلیم و فدائیت ظہور میں آئی۔ حضرت عائشہؓ سے اِفک (تہمت) کے قصہ میں مروی ہے کہ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کلمۂ شہادت پڑھا

[1] مُرَیسیع حجاز میں ایک مشہور چشمہ کا نام ہے۔ اس غزوہ کو غزوۂ بنی المصطلق بھی کہتے ہیں ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلغني عنكِ كذا و كذا فان كنتِ بريئةً فسيبرئكِ اللهُ وان كنتِ ألممتِ بذنبٍ [ارتکبت ۱۲] فاستغفري اللهَ وتوبي اليه فانّ العبدَ اذا اعترفَ ثم تابَ تاب اللهُ عليه [اذنب ۱۲] قالت فلمّا قضٰی رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مقالتَہ قَلَصَ دمعي حتٰی ما اُحِسُّ منہ قطرةً فقلتُ لِاَبي اَجِبْ عنّي رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اني واللہِ ما ادري ما اقول لِرسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اخرجہ البخاری دیگر آنکہ چوں براءۃ صدیقہ رضؓ نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وصدیق اکبر رضؓ شریک آں براءۃ گشتند اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ زیراکہ معاذ اللہ اگر ایں اِفک تحققے میداشت آں لوث دامن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ودامن صدیق رضؓ را مکدر میکرد کہ در مثل ایں امور صاحب فراش و والد المرأۃ ہدف ملامت و مسبّہ می شوند دیگر آنکہ حضرت صدیق رضؓ بر مِسطح بن اثاثہ انفاقے مے کرد چوں ازوے شرکتے در افک ظاہر شد از انفاق دست باز داشت دریں باب نازل شد وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْكُمْ وَالسَّعَةِ اَنْ يُّؤْتُوْٓا اُولِي الْقُرْبٰى آہ عن عائشۃ قالت قال ابوبکر الصدیق وکان يُنفق علٰی مِسطح بن

پھر اسکے بعد فرمایا امابعد اے عائشہ رضؓ! مجھے تیرے متعلق یہ اور یہ باتیں پہنچی ہیں اب اگر تو بری (یعنی پاکدامن) ہے تو اللہ تعالےٰ تیری براءت ظاہر کردے گا اور اگر تو گناہ کی مرتکب ہوگئی ہے تو اللہ سے استغفار کر اور اس کے سامنے توبہ کر کیونکہ بندہ جب گناہ کرے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالےٰ اُس کی توبہ قبول کرتاہے۔ عائشہ رضؓ نے کہاکہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنا کلام پورا کرچکے تو میرے آنسو بالکل خشک ہوگئے یہاں تک کہ میں ایک قطرہ بھی محسوس نہیں کرتی تھی تو میں نے اپنے باپ سے کہاکہ میری طرف سے آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جواب دیجئے تو انھوں نے کہاکہ میں تو خدا کی قسم نہیں جانتا کہ کیا کہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوسری جہت یہ ہے کہ جب صدیقہ رضؓ کی براءت نازل ہوئی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضؓ (بھی) اس براءۃ میں شریک بن گئے۔ اُولٰٓئِكَ مُبَرَّءُوْنَ مِمَّا يَقُوْلُوْنَ (۲۴: ۲۶) یہ اس بات سے پاک ہیں جو یہ (منافق) بکتے پھرتے ہیں" کیونکہ معاذ اللہ اگر یہ بہتان کچھ بھی سچائی رکھتا ہوتا تو وہ گندگی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیق اکبر رضؓ دونوں کے دامنوں کو آلودہ کرتی کہ اس قسم کے امور میں صاحب فراش یعنی شوہر اور عورت کا باپ دونوں ہی ملامت اور دشنام کا نشانہ بنتے ہیں۔ تیسری یہ کہ حضرت صدیق رضؓ مِسطح بن اُثاثہ پر خرچ کیا کرتے تھے (یعنی ان کی مالی امداد کرتے رہتے تھے) جب اس اِفک میں اُن کا شریک ہونا ظاہر ہوا تو آپ نے ان کو دینے سے ہاتھ روک لیا، اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی وَلَا يَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ الخ (۲۴: ۲۲) اور جو لوگ تم میں (دینی) بزرگی

عہ مِسطح حضرت صدیق رضؓ کی خالہ کے بیٹے تھے۔ اہل بدر اور مساکین میں سے تھے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أثاثة لقرابته منه وفقره والله لا أنفق على مسطح شيئاً أبداً بعد الذي نال لعائشة ما نال فأنزل الله عزوجل ولا يأتل أولوا الفضل منكم والسعة الى غفور رحيم ۝ قالت قال ابوبكر الصديق بلى والله اني لاحب ان يغفر الله لى فرجع الى مسطح النفقة التى كان ينفق عليه قال والله لا انزعها منه ابداً اخرجه البخاري قال ابن عباس قال الله تعالى لابي بكر قد جعلت فيك يا ابابكر الفضل والمعرفة بالله وصلة الرحم وجعلت عندك السعة فتعطف على مسطح فله قرابة وله هجرة وله مسكنة ذكره الواحدي في الوسيط

اور (دنیوی) وسعت والے ہیں وہ اہلِ قرابت کو اور مساکین کو اور اللہ کی راہ میں ہجرت کرنے والوں کو دینے سے قسم نہ کھا بیٹھیں الخ۔ مروی ہے عائشہ رضؓ سے بیان کیا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے کہا اور وہ خرچ کیا کرتے تھے مسطح بن اُثاثہ پر اُس سے قرابت کی بنا پر اور اُس کے فقر کی وجہ سے کہ واللہ اب میں مسطح پر کبھی کچھ خرچ نہ کروں گا۔ یہ اُس بات کے بعد فرمایا تھا جو اُس نے عائشہ رضؓ کے متعلق کہی تھی تو اللہ عزّ وجلّ نے نازل فرمایا وَلَا یَأْتَلِ اُولُوا الْفَضْلِ مِنْکُمْ وَالسَّعَۃِ سے غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ تک۔ عائشہ رضؓ نے کہا کہ ابوبکر رضؓ تے (آیت سُن کر) کہا کہ بیشک واللہ میں اس بات کو ضرور پسند کرتا ہوں کہ اللہ میری مغفرت کرے پھر لوٹایا مسطح کی طرف اُس نفقہ کو جو اُن پر خرچ کیا کرتے تھے اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں اس کو اُس سے کبھی نہ روکوں گا اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابنِ عباس رضؓ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابوبکر رضؓ سے فرمایا کہ اے ابوبکر رضؓ میں نے تجھ میں فضیلت رکھی ہے اور اللہ کی معرفت اور صلۂ رحمی اور میں نے تجھے مالی وسعت دی تو مسطح پر مہربانی کر اس کی قرابت کی وجہ سے اور اس کی ناداری کی وجہ سے۔ اس کو واحدی نے ذکر کیا وسیط میں۔

وازاں جملہ آنست کہ چوں صلح حدیبیہ پیش آمد از صدیقِ اکبر رضؓ مآثرِ جمیلہ ظاہر گشت و فضلِ او بآں مآثر دو بالا شد یکے[۱] آنکہ صدیق اکبر رضؓ در مذاکرۂ عروۃ بن مسعود کافر ملاقے جلادت شد و دشنامِ غلیظ داد تا قوتِ مسلمین در جہاد ظاہر گردد در آخر فائدہ ایں اغلاظ فی القول واضح گشت کہ عروہ پیش قریش تمکن اصحاب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در نصرتِ آنحضرت

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب صلح حدیبیہ پیش آئی تو حضرت صدیق رضؓ کے مناقب جمیلہ کا ظہور ہوا اور اُن مناقب سے اُن کی فضیلت دوچند ہوگئی۔ ایک[۱] یہ کہ صدیقِ اکبر رضؓ سے عروۃؓ بن مسعود کے ساتھ مکالمہ کے وقت بڑی بہادری کا ظہور ہوا اور (جوش میں آکر) اُس کو سخت گالی دی تاکہ جہاد میں مسلمانوں کی قوت ظاہر ہو اور آخر میں گفتگو کے اس کھرے پن کا فائدہ بھی واضح ہوگیا کہ عروہ نے جاکر قریش کے سامنے آنحضرت

ع[۱] یہ اس وقت کافر تھا جو مشرکین مکہ کا نمائندہ بن کر گفتگوئے صلح کیلئے آیا تھا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیان نمود وآں سبب صلح شد فی قصۃ الحدیبیۃ
قال عروۃ عند ذلک ای محمد ارأیت إن استأصلت
امر قومک ھل سمعت باحدٍ من العرب
اجتاح اصلہ قبلک وان تکن الاخریٰ فانی
واللہ لاری وجوھا وانی لاری اشوابا من
الناس خلیقا ان یفروا ویدعوک فقال لہ
ابوبکر امصص بظر اللات انحن نفر عنہ
وندعہ فقال من ذا قالوا ابوبکر فقال
اما والذی نفسی بیدہ لولا ید کانت لک
عندی لم اجزک بھا لاجبتک۔
دیگر چوں حضرتِ فاروق رض را عرق
غیرت بحرکت آمد حضرت صدیق رض
در جواب سوال او قدم بر قدم
آں حضرت ص رفت ازیں جا دانستہ
شد کہ حضرتِ صدیق رض را با پیغامبر
چہ نسبت بود و علوم پیغامبر
در نفس وے رضی اللہ چگونہ منطبع
می شد قال عمر بن الخطاب
فاتیت نبی اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم فقلت الست نبی
اللہ حقا قال بلیٰ قلت السنا
علی الحق و عدونا علی
الباطل قال بلیٰ قلت

صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب رض کی پوری استقامت کا آنحضرت ص کا ساتھ دینے میں ذکر کیا (جس سے قریش مرعوب ہوئے) اور قصہ حدیبیہ میں صلح کا وہی سبب بھی بنا۔ عروہ نے اس گفتگو کے وقت کہا تھا کہ اے محمد! کیا تو نے اپنی قوم کے معاملہ پر غور کیا کہ تو نے اس کی جڑ کاٹنا چاہی، کیا تو نے عرب میں سے کسی کو سنا ہے کہ اس نے اپنی اصل (یعنی خاندان) کو ہلاک کیا ہو تجھ سے پہلے۔ اور تو نے دوبارہ ایسا ہی کیا تو میں واللہ بہت سے چہرے دیکھ رہا ہوں اور مختلف قسم کے ملے جلے خون والے لوگوں کو دیکھ رہا ہوں جن کی طبعی صفت یہ ہوگی کہ وہ بھاگ جائیں گے اور تجھے چھوڑ دیں گے۔ اس پر ابوبکر رض نے اُس کو کہا امصص بظر اللات الخ یعنی تو لات کا بظر چوس عہ! کیا ہم اُن کو چھوڑ کر بھاگ جائیں گے۔ اس نے لوگوں سے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ابوبکر رض۔ تو اس نے کہا کیا کہوں قسم اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اگر میرے اوپر تیرا ایک احسان نہ ہوتا جس کا بدلہ ابتک میں نے نہیں دیا تو میں تجھے جواب ضرور دیتا۔
دوسری یہ کہ (صلح حدیبیہ کے موقع پر) جب حضرت فاروق رض کی رگِ غیرت حرکت میں آئی تو حضرت صدیق رض اُن کے سوال کے جواب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قدم بقدم چلے۔ یہاں سے یہ بات سمجھ میں آجاتی ہے کہ حضرت صدیق رض کو پیغمبر ص کے ساتھ کیا نسبت تھی اور پیغمبر ص کے علوم صدیق رض کے (آئینہ) نفس میں کیونکر جلوہ گر ہوتے تھے۔ عمر بن الخطاب رض نے بیان کیا کہ پھر میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا اور کہا کہ کیا آپ اللہ کے سچے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہوں۔ میں نے

عہ بظر، با کے فتح کے ساتھ گوشت کے اس ٹکڑے کو کہتے ہیں جو فرج کے اوپر ہوتا ہے جس کو ہندی میں ٹنہ کہتے ہیں۔ لات ایک بت کا نام تھا جو بشکل عورت تھا جس کی قریش پوجا کیا کرتے تھے۔ عرب کے نزدیک یہ سخت گالی ہے ۱۲

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فَلِمَ نُعْطِی الدَّنِیَّۃَ فِی دِیْنِنَا اِذًا قَالَ اِنِّی رَسُولُ اللّٰہِ وَ لَسْتُ اَعْصِیْہِ وَھُوَ نَاصِرِی قُلْتُ اَوَلَیْسَ کُنْتَ تُحَدِّثُنَا اَنَّا سَنَأْتِی الْبَیْتَ فَنَطُوْفُ بِہٖ قَالَ بَلٰی اَفَاَخْبَرْتُکَ اَنَّا نَأْتِیْہِ الْعَامَ قُلْتُ لَا قَالَ فَاِنَّکَ اٰتِیْہِ وَمُطَوِّفٌ بِہٖ قَالَ فَاَتَیْتُ اَبَا بَکْرٍ قُلْتُ اَلَیْسَ ھٰذَا نَبِیُّ اللّٰہِ حَقًّا قَالَ بَلٰی قُلْتُ اَلَسْنَا عَلَی الْحَقِّ وَعَدُوُّنَا

کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک۔ میں نے کہا کہ پھر ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب[1] لگائیں۔ فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں[2] اس کی نافرمانی نہیں کرتا اور وہ میری مدد کرنے والا ہے۔ میں نے کہا کہ آپ ہم سے نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے پھر اس کا طواف کریں گے۔ فرمایا کہ بیشک۔ کیا پھر میں نے تم کو یہ خبر دی تھی کہ ہم بیت اللہ میں اسی سال پہنچیں گے؟ میں نے کہا "نہیں" فرمایا کہ تو اس میں تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور میں نے کہا اے ابوبکر رضی اللہ عنہ! کیا یہ اللہ تعالیٰ کے سچے

---

[1] دین میں عیب پیدا ہونے کا یہ مطلب ہے کہ ہم عمرہ کرنے کی نیت سے آئے تھے لیکن مشرکین کی اس ضد اور ہٹ کو کہ ہم اپنی عبادت کی تکمیل کئے بغیر ہی واپس ہو جائیں مان لینا ہمارے دین پر دھبہ ہے۔ ہمیں چاہیئے کہ اپنی عبادت کی تکمیل کے لئے جان کی پروا نہ کریں اور عمرہ ادا کر کے جائیں ۱۲

[2] یعنی حق تعالیٰ کی فرمانبرداری ہی کی بناء پر ہم نے مشرکین کی شرطوں کو قبول کیا تاکہ بیت اللہ کا احترام قائم رکھیں اور ہم نے اُن کی ایسی شرطوں کو بھی مان لیا صرف احترام بیت اللہ کے لئے جو بظاہر ذلیل اور رُسوا کرنے والی معلوم ہوتی ہیں جو نفسوں پر شاق گزریں اور عبادت کی حقیقت اس کے سوا اور کیا ہے کہ اپنے معبود کی رضا جوئی کے لئے اپنے عجز و افتقار کا مظاہرہ کیا جائے اس لئے اگر عبادتِ عمرہ کی تکمیل نہ ہو سکی تو کیا ہوا۔ ہم نے اتنی بڑی عبادت کی جو کہ بہت سے عمروں کے برابر ہے۔ کیونکہ اس کا جو نتیجہ یعنی رضاءِ الٰہی ہم کو ملا ہے کہ احترامِ حق کے پیشِ نظر ہم نے اپنا پہلو جتنا زیادہ سے زیادہ رحمت و حمایتِ باری تعالیٰ اور "نصر عزیز" ہماری طرف متوجہ ہو چکی ہے جسکا اثر تم آئندہ دیکھو گے۔ اس لئے یہ ہماری بہت بڑی فتح ہے اور اسی کی طرف سورۃ انا فتحنا جو واپسی کے دوران میں راستہ ہی نازل ہوئی تھی کہ ہم نے تم کو اس وقت بڑے تحمل کی توفیق دی تھی جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ اب ہماری حمایت اور نصر عزیز تمہارے ساتھ ہو گئی ہے کہ تم امتحان میں کامیاب ہو گئے ہو کہ جو لغزش تم سے سرزد ہو گئی تھی کہ تم نے مالی ضرورتوں اور اقارب کو بچانے کا خیال کرتے ہوئے فدیہ قبول کر لیا تھا وہ بھی معاف ہے (لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک) اور اگر کوئی لغزش آئندہ اسی طرح کی تم سے سرزد ہوئی تو وہ بھی معاف (وما تأخر) یاد رکھنا چاہیئے کہ "لیغفر لک" اور "ذنبک" میں اگرچہ خطاب خاص ہے مگر اس کا مفہوم عام ہے۔ یہاں ذنوب کا مفہوم عام معاصی نہیں ہے بلکہ ایسی لغزشیں ہیں جو حصولِ مقصد میں سدِّ راہ ہوتی ہیں جن کا وقوع مستقبل میں بھی مسلمانوں سے ہوا مگر اسی وعدہ خداوندی نے اپنی نصر عزیز کے ذریعہ سے بُرے انجام سے ہمیشہ انکو محفوظ رکھا اور فتوحاتِ کاملہ کیلئے بالآخر سیدھا راستہ اُن کے سامنے کر دیا جس کیطرف (ویہدیک صراطاً مستقیماً) میں اشارہ کیا گیا ہے۔ اور (ینصرک اللہ نصراً عزیزاً) کا وعدہ ہمیشہ پورا ہوتا رہا۔ ان جملہ الطاف و اکرامات کی بنیاد یہی معاہدہ بنا۔ اسی لئے اس کو فتح مبین فرمایا گیا۔ اور اس میں بھی کوئی شک نہیں ہے کہ فتح کا مقدمہ یہی معاہدہ بنا تھا، قریش نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی جسکی بناء پر سورۃ براءت کے ذریعہ سے معاہدہ کے فسخ کا اعلان کر دیا گیا اور پھر حملہ کر کے مکہ فتح کر لیا گیا۔ اب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس خواب کی اصل تعبیر کا ظہور ہوا کہ ہم بیت اللہ میں پہنچیں گے چنانچہ پہنچے اس طرح کہ ہمیشہ کیلئے کسی کو آنکھ ملانے کی جرأت نہ ہو سکی۔ الغرض آپ کے خواب کی تعبیر یعنی فتح مکہ کا ظہور تدریجاً اسی معاہدہ سے شروع ہوا۔ بصیرتِ محمدی اس راز کو بخوبی سمجھ رہی تھی مگر ابتک حضرت عمر رضی اللہ عنہ نہ سمجھے تھے ۱۲ اشتیاق احمد

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علی الباطل قال بلی قلت فلم نعطی
الدنیۃ فی دیننا اذا قال یا ایھا الرجل
انه رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم
ولیس یعصی ربه وھو ناصرہ
فاستمسك بغرزہ (رکاب۲) فواللہ انه علی الحق
قلت الیس کان یحدثنا انا سنأتی
البیت فنطوف به قال بلی أفأخبرك
انك تأتیه العام قلت لا قال
فانك اٰتیه ومطوف به قال
عمر فعملت لذٰلك اعمالاً اخرجه
البخاری ۳ دیگر آنکہ در اختیار صلح و
جنگ سخنہا می رفت و مشورہا بمیان
مے آمد آخرہا تقریر امر بہ مشورت حضرت
صدیق رض واقع شد فی قصة الحدیبیة
انه صلی اللہ علیه وسلم بعث عینا له (جاسوس)
من خزاعة وسار النبی صلی اللہ علیه وسلم
حتی کان بغدیر الاشطاط اتاہ
عینه قال ان قریشا جمعوا جموعا وقد
جمعوا لك الاحابیش وھو مقاتلوك و
صادوك عن البیت ومانعوك فقال
اشیروا ایھا الناس علی أترون ان
امیل الی عیالھم وذراری ھٰؤلاء
الذین یریدون ان یصدونا عن

نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کہ بیشک ہیں۔ پھر میں نے کہا کہ کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں؟ فرمایا بیشک۔ میں نے کہا کہ ہم کس وجہ سے اپنے دین میں عیب لگالیں۔ فرمایا کہ اے شخص وہ اللہ کے رسول ہیں اور وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کو مدد دینے والا ہے۔ بس تو اُن کے رکاب پکڑے رکھ، واللہ وہ حق پر ہیں۔ مَیں نے کہا کہ کیا رسول اللہ ہم سے یہ نہیں فرماتے تھے کہ ہم عنقریب بیت اللہ پہنچیں گے اور اس کا طواف کریں گے۔ کہا کہ بیشک! تو کیا تم کو یہ خبر دی تھی کہ تم بیت اللہ اسی سال پہنچو گے۔ مَیں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا کہ بیشک تم (آئندہ) پہنچنے والے ہو اور اس کا طواف بھی کرنے والے ہو۔ عمر رض نے کہا کہ میں نے اس کی وجہ سے (یعنی اپنی اس جرأت گستاخانہ کی وجہ سے) بہت سے عمل خیر (بطور کفارہ) کئے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ تیسری۳ یہ کہ صلح اور جنگ کے اختیار کرنے میں گفتگوئیں جاری تھیں اور مشورے ہوئے۔ آخرکار جو بات قرار پائی وہ حضرت صدیق رض کے مشورے کے مطابق تھی۔ قصۂ حدیبیہ (بخاری) میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا ایک جاسوس (بسر ابن سفیان) جو قبیلہ خزاعہ کا تھا بھیجا (کہ قریش کے حالات معلوم کرکے آئے) اور آپ چل پڑے۔ جب (مقام) غدیر الاشطاط میں پہنچے وہاں آپ کا جاسوس آپ کے پاس آیا۔ اس نے بتایا کہ قریش کے لوگوں نے تو فوجیں اکٹھا کی ہیں اور یہ فوجیں متفرق قبیلوں میں سے لی ہیں۔ اور وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ جانے سے آپ کو روکیں گے اور مانع ہوں گے تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اصحاب رض سے فرمایا کہ اے لوگو! مجھے مشورہ دو

ع۵ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضری اور اپنے سوال وجواب کو حضرت ابوبکر رض پر ظاہر کیا تھا مگر حضرت ابوبکر رض نے بھی انکو وہی جواب دیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیئے تھے الفاظ بھی نہ بدلے۔ اس حدیث کے ایراد سے یہی غرض ہے ۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البیتِ فان یأتونا کان اللہ قد قطع عیناً من المشرکین والّا ترکناھم محرومین قال ابوبکر یارسول اللہ خرجتَ عامِداً لھذا البیتِ لا ترید قتلَ احدٍ ولاحربَ احدٍ فتوجّہ لہ فمن صدّنا عنہ قاتلناہ قال امضوا علےٰ اسمِ اللہ اخرجہ البخاری۔

(اے مسلوبین منہوبین ۱۲)

ازانجملہ آنست کہ چوں غزوۂ خیبر واقع شد حضرت صدّیق رض حاضر آں واقعہ بود و بمقتضائے سیرت آنحضرتِ صلے اللہ علیہ وسلم در خلفاء کہ بمنزلہ منتظر الامارت معاملہ میکردند حضرتِ صدیق رض امیر لشکر شد ہرچند در آخرِ واقعہ فضیلتِ علی مرتضےٰ غالب تر آمد عن سلمۃ بن الاکوع قال بعث رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابابکر الیٰ بعض حصون خیبر فقاتل وجھد ولم یکن فتح اخرجہ الحاکم وازانجملہ آنست کہ بر سریۂ بنی فزارہ حضرت صدیق رض را امیر ساخت عن سلمۃ بن الاکوع قال اَمَّرَ رسول اللہ

کیا تم یہ رائے پسند کروگے کہ ہیں ان کافروں کے متعلقین اور ان کے بال بچوں پر جھک پڑوں (یعنی بڑھ کر ان کو قید کرلوں) جو اس ارادے سے پہنچے ہیں کہ ہم کو بیت اللہ سے روک دیں۔ پھر اگر وہ (اپنے بال بچوں کو بچانے کی غرض سے) ہم سے لڑنے آئیں گے تو اللہ عـہ مشرکوں کے جاسوسوں کو (یا انکی ایک آنکھ کو) ختم کردے گا (یعنی ہمارے ہاتھ سے ان کو ہلاک کردے گا)۔ ورنہ ہم اُن کو لُٹا پٹا چھوڑ دیں گے۔ ابوبکر رض نے کہا کہ یارسول اللہ ص! آپ تو بیت اللہ کے ارادے سے نکلے ہیں۔ کسی کو قتل اور کسی سے جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلے۔ بس اپنا رُخ بیت اللہ کی طرف رکھیے جو ہم کو اس سے روکے گا اس سے ہم قتال کریں گے۔ آپ نے فرمایا چلو بسم اللہ۔ روایت کیا اس کو بخاری نے۔ ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ خیبر واقع ہوا تو اس میں حضرت صدّیق رض حاضر تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خلفاء رض کے ساتھ سیرتِ مبارکہ کے مطابق کہ آپ بمنزلۂ ولی عہد کے معاملہ کرتے تھے حضرت صدیق رض امیر لشکر ہوئے ہرچند کہ آخرِ جنگ میں علی مرتضیٰ رض کی فضیلت غالب تر ظاہر ہوئی۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تو انھوں نے قتال کیا اور کوشش کی اور فتح نہ ہوئی، روایت کیا اس کو حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ سریۂ بنی فزارہ پر حضرت صدیق رض کو امیر بنایا۔ مروی ہے سلمہ بن الاکوع سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رض کو امیر

عـہ یعنی جب باہر والے لوگ اپنے بال بچوں کو بچانے کے لئے آئیں گے تو قریش کے لوگ تو مکہ میں رہ جائیں گے وہ ان کے ساتھ آنے والے نہیں اس صورت میں کافروں کی جماعت کم ہوجائے گی بہ نسبت اسکے کہ ہم مکہ میں جاکر مقابلہ کریں کیونکہ یہ باہر والے اور قریش سب مجتمع ہیں مل کر ہمارا سخت مقابلہ کرسکتے ہیں۔ بعضوں نے کہا کہ یہ مطلب ہے کہ اگر یہ باہر والے اپنے بال بچوں کو بچانے آتے تو مارے جائیں گے اور ان کے مارے جانے سے قریش کے جاسوسوں میں کمی ہوگی کیونکہ یہی باہر والے ہماری خبریں قریش کو پہنچایا کرتے ہیں گویا ان کے جاسوس ہیں۔ بنا بریں یہ ترجمہ ہوگا "تو جدا کردیا اللہ تعالیٰ نے جاسوس (جماعت) کو جو مشرکین کی تھی ہم سے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر رضی اللہ عنہ فغزونا ناسًا من بنی فزارۃ فلما دنونا من الماء امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فعرسنا فلما صلینا الصبح امرنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فشننا الغارۃ قال فوردنا الماء فقتلنا بہ من قتلنا فانصرف عنق من الناس وفیھم الذراری والنساء قد کادوا یسبقون الی الجبل فطرحنا سھمًا بینھم و بین الجبل فلما رأوا السھم وقفوا فجئت بھم اسوقھم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ و فیھم امرأۃ من بنی فزارۃ علیھا قشع من الادم معھا ابنۃ لھا من احسن العرب قال فنفلنی ابوبکر رضی اللہ عنہ ابنتھا قال فقدمت المدینۃ فلقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقلت واللہ یا رسول اللہ ماکشفت لھا ثوبًا وھی لک یا رسول اللہ فبعث بھا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی مکۃ ففادی بھا اساری من المسلمین کانوا فی ایدی المشرکین اخرجہ الحاکم وازانجملہ آنست کہ چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے ملوک آفاق نامہا نوشتند وجمعے را برائے تبلیغ آں نامہا فرستادند سائلے سوال کرد کہ حضرت صدیق رض و فاروق رض چرا فرستادہ نمی شود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تعظیم رتبہ ایں دو بزرگ ونسبت

بنایا تو ہم نے بنی فزارہ کے لوگوں سے جہاد کیا تو جب ہم پانی کے (یعنی قبیلہ کے) قریب پہنچ گئے تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا تو ہم نے آرام کیا۔ پھر جب صبح کی نماز پڑھ لی تو ہم کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے حکم دیا پھر ہم نے ہر جانب سے ان پر لوٹ ڈالی۔ کہا کہ ہم قبیلہ پر جا پہنچے تو وہاں جن لوگوں کو قتل کرنا تھا قتل کیا۔ پھر ان لوگوں کے بعض ممتاز لوگوں کی جماعت اور ان میں اُن کے بال بچے اور عورتیں بھی تھیں لوٹے اور پہاڑ کی طرف پہنچنے کے قریب ہوگئے تو ہم نے ان کے اور پہاڑ کے درمیان تیر پھینکے۔ پھر جب انھوں نے تیروں کو دیکھا تو ٹھہر گئے اور میں ان کے پاس پہنچا اور ان کو ہنکاتا ہوا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس لایا اور اُن میں بنی فزارہ کی ایک عورت تھی جو چمڑے کا ایک پوستین اوڑھے ہوئے تھی اسکے ساتھ اُس کی ایک بیٹی تھی جو عرب کی حسین ترین لڑکی تھی۔ کہا کہ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اس لڑکی کو غنیمت میں سے مجھے دیدیا۔ کہا کہ پھر میں مدینہ آگیا تو مجھ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ملے۔ تو میں نے کہا واللہ یارسول اللہ! میں نے اسکے اوپر سے کپڑا بھی نہیں ہٹایا اور یارسول اللہ! اب یہ آپ کی ہے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو مکہ بھیجدیا اُس سے فدیہ (بدلہ) کرلیا مسلمانوں میں کے اُن قیدیوں کا جو مشرکین کے قبضہ میں تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے چہار جانب کے بادشاہوں (کے پاس بھیجنے) کے لئے خطوط تحریر فرمائے اور ایک جماعت کو ان خطوط کے پہنچانے کے لئے روانہ کیا تو ایک سائل نے سوال کیا کہ حضرت صدیق رض اور حضرت فاروق رض کو کیوں نہیں بھیجا جاتا؟ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دونوں بزرگوں کے مرتبہ کی عظمت اور اُن کے ساتھ اپنے اتحاد کی نسبت کا اظہار فرمایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اتحاد ایشاں با خود بیان فرمود و ایں معنی فضیلتِ ایشاں را دو بالا ساخت عن حذیفۃ ابن الیمان رضی اللہ عنہما قال سمعتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لقد ھَمَمْتُ ان اَبعثَ الی الاٰفاق رجالًا یُعلّمون النّاس السُّنَنَ والفرائض کما بعثَ عیسیٰ بن مریم الحواریین قیل لہٗ فاَینَ انتَ عن ابی بکرٍ وعمرَ قال انہ لا غنٰی لی عنہما انّہما من الدّین کالسمع والبصر رواہ الحاکم۔ ازانجملہ آنست کہ حضرت صدیقؓ درمصالح مسلمین شبانگاہ با آنحضرتؐ مشاورت می کردند و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم برحسب مشورہ ایشاں عمل میفرمود قال ابن عباس فی قولہ تعالیٰ وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ یعنی ابابکر وعمر وعن عمر رضی اللہ عنہ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یَسْمُرُ عند ابی بکر اللیلۃ فی الامر من امور المسلمین وانا معہ رواہ احمد وعن عبدالرحمٰن بن غنم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وعمر لو اجتمعتما فی مشورۃٍ ماخالفتکما اخرجہ احمد۔

وازاں جملہ آنست کہ چوں ازواج طاہرات غیرت کردند و سورۃ تحریم نازل شد حضرت صدیقؓ و فاروقؓ مشارالیہ بکلمہ وصالح المؤمنین گشتند عن ابی اُمامۃ قال فی قولہ تعالیٰ فَاِنَّ اللہ ھو مولٰہُ وجبریلُ

اور اس ارشاد نے ان کی فضیلت کو دوچند کر دیا۔ مروی ہے حذیفہؓ ابن الیمان رضی اللہ عنہما سے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ میں نے عزم کر لیا ہے کہ چاروں طرف ایسے لوگوں کو بھیجوں جو لوگوں کو امور شرعیہ اور فرائض کی تعلیم دیں جیسا کہ عیسیٰ بن مریمؑ نے حواریین کو بھیجا تھا۔ تو آپ سے کہا گیا کہ کیا بات ہے آپ ابوبکرؓ و عمرؓ سے ایسے کام نہیں لیتے۔ فرمایا کہ حقیقت یہ ہے کہ ان دونوں سے میں مستغنی نہیں ہوتا۔ یہ دونوں دین کے حق میں ایسے ہیں جیسے سمع اور بصر (انسان کے لئے) اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ مسلمانوں کی مصلحتوں کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مشاورت کیا کرتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ان کے مشوروں کے مطابق عمل فرمایا کرتے تھے۔ ابن عباسؓ نے ذکر کیا حق تعالیٰ کے قول وَشَاوِرْھُمْ فِی الْاَمْرِ کے بارے میں (کہ ان سے کاموں میں مشورہ کیا کرو) "یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ سے" اور عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رات کو گفتگو فرمایا کرتے تھے ابوبکرؓ کے نزدیک (لیٹ کر) امورِ مسلمین میں سے کسی امر کے متعلق اور میں بھی ان کے ساتھ ہوتا تھا روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور عبدالرحمٰن بن غنم سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ و عمرؓ سے فرمایا جب تم دونوں کسی مشورے میں متفق ہو جاتے ہو تو میں تمہارے خلاف نہیں کرتا۔ اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب ازواج طاہراتؓ نے غیرت کی اور سورۂ تحریم نازل ہوئی تو حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کلمہ وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِیْنَ کے مشار الیہ بنے۔ مروی ہے ابوامامہؓ سے انھوں نے کہا اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں فَاِنَّ اللہ ھُوَ مَوْلٰہُ الخ (۶۶:۴) اور اگر (اسی طرح

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَصَالِحُ الْمُؤْمِنِيْنَ ابوبکرؓ و عمرؓ اخرجه الحاكم و شاهده حدیث نعمان بن بشیر استأذن ابوبكر على النبي صلى الله عليه وسلم وسمع صوت عائشة عاليًا فلما دخل تناولها ليلطمها وقال لا اراك ترفعين صوتك على رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه ابوداؤد ازانجمله آنست که حضرت صدیقؓ غایت سعی در کتمانِ اسرار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم می فرمود در قصۂ عرض حفصہؓ بر عثمانؓ و حضرت صدیق اکبرؓ مذکوراست قال ابوبكر لم يمنعني ان ارجع اليك الا اني كنت علمت ان رسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها ولو اكن لافشي سر رسول الله صلى الله عليه وسلم رواه البخاري وازانجمله آنست که حضرت صدیقؓ در ہر خیر سبقت میکرد در قصہ بشارت عبداللہ بن مسعودؓ حضرت فاروقؓ گفتہ است ان فعلت انك لسابق بالخير و فى قصص كثير نحوٌ من ذلك تا آنکہ سَبَّاق الى الخير لقب او شد درمیان صحابہؓ وازانجمله آنست که چوں روز جمعہ کاروانِ شام در رسید مردمان از مسجد متفرق شدہ درپے کاروان رفتند حضرت صدیقؓ از ثابتانِ آں جمع بود عن جابر قال بينما النبي صلى الله

پیغمبرؐ کے مقابلہ میں تم دونوں کارروائیاں کرتی رہیں) تو دیاد رکھو کہ پیغمبرؐ کا رفیق اللہ ہے اور جبرئیل ؑ ہے اور نیک مسلمان ہیں الخ یعنی ابوبکرؓ و عمرؓ۔ اس کو روایت کیا حاکم نے اور اس کی شاہد نعمان بن بشیرؓ کی حدیث ہے کہ ابوبکرؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آنے کی اجازت چاہی اور انھوں نے عائشہؓ کی آواز کو سن لیا جو اونچی ہو رہی تھی، جب گھر میں داخل ہوتے تو ان کی طرف ہاتھ بڑھایا تاکہ اُن کے طمانچہ ماریں اور فرمایا کہ میں آئندہ نہ دیکھوں کہ تو اپنی آواز کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی آواز سے اونچی کرے۔ اس کو روایت کیا ابوداؤد نے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسرار کے چھپانے میں انتہائی کوشش فرماتے تھے۔ حضرت حفصہؓ کے لئے (حضرت عمرؓ) کا حضرت عثمانؓ کو اور پھر صدیق اکبرؓ کو پیغام دینے کے قصہ میں مذکور ہے کہ ابوبکرؓ نے (حضرت عمرؓ سے جواب نہ دینے کی معذرت کرتے ہوئے) کہا کہ مجھے کسی بات نے آپ کی طرف رجوع ہونے (یعنی آپ کی بات کا جواب دینے) سے نہیں روکا بجز اس کے کہ میں جانتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حفصہؓ کا ذکر کیا اور میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے راز کو ظاہر کرنے والا نہ تھا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضرت صدیقؓ ہر خیر میں سبقت کرتے تھے۔ عبداللہ بن مسعودؓ کی بشارت کے قصہ میں حضرت فاروقؓ نے فرمایا اگر تو نے یہ کیا تو بیشک، تو ہی (ہم سب سے زیادہ) خیر پر سبقت کرنے والا ہے اور بہت سے قصوں میں اس قسم کی مثالیں ملتی ہیں۔ یہاں تک کہ صحابہؓ کے درمیان اُن کا لقب سَبَّاق الى الخير (نیک کام کی طرف بڑھنے والا) مشہور ہوگیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب جمعہ کے روز شام سے (تجارتی) قافلہ آپہنچا تو لوگ مسجد سے نکل کر قافلہ کے پیچھے چلے گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علیہ وسلم یخطب یوم الجمعۃ قائماً اذا قدمت عیر المدینۃ فابتدرھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حتی لم یبق منھم الا اثنا عشر رجلا فیھم ابوبکر وعمر اخرجہ الترمذی و ازاں جملہ آنست کہ چوں غزوۂ فتح مہیا شد حضرت صدیق رض را دراں واقعہ فضائل نمایاں حاصل گردید بچند وجہ یکے آنکہ پیش از واقعہ ابوسفیان پیش صدیق اکبر رض آمد و طلب اعادہ صلح نمود و ایں نبود مگر از جہت وجاہت عظمی کہ حضرت صدیق رض را درمیان مسلمین حاصل بود و از وے حساب می گرفتند قال محمد بن اسحق ثم خرج ابوسفیان حتی اتی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فکلمہ فلم یرد علیہ شیئاً ثم ذھب الی ابی بکر رضی اللہ عنہ فکلمہ ان یکلم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ما انا بفاعل ثم اتی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فکلمہ فقال انا اشفع لکم عند رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فواللہ لو لم اجد الا الذر لجاھدتکم بہ دیگر آنکہ چوں بمکہ داخل شدند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بجانب حضرت صدیق رض متوجہ شدہ فرمودند کیف قال حسان۔ عن ابن عمر رضی اللہ عنھما قال لما دخل

حضرت صدیق رض ان لوگوں میں سے تھے جو اپنی جگہ سے نہیں ہٹے۔ مروی ہے جابر رض سے کہا اس دوران میں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم جمعہ کے دن کھڑے ہوئے خطبہ فرما رہے تھے کہ مدینہ کا قافلہ آپہنچا تو اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُٹھ کر اس کی طرف جھپٹ گئے یہاں تک کہ کوئی اُن میں سے باقی نہ رہا بجز بارہ آدمیوں کے جن میں ابوبکر رض اور عمر رض بھی تھے۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ فتح مکہ کی تیاری ہوئی تو حضرت صدیق رض کو اس واقعہ میں نمایاں فضیلت حاصل ہوئی چند وجوہ سے ایک یہ کہ واقعہ فتح سے پہلے ابوسفیان صدیق اکبر رض کے پاس آیا اور آپ سے (سابقہ) صلح کے اعادہ کرنے کی درخواست کی اور آپ سے ایسا کہنا صرف اسی بنا پر تھا کہ حضرت صدیق رض کو مسلمانوں میں بڑی وجاہت حاصل تھی اور آپ کی شخصیت کا اثر قبول کرتے تھے۔ محمد بن اسحق نے بیان کیا کہ پھر نکلا ابوسفیان یہاں تک کہ (مدینہ پہنچکر) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور آپ کے سامنے گفتگو کی مگر آپ نے اُسکی کسی بات کا جواب نہ دیا۔ پھر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا تو اُن سے یہ گفتگو کی کہ وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے (اس بارے میں) کلام کریں۔ تو انھوں نے جواب دیا کہ میں ایسا کرنے والا نہیں ہوں۔ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچا اور اُن سے کلام کیا تو انھوں نے جواب دیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تمہاری سفارش میں کروں؟ خدا کی قسم اگر میں (اپنے اندر) طاقت نہ پاؤں مگر ایک چیونٹی کے برابر تو میں تم سے اس سے بھی جہاد کروں گا۔ دوسری یہ کہ جب مکہ میں داخل ہوتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رض کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ حسان نے کس طرح کہا تھا؟ مروی ہے ابن عمر رضی اللہ عنہما سے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فتح کے سال میں (مکہ میں) داخل ہوئے تو آپ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عام الفتح رای النساء یَلطِمن وجوہ الخیلِ بِالخمُر فتبسّم الی ابی بکر رضی اللہ عنہ وقال یا ابا بکر کیف قال حسّان بن ثابتٍ فَاَنشَدَہ ابوبکر رضی اللہ عنہ ؎

عَلِمتُ بُنَیَّتِی اِن لَم تَرَوھا ٭ تُثِیرُ النقعَ من کنفی کَدَاء ٭ یُنَازِعنَ الاَسِنَّۃَ مُسرِعَاتٍ ٭ یُلَطِّمُھُن بِالخُمُرِ النساء ٭

فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ادخلوا من حیث قال حسّان اخرجہ الحاکم۔

و دیگر آنکہ پدر صدیقِ اکبرؓ آں روز بشرفِ اسلام تشریف یافت و فضیلت آنکہ چہار پشت آنحضرت ؐ را دیدہ باشد و مسلمان شدہ غیر صدیقؓ را میسر نہ شد قال محمد بن اسحٰق فلما دخل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکّۃ دخلَ المسجد فاتی ابوبکر رضی اللہ عنہ بِاَبِیہ یقودُہ فلمّا راٰہ رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال ھلاّ ترکت الشیخ فی بیتہ حتے اکون انا اٰتیہ فیہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ یارسول اللہ ھو احقّ بمشیہ الیک من ان تمشی انت الیہ فاجلسہ بین یدیہ ثم مسح صدرہ ثم قال اَسلِم فاسلم الحدیث وقال علی بن ابی طالب ھٰذہ الاٰیۃ فی ابی بکر یعنے قولہ تعالیٰ حتّٰی اِذَا بَلَغَ اَشُدَّہ وَ

عورتوں کو دیکھا کہ وہ اپنی اوڑھنیاں گھوڑوں کے مُنہ پر مار رہی ہیں۔ (یعنی مالش کر رہی تھیں) تو آپ ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرف متوجہ ہو کر مُسکرائے اور فرمایا کہ اے ابو بکرؓ کیسے کہا تھا حسان بن ثابت نے؟ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے آپ کو اُن کے یہ اشعار سُنائے ؎

عَلِمتُ بُنَیَّتِی اِن لَم تَرَوھا ٭ الخ۔ میں اپنی پیاری بیٹی سے محروم ہو جاؤں اگر تم اُن کو (یعنی گھوڑوں کو) اس حالت میں نہ دیکھ لوں کہ وہ کداءؔ کی دونوں جانب سے غبار اُٹھا رہے ہوں گے۔ جھگڑتی ہوئی ہوں گی عورتیں جلدی کرتی ہوئی چھیننے والی لونڈیوں سے۔ اُن گھوڑوں کے مُنہ پر اپنی اوڑھنیاں مارتی ہوں گی۔" تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جدھر سے حسّانؓ نے کہا اُدھر سے ہی داخل ہو جاؤ اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور تیسری یہ کہ صدیقِ اکبرؓ کے والد اُس روز اسلام سے مشرّف ہوئے اور یہ فضیلت کہ چار پُشت نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہو اور سب مسلمان بھی ہوں حضرت صدّیقؓ کے سوا کسی کو میسّر نہیں ہوئی۔ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مکّہ میں داخل ہوئے تو مسجد میں پہنچے۔ پھر ابو بکر رضی اللہ عنہ اپنے باپ کو رہنمائی کرتے ہوئے لائے جب اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو فرمایا کہ تم نے ان شیخ کو گھر میں ہی کیوں نہ چھوڑا۔ میں خود ان کے پاس پہنچ جاتا۔ ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ یا رسول اللہ ؐ! بہ نسبت اس کے کہ آپؐ چل کر ان کے پاس پہنچیں ان کے لئے چل کر آپؐ کے پاس آنا زیادہ بہتر تھا۔ تو آپؐ نے ان کو اپنے سامنے بٹھایا۔ پھر اُن کے سینہ پر ہاتھ پھیرا پھر فرمایا اسلام لاؤ تو وہ اسلام لے آئے، آخر حدیث تک۔

ع؎ کَدا کاف کے زبر کے ساتھ ایک بلند چوٹی کا نام ہے جو مقابر معلّے سے متصل ہے اور کُدا ضمہ وکسر کے ساتھ باب عمرہ کی جانب ایک پست چوٹی کا نام ہے۔ کدا کے نیچے سے شہر میں داخل ہونے کا ایک راستہ تھا۔ اشعار کا خلاصہ مطلب یہ ہے کہ وہ وقت آکر رہے گا کہ لشکرِ اہلِ اسلام اس طرح مکّہ فتح کرے گا کہ اسکے سوار گھوڑے دوڑاتے ہوئے کدا کے دونوں جانب سے داخل ہو رہے ہوں گے اور آزاد عورتیں تمہارے گھوڑے کے چہروں کو اپنی اوڑھنیوں سے صاف کرتی ہوں گی یا ان کی مالش کرتی ہوئی ہوں گی ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلغ اربعين سنة اسلم ابواه جميعا
فلم يجتمع لاحد من الصحابة المهاجرين
ابواه غيره اوصاه الله بهما ولزم ذلك
من بعده اخرجه الواحدي وعن موسى
ابن عقبة لم يدرك اربعة من النسل النبي صلى
الله عليه وسلم الا هؤلاء ابو قحافة و
ابو بكر وابنه عبد الرحمن وابو عتيق
ابن عبد الرحمن بن ابي بكر اخرجه الواحدي

وازا بجملہ آنست کہ در قصہ حنین و
قضیہ ابی قتادہ مشورت ابوبشرف
تصویب رسید۔ عن ابی قتادة قال
قال رسول الله صلى الله عليه وسلم
من اقام بينة على قتيل قتله
فله سلبه فقمت لالتمس
بينة على قتيلي فلم ار احدا
يشهد لي فجلست ثم بدا لي
فذكرت امره لرسول الله
صلى الله عليه وسلم فقال
رجل من جلسائه سلاح
هذا القتيل الذي يذكره
عندي فارضه مني فقال
ابو بكر كلا لا تعطيه اصيبغ
من قريش وتدع اسدا
من اسد الله يقاتل عن
الله ورسوله قال فقام

اور علی بن ابی طالبؓ نے فرمایا کہ آیت ابوبکرؓ کے بارے میں ہے۔
یعنی ارشادِ باری تعالیٰ حتیٰ اذا بلغ اشدہ الخ (۴۶ : ۱۵)

یہاں تک کہ جب وہ اپنی جوانی کو پہنچا اور چالیس برس کی عمر تک
پہنچ گیا۔" الخ ان کے ماں اور باپ دونوں اسلام لائے اور صحابہ
مہاجرین میں سے کسی کے ماں اور باپ بجز اُن کے (اسلام پر)
مجتمع نہیں ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں (والدین) کے ساتھ
(بہتر سلوک کی) ان کو وصیت کی اور اُن کے بعد والوں پر
بھی اس کو لازم کر دیا۔ اس کو واحدی نے روایت کیا۔ اور موسیٰ
ابن عقبہؓ سے روایت ہے کہ (ایک نسل کے) چار آدمیوں نے رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں پایا بجز ان لوگوں کے ابوقحافہ اور
ابوبکرؓ اور ان کے بیٹے عبدالرحمنؓ اور ابو عتیق بن عبدالرحمن
ابن ابی بکر، روایت کیا اس کو واحدی نے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے
واقعہ حنین میں ابو قتادہ کے قضیہ میں ابوبکرؓ ہی کا مشورہ مشرف
بہ صواب ہوا۔ مروی ہے ابوقتادہؓ سے کہا کہ فرمایا تھا رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص کسی مقتول کے بارے میں گواہی
پیش کرے گا کہ اس نے اس کو قتل کیا تو مقتول کا سامان اُس کو
دیا جائے گا۔ تو میں اُٹھا تاکہ اپنے مقتول پر کوئی گواہ تلاش کروں
مگر کوئی ایسا شخص نظر نہ آیا جو میری گواہی دیتا تو میں بیٹھ گیا۔ پھر
مجھے خیال آیا اور قتیل کے واقعہ کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کی خدمت میں ذکر کر دیا کہ اس کے ساتھ بڑا سخت مقابلہ ہوا تھا تو
آپ کے پاس بیٹھے ہوئے لوگوں میں سے ایک شخص نے کہا کہ اس
مقتول کے ہتھیار جس کا یہ ذکر کر رہا ہے میرے پاس ہیں تو آپ اسکو
رضامند کر دیجئے میری جانب سے (کہ وہ میرے حق میں دستبردار
ہو جائے) تو ابوبکرؓ نے کہا ہرگز نہیں (یا رسول اللہ ﷺ) آپ اس کو
نہ دیجئے۔ قریش میں کی ایک کمزور چڑیا (لیجائے) اور آپ اللہ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فادّاہ الیّ فاشتریت منہ خرافاً (بستانا) فکان اوّل مالٍ تأثّلتہ (جمعتہ) اخرجہ البخاری وازانجملہ آنست کہ در غزوۂ طائف فضائلِ جلیلہ نصیب حضرت صدیق رض آمد بجہاتِ متعددہ یکے آنکہ پسر حضرت صدیق رض بزخم تیر مجروح شد و آخر حال بہماں جراحت شہادت یافت فی الاستیعاب عبد اللہ بن ابی بکر شہد الطائف مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرمی بسہم فدمل جرحہ فانتقض علیہ فمات منہ فی خلافۃ ابیہ دیگر آنکہ بازگشتن از محاصرۂ حصن طائف بغیر فتح باشارہ وے وتعبیر وے بود رضی اللہ عنہ قال محمد بن اسحق وقد بلغنی ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وھو محاصرٌ ثقیفاً یا ابابکر انی رأیت انی اُھدیت الیّ قعبۃ مملوۃ زبدًا فنقرھا دیک فھراق ما فیہا فقال ابوبکر ما اظنّ ان تُدرک منہم یومک ھذا ما ترید فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا لا اری ذلک وازانجملہ آنست کہ چوں غزوۂ تبوک واقع شد حضرت صدیق رض را دراں مشہد فضائل بسیار نمایاں گشت۔ یکے آنکہ درانفاق گوئے سعادت از ہمہ در ربود عن اسلم

شیروں میں سے اس شیر کو چھوڑ دیں (یعنی محروم کردیں) جو اللہ اور اسکے رسولؐ کی طرف سے قتال کرے۔ ابو قتادہؓ نے کہا تو اُٹھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور وہ آپ نے مجھے دلوائے۔ تو مَیں نے اس سے ایک باغ خریدا۔ تو یہ پہلا مال تھا کہ جو میں نے جمع کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ طائف میں حضرت صدیقؓ کے حصہ میں بہت سی شاندار فضیلتیں آئیں متعدد جہات سے ایک یہ کہ حضرت صدیقؓ کا بیٹا ایک تیر کے لگنے سے مجروح ہوا بالآخر اسی زخم سے اُس نے شہادت پائی۔ استیعاب میں ہے کہ عبداللہ بن ابی بکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ طائف میں موجود تھے اُن کے ایک تیر مارا گیا تھا۔ اس زخم میں فساد پیدا ہوگیا اس کے بعد پھٹ گیا، اُسی سے انتقال کر گئے۔ اپنے باپ کی خلافت کے زمانہ میں۔ دوسری یہ کہ آپؐ کا طائف کے قلعہ سے محاصرہ اُٹھاکر بغیر فتح کئے ہوئے واپس ہوجانا حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے اشارے اور ان کی تعبیر سے ہوا تھا۔ محمد بن اسحٰقؒ نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے کہا کہ جب آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابوبکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس بطور ہدیہ ایک رکابی بھیجی گئی جو مکھن سے بھری ہوئی تھی۔ ایک مرغ نے اُس میں چونچ ماری تو جو اس میں تھا وہ بہہ گیا۔ تو ابوبکرؓ نے یہ کہا کہ میں یہ گمان نہیں کرتا کہ جو کچھ آپؐ ارادہ کر رہے ہیں اس جنگ میں اُن سے حاصل کرلیں تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور میں بھی درحقیقت یہی سمجھ رہا ہوں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب غزوۂ تبوک واقع ہوا اُس موقع پر حضرت صدیقؓ کے بہت سے فضائل نمایاں ہوئے۔ ایک یہ کہ مال خرچ کرنے میں آپ نے سب سے بڑھ چڑھ کر سعادت حاصل کی۔ اسلم سے مروی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال سمعتُ عمر بن الخطاب یقول امرنا
رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان نتصدّق
ووافق ذٰلک عندی مالاً فقلتُ الیوم
اَسْبِقُ ابابکرٍ اِنْ سَبَقْتُہٗ یوماً فقال فجئتُ
بنصفِ مالی فقال رسولُ اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم ما اَبقیتَ لاَھلِکَ قلتُ مثلہ و
اتی ابوبکرٍ بکل ما عندہٗ فقال یا ابابکر ما ابقیتَ
لاَھلک فقال ابقیتُ لھم اللہ ورسولہ
قلتُ لا اسبقہ الی شئ ابداً اخرجہ الترمذی
دیگر آنکہ عرضہٴ ایں لشکر بصدیقِ اکبر رضہ
حوالہ شد و امامتِ لشکر بوے رضی اللہ
عنہ تسلیم یافت۔ دیگر آنکہ در اثناء راہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم با چندکس تعریس (آخر شب آرام در فرود آمدن)
فرمود واز لشکر دُور افتاد دراں حالت بر زبانِ
مبارک آنحضرت صلعم گزشت کہ اگر لشکر فرمانبرداری
صدیق رضہ و فاروق رضہ کنند راہ یاب
شوند اخرجہ مسلم وقصہٴ آں طولے دارد۔
وازانجملہ آنست کہ در سالِ نہم آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم حضرت صدیق رضہ را
امیرحج فرمود و او اوّل کسے است کہ در
اسلام امیرالحج شد و اینجا غلطیِ عظیم
افتادہ است جمعی می دانند کہ فرستادنِ
حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ عزلِ ابوبکر
صدیق رضہ بود تحقیق آنست کہ امیرحج ابوبکر صدیق رضہ
بود و ابلاغِ براءۃ تحویل علی مرتضےٰ رضہ عن

کہا کہ میں نے سُنا عمر بن الخطاب رضہ سے فرماتے تھے کہ ہم کو حکم دیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ ہم صدقہ دیں (یعنی چندہ لے کر آئیں) اور یہ بات میرے لئے (موجودہ احوال کے) موافق پڑی کہ میرے پاس مال موجود تھا۔ مَیں نے سوچا کہ اگر کسی دن میں ابوبکر رضہ سے (نیک کام میں) سبقت لیجا سکا تو آج سبقت لیجاؤں گا عمر رضہ نے فرمایا کہ پھر میں جو کچھ میرے پاس تھا اس کا نصف لے آیا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کتنا باقی چھوڑا؟ میں نے عرض کیا کہ اسی کے برابر۔ اور ابوبکر رضہ لے کر آئے جو کچھ اُن کے پاس تھا سب کا سب۔ آپؐ نے فرمایا کہ تم نے اپنے اہل کے لئے کیا باقی چھوڑا؟ تو انھوں نے عرض کیا کہ مَیں نے ان کے لئے اللہ کو اور اُس کے رسول کو باقی چھوڑا تو میں نے (اپنے دل میں) کہا کہ میں ان سے کبھی کسی بات میں آگے نہیں بڑھ سکتا، روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ دوسری یہ کہ اس لشکر کی تنظیم صدیق اکبر رضہ کے حوالہ ہوئی اور اس لشکر کی امامت بھی آپ ہی کے سپرد ہوئی رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔ تیسری یہ کہ اثناء راہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند لوگوں کے ساتھ آخر شب میں اُتر کر آرام فرمایا اور آپ لشکر سے دُور رہ گئے۔ اُس حالت میں آپؐ کی زبان مبارک پر یہ بات آئی کہ اگر لشکر کے لوگ صدیق رضہ و فاروق رضہ کی فرمانبرداری کریں تو راہ پالیں گے، اس کو مسلم نے روایت کیا اور یہ قصہ طول رکھتا ہے۔

اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ نویں سال ہجرت میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت صدیق رضہ کو امیرحج بنایا اور وہ پہلے شخص ہیں جو کہ اسلام میں امیرالحج ہوئے۔ اور یہاں ایک بڑا مغالطہ واقع ہوا ہے۔ ایک جماعت یہ سمجھتی ہے کہ حضرت مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کو (آپ کے بعد) بھیجنا، ابوبکر صدیق رضہ کو معزول کرنا تھا۔ تحقیق یہ ہے کہ امیرحج ابوبکر صدیق رضہ تھے اور سورہ براءۃ کو پہنچانا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

محمد بن علی انه لما انزلت براءة على رسول الله صلى الله عليه وسلم وقد كان بعث ابابكر الصديق رضى الله عنه ليقيم للناس الحج قيل له يا رسول الله لو بعثت بها الى ابى بكر فقال يؤدى عنى رجل من اهل بيتى ثم دعا على بن ابى طالب رضى الله عنه فقال اخرج بهذه القصة من صدر براءة واذن فى الناس يوم النحر اذا اجتمعوا بمنى انه لا يدخل الجنة كافر ولا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت عريان ومن كان له عند رسول الله صلى الله عليه وسلم عهد فهو له الى مدته فخرج على بن ابى طالب رضى الله عنه على ناقة رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى ادرك ابابكر رضى الله عنه فلما راه ابوبكر قال امير او مأمور قال بل مأمور ثم مضيا فاقام ابوبكر رضى الله عنه للناس الحج والعرب اذ ذاك فى تلك الساعة على منازلهم من الحج التى كانوا عليها فى الجاهلية حتى اذا كان يوم النحر قام على بن ابى طالب رضى الله عنه فاذن فى الناس بالذى امره به رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال ايها الناس انه لا يدخل الجنة كافر ولا يحج بعد العام مشرك ولا يطوف بالبيت

(تمام سفر کا حج تک) علی مرتضیٰ رضؓ کی سپردگی میں تھا۔ مروی ہے محمد بن علی سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر سورۃ برارت نازل ہوئی اور آپؐ ابوبکر رضی اللہ عنہ کو بھیج چکے تھے تاکہ آپ لوگوں کو حج پر قائم کریں (احکام شریعت کے مطابق) تو آپؐ سے کہا گیا کہ یارسول اللہ! اگر آپؐ اس کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجدیں تو مناسب ہوگا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو میری جانب سے میرے اہلِ بیت میں سے کسی شخص کو پہنچانا چاہیئے۔ پھر آپؐ نے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو بُلایا اور فرمایا کہ اس قصہ کو (آغاز سورۃ برارت سے) لیکر چلے جاؤ اور یوم النحر میں جب کہ لوگ منیٰ میں جمع ہوں اعلان کردو کہ جنت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہوکر بیت اللہ کا طواف کرے اور جس کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عہد ہو تو وہ اس کا حقدار ہوگا عہد کی مدت تک۔ تو نکلے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ (عضباء) پر یہاں تک کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچ گئے۔ جب ان کو ابوبکر رضی اللہ عنہ نے دیکھا تو فرمایا کہ امیر بن کر آئے ہو یا ماتحت بن کر۔ حضرت علیؓ نے کہا کہ ماتحت بن کر۔ پھر دونوں روانہ ہوئے۔ تو ابوبکر رضی اللہ عنہ لوگوں کو حج کرانے پر قائم رہے اور عرب جب یہ حکم بھیجا گیا اس ساعت میں اپنی اُن ہی منازلِ حج پر تھے جن پر جاہلیت میں عمل پیرا ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ جب یوم النحر آگیا تو علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کھڑے ہوگئے اور انھوں نے لوگوں میں جس چیز کا ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا تھا اعلان کیا۔ یعنی کہا کہ اے لوگو! بالیقین جنّت میں کوئی کافر داخل نہ ہوگا اور اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہوکر بیت اللہ کا طواف کرے۔ اور جس (قبیلہ) کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کسی خاص

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عُرْیَانٌ ومن کان لہ عند رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم عھدٌ الی مدۃٍ فھولہ الی مدتہ
فلو یحج بعد ذلک العام مشرکٌ ولم یطف
بالبیت عریان ثم قدما علی رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم وکان ھذا من براءۃ فیمن
کان من اھل الشرك ومن اھل العھد
العامّ واھل المدۃ الی الاجل المسمّی رواہ
ابن اسحٰق وعن ابن عباس ان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بعث ابا بکر رضی
اللہ عنہ وامرہ ان ینادی بھؤلاء الکلمات
فاتبعہ علیًا فبینا ابوبکر ببعض الطریق
اذ سمع رغاء ناقۃ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم فخرج ابوبکر فزعًا فظن انہ رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فاذا علیٌ فدفع
الیہ کتاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قد امرہ علی الموسم وامر علیًا ان ینادی
بھؤلاء الکلمات فقام علی فی ایام التشریق
فنادی ان اللہ بریٔ من المشرکین ورسولہ
فسیحوا فی الارض اربعۃ اشھر
ولا یحجن بعد العام مشرك ولا یطوفن
بالبیت عریان ولا یدخل الجنۃ
الا مؤمن فکان ینادی علیٌ بھا فاذا صحل
قام ابوبکر فنادی اخرجہ الحاکم و قطع
ایں شبہ بداں وجہ می شود کہ خطب حج را تفحص
باید نمود کہ کہ خواند نسائی بعض خطب

مدت تک کے لئے عہد ہے تو اس مدت تک کیلئے اُن کو اجازت ہے
پھر اس سال کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے اور نہ بیت اللہ کا ننگا
ہو کر طواف کرے۔ پھر دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس آگئے۔ اور یہ سب سورۃ براءت سے اخذ کیا تھا جو ان لوگوں
کے بارے میں تھا جو اہلِ شرک ہیں اور جو ایسے ہیں کہ اُن سے عام
عہد تھا اور ایسے لوگوں کے بارے میں بھی جن سے ایک مدتِ معینہ
تک کے لئے عہد تھا، اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ اور ابنِ
عباسؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر رضی
اللہ عنہ کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان کلمات کے ساتھ اعلان
کردیں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے علیؓ کو بھیجا۔ تو ابوبکرؓ ابھی راستہ ہی
میں تھے کہ انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اونٹنی کے
بلبلانے کی آواز سنی تو ابوبکرؓ گھبرا کر نکلے اور انھوں نے گمان کیا
کہ وہ (آنے والا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں مگر وہ علیؓ نکلے
اور انھوں نے ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا خط دیا جس میں
ان کو امیر قرار دیا تھا موسم کے امور (یعنی حج) پر اور علیؓ کو مامور
فرمایا تھا ان کلمات کے ساتھ اعلان کرنے پر۔ تو علیؓ ایام تشریق میں
کھڑے ہوئے اور انھوں نے ندا کی کہ اللہ اور اس کا رسولؐ
دونوں دستبردار ہوتے ہیں ان مشرکین (کو امن دینے) سے
سو تم اس سرزمین میں چار مہینے چل پھر لو۔ اس سال کے بعد کوئی
مشرک حج نہ کرے اور نہ کوئی ننگا ہو کر بیت کا طواف کرے۔
اور جنت میں نہ داخل ہوگا مگر صرف مومن۔ تو علیؓ بلند آواز
سے اعلان کرتے رہے۔ جب اُن کی آواز بیٹھ گئی تو ابوبکرؓ کھڑے
ہوتے اور وہ ندا کرتے رہے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔
اور اس شبہ کا دفعیہ اس صورت سے بھی ہو جاتا ہے کہ
حج کے خطبوں کی جانچ کی جائے کہ کس نے پڑھے۔ نسائی نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرت صدیق رضؓ را در موسم حج ذکر کردہ است
از انجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع ہمراہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم بود و اثقال آنحضرتؐ را
برزاملہ خود بار نمود عن اسماء بنت ابی بکر
قالت خرجنا مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم حُجّاجًا وانّ زُمَالۃ رسولِ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم وزُمَالۃ ابی بکر
واحدۃ فنزلنا العرج وکانت زُمَالتنا (زادنا)
مع غلام ابی بکر قالت فجلس رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وجلست عائشۃ
الی جنبہ وجلس ابوبکر الی جنب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
من الشق الآخر وجلست الی جنب
ابی ننتظر غلامہ وزمالتہ متی یاتینا
فاطّلع الغلامُ یمشی الحدیث اخرجہ
الحاکم وغیرہ وازانجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مریض شدند در بارۂ
صدیقِ اکبرؓ عنایتہا تیکہ زیادہ براں متصور نباشد
بعمل آوردند و بامامتِ نماز تشریف دادند
تا آنکہ حاضران بہ یقین فہمیدند کہ وے خلیفہ
آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلم بعد آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم قال ابو عمر فی الاستیعاب
و استخلفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علے
اُمتہ بعدہ بما اَظہرہ من الدلائل البینۃ
علے محبتہ فی ذلک و بالتعریض الذی

حضرت صدیق رضؓ کے بعض ایسے خطبوں کا ذکر کیا ہے جو آپ نے
حج کے موسم میں دیئے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حجۃ الوداع
میں آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ تھے اور آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے سامان کو آپ نے اپنے باربردار پر لدوایا۔
مروی ہے اسماء بنتِ ابی بکرؓ سے۔ بیان کیا کہ ہم سب حج کرنے کے
لئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کا باربردار اور ابوبکرؓ کا باربردار ایک ہی تھا، ہم نے
عرج میں (جو مکہ کے راستہ میں ایک پہاڑ ہے) پڑاؤ کیا اور ہمارا
زادراہ ابوبکرؓ کے غلام کے ساتھ تھا۔ اسماءؓ نے کہا پھر بیٹھے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور عائشہؓ آپؐ کے برابر بیٹھیں
اور ابوبکر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر دوسری کروٹ
کیجانب بیٹھے اور میں اپنے باپ کے برابر بیٹھی۔ ہم انتظار کرتے رہے
ابوبکرؓ کے غلام اور زادراہ کے آنے کا کہ وہ کب ہمارے پاس
پہنچتا ہے تو غلام پیدل آتا ہوا دکھائی دیا۔ آخر حدیث تک اس کو
حاکم وغیرہ نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیمار ہوئے تو صدیقِ اکبرؓ کے بارے
میں آپؐ نے اتنی عنایات فرمائیں کہ اُن سے زیادہ کا تصوّر
بھی نہیں ہوتا اور امامتِ نماز سے مُشرّف فرمایا یہاں تک
کہ حاضرین یقین کے ساتھ سمجھ گئے کہ وہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کے خلیفہ ہیں بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے۔
ابوعمر نے استیعاب میں کہا اور اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے اپنی اُمت پر اپنے بعد خلیفہ بنایا اُن دلائلِ صریحہ
کے ساتھ جو آپؐ نے اس بارے میں ان سے اپنی محبت کے اظہار
کے ساتھ قائم فرمائیں اور ایسی تعریض کے ساتھ بھی
جو تصریح کے قائم مقام ہوجائے اور بہت بڑی فضیلت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يقوم مقام النصر تحکو و مآثرۂ عظیمہ کہ حضرت صدیق رض را بعد وفات ظاہر شد دفن اوست ہمراہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ قرین ساختن ذکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم با ذکر خدائے عزّ وجلّ مآثرۂ عظیمہ است ذکر ذلک ابن عباس فی تفسیر قولہ تعالیٰ وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ دفن با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مآثرہ ایست کہ صدیق رض و فاروق رض بآن از میانِ اصحاب ممتاز گشتند این است شرح اعانت حضرت صدیق رضی اللہ عنہ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم در تحمل اعباء بار نبوت درینجا دو نکتہ باید فہمید یکے آنکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بعد بعثت قریب بدو قرن در دنیا بودہ اند سیزدہ سال در مکہ و دہ سال در مدینہ سیزدہ سال کہ در مکہ بودند با کفار خصومت میفرمودند و اعلانِ اسلام و تحمل ایذار کفار می نمودند و دہ سال کہ در مدینہ اقامت فرمود تعلیم علم و اعلاء کلمہ اسلام بصلح تارۂ و بحرب اُخری مینمود چنانکہ ہر کہ با آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم صحبت داشتہ و بسعادتِ مجالست و مخاطبہ او فائز گشتہ افضل است از کسی کہ صحبت نداشتہ است ہمان دستور کسے کہ در قرنِ اول اعانت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کردہ است و آں واقعات را دیدہ و دراں واقعات ہمراہ آنحضرت بودہ و اثر پذیر آں برکات گشتہ افضل است از ہر کہ آں اعانتہا از وے صادر نہ گردید و آں صحبتہا ندید لہذا در قرآن و سنت

حضرت صدیق رض کی جو بعد وفات ظاہر ہوتی وہ اُن کا دفن ہونا ہے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے برابر جیسا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر کو ملا ہوا رکھنا خدائے عزّ وجلّ کے ذکر کے ساتھ عظیم الشان بزرگی ہے (نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے) اس کا ذکر کیا ابنِ عباس رض نے قول باری تعالیٰ ورفعنا لک ذکرک کی تفسیر میں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر دفن ہونا اس قدر باعظمت بزرگی ہے جس سے کہ صدیق رض و فاروق رض تمام اصحاب میں ممتاز ہیں یہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی اُس اعانت کی شرح ہے جو تحملِ بار نبوت کے سلسلہ میں وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی کرتے رہے ہیں۔ یہاں دو نکتے سمجھنے چاہئیں۔ پہلا نکتہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بعثت کے بعد دو قرن کے قریب دنیا میں رہے ہیں۔ تیرہ سال مکہ میں اور دس سال مدینہ میں۔ مکہ میں جو تیرہ سال گزرے اُن میں کفار سے آپ جھگڑتے رہے اور اسلام کا اعلان اور کفار کی ایذاؤں کا آپ تحمل کرتے رہے۔ اور دس سال تک جو آپ نے مدینہ میں اقامت فرمائی تعلیم علم میں گزرے اور ان میں سے آپ کلمہ اسلام کا اعلاء کبھی صلح کے ساتھ اور کبھی جنگ کے ساتھ کرتے رہے جس طرح وہ شخص کہ جس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ صحبت رکھی اور آپ کے ساتھ ہم نشینی اور ہم کلامی سے مشرف ہوا افضل ہے اُس شخص سے جس کو آپ کی صحبت میسر نہیں ہوتی۔ اسی طرح جس شخص نے کہ قرنِ اوّل میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اعانت کی ہے اور اُن واقعات کو دیکھا اور اُن واقعات میں آپ کے ساتھ رہا اور اُن برکات سے اثر قبول کرتا رہا وہ افضل ہے ہر اُس شخص سے جس سے کہ وہ اعانتیں صادر نہ ہوئی ہوں اور اس نے وہ صحبتیں نہ دیکھی ہوں۔ اسی وجہ سے قرآن اور حدیث میں ہر جگہ مہاجرینِ اوّلین کی شان میں تعظیم و تکریم وارد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہر جا تنویہ بشانِ مہاجرینِ اوّلین وارد شدہ است
قال اللہ تعالیٰ لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ مَّنْ اَنْفَقَ مِنْ
قَبْلِ الْفَتْحِ وَ قٰتَلَ ؕ اُولٰٓئِكَ اَعْظَمُ دَرَجَةً
مِّنَ الَّذِیْنَ اَنْفَقُوْا مِنْۢ بَعْدُ وَ قٰتَلُوْا ؕ
الآیۃ و لہٰذا مہاجرین اوّلین مستحق خلافت شدند
دون غیرہم و صدّیقِ اکبرؓ دریں امر منفرد است
و فضیلتِ او برہمہ ثابت ابو درداءؓ در قصۂ مغاضبہ
حضرت صدیقؓ و فاروقؓ روایت می کند قال
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ھل انتم تارکون
لی صاحبی انی قلت یا ایھا الناس انی رسول
اللہ الیکم جمیعاً فقلتم کذبت و قال ابوبکر
صدقت اخرج البخاری نکتہ دیگر آنکہ شاہد عدل
ایں اعانت ہا و خدمت ہا کلام شریف آنحضرت
است صلی اللہ علیہ وسلم کہ در آخر ہا فرمودہ
بروایتِ مستفیضہ از طریق ابو ہریرۃؓ و ابو
سعیدؓ و ابنِ عباسؓ و ابنِ مسعودؓ و جندبؓ
و غیر ایشاں ثابت شدہ ما لاحدٍ عندنا یدٌ الا
قد کافیناہ ما خلا ابابکر فان لہ عندنا یدًا
یکافیہ اللہ بہ یوم القیمۃ وما نفعنی مال احدٍ
قط ما نفعنی مال ابی بکر ولو کنت متخذا خلیلاً
من الناس لاتخذت ابابکر خلیلاً
الا ان صاحبکم خلیل اللہ و فی لفظ آخر
ان من امن الناس علیّ فی صحبتہ ومالہ
ابابکر و جندب گفتہ است من ایں خطبہ را
پیش از وفات آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم

ہوئی ہے لَا یَسْتَوِیْ مِنْكُمْ الخ (۵۷: ۱۰) جو لوگ تم میں سے
فتح مکہ سے پہلے (فی سبیل اللہ) خرچ کر چکے اور لڑ چکے وہ لوگ مرتبہ
میں برابر نہیں ہیں وہ اُن لوگوں سے درجہ میں بڑے ہیں جنھوں نے
(فتح مکہ کے) بعد میں خرچ کیا اور لڑے۔ آخر تک۔ اور یہی وجہ ہے
کہ مہاجرینِ اوّلین خلافت کے مستحق ہوتے اُن کے علاوہ دوسرے
لوگ نہیں۔ اور صدّیقِ اکبرؓ اس امر میں منفرد ہیں اور اُن کی فضیلت
سب پر ثابت ہے۔ ابو درداءؓ حضرت صدیقؓ و فاروقؓ کے مابین
رنجش پیدا ہو جانے کے قصہ میں روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تم میری وجہ سے میرے ساتھی (کی
ایذا رسانی) کو چھوڑو گے؟ اے لوگو! میں نے کہا کہ میں تم سب کی
طرف بھیجا ہوا اللہ کا رسول ہوں تو تم نے کہا کہ تو جھوٹا ہے اور
ابوبکرؓ نے کہا کہ تم سچے ہو۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوسرا
نکتہ یہ ہے کہ ان اعانتوں اور خدمتوں کا شاہد عدل آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم کا کلام مبارک ہے جو آپؐ نے آخر زمانہ میں فرمایا اور
بروایتِ مستفیضہ ابوہریرہ و ابوسعید (خدری) و ابن عباس و
ابن مسعود و جندب و غیرہم رضی اللہ عنہم کی سندوں سے ثابت
ہے کہ ہم پر کسی کا کوئی احسان نہیں ہوا جس کا بدلہ ہم نے نہ دیدیا ہو
بجز ابوبکرؓ کے کہ اُن کا ہم پر بہت احسان ہے اللہ تعالیٰ اس کا
بدلہ اُن کو قیامت کے دن دے گا اور کسی کے مال نے مجھے اس قدر
نفع نہیں پہنچایا جس قدر ابوبکرؓ کے مال نے پہنچایا اور اگر میں
لوگوں میں سے کسی کو خلیل (دوست جانی) بناتا تو ابوبکرؓ کو خلیل
بناتا۔ یاد رکھو کہ تمہارا ساتھی (یعنی خود رسولؐ) اللہ کا خلیل ہے۔
اور دوسرے الفاظ میں یوں ہے کہ مجھ پر سب سے زیادہ احسان کرنے
والا ساتھ دینے اور مال خرچ کرنے میں ابوبکرؓ ہے۔ اور جندبؓ نے
کہا ہے کہ میں نے اس خطبہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

به پنج شب شنیده ام و آبو سعیدؓ گفته است که
این کلام بعد انذار (خبر دادن۱۲) آنحضرت بود بوفات خود
انّ الله خیّر عبداً بین الدّنیا و بین ما عنده
فاختار ذٰلک العبد ما عند الله . و این کلمات
مبارکات اجمال آن واقعات است و تصحیح آن
واقعات است و تصحیح آن قصص مفصّله و تصریح
بقبول آن همه اعمال پیش خدا تعالیٰ اینجا لطیفه باید
شناخت که مدارِ مدح تنها نه وجود این اعمال است
بلکه فی الحقیقت مدح دائر است بر آنکه حضرت
صدیق رضؓ باین اعمال با قصی مقاصدِ خود
فائز گشت و آنچه میخواست یافت ذٰلک
فضل الله یؤتیه من یّشاء. امّا صحبتِ دائمه
حضرتِ صدیق رضؓ با آنحضرت صلے الله علیه
وسلم و مصافاتِ او و در خلوت و جلوت
حاضر ماندن و در هر منشط (خوشی) و مکره (ناخوشی۱۲) شریک آنحضرت
صلے الله علیه وسلم بودن و اعتناء و توقیر
آنحضرت صلی الله علیه وسلم نسبت بحضرت
صدیق رضؓ پس زیاده ازانست که درین اوراق
بگنجد لیکن نکته مَا لَا یُدْرَکُ کُلُّهٗ
لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ منظورِ نظر است حضرت
علی مرتضیٰ رضؓ در وقتِ دفنِ حضرت فاروق رضؓ گفته
است و ایمُ اللهِ اِن کنتُ لاظنُّ
ان یجعلک الله مَعَ صَاحِبَیْکَ (مخففه۱۲) و ذاکَ
انّی کنتُ کثیرًا اسمع رسول الله صلّے
الله علیه وسلم یقول جئتُ انا و ابوبکر

سے پانچ رات پہلے سُنا ہے۔ اور ابو سعید (خدری) نے یہ کہا
ہے کہ یہ کلام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اپنی وفات
کی خبر دینے کے بعد کا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک بندے کو اختیار دیا
درمیان دنیا کے اور درمیان اُس (عالمِ آخرت یا
نعمتوں) کے جو اس کے پاس ہیں تو اس بندے نے اس چیز
کو اختیار کر لیا جو اللہ کے پاس ہے۔ اور یہ کلماتِ مبارکہ
(یعنی اِنَّ امنَّ النّاس الخ) ان واقعات کا اجمال اور ان
مفصّل قصوں کی تصدیق اور ان تمام اعمال کی حق تعالیٰ
کے حضور میں مقبول ہونے کی تصریح ہے۔ یہاں ایک باریک
نکتہ ہے جس کو پہچاننا چاہیئے کہ مدح کا مدار صرف ان اعمال کا
وجود نہیں ہے بلکہ درحقیقت مدح کا مدار اس بات پر ہے کہ
حضرت صدیق رضؓ ان اعمال سے اپنے بلند ترین مقاصد پر کامیاب
ہو گئے اور جو چاہتے تھے مل گیا۔ یہ اللہ کا فضل ہے جس کو
وہ چاہتا ہے دیتا ہے۔

رہی حضرت صدیق رضؓ کی صحبتِ دائمی اور آپ کا اخلاص
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور تنہائی ہو یا مجمع ہر حال میں
حاضر رہنا اور ہر خوشی اور ناخوشی میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ شریک رہنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا حضرت صدیق رضؓ
کی دلداری اور ان کی توقیر کا خیال رکھنا تو ایسے واقعات ان
اوراق کی گنجائش سے زیادہ ہیں لیکن نکتہ مشہور مَا لَا یُدْرَکُ
کُلُّهٗ لَا یُتْرَکُ کُلُّهٗ (جس چیز کا کُل ادراک نہ کیا جا سکے اُس کا
کُل چھوڑ دینا بھی نہ چاہیئے) منظورِ نظر ہے۔ حضرت علی مرتضیٰ کرم
اللہ وجہہ نے حضرت فاروق رضؓ کے دفن کے موقع پر فرمایا تھا،
وایمُ اللہ الخ یعنی اور خدا کی قسم میں تو یہی گمان کر رہا تھا کہ اللہ
تعالیٰ آپ کو آپ کے دونوں ساتھیوں کے ساتھ رکھے گا اور یہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وعمر، دخلت انا وابوبکر وعمر وخرجت
انا وابوبکر وعمر فان کنت لارجو و
لاظن ان یجعلک اللہ معہما اخرجه البخاری
ومسلم وابوہریرۃ در قصہ تکلم ذئب وتکلم بقرہ
از آنحضرت صلعم روایت کردہ انی اومن به
انا وابوبکر وعمر وماہما ثم اخرجه
الشیخان وانس رض گفتہ ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم کان یخرج علی اصحابه من
المہاجرین والانصار وہم جلوس وفیہم
ابوبکر وعمر فلا یرفع الیه احد منہم
بصرہ الا ابوبکر وعمر فانہما کانا ینظران
الیه وینظر الیہما ویتبسمان الیه ویتبسم
الیہما وابن عمر رض گفتہ ان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم خرج ذات یوم فدخل المسجد
وابوبکر وعمر احدہما عن یمینه والاخر عن
شماله وہو اخذ بایدیہما وقال ہکذا
نبعث یوم القیمۃ اخرجه الترمذی وقیل
لعایشۃ رض ای اصحاب رسول اللہ کان
احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قالت ابوبکر وعمر وعمرو بن العاص رض
مثل آن روایت کردہ وسعید بن
المسیب رض گفتہ کان ابوبکر الصدیق
من النبی صلی اللہ علیہ وسلم مکان
الوزیر فکان یشاورہ فی جمیع امورہ
وکان ثانیه فی الاسلام وکان

اس لئے کہ میں بکثرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنتا رہا ہوں کہ آپ
فرماتے ہیں جئت انا وابوبکر وعمر الخ یعنی میں آیا اور ابوبکر رض و عمر رض اور
میں داخل ہوا اور ابوبکر رض و عمر رض اور میں نکلا اور ابوبکر رض و عمر رض۔ تو میں
اسی کی پوری امید رکھتا تھا اور قوی گمان کرتا تھا کہ (اب بھی) اللہ تعالیٰ
آپ کو ان دونوں کے ساتھ رکھے گا، اس کو بخاری اور مسلم نے روایت
کیا ہے۔ اور ابوہریرہ رض نے بھیڑیے کے کلام کرنے اور گائے کے بات
کرنے کے قصہ میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کیا کہ میں
اس پر ایمان (یقین) رکھتا ہوں میں بھی اور ابوبکر رض و عمر رض بھی۔
اور وہ دونوں وہاں موجود بھی نہ تھے۔ شیخین رح نے اس روایت
کو لیا۔ اور انس رض کا قول ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اپنے اصحاب رض
مہاجرین اور انصار کے پاس تشریف لے جاتے جب کہ وہ بیٹھے ہوتے
اور ان میں ابوبکر رض و عمر رض موجود ہوتے تھے تو کوئی ان میں سے آنکھ
اٹھا کر آپ کی طرف نہیں دیکھتا تھا سوائے ابوبکر رض و عمر رض کے۔ بس وہ
دونوں آپ کی طرف دیکھتے اور آپ ان دونوں کی طرف دیکھتے تھے۔
اور یہ دونوں آپکو دیکھتے ہوئے مسکرایا کرتے تھے اور آپ انکو دیکھ کر مسکراتے تھے اور ابن عمر رض
نے ذکر کیا کہ ایک دن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اس طرح نکل کر
مسجد میں داخل ہوئے کہ ابوبکر رض و عمر رض دونوں میں سے ایک آپ
کی دائیں طرف تھے اور دوسرے بائیں طرف اور آپ ان دونوں
کے ہاتھ پکڑے ہوئے تھے اور آپ نے فرمایا کہ اسی طرح ہم قیامت
کے دن اٹھیں گے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔ اور
حضرت عائشہ رض سے پوچھا گیا کہ اصحاب رسول اللہ صلعم میں سے کون
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھے تو انہوں نے
کہا کہ ابوبکر رض و عمر رض۔ اور عمرو بن العاص رض نے بھی اسکے مانند روایت کی
ہے۔ اور سعید بن المسیب رح کا قول ہے کہ ابوبکر رض کا تعلق نبی صلے
اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وزیر کے مرتبہ کا تھا کہ آپ اپنے تمام امور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثانیه فی الغار وکان ثانیه فی العریش یوم بدرٍ وکان ثانیه فی القبر ولم یک رسول الله صلی الله علیه وسلم یقدّم علیه احدًا اخرجه الحاکم ومحمد بن سیرین گفته لو حلفتُ حلفتُ صادقًا بارًّا غیر شاكٍ ولا مستثنٍ انّ الله تعالیٰ ما خلق محمدًا صلی الله علیه وسلم ولا ابا بکر ولا عمر الّا من طینة واحدة ثم ردّهم الی تلك الطینة، سمہودی این سخن ابن سیرین را بر محلے دیگر فرود آورد یعنی مدفن ہماں جامی باشد کہ ازانجا خاک با نطفه سرشته باشد و فقیر میگوید کان الله تعالیٰ له فی الدنیا والآخرة بلکه محل صحیح این کلمه آنست که طینت مستعار است برائے اصل و معنے این اثر بہماں میماند کہ در حدیث آمده الارواح جنودٌ مجنّدة فما تعارف منها ایتلف یعنی قبل از وجود خارجی ارواح ایشاں دریک محل بود و بعد از انتقال نیز دریک محل قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لبعض اصحابه وقد راٰه یمشی بین یدی ابی بکر تمشی بین یدی من هو خیرٌ منك اخرجه ابو عمر فی الاستیعاب ولمّا تلقّی النبی صلی الله علیه وسلم بریدة الاسلمی فی سبعین راکبًا من اهل المدینة من بنی سهم قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من انت قال انا بریدة فالتفت

۲ سایہ دار یا چیزے دیگر سقف　۳ حزم سوگند اگر

میں ان سے مشورہ کیا کرتے تھے اور وہ آپؐ کے ثانی (دوسرے) تھے اسلام میں اور آپؐ کے ثانی تھے غار میں اور آپؐ کے ثانی تھے یوم بدر والے عریش (منڈوے) میں اور آپؐ کے ثانی ہیں قبر میں۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو اُن پر مقدّم نہیں کیا کرتے تھے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ اگر میں قسم کھاؤں تو میری قسم سچّی ہوگی بالکل یقینی جس میں شک کرنے والے کے لئے کوئی گنجائش نہیں اور نہ استثناء کی ضرورت (یعنی انشاء اللہ تعالیٰ کہنے کی) کہ اللہ تعالیٰ نے نہیں پیدا کیا محمّد صلے اللہ علیہ وسلم کو اور نہ ابوبکرؓ کو اور نہ عمرؓ کو مگر ایک مٹّی سے پھر اُسی مٹّی کی طرف اُن سب کو لوٹا دیا۔ سمہودی نے ابن سیرینؒ کے اس کلام کو دوسرے محمل پر اُتارا یعنی مدفن اسی جگہ ہوتا ہے جس جگہ کی خاک نطفہ کے ساتھ گندھی ہوئی ہوتی ہے۔ اور فقیر کہتا ہے اللہ تعالےٰ دنیا اور آخرت میں اُن کا (مُربّی) رہے، بلکہ اس کلمہ کا محمل صحیح یہ ہے کہ طینت میں (یعنی اس مٹّی میں جس میں دفن کیا گیا) مستعار طور پر اصل کی (یعنی ارواح کی) صفت پیدا ہوگئی۔ اور اس اثر کے معنے اسی کے مشابہ ہیں جو کہ حدیث میں آیا ہے کہ (ابتداء خلقت میں) ارواح فوجوں کی ٹکڑیاں تھیں (یعنی جُھنڈ کے جُھنڈ) تو جو روحیں آپسمیں اس وقت باہم جان پہچان رکھتی تھیں وہ (دنیا میں آکر) ایک دوسرے سے میل ملاپ رکھنے لگیں۔ یعنی وجودِ خارجی سے پہلے اُنکی ارواح ایک محل میں تھیں اور بعد انتقال کے بھی ایک ہی محل میں رہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک صحابیؓ سے فرمایا جس کو آپؐ نے ابوبکرؓ کے آگے چلتے ہوئے دیکھا تھا کہ تو اس کے آگے چل رہا ہے جو تجھ سے بہتر ہے اس کو روایت کیا ابو عمر نے استیعاب میں۔ اور جب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بُریدہ اسلمی ملے اہلِ مدینہ میں سے بنی سہم کے ستّر سواروں کے ساتھ۔ تو رسول اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الیٰ ابی بکر فقال یا ابا بکر بَرَدَ امرُنا و
صَلُحَ ثم قال مِمَّن انت قال من اسلم
قال لابی بکر سَلِمنا قال ثم قال لی من
بنی من قلتُ من بنی سهم قال
خرج سهمک رواہ فی الاستیعاب
قال یوم اُحدٍ اوجبَ طلحۃُ یا ابا بکر
و ازیں جنس از میانِ قوم بمخاطبہ مخصوص ساختن
حضرت صدیق رض را و مباسطہ و ملاطفہ فرمودن
با او زیادہ ازان است کہ بہ تحریر آید اما تشبُّہ
قوّتِ عقلیہ صدیقِ اکبر رض با قوّتِ عقلیہ انبیار
صلوات اللہ علیہم پس باید دانست کہ چوں
فیضِ الٰہی در نفسِ ناطقہ کسے درمے آید اثرِ
آں فیض در چندیں ہیاکل ظاہر می شود و از
صدیقِ اکبر رض اکثر آں ہیاکل شناختہ شدہ یکے
از انجملہ خوابہائے صادق است کہ سبب
وصول راہے بسوئے سعادت باشد یا سبب
حصولِ نفعِ عام بخلق اللہ و ہمین است شانِ
انبیاءؑ والانطباع وقائع آتیہ بغیر اقتران
یکے ازیں دو وجہ درباب تشبُّہ بانبیاءؑ نتواں
شمرد بلکہ کاہنان نیز دراں مشارک اند مانند خوابہائے
حضرتِ صدّیق رض کہ حامل شد اورا براسلام
و خوابے کہ باعث بر فرستادن چہار امیر
بر چہار حصہ شام شد و خواب دیگر کہ حامل بر
استخلافِ حضرت فاروق رض گشت و بیانِ آں
طولے دارد در روضۃ الاحباب مذکور است کہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں
بُریدہ ہوں۔ تو آپؐ حضرت ابوبکر رض کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کہ اے ابوبکر رض بردَ امرنا (ہمارا کام ٹھنڈا یعنی آرام و راحت کا ہوگیا)
پھر آپؐ نے فرمایا کہ تم کن میں سے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اسلم میں سے۔
تو آپؐ نے ابوبکر رض سے فرمایا سَلِمنا (ہم سلامتی میں آگئے) بریدہ رض
نے بیان کیا کہ پھر مجھ سے فرمایا کہ کس کی اولاد میں سے ہو؟ میں نے
کہا بنی سہم کی تو فرمایا خرج سہمک (تیرا تیر نکل آیا) یہ روایت
استیعاب میں ہے۔ آپؐ نے یوم اُحد میں فرمایا اے ابوبکرؓ! طلحہ رض
نے (جنّت کو) واجب کرلیا۔ اور اس قسم کے مخاطبات سے قوم میں
سے ابوبکر صدیق رض کو مخصوص کرنے اور آپ کے ساتھ خوش طبعی
اور ملاطفت کی مثالیں اس سے زیادہ ہیں کہ وہ تحریر میں آئیں۔ اب
لیجئے صدیقِ اکبر رض کی قوّتِ عقلیہ کا مشابہ ہونا انبیار صلوات اللہ
علیہم کی قوّتِ عقلیہ کے ساتھ تو جاننا چاہیئے کہ جب کسی کے نفسِ ناطقہ
میں فیضِ الٰہی داخل ہوجاتا ہے تو اس فیض کا اثر کتنی ہی مختلف انواع
کے مناظر میں ظاہر ہوتا ہے اور صدیقِ اکبر رض سے اکثر وہ مناظر پہچانے
جاتے ہیں۔ اُن میں سے ایک ایسے سچّے خواب ہیں جو سعادت
کی کسی راہ پر پہنچنے کا سبب ہوں۔ یا خلق اللہ کو کوئی عام
نفع حاصل ہونے کا سبب ہوں۔ اور انبیاءؑ کی یہی شان
ہوتی ہے ورنہ آنے والے واقعات کے (نفس میں) منعکس ہوجانے
کو ان دو وجہوں میں سے ایک وجہ کے بغیر انبیاءؑ کے ساتھ
تشبُّہ کے باب میں شمار نہیں کرسکتے بلکہ کاہن لوگ بھی اس میں
شرکت رکھتے ہیں۔ جیسے حضرت صدّیق رض کے وہ خواب جنھوں نے
اُن کو اسلام پر آمادہ کیا اور وہ خواب جو کہ شام کے چار حصوں
پر چار امیر (عمرو بن العاص۔ ابوعبیدہ۔ یزید بن ابی سفیان۔
شرحبیل بن حسنہ) مقرر کرنے کا باعث ہوا تھا۔ اور دوسرا خواب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نزدیک بایام ہجرت صدیق اکبرؓ بخواب دید کہ ماہ از آسمان بر بطحاء مکہ نازل شد و بشہر مکہ در آمد وصحرا و دشت بہ نورِ آں منور گشت باز آں ماہ بطرفِ آسمان میل نمود و بمدینہ فرود آمد و بسیارے از ستارگان بموافقتِ او حرکت کردند باز آں ماہ باستارگان بمکہ رجوع نمود و زمین مدینہ ہمچناں روشن بود مگر سہ صد و شصت خانہ و بسبب ورود آں ماہ اطراف حرم باز منور گشت بعد ازاں آں ماہ بہ سمتِ مدینہ رواں شد و بمنزلِ عائشہؓ در آمد پس ازاں زمین بشگافت و ماہ دراں ناپدید گشت و صورتِ حال موافق ہمیں رُویا بظہور رسید[۲] دیگر تعبیرِ وے خوابہا ءِ مردم را و اصابتِ عجیبہ دراں تا آں حد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خوابہاء خود را بر صدیق اکبرؓ عرض میفرمود و درخواستِ تعبیر می نمود قَالَ ابن اسحٰق فی قصۃ الطائف بلغنی انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لابی بکر وھو محاصر ثقیفًا یا ابا بکر انّی رأیتُ انّی اُھدِیَتْ الیّ قعبۃٌ الحدیث وقد ذکرنا ہ من قبلُ و فی قصۃ رُؤیا النبی صلے اللہ علیہ وسلم غنمًا سودًا دخلتْ فیھا غنمٌ کثیرۃٌ بِیضٌ قال یا ابا بکر اعبُرْھا فقال ابو بکر یا رسول اللہ ھی العرب تتبعک ثم تتبعُھا العجمُ حتے ینعمرھا فقال النبیّ

جس نے آپ کو حضرت فاروقؓ کے خلیفہ بنانے پر آمادہ کیا اور اس کا بیان طویل ہے۔ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ ایام ہجرت کے قریب صدیق اکبرؓ نے خواب میں دیکھا کہ چاند آسمان سے بطحاء مکہ پر نازل ہوا اور شہر مکہ میں آیا اور جنگل اور میدان اُس کے نور سے منور ہو گئے۔ پھر وہ چاند آسمان کی طرف رجوع ہوا اور مدینہ میں آیا اور بہت سے ستاروں نے اُس کی موافقت میں حرکت کی۔ پھر اُس چاند نے ستاروں کے ساتھ مکہ میں رجوع کیا اور مدینہ کی زمین اُسی طرح روشن رہی بجز تین[۵] سو ساٹھ گھروں کے اور اس چاند کے اُترنے کے سبب سے حرم کے اطراف پھر منور ہو گئے۔ اس کے بعد وہ چاند مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا اور منزلِ عائشہؓ میں اُتر آیا۔ اس کے بعد زمین پھٹی اور وہ چاند اس میں غائب ہو گیا اور صورتِ حال اسی خواب کے مطابق ظہور میں آگئی۔ دوسری[۲] نوع ہے اُن کا لوگوں کے خوابوں کی تعبیر دینا اور عجیب طور پر اُس میں مُصیب ہونا اس حد تک کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اپنے خوابوں کو صدیق اکبرؓ سے بیان فرمایا کرتے اور تعبیر پوچھا کرتے تھے۔ ابنِ اسحٰق نے ذکر کیا طائف کے قصہ میں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا جب کہ آپ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے کہ اے ابو بکرؓ! میں نے دیکھا کہ میرے پاس ایک پلیٹ بطور ہدیہ بھیجی گئی، آخر حدیث تک، اور ہم اس کو پہلے ذکر کر چکے ہیں۔ اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خواب میں کالے رنگ کی بکریاں دیکھنے کے قصہ میں جن میں بہت سی سفید رنگ کی بکریاں داخل ہو گئی تھیں۔ آپ نے فرمایا کہ اے ابو بکرؓ! اس کی تعبیر دو۔

[۵] یہ منافقین کے گھر تھے جن میں تاریکی رہی ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلے اللہ علیہ وسلم ھٰکذا اعبّرھا الملَکُ سحراً رواہ الحاکم وقال ابن ھشام فی زوائد السّیرۃ حدّثنی بعضُ اھل العلم عن ابراھیم بن جعفر المحمودی قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رایتُ انی لقمتُ لقمۃً من حَیسٍ فالتذذتُ طعمَھا فاعتُرِضَ فی حلقی منھا شیٔ حین ابتلعتُھا فادخل علیٌّ یدَہ ونزعَہ فقال ابوبکر الصّدیق رضی اللہ عنہ یا رسول اللہ ھٰذہ سریّۃٌ من سرایاک تبعَثُھا فیاتیک بعضُ ما تُحِبُّ ویکون فی بعضھا اعتراض فتبعثُ علیًّا فیسھِّلہ وعن عائشۃ قالت رأیتُ ثلٰثۃَ اقمارٍ سقطن فی حُجرتی فقصصتُ رؤیای علےٰ ابی بکر الصّدیق قالت فلمّا تُوفی رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ودفن فی بیتھا قال لھا ابوبکر ھٰذا احدُ اقمارِکِ وھو خیرھا اخرجہ مالک فی المؤطا وفی قصّۃ اسلام خالد بن سعید انہ رای فی المنام انہ وُقِفَ بہ علیٰ شفیر النّار فذکر من سَعتِھا ما اللہُ اعلم بہ وکانّ اباہ یدفعہ فیھا ورای رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخذًا بحقویہ لا یقع فیھا فذکر ذٰلک لابی بکر فقال ابوبکر

تو ابوبکر رضؓ نے کہا یا رسول اللہؐ یہ (کالی بکریاں) عرب ہیں جو آپؐ کا اتباع کر رہے ہیں۔ پھر اُن کے پیچھے عجم کے لوگ آجائیں گے۔ یہاں تک کہ وہ ان پر چھا جائیں گے۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس کی یہی تعبیر فرشتہ نے دی تھی صبح کے وقت۔ اور ابنِ ہشامؒ نے "زوائد السّیرۃ" میں کہا ہے کہ مجھ سے روایت کی بعض اہلِ علم نے ابراہیم بن جعفر محمودی سے۔ انھوں نے کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ مَیں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے حَیسؑ کا ایک لقمہ مُنہ میں لیا۔ پھر میں اس کے ذائقہ سے لذّت اندوز ہوا۔ اس کے بعد جب میں نے اس کو نگلا میرے حلق میں اُس میں سے کوئی چیز اٹک گئی۔ علی رضؓ نے اپنا ہاتھ داخل کر کے اس کو نکالا۔ تو ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہؐ! یہ ایک سریّہ ہے آپؐ کے سریّوں میں سے جس کو آپؐ بھیجیں گے تو اس کے نتیجہ میں بعض ایسی چیزیں آپ کے پاس پہنچیں گی جن کو آپؐ پسند کریں گے اور بعض میں کچھ رُکاوٹ پیش آئے گی۔ پھر آپؐ علی رضؓ کو بھیجیں گے تو وہ اس کو سہل کر دیں گے۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے انھوں نے کہا کہ میں نے خواب میں تین چاند دیکھے جو میرے حجرے میں گرے۔ تو میں نے اپنا یہ خواب ابوبکر صدیق رضؓ سے بیان کیا۔ عائشہ رضؓ کہتی ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے اور وہ اُن کے حُجرے میں دفن ہوئے تو (اُس وقت) اُن سے ابوبکر رضؓ نے کہا تیرے چاندوں میں سے یہ پہلا چاند ہے اور وہ اُن سب سے افضل ہے۔ اس کو امام مالکؒ نے مؤطا میں ذکر کیا۔ اور خالد بن سعید رضؓ کے اسلام کے قصّہ میں مذکور ہے کہ اُنھوں نے خواب میں دیکھا کہ اُن کو آگ کے کنارے پر کھڑا کیا گیا ہے پھر

عہ یہ ایک کھانا ہے جو کھجور اور گھی اور دہی سے مل کر بنایا جاتا ہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أُريد بك خيرًا هذا رسول الله صلى الله عليه وسلم فاتّبعه وانّك ستتّبعه فى الاسلام الذى يحجزك من أن تقع فيها وابوك دافع فيها فلقى رسولَ الله صلى الله عليه وسلم وحسّن اسلامه اخرجه فى الاستيعاب سوم

توافقِ فراستِ او با فراستِ آنحضرت صلے اللہ علیہ و سلم و قدم بر قدم او رفتن در بیان حکم مسئلہ عن سعيد ابن المسيّب انّ رجلًا من اسلم جاء الى ابى بكر الصّديق فقال له انّ الآخر زنى فقال له ابوبكر هل ذكرت هذا لاحدٍ غيرى (اسمہ ماعز) فقال لا فقال له ابوبكر فتب الى الله واستر بستر الله فانّ الله يقبل التوبة عن عباده فلم تقرر نفسه حتى اتى عمر بن الخطاب فقال له مثل ما قال لابى بكر فقال له عمر مثل ما قال له ابوبكر قال فلم تقرر نفسه حتى جاء الى رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى اذا اكثر بعث رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اهله فقال أيشتكي (أمريض ۱۲) ام به جنّة (جنون ۱۲) فقالوا يا رسول الله

اُس کے پھیلاؤ کا ذکر کیا کہ اتنا بڑا تھا کہ اس کا حال اللہ ہی جانتا ہے اور گویا اُن کا باپ اُن کو اُس آگ میں دھکیل رہا ہے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ اُن کی دونوں کوکھیں پکڑے ہوئے ہیں کہ یہ اس میں نہ گریں۔ انھوں نے اس خواب کا ذکر ابوبکرؓ سے کیا۔ تو ابوبکرؓ نے کہا تمھارے لئے خیر کا ارادہ کیا گیا ہے۔ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہیں بس ان کا اتباع کرو اور تم یقیناً ان کے اتباع کی خواہش کرنے والے ہو اسلام میں جو تم کو اس آگ میں گرنے سے روکے گا جب کہ تمھارا باپ تمھیں اس میں دھکیلنے والا ہے۔ پھر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے ملے اور اُن کا اسلام بہت اچھا رہا۔ اس کو استیعاب میں بیان کیا گیا ہے۔

۳ تیسری نوع ہے آپ کی فراست کا موافق ہونا آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی فراست کے ساتھ اور کسی مسئلہ کا حکم بیان کرنے میں آپ کے قدم بقدم چلنا۔ مروی ہے سعید بن المسیبؓ سے کہ ایک شخص قبیلہ اسلم کا (جس کا نام ماعز تھا) ابوبکر صدیقؓ کے پاس آیا اور ان سے کہا کہ ایک آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا (اس سے اُس نے خود اپنی ذات مُراد لی) تو اس سے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے میرے سوا کسی اور سے بھی اس کا ذکر کیا ہے؟ اس نے کہا نہیں! تو اس سے ابوبکرؓ نے کہا تو اللہ سے توبہ کر اور اس کو چھپا اللہ اس کو چھپالے گا اور اللہ اپنے بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے مگر اُس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ عمر بن الخطابؓ کے پاس پہنچا اور اُن سے بھی وہی کہا جو ابوبکرؓ سے کہا تھا تو اس سے عمرؓ نے بھی ویسی ہی بات کہی جیسی اُس سے ابوبکرؓ نے کہی تھی۔ راوی نے کہا پھر بھی اس کے نفس نے قرار نہ پکڑا یہاں تک کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچا پھر آپؐ سے کہا کہ آخر (یعنی کمینہ) نے زنا کیا۔ سعیدؓ نے بیان کیا تو اُس سے رسول اللہ صلے اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واللہ انہ لصحیح فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم أبکر ام ثیب قالوا بل ثیب یا رسول اللہ فرجم اخرجہ مالک وفی قصۃ الحدیبیۃ وقد ذکرناھا۔ چہارم شناختن او مقصود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و غرض اورا از کلام مرموز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تاغایتے کہ در صحابہؓ مشہور گشت ہو اعلمنا برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم چنانکہ ابو سعید خدریؓ در کلام آخر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان عبدًا خیرہ اللہ الحدیث۔ بیان کرد عن ابن عباس قال لما اخرج اھل مکۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال ابوبکر الصدیق رضی اللہ عنہ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ اخرجوا نبیھم لیھلکوا قال فنزلت اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا وَاِنَّ اللّٰہَ عَلٰی نَصْرِھِمْ لَقَدِیْرٌ ۝ قال ابوبکر الصدیق فعلمت انھا قتال۔ اخرجہ الحاکم۔

علیہ وسلم نے تین مرتبہ مُنہ پھیرا ہر مرتبہ (جب وہ کہتا تھا) اس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم مُنہ پھیر لیتے تھے۔ یہاں تک کہ جب اس نے بہت مرتبہ ایسا کیا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُسکے گھر والوں کو بُلوا کر دریافت کیا کہ کیا وہ بیمار ہے یا اس کو جنون ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ یا رسول اللہؐ! واللہ یہ یقیناً تندرست ہے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ کنوارا ہے یا بیاہا؟ تو اُنھوں نے کہا کہ بیاہا ہے یا رسول اللہؐ۔ پھر اس کو سنگسار کر دیا گیا۔ اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ اور قصہ حدیبیہ میں جس کا ہم ذکر کر چکے ہیں (ابوبکرؓ کی فراست آپؐ کی فراست کے مطابق رہی) چوتھی نوع یہ ہے اُن کا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مقصود کو پہچاننا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رمز و اشارات والے کلام سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض کو سمجھ لینا، اس حد تک کہ صحابہؓ میں یہ قول زیادہ کہا جانے لگا کہ وہ (یعنی ابوبکرؓ) ہم سب سے زیادہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو سمجھنے والے ہیں۔ جیسا کہ ابو سعید خدریؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری کلام اِنَّ عَبْدًا اخیرہ اللہ الحدیث (کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا الخ) کے بارے میں بیان کیا گیا۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اہلِ مکّہ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو نکالا تو ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہ نے کہا اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ ۝ ان لوگوں نے اپنے نبیؐ کو نکالا تاکہ ہلاک ہوں۔ کہا کہ پھر یہ آیت نازل ہوئی اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ الخ۔ (۲۲: ۳۹) (اب) لڑنے کی اُن لوگوں کو اجازت دی گئی جن سے (کافروں کی طرف سے) لڑائی کی جاتی ہے اس وجہ سے کہ ان پر بہت ظلم کیا گیا ہے اور بلا شبہ اللہ تعالےٰ ان کو غالب کر دینے پر پوری قدرت رکھتا ہے۔" تو ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ میں جان گیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پنجم مکاشفۂ او حوادثِ خفیہ را
چنانکہ در قصۂ بدر التماس کرد
حَسْبُكَ مُنَاشَدَتُكَ عَلٰى رَبِّكَ
ناشدہ مناشدۃ حلفہ ۱۲
وے رضی اللہ عنہ حضرت عائشہ رضؓ را
زمینے دادہ بود ہنوز حضرت عائشہ رضؓ
قبض آں نہ کردہ بود کہ وقتِ حیات
حضرت صدیق رضؓ باٰخر رسید و
دراں حال بحضرتِ صدیقہ رضؓ فرمود کہ اگر
آں زمین را قبض کردی ازآنِ تو
شد والّا فانّما ھو مال وارثٍ وانّما ھو
اخوالِكِ واُختاكِ صدیقہ رضؓ گفت ھٰذہٖ لا
اسماء فمَنِ الاُخرٰی قال اُرٰی
ذات بطن بنت خارجۃ اُنثٰی بعد ازاں اُمّ
کلثوم متولّد شد اخرجہ مالك فی الموطا

کہ وہ (ہلاکت جس میں یہ نبی کو نکالنے والے مبتلا ہوں گے) قتال ہے۔ اس کو حاکم نے روایت کیا۔ پانچویں نوع آپ کا مکاشفہ ہے حوادثِ خفیہ کے بارے میں جیسا کہ قصۂ بدر میں آپ نے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے) عرض کیا آپ کا اپنے رب کو قسمیں دینا آپ کے لئے کافی ہو چکا ہے۔ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے حضرت عائشہ رضؓ کو ایک زمین دی تھی۔ ابھی حضرت عائشہ رضؓ نے اس پر قبضہ نہ کیا تھا کہ حضرت صدیق رضؓ کی زندگی کا آخری وقت آگیا اور اس حال میں آپ نے حضرت صدیقہ رضؓ سے فرمایا کہ اگر تو نے اُس زمین پر قبضہ کر لیا ہے تو وہ تیری ہو گئی ورنہ وہ سب وارثوں کا مال ہو گی اور وہ تیرے دونوں بھائی ہیں اور تیری دونوں بہنیں ہیں۔ صدیقہ رضؓ نے کہا۔ یہ (ایک بہن) اسماء ہی تو ہیں دوسری کونسی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں سمجھتا ہوں کہ "بنتِ خارجہ" کے بطن میں جو ہے وہ لڑکی ہے۔ اس کے بعد اُمّ کلثوم رضؓ پیدا ہوئیں۔ اس کو روایت کیا امام مالک نے موطا میں۔

اما تشبُّہ صدیقِ اکبر در قوتِ عملیہ بانبیاء
پس از شواہد آنست حدیث ابوہریرہ رضؓ

اب لیجئے صدیقِ اکبر رضؓ کا تشبہ قوتِ عملیہ میں انبیاء کے ساتھ۔ تو اس کے شواہد میں سے ہے حدیث ابوہریرہ رضؓ کی، کہا

ف کتبِ شیعہ میں ہے کہ حضرت ابوبکر رضؓ نے فدک فاطمہ رضؓ کو نہیں دیا حالانکہ پیغمبر علیہ السّلام نے ان کو ہبہ کر دیا تھا اور ان کے دعویٰ کو نہ مانا گواہ اور شاہد کا مطالبہ کیا جب وہ حضرت علی رضؓ اور اُمِّ ایمن کو لائیں تو ان کی شہادت کو رد کر دیا کہ ایک مرد اور ایک عورت کی شہادت کافی نہیں۔ اس کے جواب میں شاہ عبدالعزیز صاحب رحؒ تحفۂ اثنا عشریہ میں فرماتے ہیں کہ اس دعویٰ ہبہ اور ان شہادتوں کا کتبِ اہلسنت میں کہیں سراغ نہیں ملتا۔ یہ اس گروہ کی محض افترا پردازی ہے الخ اس موقع پر اس روایت اور اس کے جواب کی طرف ایک لطیف اشارہ موجود ہے کہ اگر مان لیا جائے کہ ہبہ کا دعویٰ حضرت فاطمہ رضؓ نے کیا تھا تو موہوب لہٗ کا قبضہ جب تک موہوب شئی پر نہ ہو جاتے اس وقت تک اس کی ملک میں داخل نہ ہو گی اور ظاہر ہے کہ فدک پر حضرت فاطمہ رضؓ کا قبضہ نہیں تھا اگر ہوتا تو دعویٰ ہی کیوں کرتیں باوجود ہبہ کے وہ ان کی ملک میں داخل نہیں ہوا تھا۔ پھر شہادتوں کا طلب کرنا ایک بے معنی فعل ہے۔ شہادت کا مفاد یہی تو ہو سکتا تھا کہ ہبہ ثابت ہو جائے۔ اور جب تک قبضہ نہ ہو ملک موہوب لہٗ میں داخل ہی نہیں ہوتا جیسا کہ حضرت صدیقہ رضؓ سے آپ رضؓ نے فرمایا کہ اگر تو نے اس زمین پر قبضہ نہیں کیا تو اب وہ سب وارثوں کے حصہ میں آئے گی۔ اس روایت سے حضرت مصنف رحؒ نے شیعہ کی اس افترا پردازی کے جواب کی طرف اشارہ کر دیا کہ اس کہانی کا یہ جز کہ ابوبکر رضؓ نے ہبہ کا ثبوت طلب کیا اور فلاں و فلاں شہادت میں پیش ہوئے اس بات کو واضح کر رہا ہے کہ یہ کہانی فرضی ہے اور کسی ایسے شخص نے اس کو گھڑا ہے جو اصولِ شرعیہ سے جاہل تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من اصبح منكم اليوم صائما قال ابوبكر انا قال فمن تبع منكم اليوم جنازة قال ابوبكر انا قال فمن اطعم اليوم مسكينا قال ابوبكر انا قال فمن عاد منكم اليوم مريضا قال ابوبكر انا فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم ما اجتمعن فى امرء الا دخل الجنة اخرجه الشيخان وايضا حديث ابوهريرة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال من انفق زوجين فى سبيل الله نودى من ابواب الجنة يا عبد الله هذا خير فمن كان من اهل الصلوٰة دعى من باب الصلوٰة ومن كان من اهل الجهاد دعى من باب الجهاد ومن كان من اهل الصيام دعى من باب الريان ومن كان من اهل الصدقة دعى من باب الصدقة فقال ابوبكر بابى انت وامى يا رسول الله ما على من دعى من تلك الابواب من ضرورة فهل يدعى احد من تلك الابواب كلها قال نعم وارجو ان تكون منهم اخرجه الشيخان والترمذى۔

ویکبار بمقتضاء بشریت درحضور اضیاف (مہمانان) حضرت صدیق رض را با اہل خانہ خود ملالے واقع شد وقسم خورد کہ ایں طعام را نخورد واہلخانہ و اضیاف ہمہ متوحش شدند وقسم خوردند کہ ماہم نخواہیم خورد تا وقتیکہ تو نخوری دریں

کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے (ایک دن) فرمایا آج تم میں کون روزے سے ہے؟ ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں۔ پھر فرمایا کہ آج تم میں سے کون جنازے کے ساتھ گیا تھا؟ ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں (گیا تھا) پھر آپؐ نے پوچھا کہ کس نے مسکین کو کھانا کھلایا؟ تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں نے۔ پھر آپؐ نے فرمایا کہ کس نے تم میں سے آج مریض کی عیادت کی؟ تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میں نے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص میں یہ سب باتیں جمع ہوجاتیں گی وہ ضرور جنت میں داخل ہوگا، اس کو روایت کیا شیخینؒ نے۔ اور نیز ابوہریرہ رضؓ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے دو جوڑے خرچ کئے اللہ کی راہ میں اس کو جنت کے دروازوں سے پکارا جائیگا کہ اے اللہ کے بندے یہ خیر ہے (یعنی باب خیر) تو جو اہلِ صلوٰۃ میں سے ہوگا وہ باب الصلوٰۃ سے پکارا جائے گا اور جو اہلِ جہاد میں سے ہوگا اس کو باب الجہاد سے پکارا جائے گا۔ اور جو اہلِ صیام میں سے ہوگا اس کو باب الریّان سے پکارا جائیگا اور جو اہلِ صدقہ میں سے ہوگا اس کو باب الصدقہ سے پکارا جائے گا۔ تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ میرے ماں باپ آپؐ پر قربان یارسول اللہؐ جو شخص ان ابواب سے پکارا جائے گا اُس کے اُوپر ضروری تو نہ ہوگا (کہ وہ اس دروازے میں داخل ہو) تو کیا کوئی ایسا بھی ہوگا جس کو ان تمام دروازوں سے پکارا جائے گا۔ فرمایا کہ ہاں اور میں اُمید کرتا ہوں کہ تم اُن ہی میں سے ہوگے۔ اس کو شیخین اور ترمذی نے روایت کیا۔ ایک دن بمقتضائے بشریت مہمانوں کی موجودگی میں حضرت صدیق رضؓ کی اہلِ خانہ کے ساتھ کچھ رنجش واقع ہوگئی اور انھوں نے قسم کھائی کہ وہ یہ کھانا نہ کھائیں گے اور گھر والے اور مہمان سب پریشان ہوگئے اور اُنھوں نے بھی قسم کھائی کہ ہم بھی نہ کھائیں گے جب تک آپ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هنگام عنایتِ الٰہی در رسید و داعیۂ نقضِ قسم
دردلش پدید آمد وبشناخت کہ ایں داعیہ از
کدام منبع جوشیدہ دست در طعام کرد و دو سہ
لقمہ تناول نمود وخدائے عزّ وجلّ بزیادت برکت
در طعام تنبیہ فرمود بر آنکہ شکستن ایں قسم مرضی
الٰہی بود وریزش ایں داعیہ از منبع فیض واز
عجائب صنع حق است بادوستانِ خود اخرج القصۃ
بطولہا البخاری فی الاستیعاب انّ ثابت
ابن قیس بن شمّاس استشہد فراٰہ بعض
الصّحابۃِ فی النّوم فاوصٰی بان تؤخذ درعہ
ممّن کانت عندہ وتباع، الٰی اٰخر القصّۃ گزشت وسابق ۱۲
وفی اٰخرہا اذا قدمت المدینۃ علٰی خلیفۃ
رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم فقل لہ ان
علیّ من الدَّین کذا وکذا وفلان من رقیقی
عتیق وفلانٌ فاجاز ابوبکر وصیتہ ولا نعلم
احدًا اُجیزت وصیتہ بعد موتہ غیر
ثابت بن قیس امّا اتصاف حضرت صدّیق رض
بصفت صفائی قلب آں را در عرفِ زمانِ ما
طریقت گویند در کشف المحجوب مذکور است
کہ شیخ جنید بغدادی گفتہ است اشرف کلمۃ
فی التوحید قول ابی بکر الصدّیق
سُبحانَ من لم یجعل لخلقہ سبیلاً
الّا بالعجز عن معرفتہ وصاحب
کشف المحجوب در مدح صدیق اکبر رض کلمۃ
دارد انّ الصفا صفۃ الصدّیق ان اردت

نہ کھائیں گے۔ اس وقت میں عنایتِ الٰہی آ پہنچی اور قسم توڑ دینے کا
داعیہ ان کے دل میں ظاہر ہوگیا اور انھوں نے پہچان لیا کہ کس منبع
سے اس داعیہ نے جوش مارا ہے تو آپ نے کھانے پر ہاتھ پہنچا دیا
اور دو تین لقمے تناول فرمالئے اور اللہ عزّ وجلّ نے کھانے میں
برکت کی زیادتی فرما کر اس بات پر تنبیہ فرمادی کہ اس قسم کا
توڑنا مرضیِ الٰہی تھا اور اس داعیہ کا قلب پر واقع ہونا منبع فیض
کی جانب سے اور حق تعالیٰ کے عجیب معاملات میں سے تھا
جو وہ اپنے دوستوں کے ساتھ فرماتے ہیں۔ اس قصّہ کو تفصیل
کے ساتھ بخاری نے ذکر کیا ہے۔ استیعاب میں ہے کہ ثابت بن قیس
ابن شمّاس (جنگِ یمامہ میں) شہید ہوئے تو ان کو بعض صحابہ رض
نے خواب میں دیکھا کہ انھوں نے وصیّت کی کہ اُن کی زرہ اس
شخص سے لی جائے جس کے پاس ہے اور فروخت کی جائے، آخر
قصّہ تک۔ اور اس کے آخر میں ہے کہ جب تم خلیفۂ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس مدینہ میں پہنچو تو اُن سے یہ کہنا
کہ مجھ پر اتنا اور اتنا قرض ہے اور میرے غلاموں میں سے
فلاں آزاد اور فلاں (کے ساتھ ایسا کیا جائے) تو ابوبکر رض نے
اُن کی وصیّت کو پورا کیا اور ہم کسی کو نہیں جانتے کہ اُس کی ایسی
وصیّت کو پورا کیا گیا ہو موت کے بعد کی گئی بجز ثابت بن
قیس رض کے۔ رہا حضرت صدیق رض کا متّصف ہونا صفائی قلب کی
صفت کے ساتھ جس کو ہمارے زمانہ کے عُرف میں طریقت کہتے
ہیں۔ کشف المحجوب میں مذکور ہے کہ شیخ جُنید بغدادی رح نے کہا
ہے کہ توحید میں سب سے زیادہ بلند کلام ابوبکر صدیق رض کا یہ
قول ہے سُبحٰنَ مَن لَم یَجعَل الخ یعنی پاک ہے وہ ذات جس
نے اپنی مخلوق کے لئے کوئی راہ (اپنی معرفت کی)، نہیں بنائی مگر
اپنی معرفت سے عاجز ہونے کی"۔ (حاشیہ اگلے صفحہ پر ملاحظہ ہو)۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صوفیاً علی التحقیق از آنچہ صفارا اصلے ہست وفرعی اصلش انقطاع دل است از اغیار وفرعش خلوّ دل است از دنیاءِ غدّار و این ہر دو صفتِ صدّیقِ رضؓ اکبر است پس امام اہلِ این طریقہ اوست انتہٰے کلامہ بعد ازاں برائے صفتِ اوّل شاہدے ذکر کرد وآں خطبۂ او اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا فَاِنَّ مُحَمَّدًا قَدْ مَاتَ الیٰ اٰخرھا وبرائے صفتِ دیگر شاہدے وآں قصہ مَاخَلَّفْتَ لِعِیَالِکَ (چہ گذاشتی ۱۲) قَالَ اللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ در احیاء آوردہ قَالَ الصِّدِّیْقُ مَنْ ذَاقَ خَالِصَ مَحَبَّۃِ اللّٰہِ یُشْغِلُہٗ ذٰلِکَ مِنْ طَلَبِ الدُّنْیَا وَاَوْحَشَہٗ عَنْ جَمِیْعِ الْبَشَرِ واین غایت تحقیق است در لوازم محبّتِ خاصّہ واز توکّل وے رضی اللہ عنہ آنست کہ یاران برائے عیادت وے آمدند وگفتند یا خلیفۃ رسول اللہ الا ندعولک طبیبًا ینظر الیک قال

اور صاحبؒ[1] کشف المحجوب نے صدیقِ اکبرؓ کی مدح میں بہت اونچی بات لکھی ہے یعنی اِنَّ الصَّفَا الخ کہ اگر تیرا ارادہ ایسی صوفیت کا ہے جو علی التحقیق ہو (یعنی حقیقی صوفی بننا چاہتا ہے تو صدیقؓ کے نقشِ قدم پر چل) کہ صفا صدیقؓ کی صفت ہے، کیونکہ صفا کی ایک اصل ہے اور ایک فرع۔ اس کی اصل ہے دل کا منقطع ہوجانا اغیار[2] سے اور اُس کی فرع ہے دل کا خالی ہونا دنیاءِ غدّار سے اور دونوں صفتیں صدیقِ اکبرؓ کی ہیں تو جو اس طریقہ والے ہیں ان کے امام وہ ہیں۔" اُن کا کلام ختم ہوا۔ اس کے بعد اُنھوں نے صفتِ اوّل کے ایک شاہد کا ذکر کیا اور وہ آپ کا خطبہ ہے۔ اَلَا مَنْ کَانَ یَعْبُدُ مُحَمَّدًا الخ یعنی سُن لو جو شخص محمدؐ کی عبادت کیا کرتا تھا تو محمدؐ یقیناً مرچکے، آخر تک۔ اور صفتِ دوم کی شہادت میں (تمام مال لانے کا) وہ قصہ ذکر کیا۔ جس میں ہے، مَاخَلَّفْتَ لِعِیَالِکَ الخ یعنی (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پوچھا کہ) گھر والوں کے لئے کیا چھوڑا ہے؟ تو انھوں نے کہا اللہ اور اس کا رسولؐ۔ اور احیاء العلوم میں (امام غزالیؒ) نے لکھا ہے کہ صدیق رضؓ کا قول ہے کہ جس نے خالص محبّت الٰہی کا مزہ چکھ لیا وہ اس کو دنیا کی طلب سے متنفّر کردے گی اور تمام انسانوں سے متوحّش کردے گی اور لوازم محبّت خاصہ کے بارے میں یہ انتہائی تحقیق ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے توکّل کا یہ حال ہے کہ (مرض وفات کے زمانہ میں) دوست اُن کی مزاج پُرسی

(حاشیہ متعلقہ صفحہ ۷۹)

ع یہ ارشاد معرفتِ ذات سے متعلق ہے کہ اس کی معرفت سے عجز ہی عین معرفت ہے۔ یہاں ان لوگوں کا عجز مراد ہے جو اس ذات کو صفات وافعال کے واسطے سے پہچان چکے ہوں اور آگے بڑھ کر ذات بحت کی طلب میں سرگرداں ہوں ان کا منتہائے معرفت یہی قول ہوگا۔ مطلقاً عجز مراد نہیں ورنہ منکرینِ خدا دہریئے اور کمیونسٹ سب سے بڑے عارف قرار پائیں گے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

[1] یعنی حضرت علی ہجویری داتا گنج بخش لاہوری قدس اللہ سرّہٗ ۱۲ مترجم [2] یعنی ہر غیر اللہ سے صوفی کا مقصود آخرت سے بھی جنّت کے حدود قصور نہیں ہوتے بلکہ مشاہدہ جمالِ یار مقصد ہوتا ہے مازاغ البصر وما طغیٰ ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قد نظر الیّ قالوا فماذا قال لك قال
قال انی فعّال لما اُرید اخرجہ
ابن ابی شیبۃ واز توکل اوست آنچہ
گذشت کہ جمیع مالِ خود را فی سبیل اللہ
انفاق کرد و گفت ابقیتُ لعیالی اللہ و
رسولہ واز ورع وے رضی اللہ عنہ آنست
کہ از دستِ غلام خود شیر خوردہ بود چوں
تفحص نمود از وجہ شبہ ظاہر گشت انگشت
در دہان انداخت وآں ہمہ را قے کرد۔
کذا فی الاحیاء وغیرہ واز احتیاط وے
در بیت المال آنکہ چیزے کہ پیش او
باقی ماندہ بود از عطاء او رد کرد بہ
بیت المال روے ذٰلک عن عائشۃ
والحسن بن علی وغیرہما بالفاظٍ متغایرۃ
واز احتیاط او در عبادات عن ابی
قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم قال لابی بکر متٰی
توتر قال اُوتر من اوّل
اللیل وقال لعمر متٰی توتر
قال اٰخر اللیل فقال لابی بکر
اخذ ھٰذا بالحذر وقال لعمر
اخذ ھٰذا بالقوۃ اخرجہ
ابوداؤد ومالک وھٰذا
لفظ ابی داؤد۔
واز دعاء حضرت صدیق رض

کے لئے آئے اور کہنے لگے اے خلیفۂ رسول اللہ! کیا ہم آپ کے
لئے طبیب کو بُلا کر نہ لائیں جو آپ کو دیکھ لے تو آپ نے فرمایا
قَدْ نَظَرَ اِلَیَّ یعنی طبیب تو مجھے دیکھ چکا ہے۔ لوگوں نے
کہا پھر اُس نے آپ سے کیا کہا؟ فرمایا کہ یہ کہا اِنِّیْ فَعَّالٌ
لِّمَا اُرِیْدُ یعنی میں وہی کرتا ہوں جو میں چاہتا ہوں، اس کو
ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان کے توکّل میں سے وہ واقعہ
ہے جو گزر چکا کہ اپنا تمام مال اللہ کے راستہ میں خرچ کر دیا اور
فرمایا کہ میں نے اپنے اہل وعیال کے لئے اللہ اور اُس کے رسول
کو باقی چھوڑا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کے تقوٰی کی دلیل
یہ واقعہ ہے کہ آپ نے (ایک دن) اپنے غلام کا لایا ہوا دودھ
پی لیا تھا۔ جب تحقیق کی اور وہ مالِ مُشتبہ میں سے ظاہر ہوا تو
آپ نے اُنگلی مُنہ میں ڈال کر اُس کو قے کر کے نکال دیا، احیاء العلوم
وغیرہ میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور بیت المال میں آپ کی احتیاط
کا یہ حال تھا کہ آپ کے حصّہ میں جو چیز آئی ہوتی تھی اور
وہ ابھی آپ کے پاس باقی رہی ہوتی تھی اس کو بیت المال میں
واپس کرا دیا، یہ مروی ہے عائشہ رض سے اور حسن رض بن علی رض
وغیرہما سے کچھ بدلے ہوئے الفاظ کے ساتھ۔ اور عبادات
میں احتیاط کا یہ حال تھا کہ ابو قتادہ رض سے مروی ہے کہ نبی صلے
اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رض سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے
ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ میں رات کے اوّل حصّہ میں پڑھ لیتا ہوں۔
اور عمر رض سے پوچھا کہ تم کس وقت وتر پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ
آخر شب میں تو آپؐ نے ابو بکر رض کے لئے فرمایا کہ انھوں نے یہ طریقہ
اختیار کیا احتیاط کی بنا پر اور عمر رض کے لئے فرمایا کہ انھوں نے
یہ اختیار کیا قوّت کی بنا پر، اس کو ابو داؤدؒ اور مالکؒ نے روایت
کیا اور یہ لفظ ابو داؤد کے ہیں۔ اور حضرت صدّیق رض کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهم ارنی الحق حقاً وارزقنی اتباعہ وارنی الباطل باطلاً وارزقنی اجتنابہ ولا تجعل مشتبہاً علیّ فاتبع الھوٰی کذا فی الاحیاء۔ واز کف اللسان وے کان ابوبکر یضع حصاۃ فی فمہ لیمنع بھا نفسہ من الکلام کذا فی الاحیاء ودخل عمر علیٰ ابوبکر وھو یجبذ لسانہ فقال لہٗ عمر غفر اللہ لک فقال ابوبکر ھٰذا اوردنی الموارد اخرجہ مالک در احیاء اینجا قصہ عجیبہ ذکر کردہ است رؤی ابوبکر الصدیق فی النوم فقیل لہٗ انک کنت تقول فی لسانک ھٰذا الذی اوردنی الموارد فما فعل اللہ بک فقال قلت لا الٰہ الا اللہ فاوردنی الجنۃ و از تواضع وے رضی اللہ عنہ آنست کہ چوں یزید ابن ابی سفیان را امیر چہاریک شام ساخت پیادہ بمشایعت او برآمد یزید بن ابی سفیان گفت اما ان ترکب واما ان انزل فقال ابوبکر ما انت بنازل وما انا براکب احتسبت خطای ھٰذہ فی سبیل اللہ اخرجہ مالک و از شفقت او بر خلق اللہ و تخلی از حظوظ نفس خود قال ابوبکر لو اخذت شارباً احببت ان یسترہ اللہ و لو اخذت سارقاً احببت ان یسترہ اللہ

یہ دعا تھی اللّٰهم ارنی الحق الخ اے اللہ! مجھے حق کا حق ہونا دکھا دیجئے اور مجھے اُس کے اتباع کی توفیق بخشد یجئے اور مجھے باطل کا باطل ہونا دکھا دیجئے اور اس سے بچنے کی توفیق بخشد یجئے اور حق کو مجھ پر مشتبہ نہ کیجئے کہ میں خواہش نفسانی کا اتباع کرنے لگوں، احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور زبان کو روکے رکھنا اس درجہ تھا کہ ابوبکرؓ اپنے منہ میں سنگریزہ رکھ لیا کرتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے اپنے نفس کو کلام سے روکیں، احیاء العلوم میں ایسا ہی ہے۔ اور عمرؓ پہنچے ابوبکرؓ کے پاس اور وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ آپ کو معاف کرے اس سے رُک جاؤ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اسی نے تو مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا، اس کو مالکؒ نے روایت کیا۔ احیاء العلوم میں اس موقع پر ایک عجیب قصہ بیان کیا ہے: (کسی بزرگ کو) ابوبکر صدیقؓ خواب میں دکھائے گئے تو ان سے کہا گیا کہ آپ اپنی زبان کے بارے میں کہا کرتے تھے کہ یہ وہ ہے جس نے مجھے ہلاکت کے مقامات میں ڈالا۔ تو اللہ نے آپ کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ تو فرمایا کہ میں نے کہا لا الٰہ الا اللہ تو اس نے جنت میں داخل کر دیا۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کی تواضع کا یہ حال ہے کہ جب آپ نے یزید بن ابی سفیان کو چوتھائی حصہ شام کا امیر بنایا تو ان کی مشایعت یعنی ساتھ ساتھ چلنے کے لئے پیدل (شہر سے) باہر نکل آئے۔ یزید بن ابی سفیان نے کہا یا تو آپ سوار ہو جائیں اور یا میں نیچے اُتروں تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہ آپ اُتریں اور نہ میں سوار ہوں۔ میں تو بہ نیت عبادت اپنے یہ قدم اللہ کے راستہ میں اٹھا رہا ہوں، اس کو امام مالکؒ نے روایت کیا۔ اور خلق اللہ پر آپ کی شفقت اور لذاتِ نفس سے خالی ہونے کا حال اس سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابوبکرؓ نے کہا اگر میں کسی شراب پینے والے کو پکڑتا ہوں (یعنی اقدام کرتا ہوں) تو چاہتا ہوں کہ خدا اُس کی پردہ پوشی کرے اور اگر کسی سارق

[1] مقلوب یجذب
[2] الکفف عن ھذا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كذا في الاحياء واز رضاء او آنکہ روزے پیش آنحضرت آمد و با آنحضرت جبرئیل نشستہ بود فقال جبرئیل یا محمد مالی اری ابابکر علیه عباءۃ قد خللها فی صدرہ فقال یا جبرئیل انفق ماله علیّ قبل الفتح قال فان الله تعالیٰ یقرأ علیه السلام و یقول قل له اراض انت عنی فی فقرك هذا ام ساخط فقال ابوبکر أ أسخط علی ربی انا عن ربی راض انا عن ربی راض انا عن ربی راض اخرجه الواحدی والبغوی بسند غریب جداً

(چوہ) کو پکڑتا ہوں تو چاہتا ہوں کہ خدا اس کی پردہ پوشی کرے، احیاء العلوم میں ایسا ہی لکھا ہے۔ اور آپ کی رضا (یعنی راضی برضاء الٰہی ہونے) کا یہ واقعہ ہے کہ ایک دن آپؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آتے اور آپؐ کے پاس جبرئیلؑ بیٹھے ہوئے تھے تو جبرئیلؑ نے کہا کہ اے محمدؐ! کیا بات ہے میں ابوبکرؓ کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایسا چوغہ پہنے ہوتے ہے جس کو اپنے سینہ پر اس نے کانٹوں سے جوڑ رکھا ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ اے جبرئیلؑ! اس نے مجھ پر فتح سے قبل اپنا سب مال خرچ کر دیا۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اس پر سلام بھیج رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ اس سے پوچھو کہ کیا تو اپنے اس فقر میں مجھ سے راضی ہے یا ناراض ہے تو ابوبکرؓ نے کہا میں اپنے رب سے ناراض ہوں گا؟ میں اپنے رب سے راضی ہوں، میں اپنے رب سے راضی ہوں۔ اس کو واحدی اور بغوی نے روایت کیا بہت غریب سند کے ساتھ۔

واز نفی ارادہ[عہ] او والله ما كنت حريصاً على الامارة قط ولا طلبتها من الله سراً و علانية اخرجه جماعة

اور آپ کے نفی ارادہ[عہ] کا ثبوت اس سے ملتا ہے کہ (آپ نے فرمایا) کہ میں امارت کا حریص کبھی نہیں ہوا اور نہ میں نے اس کو کبھی اللہ سے پوشیدہ یا کھلے طور پر مانگا، اس کی روایت ایک جماعت نے کی۔

واز زہد وے رضی اللہ عنه عن رافع ابن ابی رافع قال رافقت ابابکر وكان له كساء فدكی يخلله عليه اذا ركب و نلبسه انا و هو اذا انزلنا وهو الكساء الذی عيرته به هوازن فقالوا أ ذا الخلال نبايع بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم اخرجه ابن ابی شيبة

اور صدیق رضی اللہ عنہ کے زہد کا یہ قصہ ہے۔ رافع بن ابی رافعؓ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ میں ابوبکرؓ کا رفیق رہا ہوں اور ان کے پاس ایک فدکی کپڑا تھا جس (کے سروں کو) کانٹوں سے جوڑ کر اوڑھ لیا کرتے تھے جب سوار ہوتے تھے اور میں اور وہ دونوں اُس کو پہنتے رہتے تھے جب اُترتے تھے۔ اور یہی وہ کپڑا تھا جس سے ہوازن والوں نے اُن پر عیب لگایا تھا اور کہا تھا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ہم ذوالخلال (کانٹوں والے) سے بیعت کریں گے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔

[عہ] طالب خدا کا ایک بلند حال یہ ہوتا ہے کہ اس کا ارادہ فنا ہو جائے ارادۂ حق میں۔ یہ حال بھی صدیق اکبرؓ میں موجود تھا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وقال ابوبکر عند موته خذوا هذا الثوب لثوب
علیه اصابه مشق اوزعفران فاغسلوه ثم
کفنونی مع ثوبین آخرین قالت عائشة وما
هذا فقال ابوبکر الحی احوج الی الجدید
من المیت وانما هذا للمهلة اخرجه
مالك واز خوف وے رضی اللہ عنہ عن
الضحاك قال رای ابوبکر طیرا واقعا علی
شجرة فقال طوبی لك یا طیر
والله انی لوددت انی مثلك تقع
علی الشجر وتأكل من الثمر ثم
تطیر ولیس علیك حساب ولا عذاب
والله لوددت انی کنت شجرة الی
جانب الطریق فمر علی جمل فاخذنی
فادخلنی فاه ولاکنی ثم ازدردنی ثم
اخرجنی بعرا ولم اکن بشرا اخرجه
ابن ابی شیبة واز عبرت وے رضی اللہ عنہ
عن میمون قال اُتی ابوبکر بوافر الجناحین
فقال ما صید من صید ولا عضد من
شجر الا بما ضیعت من التسبیح اخرجه
ابن ابی شیبة . واز تبری او رضی اللہ عنہ از
عجب چوں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود
من جر ثوبه خیلاء لم ینظر الله الیه یوم القیامة
فقال ابوبکر ان احد شقی ثوبی یسترخی الا
ان اتعاهد ذلك منه فقال رسول الله صلی الله علیه
وسلم انك لست تصنع ذلك خیلاء اخرجه البخاری

اور ابوبکر رضؓ نے اپنی موت کے قریب فرمایا کہ یہ کپڑا اُتار لو۔ کہ وہ ایسا کپڑا تھا جس پر گل سُرخ یا زعفران کا اثر تھا۔ اور اس کو دھو لینا۔ پھر اس کے ساتھ دوسرے دو کپڑے شامل کرکے مجھے کفنا دینا۔ عائشہ رضؓ نے کہا کہ اور یہ ہے کیسا! (یعنی پُرانا کپڑا اس کو کفن میں کیا استعمال کیا جاتے ؟) تو ابوبکر رضؓ نے کہا کہ زندہ زیادہ حاجتمند ہے نئے کپڑے کا بہ نسبت میّت کے کہ وہ (میت کے کپڑے) بدن کی رطوبت کے لئے ہیں، اس کو مالک رحؒ نے روایت کیا۔ اور حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے خوف کا یہ قصّہ ہے۔ مروی ہے ضحاک رحؒ سے بیان کیا کہ ابوبکر رضؓ نے ایک پرندے کو دیکھا جو ایک درخت پر آکر گرا تو آپ کہنے لگے کہ اے پرندے تجھے مبارکباد! واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں تجھ جیسا ہوتا۔ تُو درخت پر آگرتا ہے اس کے پھل میں سے کھاتا ہے۔ پھر اُڑ جاتا ہے اور تیرے اُوپر کوئی حساب ہے نہ عذاب۔ واللہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں راہ کی ایک جانب میں کھڑا ہوا ایک درخت ہوتا پھر مجھ پر کسی اونٹ کا گزر ہوتا اور وہ مجھے اپنے مُنہ میں داخل کرتا اور چباتا پھر مجھے حلق میں اُتار لیتا پھر مینگنی بنا کر مجھے خارج کر دیتا اور میں بشر نہ ہوتا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی عبرت کا یہ واقعہ ہے۔ مروی ہے میمون سے کہ ابوبکر رضؓ کے سامنے (ایک پرندہ) وافر الجناحین لایا گیا۔ تو آپؓ نے کہا کہ جب کوئی شکار (جانور) شکار کیا جاتا ہے یا کسی درخت کی کوئی شاخ کاٹی جاتی ہے تو اس وجہ سے کہ وہ اپنی تسبیح کو ضائع کر دیتا ہے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور عجب سے آپؓ کے مُبرّا ہونے کا شاہد یہ واقعہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے اپنے کپڑے کو کھینچا فخر ونمود کے ساتھ تو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اس کی طرف نہیں دیکھے گا۔ تو ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفی لفظ ابی داؤد ان اللہ نزع
الخیلاء منك واز بکا او رضی اللہ عنہ
قول عائشۃ وکان ابوبکر رجلاً
بکاءً اذا قرء القرآن
لا یملك عینیہ اخرجہ
البخاری فی قصۃ طویلۃ۔
وقال ابراہیم النخعی کان ابوبکر
سمی الاوّاہ رافۃً ورحمۃً واز نفع
او خلق اللہ را مکتوب فی الکتاب الاوّل
مثل ابی بکر مثل القطر اینما وقع
نفع کلاھما من کوہ فی الصواعق
واز ترک سوال او عن ابن ابی ملیکۃ
قال کان ربما سقط الخطام (مہار ۱۲)
من ید ابی بکر الصدیق قال فیضرب
بذراع ناقتہ فینیخھا فیاخذہ قال
فقالوا لہ افلا امرتنا نناولکہ
فقال ان حبیبی صلی اللہ علیہ وسلم
امرنی ان لا اسأل الناس شیئاً
رواہ احمد واز صدق نیت او عن ابی
قتادۃ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال
لابی بکر مررت بك وانت تقرأ وانت
تخفض من صوتك فقال انی اسمعت من
ناجیت الحدیث اخرجہ الترمذی۔
اینست آنچہ احوال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ
حافظہ بندۂ ضعیف درحالت راہنہ (موجودہ ۱۲) کفایت نمود

کہا کہ میرے کپڑے کا ایک پلّا لٹک جایا کرتا ہے۔ اب میں اس سے بچنے کا اہتمام رکھوں گا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم یقیناً ایسا ازراہِ فخر و نمود نہیں کرتے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ابوداؤد کی روایت میں یہ ہے کہ اللہ نے تجھ میں سے خُیلاء یعنی فخر و نمود کو نکال دیا ہے۔ اور صدیق رضی اللہ عنہ کا گریہ ثابت ہے قول عائشہ رضؓ سے کہ ابوبکرؓ ایک بہت رونے والے شخص تھے جب قرآن کی قرارت کیا کرتے تھے تو اپنی آنکھوں پر قابو نہ رکھتے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ایک طویل قصہ میں اور ابراہیم نخعیؒ نے کہا کہ ابوبکرؓ کا لقب اوّاہ پڑ گیا ان کی شفقت و رحم دلی کی بناء پر۔ اور خلقِ خدا کو ان سے نفع کے بارے میں الکتاب الاوّل میں لکھا ہے کہ ابوبکرؓ کی مثال بارش کی بوند کی مانند ہے جہاں گرے نفع پہنچاتے، دونوں روایتیں "صواعق" میں مذکور ہیں۔ اور آپؓ کا ترکِ سوال اس روایت سے۔ مروی ہے ابن ابی ملیکہ سے کہ بسا اوقات ابوبکر صدیقؓ کے ہاتھ سے اُونٹ کی مہار چھوٹ کر گر جاتی تو اپنی ناقہ کے ذراع پر ہاتھ مار کر اس کو بٹھاتے اور مہار کو اُٹھاتے۔ راوی نے ذکر کیا کہ لوگوں نے اُن سے کہا کہ آپؓ نے ہمیں کیوں نہ حکم دیا ہم اُٹھا کر آپ کو دیدیتے۔ تو فرمایا کہ میرے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں سے کسی چیز کا سوال نہ کروں، روایت کیا اس کو احمد نے۔ اور ان کے صدقِ نیت کا حال یہ ہے۔ مروی ہے قتادہؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ابوبکرؓ سے فرمایا کہ میرا گزر تمہاری طرف ہوا اور تم قرارت کر رہے تھے اور تم اپنی آواز پست رکھتے ہو۔ تو فرمایا کہ میں اس کی طرف کان لگائے رکھتا ہوں جس سے سرگوشی کرتا ہوں، آخر حدیث تک۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ جو کچھ احوال حضرت صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا اس بندۂ ضعیف کا حافظہ اس موجودہ حالت میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والقلیل نموذج الکثیر والغرفة تنبئ
عن البحر الکبیر اما تحمل وے رضی اللہ عنہ اعباء
نشرِ قرآنِ عظیم راپس بچند وجہ واقع شد یکے آنکہ
در وقتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم از جملہ کاتبانِ
وحی بود فی الاستیعاب وممن کتب الوحیَ
ابوبکرؓ وعمرؓ وعثمانؓ وعلیؓ دیگر آنکہ جمع کردہ
بود قرآن را یعنی حفظ کردہ بود تمام آں را امام
نوویؒ در تہذیب بآں تصریح کردہ وایں معنی را
شاہدیست قوی وآں آنست کہ آنحضرت صلی
اللہ علیہ وسلم امر کرد بامامتِ صدیق رضؓ حالانکہ در
شریعت مقرر شد لیؤمکم اقرأکم و
فی لفظٍ اکثرکم قرآنًا وشاہدے دیگر آنکہ
در واقعہ ہوش رُبا جانکاہ انتقال سرور عالم علیہ
الصلوٰۃ والسلام کہ اکثر صحابہؓ در محفوظاتِ خود
ذہول ورزیدہ بودند وَمَا مُحَمَّدٌ و اِنَّکَ
مَیِّتٌ تلاوت فرمود ومردم باجمعہم از وے
تلقی آں کردند ایں دلالت دارد بر قوتِ حافظہ
او وکذا علمہ بالانساب وتواریخ العرب
وروایۃ الحدیث دفن الانبیاء فی ذلک
الوقت الفظیع وشاہدے دیگر است کہ حضرت
صدیق رضؓ سور تہائے طویلہ در نمازے خواند
مثل سورۃ بقرہ وایں صریح دلالت میکند بر
حفظ جمیع کتاب واگر فرض کنیم کہ وے رضی
اللہ عنہ تمام قرآن یاد نداشتہ باشد

کفایت کرسکا ہے وہ یہ ہے اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلّو
خبر دیدیتی ہے بڑے دریا کی۔ اب سنیئے حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے
نشر قرآن عظیم کے بار کے تحمل کا حال تو یہ چند صورتوں سے واقع ہوا۔
ایک یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں آپ بھی وحی کے کاتبوں
میں سے تھے۔ استیعاب میں ہے اور جن لوگوں نے وحی کی کتابت کی
ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ تھے۔ دوسری یہ کہ انھوں نے قرآن
کو جمع کیا تھا یعنی تمام قرآن کو حفظ کیا تھا۔ امام نوویؒ نے تہذیب
میں اس کی تصریح کی ہے اور اس معنی کا ایک قوی شاہد ہے اور
وہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے امامتِ صدیق رضؓ کا حکم
دیا اور اس قاعدہ کو شریعت میں مقرر کیا گیا ہے لیؤمکم اقرأکم
یعنی تمھاری امامت وہ شخص کرے جو سب سے زیادہ قاری ہو
اور ایک روایت میں یوں ہے کہ تم میں بکثرت قرآن پڑھنے والا
ہو۔ اور ایک شاہد اور بھی ہے کہ حضرت سرور عالم صلے اللہ علیہ
وسلم کے واقعہ ہوش رُبا، جانکاہ (انتقال) کے وقت جب کہ اکثر صحابہؓ جو
کچھ ان کے حافظہ میں تھا وہ سب کھوئے ہوئے تھے آپؓ نے
وَمَا مُحَمَّدٌ اور اِنَّکَ مَیِّتٌ کی تلاوت فرمائی اور سب کے سب
لوگوں نے یہ آیات آپ سے لیں۔ع اور یہ واقعہ دلالت رکھتا
ہے آپ کی قوتِ حافظہ پر اور ایسا ہی ان کا علم انساب اور
تواریخ عرب کے متعلق اور روایتِ حدیث دفن انبیاءؑ کے متعلق
ایسے شدید وقت میں۔ اور ایک شاہد اور ہے کہ حضرت
صدیق رضؓ نماز میں طویل سورتیں پڑھا کرتے تھے مثل
سورۃ بقرہ کے اور یہ صریح دلالت کرتا ہے تمام کتاب
اللہ کے حفظ پر۔ اور اگر ہم فرض کرلیں کہ صدیق رضی اللہ عنہ
کو پورا قرآن حفظ نہیں تھا اس سے آپؓ کے اجتہاد

ع یعنی یہ آیات اذہان سے گویا محو ہو چکی تھیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلاوت کے بعد ہی سب کو یاد آئیں ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

در صحتِ اجتہادِ او قدح نمیکند زیراکہ حفظِ
قرآن عن ظہر القلب شرطِ اجتہاد نیست
سوم آنکہ اوّل کسیکہ سعی کرد در جمع قرآن بین
اللوحین صدیقِ اکبر رض بود کہ بالتماس فاروقِ
اعظم رض اہتمام ایں امرِ عظیم فرمود وثمرہ سعی او
ظاہر شد کہ بسببِ آں قرآن در مشرق ومغرب
شائع گشت چہارم آنکہ در بعض مواضع مشکلہ حل
اشکال فرمود وایں وجہ در خطب حضرت
صدیق رض مبیّن خواہد شد اما تحمّل وے رضی اللہ
عنہ نشر علم حدیث را بچندیں وجہ بودہ است
یکے آنکہ استمطار علم کردہ است از منبع العلم
قال لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم علّمنی
دعاءً أدعو بہ فی صلوٰتی قال قل اللّٰھم
انی ظلمت نفسی ظلماً کثیراً ولا یغفر الذنوب
الّا انت فاغفر لی مغفرۃً من عندك و
ارحمنی انك انت الغفور الرحیم اخرجہ
احمد وابو یعلےٰ وغیر ھما وعن ابی ھریرۃ
قال قال ابو بکر یا رسول اللہ مُرنی
بشیءٍ اقولہ اذا أصبحتُ واذا
أمسیتُ قال قل اللّٰھم عالم الغیب
والشھادۃ فاطر السمٰوٰت والارض
ربّ کل شیءٍ وملیکہ اشھد ان لا الٰہ
الّا انت اعوذ بك من شرّ نفسی

کی صحت میں کوئی نقص نہیں واقع ہوتا کیونکہ لوحِ قلب میں
قرآن حفظ کرنا اجتہاد کی شرط نہیں ہے۔ تیسری یہ کہ سب سے
پہلے قرآن کو دو لوح (یعنی دو گتّوں) کے درمیان جمع کرنے
کی جس نے کوشش کی وہ صدیقِ اکبر رض تھے جنھوں نے فاروقِ
اعظم رض کے التماس سے یہ عظیم کام کیا۔ اور آپ کی کوشش
کا نتیجہ ظاہر ہوگیا کہ اس کے سبب سے قرآن مشرق اور مغرب
میں شائع ہوگیا۔ چوتھی یہ کہ بعض مشکل مواقع میں آپ نے اشکال
حل فرمائے اور یہ بات حضرت صدیق رض کے خطبات میں خوب واضح
ہوجائے گی۔ اب لیجئے آپ کا اشاعت علم حدیث کے بار کا تحمّل تو
وہ چند صورتوں کے ساتھ ہوا ہے۔ ایک یہ کہ آپ نے فیضانِ علم
لینے کی کوشش براہِ راست منبع علم سے کی ہے۔ آپ رض نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے ایسے کلمات
دعاء سکھا دیجئے جن سے میں اپنی نماز میں دعاء کیا کروں۔ فرمایا
کہو اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ ظَلَمْتُ نَفْسِیْ الخ (ترجمہ: یا اللہ میں نے تو گناہوں
کا مرتکب ہوکر) اپنے نفس پر بہت ظلم کیا اور گناہوں کو آپ عہ
کے سوا کوئی نہیں بخشتا آپ اپنی طرف سے درگزر فرماتے ہوئے
میرے گناہ بخش دیں اور مجھ پر رحم فرمائیں بیشک آپ
ہی بہت مغفرت کرنے والے بڑی رحمت کرنے والے ہیں)،
اس کو احمد اور ابو یعلےٰ وغیرہما نے روایت کیا۔ مروی ہے ابو ہریرہ رض
سے، کہا کہ ابو بکر رض نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ص! مجھے ایسی چیز
بتادیجئے جس کو میں روزانہ جب صبح اور شام آیا کرے تو پڑھ
لیا کروں۔ فرمایا کہ کہو اَللّٰھُمَّ عَالِمَ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ الخ یا اللہ!
ہر غائب اور حاضر کا علم رکھنے والے، آسمانوں اور

عہ کس خوبی کے ساتھ عیسائیت کے اعتقادِ باطل سے بچایا گیا ہے کہ جو گناہ کرو پادری صاحب سے کہدو وہ معافی دیدیں گے تو گناہ سے پاک ہوگئے ۱۲
اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومن شر الشیطان و شرکہ قال قلہ اذا اصبحت واذا امسیت و اذا اخذت مضجعک اخرجہ الترمذی و عن ابی بکر الصدیق قال کنت عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فانزلت ھذہ الآیۃ مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا يُّجْزَ بِهٖ وَلَا يَجِدْ لَهٗ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيًّا وَّلَا نَصِيْرًا ۝ فقال النبی صلے اللہ علیہ وسلم یا ابا بکر الا اقرئک آیۃ انزلت علی قلت بلے یا رسول اللہ فاقرانیہا فلا اعلم الا انی وجدت انقصاما فی ظہری حتے تمطأت لہا فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اما انت یا ابا بکر و اصحابک المؤمنون فیجزون بذلک فی الدنیا حتے تلقوا اللہ ولیست لکم ذنوب و اما الآخرون فیجمع ذلک لہم حتے یجزوا یوم القیمۃ اخرجہ ابو یعلے عن حذیفۃ عن ابی بکر اما حضر ذلک حذیفۃ من النبی صلے اللہ علیہ وسلم و انما اخبرہ

زمین کے پیدا کرنے والے، ہر چیز کے پروردگار اور پوری ملکیت رکھنے والے! میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ سے پناہ چاہتا ہوں اپنے نفس کے شر سے اور شیطان کے شر سے اور اُس کے شرک سے (جس کی اس کو اجازت بخشی گئی ہے وَشَارِكْهُمْ فِي الْاَمْوَالِ وَالْاَوْلَادِ الخ فرما کر (۱۷: ۶۴) کہ تو اُن کے اموال اور اولاد میں اپنا ساجھا کر لینا) فرمایا کہ یہ پڑھ لیا کرو جب تم پر صبح آئے اور جب شام آئے اور جب تم اپنے آرام کی جگہ (یعنی بستر پر سونے کے لئے) پہنچ جاؤ۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابو بکر صدیق رضؓ سے کہا کہ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس موجود تھا کہ یہ آیت نازل ہوئی مَنْ يَّعْمَلْ سُوْٓءًا الخ (۴: ۱۲۳) جو شخص کوئی برا کام کرے گا وہ اُس کے عوض میں سزا دیا جائے گا اور اس شخص کو خدا کے سوا نہ کوئی یار ملے گا نہ مددگار ملے گا"۔ تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابو بکر رضؓ! کیا میں تم کو وہ آیت نہ پڑھاؤں جو مجھ پر نازل ہوئی ہے؟ میں نے کہا بیشک یا رسول اللہ صلعم! تو یہ آیت مجھے پڑھائی۔ تو میں نہیں جانتا بجز اس کے کہ میں نے اپنی کمر میں ہڈی پھوٹتی محسوس کی یہاں تک کہ اُس کی وجہ سے انگڑائی لی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا (گھبراؤ نہیں) اے ابو بکر رضؓ! تم اور تمہارے ساتھی مؤمنین کو اس کا بدلہ دنیا میں دیدیا جائے گا (جسمانی تکالیف اور مالی نقصانات وغیرہ پہنچا کر) یہاں تک کہ تم اللہ سے ایسی حالت میں ملوگے کہ تم پر گناہ نہیں ہوں گے۔ رہے دوسرے لوگ تو اُن کے یہ گناہ جمع ہوتے رہیں گے یہاں تک کہ ان کو قیامت کے دن اُن کا بدلہ دیا جائے گا۔ اس کو ابو یعلے نے روایت کیا۔ مروی ہے حذیفہ رضؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابو بکر رضؓ سے یا اس موقع پر خذیفہ رضؓ خود ہی نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال الشرک فیکم اخفیٰ من دبیب النمل قال قلت یارسول اللہ وھل الشرک الا ما عبد من دون اللہ قال ثکلتک امک یا صدیق الشرک فیکم اخفی من دبیب النمل الا اخبرک بقول یذھب صغیرہ وکبیرہ قال قلت بلیٰ یارسول اللہ قال تقول کل یوم ثلث مرات اللھم انی اعوذ بک من ان اشرک بک وانا اعلم واستغفرک لما لا اعلم والشرک ان تقول اعطانی اللہ وفلان والند ان یقول الانسان لولا فلان لقتلنی فلان اخرجہ ابو یعلی بسند غریب

دوم آنکہ نزدیک بصد و پنجاہ حدیث از مرویات او در دست محدثین باقیماندہ است وایں معنی نسبت صحبت دائمہ حضرت صدیق رض وکثرت حضور او در مشاہد خیر قلیل است بہ بسیارے لیکن دو سہ سبب از کثرت روایت باز داشت سببی کہ راجع بحال حضرت صدیق رض است وآں آنست کہ وی رضی اللہ عنہ بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم دو سال و چند ماہ در قید حیات بود و مشغول ماند بقتال مرتدین و مانعان زکوۃ باز بہ تجہیز جیوش برائے جہاد فارس وروم اگر ایں را شاہدے صریح میخواہی تأمل کن در حال جمع از فضلاء صحابہ رض کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

اور یا اُن کو ابو بکر رض نے خبر دی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شرک تم میں زیادہ پوشیدہ (آتا) ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ میں نے کہا کہ یارسول اللہ اور شرک یہی تو ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کی عباد کیجائے۔ فرمایا کہ تجھے تیری ماں روتے اے صدیق رض! شرک (اتنی ہی بات میں محدود نہیں وہ) تم میں زیادہ پوشیدہ آتا ہے چیونٹی کی رفتار سے۔ کیا میں تم کو ایسا کلام نہ بتادوں جو اس کے چھوٹے اور بڑے دونوں کو زائل کردے۔ میں نے کہا ضرور یارسول اللہ۔ فرمایا کہ ہر دن میں تین مرتبہ یہ کہا کرو اللھم انی اعوذ بک الخ یعنی اے اللہ میں آپ سے پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں آپ کے ساتھ شرک کروں اور میں (اُس کے شرک ہونے کو) جانتا بھی ہوں اور آپ سے مغفرت چاہتا ہوں اُس سے جو (میں کر گزرا اور) میں نہیں جانتا تھا۔ اور "شرک" یہ ہے کہ تو یوں کہے کہ (فلاں شے) مجھے اللہ نے اور فلاں شخص نے عطا کی اور "ند" یہ ہے کہ انسان یوں کہے کہ اگر فلاں شخص نہ ہوتا تو فلاں شخص مجھے قتل کر دیتا، اس کو ابو یعلیٰ نے بسند غریب روایت کیا۔ دوسری یہ کہ ڈیڑھ سو احادیث کے قریب انکی مرویات محدثین کے ہاتھوں میں باقی رہ گئی ہیں اور یہ مقدار حضرت صدیق رض کی دائمی صحبت اور خیر کے مواقع پر ان کے بکثرت حاضر ہونے کے لحاظ سے بہت ہی قلیل ہے۔ لیکن دو تین سبب نے اُن کو کثرتِ روایت سے باز رکھا۔ ایک سبب تو ایسا ہے جو راجع ہے حضرت صدیق رض کے حال کی طرف اور وہ یہ ہے کہ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دو سال اور چند مہینے بقید حیات رہے اور مشغول رہے مرتدین اور مانعین زکوٰۃ کے ساتھ جنگ کرنے میں اور جہاد فارس و روم کے لئے لشکروں کی تیاری میں۔ اگر تم اس کا کوئی شاہد صریح چاہتے ہو تو تأمل کرو فضلاء صحابہ رض کی ایک جماعت کے حال میں کہ جن کی تعظیم شان آنحضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تنویہ شانِ ایشاں با علمیت فرمودہ چوں مدتِ دراز باقی نماندند از ایشاں روایتِ حدیث چندانے در دستِ محدثین نماند مثل معاذ بن جبلؓ دیگر سببے حاصل درسامعانِ حدیث از وے وآں آنست کہ حاضرانِ مجلسِ حضرت صدیقؓ غالباً صحابہؓ بودند و محتاج نشدند در بسیارے از احادیث بتوسیط وے بلکہ اکثر آں احادیث از زبانِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم شنیدہ بودند و ہنوز مُخضرمین وارد نشدہ بودند الا قلیلے مثل قیس بن ابی حازم سوم سببے در تقلیلِ روایت وآں قلت وقائع است وآنچہ بسبب وقائع بیان کردہ است اکثر در خُطب اما مرفوعاً واما موقوفاً مع ہذا احادیث وے چند طبقہ است بعض صحیح مثل حدیثِ مقادیرِ زکوٰۃ کہ بخاری آں را نقل کرد واو اصح احادیث زکوٰۃ است ومعمول بہ ومعتمد علیہ وُحدیث ہجرت وآں را حدیث الرحل گویند وُحدیث نحن معاشر الانبیاء لا نرث ولا نورث اخرج احمد عن عبد الرزاق قال اھل مکۃ یقولون اخذ ابنُ جریج الصلوٰۃ من عطاءٍ واخذھا عطاءٌ من ابن الزبیر واخذھا ابن الزبیر من ابی بکر واخذھا ابو بکر من النبی صلے اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم نے اعلمیّت کے ساتھ فرمائی (کہ ان کو "بڑا عالم" فرمایا) جب وہ مدّت دراز تک باقی نہ رہے تو اُن سے جو حدیث روایت ہوئیں وہ بھی محدّثین کے ہاتھوں میں اتنی باقی نہ رہیں (کہ معتد بہ کہا جا سکے) جیسے معاذ بن جبلؓ (ان کا انتقال ۱۸ھ میں ہوا) دُوسرا سبب ایسا ہے جو اُن سے حدیث سُننے والوں کی جانب سے آتا ہے اور وہ ہے کہ حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر صحابہؓ ہوتے تھے اور وہ بہت سی احادیث میں آپ کے واسطۂ روایت کے محتاج نہ تھے بلکہ ان میں سے اکثر احادیث کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان سے خود سُنے ہوئے تھے اور ابھی تک مُخضرمینؔ وارد نہیں ہوتے تھے مگر بہت کم مثل قیس بن ابی حازم کے۔ تیسرا ایک خاص سبب ہے قلّت روایت کا اور وہ ہے وقائع کی قلت اور جو کچھ آپ نے وقائع کے سبب سے بیان کیا ہے وہ اکثر خطبات میں مذکور ہے بطریق مرفوع یا بطریق موقوف۔ اس کے باوجود ان کی احادیث کئی طبقہ کی ہیں بعض صحیح ہیں جیسی مقادیر زکوٰۃ کی حدیث کہ بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور وہ احادیث زکوٰۃ میں سب سے زیادہ صحیح ہے اور معمول بہ اور معتمد علیہ اور ہجرت کی حدیث جس کو حدیث الرحل کہتے ہیں اور حدیث نحن معاشر الانبیاء الخ یعنی ہم انبیاء کے گروہ (کا یہ حکم ہے) کہ ہم کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کوئی ہمارا وارث ہوتا ہے۔" احمدؒ نے روایت کی عبد الرزاقؒ سے انھوں نے کہا کہ اہل مکہ کہتے ہیں کہ ابن جُریجؒ نے نماز سیکھی ہے عطاءؒ سے اور عطاءؒ نے اس کو لیا ابن الزبیرؓ سے اور ابن الزبیرؓ نے اس کو لیا ہے ابو بکرؓ سے اور ابو بکرؓ نے اس کو لیا ہے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے

عہ محدثین کی اصطلاح میں مخضرمین ان لوگوں کو کہا جاتا ہے جنھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا زمانہ پایا مگر آپ سے ملاقات نہیں کر سکے۔ ایسے راوی جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی حدیث روایت کرتے ہیں تو وہ کسی صحابی کے واسطہ سے ہوتی ہے اور شعراء میں وہ شاعر مخضرمی کہے جاتے ہیں جنھوں نے جاہلیت کا زمانہ بھی پایا اور اسلام کا بھی ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ما رأیتُ احداً احسنَ صلوٰۃً من ابن جریج
آنچہ الحال در کتبِ سُنن در صفتِ صلوٰۃ بطریقِ اہلِ
مکہ مذکور میشود ماخوذ ازیں جہت است و بعض حَسَن
مثل حدیث سَلُوا اللہَ العافیۃ و حدیث لا
یدخل الجنۃ سیّئُ الملکۃ و حدیث مَا اَصرَّ
من استغفر و حدیث صلوٰۃِ الاستغفار۔
و نوع سوم احادیثے کہ مشہور است بین الناس
بروایتِ اصحابِ دیگر و غریب است بروایتِ حضرت
صدیق رضؓ و اکثر آں احادیث مردمان را بروایتِ
آں حدیث جری ساختہ است و حامل روایتِ آں
گشتہ مثل حدیث اثباتِ قدر بروایتِ عبدالرحمٰن
ابن ابی بکر عن ابیہ و حدیث الذہبُ بالذہب آہ
بروایتِ ابی رافع و حدیث مَنْ کَذَبَ علیّ
مُتعمّداً و حدیث اتَّقُوا النّار و لو بشقّ تمرۃٍ
و حدیث ما بین منبری و بیتی روضۃٌ من ریاض
الجنّۃ و حدیث شفاعتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ
وسلّم و حدیث خروج بعضِ اہلِ النّار من النّار
بشفاعۃ الشّہداء و غیرہم و حدیث مغفرۃ مَن
کان یُسامحُ فی البیع و حدیث مَنْ اَوْصٰی
باحراقِ نفسہٖ خوفاً من اللہ تعالےٰ و حدیث
ان المیّت یُعذّب ببکاء الحیّ علیہ
و حدیث یدخل الجنّۃ سبعونَ الفاً بلا حساب
و حدیث رجم ماعزِ اسلمی و حدیث السّواکُ
مُطہّرۃٌ للفم و حدیث الائمۃ من قریش
و شیٔ کثیر من ہٰذا الجنس روٰی ہٰذہ

میں نے کسی کو ابنِ جُریج سے زیادہ اچھی نماز پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا۔
اب جو کچھ کُتبِ سُنن میں صفتِ صلوٰۃ بطریقِ اہلِ مکہ ذکر کی جاتی
ہے وہ سب اسی جہت سے ماخوذ ہے۔ اور بعض حَسَن ہیں
جیسے حدیث سَلُوا اللہَ العافیۃ (اللہ سے عافیت مانگو) اور حدیث
لا یدخل الخ یعنی بُرے ملکات کا شخص جنّت میں نہ داخل ہو گا۔ اور
حدیث ما اصر من استغفر اور صلوٰۃ الاستغفار کی حدیث اور تیسری
قسم وہ احادیث ہیں جو لوگوں میں مشہور ہیں دوسرے اصحاب رضؓ
کی روایت سے اور غریب ہیں صدیقِ اکبر رضؓ کی روایت سے اور ایسے
لوگوں کی اکثر احادیث کو اُن احادیث کی روایت کے ساتھ چالو
کر دیا اور وہ اس روایت کے حامل ہو گئے جیسے اثباتِ قدر کی
حدیث بروایتِ عبدالرحمٰن بن ابی بکر رضؓ جو اپنے باپ ابو بکر رضؓ سے روایت
کرتے ہیں اور حدیث الذہب بالذہب الخ ابو رافع رضؓ کی روایت
سے اور حدیث مَن کذب علیّ متعمّداً اور حدیث اتّقوا
النّار الخ یعنی آگ سے بچاؤ کرو اگرچہ ایک کھجور کے ٹکڑے سے ہو۔
اور حدیث ما بین منبری الخ یعنی میرے منبر اور میرے گھر کے
درمیان ایک باغیچہ ہے جنّت کے باغیچوں میں سے۔ اور آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کی حدیث اور وہ حدیث جس میں
بعض اہلِ نار کا شہداء وغیرہم کی شفاعت سے نکالے جانے کا ذکر
ہے اور اس شخص کی مغفرت والی حدیث جو بیع میں بے احتیاطی کرتا تھا
اور وہ حدیث جس میں ایک شخص کی وصیّت کا ذکر ہے جو اُس نے
اللہ کے خوف سے اپنے جسم کو پھونک دینے کے لئے کی تھی۔ اور یہ
حدیث کہ مُردہ کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر زندہ کے گریہ و بکا سے
اور یہ حدیث کہ جنت میں ستّر ہزار آدمی بغیر حساب کے داخل
ہوں گے اور ماعز اسلمی کو سنگسار کئے جانے کی حدیث اور یہ حدیث
کہ مسواک مُنہ کو پاکیزہ کرنے والی ہے۔ اور الائمۃ من قریش

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الاحادیث کلہا احمد و ابو یعلی فی مسندیہما
و اخرج الدارمی عن قیس بن ابی حازم عن ابی بکر
حدیث کفر باللہ انتفاء من النسب چوں ایں ہمہ
مباحث گفتہ شد الحال باید دانست کہ بعد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ہر معضلے کہ پیش
آمد صدیق اکبرؓ آں را حل کرد و مسلمین را از حیرت
و تردد خلاص ساخت ایں معنے مکرر واقع شد
تا آنکہ تقدم وے رضی اللہ عنہ در علم و تربیت او
رعیت خود را بر منہاج تربیت انبیاء روشن
گشت و شبہ نماند۔ از انجملہ آنست کہ چوں
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم از عالم دنیا برفیق
اعلیٰ انتقال فرمود تشویشہائے بیشمار بخاطر مردم
راہ یافت ظن بعضے آنکہ ایں موت نیست
حالتے است کہ عندالوحی پیش می آید و گمان بعضے
آنکہ موت منافی مرتبہ نبوت است وطائفہ کہ
نفاق پیشہ بودند عزم برہم زدن دین دریں فترت
مصمم ساختند صدیق اکبرؓ اول حال نزدیک
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رفت و چادر از روئے
مبارک برداشت و بوسہ بر پیشانی مبارک
داد و تحقیق موت بیقین دانست و بکلمات
جان فرسا وانبیاہ واخلیلاہ واصفیاہ
متکلم شد انگاہ بمسجد در آمد و خطبہ بلیغہ
برخواند عن ابن عمر قال لما قبض رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کان ابوبکر فی ناحیۃ المدینۃ
فجاء فدخل علی رسول اللہ صلی اللہ

والی حدیث۔ اور اس جنس کی بہت سی چیزیں ہیں۔ ان سب احادیث کو احمد اور ابو یعلیٰ نے اپنی اپنی مسند میں روایت کیا ہے۔ اور دارمی نے روایت کیا ہے قیس بن ابی حازم سے وہ ابو بکرؓ سے یہ حدیث کہ نسب کی نفی کرنا اللہ کے ساتھ کفر کرنا ہے۔ جب یہ مباحث بیان ہو چکے تو اب جاننا چاہیئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد جو مشکل بھی پیش آئی صدیقِ اکبرؓ نے اس کو حل کر کے مسلمانوں کو حیرت اور تردد سے رہا کیا۔ ایسی باتیں بار بار واقع ہوئی ہیں یہاں تک کہ صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کا علم میں اور اپنی رعیت کی تربیت میں تربیتِ انبیاءؑ کے طریق پر سب سے آگے ہونا روشن ہو گیا اور اس میں کوئی شبہ باقی نہ رہا۔

ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عالمِ دنیا سے رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال فرمایا تو لوگوں کے لئے بیشمار تشویشیں پیدا ہو گئی تھیں، بعض کا گمان یہ تھا کہ یہ موت نہیں ہے بلکہ یہ اس قسم کی حالت ہے جو وحی کے وقت پیش آتی ہے اور بعض کا گمان یہ تھا کہ موت مرتبہ نبوت کے منافی ہے اور جو ایک گروہ کے لوگ نفاق پیشہ تھے انھوں نے اس خالی وقت میں دین کو درہم برہم کر دینے کا پکا ارادہ کر لیا۔ صدیقِ اکبرؓ اول حال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نزدیک گئے اور آپؐ کے چہرہ مبارک سے انھوں نے چادر اٹھائی اور پیشانئ مبارک پر بوسہ دیا اور موت کا واقع ہونا یقین کے ساتھ سمجھ لیا اور کلماتِ جاں فرسا وانبیاہ (ہائے نبیؐ) واخلیلاہ (ہائے محبوبؐ) واصفیاہ (ہائے مخلص حقیقی) سے متکلم ہوئے۔ پھر آپؓ مسجد میں آئے اور ایک بلیغ خطبہ آپ نے پڑھا۔ مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو ابو بکرؓ مدینہ کے ایک گوشہ میں تھے۔ پھر آئے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچے اور آپؐ چادر اوڑھے ہوئے تھے تو انھوں نے اپنا منہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشانئ مبارک پر رکھ دیا اور اس کو چومتے اور روتے رہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عليه وسلم وهو مُسَجًّى (پوشیدہ) فوضع فاه على جبين
رسول الله صلى الله عليه وسلم فجعل يقبّله
ويبكي ويقول بأبي انت وأمي طِبتَ حيًّا
وطبتَ ميتًا فلما خرج مرّ بعمر بن الخطاب
وهو يقول ما مات رسول الله صلى الله
عليه وسلم ولا يموت حتّى يقتل الله
المنافقين وحتى يُخزي الله المنافقين
قال وكانوا استبشروا بموت رسول الله
صلى الله عليه وسلم فرفعوا رءوسهم
فقال ايها الرجل اربع على نفسك فان
رسول الله صلى الله عليه وسلم قد مات
الم تسمع الله يقول اِنّكَ مَيّتٌ وَّاِنّهم ميّتون
وَمَا جَعَلنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبلِكَ الخُلدَ اَفَاِن
مِّتَّ فَهُمُ الخٰلِدُونَ ۝ قال ثم اتى
المنبر فصعده فحمد الله واثنى عليه
ثم قال ايها الناس ان كان محمدا
الهكم الذي تعبدون فان الهكم قد مات
وان كان الهكم الذي في السماء فان الهكم
لم يمت ثم تلا وَمَا مُحَمّدٌ اِلّا رَسُولٌ قَد خَلَت
مِن قَبلِهِ الرُّسُلُ اَفَاِن مَّاتَ اَو قُتِلَ انقَلَبتُم
عَلٰى اَعقَابِكُم حتى ختم الآية ثم نزل وقد
استبشر المسلمون بذلك واشتد فرحهم واخذت
المنافقين الكآبة قال عبد الله بن
عمر فوالذي نفسي بيده لكانما كانت
على وجوهنا اغطية فكشفت اخرجه

اور کہتے رہے میرے ماں باپ آپ پر قربان آپ پاکیزہ رہے حیات
کی حالت میں اور پاکیزہ ہیں موت کی حالت ہیں۔ پھر جب
نکلے تو عمر بن الخطابؓ پر گزرے اور وہ یہ کہہ رہے تھے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نہیں مرے اور نہ ہی مریں گے یہاں تک اللہ تعالےٰ
منافقین کو قتل کردے اور یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ منافقین کو رسوا
کردے۔ بیان کیا کہ منافقین رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی موت
کی ایک دوسرے کو خوش خبری دے رہے تھے اور انھوں نے اپنا
سر اُبھارا تھا۔ تو آپ نے (عمرؓ سے) کہا کہ اے شخص اپنے ساتھ نرمی
کر کیونکہ رسول اللہؐ وفات پا چکے کیا تم نے نہیں سُنا کہ اللہ تعالےٰ نے
فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ۝ (۳۹: ۳۰) یقیناً آپ کو
بھی مرنا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے۔ وَمَا جَعَلْنَا الخ (۲۱: ۳۴) اور ہم نے
آپ سے پہلے بھی کسی بشر کے لئے ہمیشہ رہنا تجویز نہیں کیا پھر اگر آپ
کا انتقال ہو جائے تو کیا یہ لوگ (دنیا میں) ہمیشہ کو رہیں گے"۔
ابن عمرؓ نے کہا کہ پھر آپ منبر پر پہنچے اس پر چڑھ کر اللہ کی حمد وثنا پڑھی
پھر فرمایا اے لوگو! اگر محمدؐ تمہارے معبود تھے جس کی تم عبادت کرتے ہو
تو یقیناً تمہارا معبود مر چکا ہے اور اگر تمہارا معبود وہ ہے جو آسمان میں
ہے تو تمہارا معبود نہیں مرا۔ پھر (اس آیت کی) تلاوت کی وَمَا مُحَمَّدٌ
اِلَّا رَسُوْلٌ الخ (۳: ۱۴۴) اور محمدؐ صرف رسول ہی تو ہیں آپ سے
پہلے اور بھی بہت سے رسول گزر چکے ہیں سو اگر آپ کا انتقال
ہو جائے یا آپ شہید ہی ہو جائیں تو کیا تم لوگ اُلٹے پھر جاؤ گے"۔
آیت کے ختم تک۔ پھر اُتر آئے (اب یہ حال ہو گیا) کہ مسلمان اس
تقریر سے خوش ہو گئے اور ان کو بہت فرحت ہوئی اور منافقین
کو رنج وغم نے پکڑ لیا۔ عبد اللہ بن عمرؓ نے فرمایا قسم ہے اُس ذات
کی کہ میرا نفس جسکے ہاتھ میں ہے۔ یقیناً ایسا معلوم ہوتا تھا کہ ہمارے
چہروں پر پردے پڑے ہوتے تھے جو اُلٹ دیئے گئے۔ اس کو ابن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن ابی شیبۃ واخرج جماعۃ نحواً من ذالك
بروایۃ عایشۃ وغیرھا واز انجملہ آنکہ در محل
دفن وکیفیت صلوٰۃ جنازہ اختلاف افتاد
حضرت صدیق رض آں اختلاف را بر انداخت
فی مسند ابی یعلیٰ فلما فرغ من جهاز رسول الله
صلی الله علیه وسلم یوم الثلثاء وُضِعَ
علیٰ سریرہ وقد کان المسلمون اختلفوا
فی دفنه فقال قائل ندفنه فی مسجده
وقال قائل بل یُدفن مع اصحابه فقال
ابو بکر انی سمعت رسول الله صلی الله
علیه وسلم یقول ما قُبض نبی الا دُفن
حیث قُبض فرفع فراش رسول الله صلی
الله علیه وسلم الذی توفی فیه فحفر له تحته
ثم دعا الناس علی رسول الله صلی الله علیه
وسلم یصلون علیه ارسالاً الرجال حتی
اذا فرغ منهم ادخل النساء حتی اذا فرغ
من النساء ادخل الصبیان ولم یؤم الناس
علی رسول الله صلی الله علیه وسلم احد
فدفن رسول الله صلی الله علیه وسلم من اوسط
اللیل لیلة الاربعاء بعد ازاں دراں حالت
ہوش ربا اعظم اختلافے کہ پیش آمد اجتماع
انصار بود در سقیفہ بنی ساعدہ بقصد بیعت
سعد بن عبادہ وایں ہماں اختلاف است کہ اگر
تدبیر حضرت صدیق رض و فاروق رض مباشر دفع

ابن ابی شیبہ نے روایت کیا اور ایک جماعت نے اسی طرح عائشہ رض
وغیرہا سے روایت کی ہے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ مقام
دفن اور کیفیت نماز جنازہ میں اختلاف واقع ہوا۔ حضرت صدیق رض
نے اس اختلاف کو ختم کر ڈالا۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے کہ جب فراغت
ہوگئی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کفن پہنانے سے منگل کے دن
تو آپؐ کو تخت پر رکھا گیا اور مسلمانوں میں آپؐ کے دفن کے بارے
میں اختلاف ہوگیا تھا۔ کوئی کہنے والا تو یہ کہہ رہا تھا کہ آپؐ کو
آپؐ کی مسجد میں دفن کرو۔ اور کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا تھا کہ نہیں آپکو
آپکے اصحاب رض کے ساتھ دفن کرو تو ابو بکر رض نے کہا کہ میں نے رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے فرماتے تھے کہ ہر نبی کی روح جس جگہ
قبض کی گئی ہے اس کو اسی جگہ دفن کیا گیا ہے جہاں روح قبض
کی گئی تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ فرش اٹھایا گیا جس پر آپؐ
کی وفات ہوئی تھی اور اس کے نیچے آپؐ کے لئے قبر کھودی گئی۔ پھر
ابو بکر رض نے لوگوں کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بلایا کہ آپؐ
پر نماز پڑھتے رہیں فرقہ فرقہ ہوکر (پہلے) مردوں کو اور جب ان سے فراغت
ہوگئی تو عورتوں کو داخل کیا اور جب عورتوں سے فراغت
ہوگئی تو لڑکوں کو داخل کیا گیا اور کسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر لوگوں کی امامت نہیں کی۔ پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
دفن کئے گئے رات کے درمیانی حصہ میں بدھ کی شب میں۔" اس کے
بعد (حضرت صدیق رض کا اہم کارنامہ سنئیے کہ) اسی حالت ہوش ربا
میں سب سے پہلے جو اختلاف کہ پیش آیا وہ انصار کا اجتماع تھا سقیفہ
بنی ساعدہ میں سعد بن عبادہ رض سے بیعت کرنے کے ارادہ سے۔ اور
یہ ایسا اہم اختلاف تھا کہ اگر (بروقت) حضرت صدیق رض و فاروق رض
اس کو مٹانے کی کوشش میں نہ لگ جاتے تو تلوار چلنے کی نوبت

ع ۵ "بعد ازاں" کو دفن سے فراغت کے ساتھ مربوط نہ سمجھا جائے کیونکہ استخلاف کا واقعہ تدفین سے پہلے ہی پیش آگیا تھا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آں نمیشد تَلِّ سیف بیان می آمد و دین از
ہم می پاشید حضرت صدیق رض و فاروق رض در سقیفہ
حاضر شدند و بسیفِ بیان قطعِ آں اختلاف نمودند
و رواۃِ علم در نقل ایں بیانِ قاطع مختلف اند
ہر یکے چیزے حفظ کرد و چیزے ترک
نمود دریں محل روایتے چند بزنگاریم
تا قصہ منقح گردد اما روایتِ فاروق
اعظم رض کہ در جواب اِنَّ بیعۃ
ابی بکر کانت فلتۃً (ناگاہ و بے تامل ۱۲) فتمت
در خطبۂ بلیغہ بیان کردہ است آنست کہ
انصار گفتند یا معشر قریش مِنّا امیرٌ و منکم
امیرٌ فقام الحُبَاب بن المنذر فقال انا
جُذَیلُها المُحَکَّکُ وعُذَیقُها المُرَجَّب
ان شئتم واللّٰہ رددنا ھا جذعۃ (جوان ۱۲)
فقال ابوبکر علٰی رِسلکم فذھبتُ
لا تکلم قال انصت (توقف کنید ۱۲) یا عمر فحمد
اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال یا معشر
الانصار انا واللہ ما ننکر
فضلکم ولا بلاءکم فی الاسلام
ولا حقکم الواجب (عظیم ۱۲) علینا ولکنکم
قد عرفتم ان ھذا الحی من قریش
بمنزلۃ من العرب لیس بھا غیرھم و
ان العرب لن تجتمع الا علٰی
رجلٍ منھم فنحن الامراء وانتم
الوزراء فاتقوا اللہ ولا تصدعوا (تفرقوا ۱۲)

آجاتی اور دین کے پرخچے اُڑ جاتے۔ حضرت صدیق رض اور فاروق رض سقیفہ
میں (فوراً) پہنچ گئے اور سیفِ بیان سے انھوں نے اس
اختلاف کو قطع کر دیا۔ رُواۃِ علم میں اس بیان کو نقل کرنے میں
اختلاف ہے۔ ہر ایک نے ایک بات محفوظ کی اور ایک بات ترک
کر دی اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں تاکہ قصہ
منقح ہو جائے۔ اب لیجئے حضرت فاروق رض کی روایت کو جو آپ نے
جواب میں اِنَّ بیعۃ ابی بکر کانت فلتۃً فتمت کے فرمائی تھی
(یعنی ابوبکر رض کی بیعت اچانک شروع ہوئی اور پوری ہو گئی)
آپ نے خطبۂ بلیغہ میں یہ بیان کیا کہ انصار نے کہا کہ اے گروہِ قریش
ایک امیر ہم میں سے ہو اور ایک امیر تم میں سے۔ تو کھڑا ہوا حباب
ابن المنذر اور اس نے کہا کہ میں اس امر کا وہ لکڑ ہوں جس سے
کھجلی دفع کی جاتی ہے (اونٹ جس سے کھجا کر اپنی کھجلی دفع کرتے ہیں)
اور کھجور کا وہ درخت ہوں جس کو میوے کے بوجھ سے ٹیک لگائے
ہیں تاکہ وہ گرے نہیں (مطلب یہ کہ میں بڑا صائب الرائے ہوں
فائدہ اٹھاؤ میری رائے سے) اگر تم چاہو واللہ ہم اس (خلافت)
کو ایک جوان کی طرف لوٹائیں گے۔ تو ابوبکر رض نے فرمایا ٹھہر جاؤ۔
پھر میں گیا کہ (اس مسئلہ پر) کلام کروں تو کہا کہ اے عمر رض! خاموش
رہو۔ پھر ابوبکر رض نے اللہ کی حمد و ثنا کی اس کے بعد کہا اے گروہ
انصار! ہم لوگ خدا کی قسم تمہاری فضیلت کا انکار نہیں کرتے
اور نہ اُن تکلیفات کا جو کہ اسلام میں تم پر پہنچیں اور نہ تمہارے
اُس حق کا جو ہم پر واجب ہے، لیکن تم خوب جانتے ہو کہ یہ
قبیلہ یعنی قریش تمام عرب میں وہ مقام رکھتا ہے جو دوسروں کو
حاصل نہیں ہے اور یہ یقینی بات ہے کہ عرب ہرگز جمع نہیں
ہوں گے مگر ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو تو ہم امراء ہوں گے
اور تم وزراء رہو گے تو اللہ سے ڈرو اور اسلام میں تفرقہ نہ ڈالو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الاسلام ولا تکونوا اول من احدث
فی الاسلام الا وقد رضیت لکم
احد ھذین الرجلین لی و
لابی عبیدۃ بن الجراح فایھما
بایعتم فھو لکم ثقۃ قال
فواللہ ما بقی شئ کنت
احب ان اقولہ الا وقد قالہ
یومئذ غیر ھذہ الکلمۃ فو
اللہ لان اقتل ثم احیی ثم اقتل
ثم احیی فی غیر معصیۃ احب الی
من ان اکون امیرا علی قوم
فیھم ابوبکر قال ثم قلت یامعشر
الانصار یا معشر المسلمین ان
اولی الناس بامر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم من بعدہ ثانی
اثنین اذ ھما فی الغار ابوبکر
السباق المبین ثم اخذت بیدہ
وبادرنی رجل من الانصار فضرب
علی یدہ قبل ان اضرب علی یدہ ثم
ضربت علی یدہ وتبایع الناس ومیل
علی سعد بن عبادۃ فقال الناس قتل
سعد فقلت اقتلوہ قتلہ اللہ
ثم انصرفنا وقد جمع اللہ امر
المسلمین بابی بکر فکانت لعمر
اللہ کما قلتم اعطی اللہ خیرھا

یعنی فلتۃ ۱۲

اور تم وہ پہلے شخص نہ بنو جو اسلام میں (تفرقہ) کی ابتداء کرنیوالا ہو۔
سُن لو کہ میں تم پر خلیفہ بنانے کے لئے ان دو آدمیوں میں سے ایک
کو پسند کرتا ہوں۔ میرے متعلق کہا اور ابو عبیدہ بن الجراح رض
کے متعلق، تو ان دونوں میں سے جس سے تم بیعت کرلو وہ
تمہارے لئے ثقہ ثابت ہوگا۔ عمر رض کہتے ہیں کہ واللہ کوئی بات
باقی نہ رہی جس کو میں کہنا چاہتا تھا مگر ابوبکر رض نے اُس دن وہ
سب کہدیں۔ بجز اس بات کے (یعنی میرا نام پیش کرنے کے)
کیونکہ خدا کی قسم اگر میں قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں پھر
قتل کیا جاؤں، پھر زندہ کیا جاؤں۔ بغیر اس کے کہ میں نے
کوئی گناہ کیا ہو یہ مجھے پسند ہے بہ نسبت اس کے کہ میں ایسی
قوم پر امیر بنوں جن میں ابوبکر رض موجود ہو۔ عمر رض نے کہا اے گروہ
انصار! اے تمام مسلمانو! رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جانشینی
کے امر میں ان کے بعد سب سے اَولیٰ ثانی اثنین اِذ ھما فی الغار
ابوبکر رض ہیں جو سب سے پہلے کھل کر اعلان کے ساتھ اسلام لانیوالے
ہیں۔ پھر میں نے (بیعت کے لئے) اُن کا ہاتھ پکڑا اور مجھ پر سبقت
لے گیا ایک شخص انصار میں سے کہ اُس نے اپنا ہاتھ ابوبکر رض کے ہاتھ
پر مارا قبل اسکے کہ میں اپنا ہاتھ اُن کے ہاتھ پر ماروں۔ پھر میں نے
اپنا ہاتھ ان کے ہاتھ پر مارا اور لوگوں نے بیعت کرلی اور لوگوں کا
جھکاؤ سعد بن عبادہ رض کی طرف ہوا (یعنی ان کے بارے میں رائے زنی
کرنے لگے) تو لوگوں نے کہا کہ مارا گیا سعد بن عبادہ رض۔ میں نے کہا
کہ مارو اُس کو خدا اُسے قتل کرے (یعنی چھوڑو اُس کے ذکر کو)
پھر ہم واپس آگئے اور اللہ تعالےٰ نے امر مسلمین کو جمع کردیا
ابوبکر رض پر، تو وہ بات اسی طرح واقع ہوئی جیسا تم نے کہا کہ
بیعتِ ابوبکر رض اچانک ہوئی) اللہ تعالےٰ نے (بیعت کی) خیر کو
عطا فرمایا اور اُس کے شر سے بچا لیا۔ تو جو اس قسم کی باتیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ووقی شرّہا فمن دعا الی مثلہا لا بیعۃ
لہ ولا لمن بایعہ اخرجہ البخاری وابن
ابی شیبۃ وھٰذا لفظ ابن ابی شیبۃ
واما روایۃ عبد اللہ بن مسعود قال لما
قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر قال
فاتاھم عمر فقال یا معشر الانصار
الستم تعلمون ان رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم امر ابا بکر ان یصلی بالناس
قالوا بلی قال فایکم تطیب نفسہ ان
یتقدم ابا بکر قالوا نعوذ باللہ ان نتقدم
ابا بکر اخرجہ ابن ابی شیبۃ
اما روایۃ عبد اللہ بن عون
عن محمد بن سیرین عن رجل
من بنی زریق قال لما کان ذلک
الیوم خرج ابو بکر وعمر حتی اتیا
الانصار فقال ابو بکر یا معشر الانصار
انا لا ننکر حقکم ولا ینکر حقکم مؤمن
وانا واللہ ما اصبنا خیرا الا ما شارکتمونا
فیہ ولکن لا ترضی العرب ولا تقر الا
علی رجل من قریش لانہم افصح
الناس السنۃ واحسن الناس وجوھا
واوسط العرب دارا واکثر الناس
شجنۃ فی العرب فہلموا الی عمر فبایعوہ
قال فقالوا لا فقال عمر لم فقالوا

کی طرف لوگوں کو بلائے (کہ یہ بے سوچے سمجھے اتفاقیہ بات تھی) اُس کی کوئی بیعت نہیں اور نہ اس پر کوئی ذمہ داری جس سے ایسا شخص بیعت ہو، اس کو روایت کیا بخاری نے اور ابن ابی شیبہ نے اور یہ الفاظ ابن ابی شیبہ کے ہیں۔ اب لیجئے روایت عبداللہ بن مسعودؓ کی کہا کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے تو انصار نے کہا کہ ایک امیر ہم میں سے ہوگا اور ایک امیر تم میں سے۔ کہا کہ پھر ان کے پاس عمرؓ پہنچے اور انھوں نے کہا کہ اے گروہ انصار! کیا تم نہیں جانتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکرؓ کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو نماز پڑھائیں۔ سب نے کہا کہ بیشک۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم میں کون ایسا ہے کہ اُس کا نفس اس سے خوش ہو کہ ابو بکرؓ کے آگے ہو جائے؟ تو لوگوں نے کہا نعوذ باللہ کہ ہم ابو بکرؓ کے آگے ہوں، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اب لیجئے روایت عبداللہ بن عون کی وہ روایت کرتے ہیں محمد بن سیرینؒ سے وہ روایت کرتے ہیں بنی زریق کے ایک شخص سے اس نے کہا کہ جب یہ دن آیا تو نکلے ابو بکرؓ و عمرؓ یہاں تک کہ انصار کے پاس پہنچے۔ پھر ابو بکرؓ نے کہا کہ اے گروہ انصار! ہم تمہارے حق کا انکار نہیں کرتے اور کوئی مومن تمہارے حق کا انکار نہیں کرے گا اور ہم واللہ خیر کو نہیں پہنچے مگر جب تمہارے ساتھ اسلام میں شریک ہوئے لیکن عرب راضی نہ ہوگا اور وہ نہیں جمیں گے مگر صرف ایسے شخص پر جو قریش میں سے ہو کیونکہ وہ زبان کے اعتبار سے سب سے فصیح اور چہروں کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ وجیہ اور دار (یعنی محل سکونت) کے اعتبار سے عرب کے مرکز ہیں اور شاخ در شاخ ہونے کے اعتبار سے وہ سب سے اکثریت رکھتے ہیں۔ تو تم سب لوگ عمرؓ کی طرف بڑھو اور اُن سے بیعت کرو۔ راوی نے کہا۔ اس پر لوگوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کیوں؟

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نخافُ الاثرۃ قال عمر اما ما عِشتُ فلا
قال فبايِعوا ابابكر فقال ابو بكر لعمر انت
اقوى منّى فقال عمر انت افضل منّى فقالها
الثانية فلما كانتِ الثالثةُ قال عمر انّ قوّتى
لك مع فضلك قال فبايَعوا ابابكر قال
محمدٌ واَتى الناسُ عند بيعة ابى بكر ابا
عبيدة بن الجرّاح فقال تأتُونِىْ وفيكم
ثالثُ ثلثة يعنى ابابكرٍ قال ابنُ عون
فقلتُ لمحمّدٍ مَن ثالثُ ثلثةٍ قال يقول
الله ثانِىَ اثنَيْنِ اِذْ هُمَا فِى الْغَارِ اخرجه
ابن ابى شيبة اما روايتُ ابى سعيد
خدرى رضؓ قال لمّا توفّى رسول الله
صلى الله عليه وسلم قام خطباءُ
الانصار فجعل الرجل منهم
يقول يا معشر المهاجرين ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان اذا
استعملَ رجلاً منكم قرنَ معهٗ رجلاً
مِنّا فنرٰى اَن يلِىَ هٰذا الامر رجلان
احدُهما منكم والاٰخرُ مِنّا قال فتتابعت
خُطباءُ الانصارِ على ذٰلك فقام
زيدُ بنُ ثابتٍ فقال انّ
رسول الله صلى الله عليه وسلم
كانَ من المهاجرين فاِنّ الامام يكون
من المهاجرين ونحن انصارهٗ كما
كُنّا انصارَ رسولِ الله

تو انھوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہمیں اندیشہ ہے کہ دوسروں کو
ہم پر ترجیح دی جائے گی۔ عمرؓ نے کہا یاد رکھو جب تک میں زندہ
ہوں ایسا نہ ہوگا۔ عمرؓ نے (لوگوں سے) کہا کہ ابوبکرؓ سے بیعت کرو۔
ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا تم مجھ سے زیادہ قوی ہو تو عمرؓ نے کہا کہ تم
مجھ سے افضل ہو۔ پھر دوبارہ دونوں نے پچھلی بات کا اعادہ کیا
پھر جب تیسری مرتبہ کی نوبت آئی تو عمرؓ نے کہا کہ میری قوّت
آپ کے لئے آپ کے فضل کے ساتھ شامل رہے گی۔ کہا کہ پھر لوگوں
نے ابوبکرؓ سے بیعت کر لی۔ محمد بن سیرینؒ نے کہا کہ لوگ ابوبکرؓ
سے بیعت کے وقت ابو عبیدہؓ بن الجرّاح کے پاس پہنچے تو
انھوں نے کہا کہ تم میرے پاس آتے ہو دراں حالیکہ تم میں ثالثُ
ثلثہ (تین میں کا تیسرا) یعنی ابوبکرؓ موجود ہے۔ ابن عون نے کہا
کہ میں نے محمد سے پوچھا کہ ثالثُ ثلاثہ کون ہے؟ انھوں نے کہا
کہ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ (اور ان
دونوں کے ساتھ تیسرا اللہ تھا) اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہؒ
نے۔ اب لیجئے روایت ابو سعید خدریؓ کی انھوں نے کہا کہ جب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تو انصار کے
مقرّرین کھڑے ہوگئے ایک شخص نے ان میں سے کہنا شروع
کیا اے گروہ مہاجرین جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کسی کو تم
میں سے عامل بناتے تھے تو اس کے ساتھ ہم میں کے ایک شخص
کو ملا دیا کرتے تھے تو ہماری رائے یہ ہے کہ اس امر (خلافت) کے
والی دو شخص ہوں ایک اُن میں کا تم میں سے اور دوسرا ہم میں سے۔
کہا کہ پھر پے درپے انصار کے مقرّرین اس پر اصرار کرنے لگے۔
پھر زید بن ثابت کھڑے ہوئے اور انھوں نے کہا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مہاجرین میں سے تھے تو امام بھی مہاجرین میں سے ہونا
چاہئے اور ہم اُس کے انصار (مددگار) رہیں جس طرح کہ ہم رسول

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلے اللہ علیہ وسلم فقام ابوبکر فقال جزاکم
اللہ خیرًا یا معشر الانصار وثبت قائلکم
ثم قال واللہ لو فعلتم غیر ذلک لما
صالحتکم اخرجہ ابن ابی شیبۃ و از
روایت حمید بن عبد الرحمن فانطلق
ابوبکر وعمر یتقاودان حتے اتوھم فتکلم
ابوبکر ولم یترک شیئًا اُنزل فی الانصار
ولا ذکرہٗ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
شانھم الا وذکرہٗ قال الاوقد علمتم ان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لو سلک الناس
وادیًا وسلکت الانصار وادیًا لسلکتُ
وادیَ الانصار ولقد علمت یا سعدُ
اَنّ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال و
انت قاعدٌ قریشٌ وُلاۃُ ھذا الامر فبرُّ
الناس تبعٌ لبرِّھم وفاجرُھم تبع لفاجرھم
قال فقال لہٗ سعدٌ صدقتَ نحن الوزراءُ
واَنتم الامراءُ اخرجہ احمد چوں روزِ
دیگر بیعتِ عامّہ منعقد شد سادات اہل بیت
تخلّف نمودند و ایں اشکالے دیگر بہم رسید
حضرات شیخین رضہ بحُسنِ تدبیر ایں اشکال را برانداختند
اخرج البخاری عن الزھری قال اخبرنی
انس بن مالک انہ سمع خطبۃ عمر الاٰخرۃ
حین جلس عمرُ علے المنبر وذلک الغدَ من
یومٍ تُوفی النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم فتشھّدَ
وابوبکر صامتٌ لا یتکلم قال

اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے انصار رہے ہیں۔ پھر ابوبکر رضہ کھڑے ہوتے
اور اُنھوں نے کہا کہ اللہ جزائے خیر دے تم کو اے گروہ انصار اور ثابت
قدم رکھے تمھارے کہنے والے کو واللہ اگر تم اس کے سوا کچھ
کرتے تو مَیں تم سے مصالحت نہ کرتا۔ اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ
نے اور حُمید بن عبد الرحمن کی روایت میں اس طرح ہے پھر چلے ابوبکر رضہ
وعمر رضہ ایک دوسرے کو کھینچتے ہوتے۔ یہاں تک کہ انصار کے پاس
پہنچ گئے اور ابوبکر رضہ نے کلام کیا اور کوئی بات انھوں نے نہ چھوڑی
جو انصار کے بارے میں نازل ہوئی اور نہ ایسی بات جس کا ذکر اُن
کی شان میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا، مگر سب بیان
کردیں۔ فرمایا دیکھو اور تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک وادی میں چلیں گے اور انصار دوسری
وادی میں تو انصار کی وادی میں چلوں گا اور یقینًا تم جانتے ہو
اے سعد رضہ کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم بھی
بیٹھے ہوتے تھے کہ قریش ہی اس امر کے والی ہوں گے جو نیک لوگ
ہوں گے وہ تابع ہوں گے اُن میں کے نیکوں کے اور جو اُن
میں سے بد اطوار ہیں وہ تابع ہوں گے بد اطوار والیانِ امر کے۔
کہا کہ پھر اُن سے سعد رضہ نے کہا کہ آپ نے سچ کہا ہم وُزرار
ہوں گے اور تم اُمرار، اس کو احمد نے روایت کیا۔ جب دوسرے
دن بیعتِ عامّہ منعقد ہوئی تو ساداتِ اہلِ بیت نے خلاف کیا
اور یہ دوسری مشکل پیش آگئی۔ حضرات شیخین رضہ نے حُسنِ تدبیر سے
اِس مشکل کو بھی ختم کردیا۔ بخاری رح نے روایت کی زہری رضہ سے انھوں
نے کہا کہ مجھے خبر دی انس بن مالک رضہ نے کہ اُنھوں نے عمر رضہ کا دوسرا
خطبہ سُنا ہے جب انھوں نے منبر پر بیٹھ کر دیا اور یہ نبی صلے اللہ
علیہ وسلم کے یوم وفات سے اگلے دن کی بات ہے عمر رضہ نے کلمۂ
شہادت پڑھا اور ابوبکر رضہ خاموش تھے وہ نہیں بول رہے تھے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كنتُ ارجو أن يعيش رسول الله صلى الله عليه وسلم حتى يدبُرَنا يريد بذلك ان يكون آخرهم فإن يكُ محمدٌ صلى الله عليه وسلم قد مات فان الله قد جعل بين اظهركم نورًا تهتدون به هدى الله محمدًا صلى الله عليه وسلم وانّ ابابكر صاحب رسول الله صلى الله عليه وسلم وثاني اثنين وانه أولى المسلمين بأموركم فقوموا فبايعوه وكان طائفة منهم قد بايعوه قبل ذلك في سقيفة بني ساعدة وكانت بيعة العامة على المنبر قال الزهري عن انس بن مالك سمعتُ عمر قال لابي بكر يومئذٍ اصعد المنبر فلم يزل به حتى اصعده المنبر فبايعه الناس عامة واخرج الحاكم من حديث ابي سعيد الخدري فلما قعد ابوبكر على المنبر نظر في وجوه القوم فلم ير عليًا فسأل عنه فقام ناس من الانصار فأتوا به فقال ابوبكر يا ابن عم رسول الله صلى الله عليه وسلم وختنه اردتَ ان تشق عصا المسلمين فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله فبايعه ثم لم ير الزبير بن العوام فسأل عنه حتى جاءوا به فقال ابن عمة رسول الله صلى الله عليه وسلم

کہا کہ میں امید کرتا تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دنیا میں رہیں گے یہاں تک کہ وہ ہمارے پیچھے (موجود) ہوں گے، اس سے ان کی مراد یہ تھی کہ وہ اُن سب سے آخر میں ہوں (لیکن اللہ کو یہ منظور نہ ہوا) تو اگر محمد صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے (تو راہِ مستقیم پر چلنے میں رکاوٹ نہیں ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ نے تمہارے سامنے ایک ایسا نور کردیا ہے (یعنی قرآن) جس سے تم اللہ کی وہ ہدایت پاتے رہو جس سے اُس نے محمد صلے اللہ علیہ وسلم کو ہدایت کی تھی۔ اور یقیناً ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھی اور ثانی اثنین ہیں اور وہ تمام مسلمانوں میں تمہارے امور کے لئے اَولےٰ ہیں اس لئے اُٹھو اور ان سے بیعت کرو۔ اور ان میں ایک جماعت ایسی بھی موجود تھی جو اس سے پہلے اُن سے سقیفۂ بنی ساعدہ میں بیعت کرچکی تھی اور بیعتِ عامّہ منبر پر ہوئی۔ زہریؒ انس بن مالکؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سُنا کہ انھوں نے اس دن ابوبکرؓ سے کہا کہ منبر پر چڑھئے اور برابر کہتے ہی رہے یہاں تک کہ اُن کو منبر پر چڑھا دیا پھر اُن سے لوگوں نے بیعت کی عامّۃً۔ اور حاکم نے ابوسعید خدریؓ کی حدیث سے یہ اخذ کیا کہ جب ابوبکرؓ منبر پر بیٹھ گئے تو اُنھوں نے قوم کے چہروں پر نظر ڈالی تو علیؓ کو نہ دیکھا تو ان کے بارے میں پوچھا تو انصار میں کے کچھ لوگ اُٹھے اور اُن کو لے کر آئے تو اُن سے ابوبکرؓ نے کہا کہ اے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کے بیٹے اور اُن کے داماد! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی قوّتِ اجتماعیہ) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفۂ رسول اللہؐ! پھر اُن سے بیعت کرلی۔ پھر (جب) ابوبکرؓ نے زبیرؓ بن العوام کو نہ دیکھا تو اُن کے بارے میں سوال کیا، یہاں تک کہ لوگ اُن کو لے کر آئے تو اُن سے کہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وحواريَّه اردت ان تشق عصا المسلمين
فقال لا تثريب يا خليفة رسول الله صلى
الله عليه وسلم فبايعه اخرج الحاكم من
حديث ابراهيم بن عبد الرحمن بن
عوف ان عبد الرحمن بن عوف كان مع
عمر بن الخطاب رضي الله عنه وان محمد
ابن مسلمة كسر سيف الزبير ثم قام
ابوبكر فخطب الناس واعتذر اليهم
وقال والله ما كنت حريصا على الامارة
يوما ولا ليلة قط ولا كنت راغبا فيها
ولا سألتها الله عز وجل في سر وعلانية
ولكني اشفقت من الفتنة ومالي في
الامارة من راحة ولكن كُلِّفتُ امرا
عظيما مالي به من طاقة ولا يد الا
بتقوية الله عز وجل ولوددت ان
اقوى الناس عليها مكاني اليوم فقبل المهاجرون
منه ما قال وما اعتذر به قال علي رضي
الله عنه والزبير ما غضبنا الا انا قد اخرنا
عن المشاورة وانا نرى ابابكر احق الناس
بها بعد رسول الله صلى الله عليه وسلم
انه لصاحب الغار وثاني اثنين وانا لنعلم بشرفه
وكبره ولقد امره رسول الله صلى الله عليه و
سلم بالصلوٰة بالناس وهو حي

چوں امر خلافت بر حضرت صدیق رضؓ مستقر شد اول مسئلہ کہ
تعلیم آں فرمود تفریق بود درمیان منصب نبوت و

کہ اے رسول اللہؐ کے پھوپھی کے بیٹے اور اُن کے حواری! کیا تم نے مسلمانوں کا عصا (یعنی قوت) توڑ دینے کا ارادہ کیا؟ تو انھوں نے کہا ملامت نہ کیجئے اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ پھر انھوں نے اُن سے بیعت کرلی۔ حاکم نے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث سے اخذ کیا کہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے اور محمد بن مسلمہؓ نے زبیرؓ کی تلوار توڑ دی تھی پھر ابوبکرؓ نے کھڑے ہوکر لوگوں کے سامنے تقریر کی اور اُن سے معذرت کی اور فرمایا کہ خدا کی قسم میں امارت پر حریص نہیں ہوا کسی دن میں اور نہ رات میں کبھی اور میں کبھی اس کی طرف راغب نہیں ہوا اور نہ میں نے اللہ عزّ وجل سے پوشیدہ اور ظاہر اس کا سوال کیا لیکن میں فتنہ پیدا ہونے سے ڈرا اور حال یہ ہے کہ مجھے امارت میں کوئی راحت نہیں۔ لیکن مجھے ایک ایسے امر عظیم کا مکلف کیا گیا جس کی مجھ میں قوت اور طاقت نہیں ہے مگر اللہ عزّ وجلّ کے قوت بخشنے سے، اور میں تو اس کو پسند کررہا تھا کہ میرے آج کے مقام پر سب لوگوں سے زیادہ قوی شخص ہو (یعنی عمرؓ)۔ تو جو کچھ انھوں نے کہا اور جس عذر کا اظہار کیا اس کو سُن کر سب مہاجرین نے قبول کیا، علی اور زبیر رضی اللہ عنہما نے یہ کہا کہ ہم ناراض نہیں ہوئے مگر صرف اس بات سے کہ ہم کو مشاورت سے پیچھے ہٹا دیا گیا (یعنی ہم سے مشورہ نہ کیا گیا) اور ہم جانتے ہیں کہ سب لوگوں سے زیادہ اس کا حقدار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابوبکرؓ ہیں جو آپ کے یار غار اور ثانی اثنین ہیں اور ہم اچھی طرح اُن کے شرف اور بڑائی کو جانتے ہیں اور اس امر کو کہ ان کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی حیات میں نماز پڑھانے کا حکم دیا تھا۔ جب امر خلافت حضرت صدیقؓ پر مستحکم ہوگیا تو پہلا مسئلہ جس کی آپ نے لوگوں کو تعلیم دی وہ تفریق تھا منصب نبوت اور منصب خلافت کے درمیان، اور امت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منصب خلافت وتفاوتِ معاملہ اُمّت با نبی و با خلیفہ وایں مسئلہ را در مجالسِ متعدّدہ باسالیب مختلفہ مشروح فرمود تا آنکہ اشکال مرتفع شد قیس بن ابی حازم گوید بعد یکماہ از وفاتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم منادیٔ صدیقؓ ندا داد کہ انّ الصّلوٰۃ جامعۃٌ وایں اوّل نمازے بود کہ درو بایں کلمہ ندا دردادند بعد ازاں بر سرِ منبر بر آمد وایں اوّل خطبہ بود کہ گفت فحمد اللہ واثنیٰ علیہ ثم قال ایّھا النّاس لوددتُ انّ ھذا کفانیہ غیری ولئن اخذتمونی بسنّۃ نبیّکم صلے اللہ علیہ وسلم ما اطیقھا ان کان لمعصومًا من الشیطان وان کان لینزل علیہ الوحی من السّماء اخرجہ احمد وعن ابی برزۃ الاسلمیّ قال اغلظ رجلٌ الی ابی بکر الصّدیق فقال ابو برزۃ الا اضرب عنقہ قال فانتھرہ (منہ) وقال ما ھی لاحدٍ بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ احمد وابو یعلےٰ بطرقٍ مختلفۃ والفاظٍ متغایرۃ وعن عبد اللہ بن ابی مُلیکۃ قیل لابی بکر الصّدیق یا خلیفۃ اللہ فقال بل خلیفۃ محمّدٍ صلے اللہ علیہ وسلم وانا ارضٰی بہ اخرجہ احمد وابو یعلےٰ بطرقٍ مختلفۃ وعن عایشۃ انّھا تمثّلت لھذا البیت وابو بکر رضی اللہ عنہ یقضی (اے یموت) نحبہ۔ شعر

وابیضُ یُستسقی الغمام بوجھہ
ثمالُ الیتٰمی عصمۃٌ للاراملِ

کے معاملہ کا تفاوت تھا نبی کے ساتھ اور خلیفہ کے ساتھ۔ اور اس مسئلہ کو آپ نے کئی مجلسوں میں مختلف اسلوبوں کے ساتھ مشرح فرمایا۔ یہاں تک کہ اشکال مرتفع ہوگیا۔ قیس بن ابی حازمؒ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات سے ایک ماہ کے بعد صدیق رضؓ کے منادی نے ندا کی کہ الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) اور یہ پہلی نماز تھی کہ جس میں اس کلمہ سے لوگوں کو پکارا اس کے بعد صدیق رضؓ منبر پر آئے اور یہ پہلا خطبہ تھا جو آپؓ نے کہا۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی پھر فرمایا کہ اے لوگو! میں یہ پسند کرتا تھا کہ اس امر کے لئے میرے سوا کوئی اور کافی ہوجاتے اور البتہ اگر تم نے مجھ پر گرفت کی اپنے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے پیشِ نظر تو میں اس پر (کما حقہٗ چلنے کی) طاقت نہیں رکھتا وہ تو یقینًا بچاتے ہوئے تھے شیطان سے اور اُن کے اوپر تو آسمان سے وحی نازل ہوتی تھی، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے ابو برزہ اسلمی رضؓ سے کہا کہ ایک شخص نے سخت کلامی کی ابو بکر صدیق رضؓ کے متعلق تو ابو برزہ رضؓ نے کہا کہ کیا میں اس کی گردن نہ ماروں؟ کہا کہ اس پر ابو بکر رضؓ نے اُن کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ یہ بات کسی کے لئے نہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلےٰ نے مختلف سندوں اور مختلف الفاظ کے ساتھ۔ اور مروی ہے عبد اللہ بن ابی مُلیکہ سے کہ ابو بکر صدیق رضؓ سے کہا گیا کہ اے اللہ کے خلیفہ! تو آپؓ نے فرمایا (نہیں) بلکہ خلیفہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم اور میں اس سے راضی ہوجاؤں گا، اس کو احمد اور ابو یعلےٰ نے مختلف سندوں سے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہ انھوں نے آپ کی مثال دی اس بیت سے جس حال میں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وفات پا رہے تھے۔ شعر:۔ وابیض یستسقی الخ یعنی اور وہ ایسا سفید (نورانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال ابوبکر ذلك رسول الله صلی الله علیہ وسلم اخرجہ احمد وابو یعلیٰ بعد ازاں اشکال دیگر پدید آمد در تاویل آیۂ کریمہ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ واحتمال ترکِ مواخذہ برامر معروف بہم رسید حضرتِ صدیق رض بر خواند یا ایھا الناس انکم تقرءون هٰذه الاٰیة وتضعونها علی غیر ما وضعها الله عزوجل یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا عَلَیْکُمْ اَنْفُسَکُمْ لَا یَضُرُّکُمْ مَّنْ ضَلَّ اِذَا اهْتَدَیْتُمْ سمعتُ رسول الله صلی الله علیہ وسلم یقول ان الناس اِذَا رَاَوُا المنکر فِیهم فلم ینکروہ یوشك اَن یَعُمَّهُم الله بعقابہ اخرجہ احمد وابو یعلیٰ بطرق مختلفۃ بعد ازاں اشکالے دیگر ظاہر گردید در مقاتلۂ منع کنندگانِ زکوٰۃ حالانکہ بکلمۂ اسلام متکلم بودند حضرت صدیق رض افادہ فرمود کہ تاویل در ضروریاتِ دین مقبول نیست عن ابی ھُریرۃ عن النبی صلی الله علیہ وسلم اُمِرتُ ان اقاتِل الناس حتیٰ یقولوا لا الٰه الا الله

وجود) ہے جس کے چہرے کے وسیلہ سے بادل سے پانی مانگا جاتا ہے۔ یتیموں کا پشت پناہ اور بیواؤں کا (مصائب سے) بچاؤ"۔ تو ابوبکر رض نے کہا کہ وہ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلیٰ نے۔ اس کے بعد ایک اور اشکال پیش آیا۔ اس آیتِ کریمہ کی تاویل میں لَا یَضُرُّکُمْ الخ (۵: ۱۰۵)

"جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ کہ اس سے امر بالمعروف کے ترک پر مواخذہ نہ ہونے کا احتمال پیدا ہو گیا۔ حضرت صدیق رض نے خطبہ پڑھا کہ اے لوگو! تم اس آیت کو پڑھتے ہو اور اس کو اس کے اصل محل کے خلاف رکھتے ہو جس پر اس کو اللہ عزّ وجل نے رکھا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا الخ (۵: ۱۰۵) اے ایمان والو! تم اپنی فکر کرو جب تم سیدھی راہ پر چل رہے ہو تو جو شخص گمراہ رہے تو اس سے تمہارا کوئی نقصان نہیں"۔ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ جب لوگ آپس میں بد افعال کو دیکھیں اور اس کو نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر عذاب کو عام کردے، اس کو احمد اور ابو یعلیٰ نے روایت کیا مختلف سندوں کے ساتھ۔ اسکے بعد ایک دوسری مشکل ظاہر ہوئی زکوٰۃ کو روکنے والوں سے قتال کے بارے میں جب کہ وہ کلمۂ اسلام پڑھنے والے بھی ہوں۔ حضرت صدیق رض نے یہ افادہ فرمایا کہ ضروریاتِ دین میں تاویل مقبول نہیں ہے۔ مروی ہے ابو ہریرہ رض سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں مامور ہوا ہوں اس پر کہ لوگوں سے قتال کروں یہانتک کہ وہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللہ کہیں (یعنی صرف اللہ کو معبود مانیں)

ع حاصل ارشاد یہ ہے کہ یہ حدیث واضح کر رہی ہے کہ امر بمعروف و نہی از منکر تم پر ضروری ہے اور جب تم نے ضروری چیز کو ترک کر دیا تو اِذَا اهْتَدَیْتُمْ کے مخاطب صحیح تم کیسے ہو سکتے ہو۔ یہ چیز تو اہتداء کے لوازم میں سے ہے۔ ہاں اگر تم نے جہاں تک تم سے ممکن تھا برائی سے روکنے کی کوشش کر لی مگر کوئی بد بخت پھر بھی باز نہ آیا اور اس فعل کا ارتکاب کرتا ہی رہا تو اس کے اس فعل سے تمہیں ضرر نہ پہنچے گا۔ آیت کا محمل یہ ہے۔ وہ نہیں جو تم نے خیال کر لیا ۱۲ مترجم عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاذا قالوھا عصموا منی دماءھم و
اموالھم الا بحقھا وحسابھم علی
اللہ فلما کانت الردۃ قال عمر
لابی بکر تقاتلھم وقد سمعت
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول کذا وکذا فقال ابوبکر لافرق
بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ ولاقاتلن من
فرق بینھما قال فقاتلنا معہ،
فرأینا ذلک رشدا اخرجہ احمد و
البخاری وھذا لفظ احمد و فی
روایۃ قال عمر فواللہ ماھو الا
انی رایت اللہ عز وجل قد شرح
صدر ابی بکر للقتال فعرفت انہ
الحق ودریں موضع بسوئے دو دقیقہ
اشارت نمود یکے آنکہ الا بحقھا شامل
زکوٰۃ است دیگر آنکہ استثناء صلوٰۃ
مسلم است وزکوٰۃ مقیس است بروے
بقیاس جلی بعد ازاں در امضاء جیش اسامہ
مباحثہ واقع شد صدیق بامرے کہ نفع آں
ظاہر شد موفق گشت عن ابی ھریرۃ قال
واللہ الذی لا الہ الا ھو لولا ان ابابکر
استخلف ماعبد اللہ ثم قال الثانیۃ ثم
قال الثالثۃ فقیل لہ مہ یا ابا ھریرۃ فقال
ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
وجہ اسامۃ بن زید فی سبعمائۃ

تو جب انھوں نے وہ کلمہ کہہ لیا تو بچا لیا مجھ سے اپنے خونوں کو اور اپنے اموال کو مگر اس کلمہ کے حق پر (یعنی جب اللہ کو معبود مان لیا تو اس کی عبادت بھی یعنی نماز ضروری ہے جو اس کلمہ کا حق ہے) اور ان کا حساب اللہ تعالیٰ سے متعلق ہے (کہ انھوں نے اذعانِ قلب سے یہ کلمہ کہا یا منافقت سے) الغرض جب ردّت پھیل گئی تو عمرؓ نے ابوبکرؓ سے کہا کہ آپ ان سے قتال کریں گے حالانکہ آپ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ ایسا اور ایسا فرماتے تھے تو ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نماز اور زکوٰۃ میں کوئی فرق نہیں ہے اور میں ضرور قتال کروں گا اس شخص سے جو ان دونوں میں تفریق کرے گا۔ کہا کہ پھر ہم نے اُن کے ساتھ ہو کر قتال کیا تو ہم نے دیکھ لیا کہ یہ نیک کام تھا، اس کو روایت کیا احمد اور بخاری نے اور یہ لفظ احمد کے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے کہ عمرؓ نے کہا کہ بس خدا کی قسم سوائے اس کے کوئی بات نہیں کہ میں نے دیکھا کہ اللہ عزّ وجلّ نے ابوبکرؓ کے سینہ کو قتال کے لیے کشادہ (یعنی مطمئن) کر دیا تھا تو میں نے پہچان لیا کہ حق وہی ہے اور اس مقام میں ابوبکرؓ نے دو دقیقوں کی طرف اشارہ کیا ایک یہ کہ الا بحقھا زکوٰۃ کو شامل ہے۔ دوسرا یہ کہ نماز کا استثنا مسلم ہے اور بروئے قیاس جلی زکوٰۃ کو اس پر قیاس کر لیا گیا ہے۔ اس کے بعد جیش اسامہؓ کے روانہ کرنے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیقؓ ایسی رائے پر (منجانب اللہ) موفق ہوئے کہ جس کا نفع ظاہر ہو گیا۔ مروی ہے ابو ہریرہؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ قسم ہے اس خدا کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں اگر ابوبکرؓ خلیفہ نہ بنائے جاتے تو اللہ کی عبادت نہ کی جاتی۔ پھر دوبارہ یہی کہا۔ پھر سہ بارہ یہی کہا۔ اس پر ان سے کہا گیا کہ بس کرو اے ابو ہریرہؓ (یعنی مبالغہ نہ کرو) تو انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسامہ بن زیدؓ کو سات سو کا لشکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الی الشام فلما نزل بذی خشب قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم وارتدت العرب حول المدینۃ فقال والذی لا الٰہ الا ھو لو جرت الکلاب بارجل ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم ما رددت جیشاً وجھہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولا حللت لواءً عقدہ فوجہ اسامۃ فجعل لا یمر بقبیل یریدون الارتداد الا قالوا لولا ان لھٰؤلاء قوۃ ما خرج مثل ھٰؤلاء من عندھم ولکن ندعھم حتی یلقوا الروم فلقوھم فھزموھم وقتلوھم ورجعوا سالمین فثبتوا علی الاسلام من کور فی الصواعق معزواً الی البیہقی وابن عساکر بعد ازاں در قتال مرتدین مباحثہ واقع شد صدیق اکبرؓ بجد عظیم دریں باب ملہم گشت وآں سر قول آنحضرتؓ بود دریں فتنہ کہ العصمۃ بالسیف قال عمر یا خلیفۃ رسول اللہ تألف الناس وارفق بھم فقال أجبار فی الجاھلیۃ وخوار فی الاسلام انہ قد انقطع الوحی وتم الدین أینقص وانا حی مذکور فی المشکوٰۃ معزواً لرزین

دے کر شام کی طرف متوجہ کیا۔ جب انھوں نے ذی خشب میں (یہ ایک موضع ہے) پڑاؤ کیا تو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی، اور مدینہ کے گرد کے عرب مرتد ہوگئے تو ابوبکرؓ نے (ان اصحاب سے جو اس نوجوانوں کے لشکر کو واپس بلانے کے حق میں تھے اور کہا تھا کہ ازوج النبیؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی حفاظت ضروری ہے) کہا تھا کہ خدا کی قسم جسکے سوا کوئی معبود نہیں اگر ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ٹانگوں کو کتے کھینچنے لگیں تو میں اُس لشکر کو واپس نہ بلاؤں گا جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے روانہ کیا ہے اور نہ وہ جھنڈا کھولوں گا جس کو آپؐ نے باندھا ہے پھر آپؓ نے اُسامہؓ کو روانہ کردیا۔ اب اس لشکر نے ان قبیلوں پر سے گزرنا شروع کیا جو ارتداد کا ارادہ کررہے تھے تو ہر ایک یہی کہتا رہا کہ اگر ان لوگوں کے پاس پوری قوت نہ ہوتی تو ان جیسا (طاقتور لشکر) ان کے پاس سے نہ نکلتا۔ لیکن ہم (ابھی) ان لوگوں کو چھوڑیں یہاں تک کہ یہ روم سے لڑیں۔ تو یہ لوگ رومیوں سے لڑے اور اُن کو شکست دی اور قتل کیا اور سلامتی کے ساتھ واپس آئے، تو یہ قبائل اسلام پر جمے رہے، یہ واقعہ صواعق میں بحوالہ بیہقی وابن عساکر مذکور ہے۔ اس کے بعد مُرتدین سے قتال کے بارے میں مباحثہ واقع ہوا تو صدیق اکبرؓ پورے شرح صدر کے ساتھ اس معاملہ میں مُلہم ہوگئے اور وہی راز تھا اس فتنہ کے موقع پر حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کے اس قول کا کہ العصمۃ بالسیف (بچاؤ تلوار سے ہوتا ہے) عمرؓ نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہؐ! لوگوں کی تالیف قلب کیجئے اور اُن کے ساتھ نرمی کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ کیا جاہلیت میں جبّار (دلیر) تھے اور اسلام میں بزدل ہوگئے ہو۔ سمجھ لو کہ وحی منقطع ہوگئی اور دین پورا ہوچکا، کیا دین میں کمی کی جاتے اور میں زندہ رہوں یہ مذکور ہے مشکوٰۃ میں بحوالہ رزین۔ اور اُسی جیسا حضرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومثلہ قول المرتضیٰ لا تفجعنا بنفسك یا
خلیفۃ رسول اللہ فاجابہ بنحو مما
اجاب عمر مذکور فی الصواعق وغیرہ
بعدازاں در تعیین امیرے برائے قتال مرتدین اشکال
افتاد و حضرت صدیق رض حدیثے درباب خالد بن ولید
روایت کرد و آخر کار فتح بردست خالد رض واقع
شد عن وحشی بن حرب ان ابا بکر عقد
لخالد بن الولید فی قتال اھل الردۃ
وقال انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول نعم عبد اللہ واخو العشیرۃ
خالد بن الولید سیف من سیوف اللہ
سلہ اللہ عزوجل علی الکفار والمنافقین
اخرجہ احمد باز جمعے از مسلمین محققین راکہ مبشر
بہشت بودند مثل حضرت عثمان رض وطلحۃ رض بعد وفات
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شبہ عظیم پیش آمد
ان رجالاً من اصحاب رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم حزنوا علیہ حتی کاد
بعضھم یوسوس وفی بعض الفاظ
الحدیث انھم ابتلوا بحدیث النفس و
فی روایۃ محمد بن جبیر بن مطعم عن عثمان
قال تمنیت ان اکون سألت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ما ذا ینجینا
مما یلقی الشیطان فی انفسنا
درعلاج ایں داہیہ متحیر شدند وندانستند کہ نجات
ازیں امر چیست صدیق اکبر رض وجہ نجات ازیں داہیہ

مرتضےٰ رضی اللہ عنہ کا قول تھا کہ آپ اپنی ذات سے ہمیں کرب پہنچنے
میں نہ ڈالیں اے خلیفۂ رسول اللہ! تو آپ نے اُن کو بھی ایسا ہی (تیز)
جواب دیا جیسا عمر رض کو دیا تھا، یہ صواعق وغیرہ میں مذکور ہے۔
اس کے بعد مرتدین سے قتال کرنے کے لئے کسی امیر کے تعین میں
اشکال پڑا اور حضرت صدیق رض نے خالد بن ولید رض کے بارے میں ایک
حدیث بیان کی اور انجام کار فتح خالد رض کے ہاتھ پر واقع ہوئی۔
وحشی بن حرب سے مروی ہے کہ ابوبکر رض نے خالد بن الولید رض کے
لئے جھنڈا باندھا مرتدین سے قتال کے لئے اور فرمایا کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ اللہ کا
اچھا بندہ اور ساتھیوں کا بھائی (یعنی غمگسار) خالد بن الولید رض ہے جو
اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار ہے جس کو اللہ عزوجل نے کفار
اور منافقین پر کھینچا ہے، روایت کیا اس کو احمد نے۔ پھر مسلمین
محققین کی ایک جماعت کو جس کو بہشت کی بشارت دی گئی تھی
جیسے حضرت عثمان رض و طلحہ رض۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات
کے ۔۔۔۔ بعد ایک عظیم شبہ پیش آیا (حدیث میں ہے) بہت سے لوگ
اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں ایسے تھے جن پر آپ کے فراق
سے رنج غالب آگیا یہاں تک کہ اُن میں سے بعض قریب تھا کہ
وسوسوں میں مبتلا ہو جائیں (یعنی مالیخولیا میں) اور بعض الفاظ
حدیث میں ہیں کہ وہ حدیث النفس میں مبتلا ہو گئے۔ اور محمد بن جبیر
ابن مطعم رض کی روایت میں حضرت عثمان رض سے مروی ہے فرمایا کہ "میں
پچھتایا کہ کاش میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ لیتا کہ اس
چیز سے جو شیطان ہمارے نفوس میں القا کرتا ہے نجات دینے والی
کیا چیز ہے؟" اس اُفتادِ عظیم کے علاج میں متحیر ہو گئے اور نہ
سمجھے کہ اس امر سے نجات کی کیا صورت ہے۔ صدیق اکبر رض نے
اس بڑی اُفتاد سے نجات کی صورت ارشاد فرمائی کہ نبی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شدیدہ ارشاد فرمود عن النبی صلی اللہ علیہ
وسلم ینجیکم من ذلک ان تقولوا ما امرت
عمی ان یقول فلم یقل اخرج احمد و
ابو یعلی بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ
یفسر بعضہا بعضًا وحاصل ایں قصہ آنست
کہ قوم معتاد بودند بدوام صحبت آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم وحالت اتصال کہ سر و روح
بکارہائے خود مشغول باشند بصحبت آنجناب
کسب می نمودند چوں سعادت صحبت از دست
رفت وآں حالت مفقود شد در تفرقہ افتادند
و حدیث نفس برایشان مستولی گشت
حضرت صدیق رض کہ خلیفہ مطلق آنحضرت
بود و نائب برحق او صلی اللہ علیہ و
سلم در علم ظاہر و باطن طریقہ ذکر تعلیم نمود
ایں است معنی ایں قصہ کہ بعد جمع طرق حدیث
مفہوم گشت فلا تغتر باقاویل الناس فی
ذلک وایں اول احیاء طریقہ صوفیہ
است کہ از دست خلیفہ اول رضی اللہ
عنہ وارضاہ بظہور پیوست بعد ازاں
حضرت مرتضی رضی اللہ عنہ
صلوۃ استغفار از صدیق اکبر رض
اخذ نمود وبآں اعتناء تمام فرمود
عن علی قال کنت اذا سمعت
من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
حدیثا نفعنی اللہ بہ

صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تمھیں اس سے نجات دلاتے گی یہ بات
کہ تم وہ (کلمہ) کہو جس کا امر میں نے اپنے چچا کو کیا تھا کہ وہ یہ
کہیں مگر انھوں نے نہ کہا (یعنی لا الٰہ الا اللہ) احمد اور ابو یعلےٰ
نے اس کو مختلف اسناد کے ساتھ اور ایک دوسرے سے ایسے
مختلف الفاظ کے ساتھ روایت کیا جن میں سے بعض بعض کی
تفسیر کرتے ہیں۔ اور اس قصہ کا حاصل یہ ہے کہ قوم عادی
تھی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دوامِ صحبت کی اور
یہ صاحبان اتصال کی حالت (خاص یعنی اس کیفیت) کو کہ
(لطیفہ) سر و (لطیفہ) روح اپنے اپنے کاموں میں مشغول
رہیں۔ آنحضرت ؐ کی صحبت سے کسب کرتے رہتے تھے، وہ سعادتِ
صحبت ہاتھ سے جاتی رہی اور وہ حالت مفقود ہوگئی تو تفرقہ
(قلب) میں مبتلا ہو گئے اور ان پر حدیث نفس غالب
آگئی۔ حضرت صدیق رض نے جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
کے خلیفہ مطلق اور نائب برحق تھے علم ظاہر و باطن میں ذکر کا
طریقہ تعلیم فرمایا۔ یہ حقیقت ہے کہ اس قصہ کی جو طرق
حدیث کو جمع کرنے سے مفہوم ہوتی ہے تو اس بارے میں لوگوں
کے اقوالِ مختلفہ سے دھوکہ میں نہ پڑنا۔ اور طریقہ صوفیہ کا
یہ اول احیاء ہے جو کہ خلیفہ اول رضی اللہ عنہ وارضاہ
کے دستِ (مبارک) سے ظہور میں آیا۔ اس کے بعد حضرت مرتضےٰ
رضی اللہ عنہ نے صدیق اکبر رض سے صلوٰۃ استغفار اخذ کی اور
اس کی پوری قدر کی۔ مروی ہے علی رض سے کہا کہ میں جب کوئی
بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا کرتا تھا تو مجھے اس
سے اللہ تعالیٰ نفع پہنچایا کرتا تھا جتنا اس میں سے چاہتا تھا اور
جب مجھ سے کوئی دوسرا شخص آپ سے کوئی بات روایت کرتا
تھا تو میں اس کو قسم دیتا تھا جب وہ قسم کھالیتا تو میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بما شاء منه واذا حدثنی عنه غیری استحلفته (حلف میدادم اور ا ۱۲)
فاذا حلف لی صدقته وان ابابکر حدثنی و
صدق ابوبکر انه سمع النبی صلی الله علیه وسلم
قال ما من عبد یذنب ذنبا فیتوضأ فیحسن
الوضوء ثم یصلی رکعتین فیستغفر الله
عز وجل الا غفر له اخرجه احمد وابویعلی
بطرق متعددۃ پس ازاں صعب ترین اشکالات
آں بود کہ حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا وحضرت عباس
رضی اللہ عنہ بظاہر عموم آیت یُوصِیکُمُ اللّٰہُ فِیٓ
اَوۡلَادِکُمۡ لِلذَّکَرِ مِثۡلُ حَظِّ الۡاُنۡثَیَیۡنِ متمسک
شدہ میراث آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
طلب کردند مشکل آنکہ میراث دہند مخالف قاعدہ شرع
باشد واگر ندہند ملال خاطر اہل بیت لازم آید
حضرت صدیق رض دریں باب حدیثے روایت کرد کہ میراث
بُردن از پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم وبودن ایں
قرای مملوک وے صلے اللہ علیہ وسلم ہر دو مقدمہ
را منع نمود وبا حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا وسائر
اہل بیت آں قدر ملاطفت فرمود کہ جبر نقصان
آں آزردگیہا شد در ہمیں ایام مشکلے دیگر کہ فوق
جمیع مشکلات تواں شمرد پیش آمد وآں ایں بود کہ
زبیر رض وجمعے از بنی ہاشم در خانہ حضرت فاطمہ
رضی اللہ تعالے عنہا جمع شدہ در باب
نقض خلافت مشورت ہا بکار مے بُردند
حضرت شیخین رض آں را بہ تدبیرے کہ
بایستے برہم زدند وتدارک ملالے کہ

اُس کی تصدیق کرتا۔ اور یہ کہ ابوبکر رض نے مجھ سے حدیث بیان کی اور ابوبکر رض
سچے ہیں کہ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ نے
فرمایا ہر ایک ایسا بندہ جس سے کوئی گناہ ہو جائے اور وہ
وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے
پھر اللہ عزّ وجلّ سے استغفار کرے تو اللہ تعالے اس کا گناہ
بخش دے گا۔ اس کو روایت کیا احمد نے اور ابویعلے نے متعدد
روایات سے۔ پھر اس کے بعد سخت ترین اشکال یہ پیش آیا کہ
حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا اور حضرت عباس رضی اللہ عنہ
نے بظاہر اس آیت کے عام حکم سے یُوصِیکُمُ اللّٰہُ الخ (۴:۱۱)
اللہ تعالے تم کو حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے باب میں لڑکے کا
حصہ دو لڑکیوں کے حصہ کے برابر الخ دلیل پکڑتے ہوئے
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی میراث طلب کی۔ مشکل یہ پیش
آئی کہ اگر میراث دیں تو قاعدۂ شرع کے خلاف ہوگا۔ اور اگر
نہ دیں تو اہل بیت کا ملال خاطر لازم آتا ہے۔ حضرت صدیق رض
نے اس باب میں ایک حدیث کی روایت کی کہ پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم سے میراث لینا اور (خیبر) کی ان بستیوں کا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کا مملوک ہونا دونوں صحیح نہیں ہیں۔
اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور تمام اہل بیت کی آپ رض نے
اتنی دلجوئی کی کہ اس سے اُن آزردگیوں کی تلافی ہوگئی جو
پیدا ہوگئی تھیں۔ ان ہی ایام میں ایک اور مشکل پیش آئی جو سب
مشکلات سے بالاتر سمجھی جاسکتی ہے اور وہ یہ تھی کہ زبیر رض نے
اور بنی ہاشم کی ایک جماعت نے حضرت فاطمہ رض کے گھر میں
جمع ہوکر خلافت کے توڑنے کے لئے مشورے شروع کردیئے۔
حضرات شیخین رض نے اس کو ایسی تدبیر سے جو ہونا چاہیئے
تھی مٹایا اور اس ملال کا تدارک حُسنِ ملاطفت سے فرمایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برمزاجِ حضرت مرتضیٰؓ عارض شدہ بود بجمیں
ملاطفت فرمودند رُواۃ ایں قصہ ہر یکے
چیزے را حفظ کرد و چیزے ترک نمود دریں جا
چند روایت بنویسیم تا قضیہ منقح گردد عن
زید بن اسلم عن ابیہ انہ حین بُویع لابی بکرؓ
بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان علیؓ و
الزبیر یدخلانِ علی فاطمۃ بنت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیشاورونہا و
یرتجعون فی امرھم فلما بلغ ذٰلک عمرَ
ابن الخطاب خرجَ حتی دخل علی فاطمۃ
فقال یابنتَ رسول اللہ واللہ ما من
الخلق احدٌ احبَّ الینا من ابیکِ و ما من
احدٍ احبَّ الینا بعد ابیکِ منکِ و ایم
اللہِ ما ذاک بمانعی اِن اجتمع ھؤلاء
النفرُ عندکِ ان امرُ بھم ان یُحرّق
علیھم البیتُ قال فلما خرج عمرُ جاءوھا
فقالت تعلمون ان عمرَ قد جاءنی
وقد حلف باللہ لئن عدتم لیُحرّقنّ
علیکم البیت وایمُ اللہ لیمضینَّ لما
حلف علیہ فانصرفوا راشدین فرَوا رأیکم
ولا ترجعوا الیّ فانصرفوا عنہا فلم یرجعوا
الیہا حتی بایعوا لابی بکرؓ اخرجہ ابن ابی
شیبۃ وعن عائشۃ ان فاطمۃ رضی اللہ عنہا
بنتَ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارسلت
الی ابی بکرٍ الصدیق تسألہ میراثھا من رسول

جو حضرت مرتضیٰؓ کے مزاج پر عارض ہو گیا تھا۔ اس قصہ کے راویوں میں سے ہر ایک نے ایک چیز کا تو ذکر کر دیا اور ایک چیز کو ترک کر دیا اس لئے اس موقع پر ہم چند روایتیں لکھتے ہیں تاکہ واقعہ کی تنقیح ہو جائے۔ مروی ہے زید بن اسلمؓ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد ابو بکرؓ سے بیعت ہوگئی تو علیؓ اور زبیرؓ فاطمہؓ بنت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس جانے لگے یہ ان سے مشورے کرتے تھے اور اپنی خاص تجویز کے سلسلہ میں بار بار آجا رہے تھے۔ جب یہ خبر عمر بن الخطابؓ کو پہنچی تو نکلے اور فاطمہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے رسول اللہؐ کی بیٹی! خدا کی قسم کوئی تمام مخلوق میں سے ہمیں تمہارے باپ سے زیادہ محبوب نہ تھا اور اب ہمیں تمہارے باپ کے بعد کوئی تم سے زیادہ محبوب نہیں اور خدا کی قسم یہ محبت مجھے اس بات سے روکنے والی نہیں کہ اگر یہ لوگ تمہارے پاس جمع ہوئے تو میں ان کے بارے میں یہ حکم دوں کہ ان کے اوپر اس گھر کو پھونک دیا جائے۔ بیان کیا کہ جب عمرؓ چلے گئے تو یہ لوگ فاطمہؓ کے پاس آئے تو فاطمہؓ نے کہا کہ تم جانتے ہو کہ عمرؓ میرے پاس آئے تھے اور وہ اللہ کی قسم کھا چکے ہیں کہ اگر تم لوگ پھر یہاں جمع ہوئے تو وہ تمہارے اوپر اس گھر کو جلا دیں گے اور بخدا وہ ضرور ایسا کر گزریں گے جس پر انھوں نے قسم کھائی ہے۔ بس خیریت سے واپس ہو جاؤ۔ تمہاری اپنی جو رائے ہو کرتے رہو اور میرے پاس لوٹ کر نہ آؤ، تو یہ لوگ اُن کے پاس سے واپس ہو گئے اور پھر نہیں آئے۔ یہاں تک کہ انھوں نے ابو بکرؓ سے بیعت کر لی، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ فاطمہ رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی بیٹی نے ابو بکر صدیقؓ کو بلایا اور ان سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ بالمدینۃ وفدك وما بقی من خمس خیبر فقال ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لا نورث ما ترکناہ صدقۃ انما یاکل ال محمد فی ھذا المال وانی واللہ لا اغیر شیئا من صدقۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن حالھا التی کانت علیھا فی عھد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولاعملن فیھا بما عمل بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فابی ابو بکر ان یدفع الی فاطمۃ منھا شیئا فوجدت (غضبت) فاطمۃ علی ابی بکر فی ذلك وقال ابو بکر والذی نفسی بیدہ لقرابۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احب الی ان اصل من قرابتی واما الذی شجر بینی وبینکم من ھذہ الاموال فانی لم ال فیھا عن الحق ولم اترك امرا رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصنعہ فیھا الا صنعتہ اخرجہ احمد والبخاری وغیرھما وھذا لفظ احمد وفی روایۃ لہ ان فاطمۃ بنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سألت ابا بکر بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان تقسم لھا میراثھا مما ترك رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مما افاء اللہ علیہ فقال لھا ابو بکر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

طرف سے اپنے حصۂ وراثت کا سوال کیا جو اللہ تعالےٰ نے آپ کو دلوایا تھا مدینہ میں اور فدک میں اور خمس خیبر میں سے ما بقی کا۔ تو ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا (پیغمبروں کا) کوئی وارث نہیں ہوتا۔ ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ (یعنی غریبوں کا حق) ہے۔ اس مال سے آلِ محمدؐ صرف کھاتے رہیں اور بخدا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں کچھ تغیر نہ کروں گا اُس کے اُس حال سے جس پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اور میں اُس میں ضرور وہی عمل کروں گا (یعنی تقسیم) جو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کیا کرتے تھے، غرض ابو بکرؓ نے اُس میں سے فاطمہؓ کو کچھ دینے سے انکار کر دیا تو فاطمہؓ اس پر ابو بکرؓ سے ناراض ہو گئیں اور ابو بکرؓ نے کہا قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں میری جان ہے البتہ قرابت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں نیک برتاؤ کروں اپنی قرابت سے اور رہا یہ اختلاف جو میرے اور تمہارے درمیان ان اموال کے بارے میں واقع ہوا تو میں اس میں حق سے نہیں ہٹا ہوں اور میں نے کسی ایسے امر کو نہیں چھوڑا جس کے بارے میں میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا جو عمل آپؐ اس میں کرتے تھے وہی میں نے کیا، اس کو احمد اور بخاری وغیرہما نے روایت کیا اور یہ الفاظ احمد کے ہیں۔ اور اُن کی ایک روایت میں یہ ہے کہ فاطمہ بنتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے بعد وفات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابو بکرؓ سے سوال کیا کہ وہ اُن کا حصۂ میراث اس جائداد میں سے تقسیم کر کے دیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑی ہے اور اللہ تعالےٰ نے اُن کو دی تھی تو اُن سے ابو بکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال لا نورث ما ترکناہ صدقة فغضبت
فاطمة علیها السلام فهجرت ابا بکر
رضی اللہ عنه فلم تزل مهاجرته حتی
توفیت قال و عاشت بعد وفات
رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ستة اشهر
قال فکانت فاطمة علیها السلام تسأل
ابابکر نصیبها مما ترك رسول اللہ صلی اللہ
علیه وسلم من خیبر و فدك و صدقته
بالمدینة فأبی ابو بکر ذلك علیها
وقال لست تارکا شیئا کان رسول اللہ
صلی اللہ علیه وسلم یعمل به الا عملت
به انی اخشی ان ترکت شیئا من امرہ
ان ازیغ (اُمیل عن الحق ۱۲) فاما صدقته بالمدینة
فدفعها عمر الی علی و عباس
فغلبه علیها علی واما خیبر و
فدك فامسکهما عمر رضی اللہ عنه و
قال هما صدقة رسول اللہ صلی اللہ علیه
وسلم کانتا لحقوقه التی تعروه (پیش آئے آمدہ ۱۲) ونوائبه
وامرهما الی من ولی الامر قال فهما علی
ذلك الیوم اخرجه احمد وعن عقبة بن
الحارث قال خرجت مع ابی بکر رضی اللہ
عنه من صلوٰة العصر بعد وفات رسول
اللہ صلی اللہ علیه وسلم بلیال و علی

نہ ہوگا ہم جو کچھ چھوڑیں گے وہ صدقہ ہوگا تو فاطمہ علیہا السلام ناراض ہوگئیں تو ابوبکرؓ کو چھوڑ دیا اور انقطاع تعلق باقی رکھا یہاں تک کہ اُن کی وفاتؑ ہوگئی کہاکہ وہ بعد وفاتِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم چھ ماہ زندہ رہیں۔ کہاکہ فاطمہ علیہا السلام ابوبکرؓ سے سوال کرتی تھیں اپنے حصّہ کا اس میں سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے چھوڑا تھا یعنی خیبر اور فدک اور آپ کا صدقہ جو مدینہ میں تھا تو ابوبکرؓ نے اُن سے اسکا انکار کردیا اور کہا تھا کہ میں کوئی چیز چھوڑنے والا نہیں ہوں جسپر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عمل کرتے تھے مگر مجھے بھی اس پر عمل کرنا ہے۔ میں اس سے ڈرتا ہوں کہ مَیں نے اگر آپؐ کے امر میں سے کسی چیز کو ترک کردیا تو مَیں حق سے پھر جاؤں۔ ہاں جو آپؐ کا مدینہ کا صدقہ تھا اس کو عمرؓ نے علیؓ اور عباسؓ کو دیدیا تھا۔ (بطور تولیت) تو غالب رہے۔ اُس صدقہ میں عباسؓ پر علیؓ۔ رہا خیبر اور فدک تو اُن دونوں کو عمرؓ نے روک لیا تھا اور فرمایا کہ یہ دونوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ایسا صدقہ ہیں جو اُن حقوق کے پورا کرنے کے لئے تھے جو آپ کو پیش آتے تھے اور آپ کے نوائب (یعنی حوادث وفتنہ) کے لئے تھے اور ان دونوں کا معاملہ سپردگی میں رہے گا اس کے جو ولیِ امر (یعنی خلیفہ) ہو۔ کہاکہ یہ دونوں آج تک اُسی حال پر ہیں۔ اور مروی ہے عقبہ رضؓ ابن الحارث سے کہاکہ میں نکلا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ نماز عصر کے بعد جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات پر چند راتیں گزری تھیں اور علیؓ آپؐ کے پہلو میں چل رہے تھے تو اُن کا گزر حسن بن علیؓ پر ہوا جو کہ لڑکوں کے ساتھ کھیل رہے تھے

ع مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہٗ نے تحفۂ اثناعشریہ میں باغِ فدک کے قصہ کی تفصیل اور اس حدیث کی شرح بلیغ انداز کے ساتھ کی ہے جو خواہشمند ہو وہ اس کا مطالعہ کرے ۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يمشي الى جنبه فمر بحسن بن علي يلعب مع غلمان فاحتمله على رقبته وقال وابي شبيه بالنبي ليس شبيها بعلي وقال وعلي رضي الله يضحك اخرجه احمد وعن عايشة ان فاطمة ارسلت الى ابى بكر تسأله عن ميراثها من النبي صلى الله عليه وسلم مما افاء الله على رسوله من المدينة وفدك وما بقي من خمس خيبر فقال ابوبكر ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال لا نورث ما تركنا صدقة انما ياكل ال محمد من هذا المال و اني والله لا اغير شيئا من صدقة رسول الله صلى الله عليه وسلم عن حالها التي كانت عليها في عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم ولاعملن فيها بما عمل رسول الله صلى الله عليه وسلم فابى ابوبكر ان يدفع الى فاطمة منها شيئا فوجدت فاطمة على ابي بكر في ذلك فهجرته فلم تكلمه حتى توفيت وعاشت بعد النبي صلى الله عليه وسلم ستة اشهر فلما توفيت دفنها زوجها علي ليلا ولم يؤذن بها ابابكر وصلى عليها وكان لعلي من الناس وجه حيوة فاطمة فلما توفيت استنكر علي وجوه الناس فالتمس مصالحة ابي بكر و مبايعته ولم يكن بايع تلك الاشهر فارسل الى ابي بكر ان ائتنا ولا يأتينا معك احد

تو ابوبکرؓ نے اُن کو اُٹھا کر اپنے کندھے پر رکھ لیا اور کہا کہ میرا باپ اس پر قربان (یہ محاورہ کلام ہے) یہ مشابہ ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے علیؓ کے مشابہ نہیں ہے۔ کہا اور علیؓ ہنس رہے تھے، اس کو روایت کیا احمد نے۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ فاطمہؓ نے ابوبکرؓ کو بُلا بھیجا اور اُن سے سوال کیا اپنے حصّہ وراثت کا جو اُن کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہنچتا تھا اُس میں سے جو اللہ نے اپنے رسولؐ کو دیا تھا مدینہ میں سے اور فدک میں سے اور خیبر کے پانچویں حصّہ کے باقی ماندہ میں سے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارا کوئی وارث نہیں ہوتا ہم (پیغمبر) جو چھوڑتے ہیں وہ صدقہ ہے۔ اس مال میں سے آلِ محمدؐ صرف کھائیں گے اور میں واللہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے صدقہ میں جس حال پر وہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھا اُس کی کسی چیز میں تغیّر نہ کروں گا اور میں اس میں ضرور وہی عمل کروں گا جو عمل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کرتے تھے۔ تو ابوبکرؓ نے اس سے انکار کر دیا کہ فاطمہؓ کو اس میں سے کچھ دیں۔ اس سے فاطمہؓ ابوبکرؓ سے ناراض ہو گئیں اور اُن کو چھوڑ دیا اور اُن سے کلام نہیں کیا یہاں تک کہ انتقال ہو گیا اور وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد چھ مہینے زندہ رہیں۔ جب ان کا انتقال ہوا تو ان کے شوہر حضرت علیؓ نے ان کو رات میں ہی دفن کر دیا اور اس وفات کی اطلاع ابوبکرؓ کو نہیں دی۔ اور ان پر نماز انھوں نے ہی پڑھی۔ اور علیؓ کی لوگوں میں خاص عزت رہی فاطمہؓ کی زندگی تک۔ پھر جب ان کا انتقال ہو گیا تو علیؓ نے لوگوں کے رُخ بدلے ہوئے پائے تو ابوبکرؓ سے مصالحت اور ان سے بیعت کی درخواست کی اور ان مہینوں میں وہ بیعت نہیں کر رہے تھے پھر انھوں نے ابوبکرؓ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كراهية ليحضر عمر فقال عمر والله لا تدخل عليهم وحدك فقال ابوبكر وما عسيتهم ان يفعلوه بي والله لآتينهم فدخل عليهم ابوبكر فتشهد عليٌّ فقال انا قد عرفنا فضلك وما اعطاك الله ولم ننفس (حسد نہ بردیم ۱۲) عليك خيرا ساقه الله اليك ولكنك استبددت علينا بالامر وكنا نرى لقرابتنا من رسول الله صلى الله عليه وسلم ان لنا نصيبا حتى فاضت عينا ابي بكر فلما تكلم ابوبكر قال والذي نفسي بيده لقرابة رسول الله صلى الله عليه وسلم احب الي من ان اصل قرابتي واما الذي شجر بيني وبينكم من هذه الاموال فاني لم آل فيها عن الخير ولم اترك امرا رأيت رسول الله صلى الله عليه وسلم يصنعه فيها الا صنعته فقال عليٌّ لابي بكر موعدك العشية للبيعة فلما صلى ابوبكر الظهر رقى المنبر فتشهد وذكر شأن عليٍّ وتخلفه عن البيعة وعذره (عذر قبول کرد ۱۲) بالذي اعتذر اليه ثم استغفر وتشهد عليٌّ رضـ فعظم (خطب ۱۲) حق ابي بكر وحدث انه لم يحمله على الذي صنع نفاسة (حسد ۱۲) على ابي بكر

کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ ہمارے پاس آئیں اور تمہارے ساتھ کوئی دوسرا نہ آئے اس کراہیت کی وجہ سے کہ عمرؓ ضرور ساتھ ہوں گے۔ اس پر عمرؓ نے کہا واللہ آپ اُن کے پاس تنہا نہ جائیں۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ واللہ مجھے امید نہیں کہ وہ میرے ساتھ (بُرا معاملہ) کریں گے۔ واللہ میں اُن کے پاس ضرور جاؤں گا۔ اور اُن کے پاس ابوبکرؓ پہنچ گئے۔ تو علیؓ نے کلمۂ شہادت پڑھا اور کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم آپ کی بزرگی کو پہچانتے ہیں اور جو کچھ اللہ نے آپ کو دیا ہے اور اُس خیر پر جو اللہ نے آپ کی طرف بھیجدی ہے ہم نے آپ کے اُوپر حسد نہیں کیا۔ لیکن آپ نے اس امر (یعنی خلافت) کے سلسلہ میں اکیلے اکیلے ہی سب کچھ کیا اور ہم خیال کرتے تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اپنی قرابت کی وجہ سے کہ (مشاورت میں) ہمارا حصہ ہوگا۔ یہاں تک کہ ابوبکرؓ کے آنسو بہنے لگے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے گفتگو شروع کی تو فرمایا کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ البتہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قرابت مجھے زیادہ محبوب ہے اس سے کہ میں اپنی قرابت کے ساتھ ناطہ جوڑوں۔ رہی وہ بات کہ ان اموال کے سلسلہ میں میرے اور تمہارے درمیان اختلاف واقع ہوا تو یقیناً میں اُن کے بارے میں خیر سے نہیں ہٹا اور نہ میں نے کسی ایسے کام کو چھوڑا جو میں نے اُن میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کرتے ہوتے دیکھا، مگر میں نے وہی کیا۔ اس کے بعد علیؓ نے ابوبکرؓ سے کہا آپ سے بیعت کیلئے شام کو آنے کا وعدہ ہے۔ پھر جب ابوبکرؓ نے نماز ظہر پڑھ لی تو منبر پر چڑھے اور کلمۂ شہادت پڑھا اور علیؓ کی شان کا ذکر کیا اور ان کی بیعت سے تخلّف کا اور حضرت علیؓ کے اس عذر کو قبول کرنے کا اظہار کیا جو انہوں نے ان سے کیا تھا۔ اس کے بعد (علیؓ نے) استغفار کیا اور کلمۂ شہادت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولا انکار اللذی فضلہ اللہ بہ ولکنا کنا نرٰی لنا فی ھٰذا الامر ای المشورۃ کما یدل علیہ بقیۃ الروایات نصیبًا فاستبد علینا فوجدنا فی انفسنا فسر بذٰلک المسلمون و قالوا اصبت و کان المسلمون الی علیؓ قریبًا حین راجع الامر المعروف رواہ البخاری وعن ابی سعید الخدری قال قال ابوبکر الست احق الناس بھا الست اول من اسلم الست صاحب کذا الست صاحب کذا رواہ الترمذی بعد ازاں اہم مہمات نزدیک حضرت صدیقؓ آں بود کہ برائے امتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم قاعدہ مرتب فرماید تا در مسائلِ اجتہادیہ بکدام راہ سلوک نمایند وترتیب ادلۂ شرعیہ بچہ اسلوب بعمل آرند الیٰ یومنا ہذا ہمہ مجتہدین بر ہمیں قاعدہ عمل می کنند و وے رضی اللہ عنہ شیخ و استاد جمیع مجتہدین شد بوضع ایں قاعدہ عن میمون بن مہران قال کان ابوبکر اذا ورد علیہ الخصم نظر فی کتاب اللہ فاذا وجد فیہ

پڑھ کر ابوبکرؓ کے حق کی عظمت کا اظہار کیا اور بیان کیا کہ جو کچھ اُنھوں نے (توقف) کیا اس پر اُن کو ابوبکرؓ پر حسد نے برانگیختہ نہیں کیا اور نہ اُن فضائل سے انکار کی بنا پر کیا جن سے اللہ تعالیٰ نے اُن کو فضیلت بخشی، لیکن ہم یہ خیال کر رہے تھے کہ اس امر میں (یعنی مشورہ میں جیسا کہ اس پر بقیہ روایات دلالت کرتی ہیں[1]) ہمارا بھی حصہ ہوگا مگر ہم کو الگ (یعنی نظرانداز) کردیا تو ہم نے اپنے نفوس میں اس کا رنج پایا۔ تو اس سے سب مسلمان خوش ہوئے اور سب نے کہا کہ آپ نے اچھا (اقدام) کیا اور سب مسلمان (اب) علیؓ سے قریب ہو گئے جب اُنھوں نے اس نیک کام کی طرف رجوع کر لیا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور مروی ہے ابوسعید خدریؓ سے کہا کہ ابوبکرؓ نے (سقیفہ بنی ساعدہ میں) کہا کہ کیا میں اس (خلافت) کا سب لوگوں سے زیادہ مستحق نہیں ہوں؟ کیا میں سب سے اوّل اسلام لانیوالا شخص نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں فضیلت والا نہیں ہوں؟ کیا میں فلاں بات والا نہیں ہوں؟ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اس کے بعد اہم مہمات حضرت صدیقؓ کے نزدیک یہ کام تھا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی اُمت کے لئے ایک قاعدہ مرتب فرمادیں کہ مسائل اجتہاد میں لوگ کس راہ پر چلیں اور دلائل شرعیہ کی ترتیب کس اسلوب کے ساتھ عمل میں لائیں۔ ہمارے آج کے دن تک تمام مجتہدین اسی قاعدہ پر عمل کر رہے ہیں اور صدیق رضی اللہ عنہ شیخ اور اُستاد تمام مجتہدین کے ہوتے اس قاعدہ کو وضع فرمانے کی وجہ سے۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہا کہ ابوبکرؓ کے پاس جب کوئی مدعی آتا تو وہ نظر کرتے کتاب اللہ میں اگر اس میں وہ بات پاتے جس سے اُن کے درمیان فیصلہ کردیں

[1] اس عبارت کو قوسین کے درمیان اس لئے کردیا کہ یہ حضرت مصنفؒ کی طرف سے ہے جس میں ہٰذا الامر کا مشارالیہ ذکر کیا گیا ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مایقضی بینھم قضی بہ وان لم یکن فی الکتاب وعلم من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فی ذٰلک سنۃً قضی بہ فان اعیاہ خرج فسأل المسلمین و قال اتانی کذا وکذا فھل علمتم ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قضی فی ذٰلک بقضاءٍ فربما اجتمع الیہ النفر کلھم یذکر من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فیہ قضاءً فیقول ابوبکر الحمد للہ الذی جعل فینا من یحفظ علی نبیّنا فان اعیاہ ان یجد فیہ سنّۃً من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع رءوس الناس واخیارھم فاستشارھم فاذا اجتمع رأیھم علی امرٍ قضی بہ رواہ الدارمی بعد ازاں درمیراثِ جدہ مسئلہ وارد شد حضرتِ صدیق رض تفحص بلیغ فرمود تا آنکہ حدیث ظاہر شد و مسئلہ منقح گشت عن الزھری قال جاءت الی ابی بکر جدّۃٌ امّ اب او امّ امٍّ فقالت ان ابن ابنی او ابن ابنتی توفّی وبلغنی ان لی نصیبًا فمالی فقال ابوبکر ما سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فیھا شیئًا و ساسأل الناس فلما صلی الظھر فقال ایکم سمع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال فی الجدّۃ

تو اُس کے مطابق فیصلہ کر دیتے اور اگر کتاب میں نہ ہوتا اور اُن کو اس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی کسی سُنّت کا علم ہوتا تو اسکے مطابق فیصلہ کر دیتے۔ پھر اگر اس سے بھی عاجز ہوتے تو مسلمانوں سے سوال کرتے اور فرماتے کہ میرے پاس ایسا اور ایسا مسئلہ آیا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کے بارے میں کوئی فیصلہ کیا ہے؟ تو بسا اوقات ایسا ہوتا کہ سب کی نظر ایک ہی بات پر جمع ہو جاتی ہر ایک رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں ایک ہی فیصلہ کا ذکر کرتا تو ابوبکر رض کہتے اللہ کا شکر ہے جس نے ہم میں ایسے لوگ رکھے جو ہمارے نبی کی باتیں محفوظ رکھتے ہیں۔ پھر اگر اس سے عاجز ہو جاتے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی سُنّت میں سے کوئی بات پائیں تو لوگوں میں سے ممتاز اور اخیار لوگوں کو جمع کرتے اور ان سے مشورہ لیتے تو جب اُن کی رائے کسی بات پر متفق ہو جاتی تو اس کے مطابق فیصلہ کر دیتے، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اس کے بعد دادی کی میراث کا مسئلہ آپ کے سامنے آیا تو حضرت صدیق رض نے بہت جستجو کی یہانتک کہ ایک حدیث ظاہر ہو گئی اور مسئلہ واضح ہو گیا۔ مروی ہے زہری رح سے کہا کہ ابوبکر رض کے پاس ایک جدّہ آئی یعنی باپ کی ماں یا ماں کی ماں اور کہنے لگی کہ میرے بیٹے کے بیٹے کی یا بیٹی کے بیٹے کی وفات ہو گئی اور مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ میرا بھی کچھ حصّہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابوبکر رض نے کہا کہ میں نے اسکے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ آپ نے اسکے بارے میں کچھ فرمایا اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھونگا۔ تو جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تو فرمایا کہ تم میں سے کسی نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شیئًا فقال المغیرۃ بن شعبۃ انا قال
ماذا قال اعطاھا رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم سدسًا قال ایعلم ذالک احد
غیرک فقال محمد بن مسلمۃ صدق
فاعطاھا ابوبکر السدس فجاءت الی عمر
مثلھا فقال ما ادری ما سمعت من رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فیھا شیئًا وساسأل
الناس فحدثوہ بحدیث المغیرۃ بن شعبۃ و
محمد بن مسلمۃ فقال عمر ایتکما خلت بہ
فلھا السدس فان اجتمعتما فھو بینکما
رواہ مالک والدارمی وھذا لفظ الدارمی
بعد ازاں در میراث جد اختلاف افتاد کہ
وے عند عدم الاب بمنزلہ اب است
یا حالت او متردد است شبیہ بہ پدر دارد
و شبیہ بہ برادر صحابہؓ دریں باب اقوال
شتی دارند فاروق اعظمؓ قولے دارد
و علی مرتضیٰؓ قولے و عبداللہ بن مسعودؓ
قولے و زید بن ثابتؓ قولے و از ہمہ
نوعے تردد و رجوع منقول گشت
ثابت ترین ہمہ اقوال دریں باب
قول صدیق اکبرؓ است قال
ابن عباس و ابن الزبیر
اما الذی قال رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم لو کنت
متخذا احدًا خلیلا لاتخذتہ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے جدّہ کے بارے میں کچھ فرمایا ہے تو مغیرہ بن شعبہ نے کہا کہ میں نے۔ فرمایا کہ کیا؟ کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا ہے۔ فرمایا کہ کیا اس بات کو تیرے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے تو محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ مغیرہؓ نے سچ کہا ہے۔ تو ابوبکرؓ نے اس کو چھٹا حصّہ دیدیا۔ پھر عمرؓ کے پاس ایسی ہی ایک عورت آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کچھ نہیں سُنا، اور میں عنقریب اس کے بارے میں لوگوں سے پوچھوں گا۔ تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہؓ اور محمد بن مسلمہؓ کی حدیث بیان کی تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں سے جو تنہا ہو تو اس کو چھٹا حصہ ملے گا اور اگر تم دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ (چھٹا حصّہ) تم دونوں کے درمیان (تقسیم) ہوگا، روایت کیا اس کو مالک اور دارمی نے اور یہ لفظ دارمی کے ہیں۔ اس کے بعد جدّ (دادا) کی میراث میں اختلاف واقع ہوا کہ وہ باپ نہ ہونے کے وقت بمنزلہ باپ کے ہے یا اس کی حالت متردد ہے کچھ مشابہت تو باپ کے ساتھ رکھتا ہے اور کچھ مشابہت بھائی کے ساتھ۔ صحابہؓ اس بارے میں مختلف اقوال رکھتے ہیں۔ ایک قول فاروق اعظمؓ کا ہے اور ایک قول علی مرتضیٰؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ کا ایک قول اور زید بن ثابتؓ کا ایک قول اور سب کی طرف سے تردّد اور (اپنے قول سے) رجوع منقول ہے۔ اس باب میں تمام اقوال سے پختہ ترین صدیق اکبرؓ کا قول ہے۔ ابن عباسؓ اور ابن الزبیرؓ نے کہا کہ اس شخص نے جس کے حق میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا تھا کہ اگر میں کسی شخص کو اپنا خلیل بنانیوالا ہوتا تو اس کو خلیل بناتا اس کو (یعنی جد کو)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلیلاً قد جعلہ (الجد) اباً اخرج قول الاوّل (ابن عباس)
الدارمیؒ وقول الثانی (ابن الزبیر) البخاری وقال
الحسنُ ان الجدّ قد مضت سُنّۃٌ وانّ
ابابکرٍ جعل الجدّ اباً ولکن الناس تحیّروا
اخرجہ الدّارمی بعدازاں در تفسیر کلالہ اختلاف
واقع شد و در جواب آں اکثر صحابہؓ راعیّ
درگرفت عقبۃ بن عامرؓ جُہنی گفت
ما اعضل باصحاب النبیّ صلے اللہ علیہ
وسلم شیئٌ ما اعضلتْ بھم الکلالۃُ صدیقِ
اکبرؓ متصدّی جواب آں شد عن الشعبی
قال سُئِلَ ابوبکرٍ عن الکلالۃ فقال
انّی ساقول فیھا برأیی فان کان صواباً
فمن اللہ وان کان خطأً فمنّی ومن الشیطان
اُراہ ماخلا الوالِدَ والولدَ فلمّا استخلف
عمر قال انّی لَاَستحیی ان اَرُدَّ شیئًا
قالہ ابوبکرٍ اخرجہ الدّارمیؒ بعدازاں
در حدِّ شُرب خمر تحیّرے رُو نداد بآں جہت
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بحضورِ
شریف شارب خمر را بضرب امرمے
فرمود چوں مقدارے کہ میخواست بعمل
مے آمد منع مے فرمودند وبس مے
فرمودند و لہذا قدرِ آں معیّن
نشد صدیقِ اکبرؓ بر چہل ضربہ

باپ قرار دیا، قولِ اوّل (یعنی ابن عباسؓ) کو دارمی نے اور دوسرے (یعنی ابن الزبیرؓ) کے قول کو بخاری نے روایت کیا۔ اور حسنؓ نے کہا کہ جد کے بارے میں سنّت جاری ہوگئی اور ابوبکرؓ نے جد کو باپ قرار دیدیا لیکن لوگ حیرت میں مبتلا رہے، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اس کے بعد کلالہ کی تفسیر میں اختلاف واقع ہوا۔ اس کے جواب میں اکثر صحابہؓ کو عجز لاحق ہوگیا۔ عُقبہ بن عامر جُہنیؓ کا قول ہے کہ اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم کسی چیز کے بارے میں اتنی اُلجھن میں نہیں پڑے جس قدر اُلجھن میں کلالہ (کی تفسیر) میں پڑے۔ صدیقِ اکبرؓ اس کے جواب کے لئے تیار ہوئے۔ مروی ہے شعبیؒ سے کہا کہ سوال کیا گیا ابوبکر صدیقؓ سے کلالہ کے (معنے) کے بارے میں، تو فرمایا کہ میں اس میں جو کچھ کہوں گا اپنی رائے سے کہوں گا اور وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو میری اور شیطان کی طرف سے ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ کلالہ وہ ہے جو نہ والد کو (یعنی باپ دادا وغیرہ اُوپر کے مرتبہ کے ورثاء) کو چھوڑے اور نہ اولاد کو (یعنی بیٹے پوتے وغیرہ نیچے کے مرتبہ کے وُرثاء کو) تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انہوں نے کہا کہ مجھے اللہ سے حیا معلوم ہوتی ہے کہ میں اُس بات کو ردّ کردوں جس کو ابوبکرؓ نے فرمایا، اس کو روایت کیا دارمیؒ نے۔ اسکے بعد شراب پینے کی حد میں ایک تحیّر پیدا ہوا اس وجہ سے کہ آنحضرتؐ اپنے حضور شریف (یعنی موجودگی) میں شارب خمر کے لئے مارنے کا حکم دیتے تھے۔ جب وہ مقدار جو آپؐ چاہتے تھے پوری ہو جاتی تھی تو منع کردیا کرتے تھے

ع۵ یہ قول آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مطابق ہے، "انا النبی لا کذب، انا ابن عبد المطلب"۔ اس میں آپؐ نے اپنے کو اپنے دادا عبدالمطلب کا بیٹا فرمایا تھا ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تعین آل کرد عن ابن عباس قال ان الشراب
کانوا یضربون علی عهد رسول
الله صلی الله علیه وسلم بالایدی و
النعال حتی توفی رسول الله صلی الله
علیه وسلم وکانوا فی خلافة ابی بکر اکثر
منهم فی عهد رسول الله صلی الله
علیه وسلم فقال ابو بکر لو فرضنا لهم
حدا فتوخی نحو ما کانوا یضربون
علی عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم
فکان ابو بکر یجلدهم اربعین حتی
توفی الحدیث اخرجه الحاکم والبیهقی
وغیرهما واللفظ للحاکم بعد ازانکه
خدای عزوجل هزیمت بر مرتدین انداخت و
مرتدین جوق جوق نادم شده پیش حضرت صدیق
آمدند وے رضی اللہ عنہ درباب آنجماعات
کلمات عجیبه بقدر حال هر جمعے ارشاد می فرمود
عن طارق بن شهاب عن ابی بکر انه
قال لوفد بزاخة تتبعون اذناب
الابل حتی یری الله خلیفة نبیه
والمهاجرین امرا یعذرونکم به اخرجه
البخاری وفی روایة عبید الله بن
عبد الله لما ارتد من ارتد علی عهد
ابی بکر اراد ابو بکر ان یجاهدهم
فقال له عمر أتقاتلهم وقد سمعت
رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول

اور بس فرمادیتے تھے اس وجہ سے اس کی مقدار متعین نہ ہوئی۔ صدیق
اکبرؓ نے چالیس ضربوں پر اس کا تعین کردیا۔ مروی ہے ابن عباسؓ
سے کہاکہ شراب پینے والے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ
میں پیٹے جاتے تھے ہاتھوں سے اور جوتوں سے یہاں تک کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی اور ایسے لوگ ابوبکرؓ
کی خلافت کے زمانہ میں زیادہ ہوگئے اُن سے جو رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تھے تو ابوبکرؓ نے کہاکہ بہتر ہے کہ ایسے
لوگوں کے لئے ہم ایک حد مقرر کردیں تو انھوں نے جستجو کی
اُس مقدار کی جس سے یہ لوگ پیٹے جاتے تھے رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ اُن کے چالیس کوڑے
لگواتے رہے اپنی وفات تک، الحدیث، اس کو حاکم اور
بیہقی وغیرہمانے روایت کیا اور لفظ حاکم کے ہیں۔ بعد
اس کے کہ خدائے عزوجل نے مرتدین میں بھگدڑ ڈال دی اور
مرتدین جوق درجوق نادم ہوکر حضرت صدیقؓ کے سامنے
آنے لگے اور آپ رضی اللہ عنہ ان میں سے ہر جماعت کے بارے
میں ان کے حسب حال کلمات عجیبہ ارشاد فرماتے تھے۔ مروی
ہے طارق بن شہابؓ سے وہ روایت کرتے ہیں ابوبکرؓ سے کہ
اُنھوں نے وفد بزاخہ سے فرمایا کہ تم اونٹوں کی دُموں کے پیچھے
لگے رہتے رہو یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے دکھادیا اپنے نبیؐ
کے خلیفہ اور مہاجرین کو ایسا امر جس سے وہ تمہارے عذر کے
سبک ہونے کو سمجھ لیں، روایت کیا اس کو بخاری نے۔ اور عبیداللہؒ
ابن عبداللہ کی روایت میں ہے کہ جب مرتد ہونے والے مرتد ہوتے
ابوبکرؓ کے زمانہ میں تو ابوبکرؓ نے ارادہ کیا کہ اُن کے ساتھ جہاد
کریں تو اُن سے عمرؓ نے کہاکہ کیا آپ ان کے ساتھ قتال
کریں گے حالانکہ آپ سن چکے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من شهد ان لا اله الا الله وانّ
محمدًا رسول الله حرّم مالهٗ ودمهٗ
الّا بحق وحسابهٗ على الله فقال
ابوبکر انا لاقاتلنّ من فرّق بين
الصلٰوة والزکوٰة والله لاقاتلنّ
من فرّق بينهما حتّٰى اجمعها قال
عمر فقاتلنا معهٗ فكان والله رشدًا
فلما ظفر بمن ظفر به منهم قال
اختاروا بين خطّتين امّا حربٌ
مجلیةٌ واِمّا الخطّة المخزیة
قالوا هٰذه الحرب المجلیة
قد عرفناها فما الخطّة المخزیة
قال تشهدون على قتلانا انهم فی
الجنّة وعلى قتلاكم انهم فی النّار
ففعلوا رواه ابن ابی شیبة بعد از ان حضرت
صدیقؓ بنابر رؤیای و الہامیکہ بخاطرش
درداوند مصمّم فرمود کہ برائے جہادِ شام فوج
مسلمین را فرستد یزید بن ابی سفیان را امیر
چہاریک شام ساخت و وقتِ وداعِ او
وصایائے عجیبہ فرمود کہ دستور العمل
اُمراء مسلمین شد در جمیع امصار و اعصار
عن یحیی بن سعید ان ابابکر الصدیق
بعث جیوشا الی الشام فخرج یمشی
مع یزید بن ابی سفیان وکان امیر
ربع من تلک الارباع فزعموا ان یزید قال

آپ فرماتے تھے کہ جس نے اس بات کی گواہی دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ کا رسول ہے تو اس کا مال اور خون حرام ہے بجز۔۔۔۔ کسی حق کے اور اُس کا حساب اللہ کے حوالہ ہے۔ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں ضرور ہر ایسے شخص سے قتال کروں گا جو نماز اور زکوٰۃ میں تفریق کرے واللہ میں ضرور قتال کروں گا ایسے لوگوں سے جو دونوں (فرضوں) کے درمیان تفریق کریں (کہ صرف نماز کو فرض سمجھیں اور زکوٰۃ کو نہ سمجھیں جس طرح نماز کے انکار کو الّا بحقہا فرما کر حرمت مال ودم سے مستثنیٰ کیا گیا ہے زکوٰۃ اور دیگر ضروریات دین بھی اسکے ساتھ شامل ہیں) یہانتک کہ وہ ان دونوں کو جمع کریں۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ پھر ہم نے ان کے ساتھ مل کر قتال کیا تو واللہ (واضح ہو گیا کہ) یہ کار نیک تھا۔ جب ابوبکرؓ فتحمند ہو گئے ان میں سے جن پر فتحمند ہوئے ان سے فرمایا کہ تم دو حال میں سے ایک حال اختیار کرو یا حرب مُجلیہ (یعنی جلا وطنی پر مجبور کر دینے والی جنگ) اور یا خطۂ مُخزیہ (یعنی رسوائی میں ڈال دینے والی حالت) تو اُنھوں نے یہ کہا کہ حرب مُجلیہ جو آپ نے کہا اس کو تو ہم سمجھ گئے۔ مگر خطۂ مخزیہ کیا ہے؟ فرمایا وہ یہ ہے کہ تم شہادت دو ہمارے مقتولوں کے بارے میں کہ وہ جنّت میں ہیں اور اپنے مقتولوں کے بارے میں کہ وہ دوزخ میں ہیں، تو اُنھوں نے ایسا کیا، روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اس کے بعد حضرت صدیقؓ نے ایک خواب اور اس الہام کی بنا پر جو آپ کے دل میں ڈالا گیا مصمّم ارادہ کیا کہ شام سے جہاد کے لئے مسلمانوں کی فوج بھیجیں تو آپ نے یزید بن ابی سفیانؓ کو ایک چوتھائی حصّہ شام کا امیر بنایا اور اُن کو رخصت کرنے کے وقت اتنی عجیب وصیتیں فرمائیں جو اُمراء مسلمین کیلئے تمام شہروں اور تمام زمانوں میں دستور العمل بن گئیں۔ مروی ہے یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ ابوبکر صدیقؓ نے شام کی طرف لشکر بھیجے پھر پیدل چلتے ہوئے نکلے یزید بن ابی سفیانؓ کیساتھ جو سواری پر بیٹھے ہوئے تھے) اور وہ (شام کے) ان چار حصّوں میں سے ایک حصّہ پر امیر تھے

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لابی بکر اما ان ترکب واما ان انزل
فقال ابو بکر ما انت بنازل وما انا
براکب انی احتسبت خطای ھذہ فی
سبیل اللہ ثم قال انک ستجد قوما
زعموا انھم حبسوا انفسھم فی سبیل اللہ
فذرھم وما زعموا انھم حبسوا انفسھم
لہ وستجد قوما فحصوا عن اوساط رؤسھم
من الشعر فاضرب ما فحصوا عنہ بالسیف
وانی موصیک بعشر لا تقتلن امرأۃ و
لا صبیا ولا کبیرا ھرما ولا تقطعن شجرا
مثمرا ولا تخربن عامرا ولا تعقرن
شاۃ ولا بعیرا الا لماکلۃ ولا تحرقن نخلا
ولا تغرقنہ ولا تغلل ولا تجبن اخرجہ
مالک فی الموطا عن یزید بن ابی سفیان
قال قال ابو بکر رضی اللہ عنہ حین بعثنی
الی الشام یا یزید ان لک قرابۃ خشیت
ان توثرھم بالامارۃ وذلک اکبر ما
اخاف علیک فان رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم قال من ولی من امر المسلمین
شیئا فامر علیھم احدا محاباۃ فعلیہ لعنۃ
اللہ لا یقبل اللہ منہ صرفا ولا
عدلا حتی یدخلہ جہنم ومن اعطی
احدا حمی اللہ فقد انتھک فی حمی اللہ
شیئا بغیر حقہ فعلیہ لعنۃ اللہ اوقال
تبرأت منہ ذمۃ اللہ عز وجل

تو لوگوں نے یہ اندازہ کیا کہ یزیدؓ نے ابو بکرؓ سے کہا کہ یا تو آپ سوار ہوں یا میں اُتروں تو ابو بکرؓ نے فرمایا نہ تمہارے اُترنے کی ضرورت نہ میرے سوار ہونے کی کیونکہ میں نے اپنے قدموں سے اللہ کے راستہ میں چلنے کی نیت کر رکھی ہے۔ پھر فرمایا تم وہاں پہنچکر ایسے لوگوں کو پاؤ گے جو یہ گمان کرتے ہیں کہ انھوں نے اپنے آپ کو اللہ کے راستہ میں لگا رکھا ہے تو ان کو ان کے اس گمان پر کہ انھوں نے خود کو اللہ کے کام میں لگا رکھا ہے چھوڑ دینا اور تم ایسی قوم کو بھی پاؤ گے جو اپنی چندیا کے بال نکال دیتے ہیں (ادھر ادھر بال رکھتے ہیں) اس چندیا پر تلوار کی ضرب لگاؤ۔ اور میں تم کو دس وصیتیں کرتا ہوں، ہرگز قتل نہ کرنا کسی عورت کو اور نہ لڑکے کو اور نہ بڑی عمر والے بوڑھے کو اور نہ کسی پھل دینے والے درخت کو کاٹنا اور نہ کسی آبادی کو اجاڑنا اور نہ کسی بکری یا اونٹ کی کونچیں کاٹنا بجز اسکے کھانے کی وجہ کے اور نہ کسی درخت خرما کو پھونکنا اور نہ کھودنا اور نہ خیانت کرنا اور نہ بزدلی کرنا، ان کو امام مالکؒ نے ذکر کیا موطا میں۔ مروی ہے یزید بن ابی سفیانؓ سے کہا کہ جب مجھے ابو بکرؓ نے شام کی طرف بھیجا تو فرمایا کہ اے یزید! تجھ سے قرابت ہے مجھے اندیشہ ہے کہ تو لوگوں پر امارت کی وجہ سے اپنی برتری نہ جتانے لگے اور یہ سب سے بڑا اندیشہ ہے تجھ سے کیوں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو متولی ہو جائے مسلمانوں کے امور میں سے کسی امر کا پھر وہ لوگوں پر کسی شخص کو امیر بنائے باہمی عطیہ وبخشش کے طور پر تو اس پر اللہ کی لعنت، نہ اُسکے فرض قبول کئے جائیں گے اور نہ نفل یہاں تک کہ اللہ تعالے اس کو جہنم میں داخل کریگا اور جس نے کسی کو دیدی اللہ کی محفوظ چیز (مثلاً مال یا صدقات کے جانور جو اسکی حفاظت میں تھے) تو اس نے اللہ کی حرمت میں تصرف کیا بغیر اس کا حق حاصل ہونے کے تو اس پر اللہ کی لعنت ہے یا یہ فرمایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اخرجه احمد وذکر الواقدی فی کتاب فتوح الشام فی قصۃ وصیۃ ابی بکر لیزید بن ابی سفیان عند الوداع فقال تقدم یزید بن ابی سفیان وقال یا خلیفۃ رسول اللہ اوصنی فقال اذا سرت فلا تعنف الی اٰخر الوصیۃ وذکر الواقدی ایضاً فی قصۃ وصیۃ ابی بکر لعمرو بن العاص عند وداعہ وتولیتہ علی جیش المسلمین فقال ابوالدرداء کنت مع عمرو بن العاص فی جیشہ الخ بالجملہ ازیں جنس بود رجوع مردم بسوئے حضرت صدیق رضؓ در مسائل نازلہ وقیام وے رضی اللہ عنہ بحل اشتباہ دراں والقلیل نموذج الکثیر و الغرفۃ تنبئ عن البحر الکبیر تا آنکہ آخرکار خود فاروق اعظم رضؓ راخلیفہ ساخت و اینجا فراستے عظیم بکار برد۔ عن عبد اللہ بن مسعود قال افرس الناس ثلثۃ ابوبکر حین تفرس فی عمر فاستخلفہ والتی قالت استأجرہ ان خیر من استأجرت القوی الامین والعزیز حین قال

(درشتی کمن) (دختر شعیب) (حاکم مصر ۱۲)

کہ اللہ عزّ وجلّ کا ذمہ اس سے ہٹ گیا، اس کو احمد نے روایت کیا۔ اور واقدی نے ذکر کیا کتاب فتوح الشام میں یزید بن ابی سفیانؓ کو رخصت کرنے کے وقت حضرت ابوبکرؓ کے نصیحت کرنے کے قصہ میں کہ یزید بن ابی سفیانؓ نے آکر کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہؐ! مجھے وصیت کیجئے۔ تو آپ نے فرمایا کہ جب تم پہنچو تو بدخلقی نہ کرنا، آخر وصیت تک۔ اور واقدی ہی نے عمرو بن العاصؓ کو اُن کے رخصت کرنے اور مسلمانوں کے لشکر پر افسر بناتے وقت ابوبکرؓ کے وصیت کرنے کے قصہ میں یہ بھی لکھا ہے کہ پھر کہا ابودرداءؓ نے کہ میں عمرو بن العاصؓ کے ساتھ تھا اُن کے لشکر میں، آخر تک۔ الغرض اس طرح کا رجوع تھا لوگوں کا حضرت صدیقؓ کی طرف پیش آمدہ مسائل میں اور صدیق رضی اللہ عنہ اس طرح لوگوں کے اشتباہ حل کرتے تھے۔ اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلّو بھر پانی حال بتاتا ہے بحرِ کبیر کا۔ یہاں تک کہ آخرکار آپ نے خود فاروقِ اعظمؓ کو خلیفہ بنایا اور یہاں آپ ایک عظیم فراستؑ کو کام میں لائے۔ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ سب سے زیادہ صاحبِ فراست تین ہوتے ہیں۔ ابوبکرؓ جب کہ انھوں نے گہری نظر ڈالی عمرؓ میں اور اُن کو خلیفہ بنایا اور جس عورت (یعنی حضرت شعیبؑ کی بیٹی) نے کہا تھا اِستاجرہُ الخ یعنی اے باپ! اس (موسیٰؑ) کو ملازم رکھ لیجیے سب سے اچھا ملازم جو آپ رکھیں گے وہ ہے جو قوی ہو اور امین بھی۔" اور عزیز (حاکم مصر) جب کہ اس نے

ع کسی کو دیکھ کر اس کے باطن کا حال معلوم کر لینا فراست ہے۔ ذکاوت، ہوشمندی، تفرّس گہری نظر سے دیکھنا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لامرأته أكرمی مثواه اخرجه ابوبکر ابن ابی شیبة والحاکم وعن قیس بن ابی حازم قال رایت عمر بن الخطاب وبیده عسیب نخل وهو یجلس الناس ویقول اسمعوا لقول خلیفة رسول الله صلی الله علیه وسلم قال فجاء مولی لابی بکر یقال له شدید بصحیفة فقرأها علی الناس فقال یقول ابوبکر اسمعوا واطیعوا لمن فی هذه الصحیفة فوالله ما الوبکم قال قیس فرأیت عمر ابن الخطاب بعد ذلك علی المنبر رواه ابن ابی شیبة وعن زبید بن الحارث ان ابابکر حین حضره الموت ارسل الی عمر یستخلفه فقال الناس أتستخلف علینا فظا غلیظا ولو قد ولینا کان افظ واغلظ فما تقول لربك اذا لقیته وقد استخلفت علینا عمر قال ابوبکر ابربی تخوفونی اقول اللهم استخلفت علیهم خیر خلقك ثم ارسل الی عمر فقال انی موصیك بوصیة ان انت حفظتها ان لله حقا بالنهار لا یقبله باللیل وان لله حقا باللیل لا یقبله بالنهار وانه لا یقبل نافلة حتی تؤدی الفریضة وانما

اپنی عورت سے کہا اکرمی مثواہ (اس کو باعزت مقام دو) اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے اور حاکم نے روایت کیا۔ اور قیس بن ابی حازمؒ سے مروی ہے کہا کہ میں نے دیکھا عمر بن الخطابؓ کو اور اُن کے ہاتھ میں ایک کھجور کی چھپٹی تھی اور وہ لوگوں کو بٹھا رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ خلیفہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد سُنو۔ تو ابوبکرؓ کا غلام جس کو شدید کہا جاتا ہے ایک صحیفہ (لکھا ہوا کاغذ) لے کر آیا پھر اس نے اُس کو لوگوں کے سامنے پڑھا۔ پھر کہا کہ ابوبکرؓ کہتے ہیں کہ سُنو اور اطاعت کرو اس شخص کی جس کا نام اس صحیفہ میں ہے، اور واللہ میں تمہارے سامنے کوتاہی نہیں کر رہا ہوں۔ قیسؒ نے کہا پھر میں نے عمر بن الخطابؓ کو اس کے بعد منبر پر دیکھا، روایت کیا اس کو ابن ابی شیبہ نے۔ اور مروی ہے زبید بن الحارثؒ سے کہ ابوبکرؓ نے جب ان کی موت کا وقت آیا تو عمرؓ کو بلا بھیجا۔ وہ ان کو خلیفہ بنانا چاہتے تھے، تو لوگوں نے کہا کہ کیا آپ ہم پر ایسے شخص کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو تند مزاج اور سخت دل ہے اور اگر وہ ہم پر والی بن گیا تو اور بھی تند مزاج اور زیادہ سخت ہو جائے گا تو آپ اپنے رب کو کیا جواب دیں گے جب اس سے ملیں گے جب کہ آپؓ نے ہم پر عمرؓ کو خلیفہ بنا دیا ہوگا۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ کیا میرے رب سے تم مجھے ڈراتے ہو؟ میں کہوں گا کہ اے اللہ! میں نے ایسے شخص کو خلیفہ بنایا جو آپ کی مخلوق میں بہتر ہے۔ پھر عمرؓ کو بلایا اور فرمایا کہ میں تم کو ایک وصیت کرنیوالا ہوں اگر تم نے اس کو محفوظ رکھا تو کامیاب ہو گے) درحقیقت اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے دن میں وہ اس کو رات میں قبول نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کا ایک حق ہے رات میں وہ اسکو دن میں قبول نہیں کرتے اور یہ یاد رکھو کہ اللہ تعالیٰ نافلہ کو قبول نہیں کرتے یہاں تک کہ فریضہ ادا کر لو۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثقلت موازينه من ثقلت موازينه
يوم القيمة باتباعهم فی الدنيا
الحق وثقله عليهم وحق لميزان لا
يوضع فيه الا الحق ان يكون ثقيلا
وانما خفت موازين من خفت
موازينه يوم القيمة باتباعهم
الباطل وخفته عليهم وحق لميزان
لا يوضع فيه الا الباطل ان يكون
خفيفا وان الله ذكر اهل الجنة
وصالح ما عملوا وانه تجاوز عن
سيأتهم فيقول القائل لا ابلغ
هؤلاء وذكر اهل النار
باسوء ما عملوا وانه رد عليهم
صالح ما عملوا فيقول قائل انا
خير من هؤلاء وذكر اية الرحمة
واية العذاب ليكون المؤمن
راغبا راهبا لا يتمنى على الله
غير الحق ولا يلقى بيده الى
التهلكة فان انت حفظت
وصيتي لم يكن غائب احب
اليك من الموت وان انت
ضيعت وصيتي لم يكن غائب
ابغض اليك من الموت ولم
تعجزه اخرجه ابن ابی شيبة
و اخرج القاضی ابویوسف فی

اور (یہ یاد رکھو) کہ قیامت کے دن بھاری ہوں گے وزن (اعمال کے) جس کے بھاری ہوں گے، دنیا میں اُن کے حق کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُن پر اُس کا ثقل ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت (واستعداد) دی گئی ہوگی کہ جب اس میں حق رکھا جائے گا تو وہ بھاری ہو جائے گی اور ہلکے ہوں گے وزن (اعمال) قیامت کے دن جن لوگوں کے ہلکے ہوں گے اُن کے باطل کا اتباع کرنے کی وجہ سے اُس میں خفت ہونے کی وجہ سے اور میزان کو یہ لیاقت دی گئی ہوگی کہ جب اُس میں باطل پہنچ جائے گا تو وہ ہلکی ہو جائے گی۔ اور (یہ یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ جنت کا اور اُن کے اچھے اعمال کا ذکر فرمایا اور اس نے اُن کے بُرے اعمال کو معاف فرمایا ہے (تو صرف اچھے اعمال کا ذکر پڑھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں کبھی اُن کے مرتبہ کو نہ پہنچوں گا (کہ ان سے بُرے اعمال صادر نہیں ہوتے) اور اللہ تعالیٰ نے ذکر کیا اہلِ نار اور ان کے بُرے اعمال کا اور اُس نے اُن کے نیک اعمال کو ان (کے منہ) پر مار دیا ہے (یہ نہ سمجھو کہ انھوں نے اچھے عمل کئے ہی نہ تھے) کہ (یہ سمجھ کر) ایک کہنے والا یہ کہنے لگے گا کہ میں ان لوگوں سے اچھا ہوں اور (یاد رکھو) کہ اللہ تعالیٰ نے آیتِ رحمت اور آیتِ عذاب کا (ساتھ ساتھ) ذکر کیا ہے تاکہ مومن راغب (رحمت کی طرف) اور راہب (یعنی عذاب سے ڈرنے والا بھی) رہے اور اللہ سے غیر حق کی تمنّا کرے اپنے کو ہلاکت میں نہ ڈالے۔ اب اگر تم نے میری آخری باتوں کو یاد رکھا تو کوئی غائب چیز تمھیں موت سے زیادہ عزیز نہ ہوگی اور اگر تم نے میری وصیت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمھارے لئے موت سے زیادہ بُری نہ ہوگی اور تم اُس کو روک نہیں سکتے، اس کو ابن ابی شیبہؒ نے روایت کیا۔ اور قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں یہ روایت اسی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کتاب الخراج نحوہ الا انہ قال عن زبید بن الحارث عن ابن سابط وساق الحدیث وعن اسماء بنت عمیس انہ قال لہ یا ابن الخطاب انی انما استخلفتک نظرا لما خلفت ورائی وقد صحبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرایت من اثرتہ انفسنا علی نفسہ واھلنا علی اھلہ حتی ان کنا لنظل نھدی الی اھلہ من فضول ما یأتینا عنہ وقد صحبتنی فرایتنی انما اتبعت سبیل من قبلی واللہ ما نمت فحلمت ولا توھمت فسھوت لعلی السبیل ما زغت وان اول ما احذرک یا عمر نفسک وان لکل نفس شھوۃ فاذا اعطیتھا تمادت فی غیرھا واحذرک ھؤلاء النفر من اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم الذین قد انتفخت اجوافھم وطمحت ابصارھم واحب کل امرء منھم لنفسہ وان لھم لخیرۃ عند زلۃ واحد منھم فایاک ان تکون واعلم انھم لن یزالو منک خائفین ما خفت اللہ لک مستقیمین ما استقامت طریقتک ھذہ وصیتی واقرأ

طرح اخذ کی ہے بجز اس کے کہ انھوں نے روایت کی ہے زُبید بن الحارث سے اُنھوں نے ابن سابط سے اور حدیث کو شروع کر دیا۔ اور اسماء بنت عمیسؓ سے مروی ہے کہ ابوبکرؓ نے عمرؓ سے کہا کہ اے ابن الخطابؓ! میں نے تم کو خلیفہ بنایا اُس کام پر نظر کرتے ہوتے جو تم نے میرے بعد قائم مقام ہو کر کیا اور (اس وجہ سے) کہ تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی صحبت میں رہے ہو تم نے آنحضرتؐ کا ہمارے نفسوں کو اپنے نفس پر اور ہمارے اہل و عیال کو اپنے اہل پر ترجیح دینا دیکھا ہے یہاں تک کہ ہم ہمیشہ اُن کے اہل کے پاس جو کچھ ہمارے پاس آپ کے پاس سے آنے کے بعد بچا کھچا ہوتا تھا وہ پہنچایا کرتے تھے اور تم میری صحبت میں بھی رہے ہو میں بھی اسی راستہ پر چلا ہوں جو مجھ سے پہلے تھا (یعنی حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے طریق پر) واللہ اس اندیشہ سے کہ کہیں اس راستہ سے میں ہٹ تو نہیں گیا میں نہیں سویا کہ پریشان خواب دیکھنے لگا اور جب اس وہم میں مبتلا ہوا تو مجھ سے سہو ہونے لگا اور سب سے پہلے اے عمرؓ! جس چیز سے میں تم کو ڈراتا ہوں وہ تمہارا نفس ہے اور ہر نفس میں کوئی خواہش پیدا ہوتی ہے پھر جب تم اس کی خواہش پوری کر دو گے تو وہ بڑھ کر دوسری کی طرف پہنچے گا اور میں تم کو اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اُن لوگوں کے طریقہ سے بچانا چاہتا ہوں جن کے پیٹ پھول گئے اور ان کی نگاہیں اونچی ہو گئیں اور ان میں سے ہر ایک اپنے نفس کو پسند کرنے لگا اور ہر لغزش کو ایک خیر سمجھنے لگا۔ خبردار کہ تم ایسے ہو جاؤ۔ اور جان کہ ہمیشہ لوگ تم سے خائف رہیں گے جب تک تم اللہ سے خائف رہو گے اور لوگ تم سے سیدھے رہیں گے جب تک تمہارا طریقہ سیدھا رہیگا۔ یہ میری وصیت ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عليك السلام اخرجہ ابو یوسف رح
اینجا نکتہ ایست باید دانست کہ صدیق
اکبر رض مشارک بود با سائر علماء صحابہ رض در علم
کتاب و سنت مدار مزیتے کہ درمیان
ایشاں داشت خصلتے دیگر است و آں
آن است کہ نصیب وے رضی اللہ عنہ از
تقاسیم رحمت الٰہی آں بود کہ چوں مسئلہ
وارد می شد یا مشورتے در پیش مے
آمد فراست خود را در پے آں مے
دوانید دریں اثنا شعاعے از غیب
بردل او مے افتاد و بآں شعاع
بر حقیقت کار مہتدی مے گشت و
مطرح ایں شعاع از لطائف نفس او
لطیفہ قلبیہ می بود لہذا بصورت
عزیمت ظاہر می شد نہ بطریق مکاشفہ
و بایں واقع درویش مے افتاد نہ در رنگ
خاطر و سخن را بطریق غلبہ سکر ادا می فرمود
نہ بطور صحو و سخن کم مے گفت و چوں
می گفت خطائے کرد و لہذا چوں
درقصہ عریش حسبک مناشدتک
مع ربک گفت آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم شناختند کہ ایں واقع

اب میں تم کو سلام کہتا ہوں، اس کو ابو یوسف رح نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ ہے جاننا چاہیے کہ صدیق اکبر رض تمام علماء صحابہ رض کے ساتھ کتاب و سنت میں مشارک تھے۔ ان کے درمیان جو زیادتی (افضلیت) آپ رکھتے تھے اس کا مدار ایک دوسری خصلت ہے اور وہ یہ ہے کہ رحمت خداوندی کی تقسیمات میں سے ان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حصہ میں یہ آیا تھا کہ جب کوئی مسئلہ پیدا ہوجاتا تھا یا کوئی مشورہ سامنے آتا تھا تو آپ اپنی فراست کو اس کے پیچھے دوڑاتے تھے اس دوران میں غیب سے ایک شعاع ان کے دل پر پڑتی تھی اور اس شعاع سے وہ حقیقت کار سے مطلع ہوجاتے تھے اور اس شعاع کے واقع ہونے کا مقام ان کے لطائف نفس میں سے لطیفہ قلبیہ ہوا کرتا تھا لہذا وہ حقیقت بصورت عزیمت ظاہر ہوتی تھی نہ بطریق مکاشفہ (کہ جس میں صورت مثالی محسوس ہو کہ اس میں تاویلات کا احتمال ہوتا ہے) اور (جو حقیقت قلب پر پڑتی تھی) وہ واقع کے طور پر پڑتی تھی خیال کے رنگ میں نہیں۔ اور (اس حالت میں) آپ بات کو بطریق غلبہ سکر ادا فرمایا کرتے تھے بطور صحو نہیں اور آپ بات کم کہتے تھے اور جب کہتے تھے تو وہ بے خطا ہوتی تھی اور اسی بناء پر ہے کہ جب قصہ عریش میں آپ نے کہا حسبک مناشدتک مع ربک (بس کافی ہو چکا آپ کا اپنے رب کے سامنے اس کے وعدوں کا ذکر کرنا) تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے پہچان لیا کہ یہ وقوع کی خبر کس طرف سے ہے۔

عہ قلب پر ایسے حال کا ظاہر ہونا کہ وہ ان چیزوں کو پوشیدہ نہ رکھ سکے جن کا پوشیدہ رکھنا اس کے وارد ہونے سے پہلے ضروری تھا اس کو اصطلاح میں سکر کہتے ہیں۔ اس حالت میں شعور کا زائل ہونا ضروری نہیں مگر کمال شعور میں کمی آجاتی ہے۔ اور جب شعور پورے طور پر قائم ہو جیسا اس حال سے پہلے تھا اس حالت کو صحو کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از کجاست و قس علیہ سائر خطبہ
و احکامہ ازینجا واضح شد کہ خلیفہ اوّل
را صدیقِ اکبر چرا گفتند آخرج
الحاکم عن النزال بن سبرۃ عن
علی رضی اللہ عنہ انہ قال فی
ابی بکر ذاك امرءٌ سمّاہ اللہ تعالیٰ
صدّیقًا علیٰ لسانِ جبرئیل
ومحمّدٍ صلی اللہ علیہما وسلم
صاحب کشف المحجوب سخنے از مشائخ
صوفیہ نقل کردہ است کہ پیرامون ہمین
نکتہ میگردد مشائخ صدیقِ اکبرؓ
را مقدّم ارباب مشاہدہ داشتہ اند
مر قلّت حکایت و روایتش را
و عمرؓ را مقدّم ارباب مجاہدہ
نہند مر صلابۃ و معاملتش را شاہدِ
آں حدیثِ اسرار و جہر ایشانان در
نمازِ تہجد انتہٰی چوں ایں مبحث تمام شد
الحال پارۂ از مواعظ و رقائق حضرت
صدیق رضی اللہ عنہ و حکمت ہائے او
برنگاریم عن عبد اللہ بن عُکیم قال خطبنا
ابوبکرؓ فقال امّا بعد فانّی اُوصیکم بتقوی
اللہ وان تثنوا علیہ بما ھو لہ اھل و
ان تخلطوا الرغبۃ بالرھبۃ وتجمعوا الالحاف
بالمسألۃ فانّ اللہ اثنیٰ علیٰ زکریا و علی
اہلِ بیتہ فقال انّھم کانوا یسارعون

اور اسی پر قیاس کر لیجئے اُن کے تمام خطبوں اور احکام کو یہاں
سے یہ بات بھی واضح ہو گئی کہ خلیفۂ اوّلؓ کو صدیقِ اکبر کیوں کہتے
ہیں؟ حاکم روایت کرتے ہیں نزال بن سبرہؒ سے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ
نے ابو بکرؓ کے بارے میں فرمایا کہ وہ ایسے شخص تھے جن کا نام اللہ تعالیٰ
نے صدّیق لیا ہے زبانِ جبرئیل و زبانِ محمدؐ صلے اللہ علیہما وسلم پر۔
صاحب کشف المحجوب (داتا گنج بخش علیؒ ہجویری لاہوری) نے
مشائخ صوفیہ سے ایک بات نقل کی ہے وہ بھی اسی نکتہ سے تعلق
رکھتی ہے کہ صدیقِ اکبرؓ کی قلّتِ حکایت و روایت کے پیشِ نظر
مشائخ نے صدیقِ اکبرؓ کو مقدم (امام) اربابِ مشاہدہ کہا
ہے (کہ حق تعالیٰ کے نور وجود کے شہود سے اس حالت میں اپنی
ذات کی بھی خبر نہیں رہتی تکلّم بھی ختم ہو جاتا ہے اور حکایت و
روایت سب تکلّم پر ہی متفرع ہیں ع آنرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد)
اور عمرؓ کو مقدّم (امام) اربابِ مجاہدہ رکھا ہے اُن کی سختی اور اعمال
عبادت کے پیشِ نظر۔ اس کی شاہد وہ حدیث ہے جس میں نماز تہجد میں
ان دونوں حضرات کے اسرار و جہر کا ذکر ہے (حضرت ابو بکرؓ تہجد میں
قرآن بہت ہلکی آواز سے پڑھتے اور حضرت عمرؓ خوب زور سے) انتہٰی۔
جب یہ مبحث پورا ہو گیا اب تھوڑا سا حصہ حضرت صدیق رضی اللہ
عنہ کے مواعظ اور رقائق (یعنی قلب میں سوز و گداز پیدا کرنے والا
کلام) اور ان کی حکمتوں کا بھی لکھ دینا چاہتے ہیں۔ مروی ہے
عبد اللہ بن عکیمؒ سے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو خطبہ دیا ابو بکرؓ نے اور فرمایا،
امّا بعد (یعنی بعد حمد و صلوٰۃ) میں تم کو نصیحت کرتا ہوں کہ اللہ سے ڈرو
اور اللہ کی ایسی حمد و ثنا کرو جس کا وہ اہل ہے اور ہمیشہ (جنّت و مغفرت
کی) رغبت کو (دوزخ و عذاب کے) خوف کے ساتھ ملاتے رکھو اور شامل
رکھو (اللہ تعالیٰ کے حضور میں) سوال کے ساتھ الحاف (یعنی عاجزانہ
طلب اصرار کے ساتھ) کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زکریا نبی اور اُن کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی الخیرات ویدعوننا رغبا و
رهبا وکانوا لنا خشعین ۰
ثم اعلموا عباد الله ان الله قد
ارتهن بحقه انفسکم واخذ علی
ذلك مواثیقکم واشتری منکم
القلیل الفانی بالکثیر الباقی وهذا
کتاب الله فیکم لا تفنی عجائبه
ولا یطفأ نوره فصدقوا بقوله
وانتصحوا کتابه واستبصروا فیه
لیوم الظلمة فانما خلقکم للعبادة
ووکل بکم الکرام الکاتبین یعلمون
ماتفعلون ثم اعلموا عباد الله انکم
تغدون وتروحون فی اجل قد
غیب عنکم علمه فان استطعتم
ان تنقضی الاجال وانتم فی عمل الله
فافعلوا ولن تستطیعوا ذلك الا بالله
فسابقوا فی مهل اجالکم
قبل ان تنقضی اجالکم
فتردکم الی سوء اعمالکم
فان اقواما جعلوا اجالهم
لغیرهم ونسوا انفسهم
فانهاکم ان تکونوا
امثالهم فالوحاء الوحاء
والنجاء النجاء فان وراءکم
طالبا

اہل بیت کی تعریف کرتے ہوئے فرمایا انہم کانوا الخ (۲۱: ۹۰)
یہ سب نیک کاموں میں دوڑتے تھے اور امید وبیم کے ساتھ ہماری
عبادت کرتے تھے اور ہمارے سامنے دب کر رہتے تھے۔" پیارے اللہ
کے بندو! یہ بھی جان لو کہ اللہ نے اپنے حق کے بدلے میں تمہارے
نفوس کو رہن رکھا ہے اور اس پر تم سے پختہ عہد لیا ہے اور اس نے
تم سے تھوڑی اور فنا ہونے والی چیز (حیات دنیا) کو خریدا ہے بہت
اور ہمیشہ رہنے والی چیز (جنت) کے بدلے میں اور یہ اللہ کی کتاب
تم میں موجود ہے جسکے عجائب ختم نہیں ہوتے اور اُس کا نور نہیں بجھتا
تو اُس کے قول کی تصدیق کرو اور اللہ کی کتاب سے نصیحت حاصل
کرو اور اس میں بصیرت حاصل کرو ظلمت والے دن (یعنی یوم قیامت)
کیلئے کیونکہ اللہ نے تم کو صرف عبادت کے لئے پیدا کیا ہے اور تم پر
متعین کر دیا ہے کراما کاتبین کو جو وہ سب کچھ جانتے ہیں جو تم کرتے ہو
پیارے اللہ کے بندو! یہ بھی جان لو کہ تم صبح وشام برابر موت کیطرف
چل رہے ہو جس کا علم تم سے پوشیدہ رکھا گیا ہے پھر اگر تم ایسا
کرسکو کہ (موت کے وقت معین اور موجودہ وقت کی
درمیانی) ساعتیں اس طرح پوری ہوں کہ تم اللہ کے
کام میں لگے رہو تو ایسا کرلو اور تم اس پر قدرت ہرگز
نہیں پاسکتے مگر اللہ کی توفیق سے تو اے لوگو!
جلدی کرو (نیک اعمال کرنے میں) اپنی ان مہلتوں کے
زمانہ میں قبل اس کے کہ وقت معین پورا ہو پھر وہ تم
کو تمہارے اعمال کی برائی کی طرف دھکیلے کیونکہ بہت
اقوام ہیں جنھوں نے اپنے اوقات (کی متاع گرانمایہ)
کو دوسروں کے لئے (ضائع) کردیا اور اپنے نفوس کو بھلادیا
تو میں تم کو روکتا ہوں کہ تم ایسے نہ بن جانا۔ تو جلدی کرو جلدی
کرو نجات (کی طرف دوڑو) نجات (کی طرف) کیونکہ تمہارے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حثیثاً مزّۃً سریعاً اخرجہ ابن ابی شیبۃ
والحاکم وعن انس قال کان ابوبکر
یخطبنا فیذکر بدء خلق الانسان
فیقول خلق من مجری البول مرتین
فیذکر حتی یتقذر احدنا نفسہ
اخرجہ ابن ابی شیبۃ و این خطبہ
ابلغ علاج عجب نفس است وعن عرفجۃ
السلمی قال قال ابوبکر ابکوا فان
لم تبکوا فتباکوا اخرجہ ابن ابی شیبۃ
وفی الاحیاء عن ابی بکر
الصدیق انہ کان یقول فی
خطبتہ این الوضاۃ الحسنۃ وجوھھم
المعجبون بشبابھم این الملوک
بنوا المدائن وحصنوھا بالحیطان
این الذین کانوا یعطون الغلبۃ
فی مواطن الحرب قد
تضعضع بھم الدھر فاصبحوا
فی ظلمات القبور الوحا الوحا النجا
النجا وعن مجاھد قال قام ابوبکر
خطیباً فقال ابشروا فانی ارجو
ان یتم اللہ ھذا الامر حتی تشبعوا
من الزیت والخبز اخرجہ ابن ابی شیبۃ
و این خطبہ در وقتے بود کہ مسلمین را
بجہاد شام می فرستاد و درینجا بشارت
است بفتح شام زیرا کہ

پیچھے تیزی کے ساتھ ڈھونڈنے والا دفعۃً سرعت کے ساتھ پہنچ
جانے والا لگا ہوا ہے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ اور
حاکم نے۔ اور مروی ہے انس رض سے کہا کہ ابوبکر رض ہم کو خطبہ دیا کرتے
تھے اور انسان کی ابتداء پیدائش کا ذکر کیا کرتے اور فرماتے کہ وہ
پیدا کیا گیا پیشاب کے جاری ہونے کی جگہ سے دو مرتبہ (ایک مرتبہ
مرد کے مجرائے بول کا ہے اور دوسرا مرتبہ عورت کے مجرائے
بول کا) پھر ہم کو اس ڈھنگ سے نصیحت کیا کرتے تھے کہ ہم میں کا
ہر ایک اپنی ذات سے گھن کرنے لگتا تھا، اس کو روایت کیا ابن
ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ نفس کی خود پسندی کا پورا پورا
علاج ہے۔ اور عرفجہ سلمی رض سے مروی ہے کہا کہ (ایک مرتبہ)
ابوبکر رض نے فرمایا کہ روؤ۔ اگر تم کو رونا نہ آئے تو رونے کی صورت
بنا لو، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں
ہے کہ مروی ہے ابوبکر صدیق رض سے کہ آپ اپنے خطبہ میں فرمایا کرتے
تھے کہاں گئے وہ گورے رنگ کے لوگ جن کے چہرے خوبصورت
تھے اپنی جوانی سے پھولے نہ سماتے تھے کہاں گئے وہ بادشاہ
جنھوں نے شہروں کی بنیادیں رکھیں اور ان کو دیواروں سے
قلعہ بند کیا، کہاں گئے وہ لوگ جو جنگ کے مواقع پر فتحمند رہا کرتے
تھے، ان کو زمانہ نے ایک جھٹکا دیا تو سب قبر کی اندھیریوں میں
پہنچ گئے۔ بس جلدی کرو۔ جلدی! نجات، نجات۔ اور مروی ہے
مجاہد رح سے کہا کہ ابوبکر رض خطبہ دینے کھڑے ہوئے اور فرمایا کہ بشارت
سنو کہ میں کامل امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ اس امر (تمکین فی الارض)
کو پورا کرے گا یہاں تک کہ تم روغن زیتون اور روٹی پیٹ بھر کر
کھاؤ گے، اس کو روایت کیا ابن ابی شیبہ نے۔ اور یہ خطبہ اس
وقت کا ہے جبکہ مسلمانوں کو آپ شام کے جہاد کے لئے بھیج رہے
تھے اور اس جگہ فتح شام کی بشارت ہے کیونکہ زیت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زیبت ہمین در شام یافتہ می شود عن اسلم مولیٰ عمر ان عمر اطّلع علی ابی بکر و ہو یمدّ لسانہ فقال ما تصنع یا خلیفۃ رسول اللہ فقال ان ہذا اوردنی الموارد ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ و سلم قال لیس شیٔ من الجسد الا وہو یشکو ذرب اللسان اخرجہ ابو یعلی و فی الاحیاء قال ابو بکر الصدیق لا یحقرن احدکم احدا من المسلمین فان صغیر المسلمین عند اللہ کبیر و فی الاحیاء ایضا قال ابو بکر وجدنا الکرم فی التقوی والغنا فی الیقین والشرف فی التواضع وعن عائشۃ عن ابی بکر کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا حزنہ الامر قال اللہم خر لی و اختر لی اخرجہ ابو یعلی عن عروۃ عن عائشۃ او عن اسماء ان ابا بکر قام مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من العام المقبل من العام الذی توفی فیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی الصیف عام الاول ثم فاضت عیناہ ثم قال انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم فی الصیف عام الاول ثم فاضت عیناہ ثم قال انی سمعت نبیکم صلی اللہ علیہ وسلم

شام میں ہی پایا جاتا ہے۔ مروی ہے اسلمؓ مولےٰ عمرؓ سے کہ عمرؓ حضرت ابوبکرؓ کے سامنے آگئے (ایسے وقت میں) جب کہ وہ اپنی زبان کھینچ رہے تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفہ رسول اللہ آپ کیا کر رہے ہیں؟ تو فرمایا کہ یہی ہے جس نے مجھے مقامات ہلاکت میں ڈالا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جسد میں جتنی بھی چیزیں ہیں سب ہی زبان کی تیزی کی شکایت کرتی ہیں، اس کو روایت کیا ابو یعلےٰ نے۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی مسلمانوں میں سے کسی کو ہرگز حقیر نہ سمجھے کیونکہ مسلمانوں میں سے جو (دنیا میں) کم رتبہ ہے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بڑے مرتبہ والا ہے۔ اور احیاء میں یہ بھی ہے کہ ابوبکرؓ نے فرمایا کہ ہم نے بزرگی تقویٰ میں پائی اور غنا یقین میں پایا (یعنی خلق سے وہ شخص بے پرواہ ہوگا جو اللہ تعالیٰ کے حاجت روا ہونے کا یقین رکھتا ہو) اور شرف تواضع میں پایا۔ اور عائشہؓ روایت کرتی ہیں ابوبکرؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو جب کوئی بات غمگین کرتی تو آپؐ یہ کہتے، یا اللہ! میرے لئے خیر کیجئے اور (اچھی بات کو) میرے لئے آپ ہی پسند کریجئے، اس کو ابو یعلےٰ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عُروہؓ سے وہ روایت کرتے ہیں عائشہؓ سے یا اسماءؓ سے کہ ابوبکرؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جگہ کھڑے ہوئے جس سال میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوئی تھی اُس سے اگلے سال پھر بولے کہ "میں نے سُنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے موسم میں۔" اس کے بعد اُن کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ پھر بولے کہ "میں نے سُنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے سال گرمی کے موسم میں۔" پھر آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔ پھر فرمایا کہ "میں نے سُنا ہے تمہارے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی الصیف عام الاوّل یقول سلوا اللہ العفو والعافیۃ "سن الخطایا" والمعافات "من الامراض" فی الدنیا و الآخرۃ اخرجہ احمد وابو یعلٰی وللحدیث طرق مختلفۃ والفاظ متغائرۃ وفی بعضہا انہ لم یقسم شیئٌ بین الناس افضل من المعافات بعد الیقین الا ان الصدق والبر فی الجنۃ و ان الکذب والفجور فی النار و فی بعضہا سلوا اللہ العفو والعافیۃ والیقین فی الاولٰی والاخرٰی و فی بعضہا من الزیادۃ ولا تقاطعوا ولا تباغضوا ولا تحاسدوا وکونوا عباد اللہ اخوانا کما امرکم اللہ و عن انس قال قال ابوبکر بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر انطلق بنا الٰی ام ایمن نزورہا کما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزورہا فلما انتہیا الیہا بکت فقالا لہا ما یبکیک ما عند اللہ خیر لرسولہ قال فقالت ما ابکی ان لا اکون اعلم "الراوی" ان ما عند اللہ خیر لرسولہ ولکن ابکی ان الوحی انقطع من السماء فہیجتہما علی البکاء فجعلا یبکیان معہا اخرجہ ابو یعلٰی و عن انس ان ابا بکر دخل علی النبی

پہلے سال گرمی کے موسم میں کہ آپؐ فرماتے تھے کہ اللہ سے سوال کرو عفو (یعنی گناہوں سے معافی) کا اور عافیت (یعنی امراض سے رہائی یعنی تندرستی) کا اور معافات کا (یعنی اللہ ہم کو دوسروں کا اور دوسروں کو ہمارا محتاج نہ کرے) دنیا اور آخرت میں، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلٰی نے اور اس حدیث کی مختلف سندیں ہیں اور ان میں الفاظ کا تغیر بھی ہے۔ بعض روایات میں یوں ہے کہ لوگوں کے درمیان ایمان کے بعد کوئی چیز معافات سے بہتر تقسیم نہیں کی گئی۔ یاد رکھو سچائی اور نیکی کا مقام جنت میں ہے اور جھوٹ اور بدکرداری کا دوزخ میں۔ اور بعض روایات میں یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ سے مانگو معافی اور تندرستی اور یقین دنیا اور آخرت میں۔ اور بعض روایات میں یہ اضافہ ہے کہ اور ایک دوسرے سے قطع تعلق نہ کرو اور نہ حسد کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر رہو جیساکہ تم کو اللہ نے حکم دیا ہے۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہا کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابوبکر رضؓ نے عمر رضؓ سے کہا کہ ہمارے ساتھ ام ایمن رضؓ سے ملنے چلو جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس جایا کرتے تھے۔ تو جب دونوں ان کے پاس پہنچے تو وہ رونے لگیں ان دونوں نے کہا کہ آپ کیوں روتی ہیں؟ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسولؐ کے لئے بہتر ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ میں اس لئے تو نہیں روتی کہ میں اس بات سے ناواقف ہوں کہ جو اللہ کے پاس ہے وہ اس کے رسولؐ کے لئے بہتر ہے لیکن میں اس بات سے روتی ہوں کہ آسمان سے وحی کا آنا منقطع ہو گیا۔ تو ام ایمن رضؓ نے (یہ کہہ کر) ان میں بھی جوشِ گریہ پیدا کر دیا اور یہ دونوں بھی ان کے ساتھ رونے لگے، اس کو ابو یعلٰی نے روایت کیا۔ اور مروی ہے انس رضؓ سے کہ ابوبکر رضؓ رسول اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صلے اللہ علیہ وسلم کئیباً فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم مالی اراک کئیباً قال یا رسول اللہ کنت عند ابن عم لے البارحۃ وھو یکید بنفسہ قال فہلا لقنتہ لا الہ الا اللہ قال قد فعلت یا رسول اللہ قال فقالہا قال نعم قال وجبت لہ الجنۃ قال ابو بکر کیف ہی للاحیاء یا رسول اللہ قال ہی اہدم لذنوبہم ہی اہدم لذنوبہم اخرجہ ابو یعلی وعن زید بن ارقم عن ابی بکر ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ جسد غذی بحرام اخرجہ ابو یعلی وعن ابی بکر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لا یدخل الجنۃ خب ولا سیئ الملکۃ وان اول من یقرع باب الجنۃ المملوک والمملوکۃ اذا احسنا عبادۃ ربہما ونصحا لسیدہما اخرجہ احمد و ابو یعلی بطرق مختلفۃ والفاظ متغایرۃ فی بعضہا قال رجل یا رسول اللہ اخبرتنا ان ہذہ الامۃ اکثر الامم مملوکین وایامی قال فاکرموہم کرامۃ

صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس غمگین پہنچے تو اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا بات ہے میں تم کو غمگین دیکھتا ہوں۔ عرض کیا کہ یا رسول اللہ گزشتہ رات میں اپنے چچا کے بیٹے کے پاس تھا اور وہ دم توڑ رہا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس کو کلمہ لا الہ الا اللہ کی تلقین کیوں نہ کی؟ تو انھوں نے کہا کر کی تھی یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ تو اُس نے اس کو کہہ لیا؟ ابو بکر رض نے کہا جی ہاں! تو آپ نے فرمایا کہ اُس کے لئے جنّت واجب ہو گئی۔ تو ابو بکر رض نے کہا کہ ... یا رسول اللہ یہ کلمہ زندوں کے لئے کیسا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کر دینے والا ہے۔ یہ کلمہ لوگوں کے گناہوں کو مسمار کر دینے والا ہے، اس کو ابو یعلی نے روایت کیا۔ اور زید ابن ارقم رض ابو بکر رض سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جنّت میں کوئی ایسا جسم داخل نہ ہو گا جس کو حرام غذا دی گئی ہے، اس کو روایت کیا ابو یعلی نے۔ اور ابو بکر رض نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ جنّت میں کوئی دھوکے باز اور بد طینت داخل نہ ہو گا اور سب سے پہلے جنّت کا دروازہ مملوک (غلام) اور مملوکہ (باندی) کھٹکھٹائیں گے جب کہ انھوں نے اپنے رب کی عبادت عمدگی کے ساتھ کی ہوگی اور اپنے آقا کی خیر خواہی بھی کرتے رہے ہوں گے، اس کو روایت کیا احمد اور ابو یعلی نے مختلف سندوں اور متغایر الفاظ کے ساتھ۔ بعض روایات میں یہ ہے کہ ایک شخص نے کہا کہ یا رسول اللہ! آپ نے ہمیں خبر دی ہے کہ اس اُمّت میں غلام اور باندیاں تمام اُمّتوں سے زیادہ ہوں گی۔ آپ نے فرمایا تو تم اُن کی ایسی عزّت کرو جیسی اپنی اولاد کی عزّت

ع محاورۂ عرب یہ ہے کہ گزشتہ رات کا ذکر جب زوال سے پہلے کرتے ہیں تو اللیلۃ کہتے ہیں اور جب بعد زوال کرتے ہیں تو البارحۃ کہتے ہیں ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اولادِکم واَطعِموھم مماتا کلون واکسوھم مماتکسون قال فماینفعنا من الدنیا یارسول اللہ قال فرسٌ ترتبطہ فی سبیل اللہ و مملوکٌ یکفیک فاذا صلّٰی فھو اخوک وفی بعضھا زیادۃٌ ملعونٌ من ضارّ مسلماً اوغیرہٗ وعن ابی بکر سألتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم ماشیّبک قال شیّبتنی ھودٌ والواقعۃُ وعمّ یتسآءلون واذاالشمس کُوّرت اخرجہ ابویعلٰی وعن ابی بکر قال قال رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم انّ اہلَ الجنّۃ لایتبایعون ولوتبایعوا ماتبایعوا الاّ بالبزّ اخرجہ ابویعلٰی بسندٍ غریب جدًّا ومعنی حدیث آنست کہ افضل مکاسب کسبی است کہ اقرب بنفع خلق اللہ باشد وابعد از شبہ ربوا و دورتر از نجاسات و نزدیک تر بمروّت وعن ابی بکر عن النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال علیکم بلا الٰہ الاّ اللہ والاستغفارِ فاکثروا منہما فانّ ابلیس قال اہلکتُ الناس بالذنوب فاہلکونی بلا الٰہ الاّ اللہ والاستغفارِ فلمّا رأیتُ ذٰلک اہلکتھم بالاھوآء وھم یحسبون انّھم مھتدون

اخرجہ

کرتے ہواوران کو وہ کھانا کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاتے ہو۔ اوراُن کو ایسا لباس پہناؤ جس کو تم خود پہنتے ہو۔ اُس شخص نے سوال کیاکہ یارسول اللہؐ! ہمیں دنیا کی کیا چیز نفع پہنچائیگی تو آپؐ نے فرمایاکہ وہ گھوڑا جو تو اللہؐ کے راستہ میں (کام لینے کے لئے) باندھے اورایک مملوک کافی ہے تیرے لئے تو جب وہ نماز پڑھے تو تیرا بھائی ہے۔ اور بعض روایات میں یہ زیادتی ہے کہ ملعون ہے وہ شخص جو کسی مسلمان یا غیر مسلمان کونقصان پہنچاتے۔ اور ابوبکرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیاکہ آپؐ کوکس چیز نے بوڑھا کردیا؟ فرمایا کہ مجھے بوڑھا کردیا (سورۃ) ہُود نے اور واقعہ اورعم یتسآءلون اور اذاالشمس کُوّرت نے، اس کوابو یعلٰی نے روایت کیا۔ اورمروی ہے ابوبکرؓ سے کہاکہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اہلِ جنّت خرید و فروخت نہ کرینگے اور اگرخرید وفروخت کریں توکس چیز کی کریں بجز کپڑے کے، اس کو ابویعلٰی نے بہت غریب سند سے روایت کیا۔ اور معنے حدیث کے یہ ہیں کہ کمائی کے حیلوں میں سے سب سے افضل وہ پیشہ ہے جو خلق اللہ کو نفع پہنچانے سے قریب تر ہو اور بعید ہو شبہ ربوٰ سے اور دورتر ہو نجاسات سے اور نزدیک تر ہو مروّت (یعنی خدمتِ خلق) سے۔ اور مروی ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے وہ روایت کرتے ہیں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے فرمایاکہ تمہارے اوپر لازم ہے لا الٰہ الاّ اللہ اوراستغفار تو ان دونوں کو بکثرت پڑھو۔ ابلیس نے کہاکہ میں نے لوگوں کو ہلاک کیا گناہوں سے اور اُنھوں نے مجھے ہلاک کیا لاالٰہ الاّ اللہ اور استغفار سے جب میں نے یہ دیکھا تو میں نے ان کو ہلاک کیا نفسانی خواہشوں سے دراں حالیکہ وہ یہ سمجھتے ہوں کہ ہم ہدایت یافتہ ہیں، اس کو

www.KitaboSunnat.com

ابو یعلیٰ وفی الاحیاء قال سعید بن المسیب لما احتضر ابو بکر رضی اللہ عنہ اتاہ ناس من اصحابہ فقالوا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زودنا فانا نراک ما بک (من شدت الرض) فقال ابو بکر رضی اللہ عنہ من قال ہؤلاء الکلمات ثم مات جعل اللہ روحہ فی الافق المبین قالوا ما الافق المبین قال قاع (میدان) بین یدی العرش فیہا ریاض و انہار و اشجار تغشاہ کل یوم مائۃ رحمۃ فمن قال ہذا القول جعل اللہ روحہ فی ذلک المکان و ہو اللہم انک ابدأت الخلق من غیر حاجۃ بک الیہم ثم جعلتہم فریقین فریقا للنعیم و فریقا للسعیر فاجعلنی للنعیم و لا تجعلنی للسعیر اللہم انک خلقت الخلق فرقا و میزتہم قبل ان تخلقہم فجعلت منہم شقیا و سعیدا و غویا و رشیدا فاسعدنی بطاعتک و لا تشقنی بمعاصیک اللہم انک علمت ما تکسب کل نفس قبل ان تخلقہا فلا محیص لہا مما علمت فاجعلنی ممن شغلتہ بطاعتک

ابو یعلیٰ نے روایت کیا۔ اور احیاء العلوم میں ہے کہ سعید بن المسیبؒ نے کہا کہ جب ابو بکر رضی اللہ عنہ کا آخری وقت آیا تو اُن کے پاس اُن کے اصحاب میں سے کچھ لوگ آئے اور کہا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ! ہمیں کچھ روح کی غذا (یعنی نصیحت کی بات اور دُعاء) عطا کر دیجئے کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں جو (شدّتِ مرض) آپ کے اوپر ہے۔ تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جو یہ کلمات کہے گا اور پھر مر جائے گا تو اللہ تعالےٰ اُس کی رُوح کو اُفقِ مبین میں پہنچا دے گا۔ اُنھوں نے کہا کہ اُفقِ مبین کیا ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ ایک میدان ہے عرش کے سامنے اُس میں باغ ہیں اور نہریں ہیں اور درخت ہیں اُس کو روزانہ سو رحمتیں ڈھانپ لیتی ہیں تو جو شخص یہ کلمات کہے گا اللہ تعالےٰ اُس کی روح کو اس مکان میں داخل کر دے گا اور وہ یہ ہیں: اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ اَبْدَأْتَ الخ (ترجمہ) یا اللہ بیشک آپ نے خلق کو پیدا کیا بغیر اس کے کہ آپ کو اُن کی طرف کوئی حاجت ہو پھر آپ نے اُن کے دو فریق بنائے ایک فریق جنّت کے لئے اور ایک فریق دوزخ کے لئے تو مجھے جنّت کے لئے تجویز کر دیجئے اور دوزخ کے لئے نہ کیجئے۔ اے اللہ! آپ نے خلق کو مختلف فرقوں پر پیدا کیا اور پیدا کرنے سے پہلے ہی ان کو متمیز کر دیا ان میں سے بعض کو آپ نے شقی بنایا اور بعض کو سعید اور بعض کو غوی (گمراہ) اور بعض کو رشید، تو مجھ کو سعید بنا دیجئے اپنی فرمانبرداری سے اور مجھ کو شقی نہ بنایئے اپنی نافرمانیوں سے۔ یا اللہ! بیشک آپ کو سب معلوم ہے جو کسب ہر ایک نفس کرتا ہے قبل اسکے کہ آپ اس کو پیدا کریں تو جس چیز کا آپ کو علم ہے اُس سے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں تو آپ مجھ کو اُن لوگوں میں داخل کر دیجئے جن کو آپ نے اپنی طاعت میں مشغول رکھا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللھم ان احدا لا یشاء حتی تشاء فاجعل مشیئتک ان اشاء ما یقربنی الیک اللھم انک قدرت حرکات العباد فلا یتحرک شئی الا باذنک فاجعل حرکاتی فی تقواک اللھم انک خلقت الخیر و الشر و جعلت لکل واحد منھما عاملا یعمل بہ فاجعلنی من خیر القسمین اللھم انک خلقت الجنۃ والنار فجعلت لکل واحد منھما اھلا فاجعلنی من سکان جنتک اللھم انک اردت الھدی بقوم و شرحت بہ صدورھم و اردت بقوم الضلالۃ وضیقت بھا صدورھم فاشرح صدری للاسلام وزینہ فی قلبی اللھم انک دبرت الامور و جعلت مصیرھا الیک فاحینی حیوۃ طیبۃ بعد الموت وقربنی الیک زلفی (قربۃ ۱۲) اللھم من اصبح و امسی ثقتہ و رجاؤہ غیرک فانک ثقتی و رجائی و لا حول ولا قوۃ الا باللہ قال ابوبکر رضی اللہ عنہ و ھذا کلہ فی کتاب اللہ عز وجل ذالحال کلمۃ

چند از باب قیام صدیق اکبرؓ بحقوق خلافت بر نگاریم وے رضی اللہ عنہ در بیان فخامۃ (بزرگی ۱۲) خلافت راشدہ فرمودہ قالت امراۃ

یا اللہ بیشک کوئی نہیں چاہتا جب تک آپ نہ چاہیں تو آپ اپنی مشیئت کو اس امر سے متعلق کر دیجئے کہ میں وہ بات چاہوں جو مجھے آپ سے قریب کر دے۔ یا اللہ آپ نے سب بندوں کی حرکات کا اندازہ مقرر کر دیا ہے تو کوئی شے حرکت نہیں کرتی بغیر آپ کے ارادے کے تو آپ میری حرکات اپنے سے تقوای کے لئے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے ہی خیر اور شر کو پیدا کیا اور دونوں میں سے ہر ایک پر عمل کرنے والے آپ نے بنائے تو مجھے دونوں قسموں میں سے بہتر قسم والا بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے پیدا کیا جنّت اور دوزخ کو پھر دونوں میں سے ہر ایک کے لئے آپ نے اہل بنا دیئے تو مجھے آپ اپنی جنّت کے رہنے والوں میں سے بنا دیجئے۔ یا اللہ! آپ نے جس قوم کو ہدایت دینے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو اُس کے لئے کشادہ کر دیا اور آپ نے کسی قوم کو گمراہ رکھنے کا ارادہ کیا اور اُن کے سینوں کو گمراہی سے تنگ کر دیا (کہ اس میں) ہدایت داخل ہو سکے تو میرے سینہ کو آپ اسلام کے لئے کھول دیجئے اور اس کو میرے قلب میں زینت والا بنا دیجئے۔ اے اللہ! آپ ہی نے جملہ امور کی تدبیر کی اور تمام امور کا مرجع اپنی ہی ذات کو قائم رکھا تو آپ مجھے بعد موت کے پاکیزہ زندگی عطا فرمایئے اور مجھے اپنا تقرب دائمی بخش دیجئے۔ اے اللہ! کسی نے صبح اور شام اس طرح کی کہ اس کا بھروسہ اور امید آپ کے غیر پر ہے لیکن میرا بھروسہ اور امید آپ کی ذات پر ہے اور کوئی پناہ کی جگہ نہیں اور کسی میں کوئی طاقت نہیں بجز اللہ کے۔" ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا اور یہ سب اللہ عزّ وجلّ کی کتاب میں موجود ہے۔ اب ہم چند کلمات صدیق اکبرؓ کے حقوق خلافت کی کامل ادائیگی پر لکھتے ہیں۔ صدیق رضی اللہ عنہ نے خلافت راشدہ کی عظمت پر ارشاد فرمایا ایک عورت نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لابی بکر ما بقاؤنا علیٰ ہذا الامر الصالح الذی
جاء اللہ بہ بعد الجاہلیۃ فقال بقاؤکم
علیہ ما استقامت بکم ائمتکم قالت
و ایما الائمۃ قال اَمَا کان لقومک
روساء وشراف یأمرونہم فیطیعونہم
قالت بلیٰ قال فہم مثل اولئک علی
الناس اخرجہ الدارمی واز کبراء صحابہؓ
و تابعینؒ جماعۃ وصف قیام صدیق اکبرؓ
کردند بحقوق خلافت عن عبد خیر قال
سمعت علیاً یقول قُبض رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم علیٰ خیر ما قُبض علیہ نبیٌّ من
الانبیاء واثنیٰ علیہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال ثم استخلف ابو بکر فعمل بعمل رسول
اللہ وسنتہٖ صلے اللہ علیہ وسلم ثم قُبض
ابو بکر علیٰ خیر ما قُبض علیہ احدٌ
وکان خیر ہذہ الامۃ بعد نبیہا ثم استخلف
عمر فعمل بعملہما وسنتہما ثم قبض علیٰ
خیر ما قُبض علیہ احدٌ وکان خیر
ہذہ الامۃ بعد نبیہا و بعد ابی بکر
اخرجہ ابن ابی شیبۃ وعن عائشۃ
انہا کانت تقول توفی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فنزل بابی بکر
مالو نزل بالجبال لہاضہا و
اشرأبّ النفاق بالمدینۃ وارتدت
العرب فو اللہ

(ہاضہا: کسرہا) (اشرأب: ارتفع)

ابو بکرؓ سے کہا کہ ہماری بقاء کی کیا صورت ہے اس امر صالح پر جس کو اللہ دورِ جاہلیت کے بعد لایا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اس پر تمہارا بقاء اُس وقت تک رہے گا جب تک تمہارے ائمہ سیدھے رہیں گے۔ اُس نے کہا کہ ائمہ کون سے؟ آپ نے فرمایا کیا تیری قوم میں کچھ روساء اور اشراف نہیں ہیں جو قوم کے لوگوں کو حکم دیتے ہوں اور وہ اُن کی اطاعت کرتے ہوں؟ اُس نے کہا کہ ضرور ہیں تو آپ نے فرمایا تو وہ لوگوں پر مثل ائمہ کے ہیں، اس کو روایت کیا دارمی نے۔ اور اکابر صحابہؓ اور تابعینؒ کی ایک جماعت نے صدیق اکبرؓ کے حقوقِ خلافت پر قیام کی تعریف کی ہے۔ مروی ہے عبد خیرؒ سے کہا کہ میں نے علیؓ سے سنا فرماتے تھے کہ وفات پائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ایسے بہترین حال میں جس پر انبیاءؑ میں سے کسی نبی نے وفات پائی۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مدح کی۔ کہا کہ پھر ابو بکرؓ خلیفہ بنائے گئے تو انھوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمل اور آپؐ کی سنّت کے مطابق کام کئے۔ پھر ابو بکرؓ نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس اُمت کے نبی کے بعد سب سے افضل تھے۔ پھر خلیفہ بنائے گئے عمرؓ تو اُنھوں نے اُن دونوں کے عمل اور اُن کی سُنّت کے مطابق کام کئے پھر اُنھوں نے وفات پائی جیسی بہترین حالت پر کسی کی وفات ہوتی ہے اور وہ اس امت کے نبیؐ اور ابو بکرؓ کے بعد سب سے افضل تھے، اس کو ابنِ ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور مروی ہے عائشہؓ سے کہ وہ فرمایا کرتی تھیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پاگئے تو ابو بکرؓ پر جو (بوجھ) آپڑا تھا وہ اتنا سخت تھا کہ اگر پہاڑ پر آپڑتا تو اُس کو بھی توڑ دیتا اور مدینہ میں نفاق بلند ہو گیا اور عرب مرتد ہو گئے تو واللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ما اختلفوا فی نقطۃٍ الا طار ابی بحظّھا و
غنائھا فی الاسلام و کانت تقول مع
ہذا و من رای عمر بن الخطاب عرف انہ خلق
غناءً للاسلام کان واللہ احوذیا نسیج وحدہ
قد اعدّ للامور اقرانھا اخرجہ ابن ابی شیبۃ
و قال عبداللہ بن الاہتم واعظ الشام فی
خطبتہ الطویلۃ ثم قام بعدہ ابوبکر فسلک
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سنتہ و اخذ سبیلہ و ارتدت
العرب او من فعل ذلک منہم فابی
ان یقبل منہم بعد رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم الا الذی کان قابلا
انتزع السیوف من اغمادھا
برکشید ۱۲ میانہا ۱۲
و اوقد النیران فی شعلہا ثم تکبّ
باھل الحق اہل الباطل فلم یبرح
یقطع اوصالھم و یسقی الارض
مفاصلہم ۱۲
دماءھم حتی ادخلہم فی الذی
ای الاسلام ۱۲
خرجوا منہ و قررہم بالذی نفروا
عنہ و قد کان اصاب من
مال اللہ بکرا یرتوی علیہ و
جشیۃ ارضعت لہ ولدا لہ
فرای ذلک عند موتہ غصّۃ
فی حلقہ فادی ذلک الی
الخلیفۃ من بعدہ و فارق
الدنیا تقیا نقیا علی منہاج
صاحبہ اخرجہ الدارمی باز اول امرے کہ

اگر (اصحابؓ) ایک نقطہ میں بھی آپس میں اختلاف کیا تو میرے باپ (اس کو حل کرنے کے لئے) اُڑ کر پہنچے کیونکہ اسلام میں اُن کا بڑا اور کامل حصہ تھا۔ اور اسی کے ساتھ یہ بھی کہا کرتی تھیں کہ جس نے دیکھا ہے عمر بن الخطاب کو وہ جانتا ہے کہ وہ پیدا کئے گئے تھے اسلام کے لئے کافی اور وافی بنا کر۔ واللہ بڑے صاحب تدبیر اور خوبیوں والے تھے اور انھوں نے امور کے انتظام پر اُن کے مناسب لوگوں کو تیار کیا تھا، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور عبداللہ بن الاہتمؒ نے جو شام کے واعظ تھے اپنے ایک طویل خطبہ میں کہا۔ پھر قائم ہوئے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ابوبکرؓ تو وہ آپؐ کی سنّت پر چلے اور انھوں نے آپؐ کے راستہ کو اختیار کیا اور عرب مرتد ہوا یا جس نے اُن میں سے ایسا کام کیا تو ابوبکرؓ نے بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ان کو معاف کرنے سے انکار کردیا بجز ایسے شخص کے جو (اسلام کو) قبول کرنے والا تھا۔ تلواریں میانوں سے کھینچ لیں اور جنگ کے شعلے بھڑکا دیئے اور اہل حق کو ساتھ لے کر اہلِ باطل کو اوندھے منہ گرادیا تو برابر اُن کے جوڑ بند کاٹتے اور زمین کو اُن کا خون پلاتے رہے یہاں تک کہ اُن کو اُس چیز میں داخل کرکے چھوڑا جس سے وہ نکلے تھے (یعنی اسلام میں) اور وہاں اُن کو جما کر چھوڑا جہاں سے وہ بھاگے تھے۔ اور بیت المال میں اُن کے پاس ایک اونٹ تھا جس پر لاد کر پانی لایا جاتا تھا اور ایک حبشی کنیز تھی جو آپ کے ایک بچہ کو دودھ پلاتی تھی تو آپ نے اپنی موت کے قریب ان کو بھی اپنے حلق میں اٹکا ہوا دیکھا تو اُن کو اپنے بعد ہونے والے خلیفہ کے پاس بھیجدیا اور دنیا سے بحالتِ تقویٰ پاک وصاف گزر گئے اپنے رفیق کے طریقہ پر، اس کو دارمی نے روایت کیا۔ پھر سب سے پہلا کام جس کے پورا کرنیکا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صدیقِ اکبرؓ متصدّی امضائے آں شد انجازِ وعد ہائے آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم و قضائے دیون و عن ربیعۃ بن ابی عبد الرحمن انہ قال قدم علی ابی بکر الصدیق مال من البحرین فقال من کان لہ عند رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دین او عدۃ فلیأتنی فجاءہ جابر بن عبد اللہ فحفن لہ ثلث حفنات اخرجہ مالک واخرج البخاری قصۃ حفنات جابرٍ بطرقٍ مختلفۃٍ بعد ازاں بالتماس حضرتِ فاروقؓ بجمع قرآن بین اللوحین باہتمام عظیم مشغول شد و این قصہ بخوب ترین صورتے در بخاری مذکور است حضرتِ مرتضےٰؓ میگفت رحم اللہ ابابکر جمع القرآن بین اللوحین بعد ازاں نسقِ حضرت صدیقؓ درباب نصب عمّال آں بود کہ عاملانِ آنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم مسلّم می گزاشت مگر آنکہ ایشاں خود استعفا کنند فی الاستیعاب کان خالدؓ یعنی ابن سعیدٍ واخوتہ عمّالاً لرسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرجعوا عن عمالتہم حین مات رسولُ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ابوبکر مالکم رجعتم عن عمالتکم ما احدٌ احقّ بالعمل من عمّالِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ارجعوا الیٰ اعمالکم فقالوا نحن بنو ابی اُحیحۃ لا نعمل لاحدٍ بعدَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ابدًا

صدیقِ اکبرؓ نے اہتمام کیا وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وعدوں کا پورا کرنا اور آپؐ کے قرضوں کا ادا کرنا تھا۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمنؒ سے مروی ہے انھوں نے کہا کہ ابوبکر صدیقؓ کے پاس بحرین سے مال آیا تو آپ نے کہا (یعنی اعلان کیا) کہ جس کسی کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذمہ قرض ہو یا کوئی وعدہ ہو تو اُس کو چاہیئے کہ میرے پاس آئے۔ تو اُن کے پاس جابر بن عبداللہؓ گئے تو اُن کو تین دوہتڑیں بھر کر دیں، اس کو روایت کیا امام مالکؒ نے۔ اور بخاریؒ نے جابرؓ کی دوہتڑوں کے قصہ میں مختلف اسناد کے ساتھ روایت کیا۔ اس کے بعد حضرت فاروقؓ کے التماس پر قرآن کو دو لوحوں (یعنی دو گتّوں کے درمیان) جمع کرنے کے اہتمامِ عظیم میں مشغول ہوئے۔ اور یہ قصہ بہت خوبصورتی کے ساتھ بخاری میں مذکور ہے۔ حضرتِ مرتضےٰؓ فرمایا کرتے تھے اللہ رحمت نازل کرے ابوبکرؓ پر کہ انھوں نے قرآن کو دو تختیوں کے درمیان جمع کر دیا۔ اس کے بعد عاملوں کے نصب کرنے کے بارے میں حضرت صدیقؓ کا طرزِ عمل یہ تھا کہ جو عامل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے رکھے ہوئے تھے اُن کو بدستور رہنے دیتے تھے بجز اس کے کہ یہ لوگ خود استعفاء دیں۔ استیعاب میں ہے کہ خالد یعنی خالد بن سعیدؓ اور اُن کے بھائی رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمّال تھے تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو یہ اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹ آئے تو اُن سے ابوبکرؓ نے فرمایا کہ کیا بات ہے تم کیوں اپنے عہدۂ عمالت سے لوٹے ہو اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عمّال میں سے کوئی تم سے زیادہ عمل کا حقدار نہیں ہے؟ اپنے عہدوں پر واپس جاؤ۔ تو انھوں نے کہا کہ ہم ابواحیحہ کی اولاد ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اب ہم کبھی کسی کے لئے عمل (یعنی ملازمت) نہیں کریں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فمضوا الی الشام فقتلوا جمیعاً و فی الاستیعاب کتب عبداللہ بن الارقم للنبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم لابی بکر و استکتبہ عمرو استعملہ علی بیت المال وعثمان بعدہ و فی الاستیعاب عتاب ابن اسید استعملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی مکۃ عام الفتح واقرہ علیہا ابوبکر فلم یزل علیہا الی ان مات بعد ازاں ہر کسے راکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحفظ و رعایت او امر فرمودہ بود صدیق اکبرؓ بنا بر تعظیم وصیت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در رعایت وے اہتمام تمام می نمود فی الاستیعاب سندر مولی زنباع مثل بہ مولاہ فاعتقہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا رسول اللہ اوص بی فقال اوصی بک کل مسلم فلما توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اتی سندر الی ابی بکر فقال احفظ فی وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فعالہ ابوبکر حتے توفی ثم اتی بعدہ الی عمر فقال لہ عمر ان شئت ان تقیم عندی اجریت علیک و الا فانظر ای المواضع تحب فاکتب لک فاختار سندر مصر فکتب لہ عمر الی عمرو بن العاص تحفظ فیہ وصیۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما قدم علی عمرو

پھر یہ سب شام چلے گئے اور سب مقتول ہوئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ عبداللہ بن الارقمؓ کاتب تھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پھر کاتب ہوئے ابوبکرؓ کے اور اُن کو کاتب بنایا عمرؓ نے اور اُن کو بیت المال پر عامل بنایا اور اُن کے بعد عثمانؓ نے بھی۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فتح والے سال عتاب بن اُسیدؓ کو مکہ پر عامل بنایا اور ابوبکرؓ نے اُن کو برقرار رکھا پھر وہ برابر اپنے انتقال تک مکہ پر عامل رہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس شخص کی حفاظت اور رعایت کے لئے حکم فرمایا تھا صدیقِ اکبرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت کے احترام کے پیشِ نظر اُس کی رعایت کرنے کا پورا اہتمام رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ سندر زنباع کا غلام تھا اُس کے آقا نے اُس کے ناک کان کاٹ دیئے تھے پھر اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آزاد کر دیا تھا۔ اُس نے کہا یا رسول اللہ! میرے حق میں کچھ وصیّت کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میں تیرے حق میں ہر مسلمان کو وصیت کرتا ہوں۔ پھر جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی تو سندر ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہا کہ میرے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت کا لحاظ رکھیئے تو اس کا ابوبکرؓ نے نفقہ مقرر کر دیا یہاں تک کہ اُن کی وفات ہوگئی۔ پھر اُن کے بعد یہ عمرؓ کے پاس آیا تو اُس سے عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تو میرے پاس قیام کرنا چاہے تو میں تیرا وظیفہ مقرر کر دوں ورنہ غور کر لے کہ تو کس جگہ رہنا پسند کرتا ہے (وہاں کے حاکم کو) تیرے بارے میں لکھ دوں۔ تو سندر نے مصر کو پسند کیا تو حضرت عمرؓ نے اس کے بارے میں عمروؓ بن العاص کو لکھا کہ اس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وصیّت کی حفاظت کرو۔ جب یہ عمروؓ بن العاص کے پاس پہنچا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقطع لہٗ (ملحدہ کردہ) ارضاً واسعۃً و داراً و فی الاستیعاب کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یزور امّ ایمن و کان ابوبکر و عمر یزورانہا بعد ازان حضرت صدیق رضؓ بتوقیر اہلِ بیتِ نبوت و تعظیم ایشان اقصی الغایت وصیت فرمود و قال ابوبکر ارقبوا محمداً صلی اللہ علیہ وسلم فی اہلِ بیتہ رواہ جماعۃ بعد ازاں در حفظ ناموس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در منکوحاتِ او سعی تمام بجا آورد و در مسئلہ تحریم نکاح غیر مدخولہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم مباحثہ اُفتاد فی الاستیعاب قُتَیلۃ بنت قیس تزوّجہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مات عنہا قبلَ ان یدخل بہا فتزوجہا عکرمۃ بن ابی جہل بحضر موت فبلغ ابابکر فقال لقد ہممتُ ان اُحرِقَ علیہما بیتہما فقال لہٗ عمر ماہی من اُمّہات المؤمنین لا دَخَل بہا و لا ضُرِبَ علیہا الحجاب باز حضرت صدیق رضؓ اوّل خلیفہ است کہ برائے او وظیفہ از بیت المال مقرر شد عن عائشۃ لما استُخلف ابوبکر الصدیق قال لقد علم قومی اَنّ حرفتی (پیشہ) لم تکن تعجز عن مؤنۃ (نفقہ) اہلی و شُغِلتُ (بامورِ تجارت) بامر المسلمین فیأ کلُ آلُ ابی بکر من ھذا المال (بیت المال)

تو انھوں نے اس کو ایک وسیع قطعہ زمین اور ایک مکان جاگیر دیدیا۔ اور استیعاب میں ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُمِّ ایمن رضؓ سے ملنے جایا کرتے تھے اور ابوبکر رضؓ و عمر رضؓ بھی اُن سے ملنے کے لئے جاتے رہے۔ اس کے بعد حضرت صدیق رضؓ نے اہل بیتِ نبوت کی توقیر اور اُن کی تعظیم کی زیادہ سے زیادہ رعایت رکھنے کی وصیت فرمائی (استیعاب میں ہے) اور ابوبکر رضؓ نے فرمایا محمد صلے اللہ علیہ وسلم کے احترام کا خیال رکھو اُن کے اہلِ بیت کے بارے میں، اس کو ایک جماعت نے روایت کیا۔ اس کے بعد جن عورتوں سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا نکاح ہوا اُن کے ناموس کے تحفظ میں آپ پوری سعی فرماتے رہے۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی غیر مدخولہ سے تحریم نکاح کے بارے میں مباحثہ ہوا۔ استیعاب میں ہے کہ قُتَیلہ بنتِ قیس سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نکاح کر لیا تھا اور اُن کے پاس جانے سے پہلے آپ کی وفات ہوگئی تو اُن سے حضر موت میں عکرمہ رضؓ بن ابی جہل نے نکاح کر لیا۔ یہ خبر ابوبکر رضؓ کو پہنچی تو فرمایا کہ یہ دل چاہتا ہے کہ ان دونوں کے اوپر ان کے گھر کو پھونک دوں۔ تو اُن سے عمر رضؓ نے کہا کہ وہ اُمّہات المؤمنین میں سے نہیں ہے، نہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اُس کے پاس گئے اور نہ اُس پر پردہ ڈالا (یعنی تخلیہ کیا)۔ پھر حضرت صدیق رضؓ سب سے پہلے خلیفہ ہیں جن کے لئے بیت المال سے وظیفہ مقرر ہوا۔ مروی ہے عائشہ رضؓ سے کہا کہ جب ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ خلیفہ بنا دیئے گئے تو فرمایا کہ میری قوم کو معلوم ہے کہ میرا پیشہ (یعنی تجارت) میرے اہل و عیال کے (مصارف کو) برداشت کرنے سے عاجز نہیں تھا اور میں مسلمانوں کے کام میں مشغول ہو گیا تو اب آلِ ابوبکر رضؓ کو اس مال میں سے (یعنی بیت المال سے) کھانا ہوگا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و یحترف للمسلمین فیہ اخرجہ البخاری
باز حضرت صدیق رضہ راد ر مسئلہ ہل تجب
علی المرتدین اذا تابوا دیۃ من قتلوہ
فی ایام الردۃ با حضرت فاروق رضہ اختلاف
افتاد قال البغوی روی عن ابی بکر انہ
قال لقوم جاءوہ تائبین تدون قتلانا و
لا ندی قتلاکم فقال عمر لا ناخذ لقتلانا
دیۃ اصح قولی امام شافعی رح مذہب
حضرت صدیق است جمعی از علماء گفتند
منہم البغوی احتمال دارد کہ مذہب
حضرت فاروق رضہ موافق مذہب صدیق
اکبر رضہ باشد غیر انہ رای الاعراض عن
الزام الدیۃ ترغیبا لہم فی الثبات علی
الاسلام باز فقہاء مسلمین در تغریب بکر
زانی اختلاف دارند حضرت صدیق رضہ
احیار سنت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نمود در تغریب زناۃ و الی الیوم اکثر فقہاء
و جملہ محدثین بر مذہب وے رفتند عن ابن
عمر ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جلد و غرب و ان ابابکر جلد و غرب و
ان عمر جلد و غرب اخرجہ البغوی وغیرہ
باز علماء مسلمین متفق اند درانکہ

اور ابوبکر مسلمانوں کی خدمت کرے گا۔ اس کو بخاری نے روایت کیا۔ پھر اس مسئلہ میں کہ کیا مرتدین پر جب کہ وہ توبہ کرلیں ان لوگوں کی دیت واجب ہے جن کو انھوں نے مرتد ہونے کے دنوں میں قتل کیا تھا حضرت صدیق رضہ کا حضرت فاروق رضہ کے ساتھ اختلاف واقع ہوا۔ بغوی نے کہا کہ مروی ہے ابوبکر رضہ سے کہ انھوں نے قوم کے ان لوگوں سے جو توبہ کرکے آتے کہا کہ تم ہمارے ہیں کے مقتولوں کی دیت دو اور ہم تم میں کے مقتولوں کی دیت نہ دیں گے۔ پھر عمر رضہ نے کہا کہ ہم اپنے مقتولوں کی دیت نہ لیں گے۔ امام شافعی رح کے دو قولوں میں سے زیادہ صحیح قول حضرت صدیق رضہ کا مذہب ہے۔ علماء کی ایک جماعت نے کہا ہے جن میں بغوی رح بھی ہیں کہ یہ احتمال ہے کہ حضرت فاروق رضہ کا مذہب صدیق اکبر رضہ کے مذہب کے موافق ہو (اور اس ارشاد کی کوئی وجہ نہ ہو) بجز اس کے کہ انھوں نے دیت کے لازم کرنے کی رائے سے اعراض کیا ہو تاکہ ان لوگوں کو ترغیب ہو جائے اسلام پر ثابت قدم رہنے میں۔ پھر فقہاء مسلمین میں اختلاف ہے ایسے زانی کو جلا وطن کرنے کے بارے میں جو کنوارا ہو۔ حضرت صدیق رضہ نے زانیوں کو شہر بدر کرنے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا احیاء کیا اور آج تک اکثر فقہاء اور تمام محدثین ان ہی کے مذہب پر چل رہے ہیں۔ مروی ہے ابن عمر رضہ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا اور عمر رضہ نے کوڑے مارے اور شہر بدر کیا۔ اس کو بغوی رح وغیرہ نے روایت کیا۔ پھر علماء مسلمین اس میں متفق ہیں کہ

ع۵ بعض نے کہا ویحترف للمسلمین سے یہ مراد ہے کہ وہ مسلمانوں کے فائدے کیلئے تجارت بھی کریں گے، یعنی بیت المال سے جو روپیہ میں اپنے گھر والوں کے ضروری خرچ کے لئے لوں گا اتنا ہی یا اس سے زیادہ تجارت کرکے پھر اس میں داخل کروں گا۔ (لغات الحدیث) اس معنے میں یہ استبعاد ہے کہ اگر آپ کے پاس تجارت کے لئے وقت ہوتا تو ہرگز نہ لیتے۔ اس لئے مطلب یہ ہے کہ ابوبکر رضہ اب وہ پیشہ تجارت ترک کرتے ہیں اب جو اس کا پیشہ ہوگا وہ امور خلافت کی انجام دہی ہوگا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذا سرق اولاً قطعت یدہ الیمنیٰ فان سرق ثانیاً قطعت رجلہ الیسریٰ باز مختلف شدند در آنکہ چون ثالثاً سرقہ کند چہ باید کرد امام مالکؒ و امام شافعیؒ قطعت یدہ الیسریٰ اختیار کردہ اند ثم ان سرق قطعت رجلہ الیمنیٰ و امام ابو حنیفہؒ گفتہ یعزر و یحبس و لا قطع علیہ اذا سرق بعد قطع الید الیمنیٰ و الرجل الیسریٰ ماخذ امام مالکؒ و شافعیؒ حدیثے است کہ ہر دو در کتب خود روایت کردہ اند و بران اعتماد نمودہ مالکؒ عن عبد الرحمٰن ابن القاسم عن ابیہ ان رجلاً من اہل الیمن اقطع الید و الرجل قدم فنزل علی ابی بکر الصدیق فشکی الیہ ان عامل الیمن ظلمہ و کان یصلی من اللیل فیقول ابو بکر و ابیک ما لیلک بلیل سارق ثم انہم افتقدوا حلیاً لاسماء بنت عمیس امراۃ ابی بکر فجعل (الاقطع ۱۲) یطوف معہم و یقول اللہم علیک بمن بیّت اہل ہذا البیت الصالح فوجدوا الحلی عند صائغ زعم ان الاقطع جاءہ بہ فاعترف الاقطع او شہد علیہ فامر بہ ابو بکر فقطعت یدہ الیسریٰ و قال ابو بکر واللہ لدعاؤہ علی نفسہ

جب کوئی پہلی مرتبہ چوری کرے تو اس کا داہنا ہاتھ کاٹا جائے۔ پھر اگر دوسری مرتبہ چوری کرے تو اُس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے۔ پھر اس میں مختلف الرائے ہو گئے کہ جب تیسری مرتبہ چوری کرے تو کیا کیا جائے؟ امام مالکؒ و امام شافعیؒ نے یہ اختیار کیا کہ اُس کا بایاں ہاتھ کاٹا جائے پھر اگر چوری کرے تو اُس کا داہنا پاؤں کاٹا جائے۔ اور امام ابو حنیفہؒ نے کہا کہ سزا دی جائے اور قید کیا جائے اور اُس کا کوئی عضو نہیں کاٹا جائے گا جب کہ اُس نے داہنا ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹے جانے کے بعد چوری کی۔ امام مالکؒ اور شافعیؒ کا ماخذ ایک حدیث ہے جس کو دونوں نے اپنی کتابوں میں روایت کیا ہے اور اس پر اعتماد کیا۔ مالکؒ روایت کرتے ہیں عبد الرحمٰن بن القاسمؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ اہلِ یمن میں کا ایک شخص جس کا ہاتھ اور پاؤں کٹا ہوا تھا آیا اور ابو بکر صدیقؓ کے پاس اُترا اور اُن سے شکایت کی کہ یمن کے عامل نے اُس پر ظلم کیا اور وہ رات کو نماز (یعنی نفلیں) پڑھا کرتا تھا تو ابو بکرؓ کہتے ہیں کہ تیرے باپ کی قسم تیری رات چور کی رات جیسی نہیں ہے۔ پھر یہ واقعہ پیش آیا کہ اسماءؓ بنتِ عمیس ابو بکرؓ کی بی بی صاحبہ کا زیور چوری ہو گیا جس کو اُنھوں نے تلاش کیا تو یہ شخص اُن کے ساتھ پھرتا رہا اور یہ بھی کہتا رہا کہ یا اللہ! آپ پکڑیں اس شخص کو جس نے اس نیک گھر والوں پر چھاپہ مارا۔ اس کے بعد لوگوں نے اس زیور کو ایک سُنار کے پاس پایا جس نے یہ بیان دیا کہ وہ ہاتھ پاؤں کٹا ہوا اُس کو دے گیا ہے، پھر اُس ہاتھ پاؤں کٹے نے اقرار کر لیا یا اس پر شہادت گزر گئی تو اس کے بارے میں ابو بکرؓ نے حکم دیا پھر اس کا بایاں ہاتھ کاٹا گیا۔ اور ابو بکرؓ نے فرمایا کہ واللہ اُس کا اپنے نفس پر بددعا کرنا کہ الٰہی پکڑ اس شخص کو الخ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشدّ عندی علیہ من سرقتہ وسابق تحریر
یافت کہ صدیقِ اکبرؓ حد شارب خمررا
بچہل ضربہ معیّن ساخت و علیہ الشافعی
قال الاربعون الاُخریٰ تعزیرٌ یجوز
فعلہٗ ویجوز ترکہ قال البغوی رحمہ اللہ
اختلفوا فی التفضیل علی السابقۃ والنسب
عند قسمۃ الفئی غنیمت فذھب ابوبکر الی التسویۃ
بین الناس واُولی الفضل بالسابقۃ حتی
قال لہٗ عُمر اتجعل الّذین جاھدوا فی
اللہ باموالھم و انفسھم وھاجروا
دیارھم کمن دخل فی الاسلام کرھًا
فقال ابوبکر انّما عملوا للہ وانّما
اُجورھم علی اللہ و انّما الدنیا بلاغٌ
وکان عمر یفضّل علی السابقۃ والنّسب کفایت بقدر بندہٗ
ضعیف گوید کہ این اختلاف در حکم شرعی
نیست بلکہ در زمانِ حضرت صدیقؓ کثرۃ فئ
کہ محل تفضیل بسابقہ ونسب باشد حاصل نشد لاچار
منظورِ نظر صدیقِ اکبرؓ احیاء این نفوس شد باقلّ
انچہ وجہِ کفافِ ایشان تواند بود و در عہدِ
فاروقِ اعظمؓ فئ بکثرت جمع شدہ
واز قدر کفایت بیشتر حاصل گشتہ پس
تفضیلِ اہلِ سوابق را گنجایش بہم
رسید عن میمون بن مہران
قال کان ابوبکر اذا اراد
ان یبعث بعثاً لشکرے ۱۲

میرے نزدیک اس شخص کے حق میں زیادہ سخت ہے اُس کے چوری کرنے سے (اس لئے کہ اگر وہ خدا کو عالم الغیب اور قادر مطلق سمجھتا تو یہ کلمات نہ کہتا) اور پہلے لکھا جاچکا ہے کہ صدیقِ اکبرؓ نے شاربِ خمر کی چالیس (۴۰) ضربیں مقرر کردی تھیں اور اسی پر شافعیؒ کا قول ہے کہ دوسری (مرتبہ کی) چالیس (۴۰) ضرب (حد نہیں بلکہ) تعزیر (یعنی سزا) ہے جس کا فعل بھی جائز ہے اور ترک بھی جائز۔ بغوی رحمہ اللہ نے کہا کہ اس بارے میں اُنھوں نے اختلاف کیا کہ اسلام پر سبقت کرنے اور نسب کی بناء پر مالِ غنیمت کی تقسیم میں فضیلت (ترجیح) دی جائے۔ تو ابوبکرؓ عام لوگوں کے اُن اسلام پر سبقت کی بناء پر جو صاحبِ فضیلت تھے ان کے درمیان برابری قائم رکھنے کی طرف گئے۔ یہاں تک کہ اُن سے عمرؓ نے کہا کہ کیا آپ اُن لوگوں کو جنھوں نے اللہ کی راہ میں جہاد کیا اپنے اموال سے اور اپنی جانوں سے اور اپنے شہروں کو چھوڑا اُن کے برابر کر رہے ہو جو اسلام میں کراہت کے ساتھ داخل ہوتے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اُنھوں نے جو کچھ عمل کئے اللہ کے لئے کئے اور اُن کے اجر اللہ پر ہیں۔ اور دنیا تو گزشتنی (حقیر چیز) ہے۔ اور عمرؓ (اپنے زمانہ میں) احوال سابقہ اور نسب پر ترجیح دیا کرتے تھے۔ بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ حضرت صدیقؓ کے زمانہ میں مالِ غنیمت کی کثرت جو خدماتِ سابقہ ونسب کا محل ہے حاصل ہی نہ ہوتی تھی اس مجبوری کی وجہ سے صدیقِ اکبرؓ کی نظر ان نفوس کے (کسی نہ کسی طرح) زندگی قائم رکھنے پر رہی کہ کم سے کم گزارے کی صورت میسّر ہو سکے اور فاروقِ اعظمؓ کے عہد میں اموالِ غنیمت بکثرت جمع ہوتے اور قدر کفایت سے زیادہ حاصل ہوا تو اہلِ سوابق کی تفضیل کے لئے گنجائش نکل آتی۔ مروی ہے میمون بن مہران سے کہ ابوبکرؓ جب کہیں لشکر بھیجنے کا ارادہ کرتے تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ندب الناس فاذا اکمل لہ من العدۃ ما یرید جہزہم بما کان عندہ ولم تکن الاعطیۃ مفروضۃ علی عہد اخرجہ ابن ابی شیبۃ باز در آخر ایام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فتنۂ ردّت نمودار گردید و بعد از وفاتِ وے صلی اللہ علیہ وسلم این فتنہ استحکام یافت از انجملہ مُسیلمہ کذّاب دعوائے نبوّت کرد و فوجے عظیم از اہلِ یمامہ واہلِ نجد باخود جمع نمود حضرت صدیق رض مسلمین را برائے قتال آنجماعہ برخواند و خالد بن ولید را امیر ساخت چون تلاقی فئتین واقع شد اوّل بر مسلمانان ہزیمت اُفتاد ثانیاً بسعی جمعے از نبلاء (بزرگان) صحابہ رض مانند ثابت بن قیس و زید بن الخطاب برادر فاروقِ اعظم رض و براء بن مالک فتحِ اسلام میسّر شد و این عزیزان شربتِ شہادت چشیدند رضوان اللہ علیہم و مُسیلمہ بدوزخ پیوست و جماعۂ او متفرق گشت و آن یکے از فتوحِ عظیم اسلام بود گویا فرمودۂ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درباب خالد سیف من سیوف اللہ تمہید و توطیہ ہمین فتح بودہ است و از انجملہ بنو عبد القیس و جمعے از ناحیۂ بحرین بشرفِ اسلام مشرّف شدہ بودند و قدمِ راسخ پیدا کردہ درین ایام بنو بکر با منذر بن ساوی در ساختہ قصدِ آن مسلمانان نمودند ایشان این ماجرا را بعرضِ صدیقِ اکبر رض رسانیدند و وے رضی اللہ عنہ جماعۂ از مسلمین را بر جہاد دعوت فرمود و بسرکردگی علاء بن الحضرمی ایشان را بحربِ بنو بکر روان نمود

تو لوگوں کو طلب کرتے تھے تو جب وہ شمار پوری ہو جاتی جس کا وہ ارادہ رکھتے ہوتے تو ان کے لئے اتنا سامان کر دیتے جو اُن کے پاس ہوتا اور اُن کے عہد میں وظائف مقرر نہیں کئے گئے تھے، اس کو روایت کیا ابنِ ابی شیبہ نے۔ پھر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے آخری ایام میں مرتد ہونے کا فتنہ نمودار ہوا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد یہ فتنہ مستحکم ہو گیا۔ اُن میں سے ایک فتنہ یہ تھا کہ مُسیلمہ کذّاب نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یمامہ اور نجد والوں کی ایک عظیم فوج اپنے پاس جمع کر لی۔ حضرت صدیق رض نے مسلمانوں کو اس جماعت کے ساتھ قتال کے لئے بلایا اور خالد بن ولید رض کو امیر بنایا۔ جب دونوں جماعتوں میں مڈبھیڑ ہوئی تو اوّل مسلمانوں پر ہزیمت واقع ہوئی۔ اس کے بعد بزرگان صحابہ رض کی ایک جماعت کی کوشش سے جیسے ثابت بن قیس رض اور زید بن الخطاب رض فاروقِ اعظم رض کے بھائی اور براء بن مالک رضی اللہ عنہم تھے فتح اسلام کی ہوئی اور ان عزیزوں نے شربتِ شہادت پیا اور مُسیلمہ جہنم رسید ہوا اور اس کی جماعت متفرق ہو گئی اور یہ اسلام کی ایک بڑی عظیم الشّان فتح ہوئی۔ گویا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد خالد رض کے بارے میں کہ وہ ایک تلوار ہے اللہ کی تلواروں میں سے تمہید اور اطلاع اسی فتح کی ہوئی ہے۔ اور اُن میں سے ایک واقعہ یہ ہے کہ بنو عبد القیس اور بحرین کے نواحی کی ایک جماعت مشرّف باسلام ہوئی تھی اور ان میں پختگی پیدا ہو گئی تھی، ان ایّام میں بنو بکر نے منذر بن ساوی کے ساتھ گٹھ جوڑ کر کے ان مسلمانوں پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا اُنھوں نے یہ ماجرا صدیقِ اکبر رض کی خدمت میں پہنچایا اور آپ رض نے مسلمانوں کی جماعت کو جہاد کے لئے دعوت دی اور علاء رض ابن الحضرمی کی سرکردگی میں ان کو بنو بکر سے جنگ کے لئے روانہ کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وعلاء حضرمی را در راہ کرامتی باہرہ ظاہر شد و آن استجابت دُعا او بود بظہور آبے کہ دفع عطش نماید آخرہا شبخون برکفار زدند و فتحے عظیم نمایاں گشت وازانجا بجزیرہ دارین نہضت نمود و درین اثناء کرامتے دیگر نمودار شد و آن نیز استجابت دعاے او بود در نقص آب تا آنکہ اخفاف اہل تمام در آب غرق نشد اینجا نیز فتحے عظیم بروی کار آمد وازانجا بطرف منذر بن ساوی متوجہ شدہ غلبۂ نمایاں بدست آوردند و فی الاستیعاب کان یُقال انّ العلاء بن الحضرمی کان مُجاب الدعوۃ وانہ خاض البحر بکلمات قالہا ودَعا بہا وذلک مشہور عنہ دراینجا سر تقدیم صدیق اکبرؓ علاءؓ بن حضرمی را ظاہر و نمایاں گردید وازانجملہ آنکہ اہل عُمان ومَہرہ کہ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مسلمان شدہ بودند درین ہنگام مرتد گشتند و جیفر و عبد کہ حکومت آن دیار بامر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تعلق بایشان داشت قصۂ ارتداد آن طائفہ بعرض صدیق اکبرؓ رسانیدند وی رضی اللہ عنہ مسلمین را برائے جہاد جمع کرد حُذیفہ بن محصن حِمیری را برائے ریاست عمان و عرفجہ بارقی را بریاست مہرہ مقرر فرمود و عکرمہ را کہ از فتح یمامہ ہنوز مراجعت نہ کردہ بود بکمک ایشان مامور ساخت بعد تلاقی فئتین

اور علاءؓ بن الحضرمی کی راستہ میں ایک کھلی ہوئی کرامت ظاہر ہوئی اور وہ اُن کی دعاء کی مقبولیت تھی ایک پانی کے ظہور کی صورت میں کہ جس سے (تمام لشکر) اپنی پیاس بجھالے۔ اس کا آخر انجام یہ ہوا کہ اُنھوں نے کفّار پر شبخون مارا اور ایک فتحِ عظیم نمایاں ہوئی اور وہاں سے جزیرۂ دارین کی طرف (جو شام کا ایک موضع ہے) کوچ کیا۔ اس دَوران میں ان کی دوسری کرامت نمودار ہوئی اور وہ بھی اُن کی دُعاء کی مقبولیت تھی پانی کے کم ہوجانے کی صورت میں یہاں تک کہ اُونٹوں کے پورے کُھر بھی پانی میں نہیں ڈوبے۔ (حالانکہ دریا چڑھاؤ پر تھا) یہاں بھی ایک عظیم فتح میسّر ہوئی۔ پھر یہاں سے مُنذر بن ساوی کی طرف متوجہ ہوتے اور نمایاں غلبہ حاصل ہوا۔ اور استیعاب میں ہے کہ کہا جاتا تھا کہ علاءؓ بن الحضرمی مستجاب الدعوات تھے اور وہ دریا میں گھس گئے کچھ کلمات پڑھ کر اور اُن کے ساتھ دُعاء کرکے اور یہ بات اُن کی نسبت مشہور ہے۔ اس موقع پر یہ راز ظاہر و نمایاں ہوگیا کہ صدّیقِ اکبرؓ نے اس وجہ سے علاءؓ بن الحضرمی کو سردار لشکر بنایا تھا۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ اہلِ عمان و مَہرہ جو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اسلام لاتے تھے اس زمانہ میں مُرتد ہوگئے۔ اور جیفر اور عبد نے کہ اُن شہروں کی حکومت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے حکم سے ان سے متعلّق تھی اس جماعت کے مُرتد ہوجانے کا قصّہ صدّیقِ اکبرؓ کی خدمت میں پہنچایا اور صدّیقِ اکبر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو جہاد کے لئے جمع کیا اور حُذیفہ بن مُحصن حِمیری کو عمان پر حکومت کے لئے اور عرفجہ بارقی کو مہرہ پر حکومت کے لئے آپ نے متعیّن فرمایا اور عکرمہ کو جو کہ یمامہ کی فتح سے ابھی تک نہیں لَوٹے تھے ان کی کمک کے لئے مامور کیا۔ دونوں جماعتوں کے مل جانے کے بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

جنگِ عظیم واقع شد و ہزیمت نمایاں برکفار
افتاد و از انجملہ آنکہ قبیلہ کندہ و ناحیہ
حضرموت و یمن در آخر سنین ہجرت بشرفِ
اسلام مشرّف شدہ بودند و آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم تعین امراء برایشان فرمودہ درین ولاء
ارتداد پیش گرفتند و امرائے مسلمین بجبالِ
متحصّن شدہ ماجرا بعرض حضرت صدیق رض
رسانیدند وی رضے اللہ عنہ برائے قتالِ آنہا
مسلمین را بر خواند و ہمراہ زیاد بطرفِ
آنجماعہ فرستاد مسلمانان بعد زد و برد
بسیار بکمکِ عکرمۃ بن ابی جہل بامرادِ خویش
فیروز و منظفر بازگشتند و اشعث بن قیس
راکہ از رؤساء مرتدین بود مسلسل و مغلول
بحضورِ حضرتِ صدّیق رض فرستادند صدیقِ اکبر
چون دلاوری وسپہ سالاری و صدق توبہ
اشعث ملاحظہ نمود اورا خلاص فرمود و خواہر
خود اُمّ فروہ را بنکاح او داد و آخرہا
فراست حضرتِ صدیق رض کارِ خود کرد کہ در
مجاہداتِ عراق تردّد نمایاں ازوے ظاہر گشت فی الاستیعاب روی عن الاشعث
قدم علیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی ثلثین راکباً من کندۃ فقالوا
لہٗ یارسول اللہ نحن بنو آکل المرار وانت ابن آکل المرار فتبسّم
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقال نحن

جنگِ عظیم واقع ہوئی اور کفار پر نمایاں شکست واقع ہوئی۔ اور
ان میں سے ایک یہ ہے کہ قبیلہ کندہ اور اطراف حضرموت و
یمن کے رہنے والے ہجرت کے آخری برسوں میں شرفِ اسلام سے
مشرّف ہوتے تھے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن پر
اُمراء کا تقرر بھی فرمادیا تھا اس زمانہ میں یہ لوگ بھی مُرتد ہوگئے
اور اُمراء مسلمین نے پہاڑوں میں قلعہ بند ہوکر تمام ماجرا حضرت
صدیقِ اکبر رض کے حضور میں پہنچایا۔ صدّیق رضی اللہ عنہ نے ان
لوگوں سے قتال کے لئے مسلمانوں کو دعوت دی اور ایک لشکر
زیاد رض کی سرکردگی میں اُس جماعت کی طرف بھیجا۔ مسلمان بہت
کُشت وخون کے بعد عکرمہ رض بن ابی جہل کی کمک سے کامران،
فتحمند اور منظفر واپس ہوتے۔ اور اشعث بن قیس کو جوکہ مُرتدین
کے رؤساء میں سے تھا زنجیرین جکڑکر اور ہاتھ باندھ کر حضرت
صدّیق رض کے حضور میں بھیجا۔ صدّیق اکبر رض نے جب اشعث کی سچائی
اور اس کی دلاوری وسپہ سالاری کا ملاحظہ فرمایا تو اس کو رہا
کردیا اور اپنی بہن اُمّ فروہ کو اُس کے نکاح میں دیدیا۔ انجام کار
حضرت صدّیق رض کی فراست نے اپنا کام کیا کہ عراق کے مجاہدات
میں اس شخص کے نمایاں کارنامے ظاہر ہوتے۔ استیعاب میں
ہے روایت کیا گیا ہے اشعث رض سے کہ وہ آیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم کے پاس قبیلہ کندہ کے تیس ۳۰ سواروں کے ساتھ پھر ان
لوگوں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہا کہ یارسول اللہ ص
ہم آکل المرار کے بیٹے ہیں اور آپ ص بھی آکل المرار کے بیٹے ہیں
تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تبسم کیا اور کہا کہ ہم

عہ مُرار بضم میم ایک کڑوا درخت ہے جب اس میں سے اونٹ کھاتا ہے تو اُسکے ہونٹ سکڑ جاتے اور دانت کھل جاتے ہیں۔ اس مناسبت سے ایسے شخص کو جسکے دانت کھلے ہوتے رہیں آکل المرار کہا گیا۔ اس مناسبت سے حُجر کو جو مشہور شاعر امرء القیس کا پردادا تھا آکل المرار کہا جاتا تھا جو کندہ کی اولاد میں سے اور ان لوگوں کے اجداد میں سے تھا۔ ان میں سے کوئی عورت آنحضرت ص کے اجداد میں سے کسی کی بیوی تھیں اسلئے انھوں نے بھی آپ ص کو ابن آکل المرار کہدیا جس کا آپ نے جواب دیا ۱۲ اشتیاق احمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بنو النضر بن کنانۃ لا نقفو امنا و لا ننتفی من ابینا (نتبع ۱۲)
وفیہ ایضاً کان فی الجاہلیۃ رئیساً مطاعاً فی
کندۃ و کان فی الاسلام وجیھاً فی قومہ الا
انہ کان ممن ارتد عن الاسلام بعد النبی صلی
اللہ علیہ وسلم ثم راجع الاسلام فی خلافۃ
ابی بکر الصدیق و اُتی بہ ابوبکر اسیراً قال اسلم
مولٰی عمر بن الخطاب کانی انظر الی الاشعث
ابن قیس وھو فی الحدید و ھو یقول فعلتُ
و فعلتُ حتی کان آخر ذلک سمعت الاشعث
یقول استبقنی لحربک وزوجنی اختک ففعل (باقی نگہدار مرا ۱۲)
ابوبکر قال ابو عمر اخت ابی بکر الصدیق التی
زوجھا من الاشعث بن قیس ھی ام فروۃ بنت
ابی قحافۃ وھی ام محمد بن الاشعث فلما استخلف
عمر خرج الاشعث مع سعد بن ابی وقاص
العراق فشھد القادسیۃ و المدائن و جلولاء ونہاوند
واختط بالکوفۃ داراً فی کندۃ و نزلہا بالجملہ (اختط ای اتخذہ لنفسہ واعلم علیہ ۱۲)
بتائید الٰہی آخر سال اول از خلافت صدیق اکبرؓ
اسلام بطور اول رجوع کرد و فتنۂ ارتداد
فرو نشست و سال دوم مثنٰی بن حارثہ شیبانی
را کہ بمقتضاء کینہاء سابقہ با ملوک عجم بجنگ
آویختہ بود حضرت صدیق استمالت
نمودہ بخلعت و لواء نواختہ بحرب
عجم مامور ساخت اینجا صنعت ملک
داری را کار فرما شد و تیر تدبیر
او بر نشانہ رسید

نضر بن کنانہ کی اولاد ہیں ہم اپنی ماں کا اتباع نہیں کرتے اور اپنے باپ
سے جدا نہیں ہوتے۔ اور اسی میں یہ بھی ہے کہ یہ شخص جاہلیت
میں رئیس تھا کندہ میں اس کی اطاعت کی جاتی تھی اور اسلام
میں بھی اپنی قوم میں وجیہ رہا ہے۔ مگر یہ ان لوگوں میں سے تھا
جو اسلام سے مُرتد ہو گئے تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد۔ پھر
مراجعت کی اسلام کی طرف ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی خلافت
(کے زمانہ) میں اور آپ کے پاس قیدی بنا کر لایا گیا۔ اسلم مولیٰ
عمرؓ بن الخطاب کا قول ہے کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں اشعث بن
قیس کی طرف جب کہ وہ لوہے (کی زنجیروں) میں بندھا ہوا
تھا اور وہ فعلتُ و فعلتُ کہہ رہا تھا (یعنی میں نے ایسا کام کیا اور
یہ بھی کیا) یہاں تک کہ آخر کلام میں مَیں نے اشعث سے سُنا کہ وہ
کہہ رہا تھا کہ آپؓ مجھ کو باقی رکھتے اپنی جنگ کے لئے اور اپنی بہن
کا مجھ سے نکاح کر دیجئے تو ابوبکرؓ نے ایسا کیا۔ ابو عمر نے کہا کہ
ابوبکر صدیقؓ کی بہن جن کا نکاح انہوں نے اشعث بن قیس
سے کیا تھا اُمِّ فروہ بنت ابی قحافہ تھیں اور یہ والدہ ہیں محمد بن
الاشعث کی۔ پھر جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو اشعث سعدؓ بن ابی وقاص
کے ساتھ نکلے اور قادسیہ اور مدائن اور جلولاء اور نہاوند کی جنگوں
میں شریک رہے اور کوفہ میں ایک مکان بنایا اور اس میں رہنے لگے۔
الغرض اللہ تعالیٰ کی مدد سے خلافتِ صدیقِ اکبرؓ کے پہلے سال
کے آخر میں اسلام پہلی حالت پر واپس آیا اور فتنۂ ارتداد مٹ
گیا۔ اور دوسرے سال میں مثنیٰ بن حارثہ شیبانی کو جو کہ پچھلے
کینوں کی بنا پر عجم کے بادشاہوں کے ساتھ جنگ میں اُلجھ رہا تھا
حضرت صدیقؓ نے ہمت افزائی کے طور پر خلعت اور جھنڈے سے
سرفرازی بخشتے ہوئے عجم کے ساتھ جنگ پر مامور کیا۔ یہاں پر
ملک داری کی حکمتِ عملی کارفرما ہوئی اور آپ کی تدبیر کا تیر نشانہ پر بیٹھ گیا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باز چون عجم در صدد انتقام آمدند و فوجے بیرون از حساب گرد آوردند خالد بن الولید را بکمکِ مثنیٰؓ فرستاد و مثنیٰؓ را باحترام اقصے الغایت خالد امر فرمود و این دستور العمل خلفاء است در توقیر قدماء دولت فی الاستیعاب المثنیٰ بن حارثۃ الشیبانی کانَ اسلامہ و قدومہ فی وفد قومہ علی النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم سنۃ تسع و قد قیل سنۃ عشر و ذکر عمر بن شبّۃ عن شیوخہ من اہلِ الاخبار انّ المثنیٰ بن حارثۃ کان یُغیرُ علی اہلِ فارس بالسواد فبلغ ابابکر و المسلمین خبرُہ و قال عُمر ہٰذا الّذی یأتینا وقائعہ قبلَ معرفۃ نسبہ فقال لہ قیس بن عاصم اما انّہ غیر خاملِ الذکر ولا مجہولُ النّسب ولا قلیلُ العدد ولا ذلیلُ العمارۃ[1] ذلک مثنیٰؓ بن حارثۃ الشّیبانی ثم انّ المثنیٰؓ قدِم علی ابی بکر فقال یا خلیفۃَ رسول اللہ ابعثنی علی قومی فانّ فیہم اسلاماً اقاتل بہم اہلَ فارس واکفیک اہلَ ناحیتی من العدو ففعلَ ذلک ابوبکر فقدِم المثنیٰ العراقَ فقاتلَ واغارَ علی اہلِ فارس ونواحی السّوادِ حولاً مجرّماً ثم بعث اخاہ مسعود بن حارثۃ الی ابی بکر یسألہ المددَ و یقول اِن امددتنی وسمعتْ بذلک العربُ

پھر جب کہ عجم (یعنی ملوکِ فارس) انتقام کے پیچھے پڑے اور بیشمار فوج میدان میں لے آئے تو آپؓ نے خالدؓ بن الولید کو مثنیٰؓ کی کمک کے لئے بھیجا اور مثنیٰؓ کو خالدؓ کے انتہائی درجہ احترام کا حکم بھیجا اور یہ یعنی مملکت کے قدیم کارگزاروں کی عزّت افزائی خلفاءؓ کا دستور العمل ہے۔ استیعاب میں ہے کہ مثنیٰؓ بن حارثہ کا اسلام لانا اور ان کا اپنی قوم کے وفد کے ساتھ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا سن نو ہجری میں ہوا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ سن دس۱۰ میں۔ اور عمر بن شبّہ نے اپنے مورخین شیوخ کی روایت سے ذکر کیا کہ مثنیٰؓ بن حارثہ اہلِ فارس کے علاقوں پر حملے کرتے رہتے تھے یہ اطلاعات ابوبکرؓ کو اور عام مسلمانوں تک پہنچیں اور عمرؓ نے کہا کہ یہ ایسا شخص ہے کہ جسکے کارنامے ہمارے پاس اس کے نسب کی دریافت سے پہلے پہنچ رہے ہیں، اس پر اُن سے قیس بن عاصم نے کہا کہ سنیے وہ غیر معروف اور مجہول النّسب نہیں اور نہ قلیل تعداد والا اور نہ گرے ہوئے خاندان[1] کا فرد ہے وہ مثنیٰؓ بن حارثہ شیبانی ہے۔ پھر مثنیٰؓ حضرت ابوبکرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہؐ! مجھے میری قوم کے پاس بھیجئے کہ ان میں (جذبۂ) اسلام (پورا) ہے تا کہ میں ان کو ساتھ لے کر اہلِ فارس سے لڑوں اور میں اپنے قرب و جوار کے دشمنوں پر اچانک چھاپہ ماردوں۔ تو ابوبکرؓ نے ایسا ہی کیا اس کے بعد مثنیٰؓ عراق آگئے اور اُنھوں نے اہلِ فارس پر قتال اور لوٹ مار کی اور فارس کے دُور کے علاقوں پر بھی پورے ایک سال تک۔ پھر اُنھوں نے اپنے بھائی مسعودؓ بن حارثہ کو ابوبکرؓ کے پاس بھیجا کہ وہ ان سے مدد کی درخواست کرے اور کہے کہ اگر آپؓ نے ہماری مدد کی اور اس کو عرب نے سُن لیا تو

[1] عمارۃ "بطن" سے اُوپر ہے۔ پہلے "شعب" ہے۔ پھر "قبیلہ"۔ پھر "عمارہ"۔ پھر "بطن"۔ پھر "فخذ"۔ اس کی جمع عمایر آتی ہے ۱۲ مترجم از لغات الحدیث ۔ فنک ناگاہ گرفتن وناگاہ کشتن ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اسرعوا الیّ واذلّ اللہ المشرکین مع انی اُخبرک یا خلیفۃ رسول اللہ ان الاعاجم تخافُنا و تتقینا فقال لہٗ عمر یا خلیفۃ رسول اللہ ابعث خالد ابن الولید مددًا للمثنی بن حارثہ یکون قریبًا من اہلِ الشّام فان استغنیٰ عنہ اہلُ الشّام اَلَحّ علی اہلِ العراق حتے یُقیم اللہ علمہ فہو الّذی الّح ابا بکر علی ان یبعث خالد بن الولید* فکن معہٗ فکان المثنی بسواد الکوفۃ فخرج الی خالد فتلقّاہ بالنّباج[1] وقدم معہ البصرۃ وذکر قصۃً طویلۃً آخرہا فتوحِ عظیم میسّر شد بعد ازان صدّیقِ اکبرؓ را داعیۂ فتح شام وروم بخاطر اُفتاد در مجمع صحابہؓ خطبۂ بلیغہ برخواند و مردم را بر جہاد کفّار ترغیب فرمود وامر نمود کہ بجہتِ حربِ روم ساختگی نمایند پس چہار امیر را معیّن گردانید و ہر یکے را بامارتِ ناحیہ نامزد ساخت عمرو بن العاص[1] را از راہِ اُبلّہ بفلسطین راہی کرد وابو عبیدہ[2] را بحمص و یزید بن ابی سفیان[3] را بدمشق و شرجبیل بن حسنہ[4] را باُردن و حکم کرد کہ چون ہمہ یکجا جمع شوند امارتِ تمامی لشکر تعلّق بابو عُبیدہ داشتہ باشد واگر متفرّق شوند ہر یکے امیرِ قومِ خود باشد و امیرِ آن ناحیہ کہ برائے او معیّن گشتہ است دران ایّام کرامتے باہرہ ظاہر شد

وہ میرے پاس جلد پہنچ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ نے مشرکین کو ذلیل کر دیا ہے۔ اس کے ساتھ اے خلیفۂ رسول اللہؐ! مَیں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ عجمی لوگ ہم سے خوف زدہ ہو گئے ہیں اور ہم سے بچنے لگے ہیں تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہؐ! خالدؓ بن الولید کو مثنیٰ[3] بن حارثہ کی مدد کے لئے بھیجئے تاکہ وہ اہلِ شام سے قریب رہے، پھر جب اہلِ شام کو اُن کی ضرورت نہ رہے تو وہ اہلِ عراق کی طرف بڑھ جائیں یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ وہاں اپنا جھنڈا قائم کر دے۔ تو یہ ہے وہ بات جس نے ابو بکرؓ کو اس پر اُبھارا تھا کہ خالد ابن الولید کو عراق کی طرف بھیجیں۔ مروی ہے ابو رجاء عطاردی سے، کہا کہ ابو بکر صدیقؓ نے مثنیٰ[1] بن حارثہ کو لکھا کہ میں نے خالد ابن الولید کو والی بنا دیا ہے اس لئے تم اُن کے ساتھ رہو اور مثنیٰ[2] سوادِ کوفہ میں تھے تو خالد کی طرف چل پڑے اور اُن سے نباج میں آکر ملے اور ان کے ہمراہ بصرہ آئے اور طویل قصہ ذکر کیا۔ جس کا آخر یہ ہے کہ عظیم فتوحات میسّر ہوئیں۔ اس کے بعد صدّیقِ اکبرؓ کے دل میں شام و رُوم کی فتح کا داعیہ پیدا ہوا تو آپؓ نے صحابہؓ کے مجمع میں ایک بلیغ خطبہ پڑھا اور لوگوں کو کفّار کے ساتھ جہاد پر ترغیب دے کر حکم دیا کہ رُوم سے جنگ کے لئے تیاری کریں۔ اس کے بعد آپؓ نے چار امیروں کا تقرّر فرمایا اور ہر ایک کو ایک علاقہ کی امارت پر نامزد کیا۔ عمرو[1] بن العاص کو اُبلّہ کی راہ سے فلسطین روانہ کیا اور ابو عُبیدہؓ[2] کو حمص اور یزید[3] بن ابی سفیان کو دمشق اور شرجبیل[4] بن حسنہ کو اُردن میں، اور حکم دیا کہ جب سب ایک جگہ جمع ہو جائیں تو پورے لشکر کی امارت کا تعلّق ابو عبیدہؓ سے رہے گا اور اگر متفرق ہو جائیں تو ہر ایک اپنی قوم کا امیر ہو گا اور اس علاقہ کا امیر رہے گا جس کے لئے اُس کا تقرر کیا گیا ہے۔ اور اُن ایام میں ایک روشن کرامت کا ظہور ہوا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و بسبب گفتن لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ قصر قیصر در جنبش آمد باز چون ہرقل بمحاربۂ مسلمین آمادہ شد و فوج بیشمار فراہم آورد حضرت صدیق رض بجانب خالد رض مکتوبے نوشت کہ مہم عراق بمثنیٰ بن حارثہ رض سپردہ خود بطرف شام متوجہ شود و وے در انجا امیر الامراء باشد بالجملہ فتح دمشق و یرموک بر دست وے واقع شد و بر قیصر ہزیمت افتادہ فراست صدیق اکبر رض در تفویض منصب امیر الامرائی بخالد بن الولید تیر بر نشانہ زد مورخان بار دیگر فتح دمشق و یرموک در زمان فاروق اعظم رض تقریر میکنند وجہ جمع آنست کہ این فتوح مکرر واقع شدہ واللہ اعلم جمعی کہ بغور سخن نمی رسند اینجا تردد میکنند کہ حضرت صدیق رض ابو عبیدہ رض را چرا معزول فرماید و خالد رض را چرا امیر الامراء سازد و فاروق اعظم رض چرا معاملہ برعکس آن نماید۔

بندۂ ضعیف گوید کہ حضرت صدیق رض بفراست خود دریافت کہ بعض فتوح بر دست خالد خواہد بود و حضرت فاروق رض نیز بفراست خود معلوم فرمود کہ فتوح دیگر بر دست ابو عُبَیدہ میسر خواہد ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد: بالجملہ ازینجانب مثنیٰ بن حارثہ بر عجم تاختہا می آورد و ازانجانب اُمراء اربعہ با خالد بن ولید بر قیصر ہزیمت ہامی ریختند روز بروز فتحے تازہ و غنیمتے بے اندازہ نصیب مسلمانان میشد الیٰ ان توفی ابو بکر الصدیق رضی اللہ عنہ وارضاہ و در حالِ مرض

بسبب لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہنے کے قیصر کا محل ہلنے لگا تھا۔ پھر جب ہرقل مسلمانوں سے جنگ کے لئے آمادہ ہو گیا اور اس نے بے شمار فوج جمع کر لی تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ نے خالد رض کو ایک مکتوب تحریر فرمایا کہ عراق کی مہم مثنیٰ بن حارثہ کو سپرد کر کے خود شام کی طرف روانہ ہو جائیں اور وہ وہاں امیر الامراء ہوں گے۔ حاصل کلام یہ ہے کہ دمشق اور یرموک کی فتح اُن کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور قیصر کو شکست ہوئی اور صدیق اکبر رض کی فراست نے خالد رض بن الولید کو منصب امیر الامرائی کے سپرد کرنے میں (اتنا بڑا مناسب کام کیا کہ گویا) تیر نشانہ پر مار دیا۔ مورخین دمشق اور یرموک کی فتح کی دوسری مرتبہ حضرتِ فاروقِ اعظم رض کے زمانہ میں تقریر کر رہے ہیں۔ (دونو اقوال کو) جمع کرنے کی صورت یہ ہے کہ یہ فتوح مکرر واقع ہوئی ہیں واللہ اعلم۔ ایک جماعت جو بات کی تہ تک نہیں پہنچی اس موقع پر اس میں تردد کرتی ہے کہ حضرت صدیق رض نے ابو عبیدہ رض کو (امیر الامرائی سے) کیوں معزول فرمایا اور خالد رض کو کیوں امیر الامراء بنایا اور فاروقِ اعظم رض نے معاملہ اس کے برعکس کیوں کیا؟

بندۂ ضعیف کہتا ہے کہ حضرت صدیق رض نے اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ بعض فتوح خالد رض کے ہاتھ پر ہوں گی اور حضرت فاروق رض نے بھی اپنی فراست سے معلوم کر لیا کہ دوسری فتوح ابو عبیدہ رض کے ہاتھ سے میسر ہوں گی۔ ع ہر سخن وقتے و ہر نکتہ مکانے دارد۔ الغرض اس طرف سے تو مثنیٰ بن حارثہ عجم پر حملے کر رہے تھے اور اُس جانب سے ہر چہار اُمراء۔ خالد رض بن ولید کے ساتھ مل کر قیصر کو شکستیں دے رہے تھے۔ روز بروز ایک نئی فتح اور بے اندازہ غنیمت مسلمانوں کے حصہ میں آ رہی تھی یہاں تک کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ وارضاہ کی وفات ہو گئی۔ اور آپ نے اپنی بیماری

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرتِ فاروق را بابلغ تدبیر خلافت وصیت
نمود ازا نجملہ تعیینِ مثنیٰؓ بن حارثہ برائے
جہادِ عجم زیراکہ ہیبتِ وے دردلِ عجم مستقرشدہ
بود حضرتِ فاروقؓ بآن ہمہ وَصَایا قیام فرمود
آخر حال حضرت عثمانؓ راکہ درزمانِ خلافتِ
صدیقؓ کاتبِ وے بود طلبید وفرمود
بنویس ہٰذا ماعہد ابوبکر بن ابی قحافۃ
الی المسلمین امّا بعد فانی قد استخلفت
علیکم آین سخن بگفت و بیہوش شد پس
عثمانؓ آنچہ ابوبکرؓ گفتہ بود بقلم آورد
و از پیشِ خود نوشت کہ عمر بن الخطاب
چہ از ابوبکرؓ قبل ازین این معنیٰ را
معلوم کردہ بود بعد ازانکہ ابوبکرؓ از
بیہوشی بافاقت آمد با عثمانؓ گفت چہ نوشتہ
عثمانؓ آنچہ نوشتہ بود بر وے خواند تا بذکر
عمرؓ رسید کہ از پیشِ خود نوشتہ بود ابوبکرؓ
گفت ای عثمانؓ خدا ترا از اسلام جزائے خیر دہاد
انگاہ فرمود بنویس فَاسْمَعُوا لَہٗ وَاَطِیْعُوا فان
عدل فذلک ظنّی وعلمی فیہ وان جار
فلکلّ امرئٍ ما اکتسب والخیر اردتُّ ولا اعلم
الغیب وَسَیَعْلَمُ الَّذِیْنَ ظَلَمُوْا اَیَّ مُنْقَلَبٍ
یَّنْقَلِبُوْنَ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ بعد
ازان ابوبکر صدیق دستہائی خود برداشت و
گفت خدایا ویرا خلیفہ ساختم بر مسلمانان و
درین امر نخواستم جز صلاحِ حالِ ایشان

کی حالت میں حضرت فاروقؓ کو امورِ خلافت کے انصرام کے بارے میں
بلیغ وصیتیں فرمائیں۔ اُن میں سے ایک ہے مثنیٰؓ بن حارثہ کا تعین
عجم کے جہاد کے لئے کیونکہ اُن کا رُعب عجم کے دل میں بیٹھ چکا تھا۔
حضرتِ فاروقؓ نے اِن تمام وصیتوں پر عمل کیا۔ آخر حال میں حضرت
عثمانؓ کو جو خلافتِ صدیقؓ کے زمانہ میں اُن کے کاتب تھے
بُلایا اور فرمایا کہ لکھو ھٰذا ما عھد الخ یعنی وہ ذمہ داری ہے جو ابوبکرؓ
ابن ابی قحافہ مسلمانوں پر عائد کر رہا ہے امّا بعد میں نے تم پر
خلیفہ بنایا" اتنی بات کرنے کے بعد بیہوش ہوگئے۔ تو عثمانؓ نے
جو کچھ ابوبکرؓ نے فرمایا تھا لکھ لیا۔ اور اپنی طرف سے لکھا" کہ عمر
ابن الخطابؓ" کیونکہ ابوبکرؓ کی طرف سے ان کو اس ارادے کا علم
ہوگیا تھا۔ پھر اس کے بعد جب کہ ابوبکرؓ بے ہوشی سے افاقہ میں
آئے تو آپؓ نے حضرت عثمانؓ سے پوچھا کہ تم نے کیا لکھا ہے؟
تو عثمانؓ نے جو کچھ لکھا تھا وہ آپؓ کو سُنایا یہاں تک کہ عمرؓ
کے نام پر پہنچے جو کہ خود ہی لکھ لیا تھا تو ابوبکرؓ نے کہا کہ اے
عثمانؓ! خدا تم کو اسلام کی طرف سے جزاء خیر دے اور اس کے
بعد فرمایا کہ لکھو فاسمعوا لہ الخ یعنی ان کی بات سُنو اور فرمانبرداری
کرو پھر اگر اُنھوں نے عدل کیا تو میرا گمان اور میرا علم ان کے
بارے میں یہی ہے اور اگر اُنھوں نے ظلم کیا تو ہر ایک شخص کے لئے
اُس کے عمل کی پاداش ضروری ہے جو اُس سے سرزد ہو۔ اور صرف
خیر ہی کا میں نے ارادہ کیا۔ اور غیب کو میں نہیں جانتا و سیعلم
الذین الخ (اور جنھوں نے ظلم کیا وہ عنقریب جان لیں گے کہ
کیسی جگہ ہے جہاں ان کو لوٹ کر جانا ہوگا) والسلام علیکم و
رحمۃ اللہ و برکاتہ"۔ اس کے بعد ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ہاتھ اٹھائے
اور کہا کہ یا اللہ میں نے اس کو مسلمانوں پر خلیفہ بنایا اور اس
کام میں بجز مسلمانوں کے حال کی بہتری کے میں نے اور کچھ نہیں چاہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وعملے بجا آوردم کہ تو اَعلم بودی بآن واجتہاد نمودم
وبہترینِ ایشان را برایشان والی ساختم وکار ہمہ
را بخدا مفوض گردانیدم خدایا تو علّام الغیوبی ونخواستم
درین قصہ حمایتِ عمر رضی اللہ عنہ ومن ازدنیا
میروم بجانبِ آخرت تو خلیفہ باش برایشان
زیرا کہ بندگانِ تو اند ووالیِ ایشان را تو اصلاح
کن برائے ایشان یعنی عمر را رضی اللہ عنہ و
اورا از خُلفائے راشدین گردان کہ متابعت کند
سیرتِ پیغمبرِ خود را صلے اللہ علیہ وسلم وسیرتِ
صالحانے کہ بعداز پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم
بودہ اند وکار رعیتِ وے را بصلاح آر
پس فرمود تا عہدنامہ مہر کردند وبامرائے جیوش
کہ دراطراف وجوانب بودند مثل این عہدنامہ
نوشت ومہر کرد بعدازان عمرؓ را طلبید واورا اخبار کرد کہ
ترا بر اَصحابِ رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم خلیفہ
ساختم عمر گفت یا خلیفۃَ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم این
زحمت را از من دُور دار کہ مرا بخلافت حاجت نیست صدیق
گفت اگر ترا بآن حاجت نیست آن را بتو حاجت ہست
القصہ صدیق فاروق را رضی اللہ عنہما درباب
حقوق اللہ وحقوق المسلمین وصیّت ہائے
خوب ومواعظ ونصائح مرغوب فرمود وختم
وصیّت باین سخن کرد کہ اگر وصیّتِ مرا نگاہداری
ہیچ غایبے پیش تو ازموت دوست تر نہ
باشد واگر وصیتِ مرا ضائع
سازی ہیچ غایبے پیشِ تو

اور میں ایک ایسا عمل بجالایا ہوں جس کو آپ سب سے زیادہ جاننے
والے تھے اور میں نے پورا غور وخوض کیا اور مسلمانوں میں جو
سب سے بہتر دیکھا اُس کو اُن پر والی بنا دیا۔ اور سب کے کاموں
کو میں نے خدا کے سپرد کیا۔ خدا تو غیب کا بہت جاننے والا ہے
میں نے اس قصّہ میں عمر (رضی اللہ عنہ) کی جانب داری نہیں
چاہی اور میں... دنیا سے آخرت کی طرف جا رہا ہوں آپ اُن کے
محافظ رہیئے کیونکہ وہ آپ کے بندے ہیں اور اُن کے والی (یعنی
عمر رضی اللہ عنہ) کی اُن کی بھلائی کے واسطے آپ اصلاح
(یعنی رہ نمائی) فرماتے رہیئے اور اُن کو خُلفائے راشدینؓ میں
سے بنائیے کہ وہ اپنے پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی پیروی
کریں اور اُن صالحینؓ کی سیرت پر عمل پیرا ہوں جو پیغمبر صلے اللہ
علیہ وسلم کے بعد ہوں گے اور اُن کی رعیّت کے کاموں کو سنوار
دیجئے۔ اس کے بعد آپ کے حکم سے اس دستاویز پر مُہر لگائی گئی
اور اُمراء جیوش جو کہ اطراف وجوانب میں تھے اس دستاویز
کا مضمون لکھا اور مُہر لگائی گئی۔ اس کے بعد آپؓ نے عمرؓ کو بُلایا
اور اُن کو خبر دی کہ میں نے تم کو اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم پر خلیفہ بنا دیا ہے۔ عمرؓ نے کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اس زحمت کو مجھ سے دُور رکھئے کہ مجھے خلافت
کی حاجت نہیں ہے۔ صدیقؓ نے فرمایا کہ اگر تمھیں اُس کی حاجت
نہیں ہے تو اُس کو تو تمھاری حاجت ہے۔ القصہ صدیقؓ نے
فاروقؓ کو حقوق اللہ اور حقوقِ مسلمین کے بارے میں بہت عمدہ
وصیتیں اور مواعظ اور اعلیٰ درجہ کی نصیحتیں فرمائیں۔ اور وصیّت
کو اس کلام پر ختم کیا کہ اگر تم میری وصیت کی نگہداشت کروگے
تو کوئی غائب چیز تمھارے نزدیک موت سے عزیز تر نہ رہے گی۔
اور اگر تم نے میری وصیّت کو ضائع کر دیا تو کوئی غائب چیز تمھارے نزدیک

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از موت مکروه تر نبود حالانکه موت را عاجز نتوانی
کرد مروی است از مُعیقیب دَوسی که گفت من وکیلِ
خرچ ابوبکر صدیق بودم چون مرض بر و مستولی گشت
نزدِ وے درآمدم وسلام کردم بامر استخلاف مشغول بود
چون فارغ گشت گفت ای معیقیب تو متصدیِ خرچ
مابودی میانِ من و تو معامله بر چه وجه است گفتم
مرا بر تو بست و پنج درهم هست و آن را بر تو حلال
کردم فرمود خاموش باش و زادِ راه آخرت من
از دَین مساز گفتم یا خلیفۂ رسول الله صلے الله
علیه وسلم گمان نمی برم این مجلس را الاّ صحبتِ
آخرین میانِ من و تو و درگریه افتادم ابوبکر صدیقؓ
گفت یا معیقیب گریه مکن و جزع منمای و طریقِ
شکیبائی مسلوک دار که من امید وارم که بجائے
روم که مرا بهتر و باقی تر بود ازین خاکدانِ
دنیا معیقیب گوید انگاه صدیقؓ بریرهؓ را
طلب کرد و بنزدِ عائشه صدیقهؓ فرستاد
تا بست و پنج درهم آورد و بمن داد بثبوت
پیوسته از عائشه صدیقه رضی الله عنها
که گفت ابوبکر صدیقؓ در روزِ آخر مرضِ
موت بیهوش شد و من میگریستم و میگفتم
عجب مرضی صعب بر پدرِ من طاری گشته وی چون
بهوش می آمد و این سخن از من می شنید
می گفت ای دخترکِ من چنین نیست که
تو میگوئی ولیکن جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ
بِالْحَقِّ ذَٰلِكَ مَا كُنْتَ مِنْهُ تَحِيدُ [۱۲]

موت سے زیادہ مکروہ نہ ہوگی درانحالیکہ موت کو (آنے سے)
تم عاجز نہیں کر سکتے۔ اور مروی ہے مُعَیقیب دَوسی سے اُنھوں
نے کہا کہ میں ابوبکر صدیقؓ کے خرچ کا وکیل تھا۔ جب ان پر
بیماری کا غلبہ ہوا تو میں اُن کے پاس گیا اور اُن کو سلام
کیا۔ وہ خلیفہ بنانے کے کام میں مشغول تھے۔ جب فارغ ہوگئے
تو فرمایا اے مُعَیقیب! تم ہمارے خرچ کے منتظم رہے ہو، ہمارے اور
تمھارے درمیان اب معاملہ کی کیا صورت ہے؟ میں نے کہا کہ
میرے آپؓ کے ذمہ پچیس ۲۵ درہم ہیں اور میں نے آپ کو معاف
کر دیتے ہیں۔ فرمایا کہ خاموش رہو اور میرا زادِ آخرت قرض
سے نہ بناؤ۔ میں نے کہا اے خلیفۂ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
میں گمان نہیں کر رہا ہوں اس مجلس کے بارے میں مگر یہ کہ یہ
صحبتِ آخری ہے میرے اور آپؓ کے درمیان، اور میں رو پڑا۔
ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا کہ اے مُعَیقیب روؤ نہیں، گھبراؤ نہیں،
طریق صبر اختیار کرو کہ میں امیدوار ہوں کہ میں ایسی جگہ جارہا ہوں
جو میرے لئے اِس خاکدانِ دنیا سے بہتر... اور باقی تر ہے۔
مُعیقیب کہتے ہیں کہ اُس وقت صدیقِ اکبرؓ نے بَریرہؓ کو طلب
کیا اور عائشہ صدیقہؓ کے پاس بھیجا وہ جاکر اُن سے پچیس ۲۵ درہم
لے آئی وہ مجھے دیدیئے اور عائشہ صدیقہؓ سے یہ بات ثابت
ہے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مرض موت
کے آخر دن میں بے ہوش ہوگئے اور میں رو رہی تھی اور یہ کہہ
رہی تھی کہ بڑا سخت مرض ہے جو میرے باپ پر آپڑا ہے۔
وہ جب ہوش میں آتے تھے اور یہ بات مجھ سے سنتے تھے
تو کہتے تھے کہ اے میری بیٹی! بات وہ نہیں ہے جو تو
کہہ رہی ہے لیکن جَاءَتْ سَكْرَةُ الْمَوْتِ الخ (۵۰: ۱۹) اور موت
کی سختی یقیناً پیش آئے گی۔ یہی ہے جس سے تو بھاگتا پھرتا تھا۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ویرا پرسید کہ رسولِ خدا را صلے اللہ علیہ وسلم
در چند جامہ کفن کردند گفتم در سہ جامہ سفید
سُحُولی کہ دران سہ جامہ پیراہن و عمامہ نبود
پس گفت چہ روز از دنیا نقل فرمود گفتم روزِ
دوشنبہ گفت امروز چہ روز است گفتم دوشنبہ
گفت اُمید دارم بخدای تعالےٰ کہ موتِ من
میانِ امروز و امشب باشد پس در جامۂ کہ
در بر داشت و بیماردارے وے در انجامہ کردہ
بودند نظرے فرمود حالانکہ دران جامہ اثرِ
از زعفران بود گفت این جامۂ مرا بشویند و
بران دو جامۂ دیگر زیادہ سازند و مرا دران
کفن کنند گفتم این کہنہ است گفت انّ
الحیَّ احقُّ بالجدیدِ و المیّتُ انّما یصیرُ الی
البلیٰ والصَّدِید (زرد آب) پس وصیّت نمود زوجۂ خود را
اسماء بنت عمیسؓ کہ ویرا غسل دہد و عبدالرحمٰن
وے را امداد و معاونت نماید و گفت نخواہم
کہ ہیچکس جز ایشان جسدِ برہنہ مرا ببیند شب ہنگام
از دنیا نقل کرد و بعد از غسل تجہیز و تکفینِ وے بدستور
وصیت کردہ بود بعمل آوردند عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بروے
نماز گزارد و در حجرۂ عائشہ برابر قبر حضرت رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم قبر وی کنند و پسرش عبدالرحمٰن و
عمر بن الخطاب و عثمان بن عفان و طلحہ در قبر وے در آمدند و ہم
در شب ویرا دفن کردند جزاہ اللہ عن المسلمین احسن الجزاء۔

اور پوچھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو کتنے کپڑوں میں کفنایا گیا تھا۔ میں نے کہا کہ تین کپڑوں میں جو سفید سُحُولی تھے کہ ان تین کپڑوں میں پیراہن اور عمامہ نہیں تھا۔ پھر پوچھا کہ کس دن دنیا سے انتقال فرمایا تھا؟ میں نے کہا کہ پیر کے دن۔ پھر پوچھا کہ آج کیا دن ہے؟ میں نے کہا کہ پیر۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالےٰ سے امیدوار ہوں کہ میری موت آج کے دن اور آج کی رات کے درمیان ہوگی۔ اس کے بعد جو کپڑا اوڑھے ہوتے تھے اور بیماری کے زمانہ میں اسی کپڑے کا استعمال کیا تھا اُس پر نظر فرمائی اور حال یہ تھا کہ اس پر کچھ اثر زعفران کا تھا۔ فرمایا کہ میرے اس کپڑے کو دھولیں اور اسی پر دو کپڑے اور بڑھالیں اور میرا کفن ان میں کردیں۔ میں نے کہا کہ یہ پرانا ہے۔ تو فرمایا کہ زندہ زیادہ مستحق ہے نئے کپڑے کا اور مُردہ جسم گلنے اور پیپ بننے والا ہے۔ اس کے بعد اپنی زوجہ اسماء بنتِ عمیس کے لئے وصیّت کی کہ وہ اُن کو غسل دیں اور عبدالرحمٰن اُن کی امداد اور اعانت کرے اور کہا کہ میں نہیں چاہتا کہ ان کے سوا کوئی شخص میرے برہنہ جسم کو دیکھے۔ رات کے وقت آپ دنیا سے رخصت ہوئے اور غسل کے بعد اُن کی تجہیز وتکفین جس طرح آپؓ نے وصیّت کی تھی اسی طرح کی گئی۔ عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اُن پر نماز پڑھائی اور حجرۂ عائشہؓ میں حضرت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر کے برابر آپؓ کی قبر کھودی گئی اور آپؓ کے بیٹے عبدالرحمٰنؓ اور عمرؓ ابن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان اور طلحہؓ قبر میں اُترے اور رات ہی میں آپؓ کو دفن کردیا گیا۔ اللہ تعالےٰ تمام مسلمانوں کی طرف سے آپؓ کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔

۵ سُحول بپیش کے ساتھ یمن کے ایک شہر کا نام ہے جو پارچہ بافی میں مشہور تھا۔ یا ایک دھوبی کا نام ہے جو کپڑے دھونے میں مشہور تھا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اما مآثر فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

پس ازانجملہ آنست کہ قبل از اسلام در قریش تمکنے و وجاہتی تمام داشت فی الاستیعاب قال الزبیر یعنی صاحب النسب کان عمر بن الخطاب من اشراف قریش والیہ کانت السِفارۃُ فی الجاہلیۃ وذلک انّ قریشًا کانت اذا وقعت بینہم حرب او بینہم وبین غیرہم بعثوہ سَفیرًا وان نافرہم مُنافرٌ وفاخرہم مُفاخر بعثوہ منافرًا ومفاخرًا ورضوا بہ وازانجملہ آنست کہ تدبیر غیب اورا خواہی نخواہی باسلام آورد ع گر نیاید بخوشی موی کشانش آرید؛ مُراد بود نہ مُرید مُخلَص بود نہ مُخلِص شتّان بین المرتبتین درین راہ نیامد تا آنکہ از در و دیوار ندایش نکردند و بر خوانِ نعمت نرسید تا آنکہ مکرر بہر زبانش نخواندند و کثرتِ اسباب مقتضیۂ اسلام او ازین جہت بودہ است حَمَلۂ علم ہر یکے درین باب چیزے ذکر کردہ و چیزے فروگزاشتہ اینجا روایتے چند بر سبیلِ استشہاد بنویسیم آن حضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجنابِ عزّت دُعا نمود فی روایۃ ابنِ عُمَر انّ النبیّ صلے اللہ علیہ وسلم قال اللّٰہمّ ایّد الدّین بعمر بن الخطاب

مناقبِ جمیلہ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ وارضاہ

اُن میں سے ایک یہ ہے کہ قریش میں آپ ایک خاص مقام اور پوری وجاہت رکھتے تھے۔ استیعاب میں ہے کہ کہا زُبیر (بن بکّار) یعنی صاحب النّسب نے کہ عمر رضؓ بن الخطاب قریش کے اشراف میں سے تھے۔ اور زمانہ جاہلیت میں گفت و شنیدِ صلح (قومی نظم کے مطابق) ان سے متعلق تھی اور ایسا اُس وقت ہوتا تھا کہ جب قریش کے آپس میں لڑائی واقع ہوجاتی یا قریش اور غیر قریش میں جنگ ہوجاتی تو لوگ ان کو سفیر بنا کر بھیجتے اور کسی حَکَم کے سامنے مقدمہ پیش کرنے یا کسی فخر کرنے والے کے مقابلہ پر اپنا فخر بیان کرنے والے ہوتے تو ان کو مقدمہ پیش کرنے والے اور اپنا فخر جتانے والے کی حیثیت سے بھیجا کرتے تھے اور اُن سے خوش تھے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ تدبیر غیب اُن کو کھینچ کر اسلام کی طرف لائی (بقولِ بعض) ع ؎ اگر خوشی سے نہ آتے تو اس کے بال پکڑ کر کھینچتے ہوئے لاؤ۔" آپ مُراد تھے مُرید نہ تھے، مُخلَص تھے نہ کہ مُخلِص۔ دونوں مرتبوں میں بڑا بُعد ہے۔ اُس راہ پر نہ آتے جب تک ان کو در و دیوار سے نہ پکارا گیا اور خوانِ نعمت پر نہ پہنچے جب تک بار بار ہر زبان سے اُن کو نہ بلایا گیا۔ ایسے اسباب کی اُن کے لئے کثرت جو اُن کو اسلام کی جانب تقاضا کرنے والے تھے اسی جانب سے واقع ہوتی۔ حاملینِ علم میں سے ہر ایک نے اس باب میں ایک بات ذکر کی اور ایک بات چھوڑ دی۔ ہم یہاں چند روایات بطور استشہاد لکھتے ہیں۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بارگاہِ ربّ العزّت میں دُعا کی۔ ابنِ عمر رضؓ کی روایت میں ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دُعا کی کہ اے اللہ عمر رضؓ بن الخطاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وفی روایۃ عائشۃ اللھم اعز الاسلام بعمر ابن الخطاب خاصۃ وفی روایۃ مسروق عن ابن مسعود اللھم اعز الاسلام بعمر بن الخطاب او بابی جہل بن ہشام فجعل اللہ دعوۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لعمر فبنی علیہ الاسلام وہدم بہ الاوثان اخرج ہذہ الروایات کلھا الحاکم حضرت فاروق رضؓ گفتہ است بینما انا نائم عند آلھتہم اذ جاء رجل بعجل فذبحہ فصرخ بہ صارخ لم اسمع صارخا قط اشد صوتا منہ یقول یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ فوثب القوم قلت لا ابرح حتی اعلم ما وراء ہذا ثم نادی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ فقمت فما نشبنا ان قیل ہذا نبی اخرجہ البخاری محمد بن اسحٰق گفتہ است کہ فاطمہ رضؓ خواہر فاروق رضؓ وزوج او سعید بن زید پیش از فاروق رضؓ مسلمان شدہ بودند چون این خبر بفاروق رسید بتعصب برخاست وختن خود را اہانت نمود و سر خواہر را بکوفت تا آنکہ خون آلودہ شد بعد ازان در دلش رحمے افتاد وسورۂ طٰہٰ کہ پیش ایشان بود قرأت نمود وازین راہ داعیۂ اسلام بخاطرش پدید آمد و بخدمت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بشتافت و مسلمان شد از انجملہ آنست کہ

کے ذریعہ سے دین کو مدد پہنچائیے۔ اور عائشہ رضؓ کی روایت میں ہے یا اللہ دین کو عزت عطا فرمائیے بذریعہ عمرؓ بن الخطاب خاص طور پر۔ اور مسروق کی روایت ابن مسعودؓ سے یہ ہے کہ یا اللہ اسلام کو عزت عطا فرمائیے عمرؓ بن الخطاب یا ابوجہل بن ہشام کے ذریعہ سے، تو اللہ تعالےٰ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی دعا عمر رضؓ کے لئے قبول کرلی۔ اور اس سے اسلام کی بنیاد کو مضبوط کیا اور بتوں کو گرایا، ان تمام روایات کو حاکم نے اخذ کیا۔ حضرت فاروق رضؓ نے بیان کیا کہ میں اُن کے معبودوں کے نزدیک سو رہا تھا کہ اسی دوران میں ایک شخص ایک بچھڑا لے آیا اور اُس نے اس کو ذبح کیا پھر اُس کے ساتھ ایک چلّانے والا اتنی سخت آواز سے چلّایا کہ میں نے کبھی اُس سے زیادہ سخت چلّانے کی آواز نہیں سُنی وہ کہہ رہا تھا یا جلیح الخ یعنی اے جلیح (یہ کسی کا نام تھا) ایک نجات دینے والی بات سُن۔ ایک فصیح شخص کہہ رہا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو قوم اُس پر لوٹ پڑی۔ میں نے دل میں کہا کہ میں معلوم کر کے رہوں گا کہ اس کا پس منظر کیا ہے۔ پھر اُس نے ندا کی یا جلیح امر نجیح رجل فصیح یقول لا الہ الا اللہ تو میں اُٹھ گیا۔ اس کے بعد کچھ وقت نہ گزرا تھا کہ کہا گیا یہ نبی ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ محمد بن اسحٰق نے بیان کیا کہ فاروق رضؓ کی بہن فاطمہؓ اور ان کے شوہر سعیدؓ بن زید فاروق رضؓ سے پہلے مسلمان ہوگئے تھے۔ جب اس کی اطلاع فاروق رضؓ کو ہوئی تو تعصب سے اُٹھ کھڑے ہوتے اپنے بہنوئی کی بہت کچھ توہین کی، بہن کے سر کو کُوٹ دیا یہاں تک کہ وہ خون آلودہ ہوگئیں۔ اس کے بعد اُن کے دل میں رحم پیدا ہوگیا اور سورۂ طٰہٰ جو اُن کے سامنے تھی اُس کو پڑھا اور اس راہ سے اسلام کا داعیہ اُن کے دل میں پیدا ہوگیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں جا پہنچے اور مسلمان ہوگئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

چون فاروق اعظمؓ تشریف اسلام یافت آن
حضرت صلی اللہ علیہ وسلم برائے او دعاء فرمودند
و آن دعاء بدرجۂ اجابت رسید عن عبداللہ
ابن عمرؓ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ضرب
صدر عمر بن الخطاب بیدہ حین اسلم ثلاث
مرات و ہو یقول اللہم اخرج ما فی
صدرہ من غل و ابدلہ ایماناً یقول
ذلک ثلثاً اخرجہ الحاکم وازانجملہ
آنست کہ چون مسلمان شد اعلان نمود
اسلام خودرا وازین راہ مقاسات تشویش
بسیار نمود و آن را مانند شہد و شکر گوارا
فرمود قال ابن اسحٰق وحدثنی نافعؓ
مولی عبداللہ بن عمر عن ابن عمر قال لما
اسلم عمر قال ای قریش انقل للحدیث
قیل لہ جمیل بن معمر الجمحی قال فغدا علیہ
قال عبداللہ بن عمر و غدوت اتبع اثرہ و
انظر ما یفعل و انا غلام اعقل کلما
رأیت حتی جاءہ فقال اعلمت یا جمیل
انی اسلمت و دخلت فی دین محمد
صلی اللہ علیہ وسلم قال فواللہ ما
راجعہ حتی قام یجر رداءہ واتبعہ
عمر و اتبعت ابی حتی اذا
قام علی باب المسجد

جب فاروق اعظمؓ اسلام سے مشرف ہوئے تو آنحضرت صلی اللہ
علیہ وسلم نے اُن کے لئے دُعاء فرمائی اور وہ دُعاء مرتبۂ قبولیت کو
پہنچ گئی۔ مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے جب عمرؓ اسلام لائے تو اپنا ہاتھ اُن کے سینہ پر تین مرتبہ
مارا اور یہ فرماتے رہے کہ یا اللہ! اس کے سینہ میں جو کھوٹ ہے
اُس کو نکال دیجئے اور اس کے بجائے ایمان دیدیجئے یہ آپ تین
مرتبہ فرماتے رہے، اس کو روایت کیا حاکم نے۔ اور اُن میں سے ایک
یہ ہے کہ جب مسلمان ہوئے تو اپنے اسلام کا اعلان کردیا اور
اس وجہ سے بہت تشویش اور ایذاؤں کا ہدف بنے اور ان کو
شہد اور شکر کی طرح گوارا فرمایا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان
کیا نافع مولیٰ عبداللہ بن عمرؓ نے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لائے تو
انھوں نے (لوگوں سے) پوچھا کہ قریش میں کسی نئی بات کو سب
سے زیادہ لوگوں سے کہتے ہوئے پھرنے والا شخص کون ہے؟ تو
اُن سے کہا گیا کہ جمیل بن معمر الجمحی ہے۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ صبح کو
اُس کی طرف روانہ ہوگئے۔ عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں بھی
صبح سے ہی اُن کے پیچھے ہولیا اور دیکھتا رہا کہ کیا کرتے ہیں، اور
میں اس وقت لڑکا تھا جو کچھ دیکھتا اُس کو سمجھ لیتا تھا، غرض
کہ عمرؓ اُس کے پاس پہنچ گئے اور بولے کہ اے جمیل! کیا تجھے
معلوم ہوگیا ہے کہ میں مسلمان ہوگیا ہوں اور محمد صلی اللہ علیہ
وسلم کے دین میں داخل ہوگیا ہوں۔ کہا (ابن عمرؓ نے) کہ واللہ اُن
کی بات کا جواب دیئے بغیر ہی اپنی چادر کھینچتا ہوا کھڑا ہوگیا (اور
چلنے لگا) اور عمرؓ اس کے پیچھے چلنے لگے اور میں اپنے باپ کے
پیچھے چل رہا تھا یہاں تک کہ جب وہ مسجد حرام کے دروازے پر کھڑا ہوا تو

ع۵ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی ولادت نزولِ وحی سے ایک سال پہلے ہوتی اپنے والد محترم کے ساتھ مکہ میں اسلام قبول کیا تھا اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نبوت کے چھٹے سال میں اسلام لاتے تو اس قصہ کے وقت جس کا بیان کر رہے ہیں ان کی عمر تقریباً سات برس کی تھی ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

صرخ بأعلى صوته يا معشر قريش
وهم في أنديتهم (مجالسهم ۱۲) حول الكعبة
ألا أن ابن الخطاب قد صبا (خرج من الدين ۱۲)
قال يقول عمر من خلفه كذب
ولكن قد أسلمت وشهدت أن
لا إله إلا الله وأن محمدا عبده
ورسوله وثاروا إليه فما برح
يقاتلهم ويقاتلونه حتى قامت
الشمس على رؤسهم قال وطلح (اعیی ۱۲)
فقعد وقاموا على رأسه وهو
يقول افعلوا ما بدا لكم فأحلف
بالله لو كنا ثلث مائة رجل
لقد تركناها لكم أو تركتموها (کرتم ۱۲)
لنا قال فبينا هو على
ذلك إذ أقبل شيخ من
قريش عليه حلة حبرة (چادر ہائے یمن ۱۲) وقميص
موشى (منقش ۱۲) حتى وقف عليهم فقال ما
شأنكم قالوا صبا عمر قال فمه (چپ شو ۱۲)
رجل اختار لنفسه امرا فماذا تريدون
أترون بني عدي بن كعب يسلمون
لكم صاحبهم هكذا خلوا عن الرجل قال
فوالله لكأنما كانوا ثوبا كشط (ازیل ۱۲)
عنه قال فقلت لأبي
بعد (عمر ۱۲) أن هاجر إلى المدينة
يا أبت من الرجل الذي

بہت اونچی آواز سے چلایا کہ "اے قریش کی جماعت! اور اُس وقت وہ کعبہ کے گرد اپنی ایک مجلس جمائے ہوئے تھے "آگاہ ہوجاؤ کہ ابن الخطاب بے دین ہوگیا"۔ کہا کہ عمرؓ اس کے پیچھے یہ کہہ رہے تھے کہ اس نے جھوٹ بولا۔ لیکن میں تو اسلام لے آیا ہوں اور گواہی دے چکا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمدؐ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں۔ پھر وہ سب عمرؓ کی طرف آلئے (اور لڑائی شروع ہوگئی تو برابر عمرؓ) اُن لوگوں سے لڑتے رہے اور وہ لوگ ان سے لڑتے رہے یہاں تک کہ سورج اُن سب کے سروں پر آلیا۔ کہا کہ اور عمرؓ تھک کر بیٹھ گئے تھے اور وہ سب لوگ اُن کے سر پر کھڑے ہوئے تھے اور عمرؓ کہہ رہے تھے کہ جو تمہارے جی میں آئے کرلو میں خدا کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر ہم تین (۳۰۰) سو آدمی ہوگئے تو مکہ کو ہم تمہارے لئے چھوڑ دیں گے یا تم کو اُسے ہمارے لئے چھوڑنا پڑے گا۔ کہا کہ اسی دوران میں جبؔ اس جھگڑے میں تھے کہ قریش میں کا ایک شیخ آگیا جس کے بدن پر یمنی چادروں کا جوڑا تھا اور منقش کرتہ پہنے ہوئے تھا، وہ اُن کے سامنے کھڑا ہوا اور بولا کہ تم لوگ یہ کیا کر رہے ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بے دین ہوگیا۔ اُس نے کہا پھر ہوا کیا؟ ایک شخص نے اپنی ذات کے لئے ایک امر اختیار کرلیا تو اب تم کیا چاہتے ہو۔ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ بنی عدی بن کعب اپنے میں کے ایک فرد کو اسی طرح تمہارے سپرد کئے رکھیں گے۔ چلے جاؤ اس شخص کے پاس سے۔ کہا واللہ یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ لوگ ایک کپڑے کی طرح تھے (جو اُن پر چھائے ہوئے تھے) وہ اُن پر سے ہٹا دیا گیا (یعنی سب لوگ فوراً چلے گئے) عبداللہ بن عمرؓ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے اُس زمانہ میں دریافت کیا جب مدینہ میں ہجرت کرکے آگئے کہ ابّا جان! وہ کون شخص تھا جس نے قوم کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زجر القوم فیک بمکۃ یوم اسلمت وہم
یُقاتلونک قال ذاک ای بُنَیَّ العاص
ابن وایل السہمی و عن عبد اللہ بن عمر
قال لما اسلم عمر اجتمع الناس عند دارہ
قالوا صبا عمر و انا غلامٌ فوق ظہر بیتی فجاء
رجلٌ علیہ قباءٌ من دیباج فقال صبا
فما ذاک فانا لہٗ جارٌ فرأیتُ الناس
تصدّعوا عنہ فقلتُ من ہذا قالوا
العاص بن وائل اخرجہ البخاری دریںجا
نکتۃ باید فہمید کہ فاروقِ اعظم سالِ ششم
از بعثت بعد اسلام چہل مرد و پانزدہ
زن مسلمان شد علیٰ اختلافٍ یسیر
بین حملۃ العلم فی ذٰلک بالجملہ اسلام
او اگرچہ بنصفِ قرن از اوّلِ بعثت متاخر
شد و آن سابقہا ازوی فوت گشت
الا بتائیدِ الٰہی در قیام بحقوقِ خلافت باتم
وجہ و توسّط میانِ پیغامبر صلے اللہ علیہ وسلم
وامّتِ او در نشرِ دین از ہمہ سبقت نمود
در اوّل امر مفضول بود بنسبتِ صدیقِ اکبرؓ
بسیارے از جہت تاخر اسلام و در آخر
حال ہمعنانِ او وسہیم و شریکِ او شد
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بیانِ ہر دو وجہ
فرمودہ اند در قضیۂ مغاضبہ صدیقِ اکبرؓ
باوے خطاب عتاب آلود فرمود
ہل انتم تارکون لی صاحبی ہل انتم

آپ کے بارے میں مکہ میں ڈانٹا تھا جس دن آپ اسلام لاتے تھے اور وہ آپ سے لڑ رہے تھے؟ تو انھوں نے فرمایا کہ میرے بیٹے! وہ شخص عاص بن وائل السہمی تھا۔ (عمروؓ بن العاص کا باپ) اور مروی ہے عبداللہ بن عمرؓ سے کہا کہ جب عمرؓ اسلام لاتے تو لوگ ان کے مکان کے پاس جمع ہو گئے اور کہنے لگے کہ عمرؓ بے دین ہو گیا اور میں (اُس وقت) لڑکا تھا اپنے گھر کی چھت پر چڑھا ہوا تھا۔ پھر ایک شخص آیا جو دیبا کی قبا پہنے ہوئے تھا تو اس نے کہا بے دین ہو گیا تو پھر ہوا کیا، میں بھی تو اُس کا ہمسایہ ہوں تو میں نے لوگوں کو دیکھا کہ سب تتر بتر ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون تھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ عاص بن وائل تھا، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیے کہ فاروقِ اعظمؓ بعثت کے چھٹے سال میں جب کہ چالیس مرد اور پندرہ ۱۵ عورتیں اسلام لا چکی تھیں مسلمان ہوئے۔ اہلِ علم کا اس (عدد) میں تھوڑا سا اختلاف بھی ہے۔ الغرض اُن کا اسلام اگرچہ اوّلِ بعثت سے نصف قرن کے قریب (بحساب قیامِ مکہ) متاخر ہو گیا اور وہ سبقتیں (جو ان سے پہلے والوں کو حاصل ہوئیں) اُن سے فوت ہو گئیں لیکن بتائیدِ الٰہی حقوقِ خلافت کو پورے طور پر قائم رکھنے میں اور پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم اور اُمّت کے درمیان دین کی اشاعت میں واسطہ بننے میں سب سے سبقت لے گئے۔ اوّل امر میں بہ نسبتِ صدیقِ اکبرؓ کے بوجہ دیر میں اسلام لانے کے بہت سی باتوں میں کم رتبہ رہنے اور آخرِ حال میں اُن کے برابر کے ساتھی اور شریک وسہیم رہے۔ آں حضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس قضیہ میں جو صدیقِ اکبرؓ سے ناراض ہونے کا پیش آیا تھا دونوں حالتوں کا اظہار اُن سے عتاب آمیز خطاب کے ساتھ فرمایا تھا کہ کیا تم میری وجہ سے میرے رفیق کو (اذیت دینا) چھوڑ دو گے؟ کیا تم میری وجہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تارکون لی صاحبی قلت یا ایہا الناس انی
رسول اللہ الیکم جمیعا فقلتم کذبت وقال
ابوبکر صدقت اخرجہ البخاری ودر حدیث
رؤیا قلیب "چاہ" فرمود ثم اخذ ابوبکر وفی
نزعہ ضعف واللہ یغفر لہ ثم اخذھا عمر
ابن الخطاب فاستحالت غربا فلم ار عبقریا
من الناس یفری فریہ حتے ضرب
الناس بعطن اخرجہ الشیخان وغیرھما
وازانجملہ آنست کہ بسبب دخول او در
اسلام مسلمانان عزیز شدند و اعلان
اسلام نمودند عن ابن مسعود قال
مازلنا اعزۃ منذ اسلم عمر اخرجہ
البخاری قال ابن اسحق ولما قدم عمرو
ابن العاص وعبداللہ بن ابی ربیعۃ
علی قریش ولم یدرکوا ما طلبوا
وردھم النجاشی بما یکرھون واسلم
عمر بن الخطاب وکان رجلا ذا
شکیمۃ لا یرام ما وراء ظہرہ امتنع
بہ اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وبحمزۃ رضی اللہ عنہ حتے غاظوا
قریشا فکان عبداللہ بن مسعود یقول ما کنا
نقدر علی ان نصلی عند الکعبۃ حتے اسلم عمر
ابن الخطاب فلما اسلم قاتل قریشا حتے
صلی عند الکعبۃ وصلینا معہ عن
سعد بن ابراہیم قال

میرے رفیق کو اذیت دینا، چھوڑدوگے؟ میں نے کہا کہ اے لوگو! میں
تم سب کے پاس اللہ کا رسول بن کر آیا ہوں، تو تم نے کہا کہ تو
جھوٹا ہے ابوبکرؓ نے کہا کہ تو سچا ہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔
اور کنوئیں والے خواب کی حدیث میں فرمایا پھر ابوبکرؓ نے (ڈول)
پکڑا اور اس کے کھینچنے میں ضعف تھا اور اللہ اس کی مغفرت کرے
پھر اس کو عمرؓ بن الخطاب نے پکڑ لیا تو وہ ایک موٹ چرس بن گیا تو
میں نے لوگوں میں کوئی جوانمرد نہیں دیکھا جو اُس جیسا کام کرتا ہو
یہاں تک کہ لوگوں نے اپنے اونٹوں کو پانی پلاکر پانی کے گرد بٹھادیا
اس کو شیخین وغیرہما نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ
اُن کے اسلام میں داخل ہونے کے سبب سے مسلمانوں کے حوصلے
بڑھ گئے اور انھوں نے اسلام کا اعلان کردیا۔ ابن مسعودؓ سے
مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ جب سے عمرؓ اسلام لائے ہم عزت
کے ساتھ رہے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ
جب عمرو بن العاص اور عبداللہ بن ابی ربیعہ قریش کے پاس (واپس)
آئے اور جس مقصد سے گئے تھے اُس کو نہ پا سکے اور اُن کو ایسے
طور پر نجاشی نے نکال دیا جو اُن کو ناگوارا تھا اور عمرؓ بن الخطاب
اسلام لے آئے اور وہ بڑے حوصلے والے شخص تھے پروا نہیں
کرتے تھے ان کی پیٹھ پیچھے جو کچھ (خطرہ) ہو تو اُن سے اور حمزہ
رضی اللہ عنہ (کے اسلام لانے) سے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم طاقتور ہوگئے یہاں تک کہ ان لوگوں نے قریش کو
غضبناک کردیا۔ اس پر عبداللہ بن مسعودؓ کہا کرتے تھے کہ ہم اس
پر قدرت نہیں رکھتے تھے کہ کعبہ کے قریب نماز پڑھ لیں یہانتک
کہ عمرؓ اسلام لائے۔ جب وہ مسلمان ہوگئے تو وہ قریش سے
لڑے یہاں تک کہ اُنھوں نے کعبہ کے نزدیک نماز پڑھی اور ہم نے
بھی ان کے ساتھ پڑھی۔ اور سعد بن ابراہیم سے مروی ہے کہا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال عبداللہ بن مسعود ان اسلام عمر رضی اللہ عنہ
کان فتحاً و ان ہجرتہ کانت نصراً و ان امارتہ
کانت رحمۃً ولقد کنا ما نصلی عند الکعبۃ حتی
اسلم عمر فلما اسلم قاتل قریشاً حتی صلی
عند الکعبۃ و صلینا معہ اخرجہ ابن ہشام
فی زیادتہ علی السیرۃ و اخرج الحاکم مثلہ
وازانجملہ آنست کہ ہجرۃ نمود بسوی مدینہ
قبل از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم وتمہید
وتوطیہ ساخت برائے قدوم وے صلی اللہ علیہ
وسلم عن البراء بن عازب اول من قدم
علینا مصعب بن عمیر و ابن ام مکتوم وکانوا
یقرؤن الناس فقدم بلال وسعد و عمار
ابن یاسر ثم قدم عمر بن الخطاب فی عشرین
من اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم قدم
النبی صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث اخرجہ
البخاری وازانجملہ آنست کہ در غزوہ بدر
آثار جمیلہ نصیب فاروق رض گشت بوجوہ بسیار یکے
آنکہ خال خود را للہ فی اللہ کشت محبت قرابت مانع
مباشرت قتل او نشد فی الاستیعاب قتل العاص بن
ہشام بن مغیرہ کافراً یوم بدر قتلہ عمر بن الخطاب و کان
خالاً لہ دیگر آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمود کہ عباس
را نکشند ابوحذیفہ آن را قبول نکرد و دریں جا نوعی از وہن
در امتثال حکم پیغامبر صلی اللہ علیہ وسلم
پدید آمد و نحوی از اختلاف نمودار گردید
آنحضرت صلی اللہ علیہ و سلم

عبداللہ بن مسعود رض نے فرمایا کہ عمر رض کا اسلام ایک فتح تھا اور اُن کی ہجرت ایک مدد تھی اور اُن کی امارت ایک رحمت تھی اور ہم اس حال میں تھے کہ کعبہ کے قریب نماز نہیں پڑھ سکتے تھے یہاں تک کہ عمر رض اسلام لے آئے۔ جب وہ مسلمان ہوئے تو قریش سے لڑے یہاں تک کہ انھوں نے کعبہ کے پاس نماز پڑھی اور ہم نے اُن کے ساتھ نماز پڑھی اس کو ابن ہشام نے اپنی "زیادۃ علی السیرۃ" میں نقل کیا ہے اور حاکم نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ رض نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے پہلے مدینہ کی طرف ہجرت کی اور حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری کے لئے وہاں کی فضا کو مناسب اور ہموار کیا۔ براء بن عازب رض سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو لوگ ہمارے پاس آئے وہ مصعب رض ابن عمیر اور ابن ام مکتوم رض تھے اور وہ لوگوں کو قرآن پڑھایا کرتے تھے۔ پھر بلال رض اور سعد رض اور عمار رض بن یاسر آئے۔ پھر اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں سے بیس آدمیوں میں عمر رض بن الخطاب آئے پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، آخر حدیث تک، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوہ بدر میں اچھی فضیلتیں حضرت فاروق رض کے حصہ میں آئیں بہت سی وجوہ کے ساتھ ایک یہ کہ آپ نے اللہ کی رضا کے لئے اپنے ماموں کو قتل کیا۔ قتل کرنے میں قرابت کی محبت آپ کے لئے مانع نہ ہوتی۔ استیعاب میں ہے کہ قتل کیا گیا عاص بن ہشام بن مغیرہ بدر کے دن کفر کی حالت میں۔ اس کو عمر رض بن الخطاب نے قتل کیا اور یہ اُن کا ماموں تھا۔ دوسری یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ و وسلم نے فرمایا کہ عباس کو نہ ماریں۔ ابو حذیفہ رض نے اس کو قبول نہ کیا۔ اس موقع پر تعمیل حکم پیغمبر صلے اللہ علیہ وسلم میں کوتاہی کا ظہور ہوا۔ اور ایک طرح کا اختلاف نمودار ہوا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

این حادثہ را بدو وجہ تدارک فرمود در حالتِ راہنۂ تخویف و تہدید شخصے کہ از قبولِ امر موجودہ نافرمانی نمود وجارحۂ آن تہدید و تشدید فاروق اعظم رض را ساخت و گفت یا با حفص ایُضرب وجہ عمِ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسّیف حضرتِ فاروق رض ازین کلمہ بجوشید و مقصود بحصول انجامید و در وقتِ اخذ فدا ہر چند انصار گفتند کہ ابنِ اُخت مارا معاف باید داشت قبول نہ فرمود تا سدّ ذریعہ اختلاف شود اینجا بر قدر عقولِ مردم تنزل نمود عن ابن عباس ان النّبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لاصحابہ یومئذٍ انی قد عرفتُ ان رجالاً من بنی ہاشم وغیرہم قد اُخرجوا کرہًا لاحاجۃ لہم بقتالنا فمن لقی احدًا من بنی ہاشم فلا یقتلہ ومن لقِیَ ابا البختری ابن ہشام فلا یقتلہ ومن لقی العباسَ بن عبد المطلب عمّ رسولِ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلا یقتلہ فانما خرج مُستکرہًا قال فقال ابو حذیفۃ انقتل آباءَنا وابناءَنا واخواننا وعشیرتنا ونترک العبّاس واللہِ لئن لقیتہ لاُلحمنّہ السّیف قال فبلغت رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال لعمر بن الخطاب یا ابا حفص قال عمر واللہ انہ لاوّل یوم کنّانی رسولُ اللہ صلے (جملہ معترضہ ۱۲) اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بابی حفص ایُضرب وجہُ عمِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بالسّیف فقال عمر یا رسولَ اللہ

اس حادثہ کا تدارک دو طرح سے فرمایا (ایک یہ کہ) ایسے شخص کو ڈرانا اور دھمکانا جس نے کہ حکم کے ماننے میں نافرمانی کی اور اُس ڈرانے دھمکانے کا آلہ آپ نے فاروقِ اعظم رض کو بنایا اور فرمایا کہ اے ابو حفص! کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جائے گی۔ حضرت فاروق رض اس کلمہ سے جوش میں آگئے اور مقصود حاصل ہو گیا۔ اور (دوسری یہ کہ) فدیہ لینے کے وقت ہر چند انصار نے کہا کہ ہمارے بھانجے کو معاف رکھنا چاہیئے (یعنی عباس رض سے فدیہ نہ لیا جائے) مگر آپ نے قبول نہ فرمایا تاکہ اختلاف کا سبب بند ہو جائے۔ یہاں عام لوگوں کے مرتبۂ عقل پر آپ نے تنزل فرمایا۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس دن اپنے اصحاب رض سے فرمایا کہ بہت سے لوگ بنی ہاشم وغیرہم کے زبردستی نکالے گئے ہیں اُن میں ہم سے لڑنے کا داعیہ نہیں تھا تو جس کا بنی ہاشم میں سے کسی کے ساتھ مقابلہ ہو جائے وہ اُس کو قتل نہ کرے، جو شخص ابو البختری بن ہشام کے مقابل ہو وہ اس کو قتل نہ کرے اور جو عباس بن عبد المطلب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا کا مقابل ہو وہ اُن کو قتل نہ کرے۔ بیان کیا کہ اس پر ابو حذیفہ (ابن عتبہ بن ربیعہ) نے کہا کہ کیا ہم اپنے باپ اور اپنے بیٹوں اور اپنے بھائیوں اور اپنے رشتہ داروں کو تو قتل کر دیں اور عباس کو چھوڑ دیں واللہ اگر میرا اُس سے مقابلہ ہو گیا تو میں اپنی تلوار کو اُس کا گوشت ضرور کھلاؤں گا۔ کہا کہ یہ بات رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تک پہنچ گئی۔ تو آپ نے عمر رض ابن الخطاب سے فرمایا اے ابو حفص! عمر رض فرماتے ہیں کہ واللہ یہ پہلا دن تھا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھ کو کُنیت ابو حفص سے خطاب کیا، کیا رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے چچا کے مُنہ پر تلوار ماری جائے گی؟ تو عمر رض نے کہا کہ یا رسول اللہ!

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دعنی فلاضرب عنقہ بالسیف فواللہ لقد نافق فکان ابو حذیفۃ رض یقول ما انا بآمن من تلک الکلمۃ التی قلت یومئذ ولا ازال منہا خائفاً الا ان تکفرہا عنی الشہادۃ فقتل یوم الیمامۃ شہیداً اخرجہ ابن اسحٰق سوم آنکہ بعد فتح در باب اسیران اختلاف افتاد کہ فدا بگیرند یا قتل کنند رائے حضرت فاروق رض موافق مرادِ حق واقع شد عن ابن عباس قال حدثنی عمر بن الخطاب فذکر قصۃً لہ ان قال فاستشار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابابکر و علیاً و عمر فقال ابو بکر یا نبی اللہ ہؤلاء بنو العم والعشیرۃ والاخوان فانی ارے ان تاخذ منہم الفدیۃ فیکون ما اخذنا منہم قوۃً لنا علی الکفار و عسی اللہ ان یہدیہم فیکونون لنا عضداً فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماتری یا ابن الخطاب قال قلت واللہ ما ارے ما رآی ابو بکر ولکنی اری ان تمکننی من فلان قریب لعمر فاضرب عنقہ وتمکن علیاً من عقیل فیضرب عنقہ و تمکن حمزۃ من فلان اخیہ فیضرب عنقہ حتے یعلم اللہ انہ لیست فی قلوبنا ہوادۃ للمشرکین ہؤلاء صنادیدہم و

نافیہ — نرمی ۱۲ — بہتران ۱۲

مجھے اجازت دیجئے کہ میں تلوار سے اس کی گردن اُڑا دوں۔ خدا کی قسم اس نے نفاق برتا ہے۔ اس پر ابو حذیفہ رض کہا کرتے تھے کہ جو کلمہ اُس دن میری زبان سے نکل گیا تھا میں اُس سے مطمئن نہیں ہوں اور ہمیشہ اُس سے خائف رہتا ہوں (آخرت کے مواخذہ سے بچنے کی کوئی صورت نہیں) بجز اس کے میری طرف سے اس معصیت کا کفارہ شہادت بن جائے۔ تو وہ یوم یمامہ میں قتل کئے گئے اور شہید ہوگئے۔ اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ تیسری یہ کہ فتح (بدر) کے بعد قیدیوں کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ فدیہ لے لیں یا قتل کریں۔ اس بارے میں حضرت فاروق رض کی رائے مرادِ حق کے موافق واقع ہوئی۔ مروی ہے ابن عباس رض سے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عمر رض بن الخطاب نے۔ پھر اس قصہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ پھر مشورہ لیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رض سے اور علی رض سے اور عمر رض سے۔ تو ابو بکر رض نے کہا یا رسول اللہ یہ لوگ چچا کے بیٹے اور رشتہ دار و بھائی ہیں میری رائے یہ ہے کہ ہم ان سے فدیہ لے لیں تو جو کچھ ہم اُن سے لیں گے وہ ہمارے لئے کفار پر موجب قوت ہوگا اور امید ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت کردے گا تو وہ ہمارے لئے ایک بازو بنیں گے۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے ابن الخطاب! تمھاری کیا رائے ہے؟ کہا کہ میں نے کہا واللہ میں وہ رائے نہیں رکھتا جو ابو بکر رض رائے رکھتے ہیں۔ میری رائے تو یہ ہے کہ میرے سپرد آپ کریں فلاں کو، یہ حضرت عمر رض کے ایک رشتہ دار تھے، تاکہ میں اس کی گردن ماردوں اور علی رض کے سپرد کیجئے عقیل کو تاکہ وہ اُس کی گردن مار دیں اور حمزہ رض کے سپرد کیجئے اُن کے فلاں بھائی (یعنی عباس) کو کہ وہ اُن کی گردن ماردیں۔ تاکہ اللہ پر ظاہر ہو جائے کہ ہمارے دلوں میں مشرکین کے لئے نرمی نہیں ہے۔ یہ لوگ مشرکین کے سردار اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ائمتہم و قادتہم فہوی رسول اللہ صلے اللہ (ای احب ۱۲)
علیہ و سلم ماقال ابو بکر و لم یہو ما قلت
فاخذ منہم الفداء فلما کان من الغد قال
عمر غدوت الی النبی صلے اللہ علیہ و سلم فاذا
ہو قاعد و ابو بکر و اذا ہما یبکیان فقلت یا
رسول اللہ اخبرنی ماذا یبکیک انت و
صاحبک فان وجدت بکاء بکیت و ان
لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما قال فقال
النبی صلے اللہ علیہ و سلم ابکی للذی
عَرَضَ عَلَیَّ اصحابک من الفداء ثم قال
لقد عُرِضَ عَلَیَّ عذابکم ادنی
من ھذہ الشجرۃ بشجرۃ قریبۃ
و اَنزَلَ اللہ عزّ و جلّ
مَا کَانَ لِنَبِیٍّ اَنْ یَّکُوْنَ
لَہٗ اَسْرٰی حَتّٰی یُثْخِنَ فِی
الْاَرْضِ الی لَوْلَا کِتٰبٌ مِّنَ
اللّٰہِ سَبَقَ لَمَسَّکُمْ فِیْمَآ اَخَذْتُمْ
من الفداء ثم اُحِلَّ لہم الغنائم
فلما کان یوم اُحُدٍ من العام
المقبل عُوْقِبُوْا بما صنعوا یوم
بدر من اَخْذِہِم الفداء فقُتِلَ
منہم سبعون و فرّ اصحاب
النبی عن النبی صلے اللہ علیہ و
سلم و کُسِرَتْ رَباعیتہ و
ہُشِمَتِ البیضۃ علی راسہ

شکست ۱۲ — خود ۱۲

اُن کے پیشوا اور اُن کے راہ نما ہیں۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پسند کیا اس رائے کو جو ابوبکرؓ نے دی تھی اور جو کچھ میں نے کہا تھا اس کو پسند نہ کیا اور ان سے فدیہ لے لیا۔ عمرؓ نے بیان کیا کہ جب اگلا دن ہوا تو صبح کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں گیا۔ دیکھتا کیا ہوں کہ آپؐ بیٹھے ہیں اور ابوبکرؓ بھی اور دونوں رو رہے ہیں تو میں نے کہا یا رسول اللہؐ! مجھے بتایئے کہ آپ کیوں رو رہے ہیں اور آپ کے ساتھی بھی، تو اگر مجھے رونا آئے گا تو میں بھی روؤں گا اور اگر نہیں آئے گا تو آپ کے گریہ کے ساتھ شریک ہونے کے لئے رونے کی کوشش کروں گا۔ کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں رو رہا ہوں اس وجہ سے جو میرے سامنے تمہارے ساتھیوں نے فدیہ کا معاملہ پیش کیا۔ پھر فرمایا کہ مجھ پر پیش کیا گیا تمہارا عذاب جو قریب آگیا تھا اس درخت سے۔ ایک قریب کے درخت کی طرف اشارہ فرمایا اور اللہ عزّ وجلّ نے یہ آیت نازل فرمائی مَا کَانَ لِنَبِیٍّ الخ (۸: ۶۷-۶۸) نبی کی شان کے لائق نہیں کہ اُن کے قیدی باقی رہیں (بلکہ قتل کر دیئے جائیں) جب تک کہ وہ زمین میں اچھی طرح (کفار کی) خونریزی نہ کرلیں تم تو دنیا کا مال و اسباب چاہتے ہو اور اللہ تعالےٰ آخرت (کی مصلحت) کو چاہتے ہیں اور اللہ تعالےٰ بڑے زبردست اور بڑے حکمت والے ہیں۔ اگر خدا تعالےٰ کا ایک نوشتہ مقدر نہ ہو چکتا تو جو امر تم نے اختیار کیا ہے یعنی فدیہ لینا اس کے بارے میں تم پر کوئی بڑی سزا واقع ہوتی۔" پھر حلال کر دیا گیا اُن کے لئے غنیمتوں کو۔ پھر جب آئندہ سال جنگ اُحُد ہوئی تو اس چیز کا ان کو بدلہ دیا گیا جو اُنھوں نے یوم بدر میں کیا تھا یعنی اُن سے فدیہ لے لینا۔ تو مسلمانوں میں سے ستر قتل کئے گئے اور اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں ہزیمت واقع ہوئی اور آپؐ کا دانت توڑا گیا اور آپ کے سر پر خود توڑا گیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وسال الدّم علی وجہہ وانزل اللہ تعالیٰ
اَوَلَمَّآ اَصَابَتْکُمْ مُّصِیْبَۃٌ قَدْ اَصَبْتُمْ
مِّثْلَیْهَا قُلْتُمْ اَنّٰی هٰذَا قُلْ هُوَ
مِنْ عِنْدِ اَنْفُسِکُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلٰی
کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ باخذکم الفدآء، اخرجہ
احمد۔ چہارم آنکہ عمیر بن وہب بعد از
فتح برائے استخلاص برادر خود بحضور
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آمد و وے
از فاتکان قریش و دلیران ایشان بود و
حضرت فاروق رض (خونریزان) درحفظ مراتب احتیاط
از مکر وے شرط محبت بتقدیم رسانید
عن عروۃ بن الزبیر فی قصۃ عمیر بن
وہب فبینا عمر بن الخطاب فی نفر
من المسلمین یتحدثون عن یوم بدر و
یذکرون ما اکرمہم اللہ بہ و ما اراہم بہ
من عدوہم اذ نظر عمر الی عمیر بن
وہب حین اناخ علی باب المسجد
متوشحا (حمایل کردہ ۱۲) السیف فقال ہذا الکلب
عدو اللہ عمیر بن وہب ما جاء الا بشر و
ہو الذی حرش بیننا و حزرنا للقوم یوم
بدر ثم دخل عمر رضی اللہ عنہ علی رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقال یا نبی اللہ ہذا
عدو اللہ عمیر بن وہب قد جاء متوشحا
سیفہ قال فادخلہ علیّ قال فاقبل
عمر حتی اخذ بحمالۃ (دوال ۱۲) سیفہ

اور خون آپؐ کے چہرۂ مبارک پر بہا۔ اور اللہ تعالےٰ نے نازل کیا
اَوَلَمَّآ اَصَابَتْکُمْ الخ (۳: ۱۶۵) اور جب تمہاری ایسی ہار ہوئی جس
سے دو حصے تم جیت چکے تھے تو کیا ایسے وقت میں تم یوں کہتے ہو
کہ یہ کدھر سے ہوئی۔ آپ فرما دیجئے کہ یہ ہار خاص تمہاری طرف سے
ہوئی بیشک اللہ تعالےٰ کو ہر چیز پر پوری قدرت ہے۔" (تمہاری طرف
سے یعنی) تمہارے فدیہ لینے کی وجہ سے، روایت کیا اس کو احمد نے۔
چوتھی یہ کہ عمیر بن وہب فتح (بدر) کے بعد اپنے بھائی کو چھڑانے
کے لئے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آیا اور یہ شخص
قریش کے خونریز اور دلیر لوگوں میں سے تھا۔ اور حضرت فاروق رض
نے اس کے مکر سے (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی) حفاظت
کے سلسلہ میں احتیاط کے تمام مراتب آپؐ کی محبت کی وجہ سے
پورے ادا کئے۔ عمیر بن وہب کے قصہ میں عروہ بن الزبیر رض سے مروی
ہے کہ اس دوران میں کہ عمر رض بن الخطاب مسلمانوں کی ایک جماعت
میں بیٹھے ہوئے تھے جو آپس میں یوم بدر کی باتیں کر رہے تھے اور
جو اکرام اللہ تعالےٰ نے ان پر کئے تھے اور دشمنوں کی جو حالت
اللہ تعالیٰ نے ان کو دکھائی تھی اُس کو یاد کر رہے تھے کہ عمر رض کی نظر
پڑی عمیر بن وہب پر جب کہ اُس نے اپنے اونٹ کو مسجد
کے دروازے پر بٹھایا اور وہ اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوئے
تھا۔ آپ نے کہا کہ یہ کتا اللہ کا دشمن عمیر بن وہب ہے یہ بجز شر
کے اور کسی ارادے سے نہیں آیا۔ اور یہ وہی شخص ہے جس نے
بدر کے دن ہمارے خلاف قوم کو خوب بھڑکایا تھا اور قوم کے جذبات
کو تیز کیا تھا۔ پھر عمر رضی اللہ عنہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے
پاس پہنچے اور عرض کیا کہ اے نبی اللہ! یہ اللہ کا دشمن عمیر بن وہب
آیا ہے اپنی تلوار گلے میں لٹکائے ہوتے۔ آپؐ نے فرمایا کہ میرے
پاس لے آؤ۔ تو عمر رض اس کو اس طرح لے کر آئے کہ اس کی تلوار

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی عُنقِہٖ فلبّبَہٗ بہا و قال لرجالٍ ممّن کانَ معَہٗ من الانصار ادخلوا علیٰ رسولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم فاجلسوا عندہٗ واحذروا علیہ من ھٰذا الخبیثِ فانّہٗ غیرُ مامونٍ ثم دخلَ بہٖ علیٰ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلّم و عُمر آخذ بحمالۃِ سیفہٖ فی عنقہٖ فقالَ اَرسِلْہ یا عُمر اُدنُ یا عُمیر فذکرَ الحدیث بطولِہٖ وفیہ معجزۃ اخرجہ ابن اسحٰق و ازانجملہ آنست کہ در غزوۂ اُحُد فضائل نمایان نصیب حضرت فاروق رضہ شد بچندین جہت یکیٔ آنکہ در وقت تحصّن بشعب با جماعہ از مہاجرین بالاء کوہ برآمد و دفع کفّار نمود قال ابن اسحٰق فبینا رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم بالشعب معہ اولٰئک النفر من اصحابہ اذ علت عالیۃٌ من قریش الجبلَ فقالَ رسولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم

کے تسمہ کو جو اس کی گردن پڑا تھا اُس کے گریبان کے ساتھ پکڑے ہوتے تھے۔ اور جو انصاری کہ آپ کے ساتھ بیٹھے ہوتے تھے ان سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ جاؤ اور اُن کے قریب جاکر بیٹھو اور اس خبیث سے چوکنّے رہو کیونکہ یہ قابل اطمینان شخص نہیں ہے۔ پھر اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پاس لے کر آئے اور عمر رضہ اس کی گردن میں پڑے ہوتے تلوار کے تسمہ کو پکڑے ہوتے تھے۔ آپ نے فرمایا کہ اس کو چھوڑ دو اے عمر رضہ! اور اے عُمیرؓ قریب آ۔ یہ لمبی حدیث ہے اور اس میں ایک معجزہ بھی ہے، اس کو ابن اسحٰق نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ اُحد میں نمایاں فضائل فاروقِ اعظم رضہ کو حاصل ہوتے متعدد جہت سے ایکٔ یہ کہ گھاٹی میں پناہ گزین ہونے کے وقت مہاجرین کی ایک جماعت کے ساتھ عمر رضہ نے پہاڑ کے اوپر چڑھ کر کفّار کو دفع کیا۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ ایسے وقت میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم گھاٹی میں تھے، اور آپ کے اصحاب میں سے وہ لوگ موجود تھے کہ ایک اوپر چڑھنے والی قریش کی جماعت پہاڑ کے اوپر پہنچ گئی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا

ع۵ اس کے بعد کا واقعہ یہ ہے کہ پھر آپ نے فرمایا کہ اے عمیر! تُو کیوں آیا ہے؟ تو اُس نے کہا کہ اُس قیدی کی وجہ سے آیا ہوں جو تمہارے قبضہ میں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تلوار کیوں لٹکائی؟ اُس نے (ٹالنے کے لئے) جواب دیا کہ ہماری تلوار کا مُنہ کالا ہو کہ یہ کبھی ہمارے کام نہ آئی۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ صحیح بات بتاؤ، بغیر سچ بولے چھٹکارا نہ ملے گا۔ اُس نے کہا کہ اس مہم کے سوا میرا اور کوئی مقصد نہیں ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا تو نے صفوان بن اُمیہّ کے ساتھ بیٹھ کر کُشتگانِ بدر کو یاد نہیں کیا اور جب کہ اُس نے تیرے قرض کو اور تیرے اہل و عیال کی کفالت کو اپنے ذمّہ لے لیا تو تُو محمدؐ کے قتل کے لئے نہیں آیا؟ تو اس مہم کے لئے آیا ہے، لیکن میرے اور تیرے درمیان خدا حائل ہو گیا۔ (اس سے فاروقِ اعظم رضہ کی یہ اہم فضیلت نکلی کہ خدا تعالےٰ نے ان کو حفاظتِ نبی صلی اللہ کا اپنا جارحہ اور آلہ بنایا) عُمیرؓ نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپؐ اللہ تعالیٰ کے رسولؐ ہیں اور اپنی انتہائی جہالت کی وجہ سے ہم آپؐ کا انکار کر رہے تھے۔ آپؐ کی سچائی مجھ پر ظاہر ہو گئی کیونکہ اس بات کی میرے اور صفوان کے سوا کسی کو بھی خبر نہ تھی۔ اور اس کی آپؐ کو خدا کے سوا کسی نے بھی خبر نہیں دی۔ اسی نے مجھے دولتِ اسلام سے مشرّف کیا۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنے بھائی کو اسلام کے احکام سکھاؤ اور قرآن کی تعلیم دو۔ اس کے بعد اس نے مکہ واپس جانے کی اجازت چاہی اور لوگوں کو خدا کی طرف آنے کی دعوت دینا شروع کر دی۔ اور ایک جماعتِ کثیر اُس کے ذریعہ سے دولتِ اسلام سے مشرّف ہوئی ۱۲ شواہد النبوۃ مولانا جامیؒ مترجمہ اشتیاق احمد عفی عنہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهم انه لاینبغی لهم ان یعلونا فقاتل عمر بن الخطاب رضی اللہ عنه ورهط معه من المهاجرین حتے اهبطوا من الجبل ذکره فی السیرة دوم آنکه ابوسفیان نزدیک انصراف از احد گفت اُعلُ هُبَل (بلند شو ہبل) فاروق رضی اللہ عنہ را غیرت اسلام بجوش آمد وآن موجب اعلاء کلمة اللہ شد سوم آنکه درین حادثه واضح گشت که کفار بعد آنحضرت صلے اللہ علیه وسلم وبعد صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اگر از کسے حسابے میگر فتند از فاروق رضی اللہ عنہ میگر فتند قال ابن اسحٰق ان اباسفیان حین اراد الانصراف اشرف علے الجبل ثم صرخ باعلے صوته فقال ان الحرب سجال یوم بیوم بدر اُعلُ هُبَل فقال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم قم یا عمر فاجبه فقال اللّٰه اعلٰے واجل لاسواء (جنگ ما وشما برابر نیست) قتلانا فی الجنة وقتلاکم فی النار فلما اجاب عمر رضی اللہ عنه اباسفیان قال له ابوسفیان هلم الی یا عمر فقال رسول اللہ صلے اللہ علیه وسلم لعمر ائته فانظر ماشانه فقال ابوسفیان انشدک اللہ یا عمر اقتلنا محمدا قال اللّٰهم لا وانه لیسمع کلامک الآن قال انت اصدق عندی من ابن قمیئة وابر یقول ابن قمیئة لهم انی قتلت محمدا و از انجمله آنست که در غزوہ خندق حاضر شد و

یا اللہ! یہ تو ٹھیک نہیں کہ وہ ہم سے بلند ہو جائیں تو عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے ایک جماعتِ مہاجرین کو ساتھ لے کر اُن سے قتال کیا یہاں تک کہ وہ پہاڑ سے نیچے اُتار دیئے گئے، اس کا ذکر کیا ہے سیرت میں۔ دوسری یہ کہ اُحد سے واپس ہوتے وقت ابوسفیان نے نعرہ لگایا اُعلُ هُبَل (بلند ہو لے ہبل! یہ قریش کے بُت کا نام تھا) فاروق رضی اللہ عنہ کی غیرتِ اسلام جوش میں آئی اور وہ اعلاء کلمۃ اللہ کا موجب ہوئی دکہ انھوں نے نعرہ لگایا اَللّٰہ اَعلٰی واَجَل) تیسری یہ کہ اس حادثہ میں یہ واضح ہو گیا کہ کُفار آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور صدیقِ اکبر رضی اللہ عنہ کے بعد اگر کسی کو سر برآوردہ شمار کرتے تھے تو حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کو کرتے تھے۔ ابنِ اسحٰق نے کہا کہ ابوسفیان نے جب واپس ہونے کا ارادہ کیا تو پہاڑ کے اوپر چڑھا پھر بلند آواز سے چیخا اور کہا کہ "لڑائی برابر سرابر کی ہو گئی یہ یوم بدر کے یوم کا جواب ہے۔ بلند ہو لے ہُبَل" تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اُٹھو لے عمر رضی اللہ عنہ! اور اس کا جواب دو۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے نعرہ لگایا اللہ اعلیٰ واجل (اللہ سب سے بلند مرتبہ اور سب سے بڑا ہے) لڑائی برابر سرابر نہیں ہمارے مقتول جنّت میں ہیں اور تمھارے مقتول جہنم میں۔ جب عمر رضی اللہ عنہ نے ابوسفیان کو جواب دیا تو ابوسفیان نے کہا کہ لے عمر رضی اللہ عنہ! میری طرف آ۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کہ جاؤ دیکھو کیا بات ہے؟ تو عمر رضی اللہ عنہ اس کے پاس پہنچے۔ تو ابوسفیان نے کہا کہ لے عمر رضی اللہ عنہ! میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کیا ہم نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے؟ عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ بارخدایا نہیں اور وہ یقیناً تیری گفتگو سُن رہے ہیں اب بھی۔ اُس نے کہا کہ تو میرے نزدیک ابنِ قمیئہ سے زیادہ سچا اور زیادہ نیک ہے۔ ابنِ قمیئہ لوگوں سے یہ کہہ رہا ہے کہ میں نے محمدؐ کو قتل کر دیا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خندق میں شریک ہوئے اور

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مساعی جمیلہ دران واقعہ بکار بردہ یکے آنکہ محافظت
طرفی از خندق عہدۂ وے بود والآن مسجدے بنام
او رضی اللہ عنہ درانجا بنا کردہ اند دوم آنکہ اہلِ سیر
نوشتہ اند کہ فاروق رضؓ و زبیر رضؓ روزے از روزہای
خندق بر جماعۂ کفار حملہ آوردند و آن جماعہ را از ہم
متفرق ساختند دران میان ضرار بن الخطاب باز
گشت و نیزہ بجانب عمر کشید بعد ازاں آن نیزہ را
باز گرفت و گفت این نعمت مشکورہ است کہ بر تو
ثابت کردم سوم آنکہ در بعض ایام خندق بسبب
اہتمام بشغل دفع کفار نماز عصر از حضرت فاروق رضؓ
فوت شد و تأسف عظیم ازین وجہ بخاطرش
راہ یافت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود را
دران وقت ہمراہ او عدّ فرمودند و باین شفقت
علاج تأسفش ساختند عن جابر بن عبداللہ
انّ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جاء یوم الخندق
بعد ما غربت الشمس جعل یسبّ کفارِ
قریش و قال یارسول اللہ ما کدتُ ان اُصلی
حتی کادت الشمس تغرب قال النبی صلی
اللہ علیہ وسلم واللہ ما صلیتہا فنزلنا مع النبی
صلی اللہ علیہ وسلم بطحان فتوضأ للصلوٰۃ وتوضأنا
لہا فصلی العصر بعد ما غربت الشمس ثم صلی بعدہا
المغرب اخرجہ البخاری و از انجملہ آنست کہ در غزوۂ
بنی مصطلق حاضر شد و سعیہا مصروف
داشت بچند وجہ یکے آنکہ اہلِ
سیر ذکر کردہ اند کہ

اس واقعہ میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ ایک یہ کہ خندق کی ایک
جانب کی حفاظت اُن کے ذمہ تھی اور اب بھی وہاں ایک مسجد موجود
ہے جو عمر رضی اللہ عنہ کے نام سے وہاں بنائی گئی ہے۔ دوسرا یہ
کہ اہلِ سیر نے لکھا ہے کہ خندق کے دنوں میں سے ایک دن فاروق رضؓ
اور زبیر رضؓ نے کفار کی جماعت پر حملہ کیا اور اُس کو درہم برہم کر دیا
اور اسی دَوران میں ضرار بن الخطاب پلٹا اور عمر رضؓ کی طرف نیزہ کھینچا
اور پھر اُس کو روک لیا اور کہا کہ یہ میرا قابلِ شکر احسان ہے جو
میں نے تجھ پر قائم کیا ہے۔ تیسرا یہ کہ خندق کے بعض ایام میں دفعِ
کفار کے اہتمام و مشغولیت کے سبب سے حضرت فاروق رضؓ کی نمازِ
عصر فوت ہوگئی اور اس وجہ سے بہت بڑا افسوس و رنج آپ
کے دل میں پیدا ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس وقت
اپنے کو اُن کے ہمراہ شمار کیا اور اس شفقت کے ساتھ آپ کے
تأسف کا علاج فرمایا۔ مروی ہے جابر بن عبداللہ رضؓ سے کہ عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ یوم خندق میں آفتاب غروب ہونے کے بعد
آئے اور کفارِ قریش کو گالیاں دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے
کہ یارسول اللہ! مجھے اتنا موقع نہ ملا کہ نماز پڑھ لوں یہاں تک کہ
آفتاب غروب ہونے لگا تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ
نمازِ عصر میں نے بھی نہیں پڑھی تو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے
ساتھ بطحان میں اُترے (بطحان مدینہ کے ایک نالے کا نام ہے)
آپ نے نماز کے لئے وضو کی اور ہم سب نے وضو کی پھر عصر
کی نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد پھر اس کے بعد مغرب کی
نماز پڑھی، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ان میں سے ایک یہ
ہے کہ عمر رضؓ غزوۂ بنی مصطلق میں حاضر ہوئے اور بڑی کوششوں
میں لگے ہوئے تھے (اس میں بھی) چند خاص وجوہ کے ساتھ
(فضیلت حاصل ہوئی) ایک یہ کہ اہلِ سیر نے ذکر کیا ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مقدمۂ لشکر او بود و جاسوسی را از طرف کفار
گرد و احوالِ آنہا از وے استفسار نمود بعد ازان
او را بکشت و بایں جہت رُعبِ عظیم بر دل کفّار
اُفتاد دوم آنکہ در عین قتال فاروق رضؓ مامور
شد بآنکہ ندا در دادند کہ ہر کہ کلمۂ اسلام
بگوید از تعرّض مامون باشد سوم آنکہ
جہجاہ غفاری اجیر فاروق رضؓ با اعرابے
در مناقشہ اُفتاد اعرابی بعبد اللہ
ابن اُبی منافق رجوع آورد و وے
بکلماتِ نفاق آمیز آتشِ نفاق خود
را دو بالا ساخت و زید بن ارقم آن
کلمات را بعرضِ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم رسانید و غیرتِ حضرت
فاروق رضؓ بجوش آمد و قصدِ ایقاع بآن
منافق نمود و منافقان در صددِ
عذر آمدند خدائے عزّ و جلّ در بابِ تصدیق
قول زید بن ارقم و تحسین رائے فاروق رضؓ
دریں قدر کہ منافق مستحق اہانت است
در دنیا و مستوجب عقوبت در آخرت اگرچہ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم افادہ فرمودند کہ
بجہت مصلحتِ احتراز از تفرق کلمۂ
مسلمین و توحّش داخلان در اسلام
سزائے کردارِ او در کنارِ او نہادند
آیات نازل فرمود
اِذَا جَآءَكَ الْمُنٰفِقُوْنَ اه

مقدمۃ الجیش کے افسر وہی تھے اور اُنھوں نے کفار کا ایک جاسوس
گرفتار کیا تھا اور اُن کے احوال اُس سے دریافت کئے تھے
اس کے بعد اُس کو قتل کر دیا اس وجہ سے کفّار کے دل پر بڑا
رُعب واقع ہوگیا۔ دوسری یہ کہ خاص قتال کے وقت حضرت
فاروق رضؓ اس پر مامور ہوئے کہ یہ ندا کر دیں کہ جو کلمۂ اسلام کہے گا
اُس سے تعرّض نہ کیا جائے گا۔ تیسری یہ کہ جہجاہ غفاری کا جو
حضرت فاروق رضؓ کے اجیر تھے ایک اعرابی کے ساتھ جھگڑا ہوگیا۔
اعرابی نے عبد اللہ بن اُبَیّ منافق کی طرف رجوع کیا اور اس نے
نفاق آمیز کلمات کے ساتھ اپنی آتشِ نفاق کو بھڑکایا۔ اور
زید بن ارقم نے اُن کلمات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت
میں پہنچا دیا اور حضرت فاروق رضؓ کی غیرت جوش میں آئی اور
آپ نے اُس منافق کو مارنے کا ارادہ کیا اور منافق لوگ عُذر
و معذرت کرنے لگے (اور اُنھوں نے زید بن ارقم کو جھٹلایا)
تو خدائے عزّ و جلّ نے زید رضؓ بن ارقم کے قول کی تصدیق اور حضرت
فاروق رضؓ کی اس بارے میں تحسین کے سلسلہ میں کہ منافق
بیشک دنیا میں اہانت کا مستحق ہے اور آخرت میں عذاب کے
قابل، اگرچہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ کلمۂ
مسلمین میں تفریق سے بچنے کی مصلحت اور اسلام میں داخل
ہونے والوں کو توحّش سے بچانے کے لئے (کہ کسی نومسلم کو
یہ خوف نہ پیدا ہونے لگے کہ کہیں مجھے منافق قرار دے کر
قتل نہ کر دیا جائے) درگزر کیا جائے اُس شخص کے کردار کی سزا
اُس کو نہیں دی، یہ آیات نازل فرمائیں اِذَا جَآءَكَ
الْمُنٰفِقُوْنَ الخ (۶۳: ۱ تا ۸) (پورا رکوع اسی کے بارے میں
ہے آخر میں ارشاد فرمایا گیا ہے یہ وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ جو
لوگ رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کے پاس جمع ہیں اُن پر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والقصۃ مبسوطۃ فی معالم التنزیل
وغیرہ چہارم آنکہ آنحضرت صلے
اللہ علیہ وسلم حضرت فاروق رض را
درین حادثہ رمزے عجیب کہ در
باب ملک داری بکار آید ارشاد
فرمودند قال ابن اسحٰق فحدثنی
عاصم بن عمران عبداللہ بن
عبداللہ بن اُبَیّ اَتی رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال
یارسولَ اللہ انہ قد بلغنی انک تُرید
قتلَ عبد اللہ بن اُبیّ فیما
بلغکَ عنہ فان کنتَ لابدَّ
فاعلاً فمُرنی بہ فانا احمِلُ
الیکَ رأسہ فو اللہ لقد
علمتِ الخزرجُ ما کانَ بہا
من رجل ابرَّ بوالدہ منّی
انّی اخشی ان تامر غیری
فیقتلہ فلا تدعُنی نفسی ان
انظرَ الی قاتلِ عبداللہ بن
اُبَی یمشی فی النّاس
فاقتلہ فاقتلُ مؤمناً
بکافرٍ فادخل النّارَ فقالَ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
بل نترفقُ بہ ونُحسن صحبتہ
ما بقی معنا

کچھ خرچ مت کرو یہاں تک کہ یہ آپ ہی منتشر ہو جائیں گے اور (ان کا یہ کہنا جہل محض ہے کیونکہ) اللہ تعالیٰ ہی کے ہیں سب خزانے آسمانوں کے اور زمین کے ولیکن منافقین سمجھتے نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ اگر ہم مدینہ میں لوٹ کر جائیں گے تو عزّت والا وہاں سے ذلّت والے کو باہر نکال دے گا حالانکہ عزّت تو اللہ ہی کی ہے اور اس کے رسول ؐ کی اور مومنین کی لیکن منافقین جانتے نہیں") اور یہ قصّہ تفصیل کے ساتھ معالم التنزیل وغیرہ میں موجود ہے۔ چوتھی یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اس حادثہ میں حضرت فاروق رض کو ایک عجیب رمز سے آگاہ فرمایا جو کہ ملک داری کے اصول میں بہت کارآمد ہے۔ ابنِ اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا عاصم بن عمر نے کہ عبداللہ بن اُبیّ (منافق) کا بیٹا عبداللہ (جو سچا مسلمان تھا) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا کہ یارسول اللہ! مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اُس اطلاع کی بنا پر جو عبداللہ بن اُبیّ کے بارے میں آپ کو پہنچی آپ اُس کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں تو اگر آپ کو ایسا کرنا ضروری ہے تو آپ مجھے اس کا حکم دیں میں آپ کے پاس اُس کا سر لے آؤں گا۔ کیونکہ خدا کی قسم تمام (قبیلہ) خزرج جانتا ہے کہ اُن کے تمام مردوں میں اپنے باپ کا خدمت گزار مجھ سے زیادہ کوئی نہیں ہے۔ مجھے یہ ڈر ہے کہ اگر آپ کسی دوسرے کو حکم دیں گے اور وہ اُس کو قتل کرے گا تو میرا نفس مجھے نہ چھوڑے گا کہ میں عبداللہ بن اُبیّ کے قاتل کو دیکھتا رہوں کہ وہ لوگوں میں چل پھر رہا ہے پھر میں اُس کو قتل کر دوں تو میں ایک مومن کو کافر کے بدلے میں قتل کروں گا اور جہنم میں داخل ہوں گا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ہم اس کے ساتھ نرمی کریں گے اور جب تک وہ (بظاہر) ہمارے ساتھ رہے گا ہم اُس کے ساتھ حُسنِ صحبت قائم رکھیں گے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجعل بعد ذلک اذا احدث الحدث کان قومہ الذین یعاتبونہ ویأخذونہ ویعنفونہ فقال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ حین بلغہ ذلک من شأنہم کیف ترٰی یا عمر اما واللہ لو قتلتہ یوم قلت لی اقتلہ لارعدت لہ آنفاً ولو امرتہا الیوم بقتلہ لقتلتہ قال فقال عمر رضی اللہ عنہ قد واللہ علمت لامر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اعظم برکۃ من امری

وازا نجملہ آنست کہ در حدیبیہ حاضر بود و آنجا فضائل بے حساب نصیب او شد یکے آنکہ حمیت اسلام بر حضرت فاروق رضی اللہ عنہ غلبہ کرد و بتربیت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم تسکین یافت

قال ابن اسحٰق فلما التام الامر ولم یبق بینہما الا الکتاب وثب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فاتی ابا بکر رضی اللہ عنہ فقال یا ابا بکر الیس برسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال بلٰی قال اولسنا بالمسلمین قال بلٰی قال اولیسوا بالمشرکین قال بلٰی قال فعلام نعطی الدنیۃ

اب اس کے بعد یہ ہونے لگا کہ جب بھی عبداللہ بن ابی کوئی نیا شوشہ اٹھاتا تو اس کی قوم کے لوگ ہی اس پر عتاب کرنے لگتے اور اس پر گرفتیں کرنے لگتے اور اس کو دھمکانے لگتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے جب آپ کو ان لوگوں کے اس حال کی اطلاع پہنچی فرمایا کیا رائے رکھتے ہو اے عمر رضی اللہ عنہ کیا واللہ اگر تم اس کو قتل کر دیتے جس دن تم نے مجھ سے کہا تھا کہ میں اسے قتل کروں گا تو اب تم پر لرزہ خیز حال پیش آجاتا؛ اور اگر میں اس دن تمہیں اس کے قتل کا حکم دیدیتا تو تم اس کو قتل کر دیتے (راوی نے) کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا بیشک واللہ میں سمجھ گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا امر عظیم البرکت ہے میرے امر سے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ حدیبیہ میں حاضر تھے اور اس جگہ بے حساب فضائل ان کے حصہ میں آئے۔ ایک[1] یہ کہ حمیتِ اسلام نے حضرت فاروق رضی اللہ عنہ پر غلبہ کیا اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی تربیت سے تسلی پائی۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ جب پورا معاملہ طے ہو چکا اور دونوں کے درمیان بجز تحریر کے کوئی بات باقی نہ رہی تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کود پڑے اور ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ اے ابو بکر رضی اللہ عنہ! کیا وہ اللہ کے رسول (صلے اللہ علیہ وسلم) نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کہ کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے کہا کیوں نہیں۔ پھر کہا کیا وہ مشرکین نہیں ہیں؟ انھوں نے کہا کیوں نہیں ہیں۔ کہا کہ پھر کس بنا پر ہم اپنے دین میں

[1] اس روایت میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس جا کر گفتگو کرنے کا ذکر ہے اور پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچنے کا۔ لیکن صحیح بخاری کی اس روایت میں جو مناقب صدیق رضی اللہ عنہ میں گزر چکی ہے یہ ہے کہ اول آپ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کی تھی اس کے بعد ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پاس پہنچے تھے۔ بہرحال اس اختلاف سے اصل مقصد پر اثر نہیں پڑتا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی یہ منقبت کہ آپ اس موقع پر عزتِ اسلام کے لئے دوڑ دھوپ کر رہے تھے دونوں سے ثابت ہے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

في دِيننا قال ابو بكر يا عمر الزم غرزه[ركاب ۱۲]
فاني اشهد انه رسول الله صلى الله عليه
وسلم قال عمر وانا اشهد انه رسول الله
ثم اتى رسول الله صلى الله عليه وسلم
فقال يارسول الله ألست برسول الله
حقًا قال بلى قال اولسنا بالمسلمين
قال بلى قال اوليسوا بالمشركين قال
بلى قال فعلام نعطى الدنية في
دِيننا قال انا عبد الله ورسوله
لن اخالف امره ولن يضيعني قال
فكان عمر رضي الله عنه يقول
مازلت اصوم واتصدق واصلى
واعتق من الذي صنعت يومئذ
مخافة كلامي الذي تكلمت به
حتى رجوت ان يكون خيرا و
قال ابن اسحق فوثب عمر بن
الخطاب رضي الله عنه مع ابي
جندل يمشي الى جانبه ويقول
اصبر يا ابا جندل فانما هم المشركون
وانما دم احدهم دم كلب قال ويدني قائم
السيف قال يقول عمر رضي الله عنه رجوت ان ياخذ السيف فيضرب به
اباه قال فضن الرجل بابيه ونفذت القضية ديگر[بقتل ۱۲]
آنکه[۳] فانزل الله سكينته على
رسوله وعلى المؤمنين

عیب لگائیں[ع]۔ ابوبکرؓ نے کہا کہ اے عمرؓ بس اُن کی رکاب پکڑے
رکھو میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں صلے اللہ علیہ وسلم۔
عمرؓ نے کہا اور میں بھی گواہی دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔
پھر عمرؓ پہنچے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں اور کہا
یارسول اللہؐ! کیا آپؐ اللہ کے سچے رسول نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں
نہیں۔ پھر کہا کیا ہم مسلمان نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ پھر کہا
کیا وہ مشرک نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں۔ عرض کیا کہ پھر ہم کس
بنا پر اپنے دین میں عیب لگائیں۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں اللہ کا
بندہ اور اس کا رسول ہوں میں ہرگز اُس کے حکم کے خلاف نہ
کروں گا اور وہ ہرگز مجھے ضائع نہ کرے گا۔ (راوی نے) کہا تو
عمر رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ میں روزے رکھتا اور صدقہ دیتا
رہا اور نوافل پڑھتا رہا اور غلام آزاد کئے اُس بات کی وجہ سے
جو میں اُس دن کر گزرا (یعنی) اپنی اُس گفتگو کے خوف سے جو
میں نے اُس دن کی تھی یہاں تک کہ مجھے امید ہو گئی کہ خیر ہو گی۔
ابن اسحٰق نے کہا کہ پھر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جا پہنچے ابو جندل
کے پاس اور اس کے ساتھ اُس کے ایک پہلو کے قریب چلنے لگے اور
کہتے جاتے تھے کہ ابوجندل صبر کر یہ لوگ تو مشرک ہیں اور ان میں
سے ہر ایک کا خون کتّے کے خون کے برابر ہے (عمرؓ نے) کہا
اور میرے ہاتھ میں تلوار کا قبضہ تھا (راوی نے) کہا کہ عمر رضی
اللہ عنہ نے کہا کہ میں یہ امید کرتا تھا کہ یہ مجھ سے تلوار لے لیگا اور
پھر اس کو اپنے باپ پر مارے گا مگر اس شخص نے اپنے باپ کے
ساتھ ایسا کرنے سے اجتناب کیا اور جو قضیّہ چل رہا تھا وہ ختم ہو گیا۔
دوسری[۳] فضیلت یہ کہ آیت فَاَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِينَتَهُ الخ (۴۸:۲۶)
سو اللہ تعالےٰ نے اپنے رسول اور مومنین کو اپنی طرف سے تحمل

ع یہ حدیث اس سے زیادہ تفصیل کے ساتھ مناقب صدیق رضؓ میں پہلے گزر چکی ہے وہاں اس کی شرح تحریر کردی گئی ہے دیکھ لی جائے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاَلْزَمَهُمْ كَلِمَةَ التَّقْوٰى در حق او نازل
شد سوم آنکہ وقت مراجعت بسوئی مدینہ
سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم اوّل بر فاروق رضؓ خواند و باین تشریف اورا
از میانِ اصحاب ممتاز ساخت گویا حکمت
درین صورت آن بودہ باشد کہ حضرت
فاروق رضؓ احکام انواعِ غلبات را بشناسد
أخرج مالك عن يزيد بن أسلم عن أبيه
انّ رسولَ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کان یسیر
فی بعض اَسفارِہ وعمر بن الخطاب یسیر معہ
لیلاً فسألہ عمر عن شیٔ فلم یُجبہُ رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ثم سألہ فلم یجبہ ثم
سألہ فلم یجبہ فقال عمر ثکلتک اُمّک
عمر نزرتَ (الححت علیہ) رسولَ اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم ثلاث مرات کلُّ ذلک
لایُجیبُک قال عمر فحرّکتُ بعیری
حتی اذا کنتُ امام النّاس و
خشیتُ اَن ینزلَ فیَّ قرآنٌ قال
مانشبتُ اَن سمعتُ صارخًا یصرخ
بی قال فقلتُ لقد خشیتُ ان یکونَ نزل
فیَّ قرآنٌ قال فجئتُ رسولَ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فسلّمتُ علیہ فقال
لقد اُنزلتْ علیَّ فی ھٰذہ اللیلۃ
سورۃٌ لَھِیَ احبُّ الیَّ ممّا طلعت
علیہ الشمس ثم قرأ

عطا کیا اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو کلمۂ تقویٰ پر جمائے رکھا،
اُن کے حق میں نازل ہوئی۔ تیسری یہ کہ مدینہ کی طرف واپسی کے
وقت سورۂ اِنَّا فَتَحْنَا لَکَ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اوّل
فاروق رضی اللہ عنہ کو سُنائی اور اس عزّت افزائی سے ان کو تمام
اصحاب رضؓ میں ممتاز فرمایا۔ گویا اس صورت میں یہ حکمت ملحوظ ہوگی کہ
حضرت فاروق رضؓ غلبات کی قسموں کے احکام کو پہچان لیں (غلبات
کی تشریح آگے آرہی ہے) مالکؒ نے روایت کیا یزید بن اسلم سے
وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اپنے ایک سفر میں (اونٹ پر) تشریف لیجارہے تھے اور عمر رضؓ بن الخطاب
رات کے وقت آپؐ کے ساتھ جارہے تھے تو آپؐ سے عمر رضؓ نے
کسی بات کو پوچھا تو اُن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو پھر آپؐ نے اُن کو
جواب نہ دیا۔ پھر آپؐ سے وہی سوال کیا تو پھر آپؐ نے اُن کو
جواب نہ دیا تو عمر رضؓ نے (اپنے دل میں) کہا کہ اے عمر رضؓ! تجھے
تیری ماں روئے تونے التجا کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے تین مرتبہ اور کسی مرتبہ میں بھی آپؐ نے تجھے جواب نہ دیا۔
عمر رضؓ کہتے ہیں کہ پھر میں نے اپنے اونٹ کو حرکت دی (اور آگے
بڑھادیا) یہاں تک کہ سب لوگوں سے آگے پہنچ گیا۔ اور مجھے
یہ ڈر لگا کہ میرے بارے میں کوئی آیت نازل ہوجائے۔ فرمایا کہ
پھر کچھ دیر نہ گزری تھی کہ میں نے سُنا کہ ایک چیخنے والا مجھے
پکار رہا ہے۔ کہا کہ میں نے (دل میں) کہا کہ میں تو پہلے ہی ڈر رہا
تھا میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہوگا۔ کہا کہ میں رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور آپؐ کو سلام کیا
تو فرمایا کہ اس رات میں مجھ پر ایسی سورت نازل ہوتی ہے جو مجھے
زیادہ پیاری ہے ہر اُس چیز سے جس پر آفتاب طلوع ہوا۔ پھر آپ نے پڑھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ اینجا دو نکتہ باید
شناخت یکی[1] آنکہ غلبہ عبارت ازانست
کہ چون نورِ ایمان باقلب مخالطت نماید و
درمیان نورِ ایمان و طبیعتِ قلب داعیہ متولد
شود کہ امساک از موجب آن مقدور نباشد
وبسبب غلبۂ آن داعیہ از بعض آداب شرع
و عقل فرو افتد و غلبہ بر دو نوع میباشد
غلبہ[1] منبجسہ از انقیادِ قلب نکتہ را کہ از
شرع تلقی کردہ است[2] اگرچہ در صورت
حال مرضی نباشد مانند انقیادِ ابولبابہ داعیہ
شفقت بر خلق اللہ را ہنگامے کہ برائی بنو قریظہ
اشارہ کرد کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایشان
را خواہد کشت وشفقت علی خلق اللہ در سائر
مواضع ہرچند محمود است چون اینجا معارض اعلاء
کلمۃ اللہ واقع شد مرضی الٰہی نیفتاد و غلبہ[2]
داعیہ آلہیہ کہ از بعض مواطن شاہقہ بمنزلۂ شعاع برق
بر دل میریزد و شتان بین المرتبتین و حضرت فاروق
بیان حال ہر دو غلبہ کردہ است برائی غلبہ کہ در حدیبیہ از
جہت حمیتِ اسلام جوشید و بحقیقت خلاف مصلحت
کلیہ بود گفتہ است فمازلت اصوم واتصدق الخ
یعنی حال این غلبہ محتاج کفارت شد و در قضیۂ
موتِ ابن اُبَی گفتہ است فتحولت[2] حتی
قمتُ فی صدرہ و قلتُ یا رسول اللہ
اَتصلی علی ھذا و قد قال
یوم کذا کذا و کذا

إِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝ یہاں دو نکتہ پہچان لینے چاہئیں
پہلا[1] یہ کہ غلبہ سے یہ مراد ہے کہ جب نورِ ایمان قلب کے ساتھ
گھل مل جاتے اور نورِ ایمان اور طبیعتِ قلب کے درمیان
ایک داعیہ پیدا ہو جاتے کہ اس چیز کا روکنا جس کا موجب وہ
داعیہ ہو رہا ہے قدرت سے باہر ہو اور اُس داعیہ کے غالب آجانے
کی وجہ سے شریعت اور عقل کے بعض آداب بھی نیچے گر جاتیں
اور غلبہ دو قسم کا ہوتا ہے ایک[1] وہ غلبہ ہے جو پھوٹ نکلنے
والا ہوتا ہے قلب کے ایسے نکتہ کے زیرِ حکم آجانے سے جو کہ
اُس نے شرع سے حاصل کیا ہے اگرچہ بصورت موجودہ پسندیدہ
نہ ہو جیسا کہ "مخلوقِ خدا پر شفقت" کے داعیہ کے زیرِ حکم ابولبابہ
کے قلب کا مغلوب ہو جانا جس وقت میں کہ انھوں نے بنو قریظہ
کو اشارہ کر دیا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُن کو قتل
کریں گے اور خلق اللہ پر شفقت تمام مواقع میں اگرچہ محمود
ہے مگر چونکہ اس جگہ وہ اعلاء کلمۃ اللہ کے معارض واقع
ہوتی اس لئے پسندیدہ الٰہی نہ ہوتی۔ دوسرا[2] غلبہ اُس داعیہ
آلہیہ کا ہے جو بعض چوٹی کے مقامات سے بجلی کی شعاع کے
مرتبہ میں دل پر گرتا ہے اور دونوں مرتبوں میں بہت بڑا بُعد
ہے اور حضرت فاروق رضؓ نے دونوں مرتبوں کے غلبہ کا حال
ظاہر کیا ہے۔ آپ کے اُوپر جس غلبہ نے حمیتِ اسلام کی جہت سے
حدیبیہ میں زور مارا تھا اور وہ درحقیقت مصلحتِ کلیہ کے خلاف
تھا اُس کے بارے میں آپ نے فرمایا فمازلت اصوم واتصدق الخ
یعنی اس غلبہ کی حالت کفارے کی محتاج ہوتی اور ابنِ اُبَی منافق
کی موت کے قضیہ میں فرمایا کہ میں گھوم کر بالمقابل جا کھڑا ہوا
اور میں نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اس پر نماز پڑھیں گے
حالانکہ اس نے فلاں دن ایسا اور ایسا کہا تھا اور فلاں دن یہ کہا تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أُعِدُّ ایامہ قال فتعجبتُ لی وجُرأتی پس فرق درمیان این دو کلمہ ملاحظہ یبباید کرد بسیار است کہ بر سالک یکی ازین دو قسم بادیگرے مشتبہ شود و فہم او برائے حل این اشتباہ کفایت نہ نماید و این اشد مزلۃ الاقدام است حضرت فاروق را چندین دفعہ اشتباہ درمیان غلبات واقع شدہ بود و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم میان آنہا تمیز فرمودند تا آنکہ حضرت فاروق درین باب حذاقتے پیدا کرد و بعد ازان اشتباہ رُو نمی داد آنگاہ محدَّث کامل گشت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اشارہ خفیہ باین معنے فرمودہ اند جائیکہ بلفظ تعلیق واقع شدہ لقد کان فیما کان قبلکم محدَّثُون فان یکُن من اُمّتی فعمرُ واللہ اعلم و صدیق اکبر را در غلبات کم بود کہ اشتباہ واقع شود و این یکے از وجوہ افضلیت اوست بر فاروق در ذیلِ این نکتہ باید دانست کہ امر دواعی مشابہت تمام دارد بامر رؤیا ہر دو امر فیضے است نازل از احیاز شاہقہ لیکن رؤیا نزدیک تعطیل حواس نمودار میگردد و داعیہ باوجود استقلال حواس بر روئے کار مے آید و در رؤیا مطرح شعاع بالاصالۃ عقل میباشد و در دواعی مطرح آن قلب چنانکہ در رؤیا اضغاثِ احلام و تشبّح اخلاق و اعمال

اُس کے دنوں کو شمار کرنے لگا۔ فرماتے ہیں کہ پھر مجھے اپنے اوپر اور اپنی جرأت پر تعجب ہوا۔ تو ان دونوں کلموں کے درمیان جو فرق ہے اُس کو بخوبی ملحوظ کرلینا چاہیے۔ ایسا بکثرت ہوتا ہے کہ سالک پر ان دونوں قسموں میں سے ایک قسم کا دوسری پر اشتباہ ہوجاتا ہے اور اُس کی فہم اس اشتباہ کے حل کے لئے کفایت نہیں کرتی اور یہ اَقدام کی سخت لغزش کا موقع ہے۔ حضرت فاروق رضؓ کو کتنی ہی مرتبہ غلبات کے درمیان اشتباہ واقع ہوا تھا۔ اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو الگ الگ کرکے دکھادیا۔ یہاں تک کہ حضرت فاروق رضؓ اس باب میں پورے تجربہ کار ہوگئے پھر آپ کو کوئی اشتباہ نہیں ہوتا تھا اُس وقت آپ محدَّث کامل ہوگئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دقیق اشارہ اس حقیقت کی طرف کیا ہے جہاں کہ کلمہ شرط واقع ہوا (یعنی اس ارشاد میں) لقد کان فی ما کان قبلکم محدَّثون فان یکن من امتی فعمر۔ (یعنی جو اُمتیں تم سے پہلے ہوچکی ہیں اُن میں محدَّث (صاحب کشف) ہوتے تھے اگر میری امت میں سے کوئی ہے تو عمر رضؓ ہے) واللہ اعلم۔ اور صدیق اکبر رضؓ کو غلبات میں کم اشتباہ واقع ہوا اور فاروق رضؓ پر اُن کی افضلیت کی وجوہ میں سے ایک یہ وجہ بھی ہے۔ اس نکتہ کے ذیل میں یہ جاننا چاہیے کہ داعیوں کا معاملہ خواب کے معاملہ سے پوری مشابہت رکھتا ہے۔ دونوں امر ایک فیض ہوتے ہیں جو چوٹی کے مقامات سے آتا ہے لیکن (دونوں میں یعنی داعیہ اور رؤیا میں یہ فرق ہے کہ) رؤیا حواس کے معطل ہونے کے وقت نمودار ہوتا ہے اور داعیہ حواس کے بجا ہونے کے باوجود پیدا ہوتا ہے اور (دوسرا فرق یہ ہے کہ) رؤیا میں (فیض کی) شعاع کے گرنے کا محل بالاصالۃ عقل ہوتی ہے اور دواعی میں اُسکے گرنے کا مقام قلب ہوتا ہے۔

جس طرح کہ رؤیا میں "اضغاث احلام" اور "اخلاق واعمال کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بصورِ مثالیہ یا فیضِ نازل از ملک رؤیا مشتبہ می شود و حلّ اشتباہ متعذر مے گردد ہمچنان در دواعی داعیہ منبجسہ (جاریہ) از طبیعتِ نفس واز عادات و مالوفات و داعیۂ متولّدہ درمیانِ نورِ ایمان و طبیعت قلب نزدیک انقیاد آن نکتہ کہ از شرع تلقی نمودہ باداعیۂ نازلہ از منبع صدق و حق مشتبہ مے شود وحلّ اشتباہ متعذر میگردد چون بعون اللہ عزّ و جلّ اشتباہ منقطع شد و حق از باطل ممتاز گشت آن داعیہ و آن رؤیا قابل اعتماد مے باشد ولکن دونَ ذٰلک خرطُ القتادِ نکتۂ دوم آنکہ معلوم بالقطع است کہ صحابہ از نزدیکِ خود ہدایت را نیاوردہ اند بلکہ ہمہ بتاثیرِ نفسِ قدسیۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مہتدی گشتند کما قال عزّ من قائل وَ اِنَّکَ لَتَہدِیۡ اِلٰی صِرَاطٍ مُّستَقِیۡمٍ وتاثیر نفس مطہرۂ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم درایشان گاہے بتقریب امر و نہی فقط می باشد و گاہی باقترانِ غضب و تہدید و زمانے بمجرد صحبت پس تنبیہ و تہدید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یکے از اسباب وصول بمرتبۂ سعادت است وآن را یکے از مناقبِ عظیمہ صحابہؓ

مثالی صورتوں کے ساتھ نظر آنا“ یا ”فرشتے کی طرف سے فیض کا نازل ہونا“ (یہ امور) مشتبہ ہو جاتے ہیں اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے (کہ یہ فیصلہ کیا جاتے کہ یہ رؤیا مذکورہ بالا انواع میں سے کس نوع سے تعلق رکھتا ہے) یہی اشتباہ دواعی میں پیش آتا ہے، ایک داعیہ ہے جو جاری ہونے والا ہے طبیعت اور عادات اور مالوفات (یعنی نفس کے مرغوبات) سے، اور ایک داعیہ ہے جو پیدا ہوتا ہے نورِ ایمان اور طبیعت قلب کے درمیان سے اس حالت میں جب کہ وہ کسی نکتہ پر جو شریعت سے اُس نے حاصل کیا اور پورے طور پر اس پر جم چکا ہے (یہ داعیہ مشتبہ ہو جاتا ہے) اُس داعیہ کے ساتھ جو نازل ہونے والا ہے صِدق و حق کے منبع سے (جو چوٹی کا مقام ہے) اور اشتباہ کا حل دشوار ہو جاتا ہے۔ جب اللہ عزّ و جلّ کی مدد سے اشتباہ منقطع ہو جاتے اور حق باطل سے ممتاز ہو جائے تو وہ داعیہ اور رؤیا قابلِ اعتماد ہو جاتا ہے اور بغیر اس کے خاردار شاخ پر ہاتھ ملنا ہے۔ دوسرا نکتہ یہ ہے کہ یہ قطعی طور پر معلوم ہے کہ صحابہؓ ہدایت کو اپنی طرف سے نہیں لائے (یعنی از خود ہدایت یافتہ نہیں بنے) بلکہ سب آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ قدسیہ کی تاثیر سے ہدایت یافتہ بنے۔ جیسا کہ اللہ عزّ و جلّ نے فرمایا ہے وَاِنَّکَ لَتَہدِی اِلٰی صِرَاطٍ مستقیم (اور بیشک آپ صراطِ مستقیم کی طرف ہدایت کرتے ہیں) اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے نفسِ مطہرہ کی تاثیر ان حضرات میں (مختلف طریقوں سے ہوتی تھی) کبھی صرف امر و نہی کے ارشاد فرمادینے سے۔ اور کبھی غضب اور دھمکی کی آمیزش سے۔ اور کبھی صرف صحبت سے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا تنبیہ کرنا اور دھمکانا بھی مرتبۂ سعادت پر پہنچنے کے اسباب میں سے ایک سبب ہے اور اُس کو صحابہؓ کی مناقبِ عظیمہ میں سے ایک

”محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ“

www.KitaboSunnat.com

میباید شمرد و لہٰذا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرمودہ است اللّٰھم انی بشر ایما مسلم آذیتہ شتمتہ ضربتہ فاجعلہ لہ رحمۃ او کما قال و اگر نفس بعضے از صحابہ رضی بوجہے مخلوق شدہ باشد کہ بغیر تقریب تخویف و تہدید باصل مقصد آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مہتدی شود و بمرضی وے صلی اللہ علیہ وسلم متمثل گردد آن از عنایاتِ حق است کہ بطریق ندرت بعضی را بآن برمیگزیند در تہذیب و تربیتِ حضرت فاروق رضی چندین دفعہ عُنف و تہدید از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم ظاہر شدہ است چنانکہ در قرأتِ او نسخۂ توریت را واقع شد و بنسبتِ حضرت صدیق از ین قسم معاملہا بسیار کم بظہور آمد و این نیز وجہے از وجوہ افضلیتِ صدیق اکبر است واللہ اعلم

واز انجملہ آنست کہ در غزوۂ خیبر مآثرِ جمیلہ نصیبِ فاروق گشت بوجوہ بسیار یکی آنکہ اہلِ سیر ذکر کردہ اند کہ درین غزوہ میمنۂ لشکر مفوّض بحضرتِ فاروق رضی شد دیگر آنکہ ہر شبی تعہدِ حراستِ لشکر بیکے از صحابہ رضی مقرر می شد شبے کہ نوبت حراستِ فاروقِ اعظم رضی بود یہودے بر دستِ وے رضی اللہ عنہ اُفتاد و پیشِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آورد و آنحضرت احوالِ خیبر از وے استفسار فرمود و این معنی سبب فتحِ خیبر شد سوم آنکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درحق شخصے فرمود رحم اللہ فلانا فاروق رضی بحدس ذہن معاملۂ الٰہی

منقبت شمار کرنا چاہیئے اور اسی بنا پر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللّٰھم انی بشر الخ یعنی یا اللہ میں بشر ہوں جس مسلمان کو میں نے ایذا دی ہو، بُرا کہا ہو، مارا ہو تو اس کو اس کے لئے رحمت بنا دیجئے او کما قال اور اگر صحابہ رضی میں سے کسی کا نفس ایسی صورت میں مخلوق ہوا ہو کہ تخویف و تہدید کے استعمال کے بغیر ہی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اصل مقصد پر فائز ہو جاتے اور آپؐ کی مرضی کے مطابق متمثل ہو جاتے تو یہ حق تعالےٰ کی عنایاتِ خاصہ میں سے ہے کہ شاذ و نادر طور پر کسی کو اس سے نواز دیتے ہیں۔ حضرت فاروق رضی کی تہذیب و تربیت میں کتنی ہی مرتبہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے غصہ اور ناراضی کا ظہور ہوا جیسا کہ اُن کے نسخۂ توریت کے پڑھنے کے وقت ایسا وقوع میں آیا۔ اور بہ نسبت حضرت صدیق رضی کے اس قسم کے معاملوں کا ظہور بہت کم ہوا۔ اور صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی افضلیت کی وجوہ میں سے ایک وجہ یہ بھی ہے، واللہ اعلم

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضرت فاروق رضی کے حصہ میں جو مناقب آئے اُن کی بہت سی وجوہ ہیں۔ ایک[۱] یہ کہ اہلِ سیر نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں لشکر کا میمنہ حضرت فاروق رضی کے سپرد کیا گیا تھا۔ دوسری[۲] یہ کہ ہر رات میں لشکر کی نگہبانی کی ذمہ داری صحابہ رضی میں سے ایک کے لئے مقرر کی جاتی تھی۔ جس رات میں حضرت فاروق رضی کی نگہبانی کی باری تھی تو ایک یہودی آپؓ کے قبضہ میں آگیا اور اُس کو آپ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے جا کر پیش کیا۔ آپؐ نے اُس سے خیبر کے حالات دریافت کئے اور اس معنے سے یہ گرفتاری فتح خیبر کا سبب ہو گئی۔ تیسری[۳] یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کے حق میں فرمایا رحم اللہ فلانا (یعنی اللہ تعالےٰ رحمت کرے فلاں شخص پر) فاروق رضی نے اپنی ذہنی قوت سے اس کے ساتھ اللہ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

باآنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در دعاء او شناخت وگفت
وجبت (ای الشہادۃ لہ) یا رسول اللہ قال ابن اسحٰق فحدثنی محمد
ابن ابراہیم التیمی عن ابی الہیثم بن نضرۃ الاسلمی ان
اباہ حدثہ انہ سمع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
یقول فی مسیرہ الی خیبر لعامر بن الاکوع انزل یا
ابن الاکوع فحدثنا من ہنیاتک قال فنزل یرتجز
برسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال ؎

واللہ لولا اللہ ما اہتدینا
ولا تصدقنا ولا صلینا
انا اذا قوم بغوا علینا
وان ارادوا فتنۃ ابینا
فانزلن سکینۃ (ای الطمانینۃ ورحمۃ) علینا
وثبت الاقدام ان لاقینا (العدو)

فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یرحمک ربک
فقال عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ وجبت و
اللہ یا رسول اللہ لو لا متعتنا بہ فقتل (عامر)
یوم خیبر شہیدا چہارم آنکہ در بعض
ایام خیبر او امیر لشکر بود مجاہدہا فرمود
ہر چند فتح بردست حضرت مرتضیٰ واقع
شد و فضیلت وے رضی اللہ عنہ درین واقعہ غالب
برآمد علی مرتضیٰ گفت سار رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم الی خیبر فلما اتاہا بعث
عمر و بعث الناس الی مدینتہم او قصرہم
فقاتلوہم فلم یلبثوا ان ہزموا
عمر رض و اصحابہ

معاملہ کو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے کلماتِ دعاء سے پہچان لیا اور کہا کہ واجب ہو گئی یا رسول اللہ (یعنی شہادت اس شخص کے حق میں)، ابنِ اسحٰق نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا محمد بن ابراہیم تیمی نے وہ روایت کرتے ہیں ابوالہیثم بن نضرۃ الاسلمی سے کہ اُس نے بیان کیا کہ اُس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا کہ آپ خیبر کی طرف سفر کے دوران میں عامر بن الاکوع سے فرما رہے تھے اُتر آ اے ابن الاکوع! ہم کو کچھ اپنے اشعار سُنا۔ کہا کہ وہ رجزیہ اشعار کہتا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُترا۔ اُس نے کہا ؎ واللہ لولا اللہ الخ یعنی خدا کی قسم اگر اللہ ہمیں ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے، نہ ہم صدقہ دیتے اور نہ نماز پڑھتے؛ ہم ایسی قوم ہیں کہ جب کسی قوم نے ہمارے ساتھ سرکشی کی، اور اگر انھوں نے ہمارے ساتھ فتنہ کا ارادہ کیا تو ہم نے مقابلہ کیا؛ تو (یا اللہ) ہم پر اطمینان ورحمت نازل کر دیجئے، اور ہم کو ثابت قدم رکھئے جب دشمن کا ہم سامنا کریں؛ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تجھ پر تیرا رب رحمت کرے۔ تو عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے کہا واجب ہو گئی (یعنی شہادت) خدا کی قسم یا رسول اللہ! ابھی اس سے ہمیں کچھ اور آپ متمتع ہونے دیتے۔ تو یہ (عامر بن الاکوع) خیبر میں قتل ہو کر شہید ہوئے۔ چوتھی یہ کہ خیبر کے بعض ایام میں وہ امیر لشکر تھے آپ نے بڑی جانفشانی کی اگرچہ (آپ فتحمند نہ ہو سکے اور) فتح حضرت علی مرتضیٰ رض کے ہاتھ پر واقع ہوئی اور اس واقعہ میں علی رضی اللہ عنہ کی فضیلت غالب رہی۔ علی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خیبر کو روانہ ہوئے۔ جب وہاں پہنچے تو عمر رض کو بھیجا اور (ان کے ساتھ) لوگوں کو روانہ کیا اُن (یہودیوں) کے شہر یا قصر (شکِ راوی) کی طرف، تو زیادہ دیر نہ گزری تھی کہ عمر رض اور اُن کے اصحاب رض پسپا ہو کر لوٹ آئے ساتھی اُن پر بزدلی کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فجاءوا یحبونہ و یحبہم اخرجہ الحاکم و این کلمہ بلیغہ است از حضرت مرتضےٰ چون اینجا مقصود اقتحام در حرب بود ترک اقتحام را بلفظ جُبن تعبیر رفتہ واز انجملہ آنست کہ در غزوۂ فتح فضائل فاروق بچندین وجہ ظاہر گشت اوّل آنکہ چون حاطب بن ابی بلتعہ خبر توجہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم بجانب قریش نوشت وآن بر خلاف مصلحتِ آنحضرت ﷺ بود غیرتِ فاروق رض بجوشید وبتدبیر نبوی ﷺ آن غلبہ فرونشست قال عمر انہ قد خان اللہ و رسولہ والمومنین فدعنی فلاضرب عنقہ فقال الیس من اہل بدرٍ لعل اللہ اطلع علی اہل بدرٍ فقال اعملوا ما شئتم فقد وجبت لکم الجنۃ او قد غفرت لکم فدمعت عینا عمر و قال اللہ و رسولہ اعلم اخرجہ البخاری دوم آنکہ چون ابوسفیان احکام صلح درخواست نمود حضرت فاروق رض بشدت ردّ سوال او فرمود و آن موافقِ مرضیِ حق افتاد

الزام لگا رہے تھے اور وہ ان پر عائد کر رہے تھے، اس کو حاکم نے روایت کیا۔ اور حضرت مرتضےٰ رض نے یہ ایک بلیغ کلام فرمایا ہے۔ چونکہ یہاں مقصود جنگ میں (اپنے نقصان کی پرواہ کئے بغیر) گھس جانا تھا تو اس کے ترک کو لفظ جُبن (نامردی) سے تعبیر کی۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ فتح میں (یعنی فتح مکّہ کے سلسلہ میں) فاروق رض کے فضائل متعدّد وجوہ سے ظاہر ہوئے۔ اوّل یہ کہ جب حاطب رض ابن ابی بلتعہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکہ کی طرف متوجّہ ہونے کی خبر قریش کو لکھ دی اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی مصلحت کے خلاف تھی حضرتِ فاروق رض کی غیرت جوش میں آگئی اور تدبیر نبوی ﷺ سے اُس کا غلبہ فرو ہوا۔ (اس حدیث میں مذکور ہے کہ) عمر رض نے کہا (جب حاطب بن ابی بلتعہ کا خط پڑھا گیا جو حضرت علی رض نے مکہ جانے والی ایک عورت کے پاس سے برآمد کیا تھا اور حاطب نے خط لکھنے کا اقرار کر لیا اور اس کی وجہ عرض کی جس کو آپ ﷺ نے قبول فرمایا) یقیناً اس شخص نے اللہ تعالیٰ کی اور اُس کے رسول ﷺ کی اور تمام مومنین کی خیانت کی اس لئے مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا یہ اہلِ بدر میں سے نہیں ہے؟ (جن کی مغفرت فرمادی گئی ہے اور مغفرت بھی ایسی کہ) گویا اللہ تعالیٰ نے اہلِ بدر پر طلوع ہوکر فرما دیا ہے کہ تم اب جو چاہو کرو تمہارے لئے جنّت واجب ہوچکی ہے یا (یہ فرمایا) میں تمہاری مغفرت کرچکا۔ تو عمر رض کی دونوں آنکھوں میں آنسو آگئے اور انھوں نے کہا اللہ اور اُس کے رسول ﷺ ہی سب سے بہتر جاننے والے ہیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ دوم یہ کہ جب ابو سفیان نے (دوبارہ) صلح کو محکم کرنے کی درخواست کی تو حضرت فاروق رض نے بہت سختی کے ساتھ اس کی درخواست کو رد کردیا اور وہ مرضیِ حق کے مطابق رہا۔

12/۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سوم آنکہ ابوسفیان چون قائدِ لشکرِ کفار بود و مسلمانان از دستِ وی چندین بار ایذا کشیدہ بودند فاروق رض را داعیہ قتلِ او و عدمِ قبول امانِ او مصمم شد و دران باب قیل و قال بمیان آمد تا آنکہ تربیتِ نبوی ص آن شورش او را فرونشاند قال ابن اسحٰق فی حدیث العباس وشفاعتہ لابی سفیان مررتُ بنارِ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ قال مَن ہٰذا و قامَ الیَّ فلمّا رآی ابا سفیان علیٰ عَجُزِ الدّابّۃ قال ابوسفیان عدوّ اللہ الحمد للہ الّذی اَمکن منک بغیر عقدٍ و لا عہدٍ ثم خرج یشتدّ (میدوید) نحو رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و رَکَضتُ (دوانیدم) البغلۃ فَسَبَقتُہ بما تسبق (ان قدر) الدّابّۃ البطیئۃ (روندہ سست) الرّجلَ البطیَٔ قال فاقتحمتُ (بے تامل انداختم خود را) عن البغلۃ فدخلتُ علیٰ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دخلَ علیہ عمر رضی اللہ عنہ فقال یارسولَ اللہ ہٰذا ابوسفیان قد اَمکن اللہ منہ بغیر عقدٍ و لا عہدٍ فَدَعنی فاضرب عنقہ قال قلتُ یارسولَ اللہ انّی قد آجرتُہ (پناہ دادہ ام) ثم جلستُ الیٰ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذتُ برأسہ فقلتُ و اللہِ لایناجیہ اللیلۃ دُونی قال فلمّا اَکثرَ عُمَر

سوم یہ کہ ابوسفیان چونکہ لشکرِ کفار کا سردار تھا اور مسلمان کئی مرتبہ اُس کے ہاتھ سے ایذائیں اُٹھا چکے تھے اس لئے فاروق رض کے دل میں اُس کے قتل اور اُس کے لئے امن نہ قبول کرنے کا داعیہ مصمم پیدا ہوا اور اس باب میں قیل و قال واقع ہوئی یہاں تک کہ تربیتِ نبوی ص نے اس شورش (یعنی جوش) کو دبایا۔

ابن اسحٰق نے بیان کیا حدیث عباس رض میں اور اُن کے ابوسفیان کی سفارش کرنے کے سلسلہ میں (عباس رض فرماتے ہیں کہ) میں عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ کی آگ سے گزرا تو انھوں نے کہا کہ یہ کون ہے اور اٹھ کر میری طرف آتے تو جب اُنھوں نے ابوسفیان کو میرے جانور کی پچھاڑی پر بیٹھے ہوتے دیکھا تو کہا کہ ابوسفیان خدا کا دشمن، اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے قابو میں کر دیا بغیر اس کے کہ تجھ سے کوئی وعدہ ہو یا عہد ہو۔ پھر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف بھاگنے لگے اور میں نے بھی اپنا خچر دوڑا دیا تو میں اُن سے اتنا آگے نکل گیا جتنا سُست چلنے والا جانور سُست چلنے والے آدمی سے آگے ہوتا ہے۔ کہا کہ میں پہنچتے ہی فوراً خچر سے کود پڑا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس پہنچ گیا اور (جبھی) عمر رضی اللہ عنہ بھی آ پہنچے اور کہنے لگے یارسول اللہ! یہ ابوسفیان ہے، اب اللہ تعالیٰ نے اس کو قابو میں کر دیا ہے بغیر کسی وعدے اور عہد کے۔ بس آپ مجھے اجازت دیجئے کہ میں اس کی گردن ماردوں۔ عباس رض کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یارسول اللہ! میں نے اس کو امن دیدیا ہے۔ پھر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھ گیا۔ پھر میں نے اُس کا (یعنی ابوسفیان کا) سر پکڑا اور کہا کہ خدا کی قسم آج کی رات اس سے تنہائی میں میرے بغیر کوئی بات نہیں کرے گا۔ عباس رض نے کہا کہ جب عمر رض نے اس کے بارے میں گفتگو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی شأنہٖ قال قلتُ مہلاً یا عمر فواللہِ لو
کانَ من رجال بنی عدیِ بن کعبٍ ما
قلتَ ہٰذا ولکنک قد عرفتَ (قبیلۂ عمرؓ) انہ من رجالِ
بنی عبد منافٍ فقال مہلاً یا عباسُ فواللہِ
لَاِسلامک یومَ اَسلمتَ کان احبَّ اِلیَّ
من اِسلام الخطّابِ لو اَسلم وازانجملہ
آنست کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
فاروق رضؓ را بر صدقاتِ مدینہ عامل ساخت
فمنع العباسُ و خالدٌ و ابنُ جمیلٍ الحدیثُ
مذکورٌ بطولہٖ فی صحیح البخاری و عن عمرَ
انی عَمِلتُ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
فاَعطانی عُمالۃً فقلتُ اَعطِہ افقرَ الیہ
منّی الحدیث اخرجہ ابوداؤد وغیرہ وازان
جملہ آنست کہ در غزوۂ حُنین فضائل عظیمہ
حاصل نمود اہلِ سِیَر نوشتہ اند کہ روزِ حُنین
رایتے از رایاتِ مہاجرین بفاروق دادند مانند
جماعت داری از جماعتداران الیوم وازان
جملہ آنست کہ در طائف فضیلت نمایان نصیب وے
رضی اللہ عنہ آمد بدو وجہ یکی آنکہ در قصۂ رؤیا آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کہ قعبِ (قدح پُر زبد) زبد را خروسی منقار زدہ پراگندہ
ساخت و تعبیر صدیق کہ در حالتِ راہنہ (حاضرہ) فتح طائف
میسّر نخواہد شد در سیرتِ ابن اسحٰق مذکور است ثم
انّ خولۃ بنت حکیم بن امیّۃ وہی امرأۃ عثمٰن بن
مظعونٍ قالت یارسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
اَعطِنی اِن فتح اللہ علیک الطائف

زیادہ بڑھادی تو میں نے کہا کہ اے عمرؓ! بس رہنے دو واللہ اگر یہ بنی
عدی بن کعب کے لوگوں میں سے ہوتا تو تم یہ گفتگو نہ کرتے لیکن تم
بخوبی جانتے ہو کہ یہ بنی عبد مناف کے لوگوں میں سے ہے۔ تو عمرؓ نے
کہا ٹھہرو اے عباسؓ (تم نے مجھے غلط سمجھا کہ میں خاندانی تعصب میں
مبتلا ہوں) خدا کی قسم جس دن تم اسلام لائے تھے تمہارا اسلام
قبول کرنا میرے لئے خطاب کے اسلام سے زیادہ خوشی کا باعث
ہوتا اگر وہ اسلام لاتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم نے فاروقؓ کو مدینہ کے صدقات پر عامل بنایا
تو منع کیا عباسؓ اور خالد اور ابن جمیل نے، یہ حدیث تفصیل کے ساتھ
صحیح بخاری میں مذکور ہے۔ اور عمرؓ سے مروی ہے (فرمایا) کہ میں
نے عمل کیا (یعنی عامل کی خدمت انجام دی) رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے لئے۔ پھر آپؐ نے مجھ کو معاوضۂ خدمت عطا کرنا چاہا
تو میں نے عرض کیا کہ یہ اس کو دیدیجئے جو مجھ سے زیادہ اس کا
حاجتمند ہو، اس کو ابوداؤد وغیرہ نے روایت کیا۔ اور اُن میں سے
ایک یہ ہے کہ غزوۂ حُنین میں فضائلِ عظیمہ حاصل کئے۔ اہلِ سیر
نے لکھا ہے کہ یوم حُنین میں مہاجرین کے جھنڈوں میں سے ایک
جھنڈا فاروقؓ کو دیا گیا جیسا کہ کسی جماعت کے سربراہ کو آج کے
سرداروں کی مانند دیا جاتا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ
طائف میں عمر رضی اللہ عنہ کے حصہ میں نمایاں فضیلت دو وجہ سے
آئی ایک یہ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اُس خواب کے قصہ
میں کہ مکھن کی رکابی میں ایک مرغ نے چونچ مار کر اس کو پراگندہ کر دیا
اور حضرت صدیقؓ نے یہ تعبیر دی کہ موجودہ حالت میں طائف کی
فتح میسّر نہ ہوگی۔ سیرت ابن اسحٰق میں مذکور ہے کہ خولہ بنت حکیم
ابن اُمیّہ نے جو عثمان بن مظعون کی بیوی تھی کہا کہ یارسول اللہ
(صلے اللہ علیہ وسلم) اگر اللہ آپؐ کو طائف فتح کرا دے تو بادیہ بنت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حُلّی بادیۃ بنت غیلان او حُلّی الفارِعۃ بنت عقیلٍ وکانت من اَحلٰی نساء ثقیفٍ وُذِکرَ لیٓ انَّ رسولَ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لہا وان کانَ لم یُؤذَنْ فی ثقیف یا خولۃُ فخرجت خولۃُ فذکرتْ لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فدخل عمرُ علٰے رسولِ اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ یارسولَ اللّٰہ ما حدیثٌ حدّثتنہ خولۃُ زَعمتْ انک قُلتَہا قال قد قلتُہا قال اَوَمَا اُذِنَ فیہم یارسولَ اللّٰہ قال لا قال افلا اُوذِنُ بالرحیل قالَ بلٰے قال فاَذّنَ عُمر بالرحیلِ دوم آنکہ وقت قسمت غنائم در جِعرّانہ ذُوالخُویصرۃ حاضر شد و فاروق رضؓ را داعیہ قتل او بخاطر آمد عن عبداللہ بن عمرو بن العاص قیل لہٗ ہل حضرتَ رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم حینَ کلّمہ التمیمی یومَ حُنین قالَ نعم جاءہ رجلٌ من تمیم یُقال لہٗ ذُوالخُویصرۃ فوقفَ علیہ و ہو یُعطی الناسَ فقال یا محمد قد رأیتُ ما صنعتَ فی ہٰذا الیوم فقالَ رسول اللّٰہ صلے اللہ علیہ وسلم اَجَل فکیفَ رأیتَ قالَ لم اَرَکَ عَدَلتَ قالَ فغضبَ النبی صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ ویحکَ اذا لم یکن العدلُ عندی فعندَ مَن یکون فقالَ عمرُ بن الخطّاب یارسول اللہ اَلَا

غیلان کے زیور یا فارعہ بنتِ عقیل کے زیور مجھے عطا کیجئے اور بنو ثقیف کی عورتوں میں یہ بہت زیور والی تھی اور مجھ سے ذکر کیا گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے یہ فرمایا کہ اے خُولہ اور اگر ایسا ہو کہ ہم کو اجازت نہ دی گئی ثقیف پر (یعنی غلبہ نہ دیا گیا) تو خولہ نے آپؐ کے پاس سے نکل کر عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے ذکر کیا تو عمر رضؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچے اور کہا کہ اس بات کی کیا حقیقت ہے جو خولہ نے بیان کی وہ یہ سمجھتی ہے کہ آپؐ نے اُس سے ایسا فرمایا ہے۔ فرمایا کہ میں نے اُس سے ایسا کہا ہے۔ عمر رضؓ نے کہا کہ کیا یارسول اللہؐ اُن کے بارے میں اجازت نہیں دی گئی؟ فرمایا کہ نہیں عرض کیا کہ تو پھر میں کوچ کرنے کا اعلان نہ کردوں؟ فرمایا کہ ہاں کردو۔ تو عمر رضؓ نے کوچ کا اعلان کردیا۔ دُوسری یہ کہ جِعرّانہ میں غنیمتوں کی تقسیم کے وقت ذوالخُویصرہ حاضر ہوا تو فاروق رضؓ کے دل میں اُس کے قتل کا داعیہ پیدا ہوا۔ مروی ہے عبداللہ بن عمرو بن العاص سے کہ اُن سے کہا گیا کہ کیا آپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اس وقت موجود تھے جب آپؐ سے یوم حُنین میں تمیمی نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ہاں آپؐ کے پاس تمیم میں کا ایک شخص آیا تھا جس کو ذُوالخُویصرہ کہا جاتا تھا۔ وہ آپؐ کے پاس کھڑا ہوا جب آپؐ لوگوں کو دے رہے تھے پھر بولا کہ اے محمدؐ! میں نے دیکھ لیا ہے جو کچھ آپؐ نے آج کے دن کیا ہے۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں تو پھر تو نے کیا دیکھا؟ بولا کہ میں نے آپ کو نہیں دیکھا کہ آپ عدل کرتے ہوں۔ کہا کہ اس سے غصہ میں آگئے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور فرمایا کہ افسوس ہے تجھ پر جب کہ عدل میرے پاس بھی نہ ہوگا تو پھر کس کے پاس ہوگا۔ پھر عمر رضؓ بن الخطاب نے کہا یارسول اللہؐ کیا ہم اس کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نقتلہ قال لا دعوہ فانہ ستکون لہ شیعۃ یتعمقون فی الدین حتیٰ یخرجوا منہ کما یخرج السھم من الرمیۃ ینظر فی النصل فلا یوجد شئی ثم فی القدح فلا یوجد شئی ثم فی الفوق فلا یوجد شئی سبق الفرث والدم اخرجہ ابن اسحٰق سوم آنکہ استیذان نمودہ از آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کہ انی نذرت فی الجاھلیۃ ان اعتکف لیلۃ فی المسجد الحرام فقال لہ النبی صلے اللہ علیہ وسلم اوف بنذرک اخرجہ البخاری وفی بعض الروایات یا اخی اشرکنا فی دعائک او لا تنسنا فی دعائک واین تشریفے بود در حق حضرت فاروق رضی اللہ عنہ وازانجملہ آنست کہ در غزوہ تبوک نصف مال خود انفاق نمود وازانجملہ آنست کہ در حجۃ الوداع حاضر بود وآن ہمہ مواعظ استماع نمود وجمیع آن مشاہد متبرکہ را ادراک فرمود وازانجملہ آنست کہ بسیارے از فضائل شریک صدیق اکبر رض بود وسہیم او در مشاورت

قتل نہ کردیں۔ فرمایا نہیں چھوڑو اس کو۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی پیروی کرنے والی ایک جماعت ہوگی جو دین میں عیب جوئی کریگی یہاں تک کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جس طرح (زوددار) تیر شکار سے نکل جاتا ہے کہ ایک شخص اُس تیر کی نوک کو دیکھتا ہے تو کوئی چیز (لگی ہوئی) نہ ملے گی پھر اُس کے قدح (سید ھے حصہ) کو دیکھا جائے گا تو کوئی شے نہ ملے گی۔ پھر سوفار (تیر کے اوپر کا حصہ جو چلہ پر رکھا جاتا ہے) کو دیکھے گا تو وہاں کچھ نہ ملیگا۔ وہ تیزی کے ساتھ گوبر اور خون میں سے نکل گیا، اس کو روایت کیا ابن اسحٰق نے۔ تیسری یہ کہ آپؓ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم سے اجازت چاہی کہ میں نے جاہلیت میں یہ نذر مانی تھی کہ میں ایک رات مسجدِ حرام میں معتکف رہوں گا۔ تو اُن سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اپنی نذر پوری کرو، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور بعض روایات میں ہے کہ (آپ نے یہ بھی فرمایا کہ) میرے بھائی ہم کو اپنی دعاء میں شریک رکھنا یا (یہ فرمایا) کہ ہم کو اپنی دُعاء میں بھلا نہ دینا۔ اور یہ حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے حق میں بڑی عزت افزائی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ غزوۂ تبوک میں آپ نے اپنا نصف مال خرچ کر دیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ حجۃ الوداع میں حاضر تھے اور آپ نے وہاں کے تمام مواعظ کو خوب سُنا اور متبرک مقامات میں حاضری کو بخوبی سمجھا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بہت سے فضائل میں آپ صدیق اکبرؓ کے شریک تھے اور مشاورت میں آپ حصہ دار رہے (یعنی رسول اللہ

ع نہایہ میں ہے کہ تیر کو کاٹتے ہی قِطع کہتے ہیں۔ پھر تراش کر چھیل کر صاف کریں تو بَرِی کہتے ہیں پھر سیدھا کریں تو قدح کہتے ہیں پھر پَر اور پیکان لگائیں تو سَھم کہتے ہیں ۱۲ لغات الحدیث۔ یہ حدیث شرح و بسط کے ساتھ مقصد اول جلد ثانی میں گزر چکی ہے۔ ع اسی طرح یہ لوگ اسلام میں داخل ہوکر فوراً ہی نکل جائیں گے۔ اس طرح کہ اسلام کا معمولی سا اثر بھی ان لوگوں میں باقی نہ رہے گا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و در تعبیر بلفظِ صالح المؤمنین نزدیکِ نزولِ
آیۃ تحریم و در ثباتِ روز جمعہ وقت انفضاض تفرق
قوم و این ہمہ مباحث را در مآثرِ حضرت
صدیق رضہ بیان کردیم و از انجملہ آنست کہ
بعد انتقالِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
ساعی ترینِ مردم بود برائے خلافتِ صدیق رضہ
و ناصح ترین مردم درحق او و این معنی
را بالا نوشتیم و از انجملہ آنست کہ در
خلافتِ صدیقِ اکبر رضہ نائب مطلقِ خلیفہ
و وزیر و مشیرِ او در مہمات و قاضی
مدینہ او بود عن ابراہیم النخعی قالَ
اوّلُ مَن ولّٰی ابو بکرٍ شیئًا من امُورِ
المسلمین عُمر بن الخطاب ولّاہُ القضاءَ
فکان اوّل قاضٍ فی الاسلامِ و قال
اقضِ بینَ الناسِ فانّی فی شُغلٍ اخرجہ
ابو عُمر و از انجملہ آنست کہ صدیقِ اکبر رضہ
در آخر ایّامِ خود فاروق رضہ را ولیعہدِ
خود ساخت و اورا از افضلِ امّت
خواند چنانکہ گزشت و مآخذِ قولِ او حدیث
آنحضرت بود صلے اللہ علیہ وسلم
عن جابر بن عبداللہ قال قال عُمر
لابی بکر یا خیرَ النّاس بعدَ رسولِ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ
ابو بکر امّا انّک اِن قلتَ ذاک فلقد سمعتُ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

صلے اللہ علیہ وسلم مشوروں میں ابو بکر رضہ کے ساتھ عمر رضہ کو بھی شریک
رکھتے تھے) اور سورۃ تحریم کی آیت کے نزول میں لفظ صالح المومنین
کی تعبیر میں (بھی آپ ابو بکر رضہ کے ساتھ شریک ہیں) اور جمعہ کے
دن (خطبہ کے وقت) جب قوم متفرق ہوگئی (جس کا بیان سورۃ
جمعہ میں ہے) آپ کا موجود رہنا اور ان تمام مباحث کو ہم حضرت
صدیق رضہ کے مناقب میں بیان کرچکے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت صدیقِ
اکبر رضہ کی خلافت کے لئے آپ سب سے زیادہ سرگرم سعی رہے اور اُن
کے حق میں تمام لوگوں سے زیادہ خیر خواہ رہے اور اس حقیقت کو
ہم پہلے بیان کرچکے ہیں۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ صدیقِ
اکبر رضہ کی خلافت میں خلیفہ کے نائب مطلق اور مہمات میں اُن کے
وزیر و مشیر اور مدینہ کے قاضی وہی تھے۔ مروی ہے ابراہیم نخعی
سے اُنھوں نے کہا کہ سب سے پہلے جس شخص کو مسلمانوں کے کچھ
امور پر ابو بکر رضہ نے متولّی بنایا وہ عمر رضہ بن الخطاب تھے۔ ان کو عہدۂ
قضا سپرد کیا تو وہ اسلام کے سب سے پہلے قاضی ہوئے اور
ابو بکر رضہ نے اُن سے فرمایا کہ لوگوں کے درمیان فیصلے آپ کیا کیجئے
کیونکہ میں دوسرے شغل میں ہوں، اس کو ابو عمر نے روایت کیا۔
اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ صدیقِ اکبر رضہ نے اپنے آخری ایام
میں فاروق رضہ کو اپنا ولی عہد بنایا اور ان کو افضلِ اُمت فرمایا
جیسا کہ گزرچکا اور اُن کے قول کا ماخذ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم کی حدیث تھی۔ مروی ہے جابر بن عبداللہ سے اُنھوں
نے بیان کیا کہ (ایک مرتبہ) عمر رضہ نے ابو بکر رضہ کو اس طرح خطاب
کیا "اے سب لوگوں سے بہتر بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے" تو ابو بکر رضہ نے کہا کہ اب تم نے یہ کہہ دیا (تو مجھ سے بھی
سُن لو کہ) واللہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یقولُ ما طلعتِ الشمسُ علےٰ رجلٍ خیر من عمرؓ اخرجہ الترمذی و معنی این کلام آنست کہ فاروق رضؓ افضل امّت باشد در زمانے از ازمنہ این قضیہ را مطلقہ عامہ می باید شمرد لہذا فاروق رضؓ صدیق رضؓ را افضل می گفت و صدیق رضؓ این معنی را از وی مسلم میگذاشت و حضرت صدیق رضؓ فاروقِ اعظم رضؓ را اقوی و خیر النّاس می گفت و او نیز این معنی را از وی مسلّم میداشت این است شرح اعانتہا۔ فاروق بہ نسبت جناب نبوّت و نسبتِ خلیفہ پیغامبر باز چون نوبت خلافتِ او رسید سیاستے از وے ظاہر شد کہ ہیچ خلیفہ را میسّر نیامد نہ پیش از وے نہ بعد از وے فی الاستیعاب وُلّی الخلافۃ بعد ابی بکر بُویع لہٗ بہا یوم مات ابو بکر باستخلافہ سنۃ ثلٰث عشرۃ فسار باحسنِ سیرۃٍ وانزلَ نفسہ من مالِ اللہ بمنزلۃ رجلٍ من النّاس و فتح اللہ لہ الفتوحَ بالشّام والعراق و مصر و دوّن الدّواوین فے العطآء و رتّب النّاس فیہ علٰے سوابقہم وکانَ لایخافُ فی اللہِ لومۃَ لایم و ہو الّذی نوّر شہر الصّوم بصلوٰۃ الاشفاع (یعنی تراویح) و ہو ارّخ التاریخ من الہجرۃ الّذے بایدے (دولت قسمت سال را) النّاس الے الیوم و ہو اوّل من سمّی بامیر المومنین

آپ فرماتے تھے کہ سورج طلوع نہیں ہوا کسی ایسے شخص پر جو عمر رضؓ سے بہتر ہو۔ اس کو ترمذی نے روایت کیا۔ اور اس کلام کے معنے یہ ہیں کہ زمانوں میں سے ایک زمانہ میں فاروق رضؓ افضلِ اُمّت ہوگا۔ اس قضیہ کو مطلقہ عامہ سمجھنا چاہیئے۔ لہٰذا فاروق رضؓ صدّیق رضؓ کو افضلِ اُمّت کہتے تھے اور صدیق رضؓ اس معنے کو ان کے لئے تسلیم شدہ قرار دیتے تھے اور حضرت صدیق رضؓ فاروق اعظم رضؓ کو اقوی (بڑا طاقتور) اور خیر النّاس (سب سے بہتر) کہتے تھے۔ اور وہ بھی اس معنے کو اُن کے حق میں تسلیم شدہ قرار دیتے تھے۔ یہ ہے اُن اعانتوں کی شرح جو فاروق رضی اللہ عنہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور خلیفہ پیغمبرؐ کی کرتے رہے پھر جب خود اُن کی خلافت کی نوبت آئی تو اُن سے ایسی سیاست کا ظہور ہوا کہ کسی خلیفہ کو میسّر نہ ہوئی نہ اُن سے پہلے اور نہ اُن کے بعد۔ استیعاب میں ہے کہ ابو بکر رضؓ کے بعد عمر رضؓ خلیفہ بنائے گئے۔ جس دن ابو بکر رضؓ کا انتقال ہوا آنحضرتؐ سے اُسی دن خلافت کی بیعت کی گئی تو وہ بہت اعلیٰ سیرت پر چلے اور وہ اپنی ذات کو اللہ کے مال کے سلسلہ میں ایک عام آدمی کے مرتبہ میں اتارے ہوئے تھے اور اللہ نے ان کو شام اور عراق اور مصر میں بہت فتوحات عطا فرمائیں اور عطیات کے لئے آپ نے رجسٹر بنوائے اور ان میں لوگوں کے ناموں کی ترتیب اُن کی سابقہ اعمال و خدمات کے لحاظ سے قائم کی اور وہ اللہ کے (احکام کے) بارے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کا خوف نہیں کرتے تھے اور وہی ہیں جنھوں نے ماہِ صیام (یعنی رمضان) کو نماز تراویح سے منوّر بنا دیا اور ہجرت کے حساب سے تاریخ کو قائم کیا جس پر آج تک سب لوگ عمل پیرا ہیں۔ اور وہ پہلے شخص ہیں جن کو امیر المومنین کے خطاب سے موسوم کیا گیا۔

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہو اوّل من اتخذ الدِرّۃ و کان نقش
خاتمہ کفیٰ بالموت واعظًا یا عمر دریں
مقام حکایتے چند از قیام او بامر جہاد
و ظہورِ کثرتِ فتوح و وفورِ غنائم در
ایّام او ایراد کنیم سال سیزدہم[۱۳] از ہجرت
فاروقِ اعظم رضؓ چند روز متصل خطبہ
می خواند و تحریض مے فرمود مردمان را
بر جہادِ عجم والیشان بملاحظۂ کثرتِ عُدَد
و عَدَدِ آن جمع تقاعد می نمودند زیرا کہ
پادشاہی آنہا از زمانِ دراز در فارس
و رُوم محکم شدہ بود و افواج بسیار
و خزائن بیشمار ذخیرہ داشتند کہ عرب را ہیچ گاہ
مانندِ آن امکان نبود ازیں جہت خدای عزّ و جلّ
فرمود ستُدعون الی قومٍ اُولی بأسٍ شدید
اوّل کسیکہ داعیہ جہاد در خاطرِ او افتاد ابو عُبیدہ ثقفی
بود از کبارِ تابعین بعد از انجماعہ بعد جماعہ برائی
حرب مُہیّا شدن گرفتند از انجملہ سلیط بن قیس کہ از حضّار
مشہدِ بدر بود و حضرت فاروقؓ قدرِ اولیتِ ابو
عُبیدہ در قبول داعیہ الٰہیہ بشناخت و اورا
بر جیشِ مسلمین امیر گردانید ہرچند در
میانِ ایشان اصحابِ آنحضرت
صلی اللہ علیہ و سلم بودند
لکن مبالغہ فرمود کہ در قضایا و
سوانح امور با صحابِ جنابِ رسالتؐ
مشاورت کند و ایشان را شریکِ خود

اور وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے دِرّہ پکڑا۔ اور اُن کی مُہر کا نقش
یہ تھا کفیٰ بالموتِ واعظًا یا عُمر (اے عمر بحیثیتِ واعظ موت
کافی ہے) اس موقع پر اُن کے امرِ جہاد کے قیام اور کثرتِ فتوحات
کے ظہور اور اُن کے زمانہ میں مالِ غنیمت بکثرت آنے کے بارے
میں درج کرتے ہیں۔ ہجرت کے تیرھویں سال میں فاروقِ اعظم رضؓ
چند روز مسلسل خطبہ دیتے رہے جس میں لوگوں کو جہادِ عجم
کے لئے ترغیب دیتے تھے اور لوگ ان کے پاس سامانِ جنگ
کی فراوانی اور ان کی عددی کثرت کی وجہ سے مذبذب ہو رہے
تھے کیونکہ اُن کی بادشاہی زمانہ دراز سے فارس و روم میں
محکم شدہ تھی اور اُن کے پاس بہت سی افواج اور بے شمار خزانوں
کے ذخیرے موجود تھے کہ اُن کی سطح پر آنے کا عرب کے لئے امکان
نہیں تھا، اسی جہت سے اللہ عزّ و جل نے فرمایا ستُدعون
الخ (۴۸: ۱۶) عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی
طرف بلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے الخ سب
سے پہلے جس شخص کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا وہ ابو عُبیدہؓ
ثقفی تھے جو کبارِ تابعین میں سے تھے اس کے بعد ایک جماعت
کے بعد دوسری جماعت جنگ کے لئے تیار ہونے لگی۔ ان میں سے
سلیط بن قیسؓ تھے جو کہ جنگِ بدر کے حاضرین میں سے تھے اور
حضرت فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کی داعیہ الٰہیہ (یعنی عجم پر جہاد)
کو سب سے پہلے قبول کرنے میں اولیت کی قدر شناسی کی اور
اُن کو مسلمانوں کے لشکر پر امیر بنایا۔ اگرچہ اُن کے درمیان آں
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ موجود تھے۔ لیکن آپ
نے (ابو عبیدہؓ کو) مبالغہ (کے ساتھ حکم) فرمایا کہ قضایا کے
فیصلوں اور پیش آنے والے امور میں اصحابِ جنابِ رسالت
مآب صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کرتے رہیں اور اُن کو اپنا شریک

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

داند فرمود ہیچ چیز مرا از تامیر سلیط مانع نشد الّا
تعجیل و مسارعت او در حرب و خوفِ ہلاکِ مردم
بسبب تہوار او بالجملہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی
و ابو عبیدہ ثقفی با ہمراہیان خویش متوجہ عراق
گشتند و از آن طرف رستم فرخ زاد و جابان را
بالشکرے جرّار بمقابلہ فرستاد و بعد تلاقی فئتین
جنگے عظیم درپیوست آخر کار کفّار ہزیمت یافتند
و غنیمت بے حساب بدست اہلِ اسلام آمد ہنوز
تقسیم غنائم نہ شدہ بود کہ نرسی سپہ سالار
عجم کہ خالہ زادۂ کسرے بود با لشکرے عظیم
بسوئے ایشان متوجہ شد و رستم سردارے دیگر
جالیوس نام را با فوج کثیرے بکمکِ او تعین نمود
ابو عبیدہ پیش از انکہ اجتماع ہر دو فریق شود
بہ نرسی رسید و وی را منہزم گردانید و بر مال
خطیر دست یافت انگاہ بے توقف بجانب
جالیوس متوجہ شد و او را نیز ہزیمت داد و از
وی نیز غنائم فراوان در تصرف آورد و بعد از ان
ابو عبیدہ از ان ہمہ غنائم و سبایا خمس را جدا
کردہ بدار الخلافت فرستاد و باقی را بر غزاۃ قسمت
نمود چون خبر ہزیمت افواج بملکِ فارس
رسید انفعالِ عظیم بخاطرش راہ
یافت و بہمن جادو را برائے
تدارک با سی (۳۰) ہزار مرد و
سی (۳۰) فیل فرستاد و از ان جملہ
فیلِ ابیض کہ از وقتِ پرویز

سمجھیں۔ آپ نے فرمایا سلیط کو امیر بنانے میں مجھے کوئی بات مانع
نہیں ہوئی بجز اس کے کہ زیادہ دلیر ہونے کی وجہ سے وہ جنگ
میں عجلت و سرعت کے خوگر ہیں جس میں لوگوں کے ہلاک ہونے کا
اندیشہ ہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ مثنیٰ بن حارثہ شیبانی اور ابو عبیدہؓ ثقفی
اپنے ساتھیوں کو لے کر عراق کی جانب متوجہ ہو گئے، اور اُس طرف
سے (شاہ فارس نے) رستم فرخ زاد اور جابان کو ایک جرار
لشکر کے ساتھ مقابلہ کے لئے بھیجا، ہر دو فریق کے مل جانے
کے بعد ایک جنگِ عظیم شروع ہو گئی، انجام کار کفار کو شکست
ہوئی اور اہلِ اسلام کے ہاتھوں میں بے حساب مالِ غنیمت
آیا۔ ابھی تک اموالِ غنیمت کی تقسیم نہ ہونے پائی تھی کہ عجم کا
سپہ سالار نرسی جو کسریٰ کی خالہ کا بیٹا تھا ایک زبردست
لشکر کے ساتھ ان کی طرف متوجہ ہو گیا، اور رستم نے ایک دوسرے
سردار کو جس کا نام جالیوس تھا ایک کثیر فوج کے ساتھ اُس
کی کمک کے لئے متعین کیا۔ ابو عبیدہؓ قبل اس کے کہ دونوں
(نرسی اور جالیوس) کی افواج مجتمع ہوں، نرسی پر جا پہنچے
اور اُس کو ہزیمت دیدی اور بہت سے مال پر قابض ہو گئے۔
اس کے بعد بے توقف جالیوس کی جانب متوجہ ہو گئے اور
حملہ کر کے اُس کو بھی شکست دیدی اور وہاں سے غنیمت
میں اموالِ فراواں تصرف میں لائے اس کے بعد ابو عبیدہؓ نے
ان تمام غنیمتوں اور اسیروں میں سے پانچواں حصہ نکال کر
دار الخلافہ بھیجا اور باقی کو غازیوں پر تقسیم کر دیا۔ جب افواج
کی ہزیمت کی خبر ملک فارس میں پہنچی تو اُن کے دلوں میں
بہت غیرت و شرمندگی پیدا ہوئی اور تدارک کے لئے (شاہ فارس
نے) بہمن جادو کو تیس ہزار جوانوں اور تیس (۳۰) ہاتھیوں کے
ساتھ بھیجا، اُن میں ایک سفید ہاتھی بھی تھا جس کو پرویز کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اورا مبارک می شمردند و در ہیچ معرکہ نبود الا کہ اہل آن معرکہ فیروز می شدند بادرفش کاویانی کہ از زمانِ فریدون در خزائنِ عجم ذخیرہ بود و آن را رایتِ فتح وآیتِ نُصرت می پنداشتند ہمراہ کرد رستم نیز فوجی عظیم ہمراہ اوداد ابوعُبیدؓ این مرتبہ کارفرمای تہور شدہ از پُلِ فرات گزشتہ بمحاربہ درپیوست اولاً تزلزلی در میانِ مسلمین اُفتاد جاہلے از اہلِ اسلام پُل را برہم زد تا راہ گریز نداشتہ باشند ابوعبیدؓ با جمعے سپاہ از اسپان فرود آمدہ شمشیرہا کشیدہ خراطیم فیلان را قطع نمودند و ابوعبیدؓ بر فیلِ ابیض رسید و خرطوم او را بُرید و وقتِ معاودت بلشکرِ خود پایش بلغزید وبیفتاد و درین حالت فیلِ ابیض او را زیرپا درآورد و شہید ساخت وبعد از وی ہفت کس از جوانمردان لوائے او برمیگرفتند وبدرجہ شہادت میرسیدند تا آنکہ آخرکار آن لوا را مثنیٰؓ بن حارثہ برداشت وبصرفہ وحکمت بجنگ مباشرت نمود انجام کار کفار از حرب متقاعد شدند و مسلمانان فرصتِ غنیمت یافتہ برسرِ پُل آمدند وکیف ما اتفق پُل شکستہ را درست ساختہ عبور نمودند درین مقتلہ چہار ہزار کس شہید شدند حضرتِ فاروقؓ ازین ماجرا بغایت محزون گشت وبسبب انکسار مسلمین نزدیک بود کہ قاعدۂ جہاد برہم خورد عنایتِ الٰہی ناگہان در رسید و در فوج رستم

زمانہ سے مبارک سمجھا جاتا تھا اور وہ جس معرکہ میں بھی بھیجا گیا تھا اُس میں لوگوں کو فتح ہوتی رہی ہے۔ اور درفش کاویانی کو بھی جو کہ فریدوں کے زمانہ سے عجم کے خزانوں میں محفوظ تھا اور اُس کو ان لوگوں نے فتح کی نشانی اور نُصرتِ (غیبی) کی علامت قرار دے رکھا تھا ساتھ کر دیا۔ رستم نے بھی ایک بہت بڑی فوج اُس کے ہمراہ کر دی۔ اس مرتبہ ابو عبیدہؓ دلیری کے ساتھ فرات کے پُل کو عبور کر کے جنگ میں مشغول ہوگئے۔ اولاً مسلمانوں میں ایک تزلزل واقع ہوا۔ اہلِ اسلام میں سے کسی جاہل نے پُل کو توڑ دیا کہ گریز کی راہ باقی نہ رہے۔ ابو عبیدہؓ نے فوج کی ایک ٹکڑی کے ساتھ گھوڑوں سے اُتر کر تلواریں کھینچ لیں اور ہاتھیوں کی سونڈوں کو کاٹنا شروع کر دیا۔ اور ابو عبیدہؓ سفید ہاتھی کے مقابلہ پر پہنچے اور اُنھوں نے اُس کی سونڈ کو کاٹ دیا، جب اپنے لشکر کی طرف لوٹنے لگے تو ان کا پاؤں پھسلا اور وہ گر پڑے۔ اس حالت میں سفید ہاتھی نے حملہ کر کے اُن کو اپنے پاؤں سے مسل کر شہید کر دیا۔ اُن کے بعد جوانمردوں میں سے سات آدمی یکے بعد دیگرے اُن کے جھنڈے کو سنبھالتے اور درجۂ شہادت پر پہنچتے رہے، یہاں تک کہ آخرکار وہ جھنڈا مثنیٰ ابن حارثہؓ نے اُٹھایا اور بڑی ہمت اور حکمت کے ساتھ جنگ میں مصروف ہوگئے، انجام کار کفار جنگ میں (پیش قدمی سے) ڈھیلے پڑے اور مسلمان یہ موقع غنیمت جان کر پُل پر آگئے اور کسی نہ طرح اُس ٹوٹے ہوئے پُل کو درست کر کے اُس سے عبور کر گئے۔ اس قتال میں چار ہزار مسلمان شہید ہوئے۔ حضرت فاروقؓ اس واقعہ سے بہت غمگین ہوئے، اور مسلمانوں کے حوصلے ٹوٹ جانے سے قریب تھا کہ اُس اُٹھنے والے جہاد میں برہمی ہوجائے کہ اچانک رحمتِ خداوندی آپہنچی اور رستم کی فوج میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اختلاف فی افتاد و دو فریق گشتند و حدّت
ایشان کلیل گشت چندروز بر حرب جرأت
نیارستند سالِ چہاردہم بقول اکثر اہلِ تاریخ
فتحِ دمشق دست داد بقولِ جمعے دیگر این واقعہ
در سالِ سیزدہم بود نزدیک بوفاتِ حضرت
صدّیق رضی اللہ عنہ بالجملہ ہرقل ماہان نام
سردارے را باگران لشکری بمددِ اہلِ دمشق فرستاد
وکفّار درہرناحیہ متحصّن بحصون گشتہ با عدادِ
آلاتِ حرب مشغول شدند و ابوعُبیدہ بن الجراح
صورتِ حال را بعرض حضرتِ فاروق رسانید
حضرت فاروق رض برائے او مکتوبے نوشت
متضمن آنکہ اوّلاً عنانِ عزیمت بجانب دمشق
معطوف سازد و درہرناحیہ فوجے از مسلمانان
فرستد تا اہلِ آن ناحیہ را مشغول دارند و
توغّل درحرب ہیچ کدام نکنند تا آنکہ دمشق
مفتوح شود ازان طرف ماہان بالشکرِ خود
از دمشق برآمدہ باآراستگی صفوف مشغول
شد ازین طرف ابوعبیدہ رض بمقابلہ آنہا دادِ قتال
بداد بعد ترددِ عظیم شکست برلشکرِ کفار افتاد
جمعے جانب ہرقل گریختند و طائفہ بشہرِ دمشق
متحصّن شدند باز ابوعبیدہ رض و خالد رض
بمحاصرہ دمشق اہتمام کلّی بکار بردند واین
محاصرہ مدّتِ دراز کشید اتفاقاً بطریقے
از بطارقہ دمشق را درہمین ایّام فرزندے
متولّد شد ازین سبب بترتیب جشنے

ایک اختلاف واقع ہوگیا اور وہ دو فریق ہوگئے اور اُن کی تیزی کُند ہوگئی اس لئے وہ چندروز تک جنگ کی جرأت نہ کرسکے۔ بقولِ اکثر اہل تاریخ کے چودھویں سال میں دمشق کی فتح حاصل ہوئی اور بقولِ دیگر مورخین کی ایک جماعت کے یہ واقعہ تیرھویں سال میں پیش آیا تھا حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے قریب۔ الغرض ہرقل نے ایک سردار کو جس کا نام ماہان تھا ایک بھاری لشکر کے ساتھ اہلِ دمشق کی مدد کے لئے بھیجا اور کفّار ہر علاقہ میں قلعوں میں محفوظ ہوکر آلاتِ حرب کی تیاری میں مشغول ہوگئے اور ابوعبیدہ رض بن الجراح نے اس صورتِ حال کو حضرت فاروق رض کی خدمت میں پہنچایا۔ حضرت فاروق رض نے اُن کو ایک مکتوب تحریر فرمایا جو ان احکام پر مشتمل تھا۔ اوّلاً یہ کہ آپ کو دمشق کی طرف روانہ ہوجانا چاہیئے اور ہر علاقہ میں مسلمانوں کی ایک فوج بھیجدیں تاکہ وہ ان علاقہ والوں کو (گاہے گاہے حملے کرکے) مشغول رکھیں اور ان میں سے کسی علاقہ پر لڑائی میں زیادہ زور نہ ڈالیں یہاں تک کہ دمشق فتح ہوجائے۔ اُس طرف سے ماہان اپنے لشکر کے ساتھ دمشق سے نکل کر صفوں کی درستی میں مشغول ہوا اور اس طرف سے ابوعُبَیدہ رض نے اُن کے مقابلہ پر دادِ شجاعت دی گھمسان کی جنگ کے بعد کفّار کے لشکر پر شکست پڑی ان کی ایک جماعت ہرقل کی طرف بھاگی اور ایک جماعت شہر دمشق میں قلعہ بند ہوگئی، اس کے بعد ابوعُبَیدہ رض اور خالد رض نے دمشق کے محاصرہ کا پورا اہتمام کیا اور اس محاصرہ پر مدّتِ دراز گزر گئی۔ اتفاقاً دمشق کے بطریقوں (یعنی سرداروں) میں سے ایک سردار کے گھر میں ان ہی دنوں میں ایک لڑکا پیدا ہوگیا اس سبب سے وہ ایک جشن مرتب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مشغول شدند وافراط در لہو ولعب ایشان از محافظتِ سور (شہر پناہ)
غافل نمود دلیرانِ اسلام فرصت را غنیمت شمردہ سلالیم و اوہاق (نردبانہا، کمندہا)
کہ برائے شل ہمین روز آمادہ ساختہ بودند استادہ نمودہ تکبیر
گویان بربلندی سور برآمدہ بوّابان را بزخم سیوف بدوزخ
رسانیدہ دروازہ را کشادند وجنگے عظیم بظہور پیوست از
جانبِ خالدؓ عنوۃً (بزور و قہر) واز جانب ابوعبیدہؓ صلحاً فتح
دمشق متحقق گشت و درہمین سال جریر بن عبداللہ بجلی
از جانبِ یمن بملازمتِ فاروق رسید حضرت فاروق
چہار ہزار مرد از بجیلہ وکندہ و دیگر قبائل مرتب
ساختہ جریر را امیر آن لشکر فرمود و بجانب عراق
بمددِ مثنیٰؓ روان نمود جریر و قومِ او از آنکہ تحت
رایت مثنیٰؓ درآیند استنکاف (کراہت) ورزیدند
حضرت فاروقؓ برائے تالیفِ قلوب ایشان ربع خمس
ہر غنیمتے کہ باہتمام ایشان حاصل شود وزیادہ بر
سہم غنیمت بایشان تنفیل (بخشیدن عطا) فرمود وبرائے مثنیٰؓ
نامہ نوشت کہ شرائط توقیر وتبجیلِ جریر رامرعی
دارد زیراکہ شرفِ صحبتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
دریافتہ است سردارانِ عجم چون این خبر شنیدند
فوجِ کثیر فراہم آوردہ مہران ہمدانی را بامارتِ
آنہا منصوب ساختہ برائے مقابلہ مثنیٰؓ
و جریر نامزد گردانیدند ایشان این ماجرا
بعرضِ حضرتِ فاروقؓ رسانیدند وے
رضی اللہ عنہ از ہر قبیلہ جمعے
را برائے مددِ مثنیٰؓ معین فرمود و
حکم کرد کہ مستعجلاً کارسازی (آمادگی) نمودہ

کرنے میں مشغول ہوتے اور لہو ولعب میں منہمک ہو کر دیوارِ
شہر پناہ کی حفاظت سے غافل ہو گئے۔ اسلام کے بہادروں
نے اس فرصت کو غنیمت سمجھا اور سیڑھیاں اور کمندیں جو
اُنھوں نے اسی دن کے لئے تیار کر رکھی تھیں کھڑی کر کے تکبیر
کہتے ہوئے دیوار کی فصیل پر چڑھ گئے۔ (اور نیچے اُتر کر)
دربانوں کو تلوار کی دھار پر رکھ کر جہنم رسید کیا اور دروازہ
شہر کھول دیا اور ایک جنگِ عظیم واقع ہوئی۔ خالدؓ کی
طرف کا شہر کا حصہ جنگ سے مغلوب ہوا اور ابو عبیدہؓ کی
جانب کا حصہ صلح سے، اس طرح سے شہر دمشق فتح ہو گیا۔
اسی سال میں جریرؓ بن عبداللہ بجلی یمن کی جانب سے حضرت
فاروقؓ کی خدمت میں پہنچے۔ حضرت فاروقؓ نے چار ہزار
مردوں کا لشکر قبیلہ بجیلہ وکندہ اور دیگر قبائل کا مرتب کر کے
جریر کو اس لشکر کا امیر بنا کر عراق کی جانب مثنیٰؓ کی مدد کے
لئے روانہ کیا۔ جریرؓ اور اُن کی قوم نے اس بات سے اعراض
کیا کہ وہ مثنیٰؓ کے جھنڈے کے نیچے آئیں۔ حضرت فاروقؓ نے
ان لوگوں کی تالیف قلوب کے لئے ہر اس غنیمت میں سے جو ان
کے اہتمام سے حاصل ہو ایک خمس کا چوتھائی حصہ اُن کے غنیمت
کے حصہ پر بڑھا دیا اور مثنیٰؓ کو ایک خط لکھا کہ شرائط توقیر و تعظیم میں
جریرؓ کی رعایت رکھے اس لئے کہ جریرؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ
وسلم کے شرفِ صحبت سے مشرف ہوتے ہیں۔ سردارانِ عجم نے
جب یہ خبر سنی تو ایک فوج کثیر فراہم کر کے مہران ہمدانی کو
اس کا سردار بنایا اور اس کو مثنیٰؓ اور جریر کے مقابلہ پر نامزد
کر دیا۔ اُنھوں نے یہ ماجرا حضرت فاروقؓ کی خدمت میں پہنچایا۔
فاروق رضی اللہ عنہ نے ہر قبیلہ میں سے ایک جماعت کو مثنیٰؓ
کی مدد کے لئے معین فرمایا اور حکم کیا کہ عجلت کے ساتھ تیاری کر کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود را بر مَصافّ حاضر گردانید و مثنّیٰؓ
نیز ازان بلاد کہ در تصرّف او بود لشکری
آراست بعد تلاقی فریقین مہران بر اسپے
گلگون برگستوانے از اطلس بران انداختہ
بمیدانِ مُبارزت جولان کنان در آمد غلامے
از اہل ذمہ تیرے بجانب او روان کرد بتائیدِ
آلٰہی بر مقتلِ وے رسید واز اسپ بیفتاد و
شکست بر لشکرِ عجم واقع شد و طرفہ معرکہ
و عجیب مقتلہ آن روز بظہور انجامید ازین
جہت آن را یوم الاَعشار (جمع عشر بمعنے دہ ۱۲) گویند زیرا کہ صد
کس از مبارزان بشمار در آمد کہ دران
روز ہر یکے دہ کس از کفار کشتہ بود و چندان
غنائم و سبایا (اسیران ۱۲) بدست آمد کہ پیش ازین گاہے
میسّر نہ شدہ بود بعد ازان مثنیٰؓ بن حارثہ بشر بن
الخصاصیہ صحابی را بر بلادِ عراق خلیفہ ساختہ
خود با وجودِ عدمِ اندمالِ جراحات کہ در واقعۂ
الجسر (جنگ پل ۱۲) بوی رسیدہ بود قصدِ غارت خنافس
نمود و آن سُوقی بود کہ در سال یکبار تجّارِ کفّار
آنجا اجتماعِ عظیم میداشتند ناگاہ بر سر آن جماعہ ریخت
و غنائم فراوان بدست آورد باز قصدِ سُوقِ بغداد
کرد و آن نیز سُوقے عظیم بود کہ ہر سال جمِّ غفیرے
آنجا مجتمع می شدند بغتۃً بر آنہا حملہ آورد و یارانِ
خود را فرمود کہ سوائے نقدین و جواہر و اَقمِشۃ
و امتعۂ قیمتی بر ندارند ہزار شتر ازین اجناس
پُر کردہ بسلامت مراجعت نمودند

اپنے کو میدانِ جنگ میں حاضر کر دیں۔ مثنیٰؓ نے بھی ان شہروں میں
سے جو اُنکے زیرِ تصرّف تھے ایک لشکر مہیا کر لیا۔ فریقین کے مِل
جانے کے بعد مہران ایک سُرخ رنگ کے گھوڑے پر جس پر
اطلس کا جامہ پڑا ہوا تھا سوار ہو کر میدانِ جنگ میں دَوڑتا
ہوا آیا۔ اہلِ ذمہ میں سے ایک غلام نے ایک تیر اُس کی طرف
پھینکا، تائیدِ آلٰہی سے وہ اُس کے مقتل پر پہنچ گیا اور وہ گھوڑے
سے گر پڑا اور لشکرِ عجم پر شکست واقع ہو گئی۔ اور یہ ایک
عجیب جنگ اور نادر معرکہ تھا جو اُس دن ظہور میں آیا۔ اسی
بنا پر اس کو یوم الاَعشار کہتے ہیں۔ (اَعشار عشر کی جمع ہے
جس کے معنے ہیں دس) اس لئے کہ لڑنے والوں میں ایسے
ایک سو آدمی شمار میں آئے کہ اُس دن اُن میں سے ہر
ایک نے کفار کے دس آدمیوں کو قتل کیا تھا اور اتنے
اموالِ غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے کہ اس سے پہلے کبھی میسّر
نہ ہوئے تھے۔ اس کے بعد مثنیٰؓ بن حارثہ نے بشرؓ بن الخصاصیہ
صحابی کو بلادِ عراق پر قائم مقام بنا کر خود باوجود اُن زخموں
کے ابھی تک مندمل نہ ہونے کے جو پُل کی جنگ میں اُن کو
پہنچے تھے خنافس پر لُوٹ ڈالنے کا قصد کیا اور یہ ایک بازار
تھا کہ کفّار تاجرین سال میں ایک مرتبہ وہاں بہت بڑا
اجتماع کیا کرتے تھے، اچانک اس جماعت کے سَر پر جا پڑے
اور بہت سے اموالِ غنیمت پر قبضہ کیا۔ پھر بازارِ بغداد کا قصد
کیا اور وہ بھی بہت شاندار بازار تھا کہ ہر سال وہاں ایک
زبردست میلہ لگتا تھا، اچانک اُن پر حملہ کر دیا اور اپنے ساتھیوں
کو یہ ہدایت کی کہ سونے چاندی اور جواہر اور ریشمی کپڑوں
اور بیش قیمت چیزوں کے سوا اور کچھ نہ اُٹھائیں۔ اس قسم
کی چیزوں کو ایک ہزار اُونٹوں پر لدوا کر سلامتی کے ساتھ مراجعت کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سالِ پانزدہم و سالِ شانزدہم فرقانِ اکبر
درمیانِ اسلام وکفر بسعی واہتمام او رضی اللہ
عنہ بظہور پیوست واینجا واضح گشت کہ تسمیہ
خلیفۂ ثانی بفاروقِ اعظم بچہ وجہ بودہ
است واینجا دو نکتہ باید شناخت نکتۂ
اُولے آنکہ در شریعت متواتر بالمعنی است
کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خبر دادند
بآنکہ فارس وروم فتح خواہد شد وغنائم
بے شمار ازیشان بدستِ مسلمین خواہد آمد
قال اللہ تعالے لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ
وقال وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا قَدْ
أَحَاطَ اللَّهُ بِهَا الآیۃ بعد ما قال وَعَدَكُمُ
اللَّهُ مَغَانِمَ كَثِيرَةً تَأْخُذُونَهَا فَعَجَّلَ
لَكُمْ هَٰذِهِ وَكَفَّ أَيْدِيَ النَّاسِ عَنكُمْ
اگر منصفے درین آیۃ تأمل کند وسیاق و
سباق را مستحضر سازد مضطر شود بآنکہ
غنائم کثیرہ کہ اوّل مذکور شد غنائم حُنین
است کہ در زمانِ سعادت نشانِ جناب
نبوی صلے اللہ علیہ وسلم صورت
وجود یافت عَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ
فتح خیبر است وَأُخْرَىٰ
لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا غنائم
فارس و روم است قال ابن عباس
والحسن و مقاتل ہی فارس
والروم ما کانت العرب

پندرھویں سال اور سولھویں سال میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کی مساعی سے اسلام اور کفر کے درمیان "فرقانِ اکبر"
(امتیازِ کامل) کا پورا پورا ظہور ہوگیا۔ اور اس موقع پر
واضح ہوگیا کہ خلیفۂ ثانی کو "فاروقِ اعظم" کہنے کی وجہ تسمیہ
کیا ہے۔ اور یہاں دو نکتے پہچاننے چاہئیں پہلا نکتہ یہ ہے
کہ شریعت میں یہ بات متواتر بالمعنے ہے کہ آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم نے یہ خبر دی کہ فارس اور روم فتح ہوگا اور ان
لوگوں سے بے شمار اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں
آئیں گے۔ اللہ تعالےٰ نے ارشاد فرمایا لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ
كُلِّهِ (۶۱: ۹) تاکہ اس (دین) کو (بقیہ) سب دینوں پر غالب
کردے) اور فرمایا وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا عَلَيْهَا الخ (۴۸:
۲۱) اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی
خدا تعالےٰ اُس کو احاطہ میں لئے ہوئے ہے۔" یہ اس ارشاد
کے بعد فرمایا وَعَدَكُمُ اللَّهُ الخ (۴۸: ۲۰) اللہ تعالےٰ نے تم
سے (اور بھی) بہت سی غنیمتوں کا وعدہ کر رکھا ہے جن کو تم
لوگے سو سر دست تم کو یہ دیدی ہے اور لوگوں کے ہاتھ تم
روک دیئے۔" اگر کوئی منصف اس آیت میں غور کرے تو
وہ مجبور ہوجاتے گا یہ تسلیم کرنے پر کہ غنائم کثیرہ (بہت سے
اموالِ غنیمت) جو کہ پہلے مذکور ہوئے وہ غزوۂ حُنین کے اموالِ
غنیمت ہیں جو جناب نبوی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانِ سعادت
نشان میں ظہور میں آئے اور عَجَّلَ لَكُمْ هَٰذِهِ (سو سر دست
تم کو یہ دیدی ہے) فتح خیبر ہے اور وَأُخْرَىٰ لَمْ تَقْدِرُوا
عَلَيْهَا (اور ایک فتح اور بھی ہے جو تمہارے قابو میں نہیں آئی)
فارس اور روم کی غنیمتیں ہیں۔ ابن عباس رض اور حسن رح اور مقاتل رح
کا قول ہے کہ یہ فارس اور روم ہیں۔ عرب فارس اور روم کے سا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تقدِرُ علےٰ قتال فارس والروم کانوا خَوَلاً لہم (اتباعاً للفارس والروم) حتےٰ قدروا علیہا بالاسلام (العرب) ونیز مضطر شود بآنکہ سَتُدْعَوْنَ اِلیٰ قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ مراد ازین اولی بآس شدید فارس وروم است قال ابن عباس ومجاہد والحسن ہم فارس والروم ودر حدیث شیخین آمدہ رأیتُ کاَنَّما وُضِع فی یدی مفَاتیحُ خزائنِ الارض ونیز در حدیث شیخین ہلک کسرٰے فلا کسرٰے بعدَہٗ وہلک قیصرُ فلا قیصرَ بعدَہٗ ونیز در باب رمی (تیراندازی ۱۲) عن عُقبۃَ بن عامر قال سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم یقول ستُفتَح علیکم الرّومُ ویکفیکم اللہُ فلا یَعجِزُ احدُکم ان یَّلْہُوَ بِاَسْہُمِہٖ اَخرَجہ مسلم پس این ہمہ نعم الٰہی است ووجودِ این امور معجزۂ آنحضرت است صلے اللہ علیہ وسلّم وبعثتِ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم متضمّن است فتح فارس را قال تعالےٰ وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ یعنی فارس خدائی عزّ وجلّ از فوقِ سمٰوٰت ارادۂ ابطال سلطنتِ فارس ورُوم وبرہم زدنِ ملّتِ ایشان فرمود وآنحضرت را صلے اللہ علیہ وسلم جارحۂ اتمامِ مُرادِ

لڑنے پر قادر نہیں تھے یہ لوگ تو اُن کے پِچھ لگو تھے یہاں تک کہ اِسلام کی بدولت اس پر قادر ہو گئے۔ اُور نیز مجبور ہو گا یہ تسلیم کرنے پر کہ سَتُدْعَوْنَ اِلیٰ قَوْمٍ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ (۴۸: ۱۶) یعنی عنقریب تم لوگ ایسے لوگوں (سے لڑنے) کی طرف بُلائے جاؤ گے جو سخت لڑنے والے ہوں گے۔" اس "اُولی بآس شدید" سے مراد فارس اور روم ہیں۔ ابن عباس رضؓ اور مجاہدؒ اور حسنؒ کا قول ہے کہ وہ فارس اور رُوم ہیں۔ اور حدیث شیخین (بخاری و مسلم) میں آیا ہے کہ میں نے دیکھا کہ گویا میرے ہاتھ میں تمام زمین کے خزانوں کی کنجیاں رکھدی گئیں۔ اور نیز حدیث شیخین میں ہے کہ کسرٰی ہلاک ہوا پھر اس کے بعد کوئی کسرٰے نہ ہو گا اور قیصر ہلاک ہوا پھر اُس کے بعد کوئی قیصر نہ ہو گا۔ اور نیز باب الرمی میں ہے مروی ہے عقبہؓ بن عامر سے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے عنقریب تم پر رُوم مفتوح ہو جائیگا پھر تم میں سے کوئی اس سے عاجز نہ ہو گا کہ اپنے تیروں سے کھیلے، اس کو مسلم نے روایت کیا۔ تو یہ سب اللہ کی نعمتیں ہیں اور ان امور کا وجود آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا معجزہ ہے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی بعثت متضمّن ہے فارس کی فتح کو (یعنی جس طرح بعثت کا مقصد شرک کو مٹانا اور توحید الٰہی کو قائم کرنا تھا اسی طرح فارس کا فتح کرنا بھی تھا) اللہ تعالےٰ نے فرمایا وَاٰخَرِیْنَ مِنْہُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِہِمْ الخ (۶۲: ۳)۔ اور (علاوہ ان موجودین یعنی عرب کے) دوسروں کے لئے بھی (آپ کو مبعوث کیا)، جو ابھی ان کے ساتھ شامل نہیں ہوتے (یعنی فارس) خدائے عزّ وجل نے آسمانوں کے اوپر سے سلطنت فارس ورُوم کو باطل کرنے اور ان کی ملّت کو درہم برہم کر دینے کا ارادہ کرلیا تھا اور اپنی مراد کو پورا کرنے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خود ساخت و آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم
پیش از ظہورِ این امر خطیر برفیقِ اعلے
انتقال نمودند و ہمان داعیہ بواسطۂ آن
حضرت صلے اللہ علیہ وسلم از سینۂ
فاروقِ اعظم رض باز جوشید و بہمگی اورا رضی
اللہ عنہ مطیعِ امر خود ساخت و عقل و
قلب اورا منقادِ آن امر فرمود و در
دلِ حاضرین پرتوِ نورِ فاروق رض انداخت
تا غزاۃِ اسلام اجتماعِ تمام پیدا کردند
و دست بردی عجیب ظاہر گشت کشائش
زیادہ از کوشش دیدند و اَبْعَثْ جَیْشًا
تَبْعَثْ خَمْسَۃً مِثْلَہٗ نقدِ حال
ایشان شد (کما وقع فی الحدیث القدسی ۱۲) نکتۂ دوم آنکہ
اہتمام فاروق رض در فتحِ فارس و روم بوجوہ
بسیار بودہ است یکی آنکہ دعا می نمود
در صلوٰۃِ خود و ہمتی تمام درین کار بکار
می برد قال النووی فی الاذکار جاء عن
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ انہ قنت (دعا) فی الصبح
بعد الرکوع فقال اللّٰھم انا نستعینک
و نستغفرک و لا نکفرک و نؤمن
بک و نخلع من یفجرک اللّٰھم ایاک
نعبد و لک نصلی و نسجد و الیک نسعٰی
و نحفد نرجوا رحمتک و نخشی
عذابک ان عذابک الجد بالکفار ملحق
اللّٰھم عذب الکفرۃ الذین

آلۂ کار بنایا، اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اس اہم کام کے ظہور
میں آنے سے پہلے رفیقِ اعلیٰ سے جاملے اور اُسی داعیہ نے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کے واسطہ سے پھر فاروقِ اعظم رض کے سینہ سے
جوش مارا اور آپ کو (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) پورے طور پر اپنے
قبضہ میں کرلیا اور آپ کی عقل کو اور قلب کو اُس امر کا بخوبی مطیع
کرلیا۔ اور حاضرین کے دلوں میں حضرت فاروق رض کے نور کا پرتو
ڈال دیا، یہاں تک کہ غازیانِ اسلام اس پر مکمّل طور پر مجتمع ہوگئے
اور عجیب وغریب تصرّفات ظاہر ہوئے اور سب نے اپنی کوشش
سے زیادہ کشائش کا مشاہدہ کرلیا اور یہ (حدیث قُدسی) گویا اُن
ہی کے حال سے متعلق ہوگئی اَبْعَثْ جَیْشًا الخ یعنی تو اپنا لشکر
بھیج ہم اُس سے پانچ گنا اپنا لشکر بھیج دینگے۔ دوسرا نکتہ یہ
کہ فاروق رضی اللہ عنہ کا اہتمام فارس اور روم کی فتح میں
بہت سی وجوہ کے ساتھ جاری رہا۔ اوّل یہ کہ آپ اپنی نماز میں
دُعا کیا کرتے اور پوری ہمت اس کام میں بسر کرتے رہتے۔ نووی
نے کتاب الاذکار میں ذکر کیا کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کے
بارے میں منقول ہے کہ وہ صبح کی نماز میں بعد (دوسری رکعت کے
رکوع کے) دُعا قنوت پڑھا کرتے تھے۔ یہ پڑھتے اَللّٰھُمَّ اِنَّا
نَسْتَعِیْنُکَ الخ یعنی اے اللہ! ہم آپ سے مدد مانگتے ہیں اور ہم آپ
سے مغفرت چاہتے ہیں اور آپ کے ساتھ کفر نہیں کرتے اور آپ
پر ایمان لاتے ہیں اور اُن سے ترکِ تعلق کرتے ہیں جو آپ کی
نافرمانی کرنے والے ہیں۔ یا اللہ ہم آپ ہی کی عبادت کرتے
ہیں اور آپ ہی کے لئے نماز پڑھتے اور سجدے کرتے ہیں اور
آپ ہی کی طرف دوڑتے اور جھپٹتے ہیں۔ ہم آپ کی رحمت کی
اُمید کرتے اور آپ کے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک آپ کا عذاب
حقیقی کفار سے ملنے والا ہے۔ یا اللہ عذاب دے ان کفار کو دنیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِكَ وَيُكَذِّبُوْنَ رُسُلَكَ وَ
يُقَاتِلُوْنَ اَوْلِيَآئَكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَ
الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَاَصْلِحْ ذَاتَ
بَيْنِهِمْ وَاَلِّفْ بَيْنَ قُلُوْبِهِمْ وَاجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِهِمُ
الْاِيْمَانَ وَالْحِكْمَةَ وَثَبِّتْهُمْ عَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِكَ
صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَاَوْزِعْهُمْ اَنْ يُّوْفُوْا
بِعَهْدِكَ الَّذِيْ عَاهَدْتَّهُمْ عَلَيْهِ وَانْصُرْهُمْ
عَلٰى عَدُوِّكَ وَعَدُوِّهِمْ اِلٰهَ الْحَقِّ وَ
اجْعَلْنَا مِنْهُمْ دوم آنکہ خطب بلیغہ متضمن
تحریص بر جہاد و ترغیب مجاہدین
مے خواند و احادیث آنحضرت صلے اللہ
علیہ وسلم درین باب روایت می نمود
سوم آنکہ تہیۂ اسباب مجاہدین باہتمام
ہرچہ تمام تر می فرمود أخرج مالک عن
یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب کان
یحمل فی العام الواحد علی اربعین الف
بعیر (سوار میکرد) یحمل الرجل الی الشام علی بعیر و
یحمل الرجلین الی العراق علی بعیر
فجاءہ رجل فقال احملنی و سحیما فقال له عمر
ابن الخطاب انشدک اللہ أ سحیم زِقّ (عہ مشک)
قال نعم چہارم آنکہ
ترتیب جیوش و تقدیم
فتحے

ہی ہیں) جو آپ کے راستہ سے روکنے والے ہیں اور آپ کے رسولوں کی تکذیب کرنے والے ہیں اور آپ کے خاص بندوں سے قتال کرنے والے ہیں۔ اے اللہ! مغفرت کیجئے ایماندار مردوں اور ایماندار عورتوں کی اور مسلمان مردوں اور مسلمان عورتوں کی اور اُن کے تعلقاتِ باہمی کی اصلاح کیجئے اور اُن کے دلوں میں ایک دوسرے کی محبّت پیدا کر دیجئے اور اُن کے دلوں میں ایمان اور دانائی رکھ دیجئے اور اُن کو اپنے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی مِلّت پر ثابت قدم رکھئے اور ان کو توفیق بخش دیجئے اس امر کی کہ وہ آپ کے اُس عہد کو پورا کریں جو عہد آپ نے اُن سے لیا ہے اور مدد دیجئے ان کو اُن کے دشمنوں اور اپنے دشمنوں کے مقابلہ پر۔ اے سچے معبود اور ہم کو اُن لوگوں میں شامل رکھئے۔ دوم یہ کہ ایسے بلیغ خطبے آپ دیتے رہتے تھے جو دلوں میں جوشِ جہاد پیدا کرتے اور مجاہدین کو جہاد کی ترغیب دیتے تھے اور اس باب میں آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کی روایت کیا کرتے تھے۔ سوم یہ کہ اسباب مجاہدین کی تیاری میں پورا پورا اہتمام فرمایا کرتے تھے۔ مالک رح نے روایت کی یحییٰ بن سعید سے کہ عمر رض بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں کی سواری کا انتظام کرتے رہے ہیں۔ آپ شام کی طرف ایک آدمی کو ایک اونٹ پر سوار کر کے بھیجتے اور عراق کی طرف ایک اونٹ پر دو آدمیوں کو۔ ایک دن آپ کے پاس ایک شخص آیا اور اُس نے کہا کہ مجھے اور سحیم عہ کو سواری دیجئے تو اس سے عمر رض بن الخطاب نے کہا کہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کہ کیا سحیم (سے تیری مراد) مشک ہے؟ اُس نے کہا ہاں۔ چہارم یہ کہ افواج کی ترتیب اور کونسا مقام دوسرے

عہ سحیم تصغیر ہے سحم کی جسکے معنے ہیں سیاہ۔ سائل کی مراد اس لفظ سے مشکیزہ تھا مگر اس نے ایسا اندازِ بیان اختیار کیا جس سے یہ مفہوم ہو کہ سحیم کوئی دوسرا آدمی ہے جو اس کے ساتھ عراق جانا چاہتا ہے۔ مگر حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی ذکاوت نے حقیقتِ حال کو عیاں کر دیا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بر فتحے و اختیار صلح و جنگ ہمہ برائے فاروق رضی مفوّض بود امّا قصہ برہم شدنِ دولت ساسانیا بدین وجہ بودہ است کہ چون صنادید (سرداران ۱۲) فارس دیدند کہ مسلمانان را ہر روز فتحے جدید بدست می آید انفعال جدید بخاطر ایشان راہ یافت فکر واقعی نمودہ ملکۂ فارس را معزول ساختند و یزدجرد را کہ اشجع اولاد کسرےٰ بود بپادشاہی برافراختند و خزائن اکاسرہ کہ بیرون از شمار بود برآوردہ ادوات (آلات جنگ ۱۲) و افواج بے حساب مجتمع نمودند و رستم فرخ زاد را سردار معرکہ معیّن گردانیدند و یزد جرد در مدائن نشست مستعدِ آنکہ ادوات و ابطال را دفعۃً بعد دفعۃٍ پیشِ رستم فرستد مثنیٰؓ بن حارثہ این ماجرا را بعرض حضرتِ فاروق رضی رسانید و وی رضی اللہ عنہ بہر یک از عمّالِ خود کہ در اطرافِ ممالک اسلام بودہ اند احکام فرستاد کہ در ہر ناحیہ با ہر کہ اسپے و سلاحی باشد و از اہلِ نجدۃ و شجاعت باشد سردارانِ آنجا را می باید کہ زود ساختگی آنہا نمودہ بمدینۂ مطہرہ فرستند چون آن ہمہ مجتمع شدند سعد بن ابی وقاص را بسرداری آنجمع منصوب ساخت و سعد را موعظتِ بلیغہ فرمود بتقوی و صبر برمکارہ و ثباتِ قدم بر مواطنِ حرب امر فرمود و قوم را بمتابعت وی در جمیع سوانح مامور ساخت و برای مثنیٰؓ و جریر نامہ نوشت کہ ہمہ در تحتِ رایتِ سعد رضی درآیند و او امیر الامراء عراق تصوّر نمایند یکے از حکمتہائے الٰہی کہ درین واقعہ

مقام سے پہلے فتح کیا جائے۔ اور صلح و جنگ کا اختیار سب حضرت فاروق رضی کی رائے پر مفوّض تھا۔ **دولتِ ساسانیاں کے برباد ہونے کا حال** اس صورت سے واقع ہوا کہ جب سرداران فارس نے دیکھا کہ مسلمانوں کو ہر روز ایک نئی فتح حاصل ہوتی ہے تو اپنے دل میں بہت پیچ و تاب کھانے لگے اور نظم مملکت پر غور کرکے ملکۂ فارس کو معزول کر دیا اور یزدجرد کو جو کسریٰ کی اولاد میں سب سے زیادہ بہادر تھا بادشاہی سے سربلند کیا اور خاندانِ کسروی کے خزانے جو حدِ شمار سے باہر تھے نکال کر اُن سے آلاتِ حرب اور بے حساب فوجیں جمع کیں اور رستم فرخ زاد کو جنگ کا افسرِ اعلےٰ مقرر کیا اور یزدجرد نے مدائن میں قیام کیا تاکہ سامانِ حرب اور شجاعانِ فارس کو یکے بعد دیگرے رستم کی مدد کے لئے بھیجتا رہے۔ مثنیٰؓ بن حارثہ نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپؓ نے اپنے تمام عاملوں میں سے ہر ایک کو جو مختلف اسلامی ممالک میں تھے احکام بھیجے کہ ہر علاقہ میں جس شخص کے پاس کوئی گھوڑا اور ہتھیار ہو اور وہ دلیر اور بہادر ہو وہاں کے سرداروں کو چاہیے کہ جلد اُن کو تیار کرکے مدینہ مطہرہ روانہ کردیں۔ جب یہ سب جمع ہوگئے تو آپ رضی نے سعد بن ابی وقاص رضی کو اُس جمعیت کا افسرِ اعلےٰ بنایا اور سعد رضی کو بہت دُوررس نصیحتیں فرمائیں تقویٰ کے متعلق۔ اور مکروہات پر صابر رہنے اور جنگ کے مواقع پر ثابت قدم رہنے کا امر فرمایا اور قوم کو جملہ امور میں اُن کے تابع رہنے کا حکم دیا۔ مثنیٰؓ اور جریر کے نام فرمان تحریر کئے کہ سب سعد رضی کے جھنڈے کے نیچے آجائیں اور اُن کو عراق کا امیر الامراء تصوّر کریں۔ اس واقعہ میں حق تعالیٰ کی حکمتوں میں سے ایک حکمت نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بر دلِ فاروق رض پرتو افگند آن بود کہ سعد را
بامارتِ عراق برگزینند زیرا کہ عمر مثنیٰ بن حارثہ
بآخر رسیدہ بود اگر درین وقت سعد آنجا نمی
رسید تزلزلِ عظیم در امرِ جہاد پدید مے آمد
وسعد را بسبب شدتِ سرما توقفے در راہ
واقع شد درین اثنا فاروقِ اعظم رض دفعۃ بعد
دفعۃ پہلوانانِ نامدار وجوانانِ کامگار بکمکِ
وے روان مے نمود و اہتمامِ تمام درین باب
مے فرمود تا آنکہ در عرب از اشرفِ قبائل و
اہلِ شجاعت ورائے کم کسی را گزاشتہ باشد
سی و چند ہزار مرد ہمراہِ سعد مجتمع شدند از انجملہ
یکہزار کس از صحابہ بودند کہ نود و نہ (۹۹) کس از ایشان
اہلِ بدر بودند انگاہ سعد بامیر المؤمنین نامہ
نوشت و توجہ رستم بعزمِ قتال و کثرت مدد
وعُددِ او بتفصیل باز نمود حضرتِ فاروق در جوابش
نوشت کہ ہیچ دغدغہ را بخاطرِ خود راہ مدہی و از
کثرتِ آلات و ادواتِ دشمن بیجا نہ گردی و نظر بر
لطفِ پروردگار خود عزوجل داشتہ متوکل بتائیدِ او
باش و ہرگاہ لشکرِ خود را تعبیہ نمای موضع ہر کسی برای
من بوجہی اعلام کن کہ گویا من بچشمِ خود معاینہ میکنم سعد
کیفیتِ تعبیہ جیش پیش حضرت فاروق رض نوشتہ
فرستاد و وے رضی اللہ عنہ تحسینِ آن صورت
فرمود و امر نمود کہ نخستِ آن جماعہ
را کہ بکمالِ حسب و نسب و طلاقتِ لسان
و زیادۃِ عقل موصوف باشند

حضرت فاروق رض کے قلب پر جو پرتو ڈالا وہ یہ تھا کہ امارتِ عراق
کے لئے سعد رض کو منتخب کریں کیونکہ مثنیٰ بن حارثہ کی عمر آخری
حد پر پہنچ چکی تھی اگر اس وقت سعد رض وہاں نہ پہنچتے تو امرِ جہاد
میں ایک بڑا تزلزل واقع ہو جاتا اور سخت سردی کی وجہ سے
سعد رض کو راستہ میں کچھ توقف واقع ہوا اس دوران میں
فاروقِ اعظم رض یکے بعد دیگرے نامی پہلوانوں اور بہادر جوانوں
کو اُن کی کمک کے لئے برابر روانہ کرتے رہے اور اس بارے
میں پورا اہتمام فرماتے رہے اس حد تک کہ عرب کے اشرف
قبائل میں سے اور اہلِ شجاعت اور صاحبِ رائے لوگوں میں
سے ایسے کم ہوں گے جن کو آپ رض نے چھوڑ دیا ہوگا۔ تیس اور
چند ہزار مرد جو سعد رض کی ہمراہی کے لئے جمع ہوئے اُن میں
ایک ہزار حضرات صحابہ رض تھے جن میں سے ننانوے اصحاب اہلِ
بدر تھے۔ اُس زمانہ میں سعد رض بن ابی وقاص نے امیر المؤمنین رض
کو خط لکھا اور قتال کے لئے رستم کے متوجہ ہونے اور دشمنوں
اور اُن کے سامان کی کثرت کی تفصیلات کا اظہار کیا۔ حضرت
فاروق رض نے اُن کو جواب میں لکھا کہ تم اپنے دل میں کوئی خدشہ
نہ آنے دو اور دشمن کے آلات اور سامان کی کثرت سے اندیشہ
نہ کرو۔ بس اپنے پروردگار عزوجل کے لطف پر نظر رکھتے ہوئے
اُس کی مدد پر متوکل رہو اور جب تم اپنے لشکر کو صف بستہ کرو
تو ہر ایک کے مقام کی تفصیل ایسی طرح واضح لکھو کہ گویا میں
اپنی آنکھ سے دیکھ لوں۔ (کہ کس کو میمنہ پر رکھا اور کس کو میسرہ
پر وغیر ذٰلک)۔ سعد رض نے لشکر کی صف بندی کا پورا نقشہ آپ رض
کی خدمت میں لکھ بھیجا اور فاروق رضی اللہ عنہ نے اُس نقشہ
کی تعریف کی اور حکم دیا کہ سب سے پہلے ایک ایسی جماعت کو
جو کمالِ حسب و نسب اور زبان آوری اور زیادتی عقل سے موصوف ہو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

پیش صنادید فرس فرستد و دعوت باسلام کند سعد ہمچنان کرد یکے ازاں جماعہ مُغیرۃ بن شُعبۃ بود آخرج الحاکم عن ایاس بن معاویۃ بن قُرۃ عن ابیہ قال لما کان یوم القادسیۃ بُعِثَ بالمغیرۃ بن شعبۃ الی صاحب فارس فقال ابعثوا معی عشرۃ فبعثوا فشدّ علیہ ثیابہ ثم اخذ جحفۃ ثم انطلق حتی اتوہ فقال القوا لی ترسًا فجلس علیہ فقال العلج (کافر یعنی یزدگرد مجوسی) انکم معشر العرب قد عرفت الذی حملکم علی المجیء الینا انتم قوم لا تجدون فی بلادکم من الطعام ما تشبعون منہ فخذوا نعطیکم من الطعام حاجتکم فانا قوم مجوس و انا نکرہ قتلکم انکم تنجسون علینا ارضنا فقال المغیرۃ واللہ ماذاک جاء بنا ولکنا قوما نعبد الحجارۃ والاوثان فاذا رأینا حجرا احسن من حجر القیناہ واخذنا غیرہ ولا نعرف ربا حتی بعث اللہ الینا رسولا من انفسنا فدعانا الی الاسلام فاتبعناہ و

فارس کے سرداروں کے پاس بھیجیں جو اُن کو اسلام کی طرف دعوت دیں۔ سعدؓ نے ایسا ہی کیا۔ اُس جماعت میں سے ایک مُغیرہؓ بن شعبہ تھے۔ حاکم نے روایت کی ایاس بن معاویہ بن قرہ سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ جب جنگِ قادسیہ واقع ہوئی تو مغیرہؓ بن شعبہ شاہِ فارس (یزدجُرد) کے پاس بھیجے گئے، اُنھوں نے کہا کہ میرے ساتھ دس آدمی بھیجدیئے جائیں تو بھیجدیئے گئے۔ اب اُنھوں نے اپنے بدن پر اپنے کپڑے کسے (پٹکے یا رسّی وغیرہ سے) اور ڈھال لے کر روانہ ہوگئے یہاں تک کہ شاہِ فارس کے یہاں جا پہنچے پھر (یہ دیکھ کر کہ یہ کوئی کرسی وغیرہ پر بطورِ تکریم نہیں بٹھارہا ہے ساتھیوں سے) کہا کہ میرے لئے ڈھال رکھدو تو اُس پر بیٹھ گئے۔ پھر اُس کافر مجوسی (یزدجُرد) نے کہا کہ تم لوگ عرب کے گروہ ہو میں پہچان چکا ہوں کہ ہمارے شہروں کی طرف آنے پر تم کو کس چیز نے اُبھارا تم ایسی قوم ہو کہ تم کو اپنے شہروں میں کھانے کی ایسی چیزیں نہیں ملتیں جن سے تم اپنا پیٹ بھرلو سو ہم تم کو کھانے کی چیزیں دیدیں گے جس سے تم اپنی حاجت پوری کرلو، کیونکہ ہم مجوس قوم ہیں اور ہمیں کراہت معلوم ہوتی ہے تمہارے قتل سے اس وجہ سے کہ تم ہمارے مُلک میں گھُس آئے ہو۔ اس کو سُنکر مغیرہؓ نے کہا کہ واللہ یہ چیز نہیں ہے جو ہمیں یہاں لائی لیکن جو اصل بات ہے وہ یہ ہے کہ ہم ایسی قوم تھے جو پتھروں کو پوجتے تھے اور بُتوں کو۔ تو جب ہم کوئی ایسا پتھر دیکھتے جو پہلے پتھر سے اچھا ہوتا تو اس کو معبود بنا لیتے اور پہلے کو پھینک دیتے اور ہم رب کو نہیں پہچانتے تھے، یہاں تک کہ اللہ تعالےٰ نے ہم میں سے اپنا ایک رسولؐ بھیجا جس نے ہم کو اسلام کی طرف دعوت دی تو ہم نے ان کا اتباع کیا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اِنَّا اُمِرْنَا بقتالِ عدوِّنا مِمَّن ترکَ الاسلامَ
و لم نَجِیٔ للطعام و لکنَّا جِئْنَا لِنقتلَ
مقاتِلَتَکُم و نَسْبِی ذَرارِیکُم و امَّا
ما ذکرتَ من الطعام فانَّا لعَمری
ما نَجِدُ من الطعام ما نشبع منہ و
رُبما نجد ریًّا من الماء احیانًا
فجئنا الیٰ ارضکم ہٰذہ فوجدنا فیہا
طعامًا کثیرًا و ماءً کثیرًا فو اللّٰہ
لا نَبرَحُہا حتےٰ تکون لنا او لکم فقال
العلج بالفارسیۃ صدق قال و
انتَ تُفقَأُ عینک غدًا ففقئت عینہ
من الغدِ اصابتہ نُشّابۃ گویند یزدگرد
جوالے از خاک پُر کردہ بقصدِ اہانت بطریقِ
جوائزِ الوفود بایشان پیش آورد و عرب
آن را فالِ فتحِ بلاد شمردند بعد
ازان سعد بعوث و سرایا باطراف و
اکناف منتشر ساخت تا در نواحےِ بلادِ
عجم طرحِ غارت و نہب ریزند القصہ رستم
باشوکت و اُبہت تمام بجانبِ لشکرِ اسلام
متوجہ شد و پُلی ترتیب دادہ از دریا
این طرف عبور نمود درین حالت یزدگرد
در ہر ثغرہ داری شخصے را مقرر داشتہ بود
کہ ہرچہ رستم گوید یا کند در اسرعِ اوقات
باو رسد و سعد بسبب دَمامیل و بَثرات
امکان نیافت کہ خود در وسطِ لشکر باشد

ہم کو حکم دیا گیا ہے اپنے اُن دشمنوں سے قتال کرنے کا جو اسلام
کو ترک کریں اور ہم کھانے کے لئے نہیں آئے لیکن ہم اس
لئے آئے کہ تمہارے جنگی مَردوں سے لڑیں اور تمہاری ذُریّات
کو قید کرلیں۔ رہا کھانے کا ذکر جو تم نے کیا ہے تو اپنی عمر کی
قسم ہم کو اتنا کھانا نہیں ملتا جس سے ہم چھک جائیں اور
کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہم کو اتنا پانی بھی نہیں ملتا جس سے
ہم سیراب ہو جائیں پھر ہم تمہاری اس سرزمین کی طرف آئے
تو یہاں ہم نے کھانے کی بہت چیزیں پائیں اور بہت پانی پیا، اب
واللہ ہم یہاں سے جانے والے نہیں ہیں یہاں تک کہ یہ سرزمین
ہمارے لئے رہے یا تمہارے لئے۔ تو اس کافر مجوس نے فارسی
زبان میں کہا کہ اس نے سچ کہا۔ مُغیرہ نے کہا اور تیرا یہ حال
ہوگا کہ کل تیری آنکھ پھوٹ جائیگی۔ چنانچہ اگلے دن اُس
کی آنکھ پھوٹ گئی، اُس پر ایک تیر آکر لگا تھا۔ کہتے ہیں کہ
یزدگرد نے توہین کے ارادے سے ایک بوری مٹی سے بھر کر
اس رسم کی ادائگی کے طور پر کہ وفود کو بادشاہوں سے کچھ ہدایا
و انعامات ملا کرتے ہیں ان کو دی، اور عرب نے اس سے یہ
فال لی کہ ہم تمام شہر فتح کرینگے (وہ اس مٹی کو لے آئے)۔
اُس کے بعد سعد رضؓ بن ابی وقاص نے بڑے اور چھوٹے لشکر عجم
کے شہروں کے اطراف و اکناف میں منتشر کر دیئے تاکہ ان پر حملے
کریں اور لوٹیں۔ القصہ رستم پوری شوکت و دبدبہ کے ساتھ
لشکرِ اسلام کی طرف متوجہ ہوا اور ایک پُل بنا کر دریا سے اِس
طرف پار ہو گیا۔ اس حالت میں یزدگرد نے ہر ایک چوکی پر
ایک شخص مقرر کیا تھا کہ رستم کی تمام گفتگو اور کارروائی کی
اطلاع اُس کو جلد از جلد پہنچتی رہے۔ اور سعد رضؓ دنبلوں اور
آبلوں کے سبب اس سے مجبور ہو گئے کہ خود لشکر کے درمیان رہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بر بلندیٔ قصرے قرار گرفت و جمعی از سوار و پیادہ
را زیرِ قصر حاضر داشت تا ہرچہ فرماید بے توقّف
بسردارانِ فوج رسانند انگاہ سعد اعیانِ لشکر را نزد
خود خواند و موعظتِ بلیغہ فرمود و مواعیدِ الٰہی
در بابِ فتحِ عجم بیادِ ایشان داد و بتفصیل واضح
گردانید کہ امروز اگر دستبُردی نمائید سعادتِ
دنیا و اُخری ازانِ شما باشد و اگر بددلی کنید دولتِ
صوری و معنوی از دستِ شما رود و امیرِ ہر قوم
را فرمود تا بہمین کلمات اتباعِ خود را سرگرم کارزار
کند و شعراء را بانشادِ اشعارِ مُہیّج شجاعت برانگیخت
و قُرّاء را بتلاوتِ سورۃ انفال ارشاد فرمود قُرّاء چون
در تلاوتِ آن شروع نمودند دلہا را اطمینانے روی
نمود انگاہ فرمود کہ چون ساعتِ ہبوبِ ریاحِ نصر
یعنی وقتِ نماز در رسد تکبیرے خواہم گفت شما نیز تکبیر
بگوئید و ادواتِ حرب مہیا سازید باز چون تکبیرِ دوم گفتہ
شود جوشن پوشید و ادواتِ جنگ بر خود راست کنید
و چون تکبیرِ سوم بشنوید جوانان بجولانگاہِ مبارزت
درآیند و باستماعِ تکبیرِ چہارم کلمۂ لاحول ولاقوۃ
الا باللہ العلیّ العظیم گوئید و ہمہ بہیئتِ اجتماعیہ
با دشمن درآویزید القصّہ سہ روز و یک شب
میانِ ہر دو فریق جنگ قائم ماند چہارم روز نصر
نازل شد و فرقانِ اکبر بظہور پیوست و ہر یکی
ازین اوقات نامے علٰحدہ دارد روز ارماث (اختلاط ۱۲)
و روز اغواث (کمک ۱۲)

وہ ایک قصرِ بلند کے اُوپر بیٹھ گئے اور سوار اور پیادوں کی
ایک جماعت قصر کے نیچے موجود رکھتے تھے تاکہ جو کچھ وہ
ہدایت دیں بے توقّف یہ لوگ فوج کے سرداروں کو پہنچا دیں۔
اُس وقت سعدؓ نے اعیانِ لشکر کو اپنے پاس بلایا اور اُن کو دور رس
نصیحتیں فرمائیں اور اللہ کے وعدے فتحِ عجم کے بارے میں اُن
کو یاد دلائے اور بتفصیل واضح کیا کہ اگر تم نے پوری ہمت و
شجاعت سے مقابلہ کیا تو دنیا اور آخرت کی سعادت تمہارے
لئے ہوگی اور اگر بددلی کر گئے تو ظاہری اور معنوی دولت
تمہارے ہاتھ سے نکل جائے گی۔ ہر قوم کے امیر کو فرمایا کہ
ان ہی کلمات سے اپنے ماتحتوں کو جنگ میں سرگرم کریں اور
شعراء کو ایسے اشعار کہنے پر برانگیختہ کیا جو شجاعت میں ہیجان
پیدا کریں اور قاریوں کو سورۃ انفال کی تلاوت کا ارشاد فرمایا۔
قُرّاء نے جب اس کی تلاوت شروع کی تو دلوں میں اطمینان
پیدا ہونے لگا اُس وقت فرمایا کہ جب مددِ الٰہی کی ہوائیں چلنے
کی ساعت یعنی وقتِ نماز آپہنچے گا تو میں تکبیر کہوں گا، تم بھی
تکبیر کہنا اور آلاتِ حرب کو تیار کر لینا۔ پھر جب دوسری تکبیر
کہی جائے تو زرہ پہن لو اور آلاتِ حرب اپنے بدن پر لگا لو اور
جب تیسری تکبیر سنو تو ہمارے جوان میدانِ جنگ میں پہنچ جائیں
اور چوتھی تکبیر کے سننے کے وقت کلمۂ لاحول ولاقوۃ الا باللہ
العلیّ العظیم کہو اور سب ہیئتِ اجتماعیہ کے ساتھ دشمنوں پر
لوٹ پڑو۔ القصّہ تین۳ دن اور ایک رات دونوں فریقوں کے
مابین جنگ برپا رہی۔ چوتھے روز اللہ کی مدد نازل ہوئی اور
فرقانِ اکبر کا نزول ہوگیا۔ اور ان اوقات میں سے ہر ایک کا علٰحدہ
نام ہے۔ روزِ ارماث، روزِ اغواث (یعنی کمک پہنچ جانیکا دن)

عہ ارماث، رمث کی جمع ہے یعنی وہ لکڑیاں جو جوڑ کر باندھی جاتی ہیں اور ان پر سوار ہو کر سمندر میں جاتے ہیں۔ یہ دن عجمیوں کے ساز و سامانِ حرب سے آراستہ ہو کر نکلنے
کی وجہ سے اس نام سے موسوم ہوا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وروز عماس [حرب سخت ۱۲] ولیلۃ الہریر [شور مثل آواز آسیا ۱۲] امّا روز ارماث ہمہ صنادیدِ عجم با ہیئتِ عجیبہ تاجہای مُکلّل برسر وکمرہائے مرصّع برمیان براسپانِ عراقی سوار صف آراستند وتیراندازانِ محکم انداز را بر فیلان نشاندہ وجمعے گرداگردِ آنہا برائی محافظتِ فیلان پیادہ گشتہ مقدّمۃ الجیش ساختند وطورِ عرب وسادہ وضعی ایشان معلوم است باآن ہمہ تائید الٰہی دست بُردہای عجیب کردند اوّلاً غالب بن عبداللہ اسدی و عاصم بن عمرو تمیمی بجولانگاہ مبارزت درآمدند ہرمزان نام شخصے از رؤسای عجم مقابل غالب وشخصے دیگر از سرداران مقابلِ عاصم برآمد غالب بزخم نیزہ قِرنِ [ہمسر ۱۲] خود را بر زمین غلطانید انگاہ بکمند بستہ پیشِ سعدؓ رسانید وعاصم نیز بر قرنِ خود حملہ آورد و قرنِ او بیقین دانست کہ حریف عاصم نمی تواند شد ازمیان بگریخت عاصم بتعاقب او تاختہ ہر چند جست اورا نیافت عوضِ او شُتر سوارے را گرفتہ آورد وسعدؓ راکب ومرکوب را نفلِ [غنیمت ۱۲] او ساخت ثانیاً تیرانداز کہ تیر او خطا نمی شد از طرف عجم بقصدِ عمرو ابن معدیکرب بمیدان درآمد مسلمانان عمرو را آگاہ گردانیدند عمرو تیرے بجانبِ او انداخت و بآن زخم اورا از اسپ برزمین افگند عمرو خود را زود بر سر او رسانید و سرِ اورا بُرید و کمر قیمتے و سَلَب [اسباب ۱۲] گران بہائے اورا

روز عماس (سخت لڑائی کا دن) اور لیلۃ الہریر (چکّی کے شور والی رات) اب **روزِ ارماث** کا حال سُنیئے۔ تمام سرداران عجم عجیب عجیب ہیئت کے ساتھ سروں پر زرنگار تاج اوڑھے ہوئے اور مرصّع پٹکے کمر پر باندھے ہوئے، عراقی گھوڑوں پر سوار صف آرا ہوئے اور ایسے تیراندازوں کو جو قادر انداز تھے ہاتھیوں پر بٹھایا اور اُن کے گرداگرد ہاتھیوں کی حفاظت کے لئے پیدل سپاہیوں کو مقدّمۃ الجیش بنایا۔ اور عرب کا انداز اور ان کی سادہ وضعی معلوم ہی ہے (وہاں یہ طمطراق کہاں مگر) اس کے باوجود قدرت نے عجیب تصرُّفات کئے۔ اوّلاً غالب بن عبداللہ اسدی اور عاصم بن عمرؓو تمیمی میدانِ جنگ میں آئے۔ رؤسائے عجم میں سے ایک شخص جس کا نام ہرمزان تھا غالب کے مقابل آیا اور سرداروں میں سے ایک دوسرا شخص عاصم کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ غالب نے نیزے سے زخمی کرکے اپنے مقابل (ہرمزان) کو زمین پر لٹا دیا اور پھر کمند سے باندھ کر سعدؓ کے پاس پہنچا دیا۔ عاصم نے بھی اپنے مقابل پر حملہ کیا۔ اُس کے مقابل نے یقین کے ساتھ سمجھ لیا کہ وہ عاصم کے مقابلہ کا نہیں ہے تو وہ بھاگ نکلا۔ عاصم نے اس کا تعاقب کیا ہر چند اُس کو ڈھونڈا مگر نہ پایا تو اس کے بدلے میں ایک اور شُتر سوار کو قابو میں کرکے لے آئے۔ سعدؓ نے سوار اور سواری دونوں عاصم کو بطور حصّہ غنیمت دیدیئے۔ ثانیاً ایک تیرانداز جس کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا عجم کی طرف سے عمرو بن معدیکرب سے مقابلہ کے لئے میدان میں آیا۔ مسلمانوں نے عمرو کو آگاہ کیا۔ عمرو نے اُس پر ایک تیر مارا جس کے زخم سے وہ گھوڑے سے زمین پر گرا۔ عمرو نے سرعت کے ساتھ پہنچکر اُس کا سر کاٹ دیا اور اس کا قیمتی پٹکا اور بیش قیمت سامان اپنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بدست آورد ثالثاً مہران حاکم آذربیجان برباد پائے عجیبے سوار شتجتر کنان روی بمیدان نہاد و بتقلید رستم میگفت الیوم ندق العرب دقاً شخصے از حاضران اوگفت انشاء اللہ آن بے دولت برزبان راند شاء اللہ اولم یشاء درین اثناء منذر بن حسان ضبی نیزہ در پہلوی او خلانید واز اسپش غلطانید خواست کہ خود پیادہ شدہ سرش بردارد اسپ منذر رمید ساعتے بضبط اسپ مشغول ماند درین توقف جریر بن عبداللہ بجلی از میمنۂ لشکر مانند باد بادرسید وسرا وار برید منذر چون برسر صریع خویش آمد کشتہ یافت درباب سلب اوقیل وقال بلند شد آخر الامر بحکم سعد کمر بہ منذر دادند وباقی سلب بجریر گویند قیمت کمر سی ہزار بود وقیمت باقی سلب ہزار سپاہ عجم چون این دار وگیر را دیدند فیلان را نیز حرکت نمودند حملۃً حملہ بر لشکر اسلام آوردند کتائب اسلامیہ را متفرق ساختن گرفتند مقصد اصلی ایشان استیصال قوم بجیلہ بود زیرا کہ قتل مہران بردست جریر بجلی واقع شدہ است نزدیک بود کہ بجیلہ بالکلیۃ متاصل شوند سعد بطلیحہ اسدی حکم فرمود کہ با قوم خود زود بمدد ایشان رسد چون دران معرکہ رسیدند عظیمے از عظماء عجم بمبارزت برآمد طلیحہ دفعۃً بطعن نیزہ بدوزخش فرستاد انگاہ

قبضہ میں لیا۔ ثالثاً مہران آذربیجان کا حاکم ایک تیز رفتار گھوڑے پر جو بہت اعلیٰ قسم کا تھا سوار ہو کر اکڑتا ہوا میدان میں آیا اور رستم کی تقلید میں کہنے لگا الیوم ندق العرب دقاً (آج ہم عربوں کو کوٹ ڈالیں گے) اُس کے پاس والوں میں سے ایک شخص نے کہا "انشاء اللہ"۔ وہ بدنصیب یہ کلمہ زبان پر لایا ان شاء اللہ اولم یشاء (یعنی اللہ چاہے یا نہ چاہے) لڑائی کے دوران میں منذر ابن حسان ضبی نے اُس کے پہلو میں نیزہ مارا اور اس کو گھوڑے سے گرا دیا، چاہا کہ خود پیادہ ہو کر اُس کا سر کاٹے لیکن منذر کا گھوڑا ابدک گیا اور وہ ایک ساعت اُس کو قابو میں لانے کے لئے مشغول رہے اس توقف میں جریر بن عبداللہ بجلی میمنۂ لشکر سے ہوا کی طرح نکل کر اُس کے پاس پہنچے اور اُس کا سر کاٹ ڈالا۔ منذر نے جب اپنے پچھاڑے ہوئے شخص کو مقتول پایا تو اُس پر سے اُتارے ہوئے سامان کے بارے میں بات بڑھی آخر کار سعدؓ کے حکم سے اُس کا پٹکا منذر کو دیا گیا اور باقی سامان جریر کو۔ کہتے ہیں کہ پٹکے کی قیمت تیس ہزار تھی اور باقی سامان کی دس ہزار۔ عجم کی افواج نے جب یہ پکڑ دھکڑ دیکھی تو وہ ہاتھیوں کو بھی حرکت میں لے آئے۔ اور لشکر اسلام پر سب نے مل کر حملہ کر دیا اور اسلامی لشکروں کی صفوف کو متفرق کرنا شروع کر دیا۔ اُن کا مقصدِ اصلی قوم بجیلہ کو برباد کرنا تھا کیونکہ مہران کا قتل جریر بجلی کے ہاتھ سے واقع ہوا تھا۔ قریب تھا کہ بجیلہ کلیۃً برباد ہو جائیں مگر سعدؓ نے طلیحہ اسدی کو حکم دیا کہ جلد اپنی قوم کو ساتھ لے کر اُن کی مدد کے لئے پہنچ جائے۔ جب یہ اُس معرکہ میں پہنچے تو عجم کے جنگی مردوں میں سے ایک بڑا شخص مقابلہ کے لئے نکلا طلیحہ نے پھرتی کے ساتھ نیزے کے ایک حملہ سے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس وقت

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

با جماعۂ خود یکبارگی بر پیل سواران
تیر باران کردند چنانکہ اکثرے منہزم
گشتند اشعث بن قیس کندی بانگ
بر قوم خود زد کہ بنو اسد کار شیران
نمودہ اند شمارا چہ شدہ است اقوام
او نیز حملہ آوردند و بقیہ را زدہ زدہ
تا بہ قلب گاہِ لشکرِ عجم رسانیدند بعد
ازان جالیوس و ذوالحاجب از رؤسارِ
عجم با لشکرے بے حساب با فیلان ژیان
بر فوجِ اسلام حملہ آوردند درین اثناء تکبیر
از طرفِ سعد تکبیر چہارم بلند شد اہلِ
اسلام ہمہ باجمعہم کلمۂ طیبہ لاحولَ و
لا قوۃَ الّا باللہ العلیّ العظیم گفتہ بر
کفّار ریختند و آسیای حرب بر بنی اسد و بُجیلہ و کندہ
دائر گشت ازینجماعہ بسیارے بدرجہ شہادت رسیدند
سعد بجانب عاصم بن عمرو تمیمی زود قاصدے دوانید
تا حیلہ سازد کہ راکبانِ فیل ازین طغیان پا بدامان
کشند عاصم تیراندازانِ تمیم و اسد را فرمود کہ
تا بر فیلان ہجوم کردند و روئے ایشان را
باز گردانیدند انگاہ ندا درداد کہ حبالِ فیلان
را قطع نمایند چون حبال را بریدند راکبان بر
زمین غلطیدند و دشمن پُشت داد سعد در
فکر تکفین و تجہیز قتلے فتاد و جرحے را
را بر زنانِ لشکر سپردند تا مداوائے ایشان
قیام کنند روزِ اغواث

اپنی جماعت کے ساتھ اُنھوں نے دفعتۃً ہاتھیوں کے سواروں پر
تیروں کی بارش کردی جس سے اکثر لوگ بھاگ گئے۔ اشعث
ابن قیس کندی نے اپنی قوم کو للکارا کہ بنو اسد (طلیحہ کے قبیلے
والے) شیروں کا کام کر رہے ہیں تمھیں کیا ہوگیا تو اُن کی
قوم کے لوگوں نے بھی سخت حملہ کردیا اور باقی ماندہ لوگوں
کو مارتے مارتے لشکر گاہِ عجم کے قلب تک پہنچا دیا۔ اس کے
بعد جالیوس اور ذوالحاجب نے جو عجم کے رئیسوں میں سے
تھے بیشمار لشکر کے ساتھ مع غضبناک ہاتھیوں کے اسلامی
فوج پر حملہ کیا۔ اس دوران میں سعدؓ کی طرف سے چوتھی
تکبیر بلند ہوئی (جس کو سُنکر) تمام اہلِ اسلام سب کے سب
کلمۂ طیبہ لاحولَ ولاقوۃَ الّا باللہ العلیّ العظیم کہتے ہوئے
کفّار پر جا پڑے اور جنگ کی چکّی بنی اَسد اور بُجیلہ اور
کندہ پر گھومنے لگی ان قبائل کے بہت سے لوگ درجۂ شہادت
پر پہنچے۔ سعدؓ نے عاصم بن عمرو تمیمی کے پاس قاصد دوڑایا
کہ جلد کوئی ایسا حیلہ کردیں کہ ہاتھیوں کے سواروں کے اس
طوفان میں پاؤں اُکھڑ جائیں (کہ ان سے زیادہ نقصان
پہنچ رہا ہے) عاصمؓ نے تمیم اور اسد کے تیر اندازوں کو
حکم دیا جس سے سب کے سب نے ہاتھیوں پر تیر اندازی شروع
کردی اور اُن کے رُخ موڑ دیئے ایسے وقت اُنھوں نے
للکارا کہ ہاتھیوں کے رسّے (جن سے ہودے بندھے ہوتے تھے)
کاٹ ڈالو! جب رسّے کاٹے گئے تو سب سوار لڑھک کر زمین
پر گر پڑے اور دشمن پُشت پھیر کر بھاگے۔ اب سعدؓ نے
اپنے مقتولین کو کفنانے دفنانے کا انتظام کیا اور زخمیوں
کو لشکر کی عورتوں کے سپرد کیا تاکہ وہ اُن کی مرہم پٹی اور
دیکھ بھال کے لئے کمربستہ ہوجائیں۔ حال روزِ اغواث۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرتِ فاروق رض برائے ابو عُبیدہ امیر الاُمراء شام نوشتہ بود کہ فوجے ترتیب دادہ بسر کردگی ہاشم بن ابی وقاص بمددِ سعد بفرستد باتفاقِ حسن قعقاع کہ مقدمۂ لشکر ہاشم بود بایک ہزار و پانصد سوار درین حالت رسید جماعۂ خود را دہ قسم ساخت و فرمود یک طائفہ مسلّح و مکمّل اوّلاً در عسکرِ اسلام داخل شوند چون داخل شدند قسمتے دیگر نمایان گردد الیٰ آخر الاقسام چون نظر اہلِ لشکر برین جماعہ افتاد دل قوی شدند بالجملہ قعقاع در قسمِ اوّل بہ لشکرِ اسلام در آمد بمصاف پیوست و مسلمین را بر حرب کفار تحریض تمام نمود و مُبارز طلبید از ان طرف ذوالحاجب بر آمد قعقاع چون دانست کہ ذوالحاجب است بانگ برداشت یا ثاراتِ (انتقام) اصحابِ الجسر انگاہ باندک فرصتے بدوزخش رسانید و باز مُبارز دیگر خواست بُندان و فیروزان تاختہ بمیدان آمدند حارث بن ظبیان بمددِ قعقاع رسید فیروزان بمقابلۂ قعقاع و بُندان حریف حارث شد ہر دو پہلوانان غنیم خودہا را کشتند و بسببِ قتل آنہا کسرِ عظیمے در لشکرِ کسرٰی افتاد

حضرت فاروق رض نے شام کے امیر الامراء ابو عبیدہ رض کو لکھا تھا کہ ایک فوج تیار کر کے ہاشم بن عتبہ بن ابی وقاص کی سرکردگی میں سعد ابن ابی وقاص کی مدد کے لئے بھیجیں۔ حُسنِ اتفاق سے قعقاع جو کہ ہاشم کے لشکر کے کمانڈر تھے ایک ہزار پانچسو سواروں کے ساتھ اس شدید جنگ کی حالت میں پہنچ گئے۔ اُنھوں نے (یہاں پہنچنے سے پہلے) اپنی فوج کے دس حصے کر دیتے اور حکم دیا کہ پہلے ایک حصّہ مسلّح اور مکمّل حالت میں (یعنی ڈیڑھ سو مجاہدین) اولاً لشکرِ اسلام میں داخل ہو جائیں۔ جب وہ شامل ہو چکیں تو دوسرا حصّہ نمایاں ہو۔ اس طرح ہر ایک حصّہ آخر تک داخل ہوتا ہے۔ جب اہلِ لشکر کی نظر ان امدادی دستوں پر پڑی تو ان کے دل قوی ہو گئے۔ چنانچہ قعقاع جو اس لشکر اسلام کے پہلے دستہ کے کمانڈر تھے آکر جنگ میں شریک ہوئے اور اُنھوں نے مسلمانوں کو کفّار کے ساتھ لڑنے پر جوش دلانا شروع کر دیا اور کفار سے مبارز طلب کیا (یعنی کوئی میرے مقابلہ پر آئے) اُس طرف سے ذوالحاجب نکلا۔ قعقاع کو جب معلوم ہو گیا کہ یہ ذوالحاجب ہے تو اُنھوں نے للکار کر کہا یا ثارات اصحاب الجسر (پُل کی جنگ میں جو شہید ہوئے تھے اُن کے خون کا بدلہ لینے کا موقع آگیا۔ وہ نقصان اسی ذوالحاجب نے پہنچایا تھا۔) بس تھوڑے سے وقفہ کے بعد قعقاع نے اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا اور پھر اور مُبارز طلب کیا تو بُندان اور فیروزان گھوڑے دوڑاتے ہوئے میدان میں آگئے۔ اِدھر سے حارث بن ظبیان قعقاع کی مدد کے لئے پہنچ گئے۔ فیروزان تو قعقاع کے مقابلہ پر آیا اور بُندان حارث کے مقابلہ پر۔ دونوں بہادر پہلوانوں نے اپنے اپنے حریفوں کو مار ڈالا۔ ان کے قتل سے کسرٰی کے لشکر میں ایک عظیم کسر (یعنی شکستگی) واقع ہو گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

گویند قعقاع سی دفعہ درین روز بر لشکر کفار حملہ آورد و ہر دفعہ کارے کرد درین وقت دانایان لشکر اسلام شتران را جلال واسع پوشانیدہ بر شکل مہیب نمودار کردند آنچہ فیول عجم دیروز با خیول عرب کردہ بودند امروز جمال عرب با افراس فرس بعمل آوردند چون ہنگام نصف النہار در رسید ہر دو فریق ساعتے مشغول استراحت شدند بعد از نماز پیشین نار حرب مشتعل شد گویند سعد بن ابی وقاص ابو محجن را بواسطہ شرب خمر محبوس ساختہ بود چون ابو محجن این حالت مشاہدہ نمود غیرت اسلامش بجوشید از ام ولد سعد درخواست کہ وے را از حبس خلاص کند و اسپ ابلق سعد و سلاح او عاریت دہد بقرار آنکہ اگر حیات باقی است خودرا در محبس رساند ام ولد سعد ہمچنان کرد و ابو محجن نعرہ زنان بمیدان درآمد و ترددے بکار برد کہ جمیع لشکر استحسان او کردند بلکہ گمان جمعے آن شد کہ او خضرؑ ست کہ بمدد لشکر اسلام رسیدہ طائفہ را نظر بر آنکہ ملکے برائے نصرت ایشان نازل شد روز دیگر چون حال ابو محجن بر سعدؓ واضح شد بدلجوئی وے در آمد و گفت من بعد ترا در حبس

کہتے ہیں کہ قعقاع نے اس دن لشکر کفار پر تیس دفعہ حملہ کیا اور ہر حملہ میں بڑا کام کیا۔ اس موقع پر لشکر اسلام کے بعض دانشمندوں نے اونٹوں کو (گوڈر باندھ کر ان کے بدن کو خوب پھلایا اور) کشادہ جھولیں پہنا کر ہیبتناک شکل پر نمودار کیا تو جو کچھ عجم کے ہاتھیوں نے عرب کے گھوڑوں کے ساتھ کیا تھا (کہ وہ ان کو دیکھ کر بدکنے اور قابو سے باہر ہونے لگے تھے) وہی کام آج عرب کے اونٹوں نے فارس کے گھوڑوں کے ساتھ کیا۔ جب لڑتے لڑتے دوپہر ہوگیا تو دونوں فریق ایک ساعت کے لئے کچھ آرام کرنے لگے۔ ظہر کی نماز کے بعد پھر جنگ کی آگ مشتعل ہوئی۔ کہتے ہیں کہ سعدؓ بن ابی وقاص نے شراب پینے کی بناء پر (اپنے جائے قیام پر) ابو محجن کو محبوس کر رکھا تھا۔ جب ابو محجن نے اس حالت کا مشاہدہ کیا (ان کے محبس کے دریچہ سے میدانِ جنگ نظر آتا تھا انھوں نے دیکھا کہ کفار کا دباؤ بڑھ رہا ہے) تو اُن کی غیرتِ اسلامی نے جوش مارا اور اُنھوں نے سعدؓ کی اُمِ ولد سے درخواست کی کہ وہ اُس کو قید سے خلاص کردے اور سعدؓ کا ابلق گھوڑا اور اُن کے ہتھیار عاریۃً دیدے اس اقرار پر کہ اگر زندگی باقی رہی تو وہ پھر اپنے کو محبس میں پہنچا دے گا۔ سعدؓ کی اُمِ ولد نے ایسا کردیا، ابو محجن نعرے مارتے ہوئے میدان میں جا پہنچے اور دشمنوں پر اتنے سخت حملے کئے کہ تمام لشکرِ اسلام اُن کی تعریف کرنے لگا۔ بلکہ ایک جماعت کا گمان یہ ہوگیا کہ یہ خضرؑ ہیں جو لشکرِ اسلام کی مدد کے لئے پہنچ گئے ہیں اور ایک جماعت کا خیال یہ ہوگیا کہ یہ کوئی فرشتہ ہے جو اُن کی مدد کے لئے نازل ہوا ہے۔ دوسرے دن جب ابو محجن کا حال سعدؓ پر واضح ہوا تو وہ اُن کی دلجوئی کرنے لگے اور کہا کہ اب میں تجھے قید میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نگزارم ابو محجن گفت من نیز از سرِ صدق و اخلاص عزم کردم کہ باز گردِ آن خبیث (شراب) نگردم روزِ عماس قعقاع جماعہ خود را فرمود ۱۲ کہ بغیر اطلاع لشکر اسلام بصفتِ روزِ گزشتہ دہ (۱۰) فرقہ شوند و باشکالِ عجیبہ در آیند تا مسلمانان درین ظن افتند کہ فوج ہاشم رسیدہ است بالجملہ چنان کردند و متعاقبِ ایشان لشکر ہاشم رسید و وے نیز مَنیعِ قعقاع در قومِ خود مرعی داشت ازین راہ اطمینان اہلِ لشکر دو بالا گشت دران روز اوّلاً مُطاردہ (حملہ ۱۲) بود بعد ازان مُراماۃ (تیراندازی ۱۲) بعد ازان مُرامحہ (نیزہ بازی ۱۲) بعد ازان مُسابقہ بعد ازان مُصارعہ (کشتی ۱۲) ہاشم با جوقِ اوّل

نہیں ڈالوں گا۔ ابو محجن نے کہا کہ میں نے بھی سچائی اور اخلاص سے یہ عزم کر لیا ہے کہ آئندہ اس خبیث (یعنی شراب) کے قریب بھی نہ آؤں گا۔ **روزِ عماس** کے واقعات۔ قعقاع نے اپنی جماعت کے لوگوں کو حکم دیا کہ لشکرِ اسلام کے شرکاء کی نظروں سے بچ کر (دُور نکل جائیں اور پھر) گزشتہ دن کی طرح دس دس جماعتیں بن کر کچھ اوپری وضع بنا کر آئیں تاکہ عام مسلمانوں کو یہ گمان ہو جائے کہ اب ہاشم کی فوج ہماری مدد کے لئے پہنچ گئی ہے۔ چنانچہ اُنھوں نے ایسا کرنا شروع کر دیا اور (یہ اللہ کا فضل ہوا کہ) ان کے پیچھے ہاشم کا لشکر بھی پہنچ گیا اور اُنھوں نے بھی قعقاع کی روِش اپنے ساتھیوں کو لشکرِ اسلام تک پہنچانے میں اختیار کی۔ اس طریقہ پر عمل کرنے سے لشکر والوں کا اطمینان دوگنا ہو گیا۔ اس دن میں تجویز کیا گیا تھا کہ اوّلاً عام حملہ ہو، اس کے بعد تیر اندازی، اس کے بعد نیزہ بازی، اس کے بعد دفعۃً ہلّہ بول کر آگے بڑھنا، پھر کُشتی لڑ کر پچھاڑنا۔ ہاشم نے اپنے پہلے ساتھیوں کے ساتھ

عہ واقدی نے اس قصہ کو اسی طرح روایت کیا ہے اور غالباً ان ہی سے دیگر مورخین نے اخذ کر لیا۔ اور تاریخ کامل ابنِ اثیر میں یہ لکھا ہے کہ وہ اپنے یہ اشعار پڑھ رہے تھے۔ اذا متُّ فادفنّی الیٰ جنب کرمۃٍ ۔ تروّی عظامی بعد موتی عروقہا ۔ ولا تدفننّی فی الفلاۃِ فانّنی ۔ اخاف اذا ما متُّ ان لا اذوقہا ۔ جب میں مرجاؤں تو مجھے انگور کے برابر دفن کرنا تاکہ میری ہڈیاں میرے مرنے کے بعد اس کی جڑ سے بہرہ اندوز ہوتی رہیں۔ اور مجھے کھلے میدان میں نہ دفن کرنا کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ جب میں مرجاؤں تو اس کو چکھنا نصیب نہ ہوگا۔ جس کی اطلاع سعد کو پہنچا دی گئی اور انھوں نے ان کو گرفتار کر کے اپنے جائے قیام پر محبوس کر دیا۔ کامل ابن اثیر میں ان کا بیان نقل کیا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اسلام کے بعد میں نے کبھی شراب نہیں پی۔ صرف ان اشعار کی بنا پر سعدؓ نے گرفتار کیا تھا۔ یہ غلط ہے کہ شراب پیتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اور یہ بات مستبعد بھی ہے کہ شراب پیتے ہوئے دیکھ کر پاؤں میں بیڑیاں ڈال کر محبوس کر دیا جائے۔ اگر شراب پینا ثابت ہو جاتا تو اس کی حد کا جاری کرنا اتنا طویل کام نہیں تھا کہ اس کو آئندہ وقتِ فرصت پر موقوف رکھا جاتے اور ایسے بہادر مجاہد کی خدمت سے اپنے لشکر کو محروم رکھا جائے اس کا اجراء فوراً کر دیا جاتا چالیس کوڑے لگوا دینا چند منٹوں کی بات تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سعدؓ کی نظر میں یہ الزام محتاج ثبوت تھا جس کی سماعت میں وقت صرف ہوتا۔ اسی لئے گرفتار کر کے محبوس کر لیا تھا کہ بوقتِ فرصت اس کی تحقیق کی جائیگی۔ پھر جب ابو محجن نے سعدؓ کی بی بی سلمٰی سے حقیقت بیان کر دی ادھر ان کی بے نظیر شجاعت سے بڑا تاثر پیدا ہو چکا تھا تو ان کو خود آ کر کھول دیا اور عزت کے ساتھ رہا کر دیا۔ واقدی کو محدثین نے غیر معتمد قرار دیا ہے۔ کامل ابن اثیر میں جو کچھ لکھا ہے وہ قیاس کے مطابق ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بر میمنۂ عجم حملہ کرد و صفوفِ ایشان را متفرق ساخت و تا بمسافتے تاختہ رفت.

باز عمرو بن معدیکرب یارانِ خود را برائے حرب مہیا نمود و بر قلب لشکر کفّار تاخت و بسیارے را بکشت فارسانِ فُرس بیکبارہ متوجہ او گشتند و غبارے عظیم برخاست دران میان عمرو بن معدیکرب ناپدید گشت و اسپ او کشتہ شد عمرو فی الحال پای اسپ سوارے را از سوارانِ عجم محکم گرفت تا آنکہ از رفتار باز ماند سوار چون مجالِ مقاومت با وے ندید از اسپ پیادہ گردید عمروؓ بران اسپ سوار شد و بسلامت از قلب لشکر کفّار برآمد دیگر بار سوارے از فوجِ عجمی جولان نمود و مبارز خواست مردے از اہلِ اسلام قصیر القامت و صغیر الجثّہ در معرض قتال درآمد عجمی بیک ضرب آن مرد مسلمان را از اسپ بینداخت و خود نیز از اسپ فرود آمد و بسینۂ او نشست تا او را بکشد درین حال لطیفہ غیبی در رسید کہ اسپ عجمی رم خورد و عجمی رسن اسپ در کمر خود بستہ بود ایشں بہمان رسن از سینۂ مسلمان برداشت آن مسلمان بسلامت برجست و شمشیر بر فرقِ او زد و بدوزخش فرستاد و مشاہدۂ این لطیفہ موجب اطمینان قلوب مسلمانان شد و چون کافران حال را بدین منوال معائنہ نمودند ابطال و اقیال خود را باز آراستند و دو جوق ساختند

عجم کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور اُن کی صفوں کو درہم برہم کر دیا اور دُور تک گھُستے چلے گئے۔ پھر عمرو بن مَعدِ یکرب نے اپنے ساتھیوں کو لڑنے کے لئے تیار کیا اور لشکرِ کُفّار کے قلب پر حملہ کر دیا اور بہت لوگوں کو مار ڈالا۔ اس پر فارس کے سوار ایک بار اُن پر دَوڑ پڑے اور بہت بڑا غبار اُٹھ کھڑا ہوا جس میں عمرو بن مَعدِ یکرب چھُپ گئے اور (اُن پر یہ حادثہ پیش آیا تھا کہ) اُن کا گھوڑا مارا گیا تھا تو عمرو نے فوراً ہی ایک گھوڑے کے پاؤں مضبوط پکڑ لئے جس پر ایک عجمی سوار تھا۔ یہاں تک کہ گھوڑا آگے نہ چل سکا۔ سوار نے جب اپنے میں مقاومت کی طاقت نہ پائی تو وہ گھوڑے سے اُتر کر پیدل ہوا اور عمرو فوراً گھوڑے پر سوار ہو کر لشکرِ کفّار کے قلب سے سلامتی کے ساتھ باہر آ گئے۔ اسی وقت ایک واقعہ یہ پیش آیا کہ فوجِ عجم میں سے ایک سوار گھوڑا دوڑاتا ہوا آیا اور اس نے مبارز طلب کیا (یعنی چیلنج کیا کہ کوئی مقابلہ پر آئے) اہلِ اسلام میں سے ایک شخص پستہ قد لاغر اندام میدانِ جنگ میں نکلا۔ عجمی نے ایک ہی ضرب میں اس کو گھوڑے سے نیچے گرا دیا اور وہ بھی اپنے گھوڑے سے اُتر آیا اور اُس کے سینہ پر بیٹھا تاکہ اس کو مار ڈالے۔ اسی حال میں ایک لطیفہ غیبی آپہنچا۔ عجمی کا گھوڑا دفعتہً اُچھلا اور عجمی نے اُس کی رسّی اپنی کمر سے باندھ رکھی تھی۔ اُس کے گھوڑے نے اُسی رسّی سے اُس کو مسلمان کے سینہ سے اُٹھا کر گرا دیا۔ مسلمان نے فوراً اُٹھ کر اس کے سر پر تلوار ماری اور اُس کو دوزخ میں پہنچا دیا۔ اس لطیفہ کا مشاہدہ مسلمانوں کے دِلوں کے لئے اطمینان کا موجب ہوا (کہ اللہ کی مدد ہمارے ساتھ ہوگئی ہے) اور جب کافروں نے حالات کے اس طور کا مشاہدہ کیا تو اپنے بہادروں کو اور اپنے ہاتھیوں کو پھر صف بستہ کیا اور ان کے دو حصّے کر دیئے اور لشکرِ اسلام کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

روبروی لشکر اسلام شدند مقدم جوقِ اوّل فیلِ
و آنجماعہ مواجہہ قعقاع و عاصم شدند
و مقدم جوقِ ثانی فیلِ اَجرَب و آن طائفہ
مقابلہ جمال بن مالک اسدی بفرمانِ سعد رضی
قعقاع و عاصم نیزہا برداشتہ یکبار متوجہ
بجانبِ فیلِ ابیض شدند و جمال با قرینِ
دیگر قصدِ فیلِ اجرب نمود و باہر یکے جمعے
ہمراہ شد و حارسانِ فیلان را بزخمِ تیر متفرق
ساختند واین چہار جوانمرد بفیلان رسیدہ
نیزہاے خود را حوالۂ چشمِ فیلان نمودند
فیلان نعرہ زنان تا بہ لشکرگاہِ خود گریزان
برگشتند و اہلِ لشکر را متفرق گردانیدند بعد
ازان مسلمانان آواز تکبیر بلند برداشتہ
مشغولِ حرب و ضرب شدند و تا بشب
ہمین معاملہ ماند لیلۃ الہریر بعد العشائین
از طرفین مشعلہا افروختہ بیشتر مُتقیدِ قتال
شدند و خدائے عزوجل صبرِ عظیم در
دلِ مسلمین القا فرمود یک فوج بفوج
دیگر در پیوست تا آنکہ اصواتِ مردم از
سعد و رستم ہردو منقطع گشت و تمام شب
بہمان صفت گزشت در دلِ شب سعد
بجنابِ کبریا التجا نمودہ مشغولِ بدعا و
زاری شد درین حال نوید فتح بگوش
وہوشِ او در دادند علی الصباح بمسلمانان
تسلّی دادہ و بر زیادتِ اجتہاد در حرب

مقابلہ پر آئے۔ پہلے حصہ میں سب سے آگے سفید ہاتھی کو رکھا
اور یہ حصہ قعقاع اور عاصم کے مقابلہ پر آیا۔ اور دوسرے
حصہ میں سب سے آگے فیلِ اَجرَب (یعنی چکنے ہاتھی) کو رکھا،
اور یہ حصہ جمال بن مالک اسدی کے مقابلہ پر آیا۔ سعد رضی کے حکم
سے قعقاع اور عاصم نے نیزے اٹھائے اور اُس سفید ہاتھی
کی طرف متوجہ ہوگئے۔ اور جمال نے دوسرے شخص کی معیت
میں چکنے ہاتھی کا قصد کیا اور ہر ایک کے ہمراہ ایک جماعت ہوگئی
ان لوگوں نے ہاتھیوں کے نگہبانوں کو تیروں کے زخم پہنچاکر
متفرق کردیا اور ان چاروں بہادروں نے (دونوں) ہاتھیوں
تک پہنچ کر اپنے نیزوں کو ہاتھیوں کی آنکھوں پر مارا۔ ہاتھی
چنگھاڑتے ہوئے لوٹے اور بھاگتے ہوئے اپنی لشکرگاہ میں
جا گھسے اور اہلِ لشکر کو متفرق کردیا۔ اس کے بعد مسلمانوں
نے تکبیر کے نعرے بلند کئے اور حرب وضرب میں مشغول ہوگئے
اور رات تک یہی معاملہ رہا۔ لیلۃ الہریر۔ مغرب اور عشاء کے بعد
طرفین کی جانب سے مشعلیں روشن ہوگئیں اور پہلے سے زیادہ
تیزی کے ساتھ قتال میں مصروف ہوگئے اور اللہ عزوجل نے
بہت بڑا صبر مسلمانوں کے دلوں میں ڈال دیا۔ ہر فوج اپنی
مقابل فوج کے ساتھ گتھم گتھا ہو رہی تھی یہاں تک لوگوں کی
آوازیں بلند ہو رہی تھیں جن سے سعد رضی کی اور رستم کی دونوں
کی آوازیں دب گئیں اور تمام رات اسی طرح (لڑتے ہوئے)
گزر گئی۔ وسطِ شب میں سعد رضی نے جناب کبریا میں دعائیں اور
گریہ وزاری شروع کی۔ اس حالت میں فتح کی خوش خبری
منجانب اللہ ان کو دی گئی (بذریعہ خواب یا ہتفِ ہاتف جس
سے ان کو اطمینان ہوگیا) علی الصباح انھوں نے مسلمانوں کو
(یہ خوش خبری سُنا کر) تسلّی دی اور جنگ میں پہلے سے اور زیادہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ترغیب فرمود بتائید الٰہی این موعظۃ دلہائے
مسلمانان را اطمینان افزود وتاثیر بلیغ نمود
تا آنکہ صحوۂ کبریٰ (چاشت) ریاح نصر وزیدن آغاز
کرد کہ ہر تیرے کہ از لشکر اسلام روان
می شد باعداء می رسید واز اعداء ہر حربہ
کہ مے آمد منعکس مے افتاد درین فرصت
غزات مسلمین از مراکب وجنائب (اسپان جنیبتی) چقدر ہا
کہ در حوطۂ تصرف بیاوردند انجام کار
نزدیک رستم رسیدند و ہلال بن علقمہ سر
رستم بریدہ بر نیزہ آویختہ ندا درداد الا
انی قتلت رستما چون این ندا شنیدند
وکشتہ شدن رستم بر سپاہ عجم محقق شد
مقہور ومخذول رو بگریز نہادند ومسلمانان
بتعاقب آنہا تاختہ چہ مقتلہا کہ بظہور نہ رسانیدند
وجسد مردہ رستم را پیش سعد آوردند و
بدیدن این کرامت شکر الٰہی بجا آورد بعد
ازان فتح قلعہ قادسیہ کردند وجمعے
کثیر بہ سی ہزار گریختگان جمع شدہ بودند
سعد لشکرے عظیم فرستاد تا آن جمع
را متفرق ساختند من بعد نامۂ فتح برائے
فاروق اعظمؓ نوشت وے رضی
اللہ عنہ وجمیع اصحابؓ ازین بشارت مسرور
ومبتہج گشتہ محامد ایزدی بجا آوردند
شمار مقتولان کفار در معرکۂ قتال وبعد
وزیدن نسیم فتح در فتح قلعہ قادسیہ

کوشش اور ثابت قدم رہنے کی ترغیب دی۔ اللہ تعالےٰ کی مدد سے
مسلمانوں کے قلوب میں اطمینان بڑھ گیا اور آپ کی نصیحتوں کا دلوں
پر بڑا اثر ہوا (کہ تھکے ہوئے اجسام میں تازہ روح دوڑ گئی)
یہاں تک کہ بوقتِ چاشت (اللہ تعالےٰ کی) مدد کی ہوا چلنا شروع
ہو گئی کہ جو بھی تیر لشکرِ اسلام کی طرف سے چلایا جاتا تھا وہ
دشمنوں پر پہنچ کر اپنا پورا کام کرتا تھا اور دشمنوں کی طرف سے
جو حربہ بھی مسلمانوں پر پھینکا جاتا تھا وہ بے کار ہو کر گر جاتا تھا۔
اس موقع پر مسلمان غازیوں نے بے شمار اونٹوں اور اصیل گھوڑوں
پر قبضہ کر لیا۔ غازیانِ اسلام لڑتے لڑتے رستم کے پاس
پہنچ گئے اور ہلال بن علقمہ نے رستم کا سر کاٹ کر نیزے پر
لٹکا کر بلند آواز سے ندا کر دی الا انی قتلت رستما (لوگو! سن لو
میں نے رستم کو قتل کر دیا) جب عجمیوں نے یہ آواز سنی اور سپاہِ
عجم پر رستم کا مارا جانا ثابت ہو گیا تو وہ مغلوب اور رسوا ہو کر
بھاگنے لگے اور مسلمان اُن کے تعاقب میں دوڑتے رہے قتل
کا اس قدر وقوع ہوا کہ حساب میں آنا دشوار ہے۔ اور رستم کے
مُردہ جسد کو سعدؓ کے سامنے لایا گیا۔ آپ (اللہ کے) اس فضل
کو دیکھ کر اللہ تعالےٰ کا شکر بجالائے۔ اس کے بعد مسلمانوں نے
قادسیہ کا قلعہ فتح کیا۔ اور شکست کھا کر بھاگنے والوں کی
تیس ہزار کی ایک تعداد مجتمع ہو گئی تھی۔ سعدؓ نے ایک عظیم
لشکر بھیجا جس نے پہنچ کر سب کو تتر بتر کر دیا۔ اس کے بعد
نامۂ فتح حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی خدمت میں لکھا
آپؓ اور تمام اصحابؓ اس بشارت سے پُر مسرت اور بہت خوش
ہوئے اور سب نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کی اور شکر کیا۔ اور معرکۂ
قتال میں مقتولینِ کفار کے شمار اور نسیم فتح چلنے کے بعد اور
قادسیہ کے قلعہ کے فتح کے موقعہ پر جو کفار قتل ہوئے اور شکست

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و تفریق جماعہ کہ از گریختگان جمع شدہ بودند بصد ہزار رسید و از لشکر اسلام قبل لیلۃ الہریر دہ ہزار و پانصد مرد و در لیلۃ مذکورہ و روز مسطور نزدیک فتح قلعہ شش ہزار کس بدرجۂ علیا شہادت در رسیدند بعد از آن سعد بن ابی وقاص خمس غنیمت را ارسال دار الخلافت نمود و باقی بر غزات تقسیم فرمود بعد از آنکہ غزاتِ اسلام آسایشی کردند و استراحتے نمودند حضرت فاروق رض برائے سعد حکم فرستاد کہ بجانب فتح مداین ہمت گمارد و سعد باہتمام تمام بترتیب جیوش قیام نمودہ طرف مدائن روان شد و در اثناء راہ بعض بلاد را بطریق صلح و بعضے دیگر را بطور عنوۃ مفتوح ساخت و طائفہ را کہ در بابل سکونت داشتند بعد محاربہ متفرق گردانید درین دار و گیر شصت ہزار سوار در رکاب سعد حاضر بود چون خبر توجہ سعد بہ یزدجرد رسید امارتِ سپاہ بہر کہ میفرمود از خوفِ سعد قبول نمی نمود لاچار طرف شرقی دجلہ درمیانِ شہر اقامت گاہ خود ساخت و غربی آن را از برائے سعد گزاشت و پل را ویران کردند و کشتی ہا باز کشیدند فارسانِ اسلام متوکلاً علی اللہ دران بحر زخار خوض نمودہ بسلامت عبور فرمودند و یزدگرد آنچہ توانست از اموالِ سبک بار گران بہا با خود برداشتہ جانبِ حلوان روان شد سعد قعقاع را بتعاقبِ وی فرستاد و عمرو بن مقرن را بضبط و جمع غنائم مامور ساخت اہلِ تاریخ حساب آنچہ کہ از غنائم مداین و آنچہ قعقاع

خوردہ لوگوں کے اجتماع کے متفرق کرنے کے موقع پر جو کفار قتل کئے گئے ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ اور لشکرِ اسلام میں سے لیلۃ الہریر سے پہلے دس ہزار پانچسو اور لیلۃ الہریر اور اُس خاص یوم میں جس کا حال ابھی ذکر کیا ہے قلعہ کے فتح ہونے کے وقت تک چھ ہزار آدمی شہادت کے بلند مقام پر پہنچے۔ اس کے بعد سعد بن ابی وقاص رض نے غنیمت کا پانچواں حصہ دار الخلافت میں روانہ کیا اور باقی غازیوں پر تقسیم کیا۔ پھر جب کہ مجاہدینِ اسلام نے آرام کر لیا اور بخوبی راحت حاصل کر لی تو حضرت فاروق رض کا سعد رض کے پاس حکم پہنچا کہ اب مدائن کو فتح کرنے کی ہمت کریں۔ سعد رض پوری کوشش کے ساتھ فوجوں کی نظم و ترتیب میں لگ گئے اور مدائن کی طرف روانہ ہو گئے، اس دوران میں بعض شہر بطریقِ صلح کے اور بعض جنگ کے دباؤ کے ساتھ فتح کرلئے اور ایک گروہ کو جو بابل میں سکونت رکھتا تھا جنگ کے بعد متفرق کر دیا۔ اس دار و گیر کے وقت حضرت سعد رض کے ہمرکاب ساٹھ ہزار سوار تھے۔ جب سعد رض کے (مدائن کی طرف) متوجہ ہونے کی خبر یزدجرد کو پہنچی تو (اس نے پھر مقابلہ کا ارادہ کیا لیکن) فوج کی امارت کے لئے جس سردار کو بھی تجویز کرتا تھا وہ سعد رض کے خوف سے قبول نہیں کرتا تھا۔ مجبور ہو کر دجلہ کی جانب شرقی میں شہر کے درمیان اُس نے اپنی جائے قیام بنائی اور اُس کی غربی جانب کو سعد کے لئے چھوڑ دیا اور پُل کو خراب کر دیا اور کشتیاں وہاں سے دُور کر دی گئیں۔ اسلامی سوار اللہ کے توکل پر اس بحرِ زخار میں گھُس گئے اور سلامتی کے ساتھ عبور فرما گئے۔ یزدجرد جو کچھ ہلکے اور قیمتی اموال میں سے اپنے ساتھ لیجا سکا لے کر حلوان کی طرف روانہ ہو گیا۔ سعد رض نے قعقاع کو اُس کے تعاقب میں بھیجا اور عمرو ابن مقرن کو اموالِ غنیمت کے منضبط اور جمع کرنے پر مامور کیا۔ اہلِ تاریخ نے جو کچھ کہ مدائن کی غنیمتوں سے حاصل ہوا اور جو کچھ قعقاع نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از بنگاہ یزدگرد نہب نمودہ نوشتہ اند تفصیل آن
در ینجا متعذر است بالجملہ چون تفرق کلی بحال سپاہ
عجم راہ یافت یزدگرد بحلوان اقامت نمود و لشکر
بسیارے از عجم در شہر حلولا بسرکردگی مہران رازی مجتمع
شدند و باہم عہد بستند برآنکہ نگریزند و استقامت ورزند
و جمعے کثیر از ہزیمت زدگان نیز بایشان ملحق شدند
سعد حقیقتِ حال بعرض حضرت فاروق رض رسانید و
وے رضی اللہ عنہ حکم فرستاد کہ دوازدہ ہزار کس
بسرکردگی ہاشم بن عتبہ بجانب حلولا روان کند بالجملہ
ایشان را با سپاہِ عجم ہشتاد بار مصاف درمیان آمد
و در آخر ہزیمت بر کفار افتاد غنائم بے حساب بدست
مسلمانان آمد یزدگرد چون این خبر شنید از حلوان برخاستہ
بجانب رَی روان گردید و فوجے را در حلوان گذاشت
ہاشم این ماجرا بسعد نوشت سعد رض فرمود جہدے کن
و اہتمامی نما و حلوان را بہر وجہ در تصرف آر قصہ کوتاہ
حلوان نیز مفتوح شد باز سال بستم حضرت فاروق رض
سعد بن ابی وقاص را از جہتِ اظہار شکایتِ مردم و بیم
و اختلاف قوم برے بحضورِ خود طلبید چون این معنی بگوش
یزدگرد رسید فرصت را غنیمت دید و با نواعِ حیل اہلِ
رَے و خراسان و ہمدان و نہاوند را رفیقِ خود
گردانیدہ لشکرے بیحساب بہم آورد گویند صد و
پنجاہ ہزار مرد جمع شدہ بود بسرکردگی فیروزان
بجانبِ عراق روان نمود چون این ماجرا بعرضِ
امیر المؤمنین رسید نعمان بن مقرن را فرمود تا
بتدبیرِ حرب زود قیام نماید

یزدجرد کے جائے قیام سے لوٹا سب کا حساب لکھا ہے۔ یہاں اُس کی
تفصیل لکھنا دشوار ہے۔ المختصر جب عجم کی فوج بالکل پارہ پارہ ہو گئی
تو یزدجرد نے حلوان میں قیام کر لیا اور عجمیوں کا بہت سا لشکر شہر
حلولا میں مہرانِ رازی کی سرکردگی میں اکٹھا ہو گیا۔ اور اہلِ لشکر نے
باہم عہد کیا کہ وہ بھاگیں گے نہیں اور جمے رہیں گے اور ہزیمت
زدہ لوگوں کی ایک بڑی جماعت بھی ان سے آملی۔ سعد رض نے حقیقتِ
حال کو حضرتِ فاروق رض کی خدمت میں پہنچایا۔ فاروق رضی اللہ عنہ
نے حکم بھیجا کہ بارہ ہزار آدمی ہاشم بن عتبہ کی سرکردگی میں حلولا
روانہ کر دیں۔ مختصر یہ ہے کہ عجم کی فوجوں کے ساتھ ان کی جنگ
اسّی ۸۰ مرتبہ ہوئی ہے۔ آخر میں کفار کو شکست ہوئی اور بے حساب
اموالِ غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ یزدجرد نے جب یہ حال معلوم
کیا تو حلوان سے اُٹھ کر رَے کی طرف روانہ ہو گیا اور ایک فوج
کو حلوان میں چھوڑ دیا۔ ہاشم رح نے یہ ماجرا سعد رض کو لکھا۔ سعد رض نے
حکم بھیجا کہ پوری جد و جہد کرو اور جس طرح بھی ممکن ہو حلوان
پر قبضہ کرو۔ قصہ کوتاہ یہ کہ حلوان بھی فتح ہو گیا۔ پھر بیسویں
سال میں حضرت فاروق رض نے سعد بن ابی وقاص کو اس وجہ سے
اپنے پاس واپس بلا لیا کہ لوگوں نے اُن کے بارے میں کچھ شکایتیں
کی تھیں آپ رض کو یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ ان کے ساتھ اختلاف پیدا
ہو جائے گا۔ جب اس بات کی اطلاع یزدجرد کے کانوں تک
پہنچی تو اُس نے یہ موقع غنیمت سمجھا اور طرح طرح کے حیلوں سے
رَے اور خراسان اور ہمدان و نہاوند کے لوگوں کو اپنا ساتھی
بنا کر بے شمار لشکر جمع کر لیا۔ کہتے ہیں کہ لشکر کی تعداد ڈیڑھ لاکھ
تھی۔ اس لشکر کو فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ
کر دیا۔ جب اس واقعہ کی اطلاع امیر المومنین رض کی خدمت میں
پہنچی تو آپ رض نے نعمان بن مقرن کو حکم دیا کہ جلد انتظام جنگ شروع کر دیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وجیوش کوفہ را باتباع او امر کرد در وقت تولیت
نُعمان برزبان غیب ترجمان حضرت فاروق رضؓ
جاری شد کہ اگر نُعمان شہادت یافت امارت بحذیفہؓ
ابن الیمان مقرر باشد بالجملہ چون نُعمان متوجہ شد
درمیان ہردو جیش وادی پیش آمد پُر از خار
کہ عبور از آن متعسّر بود نخست مغیرہ بن شعبہؓ
را بیش فیروزان فرستاد تا دعوتِ اسلامش
کند و آن بی دولت ترّہات بسیارے بگفت
چون مغیرہ بازگشت مصلحت الحرب خدعۃٌ را کار
فرما شدند و یک منزل این طرف رجوع نمودند مجوس
را گمان شد کہ از ترّہات فیروزان ہراسان شدہ
گریزان شدند کفار از ان وادی خارناک گذشتہ
بمیدانِ صاف برآمدند و دلیرانِ اسلام دلیرانہ
حملہ بران جماعہ آوردند و نُعمان بجناب کبریا دعا
نمود کہ درین معرکہ بدرجۂ شہادت فائز گردد
بالجملہ بعد کوشش بسیار فتح اسلام و ہزیمت کفار
بروئے کار آمد و نعمان برفیق اعلےٰ انتقال نمود
و فیروزان گریزان شد قعقاع دنبالِ او افتادہ
بدوزخش فرستاد و غنائم بسیار و سبایا بیشمار
بدستِ لشکر مسلمین آمد و این را فتوح الفتوح
نام نہادند زیراکہ عجم را من بعد اجتماعے
معتدبہ مقدور نہ شد و بلادِ ایشان
تمام مسخر اہلِ اسلام گردید و دولتِ
ساسانیان منہزم گشت و الحمد
للہ رب العالمین۔

اور کوفہ کے لشکروں کے پاس حکم بھیجا کہ اُن کی اتباع کریں۔ نعمانؓ کو سپہ سالار بناتے وقت حضرت فاروق رضؓ کی زبانِ غیب ترجمان پر یہ بھی جاری ہوگیا کہ اگر نعمانؓ نے شہادت پائی تو امیر افواج حذیفہؓ ابن الیمانؓ مقرر ہوں گے۔ الغرض جب نعمانؓ افواج مجاہدین کو لے کر مقابلہ کے لئے) چلے تو دونوں لشکروں (یعنی اسلامی لشکر اور فارس کے لشکر) کے درمیان ایک وادی پُرخار پیش آگیا جس سے عبور کرنا بہت مشکل تھا۔ اوّل اُنھوں نے مغیرہ بن شعبہ رضؓ کو فیروزان کے پاس بھیجا تاکہ اس کو دعوتِ اسلام دیں۔ (جب مغیرہ رضؓ نے جاکر اس کو دعوتِ اسلام پہنچائی تو) اس بدنصیب نے بہت کچھ ڈینگیں ماریں۔ جب مغیرہؓ واپس ہوئے تو الحربُ خدعۃٌ (جنگ دھوکا ہے) پر عمل کرتے ہوئے مصلحت یہ ہوئی کہ ایک منزل پیچھے واپس ہوجائیں۔ (اس واپسی سے) مجوسیوں کو یہ گمان ہوگیا کہ فیروزان کی ڈینگوں سے گھبراکر اہلِ اسلام بھاگ پڑے تو یہ کفّار اس وادئ خارزار سے گزر کر صاف میدان میں (جس کو چھوڑ کر اہلِ اسلام پیچھے ہٹے تھے) آگئے اب دلیرانِ اسلام نے بہادری کے ساتھ اس لشکر پر حملہ کردیا۔ نعمان رضؓ نے بارگاہِ کبریا میں دعا کی کہ اس معرکہ میں وہ درجۂ شہادت پر کامیاب ہوں۔ خلاصہ یہ ہے کہ بہت کوشش کے بعد اسلام کی فتح ہوئی اور کفّار کو شکست ہوئی اور نعمان رضؓ رفیقِ اعلیٰ کی طرف انتقال کرگئے اور فیروزان بھاگا تو قعقاع نے اس کا تعاقب کرکے اس کو جہنّم میں پہنچادیا اور بہت اموالِ غنیمت اور بیشمار قیدی لشکرِ اسلام کے ہاتھ آئے اور اس کا نام فتح الفتوح رکھا گیا۔ کیونکہ عجم کو پھر کبھی یہ قدرت نہ حاصِل ہوسکی کہ وہ کوئی معتدبہ لشکر جمع کرلیں اور ان کے تمام شہر اہلِ اسلام کے زیرِ حکم آگئے اور دولتِ ساسانیان کا کلّیۃً خاتمہ ہوگیا۔ والحمد للہ ربّ العالمین۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اینست منتخب آنچہ اصحاب فتوح عراق تقریر نمودہ اند امابرہم شدن دولتِ رومیان از شام باین صورت بود کہ چون دمشق مفتوح شد ابو عُبیدہ اُمراء اسلام را بفتح بلادِ شام معیّن گردانید اکثر قُرے قریبۂ دمشق بردستِ ابی سفیان ومعاویہ مفتوح شد و میسان بردستِ شرجیل ابن حسنہ وطبریہ باہتمام ابوالاعور بدستور دمشق صلحاً بدست آمد و بعلبک عنوۃً خالد بن الولید فتح نمود بعدازان ابوعبیدہ وخالد بحمص متوجہ شدند کہ معسکر ہرقل بود ہرقل بطریقے از بطارقہ خود نودر نام را با لشکرے گران بمقابلۂ ایشان فرستاد و بطریقے دیگر سنش نام را بکمکِ وی روان کرد ابو عبیدہ در مواجہہ سنش وخالد بمقابلۂ نودر معسکر آراستند اتفاقاً نودر را بخاطر آمد کہ مقابلۂ این جماعہ سنش واگذاشتہ خود بجانبِ دمشق وسائر بلدان کہ در حکمِ اسلام داخل شدہ بودند متوجہ گردد چون بدمشق رسید یزید بن ابی سفیان امیرِ دمشق بمقابلۂ او برآمد وخالدرض نیز مانند باد درعقب رسید لشکرِ کفار را درمیان گرفتہ دادِ مقاتلہ دادند وجمعے کہ فرار کردہ بودند مسلمانان درعقبِ ایشان دویدند وہمہ را افنا نمودند خالدرض دیگر بار ملحق بہ ابوعبیدہ رض شد و بہیئت اجتماعیہ متوجہ مصاف سنش گشتہ اورا ہزیمت نمایان دادند بعد ازان بطرفِ حمص متوجہ گشتند ہرقل برائے محافظتِ حمص

یہ ہے ان تمام احوال کا منتخب جو اہلِ تاریخ نے عراق کی فتوحات کے بارے میں بیان کئے ہیں۔ **شام سے رومیوں کی حکومت کا خاتمہ** اس صورت سے ہوا کہ جب دمشق فتح ہوگیا تو ابو عبیدہؓ نے اُمراء اسلام کو شام کے شہروں کو فتح کرنے کے لئے معین کیا۔ چنانچہ دمشق کے قریب کے اکثر شہر ابوسفیانؓ اور معاویہؓ کے ہاتھ پر فتح ہوتے اور میسان شرجیل بن حسنہ کے ہاتھ پر، اور طبریہ ابوالاعورؓ کی سرکردگی میں دمشق کے طور پر صلح کے ساتھ قبضہ میں آیا۔ اور بعلبک کو جنگ کرکے خالدؓ ابن الولید نے فتح کیا۔ اس کے بعد ابوعبیدہؓ اور خالدؓ حمص کی طرف متوجہ ہوئے جو ہرقل کی ایک فوجی چھاؤنی تھا۔ ہرقل نے اپنے سرداروں میں سے ایک سردار کو جس کا نام نودر تھا ایک بھاری لشکر دے کر اُن کے مقابلہ کے لئے بھیجا اور ایک دوسرے سردار کو جس کا نام سنش تھا اس کی کمک کے لئے روانہ کیا۔ ابو عبیدہؓ نے سنش کے مقابلہ پر اور خالدؓ نے نودر کے مقابلہ پر لشکر کو مرتب کیا۔ اتفاقاً نودر کے دل میں یہ خیال آیا کہ اس جماعت کے مقابلہ پر سنش کو چھوڑ کر خود دمشق کی اور اُن شہروں کی طرف متوجہ ہوجاتے جو اسلام کے زیرِ حکم آگئے ہیں۔ جب وہ دمشق پہنچا تو یزید بن ابی سفیانؓ اس کے مقابلہ کے لئے نکل آتے اور خالدؓ بھی ہوا کی طرح اس کے پیچھے پہنچ گئے۔ اب انھوں نے لشکرِ کفار کو گھیر کر قتل کر ڈالا اور ان میں کی ایک جماعت فرار ہوگئی تھی مسلمانوں نے اس کا تعاقب کرکے سب کو فنا کردیا۔ خالدؓ پھر ابو عبیدہؓ کے ساتھ آملے اور دونوں متفقہ طور پر سنش کے ساتھ جنگ پر متوجہ ہوگئے اور اس کو نمایاں شکست دی اس کے بعد حمص کی طرف بڑھنا شروع کردیا۔ ہرقل نے حمص کی حفاظت کیلئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بطریقے را منصوب ساخت و خود در مقام رہا
معسکر آراست و از اہلِ جزایر مددے بحمص فرستاد
و سعد بحسب حسن اتفاق بعد فتح قادسیہ کہ افواج
خود برائے نہب و غارتِ کفار منتشر ساختہ بود درین
حالت جمعی از ایشان بجزایر رسیدند چون این خبر
بمتعینانِ کمک حمص رسید خایب باز گشتند درین
ایام شدّتِ برودت مانع بود مسلمین را از وصول
بحمص بعد انقضائے موسم سرما لشکرِ اسلام عزیمت
فتح حمص مصمم نمودند گویند در وقت مناہدہ (محاربہ ۱۲) چون
بکلمۂ طیبۂ اللہ اکبر متکلم شدند در حمص زلزلہ
افتاد و بیوت اہلِ حمص منہدم گشت باز تکبیر دوم
گفتند زلزلہ سخت تر از اوّل واقع شد با لجملہ
رُعبِ عظیم ازین حادثہ بردلِ ایشان افتاد صلح
نمودند و بدل الصلح ادا کردند ابو عبیدہؓ خمسِ آن
مصحوب عبداللہ بن مسعودؓ بحضرتِ خلافت ارسال
نمود و جماعۃ از قبائل را کہ بشرفِ اسلام تشریف
یافتہ بودند در حمص ساکن گردانید حضرت فاروقؓ حکم
فرستاد کہ اہلِ نجدت (دلیری ۱۲) را از نواحی شام نزدیک
خود جمع بکن و ما نیز از اینجا بعوث (ور لشکرہا ۱۲) و سرایا بجانب
تو فرستیم باید کہ برائے فتح بقیۂ بلاد ہمت
گماری ابُوعُبَیدہ اِطاعۃً للامر عبادہ بن الصامت
را بر حکومتِ حمص گزاشتہ خود
متوجہ جہاد و فتح بلاد گشت بلدۃً
بعد بلدۃٍ مفتوح مے ساخت
گویند چون بلاذقیہ

ایک بطریق (سردار) کو قائم کیا اور (وہاں سے ہٹ کر) مقام
رہا میں چھاؤنی قائم کرلی اور جزائر والوں میں سے ایک لشکر
کی مدد حمص کے لئے بھیجی۔ حُسنِ اتفاق یہ ہوا کہ سعدؓ نے قادسیہ
فتح کرنے کے بعد اپنی افواج کو کفّار کے لُوٹنے اور غارت کرنے کے لئے
جو ادھر اُدھر بھیجا تھا اسی حالت میں ان کی ایک جماعت
جزائر میں پہنچی۔ جب یہ خبر ان لوگوں کو پہنچی جو حمص کی کمک
کے لئے متعین ہوگئے تھے تو یہ لوگ پریشان ہوکر (بطریق کی
مدد سے دست کش ہوکر) واپس لَوٹ گئے۔ اس زمانہ میں مسلمانوں
کو حمص پہنچنے سے سردی کی شدّت مانع ہوگئی۔ پھر موسم سرما
گزر جانے کے بعد لشکرِ اسلام نے حمص کو فتح کرنے کا پختہ ارادہ
کیا۔ کہتے ہیں کہ جنگ کے وقت جب کہ مجاہدین کلمۂ طیبہ
اللہ اکبر کا نعرہ مارنے لگے تو حمص میں زلزلہ واقع ہوگیا اور
اہلِ حمص کے مکانات منہدم ہوگئے۔ پھر دوبارہ تکبیر کہی تو پہلے
سے زیادہ سخت زلزلہ واقع ہوا۔ خلاصہ یہ ہے کہ اس واقعہ
سے بہت بڑا رُعب اہلِ حمص کے دلوں پر چھا گیا اور اُنھوں نے
صلح کرلی اور معاوضۂ صلح ادا کیا۔ ابو عبیدہؓ نے اُس کا پانچواں
حصّہ عبداللہ بن مسعودؓ کے ساتھ بارگاہِ خلافت میں ارسال کیا۔
اور قبائل کی ایک جماعت کو جو اسلام کے شرف سے مشرّف ہوگئی
تھی ان کو حمص میں آباد کیا۔ پھر حضرت فاروقؓ نے حکم بھیجا کہ
شام کے علاقوں سے دلیر لوگوں کو بُلا کر اپنے پاس جمع کرو اور
ہم بھی یہاں سے بڑے چھوٹے لشکروں کو تمھاری طرف بھیج رہے
ہیں چاہیئے کہ اب بقیہ شہروں کے فتح کرنے کی ہمّت کرو۔ ابو عبیدہؓ
حکم کی اطاعت میں عبادہؓ بن الصامت کو حمص کی حکومت
پر چھوڑ کر خود جہاد کرنے اور شہروں کے فتح کرنے کی طرف متوجہ
ہوتے اور ایک شہر کے بعد دوسرا شہر فتح کرتے رہے۔ جب لاذقیہ کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسیدند دروازہ آن را دیدند کہ سخت محکم است و شکستِ آن مقدور نبود بحکم الحربُ خدعۃٌ معسکر را دور از شہر قرار دادہ خندقے برگرد لشکر کندند بعد ازاں روزی یک جماعتی را مسلح و مکمل در میانِ خندق متواری ساختہ ازانجا کوچ نمودند اہلِ لاذقیہ کوچ لشکر معلوم کردہ لشکرگاہ را خالی دید دروازہ را کشادند دلیران اسلام از میانِ خندق برجستہ بَغتۃً (ناگاہ) بشہر درآمدند عجیب مقتلہ بظہور آمد آخر کار مدار بر صلح اُفتاد بعد ازان خالد بن الولید بجانب قِنَّسرین توجّہ نمود و با عظیمے از عظماء روم میناس نام محاربہ در اُفتاد عاقبۃ الامر میناس با جمعے کشتہ شد آنگاہ قنسرین را محاصرہ کرد و آخر بصلح مفتوح شد۔ بعد ازان ابو عبیدہ در نواحی حلب معسکر ساختہ صلحاً مفتوح نمود بعد ازان اہلِ انطاکیہ ہم بعد جنگے بصلح تن دادند ابو عبیدہؓ جمعے کثیر از اہلِ اسلام در انطاکیہ ساکن گردانید و درین ایّام ہرقل از ملکِ شام مایوس گشت و آن ولایت را وداع نمود و بصوبِ قسطنطنیہ متوجّہ شد و بقدر امکان در ضبط و ربطِ بلاد قریبۂ قسطنطنیہ انواع سعی مصروف داشت از انجملہ قیساریہ و اجنادین بود حضرت فاروقؓ برائے ابوعبیدہ نوشتہ فرستاد کہ معاویہ را با پنج ہزار بجانب قیساریہ و عمرو بن العاص را بجانب اجنادین روان کنند حاکم اجنادین ارطبون بود و ارطبون

پر پہنچے تو اس کے دروازے کو دیکھا کہ نہایت مستحکم ہے اور اس کا توڑنا قدرت سے باہر ہے تو حسب قول الحرب خدعۃٌ (یعنی لڑائی دھوکا ہوتی ہے) انھوں نے اپنے لشکر کا پڑاؤ شہر سے دور قرار دیا اور لشکر کے گرد ایک خندق کھودی اس کے بعد ایک دن ایک جماعت کو مسلّح اور مکمل کرکے خندق کے درمیان پوشیدہ کرکے وہاں سے کوچ کر دیا۔ لاذقیہ والوں کو جب لشکر کے کوچ کرنے کا حال معلوم ہوا اور انھوں نے لشکر گاہ کو خالی دیکھا تو دروازہ کھول دیا۔ بہادرانِ اسلام خندق میں سے کُود کر نکلے اور ایک دم شہر میں جا گھسے اور سخت کشت و خون شروع ہوگیا۔ انجام کار صلح پر جنگ کا خاتمہ ہوا۔ اس کے بعد خالدؓ بن الولید نے قنّسرین کی طرف توجہ کی اور رومی سرداروں میں سے ایک بڑے سردار کے ساتھ جس کا نام میناس تھا اُن کی جنگ ہوئی انجام کار میناس ایک جماعت کے ساتھ مارا گیا۔ اس وقت قنّسرین کا محاصرہ کر لیا اور بالآخر صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد ابو عبیدہؓ نے حلب کے اطراف میں فوجیں قائم کر دیں اور وہ بھی صلح کے ساتھ فتح ہوگیا۔ اس کے بعد انطاکیہ والوں کو بھی ایک جنگ کے بعد صلح کرنا پڑی۔ ابو عبیدہؓ نے اہلِ اسلام کی ایک بڑی جماعت کو انطاکیہ میں بسادیا اور ان ایام میں ہرقل ملک شام سے مایوس ہوگیا اور اس ولایت کو رخصت کرکے قسطنطنیہ کی طرف متوجہ ہوا اور بقدر امکان قسطنطنیہ کے قریب کے شہروں کا دفاع مضبوط کرنے اور ان میں رابطہ کے قائم کرنے میں طرح طرح کی کوششیں عمل میں لایا۔ اُن شہروں میں سے قیساریہ اور اجنادین تھے حضرت فاروقؓ نے ابو عبیدہؓ کے پاس یہ لکھ کر بھیجا کہ معاویہ کو پانچ ہزار سواروں کے ساتھ قیساریہ کی طرف اور عمرو بن العاص کو اجنادین کی طرف روانہ کریں۔ حاکم اجنادین ارطبون تھا اور ارطبون

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بلغتِ روم فطن وذکی را گویند فاروقِ اعظم رضؓ فرمود کہ رَمَینَا ارطبونَ الرّومِ بارطبونِ العرب بتائیدِ الٰہی معاویہ بقیساریہ رسید و پنجاہ ہزار کس بلکہ زیادہ را ہزیمت داد و عمرو ابن العاص نیز ارطبون را منہزم ساخت آن بے دولت ملتجی بہ بیت المقدس شد چون ہرقل دید کہ دران مرز بوم ہم اورا نمے گزارند مضطر شدہ سہ کس از سرداران نام دار برگزید مبلغے خطیر بایشان عطا داد و فوجے عظیم بسرکردگی ماہان برائے مقابلہ مسلمانان مہیّا کرد چون این خبر بابو عبیدہ رسید اُمراء را جمع فرمود ودر مقدمّاتِ حرب با ایشان مشورت نمود وقاصدے را بحضورِ خلیفۂ اعظم رضؓ فرستاد در حالتِ راہنہ رُجحانِ رائے ایشان مجوِّزِ آن شد کہ قبائلِ مسلمین را از حمص برآوردہ بدمشق رسانند زیراکہ بر اہل حمص اطمینان نداشتند حضرتِ فاروق رضؓ درجواب ایشان دلاسا نوشت وسہ ہزار کس برائے مددِ ایشان فرستاد اخرج مالک عن زید بن اسلم قال کتب ابو عبیدۃ بن الجراحؓ الی عمر بن الخطاب یذکر لہ جموعًا من الروم وما یتخوّف من امرہم فکتب الیہ عمر امّا بعد فانّہ مھما ینزل بعبدٍ مؤمن من منزلِ شدّۃٍ یجعل اللّٰہ بعدہ فرجًا وانّہ لن یغلبَ عسرٌ یسرین

رومی زبان میں ذہین اور اہل ذکاوت کو کہتے ہیں۔ فاروقِ اعظم رضؓ نے فرمایا کہ رَمَینَا ارطبونَ الرومِ بارطبونِ العرب۔ (یعنی ہم نے ارطبونِ روم کے مقابلہ پر ارطبونِ عرب کو ڈالا ہے) اللہ تعالیٰ کی مدد سے معاویہ قیساریہ میں پہنچے اور پچاس ہزار لوگوں کو بلکہ زیادہ کو شکست دی اور عمرو بن العاصؓ نے بھی ارطبون کو بھگا دیا۔ وہ بدنصیب بیت المقدس میں جاکر پناہ گزین ہوا۔ جب ہرقل نے دیکھا کہ اس سرزمین میں بھی اس کو نہیں چھوڑ رہے ہیں تو پریشان ہوکر اُس نے اپنے نامور سرداروں میں سے تین آدمیوں کا انتخاب کیا اور اُن کو بہت مال عطا کیا اور ایک بہت بڑی فوج ماہان کی سرکردگی میں مسلمانوں سے مقابلہ کے لئے تیار کی۔ جب یہ خبر ابو عبیدہ رضؓ کو پہنچی تو انھوں نے اُمراء کو جمع فرمایا اور ان کے ساتھ جنگ کے مقدمّات میں مشورہ کیا اور ایک قاصد خلیفۂ اعظم رضؓ کے حضور میں روانہ کیا۔ پیش آمدہ حالت میں ان صاحبان کی رائے کا رجحان اس تجویز کی طرف ہوا کہ مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکال کر دمشق میں پہنچادیں، کیونکہ حمص والوں پر وہ اطمینان نہیں رکھتے تھے۔ حضرت فاروق رضؓ نے اُن کے جواب میں ہمت افزائی کے کلمات لکھے اور تین ہزار کا لشکر اُن کی مدد کے لئے روانہ کیا۔ مالکؒ نے روایت کی زید بن اسلمؓ سے اُنھوں نے کہا کہ ابو عبیدہ ابن الجراحؓ نے عمر بن الخطاب رضؓ کو لکھا اور (مراسلہ میں) روم کے لشکروں کا ذکر کیا اور ان کی جانب سے جو اندیشے تھے وہ بھی لکھے تو اُن کو عمر رضؓ نے جواب لکھا امّا بعد یاد رکھو کہ جب بھی بندۂ مؤمن پر کوئی سختی کا موقع آتا ہے تو اللہ تعالیٰ اُس کے بعد کشائش بھیجا کرتا ہے اور ایک عُسر (تنگی) کبھی دو یُسر (آسانی) پر ہرگز غالب نہیں ہوتی (فانّ مع العسر یسرًا الخ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وان اللہ تعالےٰ یقول فی کتابہ یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ ○ وبر آوردن قبائل مسلمین از حمص وخالی گذاشتن حمص پسند نہ فرمود و گفت اما چون مسلمین دران واقعہ چنین مصلحت دانستند امید کہ ضرر نہ رسد بالجملہ در ساحل یرموک تلاقی فئتین واقع شد جنگے درمیان آمد کہ زبان قلم طاقت شرح وبیان آن ندارد وخالد ابن الولید بدست خود چندان محاربہ فرمود کہ ہفت شمشیر در دست او شکستہ شد بعد کوشش بسیار فتح اسلام بظہور آمد ودر افنای جماعہ کہ گریختہ بودند سیوف مسلمین کارے عجیب نمود گویند مجموع قتلے ہفتاد ہزار کس بودند غنائم بسیار وسبایا بیشمار بدست مسلمانان افتاد خمس بدار الخلافہ ارسال داشتہ باقی بر غزات قسمت کردند چون ارطبون فرار کردہ بہ بیت المقدس پناہ برد عمرو بن العاص درپے او افتاد ومحاصرہ کرد درین اثنا عمرو بن العاص شخصے را کہ بہ لغت روم آشنا بود فرستاد ووصیت نمود کہ بر اطلاع خود بہ لغت روم کسے را از ایشان مطلع نہ سازد چون بمجلس ایشان در آمد ارطبون با قوم خود می گفت کہ فتح بیت المقدس بردست عمرو بن العاص نہ خواہد بود قوم پرسیدند پس بردست کدام کس مفتوح خواہد شد گفت شخصے کہ اسم او سہ حرف است و وی یکے از اربعہ است

کی طرف اشارہ ہے) اور اللہ تعالےٰ اپنی کتاب میں فرماتا ہے یَآ اَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اصْبِرُوْا الخ (۳: ۲۰۰) اے ایمان والو خود صبر کرو اور مقابلہ میں مضبوط رہو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو تاکہ تم اپنی مراد کو پہنچو" اور مسلمانوں کے قبیلوں کو حمص سے نکالنے اور حمص کو خالی چھوڑ دینے کو آپ نے پسند نہ فرمایا اور کہا کہ جب مسلمانوں نے اس واقعہ میں اسی کو مصلحت سمجھا ہے تو امید ہے کہ نقصان نہ پہنچے گا۔ الغرض ساحل یرموک پر دونوں جماعتوں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو اتنی شدید جنگ واقع ہوئی کہ زبان قلم اُس کی شرح اور بیان کی طاقت نہیں رکھتی اور خالدؓ بن الولید نے اپنے ہاتھ سے اس قدر محاربہ فرمایا کہ (اس دن) اُن کے ہاتھ سے ساتؔ تلواریں ٹوٹی تھیں۔ بہت کوشش کے بعد اہل اسلام کی فتح ظہور میں آئی۔ اور اُس جماعت کے فنا کرنے میں جو بھاگی تھی مسلمانوں کی تلواروں نے عجیب کام کیا۔ کہتے ہیں کہ مقتولین کی مجموعی تعداد سترؔ ہزار آدمی تھے۔ بہت سے اموال غنیمت اور بے شمار قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے۔ پانچواں حصہ دار الخلافہ روانہ کرنے کے بعد باقی غازیوں پر تقسیم کر دیا گیا۔ جب ارطبون نے بھاگ کر بیت المقدس میں پناہ لی تو عمروؓ بن العاص نے اُس کا تعاقب کیا اور محاصرہ کر لیا۔ اس دَوران میں عمروؓ بن العاص نے ایک ایسے شخص کو (قاصد بنا کر) بھیجا جو رومی زبان جانتا تھا اور اس کو ہدایت دی کہ رومی زبان سے اپنی واقفیت پر کسی کو مطلع نہ کرے۔ جب یہ اُن کی مجلس میں پہنچا تو ارطبون اپنی مجلس میں کہہ رہا تھا کہ بیت المقدس کی فتح عمروؓ بن العاص کے ہاتھ پر نہیں ہوگی۔ قوم نے پوچھا کہ پھر کس کے ہاتھ پر ہوگی؟ تو اُس نے کہا کہ وہ ایسا شخص ہے جس کے نام میں تین حروف ہیں اور وہ اُن چار آدمیوں میں سے ایک شخص ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بردستِ او فتح بیت المقدس خواہد بود یعنی صفاتے کہ ہمہ منطبق بر فاروقِ اعظم رضؓ بود تقریر نمود عمرو بن العاص این ماجرا بعرض حضرتِ فاروق رضؓ رسانید و وی رضی اللہ عنہ بساختگی توجہ خود بجانب بیت المقدس اہتمام تمام نمود فی تاریخ الیافعی نزلَ عمر رضی اللہ عنہ علے بیتِ المقدس و کانَ المسلمون قد حاصروا تلکَ المدینۃ المقدسۃ المبارکۃ و طال حصارُہم فقال لہم اہلُہا لا تتعبوا فلن یفتحہا الّا رجلٌ نحن نعرفہ لہ علامۃٌ عندنا فان کانَ اِمامکم بہ تلک العلامۃ سلّمنا ہا لہ من غیر قتالٍ فارسل المسلمون الےٰ عمر یُخبرونہ بذلک فرکبَ رضی اللہ عنہ راحلتہ و توجّہ الےٰ بیتِ المقدس و کانَ معہ غلام لہ یعاقبہ فی الرکوب نوبۃً بنوبۃٍ و قد تزوّد شعیرًا و تمرًا و زیتًا و علیہ مُرقّعۃ (جامہ پا پیوند ۱۲) لم یزل یَطوے القِفارَ (میدان بے آب ۱۲) اللیلَ و النّہارَ الےٰ اَن قربَ من بیت المقدس فتلقاہ المسلمون و قالوا لہ ما ینبغی اَن یرے المشرکون امیرَ المؤمنین فی ھٰذہ الہیئۃ و لم یزالوا بہ حتےٰ اَلبسوہُ لباسًا غیرہا و اَرکبوہ فرسًا فلمّا رکبَ وجدَ بہ (اثر ۱۲) الفرسُ داخلہ شئی من العُجب

جس کے ہاتھ پر بیت المقدس فتح ہوگا۔ یعنی اُس نے اُن تمام صفات کی تقریر کی جو فاروقِ اعظم رضؓ پر منطبق تھیں۔ عمرو رضؓ بن العاص نے یہ ماجرا حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پہنچایا۔ آپ رضؓ نے بیت المقدس کی جانب سفر کا پورا اہتمام فرمایا۔ تاریخ یافعی میں ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ بیت المقدس پر نازل ہوئے اس حالت میں کہ مسلمانوں نے اس شہر مقدس و مبارک کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ اور اُن کا محاصرہ طویل ہو گیا تھا تو اُن سے اہلِ شہر نے کہا کہ تم تکلیف نہ اُٹھاؤ اس کو ہرگز کوئی شخص فتح نہ کر سکے گا بجز ایک ایسے شخص کے جس کو ہم پہچانتے ہیں۔ ہمارے پاس اُس کی علامت ہے، تو اگر تمہارے خلیفہ میں وہ علامت موجود ہوگی تو ہم یہ شہر بغیر قتال کے اُس کے سپرد کر دیں گے۔ تو مسلمانوں نے حضرت عمر رضؓ کے پاس قاصد بھیجا اور صورتِ احوال کی اُن کو خبر پہنچائی تو عمر رضی اللہ عنہ اپنی سواری پر سوار ہو کر بیت المقدس کی طرف متوجہ ہوئے اور آپ رضؓ کے ساتھ آپ کا غلام تھا جو سوار ہونے میں باری باری سے ان کا قائم مقام ہوتا تھا۔ اور آپ نے اپنا زادِ راہ بنایا جَو اور کھجوروں اور زیت کو اور آپ کے بدن پر پیوندوں والا لباس تھا۔ چٹیل میدانوں کو رات اور دن برابر آپ طے کرتے رہے یہاں تک کہ بیت المقدس کے قریب پہنچ گئے تو آپ سے مسلمانوں نے ملاقات کی اور اُن سے کہا کہ یہ مناسب نہیں کہ مشرکین اس ہیئت میں امیر المؤمنین رضؓ کو دیکھیں اور برابر آپ رضؓ سے اس پر اصرار کرتے رہے یہاں تک کہ اُنھوں نے آپ کو دوسرا لباس پہنوا دیا اور آپ رضؓ کو گھوڑے پر سوار کرایا۔ تو جب آپ رضؓ سوار ہو گئے اور گھوڑا ان کو لے کر دوڑا تو اُن میں کچھ عُجب (خود بینی) کا اثر پیدا ہوا تو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فنزل عن الفرس و نزع اللباس ولبس المرقعة وقال اقیلونی (بگزارید مرا ۱۲) ثم سار فی ھٰذہ الہیئة الی ان وصل فلما رآہ المشرکون من اہل الکتاب کبّروا و قالوا ہذا ہو وفتحوا لہ الباب بالجملہ فاروق اعظم رضہ بعمال شام احکام فرستاد کہ ہر شخصے عمل خود را کہ بآن مامور است بدیگرے کہ بروے اعتماد داشتہ باشد بسپارد و خود در جابیہ کہ شہریست بر پنج مرحلہ از بیت المقدس حاضر شود اوّل کسیکہ آنجا رسید ابوعبیدہ و یزید بن ابی سفیان بود بعد ازان تترائی (متفرق ۱۲) مرّةً بعد اخرٰی سپہ سالاران شام بملازمت امیر المؤمنین مستسعد می شدند حضرت فاروق رضہ متوجہ بیت المقدس شد ارطبون ازینجا گریختہ راہ مصر گرفت وحضرت امیر المؤمنین بمبارکی داخل بیت المقدس شد و اعلان شعائر اسلام فرمود سال ہفتدہم ہرقل با اہل جزائر متفق شد جمعے را کہ قبول اسلام ایشان را بطوع و رغبت نہ بود بخود کشید و فوجے عظیم قریب صد ہزار سوار فراہم آوردہ بطرف شام روان شد اوّل قصد حمص نمود کہ مقر حکومت او بود ابوعبیدہ این ماجرا را بعرض حضرت فاروق رضہ رسانید وے رضی اللہ عنہ برائے حکّام جمیع ممالک اسلام حکم فرستاد کہ

آپ گھوڑے سے اُتر پڑے اور وہ لباس اُتار دیا اور وہی پیوندوں والا لباس پہن لیا اور لوگوں سے کہا کہ مجھے (میرے حال پر) چھوڑ دو۔ پھر اسی ہیئت میں آپ روانہ ہوگئے یہاں تک کہ (شہر تک) پہنچ گئے تو جب اُن کو اہلِ کتاب کے مشرکوں نے دیکھا تو انھوں نے اللہ اکبر کہا اور بولے کہ وہ شخص یہی ہے اور اُن کے لئے دروازہ کھول دیا۔ المختصر فاروقِ اعظم رضہ نے شام کے عاملوں کو احکام بھیجدیئے تھے کہ (ان میں سے) ہر ایک اپنے کام کو جس پر کہ وہ مامور ہے کسی دوسرے شخص کے سپرد کر دے جس پر کہ وہ اعتماد رکھتا ہو اور خود جابیہ میں پہنچ جائے جو بیت المقدس سے پانچ منزل پر ایک شہر ہے۔ سب سے پہلے جو لوگ وہاں پہنچے وہ ابو عُبیدہ رضہ اور یزید رضہ بن ابی سفیان تھے۔ اس کے بعد متفرقاً ایک دوسرے کے بعد شام کے سپہ سالار امیر المؤمنین رضہ کی ملاقات سے سعادت اندوز ہوتے رہے اور حضرت فاروق رضہ بیت المقدس کی جانب متوجہ ہوئے اور ارطبون نے اس جگہ سے بھاگ کر مصر کی راہ اختیار کی اور حضرت امیر المؤمنین رضہ مبارک قدوم کے ساتھ بیت المقدس میں داخل ہوئے اور آپ رضہ نے شعائرِ اسلام کا اعلان فرمادیا۔ سترھویں سال میں ہرقل جزائر والوں سے مل گیا اور اُس نے ایک ایسی جماعت کو جن کا قبولِ اسلام خوشی اور رغبت کے ساتھ نہیں تھا اپنی طرف کھینچ لیا اور ایک بہت بڑی فوج جو ایک لاکھ سواروں کے قریب تھی فراہم کرلی اور شام کی طرف روانہ ہوگیا۔ اوّل اُس نے حمص کا قصد کیا جو اس کا دار الحکومت تھا۔ ابو عبیدہ رضہ نے اس واقعہ کی اطلاع امیر المؤمنین رضہ کی خدمت میں پہنچائی۔ آپ رضہ نے تمام ممالکِ اسلام کے حُکّام کے پاس حکم بھیجا کہ

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

از ہر ناحیہ ساختگی افواج نمودہ خود ہا را
با ابو عبیدہ ملحق گردانند و قاصدے بجانب
سعد بن ابی وقاص روان کرد کہ قعقاع بن
عمرو را با چہار ہزار سوار بمددِ ابو عبیدہؓ
فرستد و برای ابو عبیدہ پیغام نمود کہ تا رسیدن
کمک در حمص متحصن باشند و مبادرت بجنگ
نکنند و خود حضرت فاروق رضی اللہ عنہ تا جابیہ
رسید و خالد بن ولید انتظار کمک نہ کشید نزد
ابو عبیدہ رفتہ مبالغہ از حد گزرانید تا برآید و
استعدادِ مقابلہ نماید بالجملہ پیش از وصول افواجِ
کمک در میانِ فریقین مقاتلہ و مقابلہ واقع شد و
بہ نصرتِ الٰہی لشکر کفار ہزیمت یافت و غنایم
و سبایا بیرون از شمار بدستِ مسلمانان آمد و
مملکتِ شام برای ابو عبیدہ مُستصفیٰ گشت لیکن حضرت
فاروق این عجلت و مُبادرت در قتال از خالد بن
ولید و عدم انتظارِ او لشکرِ امداد او کہ بنا بر ظنِ بخل بر غنایم
و سبایا و متضمن عُجُب و خود بینی بود پسند نفرمود و
ویرا معزول ساخت و چون درین ایام ارطبون در
مصر متحصن شدہ اغوای اہلِ شام می نمود لہذا برا
عمرو بن العاص نوشت کہ بجانبِ مصر روان شود
و ارطبون را بسزا رساند عمرو بن العاص بامتثالِ امر متوجہ
مصر شد و با ارطبون مصاف نمود و او را با اکثر سرداران
لشکرش بقتل آورد انگاہ عمرو بن العاص بصوبِ اسکندریہ
عنانِ عزیمت تافت و آن را بطریق صلح مفتوح
ساخت ازان باز

ہر علاقہ سے فوجوں کی تیاری کر کے لپنے کو ابو عبیدہؓ کے پاس
پہنچا دیں اور ایک قاصد سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس روانہ کیا کہ
قعقاع بن عمرو کو چار ہزار سواروں کے ساتھ ابو عبیدہؓ کی مدد
کے لئے بھیجیں۔ اور ابو عبیدہؓ کو یہ پیغام بھیجا کہ کمک کے پہنچنے
تک حمص میں قلعہ بند رہیں اور جنگ پر پیش قدمی نہ کریں۔ اور خود
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ جابیہ تک پہنچے۔ اور خالدؓ بن الولید
نے کمک کا انتظار نہ کیا اور ابو عبیدہؓ کے پاس پہنچے اور اس بات
پر کہ باہر نکلیں اور مقابلہ کی تیاری کریں مبالغہ حد سے گزار دیا۔
خلاصہ یہ ہے کہ امدادی فوجوں کے پہنچنے سے پہلے ہی دونوں فریق
کے درمیان مقاتلہ اور مقابلہ واقع ہو گیا اور اللہ کی مدد سے لشکر
کفار نے شکست کھائی اور بے شمار اموالِ غنیمت اور بہت سے
قیدی مسلمانوں کے ہاتھ آئے اور شام کی مملکت ابو عبیدہؓ کے
لئے صاف اور بے خطر ہو گئی۔ لیکن حضرت فاروقؓ نے خالدؓ
ابن الولید کی طرف سے قتال میں اس جلدی اور پیش قدمی کو اور
امدادی لشکر کے پہنچنے کا انتظار نہ کرنے کو جو اموالِ غنیمت اور
قیدیوں کے بارے میں بخل کے شبہ پر مبنی تھا (کہ اگر امدادی
افواج کے پہنچنے کے بعد فتح ہوئی تو وہ سب اموالِ غنیمت
میں حصہ دار بن جائیں گے) اور جو عُجب اور خود بینی پر بھی متضمن
تھا پسند نہ فرمایا اور خالدؓ کو معزول کر دیا۔ اور چونکہ ان ایام میں
ارطبون مصر میں قلعہ بند ہو کر اہلِ شام کو بھڑکا رہا تھا اس لئے
آپؓ نے عمروؓ بن العاص کو لکھا کہ مصر کی طرف روانہ ہو جائیں اور
ارطبون کو سزا دیں۔ عمروؓ بن العاص تعمیلِ حکم کے لئے مصر روانہ
ہو گئے اور ارطبون کے ساتھ جنگ کر کے اس کو اس کے اکثر
سرداران لشکر کے ساتھ قتل کر دیا۔ پھر عمروؓ بن العاص نے اسکندریہ
پر چڑھائی کی اور اس کو بطریقِ صلح کے فتح کر لیا۔ اس کے بعد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہر روز فتحِ اسلام افزودن گرفت و بلادِ کفّار
در تحت و تصرّف مسلمانان در آمد و دولت رومیان
از بلادِ شام بمعرضِ انقطاع و اختتام افتاد و
الحمد للہ رب العالمین این است منتخب آنچہ اصحابِ
فتوحِ شام بتحریر آوردہ اند بعد ازان ظہور دیگر
فتوح رونق اسلام را افزودن گرفت مانند فتحِ
اَہواز بر دستِ ابو موسیٰ و آذربیجان بسعی مغیرۃ
ابن شعبۃ و نہاوند بطریقِ صلح و دینور و ہمدان
عنوۃً باہتمام حذیفہ و طرابلس مغرب بکوشش
عمرو بن العاص و اوایل فتح خراسان و اطرافِ
قسطنطنیہ در زمانِ حضرت فاروق شروع شدہ
بود و بیانِ آنہمہ طولے دارد حظّ فطینِ لبیب۔
ازین مبحث نکتہ ایست و آن آنست کہ حق عزّ و
علا از فوقِ سمٰوات ظہور دینِ محمدی را علیہ الصلوٰۃ
والسلام در جمیعِ ارض ارادہ فرمودہ و این
ارادہ در تمام عالم سیلان نمود مانند سیلانِ آب
بر وضعِ طبعی در مجرے خود و حکمِ وضعِ طبیعی
سیلانِ این ارادہ در حالتِ راہنۂ آن
بود کہ اوّلاً کسرِ دولتِ کسرے و
قیصر بروئے کار آید و دینِ مرتضے
قائم مقام ملّتِ ایشان شود و بان
شیوع دولت در اطرافِ ممالک شائع
گردد چون ظہور این فرقانِ اکبر
بر دستِ فاروقِ اعظم رضی اتفاق
افتاد بالقوۃ القریبۃ

فتحِ اسلام یوماً فیوماً بڑھتی رہی اور کفار کے شہر مسلمانوں کے ماتحت وزیرِ تصرّف آتے رہے اور رومیوں کی سلطنت شام کے شہروں سے منقطع و مختتم ہو گئی، والحمد للہ رب العالمین۔ یہ اُن واقعات کا منتخب ہے جو فتوحِ شام کے مؤرخین نے تحریر کئے ہیں۔ اس کے بعد دیگر فتوحات کے ظہور سے رونقِ اسلام بڑھنا شروع ہوئی جیسے اہواز کی فتح ابو موسیٰ رضی کے ہاتھ پر اور آذربیجان کی فتح مغیرہ رضی بن شعبہ کی کوشش سے اور نہاوند بطور صلح کے اور دینور اور ہمدان جنگ کے ساتھ حذیفہ رضی کے اہتمام سے اور طرابلسِ مغرب عمرو رضی بن العاص کی کوشش سے وقوع میں آئیں۔ اور خراسان و اطراف قسطنطنیہ کی فتوحات کی ابتداء حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے زمانے میں ہو چکی تھی اور ان سب کا بیان بہت طول رکھتا ہے۔

اس مبحث سے ایک دقیقہ شناس ہوشیار کے حصہ میں ایک نکتہ آئے گا اور وہ یہ کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے آسمانوں کے اُوپر سے دینِ محمدی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور کا تمام زمین میں ارادہ فرمایا تھا اور یہ ارادہ تمام عالم میں اس طرح جاری ہوا جس طرح پانی اپنی طبعی وضع پر اپنے مجرے (یعنی بہاؤ کے راستہ) پر بہتا ہے اور اس ارادے کے سیلان کی (دنیا کی) پیش آمدہ حالت کے لحاظ سے طبعی وضع کا حکم یہ تھا کہ اوّلاً کسرےٰ اور قیصر کی حکومتوں کا زوال ظہور پذیر ہو اور جو دین پسندیدہ حق ہے وہ اُن کی ملّتوں کا قائم مقام بن جائے اور اطرافِ ممالک میں حکومت کے پھیل جانے کے طور پر شائع ہو جائے۔ جب اس فرقانِ اکبر (یعنی حق و باطل میں امتیازِ کامل۔ مراد دینِ محمدی جو حق کو باطل سے جدا کر دینے والا ہے) کا ظہور فاروقِ اعظم رضی کے ہاتھ سے قوتِ قریبہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من الفعل ظہور دینِ محمدی در جمیع ارض حاصل
گشت عن جُبَیر بن حیۃ قال بعث عمر رضی اللہ
عنہ الناس فی افناء الامصار یقاتلون المشرکین
فاسلم الہرمزان فقال انی مستشیرک
فی مغازیّ ہذہ قال نعم قال مثلہا و
مثل من فیہا من الناس من عدوّ المسلمین
مثلُ طائرٍ لہ راسٌ ولہ جناحان و
لہ رجلان فان کُسِرَ احدُ الجناحین نہضت
الرجلان بجناح والراس فان کُسِر
الجناح الاخرے نہضت الرجلان و
الراس فان شُدِخ الراس
ذہبت الرجلان والجناحان و
الراس فالراس کسرے و
الجناح قیصر والجناح الاخرے فارس
فمُر المسلمین فلینفروا اخرجہ البخاری
وسعی حضرت فاروق رض درین امر روپوشی
بیش نہ بود ظہور ارادہ حق را عزّ و علا
ونعم ما قیل ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی
نہ حدِ بادہ بود ؏ با حریفان ہرچہ کرد آن
نرگسِ مستانہ کرد ؏ واین معنی را قرائن
بسیار است بمجرد ملاحظہ آن قرائن حدس
قوی بآن وجہ حاصل می شود یکے از ان
قرائن این است کہ کسریٰ این دو دولت
مستقرہ ممتدہ از مدتِ چہار صد سال باآن
ہمہ عَدد و عُدد و دلاوری و سپہ سالاری

فعل میں واقع ہوگیا (یعنی اس دین کا ظہور تمام عالم کے لئے پہلے
بالقوہ تھا اب فعلیت میں آگیا) تو دینِ محمدی کا ظہور تمام زمین
میں حاصل ہوگیا۔ جُبَیر بن حیہ سے مروی ہے کہا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے
لوگوں کو (یعنی لشکروں کو) شہروں کی حدود پر بھیجا جو مشرکین سے
قتال کر رہے تھے پھر ہرمزان اسلام لے آیا تو عمر رض نے فرمایا کہ میں
تم سے مشورہ لینا چاہتا ہوں ان غزوات کے بارے میں۔ اس نے
کہا ہاں (اور) کہا ان ملکوں کی مثال اور جس قدر ان میں مسلمانوں
کے دشمن لوگ رہتے ہیں ایک پرندے کی سی ہے جس کے ایک سر
ہے اور دو بازو ہیں اور دو ٹانگیں ہیں تو اگر دو بازوؤں میں سے
ایک توڑ دیا جائے تو وہ دونوں پاؤں اور ایک بازو سے اور
سر سے کھڑا رہے گا۔ پھر اگر دوسرا بازو توڑ دیا جائے گا تو پھر
بھی وہ دونوں پاؤں اور سر سے کھڑا رہے گا۔ لیکن اگر سر
ہی کچل ڈالا جائے گا تو دونوں پاؤں اور دونوں بازو اور سر
سب ختم ہو جائیں گے۔ تو سر (دنیائے کفر کا) کسریٰ ہے اور
ایک بازو قیصر ہے اور دوسرا بازو فارس تو مسلمانوں کو حکم
دیجئے کہ وہ (لڑنے کے لئے) نکلیں، اس کو بخاری نے روایت کیا۔
اور حضرت فاروق رض کی سعی اس امر میں ارادۂ حق سبحانہ وتعالیٰ
کے ظہور کے لئے ایک نقاب سے زیادہ نہیں تھی۔ اور کیا خوب
کہا گیا ہے ؎ این ہمہ مستی و بیہوشی الخ یعنی یہ تمام مستی اور
بیہوشی شراب کا ذاتی اثر نہیں تھا، یارانِ ہم مشرب کے ساتھ
جو کچھ کیا اس (چشم) نرگس مستانہ نے کیا ہے۔" اور اس حقیقت
کے لئے بہت سے قرائن ہیں جن کے ملاحظہ سے دقیقہ شناس عقل
اس وجہ پر جا پہنچتی ہے۔ ان قرائن میں سے ایک یہ ہے کہ ان دو
مضبوط و پائدار سلطنتوں کا جو چار سو برس سے اس قدر عددِ کثیر
اور فوجی سامانِ جنگ کے ساتھ اور دلاوری اور فنون سپہ گری کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

درین مدتِ قلیلہ از دستِ عرب با این سامانے کہ داشتند ہرگز مثلِ آن ہیچگاہ متحقق نشدہ ونخواہد شد نہ در زمانِ اسکندر ذوالقرنین و نہ در وقتِ ترکانِ چنگیزیہ و نہ در ایامِ تیموریہ بر متتبعانِ فنِ تاریخ پوشیدہ نیست کہ فتحِ بلاد ہر چند مساعدتِ بخت غالب باشد و اسبابِ جمع مہیا حدی دارد و غایتے و آنچہ در خلافتِ حضرت فاروق رض از فتوح واقع شد فائت از حد و غایت است در میانِ کشور کشائی
درگزرنده ۱۲
حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و کشور کشائی جمعے کہ قبل ازوی بودہ اند و بعد ازوی آمدند فرقے بین است زیرا کہ در عرب بادشاہی و کشورستانی و فوج کشی نبود و رسوم سپاہیان را نمی دانستند و مقابلۂ کسریٰ و قیصر بخاطر ایشان گزشتن چہ احتمال حضرتِ فاروق رض صنعتِ فروسیت را بمردم آموخت و لشکرہا ساخت و خوفی کہ در دلہای (سواری ۱۲) ایشان بود برانداخت و جمعے کہ بعد از حضرتِ عمر رض فوج کشی کردند از فوجِ آمادہ و مستعد کار گرفتند و چیزیکہ رسومِ آن معلوم و قواعدِ آن ممہد بود با تمام رسانیدند شتّان بینہما چنان محسوس می شود کہ در عہد حضرتِ فاروق رض تائیدِ الٰہی و نصرتِ غیبی گویا مانندِ باران از آسمان مے بارید اخرج الحاکم عن حذیفۃ انہ قال کان الاسلام فی زمان عمر کالرجل المقبل لا یزداد الا قربا فلما قتل عمر کان

قائم تھیں عرب کے ہاتھوں سے ایسے (حقیر) سامان کے ساتھ جو اُن کے پاس تھا اکھڑ جانا ایسا عظیم واقعہ ہے جس کا مثل کسی زمانہ میں بھی وجود میں نہیں آیا اور نہ آئے گا۔ نہ (عمر رض سے پہلے) اسکندر ذوالقرنین کے زمانہ میں متحقق ہوا اور نہ (بعد میں) ترکانِ چنگیزیہ کے وقت میں اور نہ خاندانِ تیموریہ کے ایام میں۔ فنِ تاریخ کا مطالعہ کرنے والوں پر پوشیدہ نہیں ہے کہ کتنی ہی بخت کی یاوری غالب ہو اور اسبابِ فتح مہیا ہوں پھر بھی اُن کی ایک حد اور نہایت ہوتی ہے۔ اور جو کچھ فتوحات حضرت فاروق رض کی خلافت میں واقع ہوئیں وہ تو حدو نہایت سے گزری ہوئی ہیں آپکی کشور کشائی اور آپ سے اگلوں اور پچھلوں کی کشورکشائی میں نمایاں فرق ہے کیونکہ عرب میں بادشاہی اور کشورستانی کا وجود ہی نہ تھا، وہ رسوم سپاہیانہ کو جانتے ہی نہ تھے اور کسرٰے و قیصر کے مقابلہ کا ان کے دلوں میں خیال ..... گزرنے کا بھی کیا احتمال تھا۔ حضرت فاروق رض نے گھوڑے سواری کا فن لوگوں کو سکھایا اور بہت سے لشکر مرتب کئے اور جو خوف کہ اُن کے دلوں میں بیٹھا ہوا تھا اس کو نکال پھینکا۔ اور جن جماعتوں نے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بعد فوج کشی کی وہ اُس فوج سے کی جو آمادہ اور کام پر مستعد بنائی جا چکی تھی اور اُنھوں نے اس چیز کو اتمام کو پہنچایا جس کے رسوم معلوم اور قواعد مفصّل ہو چکے تھے۔ دونوں میں (یعنی عمر رض کی مساعی اور بعد کے لوگوں کی مساعی میں) بڑا فرق ہے۔ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ فاروق رض کے عہد میں تائیدِ الٰہی اور نصرتِ غیبی گویا بارِش کی مانند آسمان سے برستی تھی۔ حاکم نے روایت کیا حذیفہ رض سے کہ اُنھوں نے کہا کہ عمر رض کے زمانہ میں اسلام اُس شخص کی مانند تھا جو (دُور سے) چلا آرہا ہو کہ دم بدم اُس کا قرب بڑھتا ہی رہتا ہے پھر جب عمر رض قتل ہو گئے تو اُس شخص کی مانند ہو گیا جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کالرجلِ المُدبر لایزداد اِلّا بُعداً قرینہ دیگر
آنکہ ہر شہرے کہ در زمانِ حضرت فاروق رضؓ
مفتوح شد شعائر اسلام درانجا باندک فرصتے
شیوع یافت و بشاشتِ اسلام ظاہر و
باطن آن قوم را درگرفت تا الیوم سُکّانِ
آن بلاد ہمہ مسلمان و متّصف بہ نورِ ایمان اند
و بلادے کہ بعد از فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ
مسلمانان مفتوح ساختند اسلام درانجا گاہے
قوت می گیرد و گاہی ضعف می پذیرد فرقہ کہ
آبائی ایشان در ہندوستان داخل شدند
عمدۂ اہلِ اسلام درین دیار ایشان اند و
غیر ایشان از متوطنانِ ہندوستان اکثرے
مستمر بر کفر خود اند طائفہ کہ شرفِ اسلام حاصل
کردہ اند بغایت ضعیف الاسلام و ہمچنین ترکستان
وحبشہ وافریقیہ وغیرہا اسلام آنہا ضعیف است
این معنی بر متتبعان کتبِ تاریخ مستور نیست گویا
عنایتِ الٰہی سعی فاروق رضؓ را بہانہ شیوعِ دینِ محمدیؐ
ساختہ بود درمقامیکہ عمدۂ کمالات فاروقِ اعظم رضؓ ہمان
است یعنی جارحہ فیضِ الٰہی بودن فضیلتے بالاتر ازان
نمی تواند بود کہ ارادۂ الٰہی بغلبہ تمام محیطِ عالم گردد و سعی
بندہ را روپوش آن احاطہ سازد بوجہے کہ ناظران تعجب
کنند کہ آیا از مثل این اسباب مثل مسبّب بظہور می آید باز
شخصے کہ علم سیاست مدن را شناختہ باشد و بر احوال
ملوکِ در کشورستانی مطلع شدہ میداند کہ ہیچ
دقیقہ از دستِ فاروق رضؓ درین واقعات

پشت پھیر کر جارہا ہو کہ دمبدم دور ہی ہوتا چلا جائے گا۔ دوسرا قرینہ یہ
ہے کہ ہر اُس شہر میں جو کہ حضرت فاروق رضؓ کے زمانہ میں فتح ہوا
اُس میں اسلامی شعائر قلیل عرصہ میں ہی شائع ہو گئے اور بشاشتِ
اسلام نے اُس قوم کے ظاہر و باطن کو گرفت میں لے لیا۔ آج تک
ان شہروں کے رہنے والے سب مسلمان نورِ ایمان سے متصف ہیں
اور جو شہر کہ بعد فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے مفتوح ہوتے
ان میں اسلام کبھی قوت پکڑتا ہے اور کبھی ضعف قبول کرتا ہے۔
اور جو فرقہ ایسا ہے کہ اُن کے باپ دادا ہندوستان میں داخل ہوئے
اس دیار کے چیدہ اہلِ اسلام میں سے وہی لوگ ہیں اور ان کے
علاوہ ہندوستان کے رہنے والے دوسرے لوگوں کا اکثر حصّہ
اپنے کفر پر بدستور چل رہا ہے اور جس جماعت نے شرفِ اسلام
حاصل کیا ہے وہ نہایت ضعیف الاسلام رہے۔ اسی طرح ترکستان
اور حبشہ اور افریقہ وغیرہ کا حال ہے کہ ان کا اسلام ضعیف ہے۔
یہ حقیقت کتبِ تاریخ کا پورا مطالعہ کرنے والوں سے پوشیدہ
نہیں ہے۔ گویا عنایتِ الٰہی نے فاروقؓ کی سعی کو دینِ محمدیؐ کی
اشاعت کے لئے بہانہ بنایا تھا دراں حالیکہ فاروقِ اعظم رضؓ کے
خاص و بہترین کمالات میں سے یہی وصف ہے یعنی فیضِ الٰہی
کے لئے اُن کا جارحہ (یعنی آلہ اور واسطہ) بننا اور کوئی فضیلت
اس سے بالاتر نہیں ہو سکتی کہ ارادۂ الٰہی پورے غلبہ کے
ساتھ عالم کو محیط ہو جائے اور بندے کی سعی کو اُس احاطہ کا
نقاب بنا لے ایسے طریقہ سے کہ دیکھنے والے تعجب کریں کہ کیا ایسے
اسباب سے اس طرح کا مسبّب (یعنی نتیجہ) ظہور میں آیا بھی
کرتا ہے۔ پھر جو شخص کہ سیاستِ شہریہ کا علم رکھتا ہو گا اور
بادشاہوں کے احوال سے جو کشورستانی میں رہے ہیں باخبر
ہو گا وہ جانتا ہے کہ فاروق رضی اللہ عنہ کے ہاتھ سے ان واقعات

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نامرعی نماند و این کمال نفس اوست کہ بمعیارِ آن فیضِ الٰہی ظہور فرمود التجلی لایکون ابداً الا بقدر المتجلّٰی لہٗ فقیر اشارتے لطیفہ باین معنے کردہ است درین بیت ؏ کانبوبِ لرحمتہ تعالیٰ: وما الانبوب الا قبس ماءٍ: وَ نیز می داند کہ اعدا در صنعتِ فوج کشی و مردانگی ہیچ دقیقہ فرو نگذاشتہ و در مقدماتِ مبارزت تقصیرے نمودہ اند تا فتوحِ اسلام را کسے بران حمل کند لیکن ارادہ حق جلّ و علا مساعی ایشان را برہم زد و تمام ایشان را باطل ساخت اذا جاء نہر اللہِ بطل نہرُ عیسٰی واگر جاہلے این واقعات را باوضاعِ فلکیہ منسوب سازد گوئیم فلذلک کلّ نبیؑ و ولیؒ ہمیشہ اطوارِ عجیبہ انبیاءؑ و اولیاءؒ بزعم این قائل موافق ہمان اوضاعِ فلکیہ بودہ است باوجود این تحقق فضائلِ ایشان را نقصانے نیست

میں کوئی دقیقہ بھی ایسا نہیں جو رعایت کئے بغیر چھوٹ گیا ہو اور یہ اُن کے نفس کا کمال ہے کہ جس کے معیار سے اُس فیضِ الٰہی نے ظہور فرمایا کہ التجلی لایکون الخ یعنی تجلّی کبھی نہیں ہوتی مگر بقدر (ظرف) متجلّٰی لہٗ کے (یعنی جس پر تجلّی کی جارہی ہے اس کے ظرف کے مناسب) اس بیت میں فقیر نے اس معنے کی طرف ایک لطیف اشارہ کیا ہے ؏ کانبوبِ لرحمتہ الخ ترجمہ:۔ وہ مثل ٹونٹی کے ہے اللہ تعالیٰ کی رحمت (کے ذخیرے) کے لئے۔ اور ٹونٹی نہیں ہوتی مگر پانی کے اندازے کے مطابق۔ اور نیز (تاریخ پر نظر رکھنے والا) جانتا ہے کہ دشمنوں نے فوج کشی کے خاص اصولوں میں اور بہادری میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا۔ اور مقدماتِ محاربہ میں کوئی غلطی نہیں کی، کہ کوئی شخص فتوحاتِ اسلام کو اس پر محمول کرے۔ لیکن (بنیادی بات صرف یہ ہے کہ) ارادہ حق جلّ و علا نے اُن کفار کی مساعی کو برہم کردیا اور ان کی تمام کوششوں کو بیکار کردیا۔ جب اللہ کی نہر آگئی تو عیسیٰ کی نہر بیکار ہوئی۔ اور اگر کوئی جاہل ان واقعات کو اوضاعِ فلکیہ (یعنی گردش سیارگان) کی طرف منسوب کرے تو ہم کہتے ہیں کہ پھر ایسا ہر نبی اور ولی کے حق میں کہا جاسکتا ہے۔ انبیاءؑ اور اولیاءؒ کے اطوارِ عجیبہ اس قائل کے زعم کے مطابق وہی اوضاعِ فلکیہ ہوتے ہیں اس کے باوجود اُن کے فضائل کے تحقق میں کوئی نقصان نہیں ہوتا

؏ یہ اس اشکال کا جواب ہے جو کسی کوتاہ فہم کو پیش آسکتا ہے کہ آپ کے بیان کے مطابق عمرؓ فیضِ الٰہی کا ایک آلہ وجارحہ تھے تو اس میں ان کی فضیلت کی کیا صورت ہے جب کہ جو کچھ کام کیا وہ فیض و نصرتِ الٰہی نے کیا۔ اس کا جواب دیتے ہیں کہ عمرؓ کا کمال ان کا وسیع الظرف ہونا ہے کہ جس نے اس عظیم الشان فیض کا تحمل کیا جو اُن کے ذریعہ سے تمام عالم پر پھیلنے والا تھا۔ اگر کوئی ایسا بند (ڈیم) بنایا جائے جس میں پانی کا اتنا بڑا ذخیرہ محفوظ رکھا جاتے جو سیکڑوں میل کے رقبہ کو سیراب کرسکے تو اس کو کروڑوں روپیہ صرف کرکے اعلیٰ و مستحکم بنایا جاتا ہے جو پانی کے زور سے ٹوٹ نہ جائے جب وہ حسب منشا بن جائیگا اور عمدہ کام دیگا تو اس کو پسندیدہ اور اعلیٰ مانا جائیگا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومنّتِ ایشان برگردنِ مردمان ثابت است الحال حکایتے چند از سیاست وجہان بانی حضرت فاروق رض تقریر کنیم از انجملہ آنست کہ چون خلیفہ شد غایت تادّب بنسبتِ صدّیق رض بجا آورد و مردم از وے می ترسیدند وہیبتی عظیم در دلِ مردمان افتاد بجہتِ تدارکِ این خلل خطبہ بلیغہ متضمّن ملاطفہ عامہ برخواند عن جامع بن شدّادٍ عن ابیہ قال اوّلُ کلامٍ تکلّم بہ عمرُ ان قال اللّٰہم انی ضعیفٌ فقوّنی و انی شدید فلیّنّی و انی بخیلٌ فسخّنی اخرجہ ابن ابی شیبۃ فی الریاض قال ابن شہاب وغیرہ من اہل العلم اوّل ما ابتدا بہ عُمر حین جلس علی المنبر انہ جلس حیثُ کان ابوبکر یضعُ قدمیہِ وہو اوّلُ درجۃ و وضع قدمیہِ علی الارض فقالوا لو جلستَ حیثُ کان ابو بکر یجلس قال حسبی ان یکونَ مجلسی حیث کانت تکون قدما ابی بکرٍ قالوا ولمّا لبث الناسُ عمر ہیبۃً عظیمۃً (اہل العلم) حتی ترکَ الناسُ المجالسَ بالافنیۃ قالوا ننتظر ما رأیُ عُمر وقالوا انّ بلغ من ابی بکرٍ انّ الصّبیان کانوا اذا رأوہ یسعون الیہ و یقولون یا ابتِ فیمسح رؤسہم

اور ان کا احسان لوگوں کی گردنوں پر ثابت ہے. اب ہم حضرت

فاروق رض کی سیاست اور جہانبانی کی چند حکایات

بیان کرتے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ جب خلیفہ ہوتے تو حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی نسبت انتہائی ادب بجالایا کرتے تھے اور اور لوگ اُن سے ڈرتے تھے اور لوگوں کے دلوں میں ایک عظیم ہیبت واقع ہوگئی تھی، آپ رض نے اس خلل کے تدارک کے لئے ایک خطبہ بلیغہ پڑھا جس میں دلداری اور ملاطفتِ عامہ پر مشتمل کلمات ارشاد فرمائے۔ جامع بن شداد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے کہا کہ (خلیفہ بننے کے بعد) عمر رض نے پہلا کلمہ جو بولا تھا وہ یہ تھا کہ انہوں نے کہا یا اللہ میں ضعیف ہوں مجھے طاقتور بنادے اور میں سخت مزاج ہوں مجھے نرم مزاج بنادے اور میں بخیل ہوں مجھے سخی بنادے، اس کو اخذ کیا ہے ابن ابی شیبہ نے ریاض میں۔ ابن شہاب رح وغیرہ اہل علم لوگوں نے بیان کیا کہ سب سے پہلی چیز جس سے عمر رض نے ابتداء کی جب آپ (خلیفہ بننے کے بعد) منبر پر بیٹھے تو وہ اس جگہ بیٹھے جہاں ابوبکر رض اپنے قدم رکھتے تھے اور وہ (منبر کا) پہلا درجہ تھا اور اپنے دونوں قدموں کو زمین پر رکھا۔ لوگوں نے کہا کہ (اس میں کیا مضائقہ تھا) اگر آپ وہیں بیٹھ جاتے جہاں ابوبکر رض بیٹھا کرتے تھے، فرمایا کہ میرے لئے (یہ شرف) کافی ہے کہ میرے بیٹھنے کی جگہ وہاں ہو جہاں ابوبکر رض کے قدم ہوتے تھے۔ (ابن شہاب رح وغیرہ علماء نے یہ بھی) بیان کیا کہ لوگوں پر عمر رض کی بہت بڑی ہیبت طاری ہوگئی یہاں تک کہ لوگوں نے عام نشستگاہوں میں بیٹھنا چھوڑ دیا کہنے لگے کہ ہم انتظار کرتے ہیں کہ عمر رض کی رائے (یعنی طرزِ عمل) کیا ہوتا ہے اور (علماء نے) ذکر کیا کہ ابوبکر رض کا حال اس حد تک پہنچا ہوا تھا کہ لڑکے جب اُن کو دیکھتے تھے تو اُن کے پاس اے میرے ابا جان کہتے ہوئے دوڑ کر آتے تھے اور ابوبکر رض اُن کے سروں پر ہاتھ پھیرا کرتے تھے۔

۱۵ / ۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وبلغ من هيبة عمر أن الرجال تفرقوا
من المجالس هيبة حتى ينظروا ما
يكون من أمره قالوا فلما بلغ عمر
هيبة الناس له أمر فصيح في
الناس الصلوٰة جامعة فحضروا ثم
جلس من المنبر حيث كان ابوبكر
يضع قدميه فلما اجتمعوا قام قائما
فحمد الله و أثنى عليه بما هو اهله
و صلى على النبي صلى الله عليه وسلم
ثم قال بلغني ان الناس قد هابوا
شدتي وخافوا غلظتي وقالوا قد
كان عمر يشتد علينا و رسول الله
صلى الله عليه وسلم بين اظهرنا ثم اشتد
علينا و ابوبكر والينا دونه فكيف اذا صارت
الامور اليه من قال ذلك فقد صدق
قد كنت مع رسول الله صلى الله عليه وسلم
فكنت عبده وخادمه وكان من لا يبلغ
احد صفته من اللين والرحمة صلى الله عليه
وسلم وقد سماه الله بذلك ووهب له اسمين
من اسمائه رؤف رحيم فكنت سيفا
مسلولا حتى يغمدني او يدعني فامضي
حتى قبض رسول الله صلى
الله عليه وسلم وهو عني
راض والحمد لله وانا اسعد
بذلك

اور عمرؓ کی ہیبت اس حد تک پہنچ گئی تھی کہ بڑے آدمی نشستگاہوں سے تتر بتر ہو گئے تاکہ یہ دیکھ لیں کہ ان کا طرز عمل کیا ہوگا (اور وہ اس مجالست پر ناراض تو نہیں ہو جائیں گے) کہا کہ جب عمرؓ کو لوگوں کے اُن سے خائف ہونے کی اطلاع پہنچی تو لوگوں میں ان کے حکم سے الصّلوٰۃ جامعۃ (نماز تیار ہے) کی بلند آواز لگائی گئی۔ اس پر لوگ حاضر ہو گئے تو آپؓ منبر پر اس جگہ بیٹھے جہاں ابوبکرؓ اپنے پاؤں رکھا کرتے تھے۔ جب پورا اجتماع ہو گیا تو سیدھے کھڑے ہوتے تو اللہ کی حمد و ثنا ان کلمات سے کی جو اُس کے مناسب ہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا۔ پھر فرمایا کہ مجھے یہ اطلاع پہنچی کہ لوگوں کو میری تیز مزاجی سے ہیبت ہو رہی ہے اور وہ میری تند خوئی سے خوفزدہ ہو رہے ہیں اور کہتے ہیں کہ عمرؓ ہم پر سخت گیری اس زمانہ میں بھی کیا کرتا تھا جب کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے درمیان میں موجود تھے۔ پھر ہم پر سختی کرتا رہا جب کہ ابوبکرؓ ہم پر حاکم تھے نہ کہ وہ۔ تو اب کیا حال ہوگا جب کہ امور کا پورا اختیار اُسی کے ہاتھ میں پہنچ گیا۔ جس نے یہ کہا اُس نے سچ کہا بیشک میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا اور آپؐ کا غلام اور آپؐ کا خادم تھا اور آپؐ ایسے تھے کہ کوئی شخص آپؐ کی نرمی اور رحمدلی کی صفت تک نہیں پہنچ سکتا صلے اللہ علیہ وسلم اور اللہ تعالیٰ نے آپؐ کو اس سے موسوم کیا اور آپؐ کو اپنے اسماء میں سے دو نام رؤف و رحیم عطا کئے۔ اور میں ایک کھنچی ہوئی تلوار تھا کہ (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اگر چاہیں تو) مجھے نیام میں کرلیں یا مجھے چھوڑ دیں تو میں کاٹ ڈالوں۔ یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور وہ مجھ سے خوش تھے اور اللہ کا شکر ہے۔ میں اس بنا پر سعادتمند رہا

15
۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثم وَلِیَ امر الناس ابوبکر فکان ممن
لا تُنکِرون رِقّتہ وکرمہ ولِینہ
فکنتُ خادمہ وعونہ اخلط شِدّتی
بِلِینہٖ فاکون سیفاً مسلولاً حتّیٰ یُغمِدَنی
او یدعنی فاَمضی فلم ازل معہ کذلک
حتّیٰ قبضہ اللہ عزّ وجلّ وہو عنّی
راضٍ والحمدللہ وانا اَسعد بذلک
ثم قد وَلِیتُ امورکم ایہا الناس و
اعلموا ان تلک الشدّۃ قد اُضعِفَت (سست کردہ شدہ) ولکنہا
اِنّما تکون علی اہل الظّلم والتعدّی
علی المسلمین واما اہل السّلامۃ و
الدّین والفضل فانا اَلیَن لہم
من بعضٍ لبعضٍ ولست اَدعُ احداً
یظلِمُ احداً اَو یتعدّی علیہ
حتّیٰ اَضعَ خدّہ الارض واَضَعَ
قدمی علی الخدّ الآخر حتّیٰ
یُذعِن بالحق ولکم علیَّ ایّہا
الناس خصالٌ اذکرہا لکم فخذونی
بہا لکم علیَّ اَن لا اَجتبی (پنہاں نکنم) شیئاً من
خراجکم ولا مما افاء اللہ علیکم
اِلّا من وجہہ ولکم علیَّ
اذا وقع عندی اَن لا
یخرج اِلّا بحقہ و
لکم علیَّ (خرچ نشود) اَن اَزیدَ
عطایاکم و

پھر لوگوں کے والیِ امر یعنی حاکم ابوبکرؓ ہوئے تو وہ ایسے لوگوں
میں سے تھے کہ تم میں سے کوئی منکر نہیں ہے اُن کی رقیق القلبی
اور کرم اور نرم مزاجی کا اور میں اُن کا خادم اور اُن کا مددگار
تھا اپنی سختی کو اُن کی نرمی کے ساتھ مخلوط کرتا تھا اور کھنچی
ہوئی تلوار بن جاتا تھا (اور اُن کے ہاتھ میں رہتا تھا) کہ وہ
مجھے نیام میں بند کردیں یا (اگر چاہیں تو) مجھے چھوڑدیں اور میں
کاٹ ڈالوں۔ تو میں اُن کے ساتھ اسی طرح رہا یہاں تک کہ
اللہ عزوجلّ نے ان کو اس حال میں وفات دی کہ وہ مجھ سے
خوش تھے۔ الحمدللہ میں اس بنا پر سعادت مند رہا۔ پھر اے
لوگو! میں تمہارے امور کا والی بن گیا ہوں (یعنی امیر) اب
سمجھ لو کہ وہ تیزی کمزور کردی گئی۔ لیکن وہ ظاہر ہوگی مسلمانوں
پر ظلم ودراز دستی کرنے والوں پر۔ رہے وہ لوگ جو نیک خُو
اور دیندار اور صاحب فضیلت ہیں میں ان کے ساتھ اس سے بھی
زیادہ نرم ثابت ہوں گا جو نرمی وہ ایک دوسرے کے ساتھ
کرتے ہیں اور میں کسی ایسے شخص کو جو دوسرے پر ظلم ودرازدستی
کرتا ہوگا نہیں پاؤں گا مگر میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر
اپنا پاؤں اُس کے دوسرے رُخسار پر رکھدوں گا یہاں تک کہ
وہ حق کو اچھی طرح سمجھ لے اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر
بہت سے حقوق ہیں جو میں تم سے ذکر کرتا ہوں تم اُن پر میری
گرفت کرسکتے ہو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں اس مال میں
سے جو تم پر خرچ کرنا ہے کوئی شے تم سے چُھپاکر نہ رکھوں اور
نہ اُس میں سے جو اللہ تعالےٰ غنیمتوں میں سے تمہارے لئے بھیجے
بجز اس کے جو اللہ کے کام کے لئے روکوں اور تمہارا مجھ پر یہ
حق ہے کہ وہ (روکا ہوا مال) کہیں خرچ نہ ہو مگر اپنے حق کے
موقعہ پر اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے وظائف اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ازواجکم ان شاء اللہ و لکم علی ان لا
القیکم المھالک واذا غبتم فی
البعوث فانا ابو العیال حتی ترجعوا
الیھم اقول قولی ھذا واستغفر اللہ لی و
لکم قال سعید بن المسیب وابو سلمۃ
ابن عبدالرحمن فوفی واللہ عمر وزاد فی
الشدۃ فی مواضعھا واللین فی مواضعہ
وکان ابا العیال حتی ان کان لیمشی
الی المغیبات (التی غابت ازواجھن ۱۲) فیسلم علی ابوابھن ثم
یقول الکن حاجۃ اذا کنتن تردن حاجۃ
اشتری لکن شیئا من السوق فانی
اکرہ ان تخدعن فی البیع والشراء
فیرسلن معہ بجواریھن فیدخل السوق
وان وراءہ من جواری الناس وغلمانھم
مالا یحصی فیشتری لھم حوائجھم ومن
کانت لیس عندھا منھن شیء اشتری
لھا من عندہ واذا قدم الرسول من
بعض البعوث یبلغھن ھو بنفسہ بکتب
ازواجھن ویقول لھن ان ازواجکن
فی سبیل اللہ وانتم فی بلد رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
ان کان عندکن من یقرأ
والا فادنین من الباب
حتی اقرأ لکن ثم یقول
رسولنا یخرج

روز ینے انشاء اللہ تم کو دیتا رہوں۔ اور تمھارا مجھ پر یہ حق بھی ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقامات میں نہ ڈالوں اور جب تم لشکر میں شامل ہو کر گھر سے غائب رہو تو میں تمھارے بال بچوں کا باپ بنا رہوں یہاں تک کہ تم اُن کے پاس واپس آؤ۔ میں اپنی یہ بات کہہ رہا ہوں اور اللہ سے اپنے اور تمھارے لئے مغفرت چاہتا ہوں
سعید بن المسیبؒ اور ابو سلمہ بن عبدالرحمنؒ نے کہا کہ واللہ عمرؓ نے (جو کچھ کہا اس کو) پورا کر دیا۔ سختی کرنے کے مواقع پر سختی میں اور نرمی کے مواقع پر نرمی میں بڑھ گئے اور وہ لوگوں کے بال بچوں کے باپ بن گئے تھے یہاں تک کہ ان عورتوں کے پاس جاتے جن کے شوہر باہر گئے ہوئے ہوتے تھے۔ اُن کے دروازوں پر پہنچ کر ان کو سلام کرتے پھر کہتے کیا تمھیں کوئی حاجت ہے جب تم کوئی ضرورت کی چیز منگانا چاہو تو میں وہ چیز تمھیں بازار سے خرید کرا دوں گا۔ مجھے یہ ناگوار ہے کہ خرید و فروخت میں تمھیں دھوکا دیا جائے تو وہ عورتیں آپؓ کے ساتھ اپنی لڑکیوں کو بھیجدیتی تھیں تو آپؓ بازار میں اس طرح جاتے کہ آپؓ کے پیچھے لوگوں کی لڑکیاں اور لڑکے اتنے ہوتے کہ اُن کا شمار مشکل ہوتا پھر ہر ایک کے لئے اُن کی ضرورت کی چیزیں خریدتے اور جو عورت ایسی ہوتی کہ اس کے پاس کوئی بال بچہ نہ ہوتا تو اس کے لئے خود خریدتے اور جب کسی لشکر میں سے کوئی ایلچی آتا تو اس سے اُن عورتوں کے شوہروں کے خطوط لے کر خود اُن کو پہنچاتے اور اُن سے فرماتے کہ تمھارے شوہر اللہ کی راہ میں گئے ہوئے ہیں اور تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں ہو اگر تمھارے پاس کوئی ایسا شخص موجود ہے جو یہ خط پڑھ دے تو فبہا ورنہ دروازے کے قریب کھڑی ہو جاؤ تاکہ میں پڑھ کر سنا دوں۔ پھر فرماتے کہ ہمارا ایلچی یہاں سے فلاں دن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یوم کذا و کذا فاکتبن حتی نبعث بکتبکن ثم یدور علیهن بالقراطیس و الدوی (دوات کا ۱۲) فمن کتبت منهن اخذ کتابها و من لم تکتب قال هذا قرطاس و دواة ادنی من الباب فاملی علی فیمر علی کذا و کذا بابا فیکتب لاهله ثم یبعث بکتبهن و اذا کان فی سفر نادی الناس فی المنزل عند الرحیل ارحلوا ایها الناس فیقول القائل ایها الناس هذا امیر المؤمنین قد ناداکم فقوموا فاسقوا و ارحلوا ثم ینادی الثانیة الرحیل فیقول الناس ارکبوا فقد نادی امیر المؤمنین الثانیة فاذا استقلوا (اسباب بستند ۱۲) قام فرحل بعیره و علیه غرارتان (شلیته ۱۲) احدیهما فیها سویق والاخری فیها تمر بین یدیه قربة فیها ماء و جفنة (کاسہ کلان ۱۲) کلما نزل جعل فی الجفنة من السویق و صب علیه الماء و بسط شناره قال والشنار مثل النطع (دسترخوان) الصغیر من جاءه یخاصم او یستفتی (جرمین ۱۲) او یطلب حاجة قال له کل من هذا السویق و التمر ثم ترحل فیأتی المکان الذی رحل الناس منه فان وجد متاعا ساقطا اخذه و ان وجد احدا به عرجة او عرض لدابته او بعیره

اور فلاں وقت جائے گا تم خط لکھ دینا تاکہ ہم تمہارے خطوط بھیجدیں پھر سب عورتوں کے یہاں (خطوط کے لئے) کاغذ اور دواتیں بھیجتے۔ پھر ان میں سے جو خط لکھدیتی اس کا خط لیتے اور جو نہ لکھ سکتی تو فرماتے کہ یہ کاغذ ہے اور دوات (بھی) موجود ہے تم دروازے کے قریب آجاؤ اور مجھے بتاتی رہو اس طرح ہر ایک دروازے پر جاتے اور اُن کے شوہروں کو (اُن کی طرف سے خطوط لکھتے۔ پھر ان خطوط کو بھیجتے۔ اور جب آپ کسی سفر میں ہوتے تو منزل (یعنی پڑاؤ کی جگہ) میں کوچ کرنے کے وقت ندا کرتے "اے لوگو! کوچ کرو" پھر ایک کہنے والا پکارتا اے لوگو! یہ امیر المؤمنین ہیں انھوں نے تم کو پکار کر کہا ہے پس اُٹھو اور (اونٹوں پر) پانی رکھ لو اور کوچ کرو۔ پھر آپ رضؓ دوبارہ آواز لگاتے "الرحیل" (یعنی کوچ کرو) تو لوگ (آپس میں) کہتے سوار ہو جاؤ امیر المؤمنین نے دوبارہ ندا کی ہے۔ پھر جب کہ سب لوگ اپنا سامان باندھ لیتے تو کھڑے ہو کر اپنا اونٹ ہنکاتے اور اُس کے اوپر دو شلیتے ہوتے اُن میں سے ایک میں ستو ہوتا اور دوسرے میں کھجوریں ہوتیں۔ اور سامنے ایک مشکیزہ ہوتا جس میں پانی ہوتا اور ایک بڑا کونڈا۔ جب کہیں پڑاؤ کرتے تو کونڈے میں ستو ڈال کر اس پر پانی ڈالتے اور اپنا شنار (دسترخوان) بچھاتے۔ سعیدؒ نے کہا کہ شنار چمڑے کے چھوٹے دسترخوان کی طرح ہوتا تھا۔ جو شخص آپ رضؓ کے پاس آتا کوئی جھگڑا لے کر یا کوئی مسئلہ پوچھتا یا اپنی ضرورت کی چیز مانگتا اُس سے فرماتے اس ستو اور کھجوروں میں سے کھاؤ پھر چلے جانا۔ پھر (قافلہ کو چلتا کر کے) آپ اُس جگہ پہنچتے جہاں سے لوگوں نے کوچ کیا تھا تو اگر کوئی چیز پڑی ہوئی دیکھتے تو اُس کو اُٹھاتے اور اگر کسی شخص کو دیکھتے کہ اُس کے گھٹنے لگ گئے ہیں یا اس کے چوپایہ یا اونٹ میں تھکن کی وجہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تبکاۃ (نشستن ۱۲) ازالۃ و ساق بہ فیتبع آثار الناس کذلک فما سقط من متاع اخذہ ومن اصابتہ عرجۃ (لنگ ۱۲) تخلف (ناچیز ۱۲) علیہ فاذا اصبح الناس فی المساء من الغد لم یفقد احد متاعا لہ منہ الا قال حتے یاتی امیر المؤمنین فیطلع عمر و ان جملہ مثل المشجب مما (بند ۱۲) علق علیہ من المتاع فیاتی ھذا فیقول یا امیر المؤمنین اداوتی فیقول فھل یغفل الرجل الحکیم عن اداوتہ التی یشرب فیھا و یتوضأ للصلوۃ منھا او کل ساعۃ ابصر ما یسقط او کل اللیل اکلاء (احفظ ۱۲) عینی من النوم ثم یدفع الیہ اداوتہ و یقول اذا قوسی و ھذا رشائی (رسن دلو ۱۲) او ما وقع منھم فیعنفھم (سرزنش ۱۲) ثم یدفع ذلک الیھم و لما بلغ الشام تلقوہ ببرذون و ثیاب بیض فکلموہ ان یرکب البرذون (اسپ ۱۲) لیراہ العدو و لیکون ذلک اھیب لہ عندھم و یلبس البیاض و یطرح الفرو (پوستین ۱۲) الذی علیہ فابی ثم الحوا علیہ فرکب البرذون بفروہ و ثیابہ فھملج بہ البرذون و خطام (مہار ۱۲) ناقتہ بیدہ (دویدہ ۱۲) فنزل

(بیٹھوں میں) گرفتگی پیدا ہوگئی ہے تو اس کو (مالش کر کے) زائل کرتے اور اس کو ہنکاتے۔ پھر قافلہ کے نشانِ راہ کو دیکھتے ہوئے چلتے تو جو چیز کسی کی گر گئی ہوتی اس کو اٹھاتے اور جس کو لنگ عارض ہوجاتا اس کے پیچھے لگے رہتے پھر جب لوگوں کو شام سے چلتے ہوئے صبح ہوجاتی تو جس کی کوئی چیز کھوئی گئی ہوتی وہ کہتا کہ امیر المومنین کو آنے دو تو جب عمرؓ دکھائی دینے لگتے اور آپ کا اونٹ (گرا پڑا) سامان رکھتے رکھنے مثل گھڑونچی کے بنا ہوا ہوتا تھا (جب آپؓ قافلہ سے آملتے) تو ایک شخص آتا اور کہتا کہ اے امیر المومنین! میرا لوٹا رہ گیا تھا (یا گر گیا تھا) تو آپؓ کہتے کہ کیا دانشمند آدمی اپنے لوٹے سے غافل ہوا کرتا ہے جس سے وہ پیتا ہے اور نماز کے لئے اُس سے وضو کرتا ہے کیا میں ہر ساعت دیکھتا ہی رہوں کہ کیا چیز گرتی ہے؟ کیا تمام رات میں نیند سے اپنی آنکھ کو بچاتا ہی رہوں؟ پھر اس کا لوٹا اُسے دیتے۔ پھر دوسرا آتا اور کہتا کہ یہ میری کمان ہے اور یہ میری رسّی ہے یا جو چیز ان کی گرتی آپ ہر ایک کو کچھ سرزنش کرتے اور دیتے جاتے تھے۔ اور جب آپ شام میں پہنچے تو لوگ اُن سے گھوڑا اور سفید کپڑوں کا جوڑا لے کر ملے اور انھوں نے آپ سے اس میں گفتگو کی کہ آپ گھوڑے پر سوار ہوں تاکہ دشمن آپ کو اس حالت میں دیکھیں اور تاکہ ان کے نزدیک ایسا کرنے سے دشمنوں پر آپ کا رُعب پڑے اور سفید کپڑے پہنیں اور جو پوستین آپ کے بدن پر تھا اس کو اُتار دیں تو آپؓ نے انکار کر دیا پھر لوگوں نے اس درخواست پر زیادہ اصرار کیا تو آپ گھوڑے پر اپنے پوستین اور کپڑوں کے ساتھ سوار ہوگئے اور گھوڑا آپ کو لے کر قدم مارتا ہوا دوڑا اور ابھی تک اونٹنی کی مہار آپ کے ہاتھ میں ہی تھی تو آپؓ اتر گئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ورکب راحلتہ وقال لقد غیرتنی ہذا
حتی خفت ان انکر نفسی ذکر ذلک
کلہ ابو حذیفۃ اسحٰق بن بشر فی فتوح الشام
وخرج ابن بشر خطبتہ الی آخرہا و
جلوسہ علی المنبر فقط وازانجملہ
آنست کہ طلاق دادزنے راکہ باوے
محبت داشت فی الاحیاء لما ولی عمر
الخلافۃ کانت لہ زوجۃ یحبہا فطلقہا
خیفۃ ان تشیر علیہ بشفاعۃ فی
باطل فیطیعہا ویطلب رضاہا۔
وازانجملہ آنست کہ خطبہ خواند متضمن
آنکہ وظیفہ عمال او چیست عن معدان بن
ابی طلحۃ من جملۃ خطبۃ عمر اللہم انی
اشہدک علی امراء الامصار فانی بعثتہم
یعلمون الناس دینہم وسنۃ نبیہم ویقسمون
فیئہم ویعدلون علیہم وما اشکل
علیہم یرفعونہ الی اخرجہ
مسلم واحمد وعن ابی فراس
من جملۃ خطبۃ عمر الا واللہ
انی ما ارسل عمالی الیکم لیضربوا
ابشارکم ولا لیاخذوا اموالکم و
لکن ارسلہم الیکم لیعلموکم
دینکم وسنتکم فمن فعل
بہ سوی ذلک

اور اپنی اُسی سواری پر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ اس نے مجھ کو بدل دیا یہاں
تک کہ مجھے اندیشہ ہوگیا کہ میرا نفس بگڑ جائے گا، ان سب کو
بیان کیا ابو حذیفہ اسحٰق بن بشر نے فتوح شام کے بیان میں۔
اور ابن بشر نے اخذ کیا صرف اُن کے خطبہ کو آخر تک اور اُن کے
منبر پر بیٹھنے کو۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے (خلیفہ
بننے کے بعد) اپنی ایک بی بی کو طلاق دیدی کہ جس کے ساتھ
محبت رکھتے تھے۔ احیاء میں ہے کہ جب عمر والیٔ خلافت ہوئے
تو اُن کی ایک ایسی بیوی موجود تھی جس سے محبت کرتے تھے
تو اس خوف کے پیشِ نظر کہ یہ کسی باطل میں شفاعت پر زور
دے گی تو میں اس کی اطاعت ورضاجوئی میں لگ سکوں گا
اُس کو طلاق دیدی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپؓ نے
خطبہ دیا جس کا مضمون یہ تھا کہ ان کے عاملوں کو کیا کام سپرد
ہیں۔ معدان بن ابی طلحہ سے خطبۂ عمرؓ میں کا ایک حصّہ اس طرح
مروی ہے کہ اے اللہ! میں آپ کو گواہ بناتا ہوں شہروں کے
اُمراء پر کہ میں نے ان کو اس لئے بھیجا ہے کہ وہ لوگوں کو ان
کے دین کی تعلیم دیں اور اُن کے نبیؐ کا طریقہ سکھائیں اور
اُن کا حصّہ تقسیم کریں اور اُن پر عدل کریں اور جس امر کا فیصلہ
ان کو مشکل ہوجائے اس کو میرے پاس بھیجدیا کریں، اس کو
مسلم اور احمد نے روایت کیا۔ اور ابو فراس سے خطبۂ عمرؓ
کا ایک یہ حصّہ مروی ہے کہ یاد رکھو خدا کی قسم میں اپنے عاملوں
کو تمہارے پاس اس لئے نہیں بھیجتا کہ وہ تمہاری جلد کو پیٹا
کریں اور نہ اس لئے کہ وہ تمہارے اموال چھین لیں، لیکن
میں اُن کو اس غرض سے تمہارے پاس بھیجتا ہوں کہ وہ تم کو
تمہارے دین کی تعلیم دیں اور تم کو سنتِ نبویؐ سکھائیں تو
جس شخص کے ساتھ اس کے سوا کچھ کیا گیا تو چاہیئے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلیرفعه الیّ فو الذی نفسی بیده اذاً لاُقصّنّه منه فوثب عمرو بن العاص فقال یا امیر المؤمنین اوراَیت ان کان رجلاً من المسلمین غدا علی رعیّته فاَدّب بعض رعیّته اَئنّک لمقتصّه قال ای والذی نفس عمر بیده اذاً لاقتصنّه منه انا لا اقتص منه وقد رأیتُ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقتصُّ من نفسه الا لا تضربوا المسلمین فتذلّوهم ولا تجمّروهم فتفتنوهم ولا تمنعوهم حقوقهم فتکفّروهم ولا تنزلوهم الغیاض فتضیّعوهم اخرجه احمد قوله ولا تجمّروهم تجمیر الجیش جمعهم فی الثغور و حبسهم عن العود الی اهلیهم قوله ولا تنزلوهم الغیاض فتضیّعوهم الغیاض جمع غیضة وهی الشجر الملتف یعنی اذا نزلوها تفرّقوا فیها فتمکّن منهم العدوّ فقیر گوید این کنایت است از ارتکاب امرے کہ وجہ مصلحت دران برقوم مشتبه باشد وعلاقه کنایت آنکه غیضه محلّ تستّر واختفا است سائر خطب فاروقِ اعظم رضی مصرح این مدعا ست واللہ اعلم وازانجمله آنکه در روضۃ الاحباب مذکور است کہ در زمانِ خلافت شے رضی اللہ عنہ

مجھے اس کی اطلاع دیں تو قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے اس صورت میں میں اُس سے قصاص لوں گا، تو کھڑے ہوتے عمرو بن العاص رضی اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین رضی کیا آپ نے اس پر غور کیا ہے کہ وہ شخص مسلمانوں میں سے ہو گا جو اپنی رعیّت کی طرف جائے گا اور رعیّت میں سے کسی کی اس نے تادیب بھی کی تو کیا آپ اس سے ضرور قصاص لیں گے؟ فرمایا ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمر رضی کی جان ہے میں اُس سے ضرور قصاص لوں گا۔ میں اُس سے قصاص نہ لوں؟ حالانکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ اپنی ذات سے قصاص لیتے تھے۔ یاد رکھو مسلمانوں کو نہ مارو کہ تم ان کو ذلیل کرو اور نہ اُن کی تجمیر کرنا کہ تم ان کو فتنوں میں ڈالو اور نہ اُن سے اُن کے حقوق روکو کہ تم اُن کو (اپنے سامنے) جھکاؤ اور نہ اُن کو غیاض میں اُتارو کہ تم ان کو ضائع کر ڈالو، اس کو روایت کیا احمد نے (تفسیر) یہ ارشاد ولا تجمّروهم تجمیر الجیش کے معنے ہیں یعنی ان کو سرحدوں پر جمع رکھنا اور ان کو اپنی بیوی بچوں کے پاس لوٹنے سے روکے رکھنا۔ اور اس ارشاد ولا تنزلوهم الغیاض میں غیاض جمع ہے غیضة کی اور اس کے معنے گھنے درخت اور جھاڑیاں یعنی جب تم لشکر کو ایسی جگہ اُتارو گے تو وہ اُس میں متفرّق ہو جائیں گے اور ان کے ایک حصہ پر دشمن قابو پالے گا۔ فقیر کہتا ہے کہ یہ کنایہ ہے ایسے امر کے ارتکاب سے کہ جس میں مصلحت کی صورت قوم پر مشتبہ ہو اور اس کنایہ کی مناسبت یہ ہے کہ غیضہ (یعنی جھاڑیوں والا بن) چھپ جانے اور مخفی ہو جانے کا مقام ہے۔ فاروقِ اعظم رضی کے تمام خطبے اس مدعا کی تصریح کرتے ہیں، واللہ اعلم۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ عمر رضی اللہ عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہزار و سی و شش شہر با توابع و لواحق آن مفتوح شد و چہار ہزار مسجد ساختہ گشت و چہار ہزار کنیسہ خراب گردید و نہ صد منبر بر جنوب محاریب جوامع بجہت خطبۂ جمعہ بنا کردند و از آنجملہ بنا کردنِ شہر بصرہ بر ساحلِ بحر و آباد ساختن جماعۂ از غزات در انجا بجہت آنکہ چون آن موضع محل ورودِ مراکب عجم و ہند است نباید کہ ناگاہ جمعے از فارس و ہند در انجا برسند و بر اہلِ اسلام مصیبتے ریزند و از آنجملہ بنا کردنِ شہر کوفہ چون اتفاقِ اقامتِ عرب در شہر مدائن واقع شد ہوای آن موضع با مزاجِ ایشان نہ ساخت اکثرے گرفتار مرض شدند سعد بن ابی وقاص کیفیتِ حال برائے حضرتِ فاروق رض نوشتہ فرستاد وی رضی اللہ عنہ فرمود کہ برای اقامتِ عرب ہیچ مکانے اصلح ازان نیست کہ ہم برّی باشد و ہم بحری جائی وسیعی بدین صفت اختیار باید نمود و باید کہ درمیانِ من و آن موضع پُلے و دریائے حائل نباشد سعد رض برای تفحص این چنین سرزمینے مردمان را منتشر ساخت و برین موضع کہ الحال مسمّٰی بکوفہ است اتفاق آرا واقع شد اوّلِ حال امر کرد کہ بناہا از قصب و خشتِ خام کنند یعنی تا میلِ ساکنانِ آن موضع بعماراتِ رفیعہ پیدا نشود و خود را مہیّا برای جہاد داشتہ مانندِ مسافران بسر برند بالآخرة چون حریق افتاد رخصت باحکامِ عمارات فرمود"

کے زمانۂ خلافت میں ایک ہزار چھتیس شہر مع اپنے ماتحت اور ملحقہ دیہات کے فتح ہوئے ہیں اور چار ہزار مسجد بن بنائی گئیں اور چار ہزار گرجے توڑے گئے اور نو سو منبر جامع مسجدوں کی محرابوں کے پہلوؤں میں بنائے گئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ شہر بصرہ کی بنیاد ڈالنا ساحلِ دریا پر اور غازیوں کی ایک جماعت کو وہاں آباد کرنا چونکہ یہ موقع ایسا تھا جو عجم اور ہندوستان کی کشتیوں کے وارد ہونے کا مقام تھا کہ ایسا نہ ہو کہ اچانک کوئی جماعت فارس اور ہندوستان سے یہاں پہنچ جاتے اور اہلِ اسلام پر کوئی مصیبت ڈالیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے شہر کوفہ کی بنیاد ڈالنا۔ جب عرب کو شہرِ مدائن میں اقامت گزیں ہونے کا اتفاق پڑا تو اس مقام کی ہوا اُن کے مزاجوں کے موافق نہ آئی اور بہت سے لوگ امراض میں گرفتار ہو گئے تو سعد بن ابی وقاص رض نے یہ کیفیتِ حال حضرت فاروق رض کو لکھ کر بھیجی۔ فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ عربوں کی اقامت کے لئے کوئی مقام اس سے زیادہ بہتر نہ ہوگا کہ وہ برّی بھی ہو اور بحری بھی اس لئے کوئی مقام جس میں یہ وصف ہو انتخاب کر لیا جائے اور چاہیئے کہ میرے اور اُس مقام کے درمیان کوئی پُل اور دریا حائل نہ ہو۔ سعد رض نے ایسی سرزمین کی جستجو میں لوگوں کو اطراف میں بھیجا اور اس سرزمین پر کہ اب جس کا نام کوفہ ہے سب کی رائے متفق ہو گئی۔ ابتداءِ حال میں حکم دیا کہ بانس اور کچی اینٹوں کے مکان بنالیں یعنی جب تک اُس مقام پر رہنے والوں میں بلند عمارات کی رغبت نہ پیدا ہو اور (یہ مصلحت بھی پیشِ نظر تھی) کہ اپنے کو جہاد کے لئے تیار رکھتے ہوئے مسافروں کی مانند بسر اوقات کریں۔ آخر کار جب (ایک مرتبہ) آگ لگی تو مضبوط اور پختہ عمارتیں بنانے کی اجازت مل گئی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالجملہ چون مسلمانان درانجا اختیارِ اقامت نمودند الوان و قُوائے ایشان بحالِ اصلی عود کرد و ازانجملہ وضعِ تاریخ زیرا کہ پیش از وضع تاریخ تعیّن شہور در سجلّات می نمودند نہ تعیینِ سنین این معنے مُوجبِ اِشتباہ می شد حضرت فاروق رضہ ابتداء حساب تاریخ از ہجرت مقرر فرمود والے الیوم ہمان دستور جاری است وازانجملہ آنکہ چون خالد بن ولید ابو عبیدہ را طوعًا و کرہًا بران باعث شد کہ از حِصارِ حمص بیرون برآمدہ با کفار مُقاتلہ کند وانتظارِ وصولِ فوج کمک از ہر جانب نکشد حضرت فاروق رضہ آن را ازوی نہ پسندید بجہت آنکہ وجہش یا عُجبِ نفس است بشجاعت و پہلوانی خود یا بُخل است بغنائم یا استہانتِ امر خلیفۂ برحق است وکیف ماکان از خصالِ ذمیمہ اعتبار نمود و غالبًا این چنین جرأت در عادت موجبِ ہزیمت می شد ہر چند اینجا شمولِ فضل حق و تائیدِ آلٰہی کار خود فرمودہ باشد دیگر آنکہ خالد بن ولید شاعرے را بر مدیح خود دہ ہزار درہم صلہ داد چون رسم فاسد بود گوارای طبیعت حضرت فاروق رضہ نیفتاد خالد رضہ را از حکومتِ قِنّسرین معزول ساختہ در مدینہ نشاند والے آخر العمر اورا بحکومتے نامزد نہ کرد و برائے ابو عبیدہ رضہ نوشتہ فرستاد کہ اورا از قِنّسرین بنزدِ خود خواند و در محضر

المختصر جب مسلمانوں نے وہاں اقامت اختیار کر لی تو اُن کے رنگ اور اُن کے قُوائے اصلی حالت پر عود کر آئے۔ اور اُن میں سے ایک ہے تاریخ کا وضع کرنا۔ کیونکہ تاریخ کے وضع کرنے سے پہلے مُہر شدہ مکاتیب میں صرف مہینوں کا تعینّ کرتے تھے سنوں کا تعینّ نہیں اور یہ صورت موجب اشتباہ ہوتی تھی حضرتِ فاروق رضہ نے تاریخ کے حساب کی ابتدا ہجرت سے مقرر فرمادی اور آج کے دن تک وہی دستور جاری ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب حضرت خالد بن الولید رضہ نے ابو عبیدہ رضہ کو طوعًا و کرہًا اس پر آمادہ کیا کہ حمص کے حصار سے باہر آکر کفار کے ساتھ جنگ کریں اور ہر جانب سے جو (حضرت عمر رضہ کے احکام کے ماتحت) کمک کی فوجیں پہنچ رہی تھیں ان کا انتظار نہ کریں تو حضرتِ فاروق رضہ کو ان کی یہ بات پسند نہ آئی کیونکہ اس کی وجہ یا نفس کا اپنی بہادری اور پہلوانی پر عجب ہے یا غنیمتوں پر بُخل ہے (کہ اموالِ غنیمت میں حصہ دار وہ لشکر بھی ہو جائیں گے جو مختلف مقامات سے آنے والے تھے) یا خلیفۂ برحق کے حکم سے لاپرواہی برتنا اور جو کچھ بھی ہو آپ نے اُس کو خصالِ ذمیمہ میں اعتبار کیا اور بسا اوقات عادۃً اس طرح کی جرأت موجبِ ہزیمت ہوا کرتی ہے ہر چند کہ اس موقع پر حق تعالےٰ کے فضل اور تائیدِ آلٰہی نے شامل ہو کر اپنا کام فرمادیا۔ دوسری بات یہ پیش آئی کہ خالد بن الولید رضہ نے ایک شاعر کو اپنی مدح پر دس ہزار درہم انعام دیدیا۔ چونکہ یہ رسم فاسد تھی اس لئے حضرت فاروق رضہ کی طبیعت کو گوارا نہ ہوئی۔ آپ رضہ نے خالد رضہ کو قِنّسرین کی حکومت سے معزول کر کے اُن کو مدینہ میں بٹھادیا اور آخر عمر تک اُن کو کسی حکومت پر نامزد نہ کیا اور ابو عبیدہ رضہ کو لکھا کہ اُن کو قِنّسرین سے اپنے پاس بُلائیں اور اعیانِ لشکر کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَعْیانِ لشکر استادہ نماید وبفرماید کہ عمامہ را از سرش بردارند و بہمان عمامہ مقید سازند بعد ازان استفسار کنند کہ این دہ ہزار را از چہ مکان صرف کردہ است اگر از بیت المال یا از دفنِ جاہلیت برامد خیانت کردہ باشد و اگر از مالِ خود عطا نمود باسراف کار فرمود بالجملہ ہمچنان بعمل آوردند کہ مامور شدہ بودند تحفہ تر آنکہ خالد رضؓ با آن ہمہ جلادتے (بہادری ۱۲) کہ داشت برین ماجرا بچون و چرا مجالِ دَم زدن ندید و دیگر لشکریان و اُمراء از دیدِ این معاملہ نیز بددل نشدند و این خصائصِ صولتِ حضرت فاروق رضؓ بودہ است بعد اللتیا و التی باُمراء امصار نوشت کہ عزلِ خالد رضؓ نہ بجہتِ خیانتے از وے بودہ است بلکہ برائے آنکہ بخاطرِ او چنان خطور کردہ بود کہ این فتوح بدستیاری او و قوتِ او ظہور نمود و اَنَّ الاَمرَ کُلَّہ لِلّٰہ و ہمچنین چون سعد رضؓ را از عراق معزول فرمود بجہتِ خوفِ اختلاف قوم بروے ہیچ فتنہ برنخاست و در آخر عمر تصریح نمود بآنکہ عزل سعد رضؓ نہ بنابر عجز او بود یا بسبب صدورِ خیانتی از وے بل بجہت از مظانِ اختلاف و وجہ این تصریح آن بود کہ عدالتِ او از نظرِ مردم ساقط نشود و از انجملہ آنکہ سالے بقصدِ عمرہ بمکہ محترمہ توجہ فرمود و توسیع و تفسیح مسجدِ حرام بتقدیم رسانید و نزدیک مُراجعت امر نمود تا در منازلے

موجودگی میں کھڑا کرکے کسی کو حکم دیں کہ عمامہ اُن کے سر سے اُتار لے اور اُسی عمامہ سے اُن کو باندھ کر استفسار کریں کہ تم نے ان دس ہزار روپیہ کو کہاں سے صرف کیا ہے؟ اگر بیت المال سے یا کسی جاہلیت کے دفینہ سے برآمد کیا تو یہ خیانت ہوگی اور اگر اپنے مال سے عطا کیا تو اِسراف (یعنی فضول خرچی) پر عمل کیا۔ الغرض جس طرح مامور ہوتے تھے عمل میں لایا گیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ خالد رضؓ نے باوجود اس دلیری کے جو وہ رکھتے تھے اِس ماجرا پر چون و چرا کے ساتھ دم مارنے کی مجال نہ دیکھی اور دوسرے لشکر والے اور اُمراء بھی اس معاملہ کے دیکھنے سے بددل نہیں ہوتے اور یہ حضرت فاروق رضؓ کے دبدبہ کی خصوصیتوں میں سے ہے۔ آپ رضؓ نے کچھ چناں و چنیں کے بعد اُمراء بلاد کو لکھا کہ خالد رضؓ کا عزل اُس سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی بناء پر نہیں ہوا بلکہ اس وجہ سے ہوا ہے کہ اُس کے دل میں یہ بات پیدا ہوگئی تھی کہ یہ فتوحات اُس کے زور اور قوّت سے ظہور میں آتی ہیں حالانکہ تمام امر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور اسی طرح جب سعد رضؓ کو عراق سے معزول فرمایا تھا اس وجہ سے کہ قوم میں ان کی نسبت اختلاف پیدا ہوگیا تھا تو کوئی فتنہ نہ اُٹھا اور آخر عمر میں اس بات کی تصریح کردی کہ سعد رضؓ کا عزل اُن کے عجز کی بناء پر نہیں ہوا تھا، نہ اُن سے کسی خیانت کے صادر ہونے کی وجہ سے بلکہ مظنّۂ اختلاف سے محتاط رہنے کی بناء پر۔ اور اس تصریح کی وجہ یہ تھی کہ ان کی عدالت لوگوں کی نظر سے ساقط نہ ہوجائے۔

اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایک سال بقصد عمرہ آپ رضؓ نے مکہ مکرّمہ کی طرف توجہ کی تو مسجدِ حرام کو وسیع کرنے اور کشادہ کرنے کا اہتمام فرمایا اور لوٹتے وقت حکم دیا کہ اُن تمام منزلوں میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

که مابین حرمین واقع اند سایہا و پناہہا سازند و
ہر چاہے کہ انباشتہ شدہ باشد آن را پاک کنند و
صاف نمایند و در منازلِ کم آب چاہ ہا را کنند تا
بر حجاج باستراحت تمام قطعِ مراحل میسر شود فی
الاستیعاب لما وُلّی عمر بن الخطاب بعث اربعۃً
من قریش فنصبوا اعلام الحرم مخرمۃ بن نوفل
وازہر بن عوف وسعید بن یربوع وخویطب
ابن عبد العزیٰ وازانجملہ آنکہ توسیع مسجد
شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بچوب خرما
وجرید آن وخشت خام فرمود مانند صنیع آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم در بناء مسجد خود اخرجہ البخاری
بعد ازان فرمود کہ حصیر در مسجد فرش کنند
عن عبد اللہ بن ابراہیم قال اول من اَلقی
الحصیر فی مسجد النبی صلے اللہ علیہ وسلم عمر بن الخطاب
کان النّاس اذا رفعوا رؤسہم من السجود نفضوا
ایدیہم فامر بالحصیر فجئ بہ من العقیق فبسط فی مسجد
النبی صلے اللہ علیہ وسلم اخرجہ ابن ابی شیبۃ وازانجملہ
آنکہ سالِ رمادہ چون قحط شدید طاری شد حضرت
فاروق بانواعِ تدبیر حلِ این مشکل فرمود
اوّلاً ہر چہ در بیت المال بود بر فقراء ومساکین تقسیم
نمود ثانیاً جمعے کہ احتکار پیشہ بودند ایشان را از ان
احتکار بشدّت تمام باز داشت ثالثاً بامرائے
امصار احکام فرستاد کہ

جو کہ حرمین کے درمیان واقع ہیں سایہ گاہیں اور پناہ گاہیں بنائیں اور
ہر وہ کنواں جو پاٹ دیا گیا ہو اس کو کھولا جائے اور صاف کیا جائے اور کم
پانی والی منزلوں میں کنویں کھودے جائیں۔ تاکہ عازمین حج پوری
راحت کے ساتھ قطع مراحل کر سکیں۔ استیعاب میں ہے کہ جب
عمر رضؓ بن الخطاب خلیفہ ہوئے تو انہوں نے قریش کے چار آدمیوں
کو بھیجا جنھوں نے حرم کی علامتیں نصب کیں۔ مخرمہ بن نوفل
اور ازہر بن عوف اور سعید بن یربوع اور خویطب بن عبد العزیٰ۔
اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی
مسجد شریف کی توسیع آپؓ نے کھجور کی لکڑیوں اور شاخوں اور
کچی اینٹوں سے کی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے مطابق
جو آپؐ نے اپنی مسجد کی بناء میں استعمال کیا تھا، اس کو بخاری نے
روایت کیا۔ اس کے بعد فرمایا کہ مسجد میں بوریئے بچھائیں مروی
ہے عبد اللہ رضؓ بن ابراہیم سے فرمایا کہ سب سے پہلے جس نے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم کی مسجد میں بوریئے بچھائے عمر رضؓ بن الخطاب
تھے۔ (پہلے) جب لوگ اپنا سر سجدے سے اٹھایا کرتے تھے تو
اپنے ہاتھ جھاڑا کرتے تھے تو انہوں نے بوریئے لانے کا حکم دیا
جو عقیق سے لائے گئے پھر وہ مسجد نبی صلے اللہ علیہ وسلم میں
بچھائے گئے، اس کو ابن ابی شیبہ نے روایت کیا۔ اور ان میں
سے ایک یہ ہے کہ سال رمادہ[1] میں جب شدید قحط پھیل گیا حضرت
فاروق رضؓ نے مختلف قسم کی تدابیر سے اس مشکل کو حل فرمایا۔
اولاً جو کچھ بیت المال میں تھا وہ سب فقراء اور مساکین پر تقسیم
کر دیا۔ دوم جو لوگ کہ احتکار[2] پیشہ تھے ان کو اس احتکار سے پوری
سختی کے ساتھ روک دیا۔ سوم شہروں کے امراء کو احکام بھیجے کہ

[1] رماد خاکستر کو کہتے ہیں اور اس سال قحط کو اس وجہ سے رمادہ کہتے ہیں کہ لوگوں کا رنگ اس سال میں خاکستری ہو گیا تھا ۱۲ [2] احتکار کے معنی ہیں گرانی کے وقت غلہ خرید کر رکھ لینا اور اس کو بند کر کے رکھ چھوڑنا اس امید پر کہ اور گراں ہو جائے ۱۲

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ہر یکے از محل حکومتِ خود طعام بمدینۂ منورہ روان کند ابو عبیدہ چہار ہزار راحلہ (شتر) از شام بمدینہ فرستاد و عمرو بن العاص صد سفینہ از راہِ دریا روان نمود در اندک فرصتے نرخِ مدینہ بانرخِ مصر دمِ مساوات می زد و در ایامِ غلا (گرانی) و قحط بر خود لازم گرفت کہ تا ہنگام رفعِ این حادثہ گوشت و روغن را تناول نفرماید و شیر را نیاشامد و از انجملہ آنکہ در کوفہ و بصرہ و غیرہما من البلاد حاکمی جدا معین فرمود و قاضی جدا و تحویلدار بیت المال علیحدہ و این امریست کہ تا زمانِ حضرت فاروق واقع نشدہ بود و یکے از حکمتہائے آن تفریق آنست کہ اگر بالفرض از یکے خیانتے ظاہر شود دیگرے بانکار برخیزد و اجتماع جماعہ از مسلمین کہ مجرّب الصّدق باشند برخیانت بعید است و از انجملہ آنکہ دفترِ مسلمین وضع فرمود و در انجا رعایت حکمتِ دقیقہ نمود و آن جمع است در اعتبارِ سوابقِ اسلام و اعتبارِ مراتبِ قرب با آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و قاعدہ الرجلُ و سابقتہ و الرجلُ و بلاءہ و الرجلُ و عیالہ رعایت فرمود اگر باکسے خرد خورد بین باشد بداند کہ اختراعِ این امر و وفا باین التزام چیزیست کہ عقولِ حکماء دران عاجز مے شوند اخرج البیہقی عن الشافعی انہ قال اخبرنی غیر واحدٍ من اہلِ العلم و الصدقِ من اہلِ المدینۃ و مکۃ من قبائلِ قریشٍ و من

ہر ایک اپنے زیر حکومت شہروں سے مدینہ منورہ میں غلہ روانہ کرے۔ ابو عبیدہ رضؓ نے چار ہزار اونٹ شام سے مدینہ بھیجے اور عمرو رضؓ بن العاص نے ایک سو کشتیاں دریا کے راستہ سے روانہ کیں۔ تھوڑے عرصہ میں مدینہ کا نرخ مصر کے نرخ کی برابری میں آگیا اور گرانی و قحط کے زمانہ میں آپؓ نے اپنے اوپر لازم کر لیا کہ اس حادثہ کے رفع ہونے تک گوشت اور گھی تناول نہ فرمائیں گے اور نہ دودھ پئیں گے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ کوفہ و بصرے وغیرہ شہروں میں حاکم جدا معین کئے اور قاضی جدا اور بیت المال کا تحویلدار جدا اور یہ ایک ایسا نظم ہے جو حضرت فاروق رضؓ کے زمانہ تک واقع نہیں ہوا تھا اور اس تفریق کی حکمتوں میں سے ایک یہ ہے کہ اگر بالفرض کسی ایک سے کوئی خیانت ظاہر ہو تو دوسرا اس سے مقابلہ کے لئے کھڑا ہو جاتے اور خیانت پر مسلمانوں کی ایسی جماعت کا اجتماع جن کا صدق تجربہ شدہ ہو بعید ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ (بسلسلۂ عطیات وغیرہ) دفتر مسلمین کو وضع فرمایا جس میں دقیق حکمتوں کی رعایت رکھی یعنی سوابق اسلامیہ کے اعتبار کرنے اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مراتب قرب کے اعتبار کرنے کا پورا لحاظ رکھا اور قاعدہ الرجل و سابقتہ الخ یعنی ہر آدمی کے ساتھ اُس کی سابقہ خدمات اور ہر شخص کے ساتھ اس کے شہر کو ملحوظ رکھا جاتے اور ہر ایک کے ساتھ اس کے عیال کو مد نظر رکھا جائے، پوری رعایت فرمائی۔ جس شخص کو چھوٹی چھوٹی جزئیات پر عبور کرنے والی سمجھ میسر ہے وہ جان لے گا کہ اس امر کا اختراع اور اس التزام کو نباہ دینا ایسا کام ہے کہ دانشمندوں کی عقلیں اُس میں عاجز ہو جاتی ہیں۔ بیہقی رحؒ نے روایت کیا شافعی رحؒ سے انھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی ایک سے زیادہ اہل علم و اہل صدق نے جو اہل مدینہ و مکہ میں سے تھے قبائل قریش میں سے اور دوسرے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غیرہم و کان بعضہم احسن اقتصاصاً للحدیث من بعض و قد زاد بعضہم علی بعض فی الحدیث ان عمر رضی اللہ عنہ لما دوّن الدواوین قال ابدأ ببنی ہاشم ثم قال حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعطیہم و بنی المطلب فاذا کانت السن فی الہاشمی قدّمہ علی المطلبی واذا کانت فی المطلبی قدّمہ علی الہاشمی فوضع الدیوان علی ذلک اعطاہم عطاء القبیلۃ الواحدۃ ثم استوت لہ عبد شمس و نوفل فی جذم النسب فقال عبد شمس اخوۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم لابیہ و امہ دون نوفل فقدّمہم ثم دعا بنی نوفل بتلوہم ثم استوت لہ عبد العزّٰی و عبد الدار فقال فی بنی اسد بن عبد العزّٰی اصہار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفیہم انہم من المطیّبین و قال بعضہم ہم من حلف الفضول و فیہما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قیل

لوگوں میں سے اور ان میں سے بعض بہ نسبت بعض کے حدیث کے قصوں کو عمدگی سے بیان کرنے والے تھے اور بعض نے ان میں سے بعض کی روایت سے کچھ زیادہ باتیں بیان کیں کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر تیار کرائے تو فرمایا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر فرمایا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا آپؐ اُن کو اور بنی المطلب کو عطا فرمارہے تھے تو جب کوئی بڑی عمر والا ہاشمی جماعت میں ہوتا تھا تو اس کو مطلبی پر مقدّم کردیتے تھے اور اگر مطلبی میں ہوتا تھا تو اس کو ہاشمی پر مقدّم کردیتے تھے۔ تو آپؓ نے دیوان (رجسٹر اسماء) کی ترتیب قائم کی اسی نہج پر اُن کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی طرح۔ پھر ان کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر معلوم ہوئے تو فرمایا کہ عبد شمس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہیں باپ کی طرف سے اور ماں کی طرف سے نہ کہ نوفل، تو ان کو مقدّم کیا پھر اُن کے متصل آپ نے پکارا بنی نوفل کو پھر اس کے سامنے برابر ہوئے عبد العزّٰی اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزّٰی میں داماد ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اور اُن میں یہ خصوصیت بھی ہے کہ وہ مطیّبینؑ میں سے ہیں اور بعضوں نے کہا (یعنی بعض راویوں نے) کہ حلف الفضول میں سے ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور کہا گیا کہ

ع۵ جب عبد مناف کی اولاد نے عبد الدار کی اولاد سے بیت اللہ کی دربانی اور رفادہ (رفادہ اُس چندے کو کہتے تھے جو قریش میں حج سے کچھ پہلے کیا جاتا تھا جس میں سے بزمانۂ حج آنیوالوں کی آسائش اور تواضعات کا انتظام کیا جاتا تھا) اور سقایت کا مطالبہ کیا اور عبد الدار کی اولاد نے اس سے انکار کیا تو دونوں میں سے ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبائل سے عہد لیا کہ وہ بہرحال ان کے ساتھی رہیں گے۔ اولاد عبد مناف نے ایک بڑے پیالہ میں کچھ خوشبوئیں حل کرکے لائے ان کے مددگاروں نے اس پیالہ میں ہاتھ ڈبوکر عہد امانت کیا تھا اس بنا پر ان کو "مطیّبین" کہا گیا (ان کے ساتھ تین[۳] قبیلے شریک ہوئے اسد[۱] اور زہرہ[۲] اور تیم[۳]۔ ابو بکر صدیقؓ ان میں سے تھے یعنی بنی تیم میں سے) اور عبد الدار نے دوسرے طور پر عہد لیا ان کو اَحلاف کہا گیا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر صدیقؓ مطیّبین میں سے تھے اور حضرت عمرؓ اَحلاف میں سے (عبد الدار کے ساتھ یہ پانچ قبائل تھے جمح[۱]، مخزوم[۲]، عدی[۳]، کعب[۴] و سہم[۵]۔ یہ چھ[۶] قبیلے احلاف بولے جاتے تھے) ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ذکر سابقۃ فقدمھم علی بنی عبد الدار ثم دعا بنی عبد الدار تلوھم ثم انفردت لہ بنو زہرۃ فدعاھا تلو عبد الدار ثم استوت لہ تیم و مخزوم فقال فی بنی تیم انھم من حلف الفضول و المطیبین و فیھما کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وقیل ذکر سابقۃ وقیل ذکر صہرا فقدمہم علی مخزوم ثم دعا مخزوما تلوھم ثم استوت لہ سہم و جمح و عدی بن کعب فقیل ابدأ بعدی فقال بل اقر نفسی حیث کنت فان الاسلام دخل و امرنا و امر بنی سہم واحد ولکن انظر و بنی جمح و سہم فقیل قدم بنی جمح ثم دعا بنی سہم و کان دیوان عدی و سہم مختلطا کالدعوۃ الواحدۃ فلما خلصت الیہ دعوتہ کبر تکبیرۃ عالیۃ ثم قال الحمد للہ الذی اوصل حظی من رسولہ ثم دعا من بنی عامر بن لوی قال الشافعی فقال بعضھم ان ابا عبیدۃ ابن عبد اللہ بن الجراح الفہری لما رای من یتقدم علیہ قال اکل ہولاء تدعوا امامی فقال یا ابا عبیدۃ اصبر کما صبرت او کلم قومک فمن قدمک منہم علی نفسہ لم امنعہ فاما انا و بنو عدی

ذکر کیا اُن کے اسلام پر سبقت کرنے کا۔ تو اُن کو مقدم کیا بنی عبدالدار پر پھر بنی عبدالدار کو اُن کے متصل بُلایا۔ پھر منفرد ہوئے اُن کے سامنے بنو زہرہ تو اُن کو بلایا عبدالدار کے ساتھ۔ پھر برابر ہوئے اُن کے سامنے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے میں کہا کہ وہ حلف الفضول اور مطیبین میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور یہ بھی کہا گیا کہ آپؐ نے ان کے سوابق اسلام کا ذکر کیا اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ نے تعلق دامادی کا ذکر کیا تو اُن کو مخزوم پر مقدم کیا۔ پھر مخزوم کو ان کے متصل بُلایا۔ پھر ان کے سامنے سہم اور جمح اور عدی بن کعب برابر آتے تو آپؓ سے کہا گیا کہ عدی سے شروع کیجئے تو آپ نے فرمایا کہ میں اپنے نفس کو وہیں رکھتا ہوں جہاں میں تھا کیونکہ اسلام داخل ہو گیا تھا اور ہمارا اور بنی سہم کا ایک ہی معاملہ تھا، لیکن غور کرو بنی جمح اور بنی سہم میں تو کہا گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجئے تو آپ نے پکارا بنی سہم کو اور عدی اور سہم کا رجسٹر مختلط تھا مثل دعوتِ واحدہ کے۔ پھر جب اُن کی دعوت یہاں تک پہنچ گئی تو اُنھوں نے ایک بلند تکبیر کہی پھر فرمایا کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے میرے حصّہ کو اپنے رسولؐ سے مِلا دیا۔ پھر آپؓ نے بنی عامر لوی ہی کو بُلایا۔ شافعیؒ نے کہا کہ بعض رواۃ نے یہ ذکر کیا کہ ابو عبیدہؓ بن الجراح فہری نے جب ان لوگوں کو دیکھا جو اُن پر مقدم ہو رہے تھے تو کہا کہ کیا ان سب لوگوں کو میرے سامنے بُلا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہؓ صبر کرو جیسا میں نے صبر کیا یا (بروایتِ بعض یہ فرمایا کہ) اپنی قوم سے بات کر لیجئے تو جو اُن میں سے آپ کو اپنی ذات پر مقدم کرے میں اس کو نہیں روکوں گا۔ رہے میں اور بنو عدی تو

عہ یعنی آپؐ سے اتنا نسبی بُعد ہونے کے باوجود ہے اتنا زیادہ تقرب رہا جو نسبی قُرب رکھنے والوں کو میسّر نہیں آیا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فنقدمک ان احببت علی انفسنا قال الشافعیؒ عند ذلک الناس عباد اللہ فاولٰھم ان یکون مقدّما اقربھم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ و مستودع امانتہ خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین محمد صلی اللہ علیہ وسلم قال القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج حدثنی ابن ابی نجیح قال قدم علی ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ مالٌ فقال من کان لہٗ عند النبی صلی اللہ علیہ وسلم عدۃ فلیأت فجآءہ جابر بن عبد اللہ فقال قال لی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لو جآء مال البحرین اعطیک ھکذا وھکذا وھکذا یشیر بکفیہ فقال لہ ابو بکر خذ فاخذ بکفیہ ثم عدہ فوجد خمسمأۃ فقال خذ الیھا الفا فاخذ الفا ثم اعطی کل انسان کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وعدہ شیئا وبقی بقیۃٌ من المال فقسمہ بین الناس بالسویۃ علی الصغیر والکبیر والحر والمملوک والانثیٰ فخرج علی تسعۃ دراھم وثلث لکل انسان فلما کان العام المقبل جاء مال اکثر من ذلک فقسمہ بین الناس فاصاب کل انسان عشرون درھما قال فجاء ناس من المسلمین وقالوا یا خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انک قسمت ھذا فسویت بین الناس

اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کو اپنی ذات سے مقدم کردیں گے۔ اس موقع پر شافعیؒ نے کہا کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں بس مقدم ہونے میں سب سے اولیٰ وہی ہے جو اُن میں سب سے زیادہ قریب ہو اُس ذات سے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے پیغامات کے لئے برگزیدہ کیا اور جو ودیعت گاہ بنا اُس کی امانت کا، خاتم النبیین، ربّ العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے۔ قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں کہا ہے کہ مجھ سے بیان کیا ابن ابی نجیح نے۔ کہا کہ ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس مال آیا تو انھوں نے کہا کہ جس سے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی وعدہ کیا ہو تو چاہیئے کہ وہ آئے تو اُن کے پاس جابر بن عبد اللہ رضؓ پہنچے اور کہا کہ مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ اگر بحرین کا مال آگیا تو میں تجھے اس طرح اور اس طرح اور اس طرح دوں گا اپنی دونوں ہتھیلیوں کے ساتھ (دو ہتڑ بنا کر) اشارہ کر رہے تھے۔ تو اُن سے ابو بکر رضؓ نے کہا کہ لے لے تو اُنھوں نے ایک دو ہتڑ بھرلی۔ پھر اس کو شمار کیا تو وہ پانچسو درہم نکلے تو فرمایا کہ اس کے ساتھ ایک ہزار اور لے لے۔ (تاکہ تین دو ہتڑ کی مقدار پوری ہو جائے جو وعدہ تھا) تو اُنھوں نے ایک ہزار لے لئے۔ پھر اُنھوں نے ہر اُس شخص کو دیا جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کچھ وعدہ فرمایا تھا۔ پھر جو مال باقی بچا تو اس کو سب لوگوں پر چھوٹے اور بڑے، آزاد اور مملوک اور عورتوں پر برابر تقسیم کیا تو ہر انسان کے حصہ میں نو درہم اور ایک تہائی درہم آئے۔ پھر جب آئندہ سال آیا تو اس میں اس سے زیادہ مال آیا پھر اُس کو سب لوگوں میں تقسیم کیا تو ہر شخص کے حصہ میں بیس درہم آئے کہا کہ پھر مسلمانوں میں سے کچھ لوگوں نے آپ سے مل کر کہا کہ اے خلیفۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آپ نے اس مال کو تقسیم کیا اور سب لوگوں میں برابری کردی حالانکہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومن الناس اُناسٌ لهم فضلٌ وسوابقٌ وقدمٌ فلو فضّلتَ اہلَ السّوابق والقِدم والفضل بفضلهم قال فقال اما ما ذکرتم من السّوابق والقِدم فما اَعرفنی بذٰلک (تعجب ای اعرفنی بذلک منکم) وانما ذٰلک شیٔ ثوابُه علی الله ہذا معاشٌ فالاُسوة فیه خیرٌ من الاثِرة (ترجیح) فلمّا کانَ عُمرَ بن الخطاب رضی الله عنه وجاءته الفتوح فضّلَ وقال لا اجعل مَن قاتَل رسولَ الله صلی الله علیه وسلم کمن قاتل معه ففرض لاہل السّوابق والقِدم من المہاجرین والانصارِ ممّن شہد بدرًا خمسةَ الفِ خمسة الفِ وفرض لمن کان لهٗ اسلامٌ کاسلام اہلِ بدرٍ دونَ ذٰلک اَنزَلهُم علٰی قدرِ منازلهم فقیر گوید سابق بیان کردیم کہ فہم بندۂ ضعیف آنست کہ این اختلاف در حکم شرعی نیست بلکہ اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال است والله اعلم۔ اخرج القاضی ابو یوسف فی کتاب الخراج عن ابی جعفر انّ عمر لمّا اراد ان یفرض للنّاسِ وکان رَاْیُه اخیرَ من رَاْیِہم قالوا ابدأ بنفسک قال لا فبدأ بالاقرب من رسولِ الله صلی الله علیه وسلم ففرض للعبّاسِ ثمّ لعلیٍّ حتی (توالی) بین خمس قبایل حتی انتہیٰ الی بنی عدیّ بن کعب واخرج ایضًا عن الشعبی

ان میں ایسے لوگ بھی ہیں جو صاحبِ فضیلت و صاحبِ سوابق ہیں اور قدیم الاسلام ہیں تو اگر آپ اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت اور صاحبِ فضیلت لوگوں کو فضیلت دیتے ان کے افضل ہونے کی وجہ سے تو بہتر ہوتا۔ کہا کہ ابوبکر صدیق رضؓ نے فرمایا کہ تم نے جو سوابق اور قدم کا ذکر کیا ہے تو مجھ سے زیادہ اس کو کون جاننے والا ہے اور یہ صرف ایسی شے ہے جس کا ثواب اللہ کے ذمہ ہے اور یہ معاش کا معاملہ ہے اس میں برابری رکھنا ترجیح دینے سے بہتر ہے۔ پھر جب خلیفہ ہوئے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اور ان کے پاس فتوحات آئیں تو انھوں نے فضیلت دی اور فرمایا کہ میں اُس شخص کو جس نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قتال کیا اُس شخص کے برابر نہیں کرونگا جس نے آپؐ کے ساتھ مل کر ان سے قتال کیا۔ تو آپؓ نے حصّہ قائم کیا مہاجرین و انصار میں سے اہلِ سوابق اور اہلِ قدامت کے لئے جو لوگ بدر میں حاضر ہوتے پانچ پانچ ہزار۔ اور جن لوگوں کا اسلام مثل اسلام اہلِ بدر کے تھا ان لوگوں کا حصہ اُن سے کم رکھا۔ اُن کو اُن کی سوابق کی منزلوں کے بقدر زیریں مرتبہ میں رکھا۔ فقیر کہتا ہے کہ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ بندۂ ضعیف یہ سمجھتا ہے کہ یہ اختلاف حکم شرعی میں نہیں ہے بلکہ اختلاف حکم بسبب اختلافِ حال کے ہوا ہے واللہ اعلم۔ اخذ کیا ہے قاضی ابو یوسفؒ نے کتاب الخراج میں مروی ہے ابو جعفر سے کہ عمرؓ نے جب ارادہ کیا کہ لوگوں کے حصّے مقرر کردیں اور اُن کی رائے سب لوگوں کی رائے سے بہتر تھی۔ لوگوں نے کہا کہ آپ اپنی ذات سے شروع کیجئے۔ فرمایا نہیں۔ پھر آپؓ نے شروع کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سب سے زیادہ قریب رشتہ دار سے تو حصّہ مقرر کیا عباسؓ کا پھر علیؓ کا یہاں تک کہ ترتیب قائم کی پانچ قبائل کے درمیان یہاں تک کہ پہنچے بنی عدی بن کعب پر۔ اور نیز روایت کی شعبی سے وہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن من شهد عمر بن الخطاب قال لما فتح الله عليه
وفتح فارس والروم جمع ناسًا من اصحاب النبي
صلى الله عليه وسلم فقال ما ترون فاني ارى
ان اجعل عطاء الناس في كل سنة واجمع
المال فانه اعظم للبركة قالوا اصنع ما رأيت فانك
ان شاء الله موفق فقال ففرض الاعطيات
فدعا الناس فقال عبد الرحمن بن عوف ابدأ بنفسك
فقال لا والله ولكن ابدأ ببني هاشم رهط النبي
صلى الله عليه وسلم فكتب من شهد بدرًا
من بني هاشم من مولى او عربي لكل رجل
منهم خمسة آلاف وفرض للعباس
ابن عبد المطلب رضي الله عنه اثنى عشر الفًا ثم
فرض لمن شهد بدرًا من بني امية بن عبد شمس
ثم الاقرب فالاقرب الى بني هاشم ففرض
للبدريين اجمعين عربيهم ومولاهم خمسة
آلاف خمسة آلاف وفرض للانصار اربعة
آلاف اربعة آلاف وكان اول انصاري
فرض له محمد بن مسلمة وفرض
لازواج النبي صلى الله عليه وسلم
عشرة آلاف عشرة آلاف وفرض
لعائشة ام المؤمنين رضي الله عنها اثنا عشر
الفا وفرض لمهاجرة الحبشة اربعة آلاف
اربعة آلاف لكل رجل منهم
وفرض لعمر بن ابي سلمة لمكان
ام سلمة اربعة آلاف

اس شخص سے روایت کرتے ہیں جو عمرؓ بن خطاب کے پاس حاضر تھے کہا کہ جب اللہ تعالیٰ نے اُن پر کشائش کر دی اور فتح کر دیا فارس اور روم کو تو آپؓ نے جمع کیا بہت سے لوگوں کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں سے پھر فرمایا کہ تمھاری کیا رائے ہے میں خیال کر رہا ہوں کہ لوگوں کے سالانہ وظائف مقرر کر دوں اور مال کو جمع کروں تو یہ بات بڑی ہو گی برکت کے لئے۔ لوگوں نے کہا جو کچھ آپ کی رائے ہے اُس کے مطابق کیجئے۔ آپ کو انشاء اللہ اس کی توفیق دی گئی ہے۔ کہا کہ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے اور لوگوں کو بلایا تو عبد الرحمٰنؓ بن عوف نے کہا کہ اپنی ذات سے (شروع کیجئے) تو فرمایا کہ واللہ نہیں لیکن میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے جو خاندان ہے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا تو آپ نے اُن لوگوں کو لکھا جو بنی ہاشم میں سے بدر میں حاضر تھے مولے یا عربی ان میں سے ہر شخص کے لئے پانچ پانچ ہزار اور عباسؓ ابن عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر کئے بارہ ہزار پھر آپؓ نے حصہ مقرر کیا اُن لوگوں کا جو بدر میں حاضر ہوئے بنی امیہ ابن عبد شمس میں سے۔ پھر درجہ بدرجہ بنی ہاشم سے قریب تر لوگوں کے حصے مقرر کئے۔ پھر آپؓ نے وظائف مقرر کئے دیگر تمام بدریین کے خواہ وہ خالص عربی ہوں یا اُن کے آزاد کردہ ہوں پانچ پانچ ہزار اور انصار کے لئے وظیفہ مقرر کیا چار چار ہزار تو پہلے انصاری جن کا وظیفہ مقرر کیا گیا محمدؓ بن مسلمہ تھے۔ اور آپ نے مقرر کیا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی بی بیوں کے لئے دس دس ہزار اور مقرر کیا اُمّ المؤمنین عائشہ رضی اللہ عنہا کے لئے بارہ ہزار اور مقرر کیا مہاجرین حبشہ کے لئے ان میں سے ہر شخص کے لئے چار چار ہزار۔ اور آپؓ نے مقرر کیا عمرؓ بن ابی سلمہؓ کے لئے بوجہ اُمّ سلمہؓ کے مرتبہ و احترام کے چار ہزار تو

۱۶/۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال محمد بن عبد اللہ بن جحش لم تفضلُ علینا عمر لہجرۃ ابیہ فقد ہاجر آباؤنا وشہدوا فقالَ عمر اُفضِلہ لمکانہ من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فلیأتِ الذی یَستَغیثُ بأُمٍّ مثلِ امّ سلمۃ اُغیثُہٗ وفرضَ للحسن والحسین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف لمکانہما من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ثم فرضَ للنّاس ثلثمائۃ واربع مائۃ للعربی والمولٰی وفرضَ لنسآءِ المہاجرین والانصار ستمائۃ ستمائۃ واربع مائۃ اربع مائۃ وثلث مائۃ ثلثمائۃ ومائتین وفرضَ لاُناسٍ من المہاجرین والانصارِ فی الفین الفین واخرج ایضًا عن السائب بن یزید قال سمعتُ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ یقولُ واللہِ الذی لآ الٰہ الّا ہو ما احدٌ الّا ولہ فی ھٰذا المال حقٌّ اُعطِیَہٗ او مُنِعَہٗ وما احدٌ احقَّ بہ من اَحدٍ الّا عبدٌ مملوکٌ وما انا فیہ

محمد بن عبد اللہ بن جحش نے کہا کہ آپ عمر رض کو ہم پر کیوں فضیلت دے رہے ہیں اُس کے باپ کی ہجرت کی وجہ سے جب کہ ہمارے آباء نے ہجرت کی اور شہید بھی ہوئے۔ تو عمر رض نے کہا کہ میں اُس کو فضیلت دے رہا ہوں اُس کے اس مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس کو حاصل ہے۔ (اگر کوئی ایسا شخص ہے تو) آئے جو مدعی بنے کسی ایسی ماں کی بناء پر جو اُمّ سلمہ رض کے مرتبہ کی ہو کہ میں اُس کے اس دعوے کو درست قرار دوں۔ اور آپ رض نے وظیفہ قرار دیا حسن رض اور حسین رض کے لئے پانچ پانچ ہزار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت ان دونوں کے مقام پر نظر کرتے ہوئے۔ پھر عام لوگوں کے حصے مقرر کئے تین سو اور چارسو عربی کے لئے بھی اور مولیٰ کے لئے بھی۔ اور وظیفے قرار دیئے مہاجرین اور انصار کی عورتوں کے لئے چھ چھ سو اور چار چار سو اور تین تین سو اور دو سو۔ اور آپ رض نے مہاجرین و انصار کے عام لوگوں کے وظیفے قرار دیئے دو دو ہزار کے اندر۔ اور نیز سائب بن یزید سے مروی ہے کہا کہ میں نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ سے سُنا کہ وہ فرماتے تھے کہ قسم ہے اُس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں کہ کوئی بھی ایسا شخص نہیں ہے جس کا اس مال میں حق نہ ہو جو اُس کو عطا کر دیا جائے یا اس سے روک دیا جائے اور کوئی اُس کا دوسرے سے زیادہ حقدار نہیں بجز عبد مملوک کے اور اس بارے میں میں بھی ایسا ہی ہوں

عه عمر بن ابی سلمہ رض آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے لے پالک تھے ان کی والدہ ام المؤمنین ام سلمہ رض ہیں یہ ۲ھ میں حبشہ میں پیدا ہوئے تھے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے وقت ان کی عمر نو سال کی تھی حضرت اُمّ سلمہ رض کا نکاح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ۳ یا ۴ھ میں ہوا تھا۔ یہ گود میں تھے اور یہ معترض محمد بن عبد اللہ بن جحش ام المؤمنین حضرت زینب رض کے بھتیجے تھے۔ اُن کے باپ عبد اللہ رض بن جحش ہیں جو حضرت زینب رض کے بھائی تھے جنھوں نے ہجرت حبشہ اور ہجرت مدینہ دونوں کی تھیں اور یہ جنگ اُحد میں شہید ہوئے تھے ان کو اور حضرت حمزہ رض کو ایک ہی قبر میں دفن کیا گیا تھا۔ اسی ہجرت و شہادت کی طرف اُن کے بیٹے نے اشارہ کیا۔ حضرت عمر رض نے یہ جواب دیا کہ ام سلمہ رض کی وجہ سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو قرب عمر بن سلمہ رض کو حاصل ہے وہ تم سے زیادہ ہے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الا کاحدکم و لکنا علی منازلنا من کتاب اللہ تعالیٰ و قسمنا (حظنا ۱۲) من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فالرجل و بلاءہ فی الاسلام والرجل و عناءہ فی الاسلام والرجل وحاجتہ فی الاسلام واللہ لئن بقیت لیاتین الراعی بجبل صنعاء حظہ من المال و ہو مکانہ قبل ان یحمر وجہہ یعنی فی طلبہ وکان دیوان حمیر علی حدۃ وکان یفرض لامیر الجیوش والقری فی العطاء ما بین تسعۃ آلاف و ثمانیۃ آلاف و سبعۃ آلاف علی قدر ما یصلحہم من الطعام و ما یقومون بہ من الامور قال وکان یفرض للمنفوس (مولود ۱۲) اذا طرحتہ امہ مائۃ فاذا ترعرع بلغ بہ مائتین فاذا بلغ زادہ (الکبیر ۱۲) قال ولما رأی المال قد کثر قال لئن عشت الی ھذہ اللیلۃ من قابل (سال آئندہ ۱۲) لالحقن اخری الناس باولہم حتی یکونوا فی العطاء سواء فتوفی قبل ذلک رحمۃ اللہ علیہ

قال وحدثنی ابو معشر قال حدثنی عمر مولی غفرۃ وغیرہ قال لما جاء عمر بن الخطاب الفتوح و جاءتہ الاموال قال

جیسا تم میں کا کوئی ایک شخص، لیکن ہم اپنی اُن منزلوں (یعنی مرتبوں) پر عمل پیرا ہیں جو کتاب اللہ تعالیٰ میں ہیں اور ہم نے وظیفے قائم کئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم (کے تقرب کے معیار) سے۔ پھر ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اس مصیبت پر جو اسلام لانے کی وجہ سے اُس پر پڑی اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کے اسلام کی قدامت کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اس کی اسلام پر پوری مراعات کو دیکھا اور ایک شخص پر نظر کی اور اسلام میں اُس کی حاجت پر نظر کی۔ خدا کی قسم اگر میں زندہ رہ گیا تو اُس چرواہے کے پاس بھی جو جبلِ صنعاء میں رہتا ہوگا ضرور مال میں سے اُس کا حصہ اس طرح پہنچے گا کہ وہ اپنی جگہ پر ہوگا قبل اس کے کہ اس کا منہ سرخ ہونے پائے یعنی اُس کی طلب میں سفر کی صعوبت میں پڑے اور حمیر کا رجسٹر علیحدہ تھا اور آپ لشکروں اور بستیوں کے اُمراء کے لئے عطیات کی تعداد نو ہزار اور آٹھ ہزار اور سات ہزار کے درمیان قائم کیا کرتے تھے جس قدر بھی ان کے کھانے پینے کی ضروریات کے لئے مناسب معلوم ہوتا تھا اور جس سے وہ امور ضروریہ پورے کر سکیں۔ اور کہا کہ آپ بچوں کا وظیفہ ایک سو لگایا کرتے تھے جب کہ اس کی ماں اس کو (گود سے) اتار دے۔ پھر جب وہ بڑھ جاتا تو بڑھا دو سو کر دیتے پھر جب اور بڑھتا تو اور اضافہ کر دیتے تھے۔ کہا کہ جب آپ نے مال کو دیکھا کہ بہت ہو گیا ہے تو فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال کی اس رات تک زندہ رہا تو میں بعد کے لوگوں کو اُوپر کے لوگوں کے ساتھ ملحق کر دوں گا تاکہ سب کے وظائف برابر ہو جائیں مگر آپؓ اس سے پہلے ہی وفات پا گئے، آپؓ کے اُوپر اللہ کی رحمت نازل ہو۔ کہا اور بیان کیا مجھ سے ابو معشر نے کہا مجھ سے عمر مولیٰ غفرہ وغیرہ نے کہا کہ جب عمرؓ بن الخطاب کو فتوحات ہوئیں اور ان کے پاس اموال آئے تو فرمایا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان ابابکر رضی اللہ عنہ رأے فی ہذا المال رأیا ولی فیہ رأی آخر لاجعل من قاتل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کمن قاتل معہ ففرض للمہاجرین والانصار ممن شہد بدرًا خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف وفرض لمن کان اسلامہ کاسلام اہل بدر ولم یشہد بدرًا اربعۃ آلاف اربعۃ آلاف وفرض لازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم اثنے عشر الفًا اثنے عشر الفًا الا صفیۃ وجویریۃ فانہ فرض لہما ستۃ آلاف ستۃ آلاف فابتا ان تقبلا فقال لہما انما فرضت لہن للہجرۃ فقالتا انما فرضت لہن لمکانہن من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اثنے عشر الفًا وفرض للعباس عم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اثنے عشر الفًا وفرض لاسامۃ بن زید اربعۃ آلاف وفرض لعبد اللہ بن عمر ابنہ ثلٰثۃ آلاف فقال یا ابت لم زدتہ علے الفًا ما کان لابیہ

اُس مال میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ایک رائے تھی اور میری رائے دوسری ہے۔ میں نہیں بناؤں گا اُس شخص کو جس نے قتال کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے اُس شخص کے برابر جس نے آپؐ کے ساتھ ہوکر اُن سے قتال کیا تو آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا مہاجرین کے لئے اور انصار کے لئے ان لوگوں میں سے جو بدر میں حاضر تھے پانچ پانچ ہزار اور حصہ مقرر کیا اُس شخص کا جس کا اسلام اہلِ بدر کے اسلام جیسا تھا اور وہ بدر میں حاضر نہیں تھے چار چار ہزار اور ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا وظیفہ مقرر کیا بارہ بارہ ہزار بجز صفیہؓ[ع۱] اور جویریہؓ[ع۲] کے کہ آپؓ نے ان دونوں کے لئے چھ چھ ہزار مقرر کئے تو ان دونوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا تو آپؓ نے ان سے فرمایا کہ میں نے اُن (ازواج) کا وظیفہ (بارہ ہزار) ہجرت کی وجہ سے مقرر کیا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ تم نے ان کا وظیفہ بارہ ہزار اُن کے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تعلق کی وجہ سے مقرر کیا ہے (اور آپؐ کا وہی تعلق ہم سے بھی تھا) اور آپؓ نے وظیفہ مقرر کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے چچا عباس رضی اللہ عنہ کے لئے بارہ ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اُسامہ بن زیدؓ کا چار ہزار اور وظیفہ مقرر کیا اپنے بیٹے عبداللہ بن عمرؓ کا تین ہزار تو اُنھوں نے کہا کہ اے ابّاجان آپؓ نے مجھ سے اُسامہؓ کے ایک ہزار کیوں بڑھائے اُسکے باپ میں

ع۱ صفیہؓ پہلے کنانہ بن ابی الحقیق کی بیوی تھیں جو جنگِ خیبر میں محرم سنہ ۷ھ میں قتل کردیا گیا اور یہ قید ہوگئیں تو ان کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے لئے پسند فرمالیا۔ بعض نے یہ روایت کی ہے کہ یہ دحیہ کلبی کے حصہ میں آئی تھیں اُن سے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سات غلاموں کے عوض میں خرید لیا اس کے بعد یہ اسلام لے آئیں تو آپؐ نے ان کو آزاد کردیا اور نکاح کرلیا اور ان کا مہران کے عتق کو قرار دیا ۱۲ مترجم عفی عنہ از اکمال ع۲ جویریہؓ حارث کی بیٹی تھیں جن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے غزوۂ مریسیع میں قید کیا تھا سنہ ۵ھ میں۔ یہ ثابتؓ بن قیس کے حصہ میں آگئی تھیں۔ ثابتؓ بن قیس نے ان کو مکاتب بنادیا تھا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بدل کتابت اداکرکے آزاد کرادیا۔ پھر اپنی زوجیت سے ان کو مشرف کیا ان کا نام برّہ تھا آپؐ نے جویریہ رکھ دیا تھا ۱۲ مترجم از اکمال

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من الفضل مالم یکن لابی وما کان لہ مالم یکن لی فقال ان ابا اسامۃ کان احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من ابیک وکان اسامۃ احب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک وفرض للحسن والحسین خمسۃ آلاف خمسۃ آلاف الحقہما بابیہما لمکانہما من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وفرض لابناء المہاجرین والانصار الفین فمر بہ عمر بن ابی سلمۃ فقال زیدوہ الفا فقال لہ محمد بن عبداللہ بن جحش ماکان لابیہ ابی سلمۃ مالم یکن لابائنا وماکان لہ مالم یکن لنا فقال عمر انی قد فرضت لہ بابیہ ابی سلمۃ الفین وزدتہ بامہ ام سلمۃ الفا فان کانت لک ام مثل ام سلمۃ زدتک الفا وفرض لاہل مکۃ والناس ثمان مائۃ فجاءہ طلحۃ بن عبیداللہ ففرض لہ ثمان مائۃ فمر بہ النضر بن انس فقال عمر افرضوا لہ الفین فقال طلحۃ جئتک بمثلہ ففرضت لہ ثمان مائۃ وفرضت لہذا الفین فقال ان ابا ہذا لقینی یوم احد فقال ما فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد قتل فان اللہ حی لا یموت

کوئی ایسی فضیلت نہیں تھی جو میرے باپ میں نہیں ہے اور نہ اس میں کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہیں۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ اسامہؓ کا باپ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تیرے باپ سے اور اسامہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا تجھ سے۔ اور آپ نے حسنؓ اور حسینؓ کے پانچ پانچ ہزار مقرر کئے ان دونوں کو ان کے باپ (علی رضی اللہ عنہ) کے ساتھ ملحق کیا، ان کے خاص مرتبہ کی وجہ سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی نسبت سے ان کو حاصل تھا اور آپؓ نے مقرر کئے مہاجرین اور انصار کے بیٹوں کے لئے دو دو ہزار تو ان کے سامنے آئے عمر بن ابی سلمہؓ تو فرمایا کہ اس کے ایک ہزار بڑھا دو تو اُن سے کہا محمد بن عبداللہ بن جحش نے کہ اس کے باپ ابوسلمہ کو کوئی ایسی فضیلت حاصل نہ تھی جو ہمارے آباء کو نہ تھی اور اس میں کوئی ایسی فضیلت نہیں جو ہم میں نہیں ہے تو حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے باپ ابوسلمہؓ کی وجہ سے دو ہزار مقرر کئے اور ایک ہزار بڑھاتے ہیں اس کی ماں اُم سلمہؓ کی وجہ سے تو اگر تیری ماں مثل اُم سلمہؓ کے ہوتی تو تیرے وظیفہ میں بھی ایک ہزار بڑھا دیتا۔ اور مقرر کئے آپ نے اہل مکہ اور سب لوگوں کے لئے آٹھ آٹھ سو۔ پھر اُن کے پاس لے کر آئے طلحہؓ بن عبیداللہ اپنے بھائی عثمان بن عبیداللہ کو تو آپ نے اُن کے آٹھ سو مقرر کئے۔ پھر اُن کے سامنے آیا نضر بن انس تو حضرت عمرؓ نے کہا کہ اس کے دو ہزار مقرر کرو تو طلحہؓ نے کہا کہ میں آپ کے پاس اسی جیسے کو لے کر آیا تو آپ نے اُس کے آٹھ سو مقرر کئے اور اس کے لئے دو ہزار۔ تو فرمایا کہ اس کا باپ مجھ سے ملا یوم اُحد میں (جب کہ کفار نے یہ شور مچا دیا تھا کہ محمدؐ کو قتل کر دیا گیا) تو اُس نے کہا کہ کیا ہوا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قتل ہو چکے ہیں تو اللہ زندہ ہے وہ کبھی نہ مرے گا۔ اس کے بعد اس نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقاتل حتیٰ قُتِلَ وہذا یُرعَی الشّاۃَ فی مکانِ کذا و کذا فعل عمر بہذا خلافتہ۔ فقیر گوید میتواند بود کہ فاروقِ اعظم رضؓ در بعض سنین قدرے تعیین کردہ باشد برائے بعض مردم و در سنین اُخرے قدرِ آخر واین وجہ جمع است در محلِ اختلافِ روایات و اللہ اعلم وازانجملہ آنکہ عثمان بن حُنیف وحذیفۃ ابن الیمان را بر مساحتِ سوادِ عراق فرستاد و بر سواد خراجے مقرر فرمود و تا حال بہمان دستور خراج ازانجا گرفتہ می شود قال ابو یوسف حدثنی السری بن اسماعیل عن عامر الشعبی ان عمر بن الخطاب مسح السواد فبلغ ستۃ وثلثین الف الفِ جریب وانہ وضع علی جریب الزرع درھماً و قفیزاً وعلی الکرم عشرۃ دراہم وعلی الرّطبۃ خمسۃ دراہم وعلی الرجل اثنے عشر درہماً او اربعۃ وعشرین او ثمانیۃ واربعین درہماً زاد ابو یوسف عن بعض مشایخہ ایضاً وعلی جریب النخل ثمانیۃ وعلی جریب القصب ستۃ وہمچنین ابو یوسف رح در حالِ شام وجزیرہ وسائر بلدان ذکر احکام حضرت فاروق نمودہ است و تعداد آن طولے دارد اینجا نکتہ را باید فہم کرد کہ

قتال شروع کر دیا یہاں تک کہ شہید ہو گیا۔ اور یہ اُس وقت بکریاں چرا رہا تھا فلاں فلاں جگہ پر۔ پھر عمرؓ اپنی خلافت میں اس پر کاربند رہے فقیر کہتا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ فاروقِ اعظمؓ نے بعض سالوں میں ایک مقدار متعین کی ہو۔ بعض لوگوں کے لئے اور بعد کے بعض سالوں میں دوسری مقدار مقرر کی ہو۔ محلِّ اختلافِ روایات میں جمع کرنے کی یہ ایک صورت ہے، واللہ اعلم۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے عثمانؓ بن حُنیف اور حُذیفہؓ بن الیمان کو عراق کے سواد (یعنی شاداب علاقہ) کی پیمائش کے لئے بھیجا۔ اور ہر علاقہ پر ایک خراج مقرر کیا۔ اب تک اسی دستور کے مطابق وہاں سے خراج لیا جاتا ہے۔ ابو یوسف رح نے کہا کہ مجھ سے بیان کیا سری بن اسماعیل نے وہ روایت کرتے ہیں عامر شعبی سے کہ عمر بن الخطاب نے سوادِ عراق کی پیمائش کی تو وہ تین کروڑ ساٹھ لاکھ جریبؑ ہوئی اور ہر جریب زراعت پر ایک درہم اور ایک قفیز (بوری تقریباً بیس سیر کی) اور انگور پر دس درہم اور کھجوروں پر پانچ درہم لگان مقرر کیا۔ اور ایک مرد پر بارہ درہم یا چوبیس یا اڑتالیس درہم مقرر کئے۔ اور ابو یوسف رح نے اپنے بعض مشائخ سے زیادہ بھی روایت کیا ہے۔ اور ایک جریب نخل (یعنی کھجور) پر آٹھ درہم اور ایک جریب گنے پر چھ درہم۔ اور اسی طرح ابو یوسف رح نے شام اور جزیرہ اور دوسرے شہروں کے حال میں حضرت فاروق رضی اللہ عنہ کے احکام کا ذکر کیا ہے اور اس کی تفصیل طول رکھتی ہے۔ یہاں ایک نکتہ سمجھ لینا چاہیئے کہ

ع جریب ایک محدود قطعہ زمین کو کہتے ہیں جس کی مقدار ساٹھ ہاتھ لمبی اور ساٹھ ہاتھ چوڑی ہے اس کو ہندی میں بیگھہ کہتے ہیں۔ کتاب المساحت میں ہے کہ چھ جَو کے عرض کو انگل اور چار انگل کو مٹھی اور چار مٹھی کو ہاتھ اور دس ہاتھ کو قصبہ اور دس قصبہ کو اشل اور ایک اشل کو ایک اشل میں ضرب دیں تو حاصل ضرب جریب ہے۔ اس کا حاصل سَو ہاتھ لمبی اور سو ہاتھ چوڑی نکلتا ہے۔ یہ بیگھہ پختہ ہے اور سابق پیمائش بیگھہ خام ۱۲ اشتیاق احمد از لغات الحدیث وغیرہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاروقِ اعظم رض در ہر شہرے خراجے و جزیہ معین کردہ موافقِ حالِ آن شہر و از انجملہ آنکہ چون با کُفّار مصالحہ می فرمود شروطیکہ می بایست مقرر می نمود با ہر قومی شرطے و لہذا آثار مختلف افتادہ اند قال ابو یوسف حدثنی عبداللہ بن سعید عن حُذیفۃ ان عمر بن الخطاب کان اذا صالح قوما اشترط علیھم ان یؤدوا من الخراج کذا و کذا و ان یقروا ثلثۃ ایام وان یہدوا الطریق ولا یتمالئوا (سازش نکنند ۱۲) علینا عدونا ولا یؤووا (تا جا ندہند ۱۲ / پناہ ندہند ۱۲) لنا محدثا (مجرم را ۱۲) فاذا فعلوا ذلک فہم آمنون علی دمائہم و نسائہم و ابنائہم و اموالہم ولہم بذلک ذمۃ اللہ و ذمۃ رسولہ صلی اللہ علیہ وسلم و نحن برآء من معرۃ (ضرر رسانی) الجیش و از انجملہ آنکہ تہیۂ اسباب مجاہدین بابلغ وجوہ مے نمود قال ابو یوسف و حدثنی شیخ لنا قدیم قال حدثنی اشیاخی قالوا کان لعمر بن الخطاب اربعۃ آلاف فرس موسومۃ (معلمۃ ۱۲) فی سبیل اللہ فاذا کان فی عطاء الرجل خفۃ او کان محتاجا اعطاہ الفرس و قال ان اغببتہ او ضیعتہ من علف و شرب

فاروقِ اعظم رض نے ہر شہر میں اُس شہر کے حال کے موافق خراج اور جزیہ مقرر کیا تھا۔ (روایات میں اس وجہ سے اختلاف پایا جاتا ہے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ جب کفّار کے ساتھ آپ مصالحت فرماتے تھے تو جو شرطیں کہ ہونی چاہئیں مقرر کیا کرتے تھے۔ ہر قوم کے ساتھ خاص شرط ہوتی تھی اور اسی وجہ سے آثار میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ کہا ابو یوسف رح نے مجھ سے روایت کیا عبداللہ ابن سعید نے بروایتِ حذیفہ رض کہ عمر بن الخطاب رض جب کسی قوم سے صلح کیا کرتے تھے تو اُن پر یہ شرط لگایا کرتے تھے کہ تم کو اتنا اور اتنا خراج ادا کرنا ہوگا اور (جب مسلمان شہر سے گزریں تو) تین دن تم کو اُن کی مہمانی کرنا ہوگی۔ اور راستہ بتانا پڑے گا اور ہمارے خلاف ہمارے دشمنوں سے سازش نہ کروگے اور ہمارے کسی مجرم کو پناہ نہیں دوگے تو جب وہ اس پر کاربند رہے تو امن میں ہیں اپنے خون کی طرف سے اور عورتوں کی طرف سے اور اپنی اولاد اور اموال کی طرف سے اور اُن کے اس پر ذمہ داری ہے اللہ کی اور ذمہ داری ہے اُس کے رسول صلے اللہ علیہ وسلم کی اور لشکر کی طرف سے کچھ ضرر پہنچ جانے کے ہم ذمہ دار نہ ہوں گے (مثلاً لشکر کے عبور اور گزرنے سے کچھ نقصان زراعت میں پیدا ہوجاتے)۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ اسباب مجاہدین کی تیاری کامل طور پر کرتے تھے۔ کہا ابو یوسف رح نے اور روایت کیا مجھ سے ہمارے ایک بڑی عمر کے بوڑھے نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا ہمارے بڑوں نے کہ عمر رض بن الخطاب کے پاس چار ہزار نشان لگے ہوئے گھوڑے موجود تھے اللہ کی راہ میں استعمال کے لئے۔ تو اگر کسی شخص کے وظیفہ میں کمی دیکھتے، یا وہ ضرورتمند ہوتا تو اُس کو گھوڑا اعطا کرتے اور فرماتے کہ اگر تو نے اس کو غائب کردیا یا اس کو ضائع کردیا گھاس پانی سے بے پرواہی کرکے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فانت ضامن فان قاتلت علیه فاصیب او اصبت فلیس علیک شئی و اخرج مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب کان یحمل فی العام الواحد علی اربعین الف بعیر الحدیث و ازانجملہ آنکہ خالصہ بادشاہان جاہلیت را در بیت المال داخل نمود تاہر کرا محتاج یابد ازانجا اقطاع نماید قال ابو یوسف وحدثنی بعض اہل المدینۃ من المشیخۃ القدماء قال وجد فی الدیوان ان عمر اصطفی اموال کسرٰی و آل کسرٰی وکل من فرّ عن ارضہ وقتل فی المعرکۃ وکل مغیض ماء او اجمۃ فکان یقطع من ھذہ لمن اقطع و ازانجملہ آنکہ بر بحر عاملان را نشاندند تا تحصیل خمس نمایند قال ابو یوسف حدثنی الحسن بن عمارۃ عن عمرو بن دینار عن طاؤس عن عبداللہ بن عباس ان عمر بن الخطاب استعمل یعلی بن امیۃ علی البحر فکتب الیه فی عنبرۃ وجدھا رجل علی الساحل یسالہ عنها و عما فیها فکتب الیه انه سیب سیبه اللہ فیها وفیما اخرج اللہ من البحر الخمس قال ابن عباس وذلک رأیی فقیر گوید فقہاء درین مسئلہ مختلف اند و اگر بادشاہی محتاج شود بکثرت بیت المال و

تو تو ذمہ دار ہوگا۔ پھر اگر تو نے اس پر سوار ہو کر قتال کیا اور کوئی حادثہ اس پر پڑا یا تجھ پر پڑا تو پھر تیرے اوپر کوئی مواخذہ نہیں۔ اور روایت کی مالک رح نے یحییٰ بن سعید سے کہ عمر رض بن الخطاب ایک سال میں چالیس ہزار اونٹوں پر لوگوں کو سوار کیا کرتے تھے، آخر حدیث تک۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ بادشاہان جاہلیت کے ذاتی اموال کو آپ نے بیت المال میں داخل کیا تاکہ جس کو ضرور تمند پائیں اس میں سے بطور جاگیر عطا فرمادیں۔ کہا ابو یوسف رح نے اور مجھ سے روایت کیا بعض بڑے بوڑھے بڑی عمر کے اہل مدینہ نے کہ رجسٹر میں یہ پایا گیا کہ عمر رض نے علیحدہ رکھا کسرٰی اور اس کے خاندان کے اموال کو اور ہر اس شخص کے اموال کو جو اپنی زمین سے بھاگ گیا یا معرکہ میں قتل ہو گیا اور پانی کے تالابوں کو اور بنوں کو تو جس کو کچھ جاگیر کے طور پر دینا چاہتے تھے اس میں سے دیتے تھے۔ اور ان میں سے ایک یہ ہے کہ دریا پر عاملوں کو بٹھایا تاکہ خمس (یعنی پانچواں حصہ) وصول کریں۔ ابو یوسف رح نے کہا کہ مجھ سے روایت کیا حسن بن عمارہ نے انھوں نے عمرو بن دینار سے انھوں نے طاؤس سے انھوں نے عبداللہ بن عباس رض سے کہ عمر رض بن الخطاب نے عامل بنایا یعلی ابن امیہ کو دریا پر تو انھوں نے ان کو لکھا عنبر کے بارے میں جس کو ایک شخص نے دریا کے کنارے پر پڑا ہوا پایا۔ اس کے بارے میں سوال کیا (کہ کس کی ملک ہوگا)، اور اس میں کیا محصول ہوگا؟ تو آپ رض نے جواب میں لکھا کہ یہ ایک عطیہ ہے جو اللہ نے اس کو دیا۔ اس میں اور جو چیز ایسی ہو کہ اللہ تعالے اس کو دریا میں سے نکالے اس میں خمس (۱/۵) ہے۔ ابن عباس رض نے کہا اور میری رائے بھی یہی ہے۔ فقیر کہتا ہے کہ فقہاء اس مسئلہ میں مختلف ہیں۔ اور اگر کوئی بادشاہ کثرت مال کا بیت المال میں ضرورتمند ہو اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برین روایت عمل کند درست باشد وذلک مختار ابی یوسف وہمچنین در عسل و لوز و جوز و فستق و زیتون وغیر آن واگر بروایت اخذِ عُشر عمل کند جائز است وآن بہتر است از وقوع در مظالم واز انجملہ آنکہ عُدُولِ اُمنا را عامل می ساخت وایشان را بابلغ وجوہ موعظت میفرمود وتعہدِ حالِ ایشان می نمود اینجا روایتے چند ایراد کنیم قال ابویوسف حدثنی مجالد بن سعید عن عامر عن محرر بن ابی ہریرۃ عن ابیہ ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ دعا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال اذا لم تعینونی فمن یعیننی فقالوا نحن نعینک فقال یا ابا ہریرۃ ائت البحرین وہجر ائت العام قال فذہبت فجئتہ فی آخر السنۃ بغرارتین فیہما خمسمائۃ الف فقال عمر ما رأیت مالاً مجتمعاً قط اکثر من ہذا فیہ دعوۃ مظلوم او مال یتیم او ارملۃ (بیوہ ۱۲) قال قلت لا واللہ بئس واللہ الرجل انا اذا ان ذہبت انت بالمہنا وانا بالمؤنۃ قال وحدثنی محمد بن ابی حمید قال حدثنا اشیاخنا ان ابا عبیدۃ بن الجراح قال لعمر بن الخطاب رضی اللہ عنہما دنست اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

اس روایت پر عمل کرے تو درست ہوگا اور یہی مسلک ابویوسفؒ نے اختیار کیا اور یہی حکم ہے شہد اور بادام اور اخروٹ اور پستہ اور زیتون وغیرہ کے بارے میں اور اگر عُشر (یعنی دسواں حصہ) لینے کی روایت پر عمل کرے تو جائز ہے اور یہ بہتر ہے مظالم میں مبتلا ہونے سے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ایسے لوگوں کو عامل بناتے تھے جو عدول (یعنی فسق کے دھبہ سے پاک) اور صاحبِ امانت ہوں اور اُن کو بہت بلیغ صورتوں کے ساتھ نصیحت فرمایا کرتے تھے اور ان کے حال کی خبرگیری بھی کرتے رہتے تھے۔ اس موقع پر ہم چند روایتیں درج کرتے ہیں۔ ابو یوسفؒ نے کہا کہ مجھ سے روایت کی مجالد بن سعید نے اور انھوں نے عامر سے اُنھوں نے محرر بن ابی ہریرہؓ سے اُنھوں نے اپنے باپ ابوہریرہؓ سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے بُلایا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پھر کہا کہ جب تم مجھے مدد نہیں دوگے تو کون ہے جو مجھے مدد دے گا، تو اُنھوں نے کہا کہ ہم آپ کی مدد کریں گے تو فرمایا کہ اے ابوہریرہؓ! بحرین اور ہجر جاؤ اسی سال میں پہنچو۔ ابوہریرہؓ نے بیان کیا کہ میں گیا اور آپ کے پاس آخر سال میں دو شلیتے لے کر آیا۔ ان دونوں میں پانچ لاکھ درہم تھے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے کبھی جمع شدہ (یکجائی) مال اس سے زیادہ نہیں دیکھا، کیا اس میں کسی مظلوم کی بددعا یا یتیم اور بیوہ کا مال ہے؟ میں نے کہا نہیں واللہ، اس صورت میں تو واللہ میں بدترین شخص ہوں گا اگر آپ تو لے کر جائیں مبارک اور خوشگوار چیز اور میں لے کر جاؤں بربادی۔ کہا (ابویوسفؒ نے) اور مجھ سے روایت کیا محمد بن ابی حُمَید نے کہا ہم سے روایت کیا ہمارے بزرگوں نے کہ ابو عُبَیدہؓ بن الجراح نے عمر رضی اللہ عنہ سے کہا کہ آپ نے اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وسلم فقال لہ عمر یا ابا عُبیدۃ اذا لم استعن
باہلِ الدّین علی دینی فبمن استعین
قال اما ان فعلت فاغنھم بالعمالۃ (مزدوری ۱۲) عن
الخیانۃ۔ یقول اذا استعملتھم فاجزل
لھم فی العطاء والرزق لا یحتاجون و
حدثنی عبدالملک بن ابی سلیمان عن
عطاء قال کتب عمر بن الخطاب الی
عمالہ ان یوافوا (پابند ۱۲) بہ بالموسم (زمانۂ حج ۱۲) فوافوہ
فقام فقال ایھا الناس انی
بعثت عمالی ھؤلاء علیکم ولم
استعملھم لیصیبوا من ابشارکم (جلدوں کو ۱۲) ولا من
دمائکم ولا من اموالکم فمن کانت لہ
مظلمۃ عند احدٍ منھم فلیقم قال فما قام من
الناس یومئذٍ غیر رجلٍ واحدٍ فقال یا
امیر المؤمنین عاملی ضربنی مائۃ سوطٍ قال
فقال عمر اتضربہ مائۃ سوطٍ قم فاستقد (قصاص لے ۱۲)
منہ فقام الیہ عمرو بن العاص
فقال لہ یا امیر المؤمنین انک
ان تفتح ھذا علی عمالک کثر علیھم
وکانت سُنّۃً یاخذ بھا من
بعدک فقال عمر لا اُقید (استفہام انکاری ۱۲)
منہ وقد رأیت رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم یُقید من نفسہٖ (قصاص ہے کرتے ۱۲)
قم فاستقد فقال عمرو دعنا
اذًا فلنرضہ

وسلم کو میل کچیل میں ڈال دیا۔ تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ اے ابو
عبیدہؓ! اگر میں اپنے دین کے کام میں اہلِ دین سے مدد نہ لوں
تو کس سے لوں؟ انھوں نے کہا کہ اچھا اگر آپ کو یہی کرنا ہے
تو ان کو معاوضۂ عمل دے کر خیانت سے بچائیے یعنی یہ کہتے تھے
کہ جب آپ اُن کو عامل بنائیں تو اُن کے وظائف اور روزینوں
میں اضافہ کریں کہ وہ ذی احتیاج نہ رہیں۔ اور مجھ سے
روایت کیا عبدالملک بن ابی سلیمان نے عطارؒ سے کہ عمرؓ بن
الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ بزمانۂ حج مجھ سے آکر ملیں۔
جب سب آپؓ کے پاس جمع ہو گئے تو کھڑے ہوئے اور فرمایا
کہ اے لوگو! میں نے اپنے ان عُمّال کو تمھارے یہاں بھیجا اور
میں نے اُن کو اس لئے عامل نہیں بنایا کہ وہ تمھارے کھال
اُدھیڑیں اور تمھیں لہولہان کر دیں اور تمھارے اموال چھین
لیں تو جس شخص کا اُن میں سے کسی پر انتقام کا حق ہو تو
چاہیئے کہ وہ کھڑا ہو جائے۔ تو اس دن لوگوں میں سے کوئی
کھڑا نہ ہوا بجز ایک شخص کے کہ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ
میرے یہاں کے عامل نے میرے سَو کوڑے مارے۔ (راوی
نے) کہا کہ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو اس کے سَو کوڑے
مارے گا، اُٹھ اور اپنا قصاص اُس سے لے۔ تو عمروؓ بن العاص
کھڑے ہوئے اور عمرؓ سے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اگر آپ
اپنے عُمّال پر یہ راستہ کھولیں گے تو لوگ ان پر لوٹ پڑیں گے
اور یہ ایک سُنّت بن جائے گی جس پر وہ بھی عمل کرے گا
جو آپ کے بعد ہوگا تو عمرؓ نے فرمایا کہ میں اُس سے قصاص
نہ لوں حالانکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا
اپنی ذات سے قصاص لیتے ہوئے۔ اُٹھ قصاص لے۔ تو عمرو
نے کہا کہ اس صورت میں آپ ہم کو چھوڑیں کہ ہم اُسکو راضی کرلیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال فقال ذو نعم قال فارضوہ بان اشتریت
منہ بمائتے دینارٍ کل سوطٍ بدینارین
وحدثنی عبداللہ بن الولید عن عاصم بن ابی النجود
عن ابی بکر نمیر بن ثابت قال کان عمر اذا
استعمل رجلاً اشھد علیہ رھطاً من الانصار
وغیرھم واشترط علیہ اربعاً الّا یرکب برذوناً
ولا یلبس ثوباً رقیقاً ولا یاکل نقیاً ولا
یغلق باباً دون حوائج الناس ولا یتخذ حاجباً
قال فبینما ھو یمشی فی بعض طرق
المدینۃ اذ ھتف بہ رجل اترے
ھذہ الشروط ینجیک من اللہ وعاملک
عیاض بن غنم علی مصر قد لبس الرقیق
واتخذ الحاجب فدعا محمد بن مسلمۃ و
کان رسولہ علی العمال فبعثہ وقال
ائتنی بہ علی الحال التی تجدہ علیھا
قال فاتاہ فوجد علی بابہ حاجباً فدخل
وعلیہ قمیص رقیق قال اجب امیر
المؤمنین فقال اطرح عنی ثیابی
فقال لا الّا علی حالک ھذہ
فقدم بہ علیہ فلما راٰہ عمر
قال انزع قمیصک ودعا بمدرعۃ
صوف وربضۃ من غنم و
عصا فقال البس ھذہ المدرعۃ و
خذ ھذا العصا و ارع
ھذہ الغنم و

کہا کہ اس پر عمرؓ نے کہا کہ ایسا کرلو۔ کہا کہ انھوں نے اس کو اس پر راضی
کرلیا کہ اس سے حقِ انتقام خرید لیا گیا دو سو دینار میں ہر کوڑے پر
دو دینار کے حساب سے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبداللہ بن الولید نے
اُنھوں نے عاصم بن ابی النجود سے اُنھوں نے ابن ابی بکر نمیر بن
ثابت سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ جب کسی شخص کو عامل بنایا کرتے
تھے تو انصار وغیرہ کی ایک جماعت کو اس پر گواہ بنایا کرتے تھے
اور اس پر چار شرط لازم کیا کرتے تھے کہ گھوڑے پر سوار نہ ہو
اور نہ باریک کپڑے پہنے اور نہ عمدہ کھانا کھائے اور نہ دروازہ
بند رکھے کہ لوگ اپنی حاجتوں کے لئے نہ آسکیں اور نہ کوئی دربان
رکھے۔ کہا کہ پھر (ایسا ہوا کہ) مدینہ کے ایک راستہ پر جارہے
تھے کہ ایک شخص نے آپ کو پکار کر کہا کہ کیا آپ نے یہ خیال کرلیا
ہے کہ بس یہ شرطیں (جو آپؓ عاملوں پر لگایا کرتے ہیں) آپ کو
اللہ سے بچالیں گی، حالانکہ مصر پر جو آپ کا عامل عیاض بن غنم
ہے اُس نے باریک کپڑے پہنے ہیں اور دربان بھی رکھ لیا ہے۔
تو آپؓ نے محمد بن مسلمہ کو بلایا اور وہ عاملوں پر ان کے ایلچی ہوا کرتے
تھے اور اُن کو بھیجا اور فرمایا کہ میرے پاس عیاض بن غنم کو لے کر
آؤ اُسی حال سے جس پر تم اُس کو پاؤ۔ راوی نے کہا کہ محمد بن مسلمہ
عیاض کے پاس پہنچے تو اُن کے دروازے پر دربان دیکھا۔ جب
اندر داخل ہوئے تو اُن کے بدن پر باریک کپڑے کا کُرتہ دیکھا
تو اُنھوں نے کہا کہ چلو امیر المومنینؓ کے پاس تو عیاض نے کہا کہ
ذرا میں اپنے کپڑے بدل لوں تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں بس اسی
حال سے چلنا ہوگا تو وہ ان کو لے کر عمرؓ کے پاس آئے۔ جب اُن
کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ اپنا کُرتہ اُتار اور ایک بالوں کا بنا ہوا
کُرتہ منگایا اور ایک بکریوں کا ریوڑ منگایا اور ایک لاٹھی۔ پھر کہا
کہ یہ کُرتا پہن اور یہ لاٹھی لے اور ان بکریوں کو چرا اور (ان کا دودھ)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشرب واسق من مرّبک واحفظ
الفضل علینا قال أسمعت قال نعم
والموت خیر من ھذا فجعل یردّدُ علیہ
ویردّد الموت خیر من ھذا فقال عمر
ولم تکرہ ھذا وانما سمّی ابوک غانماً
لانہ کان یرعی الغنم أترٰی یکون عندک خیر
قال نعم یا امیر المؤمنین قال انزع وردّہ
الی عملہ قال فلم یکن لہ عامل یشبہہ
وحدثنی الاعمش عن ابراھیم قال کان
عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ اذا بلغہ
انّ عاملہ لایعود المریض ولا یدخل علیہ
الضعیف نزعہ وحدثنی عبید اللہ
ابن ابی حمید عن ابی الملیح قال کتب عمر
ابن الخطاب الی ابی موسی الاشعری ان
آسِ الناس فی مجلسک ووجاھک حتی
لاییأس ضعیف من عدلک ولا یطمع
شریف فی حیفک وحدثنی شیخ
من علماء اھل الشام قد ادرک الناس
عن عروۃ بن رُوَیم قال کتب عمر بن
الخطاب رضی اللہ عنہ الی ابی عبیدۃ
ابن الجراح وھو بالشام اما بعد فانی کتبت
الیک بکتاب لم آلک ونفسی
خیرا الزم خمس خصال
یسلم لک دینک وتحظی بافضل
حظک اذا حضرک

پی اور جو تیرے پاس سے گزرے اُسے بھی پلا اور جو بچ جائے وہ ہمارے لئے محفوظ رکھ۔ کہا کیا تو نے سُن لیا۔ عیاض نے کہا ہاں اور موت اس سے بہتر ہے۔ تو اُنھوں نے عیاض پر پھر اپنا حکم دُہرایا اور عیاض نے اپنے جواب کو کہ موت اس سے بہتر ہے دُہرایا تو عمرؓ نے کہا اور کیوں تو اس کو بُرا سمجھ رہا ہے۔ جب کہ تیرے باپ کا نام رکھا گیا غانم کیونکہ وہ بکریاں چرایا کرتا تھا۔ کیا تو چاہتا ہے کہ تجھے خیر حاصل ہو۔ عیاضؓ نے کہا ہاں اے امیر المؤمنینؓ فرمایا کہ اُتار اس (قمیص) کو اور ان کو ان کے عہدے پر واپس کر دیا۔ کہا کہ پھر ان کا کوئی عامل ایسا نہیں ہوا جو اُن کی وضع کے مشابہ ہو۔ (یعنی لباس فاخرہ سے سب بچتے رہے) اور مجھ سے روایت کیا اعمش نے اور اُن سے ابراہیم نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کو جب یہ خبر پہنچتی کہ ان کا عامل مریض کی عیادت نہیں کرتا اور کمزور آدمی اُس تک نہیں پہنچتا تو اس کو الگ کر دیا کرتے تھے۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہؓ ابن ابی حمید نے اور اُن سے ابی الملیح نے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا کہ اپنی مجلس میں اپنے رُوبرو لوگوں کی دلداری کرو تاکہ تمھارے عدل سے کمزور آدمی مایوس نہ ہو جائے اور کوئی شریف تمھارے ظلم پر نظر نہ جمائے۔ اور مجھ سے روایت کیا ایک شیخ نے اہل شام کے علماء میں سے جس نے بہت سے لوگوں کو پایا۔ اُس نے روایت کیا عُروہ بن رُویم سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ ابن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ابو عبیدہ بن الجراحؓ کو لکھا جب کہ وہ شام میں تھے۔ بعد حمد و صلوٰۃ مَیں نے آپ کو ایک خط لکھا جس میں آپ کے اور اپنے نفس کے لئے خیر کی بات نہیں چھوڑی پانچ خصلتوں کو اپنے اُوپر لازم کر لو تو تمھارا دین سالم رہے گا اور تم کو اجر کا افضل حصہ دیا جائے گا۔ جب تمھارے سامنے مدعی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الخصمان فعليك بالبينات العدول والايمان القاطعة ثم ادن الضعيف حتى ينبسط لسانه و يجترئ قلبه و تعهد الغريب فانه اذا طال حبسه ترك حاجته و انصرف الى اهله وان الذى ابطل لم يرفع به رأسا و احرص على الصلح مالم يتبين لك القضاء و السلام وحدثني محمد بن اسحق قال حدثني من سمع طلحة بن معدان اليعمري قال خطبنا عمر بن الخطاب رضى الله عنه فحمد الله واثنى عليه ثم صلى على النبي صلى الله عليه وسلم و ذكر ابا بكر الصديق فاستغفر له ثم قال ايها الناس انه لم يبلغ ذو حق فى حقه ان يطاع فى معصية الله و انى لم اجد فى هذا المال مصلحة الا خلالا ثلاثا ان يؤخذ بالحق و يعطى بالحق و يمنع من الباطل و انما انا و مالكم كوالى اليتيم ان استغنيت به استعففت و ان افتقرت اكلت بالمعروف ولست ادع احدا يظلم احدا ولا يعتدى عليه حتى اضع خده الارض و اضع قدمى على الخد الآخر حتى يذعن بالحق و لكم على ايها الناس خصال

ومدعیٰ علیہ حاضر ہوں تو تم کو عدول (یعنی معتبر لوگوں کی) گواہیوں پر اور قطعی قسموں پر دھیان رکھنا ضروری ہے۔ پھر ضعیف کو اپنے قریب بٹھاؤ یہاں تک کہ اس کی زبان کھل جائے اور اس کے قلب میں جرأت پیدا ہو جائے۔ اور غریب کا خیال رکھیے جب وہ دیر تک محبوس رہیگا تو جس حاجت کی وجہ سے وہ تمہارے یہاں تمہارے متوجہ ہونے کے انتظار میں محبوس رہا) وہ اپنی اس حاجت کو چھوڑ کر اپنے اہل وعیال کی طرف واپس ہو جائے گا۔ اور جس نے باطل کر دیا (نفسانی خواہشوں حُبِّ جاہ، حُبِّ مال وغیرہ کو) وہ ان کی طرف سے سر اٹھا کر نہیں دیکھتا اور صلح کی حرص کرو (یعنی متخاصمین میں مصالحت کی کوشش کرو) جب تک تم پر فیصلہ عیاں نہ ہو جائے، والسلام۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد بن اسحٰق نے، کہا مجھ سے اس نے روایت کیا جس نے طلحہ بن معدان یعمری سے سُنا۔ کہا کہ ہم کو عمر رضی بن الخطاب نے خطبہ دیا پھر اللہ کی حمد و ثنا کی پھر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا اور ابو بکر صدیق رضی کا ذکر کیا اور اُن کے لئے دعائے مغفرت کی۔ پھر فرمایا اے لوگو! کوئی صاحب حق اپنے حق کو نہیں پہنچے گا اس بات سے کہ اس کی اطاعت کیجائے اللہ کی نافرمانی میں اور میں نے اس مال میں بہترین طریق عمل بجز ان تین خصائل پر کاربند ہونے کے اور کوئی نہیں پایا یعنی یہ کہ لیا جائے حق کے ساتھ اور دیا جائے حق کے ساتھ اور باطل سے روکا جائے۔ اور میری اور تمہارے مال کی مثال ایسی ہے جیسے کوئی یتیم کا والی ہو اگر میں اس سے مستغنی رہا تو بچا رہوں گا اور اگر حاجتمند رہا تو بقدرِ حاجت کھا لیا۔ اور میں کسی کو نہیں چھوڑوں گا کہ وہ کسی پر ظلم کرے اور اس پر دست درازی نہ کرے حتے کہ میں اُس کے رخسار کو زمین پر ڈال کر اپنا قدم اُس کے دوسرے رخسار پر رکھدوں گا یہاں تک کہ وہ حق پر عمل پیرا ہو جائے۔ اور اے لوگو! تمہارے مجھ پر کچھ حقوق ہیں جن کو میں تم سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذکر بالکم تحفظونی بها لکم علیّ ان لا اجتبی شیئاً من خراجکم ولا مما افاء الله علیکم الا من وجهه ولکم علیّ اذا وقع فی یدی الا یخرج منی الا فی حقه ولکم علیّ ان ازید اعطیاتکم وارزاقکم ان شاء الله وحده واسد لکم ثغورکم ولکم علیّ ان لا القیکم فی المهالک ولا اجمرکم (بجمع کردن) فی ثغورکم وقد اقترب منکم زمان "" قلیل الامناء کثیر القراء قلیل الفقهاء کثیر الامل یعمل فیه اقوام للآخرة یطلبون به دنیا عریضة تاکل دین صاحبها کما تاکل النار الحطب الا فمن ادرک ذلکم منکم فلیتق الله ربه ولیصبر یا ایها الناس ان الله عظم حقه فوق حق خلقه فقال فیما عظم حقه ولا یامرکم ان تتخذوا الملٰئکة والنبیین اربابا ایامرکم بالکفر بعد اذ انتم مسلمون ٥ الا وانی لم ابعثکم امراء ولا جبارین ولکن بعثتکم ائمة الهدی یهتدی بکم فادروا (جاری دارید) علی المسلمین حقوقهم ولا تضربوهم فتذلوهم

ذکر کرتا ہوں تو تم ان پر میری گرفت کرو۔ تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تمہارے خراج میں سے (یعنی اس مال میں سے جو تمہارے لئے ہے) کوئی چیز چھپا کر نہ رکھوں اور نہ اس چیز میں سے جو اللہ بغیر جنگ کے تم کو عطا کرے بجز اس کے جو میں اُس کی ذات کے لئے رکھوں (یعنی مصالح و ضروریاتِ جہاد کے لئے) اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ جب وہ مال میرے ہاتھ میں آجائے تو موضعِ حق کے علاوہ اور کہیں خرچ نہ ہو اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ تمہارے وظائف اور روزینوں میں اضافہ کردوں اگر اللہ واحد نے چاہا اور ملک کی حدود کو تمہارے لئے مضبوط کردوں اور تمہارا مجھ پر یہ حق ہے کہ میں تم کو ہلاکت کے مقام میں نہ ڈالوں اور نہ تم کو سرحدوں پر بند کئے رکھوں اور تم پر عنقریب وہ وقت بھی آنے والا ہے کہ (حکام) امانتدار کم ہوں گے، قُرّاء بہت ہوں گے، فقہاء (یعنی قرآن کو سمجھنے والے) کم ہوں گے، لمبی آرزوئیں رکھنے والے بہت ہوں گے، اس زمانہ میں لوگ اعمالِ آخرت کو طلبِ دنیا کے لئے کریں گے جو نا پائیدار ہے اور اپنے ساتھی کے دین کو اس طرح کھا جاتی ہے جیسے آگ سوکھی لکڑی کو کھا جاتی ہے تو یاد رکھو تم میں سے جو شخص اُس زمانہ کو پائے تو چاہیئے کہ اللہ سے جو اُس کا رب ہے ڈرتا رہے اور چاہیئے کہ صبر کرے اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے اپنے حق کو زیادہ عظمت اور فوقیت دی ہے اپنی مخلوق کے حق سے۔ اپنے حق کی عظمت کے بارے میں فرمایا ہے

وَلَا يَأْمُرَكُمْ الخ (۳: ۸۰) اور (اللہ) نہ یہ بات بتائے گا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب قرار دے لو کیا وہ تم کو کفر کی بات بتائے گا بعد اس کے کہ تم مسلمان ہو۔" یاد رکھو کہ میں نے تم کو اُمراء اور لوگوں پر دراز دستی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجا لیکن میں نے تم کو ائمۂ ہدایت بنا کر بھیجا ہے کہ تم سے ہدایت حاصل کیجائے تو مسلمانوں پر اُن کے حقوق کا اجراء کرو اور نہ اُن کو مارو اور نہ ذلیل کرو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولا تجمّروهم فتفتنوهم و لاتغلقوا الابواب دونهم
فيأكل قويهم ضعيفهم ولا تستأثروا عليهم
فتظلموهم و لا تجهلوا عليهم و قاتلوا بهم
الكفار طاقتهم فاذا رايتم بهم كلالة ماندگی ۱۲
فكفوا عن ذلک فان ذلک ابلغ فی جهاد عدوکم
ايها الناس انی اشهدکم علی امراء الامصار
انی لم ابعثهم الا ليفقهوا الناس فی
دينهم ويقسموا عليهم فيئهم ويحكموا بينهم
فان اشكل شیء رفعوه الی قال
و كان عمر بن الخطاب رضی الله
عنه يقول لا يصلح هذا الامر
الا بشدة فی غير تجبر و لين
فی غير وهن و حدثنی عبيد الله
ابن ابی حميد عن ابی المليح بن اسامة
الهذلی قال خطب عمر بن الخطاب رضی
الله عنه فقال ايها الرعاء (ای الحکام ۱۲) ان لنا
عليكم حق النصيحة بالغيب و
المعونة علی الخير ايها الرعاء انه
ليس من حلم احب الی الله و لا
اعم نفعا من حلم امام و رفقه
وليس من جهل ابغض الی الله
ولا اعم ضررا من جهل امام و
خرقه (حمقه ۱۲) و انه من يأخذ بالعافية
فيما بين ظهرانيه يعطی العافية
من فوقه فی الاستيعاب

اور نہ اُن کو (سرحدات پر یا میدانِ جنگ میں) روکے رکھو کہ تم ان کو فتنہ میں ڈالو اور نہ اُن پر اپنے دروازے بند کرو کہ اُن میں کا طاقتور کمزور کو کھا جائے اور نہ اُن (غربا) پر دوسروں کو مقدم کرو (ایسا کرکے) تم ان پر ظلم کروگے اور ان کے ساتھ جہالت کی بات نہ کرو اور بقدر اُن کی طاقت کے ان سے قتالِ کفار کا کام لو۔ پھر جب تم ان میں تھکاوٹ پاؤ تو اُن سے کام لینے سے رُک جاؤ کہ درحقیقت یہ اصول اپنے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے میں تم کو دُور رس ثابت ہوگا۔ اے لوگو! میں تم کو اُمراءِ بلاد کے مقابلہ پر گواہ بناتا ہوں کہ میں نے ان کو نہیں بھیجا مگر صرف اس لئے کہ وہ لوگوں کو اُن کے دین کی باتیں سمجھائیں اور اُن پر اُن کے مالی حصے تقسیم کردیں اور اُن کے درمیان فیصلہ کریں پھر اُن کو کسی بات میں اشکال پڑے تو اس کو میرے پاس بھیجیں (راوی نے) کہا اور عمر بن الخطابؓ یہ کہا کرتے تھے کہ یہ امر درست نہیں ہوتا بغیر ایسی سختی کے جس میں دراز دستی نہ ہو اور بغیر ایسی نرمی کے جس میں فروگذاشت نہ ہو۔ اور مجھ سے روایت کیا عبید اللہ بن ابی حمید نے اُنھوں نے سُنا ابو الملیح بن اُسامہ ہذلی سے اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے اور فرمایا کہ اے امیرو ہمارا تم پر یہ حق ہے کہ تم پیٹھ پیچھے خیرخواہی کرو اور نیک کاموں میں اعانت کرو۔ اے امیرو یقیناً کوئی بُردباری اللہ کے نزدیک نہایت پسندیدہ اور عام نفع رکھنے والی امام کی بُردباری اور نرمی سے نہیں اور کوئی جہل اللہ کے نزدیک ناگوار اور نہ عام نقصان پہنچانے والا امام کے جہل اور اس کے حمق سے زیادہ نہیں ہے۔ اور جو شخص اپنے سامنے کھڑے ہوئے قصورواروں کو معاف کرنے کا طریق اختیار کرے گا اُس کو اُس کے اوپر سے (یعنی اللہ کی طرف سے) معافی دی جائے گی۔ استیعاب میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

توفی یزید بن ابی سفیان و استخلف اخاہ معاویۃ علی عملہ فکتب الیہ عمر بعھدہ علی ما کان یزید یلی من عمل الشام ورزقہ الف دینار فی کل شہر قال عمر اذا دخل الشام ورای معاویۃ ہذا کسری العرب وکان قد تلقاہ معاویۃ فی موکب عظیم فلما دنا منہ قال لہ انت صاحب الموکب العظیم قال نعم یا امیر المؤمنین قال مع ما یبلغنی عنک من وقوف ذوی الحاجات ببابک قال مع ما یبلغک من ذلک قال ولم تفعل ہذا قال نحن بارض جواسیس العدو بھا کثیر فیجب ان نظہر من عز السلطان ما نرھبھم بہ فان امرتنی فعلت وان نھیتنی انتہیت فقال عمر یا معاویۃ ما اسألک عن شیء الا ترکتنی فی مثل رواجب الضرس ان کان حقا ما قلت انہ لرای اریب(عاقل) وان کان باطلا انہا لخدعۃ ادیب قال فمرنی یا امیر المؤمنین قال لا آمرک ولا انہاک فقال عمرو یا امیر المؤمنین ما احسن ما اصدر الفتی عما

کہ یزید بن ابی سفیانؓ کا انتقال ہوا تو اُن کے عمل پر اُن کی جگہ مقرر ہونا چاہا اُن کے بھائی معاویہؓ نے تو اُن کو عمر رضی اللہ عنہ نے تقرر نامہ لکھ کر بھیجدیا کہ ان ہی شرائط پر منظوری ہے جن شرائط پر یزیدؓ شام میں عامل کا فرض انجام دیتا تھا اور ان کا الاؤنس ایک ہزار دینار ماہوار مقرر کیا۔ جب عمرؓ شام میں داخل ہوئے اور انھوں نے معاویہؓ کو دیکھا تو کہا کہ یہ عرب کا کسریٰ ہے اور معاویہؓ ان سے ملنے کے لئے ایک شاندار سواری پر بیٹھ کر آئے تھے تو اُن سے فرمایا کہ تو بڑی شاندار سواری والا ہے۔ معاویہؓ نے کہا ہاں اے امیر المؤمنین! فرمایا کہ اس کے ساتھ تیرے متعلق مجھے یہ اطلاع بھی پہنچی ہے کہ صاحب حاجات کو تیرے دروازے پر کھڑا رہنا بھی پڑتا ہے۔ معاویہؓ نے کہا کہ اس اطلاع کے ساتھ اور کیا چیز (یعنی اس کی کیا وجہ) آپ کے پاس پہنچی۔ آپ نے فرمایا کہ تو ایسا کیوں کرتا ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ ہم ایسی سرزمین میں ہیں جہاں دشمنوں کے جاسوس بکثرت ہیں اس لئے ہم اس کو پسند کرتے ہیں کہ شوکت حکومت کے لئے ہم ایسی چیزوں کا اظہار کریں جن سے ہم ان کو مرعوب کر سکیں۔ تو اگر آپ مجھے حکم (یعنی اجازت) دینگے تو ایسا کرتا رہوں گا اور اگر آپ نے منع کیا تو رُک جاؤں گا تو عمرؓ نے کہا اے معاویہ میں تجھ سے جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرتا ہوں تو مجھے ایسا کر ڈالتا ہے جیسے کوئی طاقتور پنجہ میں پکڑا گیا ہو۔ اگر تو نے جو کچھ کہا ہے وہ سچ ہے تو یہ ایک اریب (یعنی صاحب عقل) کی رائے ہے اور اگر جھوٹ ہے تو ایک ادیب (باتونی) کا دھوکا ہے۔ معاویہؓ نے کہا اے امیر المؤمنین میرے لئے حکم دیجئے فرمایا کہ نہ تجھے حکم دوں گا اور نہ منع کروں گا۔ اس کے بعد عمرو بن العاصؓ نے کہا اے امیر المؤمنین یہ جوان کس خوبصورتی سے کو دگیا اس موقع سے جس میں آپ نے

۱۷
۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اوردته فیه قال الحسن مصادره وموارده
جشمناه باجشمناه وفی الاستیعاب یعلی
ابن امیة استعمله ابوبکر علی بلاد حلوان
فی الردة ثم عمل لعمر علی بعض الیمن
فحمی لنفسه حمی فبلغ ذلک عمر
وامره ان یمشی علی رجلیه الی
المدینة فمشی خمسة ایام او ستة
الی سعدة وبلغه موت عمر فرکب
وفی الاستیعاب النعمان بن عدی
العدوی ولاه عمر میسان ولم یول
عمر رجلا من قومه عدویا غیره
واراد امرأته علی الخروج معه الی
میسان فابت علیه فانشد النعمان
ابیاتا وکتب بها الیها وهی ؎ فمن مبلغ
الحسناء ان حلیلها ؛ بمیسان یسقی فی
زجاج وحنتم ؛ اذا شئت غنتنی
دهاقین قریة ؛ وصناجة تحذو
علی کل میسم ؛ اذا کنت ندمانی
فبالاکبر اسقنی ؛ ولا تسقنی بالاصغر
المتثلم ؛ لعل امیر المؤمنین یسوءه
تنادمنا فی الجوسق المتهدم ؛
فبلغ ذلک عمر فکتب الیه بسم الله
الرحمن الرحیم ۝ حٰمٓ ۝ تنزیل
الکتاب من الله العزیز
العلیم ۝

اُسے گرایا تھا۔ فرمایا کہ اس کے پھننے اور خوبصورتی سے نکل جانے کی وجہ سے ہی ہم نے اس پر اس ذمہ داری کا بار ڈالا ہے جو ڈالا ہے۔ اور استیعاب میں ہے کہ یعلی بن اُمیّہ کو عامل بنایا تھا ابوبکرؓ نے حلوان کے شہروں پر ردّت کے زمانہ میں پھر وہ عمرؓ کے عامل رہے یمن کے ایک علاقہ میں تو اُنھوں نے اپنے لئے ایک شکارگاہ مخصوص کرلی۔ اس کی اطلاع عمرؓ کو پہنچی اور اُنھوں نے حکم بھیجا کہ پیدل چل چل کر مدینہ تک آئے تو وہ پانچ یا چھ دن پیدل چل کر سعدہ تک پہنچے۔ وہاں ان کو عمرؓ کی وفات کی خبر پہنچی تو سوار ہو گئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن عدی عدوی کو عمر رضی اللہ عنہ نے میسان کا والی بنایا اور عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی قوم میں سے کسی عدوی (یعنی بنی عدی کے شخص) کو اس کے سوا والی نہیں بنایا اور اُس نے اپنی بیوی سے بھی یہ چاہا تھا کہ وہ اس کے ساتھ میسان کی طرف چلے مگر اس نے انکار کر دیا تھا تو نعمان نے چند ابیات کہے اور ان کو لکھ کر اُس کے پاس بھیجے اور وہ یہ ہیں ؎ فمن مبلغ الحسناء (ترجمہ) اُس حسینہ کو یہ خبر پہنچانے والا کوئی ہے کہ اس کا شوہر میسان میں خوب پی رہا ہے شیشہ کے جام اور حنتم میں (یعنی ایسے کوزۂ شراب میں جس پر سبز روغن ہوتا ہے) جب میں چاہتا ہوں تو مجھے گاؤں کی لڑکیاں گانا سناتی ہیں، اور ایسی چنگ بجانے والی عورتیں جو گاتی ہیں اپنی پوری خوبصورتی کے اظہار کے ساتھ۔ (اے ساقی) جب تو میرا ہمنشین ہے تو مجھے سب سے بڑا جام پلا۔ اور مجھے چھوٹا اور چوتا ٹپکتا جام نہ پلا۔ شاید امیر المؤمنین کو بُرا لگے ہمارا ایک دوسرے کا ہمنشین بننا ایسے قصر میں جو شکستہ ہوا جا رہا ہے۔" یہ اشعار حضرت عمرؓ تک پہنچ گئے تو ان کو خط لکھا بسم اللہ الرحمٰن

الرحیم ۝ حٰمٓ ۝ تنزیل الکتاب الخ (۴۰: ۱-۲-۳) حٰمٓ۔ یہ کتاب اُتاری گئی ہے اللہ کی طرف سے جو زبردست ہے ہر چیز کا جاننے والا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غَافِرِ الذَّنْبِ وَقَابِلِ التَّوْبِ شَدِیْدِ الْعِقَابِ ذِی الطَّوْلِ الآیۃ" اما بعد فقد بلغنی قولک لعلّ امیرالمؤمنین یسوءہ تنادمنا فے الجوسق المتھدم وایم اللہ لقد ساءنی ذلک وعزلہ (معزول کرد) فلمّا قدم علیہ سألہ فقال واللہ ماکان من ہذا شیئ وماکان الا فضل شعر وجدتہ و ماشربتھا (خمر) قطّ فقال عمر اظنّ ذلک لاتعمل لے عملاً ابداً وازا نجملہ آنکہ بر شوارع طرق عاشران را نشاند وزکوٰۃ از مسلمین وعشور از حربیان تحصیل نمود قال ابویوسف حدثنا اسمٰعیل ابن ابراہیم بن المھاجر قال سمعت ابی یذکر قال سمعت زیاد بن جُدیر قال ان اول من بعث عمر بن الخطاب علے العشور لھہنا انا قال فامرنی ان لا اُفتش احدًا ومامرّ علے من شیئ (موصوف) اخذت من حساب اربعین درہمًا درہمًا من المسلمین واخذت من اھل الذمۃ من عشرین واحدًا وممن لا ذمۃ لہ العشر قال وامرنی ان اُغلظ علے نصارے بنی تغلب قال انہم قوم من العرب (سختی کنم در سخن) ولیسوا من اھل الکتاب فلعلھم یُسلمون قال کان عمر قد اشترط علے نصارے بنی تغلب ان لا یُنصّروا اولادہم وحدثنا سرّی بن اسمٰعیل عن عامر الشعبی عن زیاد بن جدیر الاسدے ان عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بعثہ علے عشور العراق والشام و

گناہ کا بخشنے والا ہے، سخت سزا دینے والا ہے قدرت والا ہے۔" آخر تک، اما بعد مجھ تک تمہارا قول لعلّ امیرالمؤمنین یسوءہ۔ تنادمنا فی الجوسق المتھدم۔ پہنچ گیا۔ اور خدا کی قسم یہ مجھے بہت برا لگا۔" اور ان کو معزول کردیا۔ پھر جب وہ آکر ان سے ملے تو ان سے پوچھا تو انھوں نے کہا خدا کی قسم اس میں کچھ بھی واقعیت نہیں تھی اور بجز فضول اشعار کے جو میرے خیال میں آگئے اور کچھ بھی نہیں اور میں نے شراب کبھی نہیں پی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بھی ایسا ہی گمان کرتا ہوں۔ لیکن اب تم کبھی میرے عامل نہ بن سکو گے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ سڑکوں کے ناکوں پر عاشروں (یعنی محصول لینے والوں) کو بٹھایا اور مسلمانوں سے زکوٰۃ اور حربیوں سے عُشر (دسواں حصہ) حاصل کیا۔ ابویوسفؒ نے کہا ہم سے روایت کیا اسماعیل بن ابراہیم بن المہاجرؒ نے۔ کہا کہ مَیں نے اپنے باپ سے سُنا جو بیان کرتے تھے کہ مَیں نے سُنا زیاد بن جُدیر سے اُنھوں نے کہا کہ سب سے پہلا شخص جس کو عمرؓ بن الخطاب نے عشروں کے وصول کرنے کے لئے یہاں بھیجا مَیں ہوں تو مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں اور جو چیز میرے سامنے سے گزرے میں چالیس درہم پر ایک درہم کے حساب سے مسلمانوں سے لوں اور اہلِ ذمّہ سے بیس درہم میں سے ایک درہم اور اُس شخص سے جس کا ذمہ نہیں ہے دسواں حصہ۔ اور مجھے حکم دیا کہ میں بنی تغلب کے نصاریٰ سے گفتگو میں کھُرّا پن رکھوں۔ کہا کہ وہ عرب میں کی ایک قوم ہیں اور وہ اہلِ کتاب میں سے نہیں ہیں تو شاید وہ اسلام لے آئیں۔ کہا کہ عمرؓ نے بنی تغلب کے نصاریٰ پر یہ شرط عائد کر رکھی تھی کہ وہ اپنی اولاد کو نصاریٰ نہ بنائیں گے۔ اور ہم سے روایت کیا سرّی ابن اسمٰعیل نے اُن سے عامر شعبی نے اُن سے زیاد بن جُدیر اسدی نے کہ عمر بن الخطابؓ نے اُن کو شام اور عراق کے عشروں پر بھیجا اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَمَرَهُ أَن يَأخذَ من المسلمين رُبعَ العُشر و من اهلِ الذمّة نصفَ العشر و مِن اهلِ الحرب العُشر فمرّ عليه رجلٌ من بني تغلب من نصارى العرب ومعه فرسٌ فقوّموها عشرينَ الفًا فقال أَعطِني الفرسَ و خُذ مِنّي تسعةَ عشرَ الفًا قال فأعطاه الفًا وأمسكَ الفرسَ قال ثمّ مرَّ عليه راجعًا في سنتِهٖ فقال له أَعطِني الفًا فقال له التغلبي كلّما مررتُ بك تأخذُ منّي الفًا قال نعم فرجع التغلبي الى عمر ابن الخطاب فوافاه بمكّة وهو في بيتٍ فاستأذنَ عليه فقال مَن انتَ قالَ رجلٌ من نصارى العرب وقصّ عليه قضيتَه فقال له عمر كُفِيتَ لم يزِدهُ على ذلك قال فرجع الرجلُ الى زياد بن حُدَير وقد وطّن نفسَه على أن يعطيَه الفًا فوجد كتابَ عمر قد سبقَ اليه مَن مرّ عليك فاخذتَ منه صدقةً فلا تأخذ منه شيئًا الى مثلِ ذلك اليوم من قابلٍ الّا ان تجدوه فضلاً قال فقال الرجلُ قد والله كانت نفسي طيّبةً ان أُعطيك الفًا

ان کو حکم دیا کہ مسلمانوں سے عُشر کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصّہ) لیں اور اہلِ ذمہ سے عُشر کا آدھا (یعنی بیسواں) اور اہلِ حرب سے دسواں حصّہ۔ تو اُن پر بنی تغلب میں کا جو عرب کے نصاریٰ میں سے تھے ایک شخص گزرا اور اُس کے ساتھ ایک گھوڑا تھا جس کی قیمت کا اندازہ اُس نے بیس ہزار لگایا تو اُنھوں نے کہا کہ تو مجھے گھوڑا دیدے اور مجھ سے اُنیس ہزار لے لے یا گھوڑا اپنے پاس رکھ اور مجھے ہزار دیدے کہا کہ اُس نے ایک ہزار دیدیئے اور گھوڑا روک لیا۔ بیان کیا کہ وہ شخص اسی سال لَوٹتے ہوتے پھر زیاد کی طرف گزرا۔ انھوں نے اس سے کہا کہ ایک ہزار اور دے تو اُن سے تغلبی نے کہا کہ جب میں تیری طرف گزروں گا تو مجھ سے ایک ہزار لے گا؟ کہا کہ ہاں! تو وہ لَوٹ کر عمرؓ بن الخطاب کی طرف پہنچا اور اُن سے مکّہ میں جاکر ملا جب کہ وہ گھر میں تھے اور اُن سے ملنے کی اجازت چاہی تو آپ نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ تو اُس نے کہا کہ میں عرب کے نصاریٰ میں کا ایک شخص ہوں اور اُس نے اپنا قضیہ آپ کو سُنایا تو آپ نے فرمایا کُفِیتَ (یعنی تجھے لَوٹا دیا گیا ہٹا دیا گیا[ع]) اس پر اور کوئی لفظ نہیں بڑھایا۔ کہا کہ وہ نصرانی پھر زیاد بن حُدَیر کے پاس لَوٹ کر آیا اور اُس نے اپنے دل میں یہ ٹھان لیا تھا کہ اُس کو ایک ہزار دیدے تو یہاں آکر اُس نے یہ دیکھا کہ عمرؓ کا یہ ہدایت نامہ اس سے پہلے پہنچ چکا ہے کہ جو شخص تم سے گزرے اور تم نے اُس سے محصول لے لیا ہے تو اگلے سال کے اسی دن تک اس سے اور کچھ نہ لو الّا یہ کہ تم اس کے پاس زائد مال دیکھو۔ تو اُس شخص نے کہا حقیقت یہ ہے کہ بخدا کہ میرا نفس تو اس پر راضی ہوگیا تھا کہ میں تم کو ایک ہزار دیدوں

ع اس لفظ کے معنے میں کئی احتمالات تھے۔ ایک یہ کہ ہم تیرے لئے کافی ہوگئے اس لئے تجھے واپس ہونا چاہیئے۔ دوسرا یہ کہ تجھے لَوٹا دیا گیا جو کچھ محصّل کہتا ہے اس میں تغیر نہیں کیا جائے گا۔ وہ نصرانی اس کا یہی مطلب سمجھا" مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وانی اُشہِدُ اللہَ انی بَرِیٌ من النصرانیۃ
وانی علی دینِ الرجل الذی کتب الیک
ہذا الکتاب وازانجملہ آنکہ تجارِ حربیان را
مُستأمن ساخت واذن داد کہ در دار
الاسلام درآیند و بامسلمانان بیع وشراء
کُنند قال ابویوسفؒ حدثنا عبدُالملک
ابنِ جریج عن عمرو بن شعیب ان اہل
مَنبِج (بروزن مجلس نام جائے) قوم من اہلِ الحرب ورآءَ البحر
کتبوا الی عمر بنِ الخطاب دَعنا
ندخل ارضک تُجّارًا وتُعشِّرنا قال فشاور
اصحابَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
ذلک فاشاروا علیہ بہ وکانوا اوّلَ مَن
عُشِّر من اہل الحرب وازانجملہ آنکہ باحسان
اہلِ ذمہ تاکید فرمود۔ قال ابویوسف حدثنی
حُصَین بن عمرو بن میمونٍ عن عمر انہ قال
اُوصی الخلیفۃَ من بعدی باہل الذمۃ ان
یُوفی لہم بعہدہم وان یُقاتل وراءَہم
ولا یُکلّفوا فوق طاقتہم قال وحدثنا
ہشام بن عُروۃ عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب مرّ بطریق الشام وہو
راجعٌ فی مسیرہ من الشام علی قومٍ قد اُقیموا
فی الشمس یُصبُّ علی رؤسہم الزیتُ
فقال ما بالُ ہؤلاء فقالوا علیہم
الجزیۃ لم یؤدّوہا فہؤلاء یُعذّبون
حتّی

اور میں اللہ کو گواہ کرتا ہوں کہ میں نصرانیت سے بیزار ہو گیا ہوں اور اب میں اُس شخص کے دین پر آگیا ہوں جس نے تمہارے پاس یہ تحریر لکھ کر بھیجی ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے دارالحرب کے تاجروں کو مستأمن بنایا اور اجازت دی کہ وہ دار الاسلام میں آئیں اور مسلمانوں کے ساتھ خرید و فروخت کریں۔
ابو یوسفؒ نے کہا کہ ہم سے روایت کیا عبدالملک بن جریج نے عمرو ابن شعیب سے کہ اہل مَنبِج (مقام کا نام) نے جو دریا پار اہلِ حرب کی ایک قوم ہیں عمرؓ بن الخطاب کو لکھا کہ ہم کو اجازت دو کہ ہم تمہاری سرزمین میں تجارت کے لئے داخل ہوں۔ آپ ہم سے عُشر لے لیں۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اصحابِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس بارے میں مشورہ کیا۔ تو انھوں نے اس کی منظوری کا مشورہ دیا۔ اہلِ حرب میں سے یہ لوگ اُن سب سے پہلے ہیں جن سے عُشر لیا گیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے اہلِ ذمہ کے ساتھ نیک برتاؤ کی تاکید فرمائی۔ ابو یوسفؒ نے کہا مجھ سے روایت کیا حُصین بن عمرو بن میمون نے عمرؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں اپنے بعد کے خلیفہ کو وصیت کرتا ہوں اہلِ ذمہ کے بارے میں کہ اُن سے جو عہد کیا گیا ہے اُس کو پورا کیا جائے اگرچہ اُن کے سوا، (اُن کے دوسرے لوگوں) سے قتال کر رہے ہوں اور اُن کو اُن کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔ کہا اور ہم سے روایت کیا ہشام ابن عروہ نے اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر شام کے ایک راستہ سے جب کہ وہ اپنے شام کے سفر سے واپس آرہے تھے ایک ایسی قوم پر ہوا جن کو دھوپ میں کھڑا کیا گیا اور اُن کے سر پر تیل ڈالا گیا تھا۔ تو آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کا یہ حال کیوں ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ ان لوگوں کے ذمہ جزیہ ہے جس کو ان لوگوں نے ادا نہیں کیا اس لئے ان کو تکلیف دی جا رہی ہے تاکہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يؤدوا فقال عمر فما يقولون ما يعتذرون به في الجزية قال يقولون لا نجد قال فدعوهم لا تكلفوهم ما لا يطيقون فاني سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول لا تعذبوا الناس فان الذين يعذبون الناس في الدنيا يعذبهم الله تعالى يوم القيمة فامر بهم فخلي سبيلهم وحدثني عمر بن نافع عن ابي بكر قال مر عمر بن الخطاب بباب قوم وعليه سائل يسأل شيخ كبير ضرير البصر فضرب عضده من خلفه وقال من اي اهل الكتاب انت قال يهودي قال فما الجاك الى ما ارى قال الجزية والحاجة والسن قال فاخذ عمر بيده الى منزله فرضخ له بشئ من المنزل ثم ارسل الى خازن بيت المال فقال انظر هذا وضرباءه فوالله ما انصفناه اذ اكلنا شبيبته ثم نخذله عند الهرم انما الصدقات للفقراء والمسكين والفقراء هم المسلمون وهذا من مساكين اهل الكتاب ووضع عنه الجزية وعن ضربائه قال ابو بكر انا شهدت ذلك من عمر ورأيت

یہ اس کو ادا کریں۔ تو عمرؓ نے کہا تو یہ لوگ کیا کہتے ہیں، جزیہ ادا نہ کرنے کا کیا عذر بیان کرتے ہیں؟ انھوں نے کہا یہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس نہیں ہے۔ فرمایا کہ تو ان کو چھوڑ دو اور ان کو ایسی تکلیف نہ دو جس کی یہ طاقت نہیں رکھتے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ لوگوں کو عذاب نہ دو کیونکہ جو لوگ دنیا میں لوگوں کو عذاب دیتے ہیں ان کو اللہ تعالےٰ قیامت کے دن عذاب دے گا۔ پھر ان کے لئے حکم دیا تو ان کو رہا کر دیا گیا۔ اور مجھ سے روایت کیا عمرؓ بن نافع نے ابو بکرؓ سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک قوم کے دروازے پر ہوا اور اس پر ایک سائل بیٹھا ہوا سوال کر رہا تھا جو بڑی عمر کا بوڑھا تھا اور اندھا تھا تو آپ نے اس کے پیچھے سے اس کے بازو پر ہاتھ مار کر پوچھا کہ تو کونسے اہل کتاب میں سے ہے؟ اس نے کہا یہودی ہوں۔ فرمایا کہ کس چیز نے تجھے اس حال میں ڈالا جس میں کہ میں تجھے دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا جزیہ نے اور ضرورت نے اور بڑھاپے نے۔ تو عمرؓ اس کا ہاتھ پکڑ کر اس کے گھر تک لائے اور گھر پر پہنچا کر اسے کچھ دیا۔ پھر بیت المال کے خزانچی کو بلوایا اور فرمایا کہ اس کی خبر گیری کرو اور اس جیسے سب لوگوں کی۔ واللہ ہم نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا جب کہ ہم نے کھا لیا ان کی جوانی کی کمائی کو پھر ان کو رسوا کریں بڑھاپے کے وقت إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ الخ یعنی صدقات فقراء اور مساکین کے لئے ہیں۔ اور "فقراء" یہ لوگ مسلمان ہیں۔ اور یہ شخص اہل کتاب کے مساکین میں سے ہے (اس لئے "والمسکین" کے عموم میں یہ بھی داخل ہے) اور آپ نے اس شخص سے اور اس کی مانند سب لوگوں سے جزیہ معاف کر دیا ابو بکرؓ نے کہا کہ عمرؓ کی اس کارروائی کے وقت میں موجود تھا اور میں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الشیخ وازانجملہ آنکہ تفحص مجامع ناس می فرمود تا فتنہ بر نہ خیزد قال ابویوسف حدثنی اسرائیل عن سماک بن حرب عن ابی سلامۃ قال ضرب عمر بن الخطاب رجالاً و نساءً ازدحموا علی حوض قال فلقیہ علیؓ فسألہ فقال انی اخاف ان اکون قد ہلکت فقال علیؓ ان کنت ضربتہم علی غش و عداوۃ فقد ہلکت و ان کنت ضربتہم علی نصح و اخلاص فلا بأس انما انت داع و انما انت مؤدب ازانجملہ آنکہ شعراء را نہی شدید فرمود از ہجو فی الاستیعاب ہجا شاعر الزبرقان بقولہ دع المکارم لا ترحل لبغیتہا: واقعد فانک انت الطاعم الکاسی: فشکاہ الزبرقان الی عمر فسأل عمر حسان بن ثابت عن قولہ ہذا فقضی لہ انہ ہجو لہ وضیعۃ منہ فالقاہ عمر فی المطمورۃ حتی شفع لہ عبدالرحمن بن عوف و الزبیر فاطلقہ بعد ان اخذ علیہ العہد و اوعدہ ان لایعود لہجاء احد ابدًا وازانجملہ آنکہ فاروق اعظمؓ در معرفت اخلاق رجال و مبلغ ہمت

اُس بوڑھے کو دیکھا ہے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ لوگوں کے مجامع کا حال بھی معلوم کرتے تھے تاکہ کوئی فتنہ نہ اُٹھے۔ ابویوسفؒ نے کہا مجھ سے روایت کیا اسرائیل نے اُن سے سماک بن حرب نے اُن سے ابو سلامہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کچھ مردوں اور عورتوں کو مارا جنھوں نے ایک حوض پر بھیڑ لگا رکھی تھی۔ کہا کہ پھر ان سے علیؓ نے ملاقات کی تو اُن سے آپ نے سوال کیا اور کہا کہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ میں کچھ ہلاکت کا کام کر گزرا ہوں۔ کہا کہ علیؓ نے جواب دیا کہ اگر آپؓ نے اُن کو مارا تھا کسی کینہ اور دشمنی کی بنا پر تو بیشک آپ ہلاک ہوگئے۔ اور اگر آپ نے اُن کو مارا اُن کی خیر خواہی اور اخلاص کی وجہ سے تو کوئی اندیشہ نہیں۔ اور آپ تو داعی ہیں (یعنی لوگوں کو نیکی کی طرف بلانے والے) اور آپ یقیناً ایک ادب سکھانے والے ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ نے شاعروں کو کسی کی ہجو کرنے کی سخت ممانعت کی۔ استیعاب میں ہے کہ ایک شاعر نے زبرقان کی اس شعر سے ہجو کی ؎ دع المکارم الخ یعنی بزرگیوں (کے حاصل کرنے کے خیال) کو چھوڑ، ان کی طلب کے لئے سفر نہ کر۔ اور بیٹھا رہ کہ تُو تو صرف کھانے پینے اور کپڑے پہننے والا ہے۔" تو اس کی شکایت لے گئے زبرقان عمرؓ کے پاس۔ تو عمرؓ نے اس قول کے بارے میں حسان بن ثابتؓ سے سوال کیا تو اُنھوں نے یہ فیصلہ کیا کہ بیشک یہ ان کی ہجو اور توہین ہے اُس کی طرف سے۔ تو عمرؓ نے اس شاعر کو ایک تہ خانہ میں قید کر دیا یہاں تک کہ آپ سے اُس کی سفارش کی عبدالرحمٰنؓ بن عوف اور زبیرؓ نے تو اُس کو یہ عہد اور وعدہ لینے کے بعد کہ آئندہ کبھی کسی کی ہجو نہ کرے گا آپ نے رہا کیا۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ فاروق اعظمؓ لوگوں کے اخلاق (قومی و طبعی) کی شناخت اور اُن کی ہمت کی آخری

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ایشان و دانستن مرتبہ ہر یکے کہ اورا دران
می باید داشت حذاقتے عجیب داشتہ و
آن یکے از خوارقِ عاداتِ اوست رضی اللہ
عنہ میتوان شمرد و در اصل رکنِ اعظمِ
خلافت ہمین خصلت است ودرحق ہر
شخصے ہر کلمہ کہ گفتہ است بالآخر مصداقِ
ہمان کلمہ از وے بظہور آمد فی الاستیعاب
کَتَبَ الی النّعمان بن مُقرن اسْتَشِرْ و
اسْتَعِنْ فی حَرْبِکَ بطُلَیحۃ و عمرو بن
معدیکرب ولا تُولّھما من الامر شیئًا فان
کلَّ صانعٍ اعلم بصناعتہ و فی
الاستیعاب کعب بن سور کان جالسًا
عند عمر فجاءت امرأۃ فقالت ما رأیت قطّ
رجلاً افضل من زوجی انہ لیبیتُ لیلتہ
قائماً ویظلّ نہارہ صائماً فی الیوم الحار ما
یُفطر فاستغفر لہا عمرُ و اثنی علیہا وقال مِثلُکِ
اثنی بالخیر و قالہ فاستحیت المرأۃ وقامت (فالعدم فہم عمر مرادہا ۱۲)
راجعۃ فقال کعب بن سور یا امیر المؤمنین ہلّا اعدیت (مدد نکردی ۱۲)
المرأۃ علی زوجہا اذ جاءتک تستعدیک (از تو مدد میخواست ۱۲)
فقال کذلک ارادت قال نعم قال
رُدّوا علیّ المرأۃ فرُدّت

حد کی پہچان اور ہر شخص کے مرتبہ کی تشخیص کا کہ اس کو جس
درجہ میں رکھنا چاہیئے بڑا ملکہ رکھتے تھے اور اس کو آنجناب رضی
اللہ عنہ کے خوارقِ عادات میں شمار کرسکتے ہیں اور در اصل خلافت
کا رکنِ اعظم یہی خصلت ہے اور جس شخص کے حق میں آپ نے
کوئی کلمہ فرمادیا ہے بالآخر ظہور میں آگیا ہے کہ وہ اس کلمہ کا مصداق
ہے۔ استیعاب میں ہے کہ آپ نے نعمان بن مقرن کو لکھا کہ اپنی
جنگ کے امور میں مشورہ اور مدد لیتے رہو طلیحہ اور عمرو بن معدیکرب
سے اور ان دونوں کو اس امر میں کسی چیز کا اختیار نہ دینا۔
کیونکہ ہر ایک اپنی ہی کاریگری کو بخوبی جانتا ہے۔ اور استیعاب
میں ہے کہ کعب بن سور عمر رضی کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک عورت
آکر کہنے لگی کہ اپنے شوہر سے زیادہ صاحبِ فضیلت میں نے
کبھی کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ وہ تمام رات جاگتا ہے (نماز میں
کھڑا رہ کر) اور گرم دنوں میں بھی کچھ نہیں کھاتا ہمیشہ روزے
رکھتا ہے تو عمر رضی نے اس عورت کو دعا دی اور اُس کی تعریف
کی اور کہا کہ تجھ جیسی ہی کو یہ زیبا ہے کہ بھلائی کے ساتھ تعریف
کرے اور اس کی خیر کا ذکر کرے۔ وہ عورت جھینپ گئی اور اٹھ کر
چلی گئی۔ تو کعب بن سور نے کہا اے امیر المؤمنین آپ نے
اس عورت کی اُس کے شوہر کے مقابلہ پر مدد نہ فرمائی کیونکہ
وہ آپ سے مدد مانگنے آئی تھی۔ آپ نے فرمایا کیا اُس کی یہ
مُراد تھی؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں تو آپ نے فرمایا کہ میرے
پاس اُس عورت کو لوٹاؤ تو وہ واپس لائی گئی۔ آپ نے

ف یعنی دونوں لڑائی کے فنون سے تو خوب واقف ہیں مگر سیاسی سوجھ بوجھ نہیں رکھتے۔ یہ وہی طلیحہ اسدی ہیں جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد مدعی نبوت بھی بن چکے تھے اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تلوار نے ان سے توبہ کرائی تھی اور عمرو بن معدیکرب بھی ان کے ہمنوا بن کر مرتد ہوگئے تھے اور آخر کار تائب ہوکر دوبارہ اسلام میں داخل ہوتے تھے۔ دونوں شجاعت میں اونچا درجہ رکھتے تھے۔ اسلام میں داخل ہونے کے بعد پھر بیش بہا مجاہدانہ خدمات کرتے رہے اور اسلام پر قائم رہے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال لہا لا بأس بالحق ان تقولیہ ان ہٰذا زعم انک جئت تشکین انہ یجتنب فراشک قالت اجل انی امرأۃ شابۃ وانی ابتغی ما یبتغی النساء فارسل الی زوجہا فجاء وقال لکعب اقض بینہما فقال امیر المؤمنین احق بان یقضی بینہما فقال عزمت علیک لتقضین بینہما فانک فہمت من امرہما مالم افہم قال فانی اری لہا یوما من اربعۃ ایام کان لزوجہا اربع نسوۃ فاذا لم یکن غیرہا فانی اقضی لہ بثلثۃ ایام ولیالیہا یتعبد فیہن ولہا یوم ولیلۃ فقال عمر واللہ ما رأیک الاول باعجب الی من الآخر اذہب فانت قاض علی البصرۃ وفی الاستیعاب النعمان بن مقرن قدم المدینۃ من عند سعد بفتح القادسیۃ وورد حینئذ علی عمر اجتماع اہل اصبہان وہمدان والری و آذربیجان و نہاوند فاقلقہ و شاور اصحاب النبی صلی اللہ علیہ وسلم فقال لہ علی بن ابی طالب ابعث الی اہل الکوفۃ فیسیر ثلثاہم و یبقی ثلثہم

اُس سے فرمایا کہ سچی بات میں کوئی ڈر نہیں اگر تو اُس کو کہدے۔ اس شخص نے یہ سمجھا ہے کہ تو یہ شکایت لے کر آئی تھی کہ تیرا شوہر تیرے بستر سے الگ رہتا ہے۔ اُس نے کہا کہ ہاں میں ایک جوان عورت ہوں اور مجھے بھی اس امر کی خواہش ہوتی ہے جس کی سب عورتوں کو ہوتی ہے۔ تو آپ نے اُس کے شوہر کو بُلوایا۔ وہ آگیا۔ اور کعبؓ سے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان فیصلہ کرو۔ تو انھوں نے کہا کہ ان کے درمیان فیصلہ کرنے کا بڑا حق امیر المؤمنین کا ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ مَیں نے طے کر لیا ہے کہ اس کا فیصلہ تم ہی کرو کیونکہ تم ہی سمجھے ہو ان دونوں کے امر کو جسے میں نہیں سمجھا تھا۔ اُنھوں نے کہا کہ پھر میری رائے تو یہ ہے کہ اس عورت کے لئے ہر چار دنوں میں سے ایک دن ہونا چاہیئے گویا اس کے شوہر کے پاس چار بیویاں ہیں تو جب کہ اس کے سوا اور کوئی بیوی نہیں تو اس کے لئے میں تین دن اور تین راتوں کا حق تجویز کرتا ہوں کہ وہ ان میں عبادت کرتا رہے اور اس عورت کے لئے ایک دن اور ایک رات۔ تو عمرؓ نے فرمایا خدا کی قسم تمھاری پہلی رائے میرے نزدیک اس دوسری رائے سے زیادہ عجیب نہیں (یعنی یہ اُس سے بھی بڑھ گئی) جاؤ۔ اب تم بصرہ پر قاضی بنا دیئے گئے۔ اور استیعاب میں ہے کہ نعمان بن مقرن سعدؓ کے پاس سے فتح قادسیہ کی خبر لے کر مدینہ میں آئے اور اسی زمانہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس اہل اصبہان و ہمدان و اہلِ رَے و اذربیجان و نہاوند کے اجتماع کی اطلاع پہنچی جس نے آپ کو بے چین کر دیا اور آپ نے اصحاب نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے مشورہ کیا تو آپ سے علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے کہا کہ آپ اہلِ کوفہ کے پاس حکم بھیجیں (وہاں جس قدر مجاہدین ہیں) اُن کے دو تہائی مقابلہ کے لئے روانہ ہو جائیں اور ایک تہائی بال بچوں

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علیٰ ذراریهم و ابعث الیٰ اهل البصرة قال فمن استعمل علیهم اشر علیّ فقال انت افضلنا رأیاً و اعلمنا فقال لأستعملنّ علیهم رجلاً یکون له فخرج الی المسجد فوجد النعمان بن مقرن یصلی فسرّحه (ارسله) وأمّره وکتب الی اهل الکوفة بذلک وقد روی انه قال ان قتل نعمان فحذیفة فان قتل حذیفة فجریر ففتح الله علیه اصبهان فلما اتی نهاوند کان اول صریع و اخذ الرایة حذیفة ففتح الله علیهم فلما جاء نعیه (خبر مرگ) خرج عمر ینعاه الی الناس علی المنبر و وضع یده علی رأسه یبکی و این روایت از اصح روایات است و روایت دیگر آنکه نعمان در اعمال کوفه بود حضرت فاروق رضؓ از همان موضع اورا بر امارت لشکر مامور فرمود و فی الاستیعاب عبد الله بن الارقم

کی حفاظت کے لئے وہیں باقی رہیں۔ اور اہل بصرہ کے پاس حکم بھیجیں (کہ وہ بھی جنگ کے لئے روانہ ہوجائیں) آپ نے فرمایا کہ یہ بھی مشورہ دو کہ ان سب پر سپہ سالار کس کو بناؤں؟ؑ تو علی رضؓ نے کہا کہ آپ رائے اور معلومات میں ہم سے افضل ہیں۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں ایسے شخص کو ان پر سردار بنانا چاہتا ہوں جو اس کام کا اہل ہو۔ پھر آپ مسجد کی طرف گئے تو آپ نے نعمان بن مقرن کو نماز پڑھتے ہوئے پایا تو آپ نے اُن کو روانہ کیا اور اُن ہی کو امیر بنایا اور اہل کوفہ کو وہی (دو ثلث فوج کی روانگی کا) حکم لکھا۔ اور مروی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اگر نعمان رضؓ قتل ہوجائیں تو حُذیفہ رضؓ امیر لشکر ہوں پھر اگر حُذیفہ بھی قتل ہوجائیں تو جریر رضؓ پھر اللہ تعالیٰ نے نعمان رضؓ کے ہاتھ پر اصفہان فتح کرادیا۔ جب نہاوند پر حملہ کیا تو پہلے مقتول ہی ہوئے اور جھنڈا حُذیفہ رضؓ نے سنبھالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو فتح عطا فرمائی اور جب نعمان رضؓ کی موت کی خبر پہنچی تو عمر رضؓ نکل کر منبر پر آئے اور اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور روتے ہوئے اُن کی موت کی خبر لوگوں کو سنائی، اور یہ خبر زیادہ صحیح روایات میں سے ہے۔ اور دوسری روایت میں یہ ہے کہ نعمان رضؓ کوفہ کے عامل تھے حضرت فاروق رضؓ نے اُسی جگہ سے اُن کو لشکر کی امارت پر مامور فرمادیا تھا۔ اور استیعاب میں ہے عبداللہ بن ارقم (کا حال)

ع۵ عراق کی جنگ کے ذکر میں یہ بات پہلے بیان کی جاچکی ہے کہ آپ نے سعد بن ابی وقاص رضؓ کو سپہ سالاری سے ہٹاکر مدینہ بلالیا تھا اس لئے کہ ایک جماعت کو ان سے اختلاف ہوگیا تھا۔ جب یزدجرد کو یہ اطلاع پہنچی تو موقع کو غنیمت سمجھ کر کچھ حیلوں سے اصفہان و رَے و خراسان اور ہمدان و نہاوند وغیرہ کے لوگوں سے امداد لے کر ڈیڑھ لاکھ کا لشکر تیار کرکے فیروزان کی سرکردگی میں عراق کی جانب روانہ کردیا" اس اطلاع سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو پریشانی ہوئی تو صحابہ رضؓ کو جمع کرکے آپ نے مشورہ کیا۔ یہ بھی لکھا جاچکا ہے کہ مدائن کی آب و ہوا کے عربوں کے مزاج کے ناموافق ہونے کی اطلاع جب حضرت سعد رضؓ نے آپ کو دی تھی تو آپ نے کوفہ کو چھاؤنی قرار دے کر افواج کو وہاں بھیجدیا تھا اور کچھ حصہ کو بصرہ۔ بھیجدیا تھا اس لئے حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے یہ مشورہ دیا کہ ان مقامات سے دو ثلث افواج کو مقابلہ کے لئے روانگی کا حکم بھیجدیا جائے۔ آپ نے ایسا ہی کیا اور بجائے سعد رضؓ کے نعمان بن مقرن کو سپہ سالار بنایا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال مالک بلغنی انہ ورد علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتاب فقال من یجیب عنی فقال عبداللہ بن الارقم انا فاجاب عنہ و اتی بہ الیہ فاعجبہ و انفذہ و کان عمر حاضرا فاعجبہ ذلک من عبداللہ بن الارقم فلم یزل لہ ذلک فی نفسہ یقول اصاب ما ارادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فلما ولی عمر استعملہ علی بیت المال و کان عمر یقول ما رأیت احدا اخشی للہ من عبداللہ بن الارقم و قال عمر لہ لو کان لک مثل سابقۃ القوم ما قدمت علیک احدا و فی الاستیعاب بعث عمر بن الخطاب عبداللہ بن مسعود الی الکوفۃ مع عمار بن یاسر وکتب الیھم انی قد بعثت الیکم بعمار بن یاسر امیرا و عبداللہ بن مسعود معلما و وزیرا و ھما من النجباء من اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من اھل بدر فاقتدوا بھما و اسمعوا من قولھما و قد آثرتکم بعبداللہ علی نفسی قال عمر فی عبداللہ بن مسعود کنیف ملیٔ علما و فی الاستیعاب عن ابن عباس قال بینا انا امشی مع عمر یوما اذ تنفس نفسا ظننت انہ قد قضت (بجست ۱۲) اضلاعہ

کہا مالک رح نے مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک خط پہنچا تو آپ نے فرمایا کہ میری طرف سے اس کا جواب کون لکھے گا تو عبداللہ بن الارقم رض نے کہا کہ میں۔ پھر آپ کی طرف سے جواب لکھ کر لاتے تو آپ نے اُس کو بہت پسند کیا۔ اور اسی کو روانہ کردیا۔ اور عمر رض حاضر تھے تو اُن کو عبداللہ بن الارقم رض کا یہ کام عجیب معلوم ہوا تھا اور وہ اپنے دل میں یہ خیال کرتے تھے کہ کس خوبی کے ساتھ اُنھوں نے صحیح رائے قائم کرلی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کیا جواب دینے کا ارادہ کیا ہے تو جب عمر رض خلیفہ ہوتے تو اُنھوں نے ان کو بیت المال پر عامل بنایا۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ میں نے عبداللہ ابن الارقم رض سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والا کسی کو نہیں دیکھا اور عمر رض نے اُن سے فرمایا کہ اگر تمھاری سبقت اسلام دوسرے لوگوں جیسی ہوتی تو میں تم پر کسی کو مقدم نہ کرتا (عبداللہ ابن الارقم زہری قریشی فتح مکہ کے سال میں اسلام لاتے تھے)۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمر بن الخطاب رض نے عبداللہ بن مسعود رض کو عمار ابن یاسر رض کے ساتھ کوفہ بھیجا اور کوفہ والوں کو لکھا کہ میں تمھارے پاس بھیج رہا ہوں عمار بن یاسر رض کو امیر بنا کر اور عبداللہ بن مسعود رض کو معلم اور وزیر بنا کر اور وہ دونوں شرفاء اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے اور اہل بدر میں سے ہیں تو تم ان دونوں کی اقتدار کرو اور ان دونوں کی بات مانو اور عبداللہ رض کو تو میں تمھارے لئے اپنی ذات پر ترجیح دیتا ہوں۔ عمر رضی اللہ عنہ کا قول ہے عبداللہ بن مسعود رض کے بارے میں کہ وہ علم سے بھرا ہوا تھیلا ہے۔ اور استیعاب میں ہے مروی ہے ابن عباس رض سے کہا کہ میں ایک دن عمر رض کے ساتھ ٹہل رہا تھا اس دوران میں اُنھوں نے اتنا لمبا سانس لیا کہ مجھے یہ گمان ہوا کہ بس ان کی پسلیاں ٹوٹ گئیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقلت سبحان الله والله ما أخرج
هذا منك يا امير المؤمنين الا امر
عظيم قال ويحك يا ابن عباس
ما ادري ما اصنع بامة محمد صلى الله
عليه وسلم قلت ولم وانت بحمد
الله قادر ان تضع ذلك مكان
الثقة قال انى اراك تقول ان
صاحبك اولى الناس بها يعني
عليا قلت اجل والله انى لاقول
ذلك في سابقته وعلمه و
قرابته وصهره قال انه كما ذكرت
ولكنه كثير الدعابة (مزاح وظرافت ۱۲) فعثمان قال
والله لو فعلت لجعل بني ابي معيط
على رقاب الناس يعملون فيهم
بمعصية الله والله لو فعلت
لفعل ولو فعل لفعلوا
فوثب الناس اليه فقتلوه
قلت طلحة بن عبيد الله قال
الاكيسع هو ازهى من ذلك
ما كان الله

تو میں نے کہا سبحان اللہ اے امیر المومنین واللہ آپ کے اندر سے ایسا سانس نہیں نکلا ہے مگر کسی امرِ عظیم نے۔ فرمایا کیا کہوں اے ابن عباسؓ میں نہیں سمجھ سکا ہوں کہ امتِ محمدیہ صلے اللہ علیہ وسلم کے لئے کیا کام کروں۔ میں نے کہا اور یہ کیسے۔ آپ اللہ کا شکر ہے اس پر قادر ہیں کہ ایک ثقہ مقام پر اس ذمہ داری کو رکھدیں۔ کہا کہ میں یہ خیال کرتا ہوں کہ تم اپنے صاحب کو اس کے لئے سب سے زیادہ مستحق سمجھتے ہو آپ حضرت علیؓ کو مراد لے رہے تھے، میں نے کہا کہ ہاں واللہ میں ان کے سابقہ اعمال اور ان کے عِلم اور اُن کی قرابت اور اُن کے داماد ہونے کی وجہ سے اُن ہی کے لئے یہ کہہ رہا ہوں۔ فرمایا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا تم نے ذکر کیا، لیکن وہ بکثرت ہنسی مذاق کی باتیں کرنے والے ہیں۔ (ایسا شخص بے رُعب ہوتا ہے اور خلافت کے لئے رُعب ضروری ہے) میں نے کہا تو عثمانؓ موجود ہیں تو بولے کہ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ابو مُعیط کی اولاد کو لوگوں کی گردنوں پر سوار کردے گا اور وہ لوگوں پر اللہ کی معصیت کے ساتھ حکمرانی کرنے لگیں گے۔ واللہ اگر میں نے ایسا کیا تو وہ ضرور وہی کرے گا اور جب وہ یہ کرے گا تو وہ لوگ بھی وہی کرینگے نتیجہ یہ ہوگا کہ لوگ عثمانؓ پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس کو قتل کردیں گے۔ میں نے کہا کہ طلحہ بن عبید اللہ۔ تو فرمایا کہ اُکیسع (چھوٹا کُسعی ع) یعنی غلط کار بلکہ وہ اس سے بھی بڑھا ہوا خود پسند ہے۔ اللہ تعالیٰ

ع کُسعی ایک شخص تھا کسعیہ یا بنی الکسع کا۔ عرب کے لوگ شرمندگی اور ندامت میں اس کی مثال لاتے ہیں۔ اس کا قصہ یہ ہے کہ اس نے ایک عمدہ کمان تیار کی تھی اور وہ بڑا تیر انداز تھا۔ رات کو تاریکی میں بیٹھ کر اس نے گدھوں کو تیر مارے اور ہر ایک تیر گدھے میں سے پار ہو کر پہاڑ کے پتھر پر لگا اُس میں سے آگ نکلتی رہی۔ وہ یہ سمجھا کہ میرے تیروں نے خطا کی اور نشانے پر نہ لگے اور غصہ میں آکر کمان توڑ ڈالی یا اپنی انگلی کاٹ لی جب صبح کی روشنی ہوئی تو دیکھتا ہے کہ تمام گدھے خون آلودہ پڑے ہوئے ہیں اور تیر اُن کے پار نکل کر خون میں لتھڑے ہوئے ہیں اُس وقت اس کو سخت ندامت ہوئی۔ اُس روز سے یہ مثل ہوگئی۔ لطیفہ یہ ہے کہ حضرت عثمانؓ کے قصہ میں طلحہؓ نے خود بھی اپنے حق میں یہی لفظ استعمال کیا تھا یعنی ندامۃ ندامۃ الکسعی یعنی میں عثمانؓ کے مقدمہ میں کُسعی کی طرح شرمندہ ہوں ۱۲ مترجم از لغاتِ حدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

یُرِیْنِیْ اُوَلِّیْہِ اَمْرَ اُمَّۃِ مُحَمَّدٍ صلے
اللہ علیہ وسلم و ھو علے ما فیہ من الزَّھْو (التکبر)
قلتُ الزبیر بن العوّام قال اذًا
یُلَاطِمُ النَّاسَ فِے الصَّاعِ
و المُدّ (طمانچہ خواہد زد) قلتُ سعد بن ابے وقاص
قال لیس بصاحبِ ذلک ذاک
صاحبُ مِقْنَبٍ یقاتلُ فیہ قلتُ
عبدالرحمٰن بن عوف قال نِعم الرّجلُ
ذکرتَ و لکنّہ ضعیفٌ عن ذلک واللہِ
یا ابنَ عباس ما یصلح لھٰذا الامر الَّا القویُّ
فے غیرِ عُنْفٍ (درشتی) واللّیّنُ فے غیر ضعفٍ
الجوّادُ فے غیر سرفٍ الممسکُ فے غیر
بُخلٍ قال ابن عباس کان عمرُ کذلک
واللہ و فے الاستیعاب ذُکِرَ معاویۃ
عند عمرَ یومًا فقال دعونا من ذمّ
فتے قریش مَن یضحک فی الغضب و
لا ینالُ ما عندہ الّا علے الرِّضے و
لا یُؤخذُ ما فوقَ رأسہ الّا من تحتِ
قدمیہ و فے الاستیعاب استشارَ
عمرُ الصحابۃَ فے رجلٍ یُوَجِّھُہ الے
العراق فاجمعوا جمیعًا علے
عثمان بن حُنیف و قالوا لن
تبعثہ الے اھمّ من ذلک

ایسا نہ کرے گا کہ میری یہ رائے کردے کہ میں اُمتِ محمدی صلے اللہ علیہ وسلم کی تولیت اُس کے سپرد کردوں اور وہ اپنی اُسی صفتِ خودپسندی پر ہو۔ مَیں نے کہا کہ زُبیر بن العوّام۔ تو کہا کہ اگر وہ ہوّا تو ہمیشہ لوگوں کے (چھوٹی چھوٹی باتوں) صاع اور مُد کے بارے میں طمانچے مارتا پھرا کرے گا (یعنی امورِ مہمہ پر توجّہ نہ دے گا) میں نے کہا سعد بن ابی وقاص۔ تو کہا کہ وہ اس کا اہل نہیں وہ جنگی سواروں میں کا شخص ہے۔ میں نے کہا عبدالرحمٰن ابن عوف۔ فرمایا کہ بہت اچھا آدمی ہے جس کا تو نے ذکر کیا لیکن وہ اس ذمہ داری سے ضعیف ہے۔ اے ابن عباس رضؓ اس امر کے لئے کوئی صالح نہیں مگر ایسا طاقتور شخص جس میں سخت مزاجی نہ ہو اور ایسا نرم مزاج جس میں ضعف نہ ہو اور ایسا جوّاد (یعنی سخی) جس میں فضول خرچی نہ ہو اور ایسا مُمسِک (ہاتھ روک کر خرچ کرنے والا) جس میں بخل نہ ہو۔ ابن عباس رضؓ نے کہا کہ واللہ عمر رضؓ ایسے ہی تھے۔ اور استیعاب میں ہے کہ ایک دن معاویہؓ کی بُرائی کی گئی عمر رضؓ کے سامنے تو فرمایا کہ ہمارے سامنے ایسے قریشی جوان کی مذمت نہ کرو جو غصہ کی حالت میں ہنسا کرتا ہے۔ اور جو چیز بھی اُس کو دی جاتی ہے (یا جو حالت اس پر پہنچائی جاتی ہے) وہ اس پر راضی اور خوش ہوتا ہے۔ اور کوئی ایسی چیز اُس سے نہیں لی جاتی جو اُس کے سر کے اوپر ہو مگر وہ اُس کے قدموں کے نیچے کی ہو گی ع۵ اور استیعاب میں ہے کہ عمر رضؓ نے صحابہؓ سے ایسے شخص کے بارے میں مشورہ طلب کیا جس کو عراق کی طرف روانہ کیا جائے۔ تو سب نے اتفاق کیا عثمان بن حُنیف پر اور کہا کہ آپ ان کو کبھی نہیں بھیجیں گے کسی ایسے کام پر جو اس سے بھی زیادہ اہم ہو

ع۵ یہ حضرت معاویہ رضؓ کی سیرچشمی اور سخاوت کی تعریف ہے کہ اگر اس سے اُس کی ایسی عزیز چیز مانگی جائے جس کو وہ سر پر رکھے ہوئے ہو تو اس طرح بغیر رکاوٹ بخش دے گا جیسے کوئی پیش افتادہ شے کو اُٹھا کر کسی کو دیدے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فانّ لہٗ بصرًا و عقلاً و معرفۃً و تجربۃً فانزعَ
عمر الیہ فولّاہ مساحۃَ الارض فضربَ
عثمان علی کلّ جَرِیبٍ من الارض ینالہُ
الماء عامرٍ اَوْ غامرٍ درہماً و قفیزًا فبلغتْ
جبایۃ سوادِ العراقِ قبل اَن یموت
عمر (ع۵) مقام مائۃِ الفِ الفٍ و نیفًا (یعنی چندے زائد) و فی
الاستیعاب ایضًا کان عتبۃ بن
غزوانَ اوّل مَن نزلَ البصرۃ من
المسلمین و ہو الّذی اختطّہا (جدا کردہا زمین او را) و قالَ
لہٗ عمر لما بعثہ الیہا یا عتبۃُ
اِنّی اُرید ان اُوجّہک لتقاتلَ
بلدَ الحیرۃ لعلَّ اللّٰہ یفتحہا
علیکم فسِرْ علی برکۃ اللّٰہ
و یُمنہٖ اتّقِ اللّٰہ ما استطعتَ
و اعلم انکَ تأتی حومۃ (وسط) العدوِّ
و ارجو اَن یُعینکَ اللّٰہ علیہم
و یکفیکہم و قد کتبتُ الی العلاء
الحضرمی اَن یُمدّک بعرفجۃ بن
خزیمۃ و ہو ذو مُجاہدۃٍ
للعدوِّ و مُکایدۃٍ

(مگر آپ کو ثابت ہو جائے گا) کہ بیشک وہ اہل بصیرت اور صاحب عقل و معرفت اور تجربہ کار ہے تو عمرؓ نے فوراً اُن کو بُلایا اور اُن کو زمین کی پیمائش کا عہدہ سپرد کر دیا۔ (یعنی مہتمم بندوبست بنایا) تو عثمان نے لگان مقرر کیا ہر جریب (۴۴ گز) پر جس کو پانی پہنچتا ہے خواہ وہ زمین مزروعہ ہو (آباد) یا غیر آباد (مگر قابل زراعت) ہو اُس پر مال گزاری ایک درہم اور ایک قفیز (ناپ کا پیمانہ) غلّہ قائم کیا۔ تو سواد (سرسبز علاقہ) عراق کی مالگزاری حضرت عمرؓ کے انتقال سے پہلے دس کروڑ سے اُوپر پہنچ گئی تھی۔ ع۵ اور استیعاب میں یہ بھی ہے کہ عتبہ بن غزوان مسلمانوں میں کے پہلے شخص ہیں جو بصرہ میں اُترے اور یہی وہ شخص ہیں جنھوں نے اُس کی حدبندی کی اور اُن کو عمرؓ نے فرمایا تھا جب اُن کو ادھر بھیجا کہ اے عتبہ! میں تم کو بھیجنے کا ارادہ کر رہا ہوں تاکہ تم اہل حیرہ سے قتال کرو اُمید ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو تمھارے ہاتھ پر فتح کرے گا اب تم اللہ کی برکت و خیر کے ساتھ روانہ ہو جاؤ اپنے مقدور بھر اللہ سے ڈرتے رہو اور یہ خوب سمجھ لو کہ تم دشمن کے وسط میں پہنچ رہے ہو اور میں اُمید کرتا ہوں کہ اللہ اُن کے مقابلہ پر تمھاری مدد کرے گا اور تمھارے لئے کافی ہو جائے گا اور میں نے علاء الحضرمی کو لکھ دیا ہے کہ وہ تمھاری مدد کرے عرفجہ بن خزیمہ کے ساتھ (یعنی اس کو تمھارے پاس بھیج دے) اور وہ دشمنوں کے ساتھ خوب جہاد کرنے والا اور تن دہی کے ساتھ لڑنے والا شخص ہے تو اُس سے

ع۵ یہ عجیب بات ہے کہ حضرت عمرؓ نے اگرچہ نہایت نرمی سے خراج مقرر کیا تھا لیکن جسقدر مالگزاری ان کے عہد میں موصول ہوتی زمانہ مابعد میں کبھی وصول نہیں ہوئی۔ حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ فرمایا کرتے تھے کہ حجاج پر خدا لعنت کرے کمبخت کو نہ دین کی لیاقت تھی نہ دنیا کی۔ عمرؓ بن الخطاب نے عراق کی مالگزاری دس کروڑ اٹھائیس لاکھ درہم وصول کی۔ زیاد نے دس کروڑ پندرہ لاکھ اور حجاج نے باوجود جبر اور ظلم کے صرف دو کروڑ آٹھ لاکھ درہم وصول کئے۔ مامون رشید کا زمانہ عدل و انصاف کے لئے مشہور ہے لیکن اس عہد میں بھی عراق کے خراج کی مقدار ۵ کروڑ ۴۸ لاکھ درہم سے کبھی نہیں بڑھی۔ مترجم از "الفاروق"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نشاوِرُہ و ادْعُ الی اللہ فمن اجابک
فاقبلُ منہ ومَن ابیٰ فالجزیۃُ عن یدٍ
مذلۃٍ و صغارٍ و الّا فالسّیف فی غیر
موادۃٍ واجمع واستنفر من مررت بہ من العرب
و حثّھم علی الجہاد و کآبۃ العدوّ واتّق اللہ
ربّک فافتتح عتبۃ بن غزوان الابلّۃ
ثم اختطّ البصرۃ وفی الاستیعاب من
حدیث الشعبی انّ عدی بن حاتم قال
لعمر اذ قدم علیہ ما اظنّک تعرفنی قال
و کیف لا اعرفک واوّلُ صدقۃٍ
بیّضت وجہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم صدقۃُ طیٍ اعرفک آمنت
اذ کفروا و اقبلت اذ ادبروا و
اوفیت اذ غدروا و ازا انجملہ آنست
کہ نہی می فرمود نہی شدید از استعمال کفار
بر اعمال مسلمین فی ریاض النضرۃ ان
ابا موسیٰ قدم علی عمرؓ و معہ کاتب
نصرانی فرفع کتابہ فاعجب عمر ولم یعلم
انہ نصرانی فقال لابی موسیٰ این کاتبک
ہذا حتی یقرأ الکتاب علی الناس فقال
ابو موسیٰ یا امیر المؤمنین انہ لا یدخل
المسجد قال لِمَ اجنبٌ ہو قال لا
ولکنہ نصرانی فانتہرہ عمر و
قال لا تدنوھم و قد اقصاھم
اللہ و لا تکرموھم و قد اہانھم

مشورہ کرتے رہو اور لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دیتے رہو جو اجابت کرے تم اس سے قبول کرو اور جو انکار کرے تو وہ ذلیل اور حقیر ہو کر جزیہ دے ورنہ تلوار ہے بغیر کسی ہمدردی کے۔ اور عرب کے جس قبیلہ پر بھی تمہارا گزر ہو اس کے لوگوں کو جمع کرو اور اُن کو جہاد کے لئے اور دشمنوں کو بے حوصلہ کرنے کے لئے آمادہ کرو اور اللہ سے جو تمہارا پروردگار ہے ڈرتے رہو۔ تو عتبہ بن غزوان نے اُبلّہ کو فتح کر لیا۔ پھر بصرہ کی حدود متعین کیں۔ اور استیعاب میں شعبی کی حدیث میں سے ہے کہ جب عدی بن حاتم حضرت عمرؓ سے آ کر ملے تو اُنھوں نے کہا کہ میرا گمان نہیں ہے کہ آپ مجھے پہچان رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تم کو کیسے نہ پہچانوں گا حالانکہ پہلا صدقہ جس نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا چہرہ چمکا دیا تھا طے کا صدقہ تھا۔ میں تم کو پہچانتا ہوں کہ تم ایمان لائے جب کہ وہ (قبیلہ طے والے) کافر تھے اور تم ہماری طرف آئے جب اُنھوں نے (مرتد ہو کر) پیٹھ پھیر لی تھی اور آپ وفادار رہے جب اُن لوگوں نے غداری کی تھی۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آپ شدت کے ساتھ روکا کرتے تھے کفار سے اعتماد کے کام لینے سے مسلمانوں کے معاملات میں۔ ریاض النضرۃ میں ہے کہ ابو موسیٰؓ عمرؓ کے پاس آئے اور اُن کے ساتھ ان کا نصرانی کاتب تھا۔ تو اُس نے اپنا لکھا ہوا حساب پیش کیا جس کو عمرؓ نے پسند کیا اور یہ نہ سمجھے کہ وہ نصرانی ہے۔ پھر آپ نے ابو موسیٰؓ سے کہا کہ تمہارا یہ کاتب کہاں ہے؟ کہ لوگوں کو یہ تحریر پڑھ کر سنا دے۔ تو ابو موسیٰؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ وہ مسجد میں داخل نہ ہو سکے گا تو آپ نے فرمایا کیوں؟ کیا وہ جُنبی ہے۔ ابو موسیٰؓ نے کہا نہیں لیکن وہ نصرانی ہے تو اُنکو عمرؓ نے جھڑکا اور فرمایا کہ ان کو اپنے سے قریب نہ کرو جب کہ اللہ نے دُور کر دیا اور ان کا اکرام نہ کرو جب ان کو اللہ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللہ و لا تأمنوہم و قد خوّنہم اللہ فقد نہیتکم
عن استعمالِ اہل الکتاب فانہم یستحلّون
الرّشا (رشوت ۱۲) وفی روایۃ ان عمر قال لابی موسیٰ
ائتنی برجل ینظر فی حسابنا فاتاہ بنصرانی
فقال لو کنتُ تقدّمتُ الیک لفعلتُ (ای العتاب ۱۲)
و فعلتُ سألتک رجلاً اشرکہ فی امانتی
فاتیتنی بمن یخالف دینہٗ دینی۔
و از انجملہ آنکہ بنفسِ خود عسس (گشت) مے
فرمود و اختیارِ این امر بجہت دو فائدہ بود
اولےٰ اطلاع بر احوالِ رعیت تا ہر جا
خللے یافتہ شود تدارکِ آن بعمل آید
و ملوک عدالت پیشہ برائے ظہور این فائدہ
منہیان (از انباء بمعنے خبر دادن ۱۲) و سوانح نگاران مقرر کردہ اند و فائدہ
ثانیہ محافظتِ ضعفاء از دستِ بُردِ سُرّاق و
بادشاہانِ عادل برائے رعایت این مصلحت
عسس و شُرَط قرار دادہ اند وہمچنین ہر مصلحتے
کہ ملوک برائے آن شخصے (سرہنگان ۱۲) را معین ساختہ اند حضرت
فاروق رض بنفسِ نفیس خود تا مدتے التزام مباشرت
آن مے فرمود تا بر نقیر و قطمیرِ آن مصالح
مطلع شود و ضابطہ برائے آن قرار دہد و ازین
قبیل است حکایت تعہد نساء غزاۃ و خلفِ
قافلہ گشتن او رضی اللہ عنہ و اورا
رضی اللہ عنہ در اوقاتِ عسس اتفاقات
عجیبہ رُو دادہ است در ضمن دو
سہ حکایت تقریر آن عجائب کنیم۔

ذلیل کر دیا اور ان کو امین نہ بناؤ جب کہ اللہ نے ان کو خائن قرار
دیا۔ میں تم کو روک چکا ہوں اہلِ کتاب کو معتمدِ کار بنانے
سے کہ یہ لوگ رشوتوں کے مرتکب ہوتے ہیں۔ اور ایک روایت
میں یہ ہے کہ عمر رض نے ابو موسیٰ رض سے کہا کہ ہمارے پاس ایسا شخص
لے کر آؤ جو ہمارے حساب کی پڑتال کرے تو وہ اُن کے پاس
ایک نصرانی کو لے گئے تو فرمایا کہ اگر میں تجھ پر پیشقدمی کرتا تو
ایسا کرتا اور ایسا کرتا۔ میں نے تجھ سے ایسے شخص کا سوال کیا
تھا جس کو اپنی امانت میں شریک کر سکوں تو میرے پاس ایسے
شخص کو لے آیا جس کا دین میرے دین کے خلاف ہے۔ اور
اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بذاتِ خود گشت کیا کرتے تھے اور اس
کام کو دو فائدوں کے لئے اختیار کیا تھا۔ پہلا فائدہ رعیت کے
حالات پر مطلع رہنا تاکہ جہاں بھی کوئی رخنہ واقع ہو تو اس کا
تدارک عمل میں آجائے اور شاہانِ عادل نے اس مفاد کے لئے
مخبرین اور سوانح نگاروں کو مقرر کیا ہے۔ اور دوسرا فائدہ
ہے ضعفاء کی حفاظت چوروں کی دستِ بُرد سے اور بادشاہان
عادل نے اس مصلحت کے لئے کوتوال اور سپاہی مقرر کئے
ہیں اور اسی طرح جن مصلحتوں کے لئے بادشاہوں نے ایک شخص
کو معین کیا ہے حضرت فاروق رض نے خود بنفسِ نفیس ان کاموں
کے کرنے کا التزام کیا ہے تاکہ ان مصالح کی ہر طرح کی
چھوٹی چھوٹی جزئیات پر بھی مطلع ہو جائیں اور اُن کے پیشِ نظر
ضابطے مقرر کر دیں اور اسی قسم میں سے ہیں غازیوں کی
بیویوں کی خبر گیری فرمانے کے قصے اور آنحضرت رضی اللہ عنہ
کے قافلہ کے پیچھے چلنے کی حکایتیں۔ اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ
کو گشت کے اوقات میں عجیب اتفاقات پیش آتے ہیں۔ دو
تین حکایتوں کے ضمن میں ہم ان عجائبات کا بیان کرتے ہیں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن زید بن اسلم عن ابیہ قال خرجتُ مع عمر فی السوق فلحقتہ امراۃ شابۃ فقالت یا امیر المؤمنین ہلک زوجی و ترک صبیۃ صغارًا واللہ ماینضجون کُراعًا و لاہم ضرع و لازرع وخشیت علیہم الضبعۃ و انا ابنۃ خفاف بن ایماء الغفاری و قد شہد ابی الحدیبیۃ مع النبی صلی اللہ علیہ و سلم فوقف معہا ولم یمض و قال مرحبًا بنسب قریب ثم انصرف الی بعیر ظہیر کان مربوطًا فی الدار فحمل علیہ غرارتین ملأہما طعامًا وجعل بینہما نفقۃ و ثیابًا ثم ناولہا خطامہ فقال اقتادیہ فلن یفنی ہذا حتی یأتیکم اللہ بخیر فقال الرجل یا امیر المؤمنین اکثرت لہا فقال ثکلتک امک واللہ انی لأری ابا ہذہ و اخاہا و قد حاصرا حصنًا زمانًا فافتتحاہ ثم اصبحنا نستفیئ سہمانہما اخرجہ البخاری و فی الریاض عن ابن عمر قال قدمت رفقۃ من التجار فنزلوا المصلی (عیدگاہ بیرون شہر) فقال عمر لعبد الرحمن ہل لک ان نحرسہم اللیلۃ من السرق فباتا یحرسانہم و یصلیان ما کتب اللہ

روایت ہے زید بن اسلم سے انھوں نے روایت کیا اپنے باپ سے کہا کہ میں عمر رضؓ کے ساتھ بازار گیا تو ان سے آکر ملی ایک جوان عورت اور اس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین! میرا شوہر ہلاک ہو گیا اور اس نے چھوٹی چھوٹی لڑکیاں چھوڑیں واللہ نہ انھیں گوشت کا ٹکڑا میسّر ہے اور نہ ان کے پاس دودھ دینے والا کوئی جانور ہے اور نہ کھیتی ہے اور مجھے ان کے مرجانے کا اندیشہ ہے۔ اور میں خُفاف رضؓ بن ایماء الغفاری کی بیٹی ہوں اور وہ حدیبیہ میں حاضر تھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ۔ تو عمر رضؓ اس کے پاس ٹھہرے اور آگے نہیں گئے۔ اور فرمایا کہ بہت اچھا نسب ہے قریب کا (یعنی جس کو ہم جلد پہچان گئے) پھر ایک باربرداری کے اونٹ کی طرف لوٹے جو گھر میں بندھا ہوا تھا اس کے اوپر دو بورے لادے۔ دونوں کھانے کی چیزوں سے بھرے ہوئے تھے اور ان کے درمیان نقدی بھی تھی اور کپڑے بھی تھے پھر اس عورت کو اونٹ کی مہار پکڑوا دی اور فرمایا کہ اس کو ہنکا لیجا۔ یہ ختم نہ ہوگا کہ تیرے پاس اور مال پہنچ جائے گا۔ اس پر ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ نے اس کو بہت دیدیا۔ آپ نے فرمایا تجھے تیری ماں روتے واللہ میں دیکھ رہا ہوں اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور ان دونوں نے ایک قلعہ کا ایک زمانہ سے محاصرہ کر رکھا تھا پھر انھوں نے اسے فتح کر لیا پھر ہم صبح کو ان دونوں کے حصے لوٹا رہے تھے، اس کو بخاری نے روایت کیا۔ اور ریاض میں ہے کہ ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہا کہ تاجروں کا ایک قافلہ آیا اور وہ لوگ عیدگاہ پر ٹھہرے تو عمر رضؓ نے عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے کہا کہ کیا آپ ہمارا ساتھ دینگے اس میں کہ آج رات ہم ان لوگوں کی چوروں سے حفاظت کریں تو یہ دونوں تمام رات جاگتے اور ان لوگوں کی حفاظت کرتے رہے اور نماز پڑھتے رہے جو اللہ نے ان دونوں کے لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لها فسمع عمر بكاء صبيّ فتوجّه نحوه فقال لأمّه اتقي الله واحسني الى صبيك ثم عاد الى مكانه فسمع بكاءه فعاد الى امّه فقال لها مثل ذلك ثم عاد الى مكانه فلمّا كان من آخر الليل سمع بكاءه فأتى امّه و قال ويحك انّي لأراك امّ سوءٍ مالي أرى ابنك لا يقرّ (قرار نے گیرد ۱۲) منذ الليلة قالت يا عبد الله قد أبرمتني (تنگ کردی ۱۲) منذ الليلة انّي اريغه (خوگر میکنم ۱۲) على الفطام فيأبى قال ولم قالت لان عمر لا يفرض الا للمفطم (بریدہ شیر ۱۲) قال فكم له قالت كذا وكذا شهراً قال لا تعجليه فصلّى الفجر و ما يستبين الناس ثمّ غلبه البكاء فلمّا سلّم قال يا بؤسا لعمر كم قتل من اولاد المسلمين ثمّ امر منادياً ينادي ان لا تعجلوا صبيانكم على الفطام و انا نفرض لكلّ مولودٍ في الاسلام و كتب بذلك الى الآفاق ان يفرض لكلّ مولودٍ في الاسلام اخرجه صاحب الصفوة وفيه عن عروة بن رُوَيم قال بينما عمر بن الخطاب

مقدور کردی تھی۔ تو عمرؓ نے (گشت پر جاتے ہوئے) ایک بچے کے رونے کی آواز سُنی تو اُس کی طرف توجّہ کی۔ پھر اس کی ماں سے کہا کہ اللہ سے ڈر اور اپنے بچّہ کے ساتھ نیک برتاؤ کر پھر اپنے مقام کی طرف واپس ہوئے تو پھر بچے کے رونے کی آواز سُنی پھر اُس کی ماں کی طرف پہنچے اور پھر اس سے وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ پھر (گشت کرتے ہوئے) اپنی جگہ کی طرف لوٹے۔ پھر جب آخر شب کا وقت آیا تو پھر آپ نے اُس بچّہ کی رونے کی آواز سُنی تو اس کی ماں کے پاس پہنچے اور فرمایا افسوس ہے تجھ پر میں تجھے دیکھتا ہوں کہ تو بہت بُری ماں ہے۔ کیا ہوا کہ میں تیرے بچے کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ آج کی رات اتنا بے قرار ہے۔ اُس نے کہا اے اللہ کے بندے تو نے بھی مجھے آج رات تنگ کر دیا۔ میں اس کو دودھ چھوڑانے کی عادت ڈال رہی ہوں اور یہ مانتا نہیں۔ آپ نے کہا اور کیوں؟ اُس نے کہا اس لئے کہ عمرؓ وظیفہ نہیں دیتا مگر اس بچہ کو جس کا دودھ چھوٹ گیا ہو۔ آپ نے کہا کہ اس کی کیا عمر ہے؟ اس نے کہا اتنے اور اتنے مہینے کی۔ فرمایا کہ اس کے ساتھ جلدی نہ کر۔ پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھی (یعنی شروع کی) درال حالیکہ لوگ واضح طور پر نظر نہیں آتے تھے (یعنی اوّل وقت) پھر اُن پر گریہ غالب آگیا تو جب سلام پھیرا تو فرمایا کہ کس قدر بربادی ہے عمرؓ کی۔ مسلمانوں کے بچّوں میں سے اس نے کتنوں کو ہلاک کر دیا۔ پھر منادی کو حکم دیا کہ یہ اعلان کرے کہ اپنے بچوں کا دودھ چھوڑانے میں جلدی نہ کرو (اب) مسلمانوں کے ہر بچہ کا وظیفہ مقرر کر دینگے۔ اور جملہ اطراف ملک میں احکام بھیجدیئے کہ اسلام میں کے ہر بچّے کا پیدائش کے ساتھ ہی وظیفہ مقرر کر دیا جائے۔ اس کو صاحب الصفوہ نے روایت کیا۔ اور اسی میں ہے کہ عروہ بن رُوَیم سے مروی ہے کہ ایسے وقت جب کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يتصفح الناس يسألهم عن أمراء أجنادهم اذ مر
باهل حمص فقال كيف انتم وكيف اميركم
قالوا خير امير يا امير المؤمنين الا انه قد بنى
علية (بالاخانہ) يكون فيها فكتب كتاباً وارسل
بريداً وامره اذا جئت باب علية فاجمع
حطباً واحرق باب علية فلما قدم جمع حطباً
واحرق باب العلية فدخل عليه الناس و
ذكروا ان ههنا رجلاً يحرق باب عليتك
فقال دعوه فانه رسول امير المؤمنين
ثم دخل عليه فناوله الكتاب من
يده فلم يضع الكتاب من يده حتى
ركب فلما رآه عمر قال احبسوه
عني في الشمس ثلثة ايام فحبس عنه
ثلثا حتى اذا كان بعد ثلث قال يا ابن
فرط الحقني الى الحرة (سنگستان) وفيها اهل الصدقة
وغنمها حتى اذا جاء الحرة القى
عليه نمرة (گلیم) وقال انزع ثيابك
واتزر بهذه ثم ناوله الدلو
فقال اسق هذه الابل فلم يفرغ
حتى تعب فقال يا ابن فرط متى
كان عهدك بهذا قال قليلاً (زمانۂ دراز) يا امير
المؤمنين قال فلهذا بنيت العلية و
اشرفت بها على المسلمين والارملة
واليتيم ارجع الى عملك
ولا تعد وفيه

غور کے ساتھ دیکھ رہے اور ان سے ان کے لشکروں کے اُمراء کے بارے میں پوچھ گچھ کر رہے تھے کہ ان کا گزر اہل حمص پر ہوا آپ نے ان سے فرمایا کہ تمہارا کیا حال ہے اور تمہارا امیر کیسا ہے؟ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین وہ اچھا امیر ہے مگر اس نے ایک بالاخانہ بنالیا ہے جس میں وہ رہتا ہے تو آپ نے ایک خط لکھا اور قاصد کو بھیجا اور اس کو حکم دیا کہ جب تو بالاخانہ کے دروازے پر پہنچے تو لکڑیاں جمع کر کے اُس کو پھونک دینا تو جب وہ وہاں پہنچا تو اُس نے لکڑیاں جمع کر کے بالاخانہ کے دروازے کو آگ لگادی، اس پر امیر کے پاس لوگوں نے جاکر کہا کہ یہاں ایک شخص ہے جو آپ کے بالاخانہ کا دروازہ پھونک رہا ہے۔ امیر نے کہا کہ اُسے چھوڑ دو کہ وہ امیر المؤمنین کا قاصد ہے پھر قاصد امیر کے پاس پہنچا تو امیر نے خط اس کے ہاتھ سے لے لیا اور اُس کو اپنے ہاتھ سے چھوڑا نہیں کہ سوار ہوگیا۔ جب اس کو عمرؓ نے دیکھا تو کہا کہ میری جانب سے اس کو تین دن دھوپ میں روکے رکھو تو اس کو تین دن دھوپ میں روکا گیا۔ جب تین دن گزر گئے تو کہا اے ابن فرط! مجھ سے حرہ میں آکر مل (حرہ مدینہ کی آبادی سے باہر ایک پتھریلا مقام ہے) اور اس میں صدقہ کے اونٹ اور بکریاں موجود تھیں۔ تو جب وہ حرہ پہنچا تو اس کے اُوپر ایک چادر پھینک دی اور کہا کہ اپنے کپڑے اُتار اور اس کی لنگی بنا کر باندھ پھر اُس کو ڈول دیا اور کہا کہ ان اُونٹوں کو پانی پلا تو وہ چند ڈول کھینچ کر تھک گیا۔ تو آپ نے کہا کہ اے ابن فرط! اس عہدہ پر تجھے کتنا زمانہ گزرا۔ اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین زمانہ دراز سے ہوں۔ فرمایا تو اسی وجہ سے تم نے بالاخانہ بنایا۔ اور اُس پر چڑھ کر بیٹھے۔ سب مسلمانوں سے اور مصیبت زدوں سے، یتیموں سے اونچے ہو کر۔ اپنے عہدہ پر واپس جاؤ اور آئندہ ایسا نہ ہو۔ اور اسی میں ہے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن انس بن مالک بینما امیر المؤمنین عمر یعس ذات لیلۃ اذ مرّ باعرابی جالس بفناء خیمۃ فجلس الیہ یحدّثہ و یسألہ و یقول لہ ما اقدمک ہذہ البلاد فبینا ہو کذلک اذ سمع انینًا من الخیمۃ فقال من ہذا الذی اسمع انینہ فقال امر لیس من شانک امرأۃ تمخض (دردزہ دارد) فرجع عمر الی منزلہ و قال یا ام کلثوم شدّی علیک ثیابک و اتبعینی قال ثمّ انطلق حتی انتہی الی الرجل فقال لہ ہل لک ان تأذن لہذہ المرأۃ ان تدخل علیہا فتؤنسہا فاذن لہا فدخلت فلم یلبث ان قالت یا امیر المؤمنین بشّر صاحبک بغلام فلمّا سمع قولہا امیر المؤمنین وثب من جنبہ فجلس بین یدیہ و جعل یعتذر الیہ فقال لا علیک اذا اصبحت فأتنا فلمّا اصبح اتاہ ففرض لابنہ فی الذریۃ و اعطاہ و فیہ عن ابن عمر انّ عمر لمّا رجع من الشام الی المدینۃ انفرد عن الناس لیعرف اخبارہم فمرّ بعجوز فی خبائہا فقصدہا فقالت

انس بن مالک رضؓ سے مروی ہے کہ ایسے وقت میں کہ امیر المؤمنین رضؓ ایک رات میں گشت کر رہے تھے کہ آپ کا گزر ایک اعرابی پر ہوا جو اپنے خیمہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا تو اس کے پاس جا بیٹھے اور اس سے باتیں کرنے لگے اور سوالات کرنے لگے اور اس سے یہ پوچھ رہے تھے کہ ان شہروں میں تیرا آنا کس وجہ سے ہوا، ابھی وہ اسی گفتگو میں تھے کہ خیمہ کے اندر سے آہستہ آہستہ رونے کی آواز سنی۔ تو آپ نے کہا کہ یہ آواز کیسی ہے جو میں سن رہا ہوں تو اُس نے کہا کہ یہ ایسی بات ہے جو تم سے متعلق نہیں۔ ایک عورت ہے جس کے پیدائش کا درد ہو رہا ہے۔ تو عمر رضؓ اپنے مکان پر لوٹ کر آئے اور (زوجہ محترمہ سے) فرمایا کہ اے امّ کلثوم رضؓ اپنے کپڑے کس کر بدن پر باندھ لو اور میرے ساتھ چلو۔ کہا کہ روانہ ہوتے اور اسی شخص کے پاس پہنچے اور اس سے کہا کہ کیا تم اجازت دو گے اس عورت کو یہ اُس کے پاس جاکر اُس کی تسکین اور تشفی کرے تو اُس نے اجازت دیدی اور یہ اس کے پاس اندر پہنچ گئیں۔ تھوڑی دیر کے بعد امّ کلثوم رضؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ اپنے ساتھی کو لڑکے کی بشارت دیدیجئے۔ جب اُس اعرابی نے اُن کا قول امیر المؤمنین سنا تو وہ کود کر آپ کے پہلو سے اُٹھا اور سامنے آبیٹھا اور آپ سے معذرت کرنے لگا۔ تو آپ رضؓ نے فرمایا کہ کوئی بات نہیں جب صبح ہو جائے تو ہمارے پاس آجانا تو جب صبح ہوئی تو وہ آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے اُس کے بچّے کے لئے بچوں کا وظیفہ مقرر کر دیا اور اُس کو عطا کر دیا۔ اور اسی میں ہے کہ ابن عمر رضؓ سے مروی ہے کہ جب عمر رضؓ شام سے مدینہ لوٹ کر آئے تو لوگوں سے الگ ہو گئے تاکہ اُن کے احوال معلوم کریں تو آپ کا گزر ایک بڑھیا پر ہوا جو اپنے خیمہ میں تھی تو اس سے پوچھ گچھ کرنے لگے تو اس نے کہا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يا هذا ما فعل عمر قال هو ذا قد اقبل من
الشام قالت لا جزاه الله عني خيرا قال
ويحك ولم قالت لانه والله ما نالني من
عطائه منذ ولي الي يومنا هذا دينار و
لا درهم قال ويحك وما يدري عمر حالك
وانت في هذا الموضع فقالت سبحان
الله ما ظننت ان احدا يلي على الناس
ولا يدري ما بين مشرقها ومغربها
فاقبل عمر وهو يبكي ويقول واعمراه
واخصوماه كل احد افقه منك يا عمر
ثم قال لها بكم تبيعيني ظلامتك منه
فاني ارحمه من النار قالت
لا تهزأ بنا رحمك الله فقال لها
عمر ليس بهزء فلم يزل بها حتى اشترى
ظلامتها بخمسة وعشرين دينارا فبينا هو
كذلك اذ اقبل علي بن ابي طالب وابن
مسعود فقالا السلام عليك يا امير
المؤمنين فوضعت المرأة يدها على
رأسها وقالت واسوأتاه شتمت
امير المؤمنين في وجهه فقال
لها عمر لا عليك يرحمك الله
قال ثم طلب عمر قطعة جلد
يكتب فيه فلم يجد فقطع قطعة
من فروة كان البسها وكتب بسم الله
الرحمن الرحيم هذا ما اشترى

اے شخص عمر رض نے کیا کیا؟ تو آپ نے کہا کہ وہ ادھر ہی تو ہے اور شام سے آگیا ہے تو اُس عورت نے کہا کہ خدا اُس کو میری طرف سے جزاء خیر نہ دے۔ آپ نے فرمایا کہ تجھ پر افسوس ہے اور تو ایسا کیوں کہتی ہے۔ اُس نے کہا کہ جب سے وہ خلیفہ ہوا ہے آج تک مجھے اُس کا کوئی عطیہ نہیں ملا نہ کوئی دینار اور نہ درہم۔ آپ نے کہا تجھ پر افسوس، اور عمر رض کو تیرے حال کی خبر کیا ہے اور جب کہ تو ایسی جگہ بیٹھی ہوتی ہے۔ تو اُس نے کہا کہ سبحان اللہ میں گمان نہیں کرتی کہ کوئی لوگوں پر والی بن جائے اور اس کو یہ خبر نہ ہو کہ اس کے آگے مشرق اور مغرب میں کیا ہے تو عمر رض روتے ہوئے اُس کی طرف متوجہ ہوتے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ہائے عمر رض، ہائے کتنے دعویدار ہوں گے تجھ پر، ہر ایک تجھ سے زیادہ دین کی سمجھ رکھنے والا ہے اے عمر رض! پھر اُس سے فرمایا کہ تو اپنی مظلومیت کے حق کو اس کے ہاتھ کتنے میں بیچتی ہے کہ میں اس کو جہنم سے بچانا چاہتا ہوں۔ اُس نے کہا کہ ہم سے مخول نہ کر۔ خدا تجھ پر رحمت کرے تو اس سے عمر رض نے کہا کہ یہ مخول نہیں ہے تو اس سے اصرار کرتے ہی رہے یہاں تک کہ اس کے حق مظلومیت کو پچیس دینار میں خرید لیا۔ ابھی یہ بات ہو ہی رہی تھی کہ علی رض بن ابی طالب اور ابن مسعود رض آ پہنچے اور ان دونوں نے کہا السلام علیک یا امیر المومنین رض تو عورت اپنا ہاتھ سر پر رکھ کر کہنے لگی کہ ہائے بُرائی میں نے امیر المومنین رض کو اُس کے منہ پر برا بھلا کہہ دیا۔ تو اُس سے امیر المومنین رض نے فرمایا کہ تجھ پر کوئی جرم نہیں خدا تجھ پر رحم کرے تو عمر رض نے ایک جلد کا ٹکڑا مانگا جس پر لکھیں مگر نہ ملا پھر اپنی چادر میں سے جس کو اوڑھ رہے تھے ایک ٹکڑا کاٹا اور لکھا بسم اللہ الرحمن الرحیم یہ دستاویز ہے اس کی جو عمر رض نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عُمرُ بن فلانۃ ظلامتہا مُنذ ولی الیٰ یومنا ہٰذا بخمسۃ و عشرین دینارًا فما تدّعی عندہ وتوفی فی المحشر بین یدی اللّٰہ عزّ و جلّ فعمرُ منہ بری شہد علیٰ ذلک علیّ بن ابیطالب و عبدُ اللّٰہ بنُ مسعود ثم دفع الکتاب الیٰ علیّ و قال اذا انا تقدّمتُک فاجعلہا فی کفنی وفیہ عن الاوزاعی ان عمر بن الخطاب خرج فی سوادِ اللّیل فرآہ طلحۃُ فذہب عمر فدخلَ بیتًا ثم خرج و دخل بیتًا آخر فلمّا اصبح طلحۃُ ذہب الیٰ ذٰلک البیتِ فاذا بعجوز عمیاء مُقعدۃ فقال لہا ما بالُ ہٰذا الرّجل یاتیک قالت انہ مُعاہدی منذ کذا و کذا بما یُصلحنی و یُخرج عنّی الاذٰی فقال طلحۃُ لنفسہ ثکلتک امّک أعثراتِ عمر تتبع اخرجہ صاحبُ الصفوۃ و الفضائلی وفیہ روی انہ کان یطوف لیلۃً فی المدینۃ فسمع امراۃً تقولُ شعر الا طالَ ہٰذا اللّیلُ و ازورَّ جانبُہ ؁ ولیس الیٰ جنبی خلیلٌ الاعبُہ ؁ فو اللّٰہِ لولا اللّٰہ لاشیئَ غیرہ ؁ لزعزع من ہٰذا السّریر جوانبُہ ؁ مخافۃُ ربّی والحیاءُ

فلاں عورت سے اُس کا حق" مظلومیت خرید ا ہے جب سے وہ والی بنا ہے آج کے دن تک پچیس دینار میں تو وہ اب اللہ کے سامنے محشر میں کھڑی ہو کر اگر دعوی کرے تو عمرؓ اس سے بری ہے۔ اس پر گواہ ہیں علی بن ابی طالبؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ۔ پھر وہ تحریر علیؓ کو دیدی اور فرمایا کہ جب میں تم سے پہلے دنیا سے گزر جاؤں تو اس کو میرے کفن میں رکھدینا۔ اور اسی میں ہے کہ اوزاعیؒ سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب رات کے اندھیرے میں نکلے تو اُن کو طلحہؓ نے دیکھا کہ عمرؓ جاتے ہوتے ایک گھر میں داخل ہوئے پھر نکلے اور دوسرے گھر میں داخل ہوتے۔ جب صبح ہوئی تو طلحہؓ اُس گھر میں پہنچے تو دیکھتے ہیں کہ اس میں ایک بوڑھیا ہے اندھی جس کی ٹانگیں ماری ہوئی ہیں تو اُنھوں نے کہا کہ وہ شخص کیا کرتا ہے جو تیرے پاس آتا ہے۔ اُس نے کہا کہ وہ میری خبر گیری کرنے والا ہے اتنے اور اتنے زمانہ سے جس چیز کی بھی مجھے ضرورت ہوتی ہے اور میرے پاس سے گندگی کو ہٹاتا ہے تو طلحہؓ نے اپنے نفس سے کہا کہ تجھے روئے تیری ماں کیا تو عمرؓ کی لغزشیں معلوم کرنے کے درپے ہوا تھا۔ اس کو اخذ کیا صاحب الصفوہ اور فضائلی نے۔ اور اسی میں ہے کہ ایک رات عمر رضی اللہ عنہ مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے سُنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار الا طالَ ہٰذا اللّیل وازورّ جانبہ الخ (ترجمہ) دیکھو یہ رات لمبی ہوگئی اور اس کا گوشہ خوب تاریک ہوگیا۔ اور میرے پہلو میں کوئی دوست نہیں جس کے ساتھ دل لگی کر لوں + تو خدا کی قسم اگر اللہ (روکنے والا) نہ ہوتا جس کے سوا مجھے کوئی شے (روکنے والی) نہیں۔ تو اس چارپائی کی تمام طرفیں (یعنی پٹیاں) ضرور کانپنے لگتیں + اپنے پروردگار کا خوف اور حیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تُرُدَّنے ؛ وَاُکرِمُ بَعلِی اَن تُنَاوِلَ مَرَاکِبُہٗ ؛ وفی روایۃ و لٰکِنّنِی اَخشٰی رَقِیبًا مُوَکَّلًا ؛ بِاَنفُسِنَا لَایَفتُرُ الدّہرَ کَاتِبُہٗ ؛ فسال عمر نسآءً کم تصبر المرأۃ عن الرجل فقلن شہرین وفی الثالث یقل الصبر وفی الرابع ینفد الصبر فکتب الی امراء الاجناد ان لا تحبسوا رجلا عن امرأتہ اکثر من اربعۃ اشہر وفیہ عن الشعبی قال سمع عمر امرأۃ تقول شعر دَعَتنِی النّفسُ بعد خروج عمرو ؛ الی اللذّات تَطّلِعُ اطّلاعًا ؛ فقلت لہا عجلت فلا تُطَاعِی ؛ ولو طَالَت اقامتہ رِبَاعًا ؛ اُحَاذِرُ ان اُطِیعَکِ سَبَّ نَفسِی ؛ و مَخزَاۃً تُجَلِّلُنِی قِنَاعًا ؛ فقال لہا عمر ما الذی یمنعک من ذلک قالت الحیاء و اکرام زوجی قال عمر ان فی الحیاء لہنات ذات الوانٍ مَن استحیٰ استخفیٰ و مَن استخفیٰ اتقیٰ و مَن اتقیٰ وُقی اخرجہ ابن ابی الدنیا وفی الاحیاء روی ان عمر کان یعس فی المدینۃ ذات لیلۃ فرائی رجلا و امرأۃ علی

مجھے اس کام سے ہٹاتی ہے اور (نیز) میں اپنے شوہر کی عزّت کرتی ہوں کہ اس کے سواری کے مقامات کو دوسرے شخص کو دیدیئے جائیں۔ اور ایک روایت میں یہ ہے ولٰکننی اخشٰی الخ یعنی لیکن میں ڈرتی ہوں ایک ایسے نگہبان سے جو ہمارے نفسوں پر موکّل ہے جو کبھی سُستی نہیں کرتا ہمیشہ ہر ایک حال لکھتا ہی رہتا ہے۔ تو عمر رضؓ نے عورتوں سے پوچھا کہ کتنے عرصہ تک عورت مرد سے صبر کرلیتی ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ دو مہینے اور تیسرے مہینے میں صبر کم ہونے لگے گا اور چوتھے مہینے میں ختم ہوجاگا۔ تو آپ نے فوجوں کے اُمراء کو لکھا کہ کسی شخص کو اپنی بیوی کے پاس جانے سے چار مہینے سے زیادہ نہ روکا جائے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے شعبیؒ سے کہ عمر رضؓ نے سُنا کہ ایک عورت کہہ رہی ہے اشعار دعتنی النّفس بعد خروج عمرو الخ (ترجمہ) عمرو کے جانے کے بعد مجھے نفس نے لذّات کی طرف بُلایا (اور ان کے حاصل کرنے کی) بہت سی صورتیں دیکھ رہا ہے تو میں نے اُس سے کہا کہ تو نے جلدی کی تیری بات نہیں مانی جاتے گی اگرچہ عمرو کا قیام منازل میں طویل ہوجاتے + اگر میں نے تیری بات مان لی تو میں اپنی ذات پر گالیاں پڑنے سے ڈرتی ہوں اور ایسی رسوائی سے جو میرے چہرے پر بُرقع بن کر چھا جائے گی۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ اس (بُرائی) سے تجھے کیا چیز روکتی ہے؟ تو اُس نے کہا کہ حیاء اور اپنے شوہر کا اِکرام۔ تو عمر رضؓ نے فرمایا کہ بیشک حیاء میں بہت سی خصلتیں مختلف الوان کی شامل ہوجاتی ہیں۔ جو حیا کرے گا وہ چھپا رہے گا اور جو چھپا رہے گا وہ متقی ہوگا اور جو متقی ہوگا وہ بچا رہے گا، اس کو ابن ابی الدنیا نے روایت کیا۔ اور احیاء میں ہے کہ ایک رات عمر رضؓ مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو آپ نے ایک مرد اور ایک عورت کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاحشة فلما اصبح قال للناس ارأیتم لو ان اماما رأی رجلا و امرأة علی فاحشة فاقام علیهما الحد ما کنتم فاعلین قالوا انما انت امام فقال علی لیس لک ذلک اذا یقام الحد علیک ان الله تعالی لم یأمن علی ہذا الامر اقل من اربعة شہداء ثم ترکہم ماشاء الله ان یترکہم ثم سألہم فقال القوم مثل مقالتہم الاولی و قال علی مثل مقالتہ قال الغزالی و ہذا مشیر الی ان عمر کان مترددا فی ہذہ المسألة وفیہ عن عبدالرحمن ابن عوف قال حرست مع عمر لیلة بالمدینة فبینا نحن نمشی اذ ظہر لنا سراج فانطلقنا نؤمہ فلما دنونا اذا باب مغلق علی قوم لہم اصوات ولغط فاخذ عمر بیدی و قال اتدری بیت من ہذا قلت لا قال ہذا بیت ربیعة بن امیة بن خلف و ہم الآن شرب فما تری قلت اری انا قد اتینا ما نہانا الله تعالی عنہ قال الله تعالی ولا تجسسوا فرجع عمر و ترکہم و فیہ روی ان عمر کان یعس بالمدینة اللیل فسمع صوت

فحش حال میں دیکھا۔ جب صبح ہوئی تو لوگوں سے کہا کہ تمہاری کیا رائے ہے کہ اگر ایک امام نے ایک مرد اور عورت کو فحش حالت پر دیکھا اور پھر اُن دونوں پر حد کو قائم کر دیا تو تم کیا کروگے۔ تو لوگوں نے کہا کہ آپ امام ہیں (آپ کو اختیار ہے) مگر علی رضؓ نے کہا کہ اس کا اختیار نہیں۔ اگر آپ ایسا کرینگے تو آپ کے اوپر حد قائم کی جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ حق تعالےٰ نہیں ماننے اس امر میں چار گواہوں سے کم کی شہادت کو۔ پھر عمر رضؓ نے اُن (سے اس پر کلام) کو چھوڑے رکھا جب تک اللہ نے چاہا کہ چھوڑے رکھیں۔ پھر اُن سے پوچھا تو قوم نے اسی طرح جیسے پہلے کہا تھا جواب دیا اور علی رضؓ نے بھی وہی کہا جو پہلے کہا تھا۔ غزالی رحؒ نے کہا کہ یہ (تکرار سوال) اس طرف اشارہ کر رہا ہے کہ عمر رضؓ اس مسئلہ میں متردد تھے۔ اور اسی میں ہے کہ عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے مروی ہے کہ میں نے ایک رات عمر رضؓ کے ساتھ مل کر مدینہ کا گشت کیا تو ایسے وقت کہ ہم چلے جا رہے تھے ہم کو ایک چراغ نظر آیا تو ہم اُسی کے قصد سے آگے چلے۔ جب ہم قریب پہنچ گئے تو دیکھا کہ ایک قوم نے (یعنی چند ہم مشرب لوگوں نے) دروازہ بند کر رکھا ہے اور اُن کی آوازیں اور ملے جلے الفاظ بلند ہو رہے ہیں۔ تو عمر رضؓ نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ یہ کس کا گھر ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ کہا کہ یہ گھر ہے ربیعہ بن اُمیّہ بن خلف کا اور وہ اس وقت شراب پیتے ہوئے ہیں تو تمہاری کیا رائے ہے؟ میں نے کہا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ ہم اب اس حد پر آ گئے ہیں جس سے اللہ تعالےٰ نے ہمیں منع کیا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے وَلَا تَجَسَّسُوْا (اور تجسس نہ کرو) تو عمر رضؓ واپس ہوئے اور اُن کو چھوڑ دیا۔ اور اسی میں ہے کہ عمر رضؓ ایک رات مدینہ میں گشت کر رہے تھے تو ایک شخص کی آواز

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رجلٍ فی بیتٍ یتغنّٰی فتسوّر علیہ فوجد
رجلاً عندہ امرأۃٌ و خمرٌ فقال یا
عدوّ اللہِ اَظننت ان اللہ تعالیٰ
یسترک وانت علی معصیتہ
فقال وانت یا امیر المؤمنین فلا
تعجل اِن اکُ عصیت اللہ فی
واحدۃٍ فانت عصیتہ فی ثلاثٍ قال
اللہ تعالیٰ وَلاَ تَجَسَّسُوا وقد تجسّست
وقال تعالیٰ وَلَیْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا
الْبُیُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وقد تسوّرت
علیّ وقال تعالیٰ لَا تَدْخُلُوْا
بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ وقد دخلت
بیتی بغیر اذنٍ ولا سلامٍ فقال عمر ھل
عندکم من خیرٍ ان عفوت عنک قال
نعم یا امیر المؤمنین لئن عفوت
عنّی لا اعود لمثلھا ابدًا فعفا
عنہ در روضۃ الاحباب مرویست
از اسلم مولائے فاروق رض کہ شبے
از شبہا با امیر المؤمنین در اطرافِ
مدینہ می گشتم ساعتے برائے استراحت
بر جانب دیوارے تکیہ فرمود
شنید کہ ضعیفہ با صبیہ خود
مے گفت برخیز شیر را آب بیامیز دختر
گفت نمی دانی کہ منادیِ امیر المؤمنین
ندا در دادہ لا یُشابُ اللبنُ
آمیختہ نہ شود ۱۲

میں سے کسی جو گا رہا تھا تو اُس کو دیوار کے اوپر سے جھانک کر دیکھا
تو پایا کہ اُس کے سامنے ایک عورت ہے اور شراب رکھی ہے تو انھوں
نے کہا کہ اے اللہ کے دشمن کیا تو نے یہ گمان کر لیا تھا کہ اللہ
تعالیٰ تجھے چھپاتے رکھے گا اور تو اس کی نافرمانی پر قائم رہیگا۔
تو اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رض! آپ بھی (نافرمان ہیں)
تو جلدی نہ کیجئے اگر میں نے اللہ کی نافرمانی کی ایک بات میں تو
آپ نے اُس کی نافرمانی کی تین باتوں میں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَلَا تَجَسَّسُوا۔ اور آپ نے تجسّس کیا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا
وَلَیْسَ الْبِرُّ الخ (۲: ۱۸۹) اور یہ کوئی اچھی بات نہیں کہ گھروں
میں اُن کی پشت کی طرف سے آیا کرو" اور آپ دیوار پھلانگ کر
میرے پاس آئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا
الخ (۲۴: ۱۸۹) تم اپنے گھروں کے سوا دوسرے گھروں میں
داخل مت ہونا جب تک کہ (ان سے) اجازت حاصل نہ کر لو اور
گھر والوں کو سلام نہ کر لو" اور آپ میرے گھر میں داخل ہوئے
بغیر اذن کے اور بغیر سلام کے۔ تو عمر رض نے کہا کہ کیا تم سے خیر
کی امید کیجائے اگر میں تجھ کو معاف کر دوں؟ اُس نے کہا کہ ہاں
اے امیر المؤمنین اگر آپ نے مجھ کو معاف کر دیا تو میں کبھی ایسی
شے کی طرف نہ لوٹوں گا تو آپ نے اُس کو معاف کر دیا۔ اور
روضۃ الاحباب میں مروی ہے اسلم رض سے جو حضرت فاروق رض کے
آزاد کردہ تھے کہ بعض راتوں میں سے ایک رات میں میں امیر المؤمنین رض
کے ساتھ مدینہ کے اطراف میں پھر رہا تھا آپ نے ایک گھڑی
کے لئے استراحت کی غرض سے ایک دیوار کی جانب سہارا لیا۔ آپ
نے سُنا کہ ایک بڑھیا اپنی بیٹی سے کہہ رہی ہے کہ اُٹھ دودھ
میں۔۔ پانی۔۔۔ ملا دے۔ لڑکی نے کہا کہ آپ نہیں جانتیں۔ کہ امیر
المؤمنین رض کے منادی نے یہ اعلان کر دیا ہے کہ دودھ میں پانی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالماء، مادر گفت نہ درین ساعت امیرالمؤمنین رضؓ حاضر است و نہ منادی او دختر گفت و اللہ سزاوار نیست مارا کہ در ملاء (بجمع) اطاعت کنیم و در خلوت عصیان ورزیم فاروقِ اعظم رضؓ بغایت خوش وقت شد و گفت اے اسلم این سرائے را نشان کُن روز دیگر آنجا کس فرستاد و آن دختر را برائے پسر خویش عاصم خطبہ کرد و عاصم را از وے دخترے پیدا شد عمرؒ بن عبدالعزیز از نسل آن دختر بود و نیز مرویست از عبداللہ بن بُریدہؓ اسلمی کہ فاروقِ اعظم رضؓ شبے در بازار مدینہ سیری نمود ناگاہ شنید کہ زنے این بیت می خواند بیت

اَلَا سَبِیْلَ اِلٰی خَمْرٍ فَاَشْرَبُہَا ؛ ام لا سبیل الی نصر بن حجاج ؛

بامداد ان پرسید کہ نصر بن حجاج کیست گفتند جوانیست از بنی سلیم رشیق (دبلا) القد صبیح الخد (خوبرو رخسار) حسن الشعر اورا خواند و حلاق (موتراش) را فرمود کہ سر اورا بتراشد دید کہ جمال او چنانکہ بود ہست از بیت المال چیزے بداد و از مدینہ او را اخراج نمود آخرہا از وی خیانتی بظہور رسید و فراستِ عمر رضؓ کار خود کرد و از عبدالرحمٰن بن عوف مرویست کہ فاروق رضؓ بخانۂ من آمد گفتم چرا مرا نہ طلبیدی فرمود بمن خبر رسیدہ است کہ درین وقت قافلہ در ظاہر مدینہ فرود آمدہ است و اہل قافلہ از کلال سفر بخواب غریق رفتہ اند بیا تا محافظت ایشان نمائیم بر سر تلّے رفتیم و تا صباح بیدار بودیم و از ابوہریرہ رضؓ مروی است کہ مے گفت

نہ بلایا جائے۔ ماں نے کہا کہ نہ اس وقت امیرالمؤمنین رضؓ موجود ہے اور نہ اُس کا منادی۔ لڑکی نے کہا کہ خدا کی قسم یہ بات تو ہمارے لئے شایاں نہیں ہے کہ سامنے تو ہم اُن کی اطاعت کریں اور خلوت میں نافرمانی کرنے لگیں۔ فاروقِ اعظم رضؓ یہ سُنکر بہت خوش ہوئے اور فرمایا اے اسلم اس مکان پر نشان لگا دے۔ دوسرے دن آپ نے کسی کو بھیجا اور اس لڑکی کا رشتہ اپنے بیٹے عاصم سے کرلیا۔ اُس سے عاصم کی ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ عمرؒ بن عبدالعزیز اسی لڑکی کی اولاد میں سے تھے۔ اور نیز عبداللہ بن بُریدہ اسلمی سے مروی ہے کہ ایک رات فاروقِ اعظم رضؓ مدینہ کے بازار میں پھر رہے تھے کہ آپ نے سُنا کہ ایک عورت یہ بیت پڑھ رہی ہے بیت

الا سبیلَ الی خمرٍ الخ (ترجمہ) کیا کوئی راہ شراب حاصل کرنے کی نہیں کہ میں اُس کو پی لوں۔ یا کوئی راہ نہیں نصر بن حجاج سے ملنے کی۔" صبح کو آپ نے لوگوں سے پوچھا کہ نصر بن حجاج کون ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ بنی سلیم میں کا ایک جوان ہے موزوں قد اور سفید رخسار اور خوب صورت بالوں والا۔ آپ نے اُس کو بلایا اور نائی کو حکم دیا کہ اس کا سر مونڈ دے۔ پھر آپ نے دیکھا کہ اس کا جمال جیسا پہلے تھا ویسا ہی ہے۔ تو آپ نے اس کو بیت المال میں سے کچھ دیدیا اور اس کو مدینہ سے نکال دیا۔ انجام کار اس سے ایک خیانت ظہور میں آئی اور عمر رضؓ کی فراست نے اپنا کام کیا۔ اور عبدالرحمٰن بن عوف رضؓ سے مروی ہے کہ فاروق رضؓ میرے گھر میں آئے۔ میں نے کہا کہ آپ نے مجھے کیوں نہیں بلا لیا فرمایا کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ اس وقت قافلہ مدینہ کے باہر اُترا ہے اور قافلہ والے سفر کے تھکان سے گہری نیند سو گئے ہیں۔ چلو تاکہ اُن کی حفاظت کریں۔ تو ہم ایک ٹیلے پر پہنچ گئے اور صبح تک جاگتے رہے۔ اور ابوہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ وہ کہتے تھے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رحمتِ خدا لتہ بر قبرِ فاروق رضؓ نازل باد در عام رمادہ دیدم کہ دو انبانِ نان بر پُشتِ خود برداشتہ و عُکّہ از زیت بدست گرفتہ میرفت و اسلم رفیق او بود در حملِ آن من نیز با او رفتم تا آنکہ رسیدیم بچشمۂ صِرار دیدم کہ بیست خانہ دار از بنی محارب در انجا فرود آمدند پرسید کہ سببِ قدوم شما چیست اظہار جُوع نمودند فی الحال بارہا بر زمین افگند و از برائے لبّاخی ایشان در استاد تا طعام مہیا کرد و ایشان را اطعام نمود انگاہ اسلم را بمدینہ فرستاد تا برائے ایشان شترے چند از اطعمہ و کسوت آورد و بر ایشان قسمت فرمود و مُرفّہ الحال و مُقضی الاوطار با اوطار خود باز گشتند و از انجملہ آنکہ در محافظتِ بیت المال دقیقہ فرو نمے گذاشت در روضۃ الاحباب مذکور است کہ احنف بن قیس با جمعے از وجوہ عرب از جانب عراق بجناب فاروقِ اعظم رضؓ آمدند مے بینند کہ وے عبا خود را بمیان زدہ در طلبِ شترے گم شدہ از شترانِ صدقہ در حالِ کمالِ حرارت ہوا تردد می کند چون احنف را دید فرمود یا احنف ساعتے با من رفاقت کن در طلبِ این اشتر چہ حق یتامٰے و مساکین و ارامل در ان ہست مردے از قوم گفت یا امیر المؤمنین رضؓ چرا نمے فرمائی کہ بندۂ از بندگانِ صدقہ درین امر قیام نماید

خدا کی رحمت نازل ہو فاروق رضؓ کی قبر پر میں نے عام رمادہ (ایک قحط کے سال کا نام) میں دیکھا کہ دو گٹھڑیاں روٹیوں کے سامان کو اپنی پیٹھ پر اُٹھائے ہوئے اور روغن کا کُپّا ہاتھ میں لئے ہوئے جا رہے تھے اور اسلم آپ کا ساتھی تھا اُس کے اُٹھانے میں مَیں بھی اُن کے ساتھ گیا، یہاں تک کہ ہم چشمۂ صرار[عہ] پر پہنچے۔ مَیں نے دیکھا کہ بنو محارب کے بیس گھر والے وہاں اُترے ہیں اُن سے پوچھا کہ تمھارے آنے کا کیا سبب ہے، تو انھوں نے بُھوک کا اظہار کیا۔ آپ رضؓ نے جبھی اُن بوجھوں کو زمین پر . . . . ڈال دیا اور روٹیوں کی تیاری کے لئے کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ کھانا تیار کر کے اُن کو کھلا دیا۔ پھر اُسی وقت اسلم کو مدینہ بھیجا یہاں تک کہ وہ اُن کے لئے چند اُونٹ کھانے کے سامان اور کپڑے سے لدے ہوئے لایا اور آپ رضؓ نے یہ سب اُن پر تقسیم فرما دیا اور یہ سب لوگ خوش حال اور حاجت روائی کے ساتھ اپنے وطنوں کو واپس ہوئے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ بیت المال کی محافظت میں آپ رضؓ نے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا۔

روضۃ الاحباب میں مذکور ہے کہ احنف بن قیس سردارانِ عرب کی ایک جماعت کے ساتھ عراق کی جانب سے فاروقِ اعظم رضؓ کی خدمت میں آئے۔ دیکھتے ہیں کہ وہ اپنی عبا کو کمر پر باندھے ہوئے صدقہ کے اونٹوں میں سے ایک گم شدہ اُونٹ کی تلاش میں اس حالت میں کہ سخت گرم ہوا (یعنی لُو) چل رہی تھی پھر رہے تھے۔ جب آپ رضؓ نے احنف کو دیکھا تو فرمایا کہ اے احنف! تھوڑی دیر اس اونٹ کی تلاش میں میرا ساتھ دو کیونکہ اس میں یتیموں کا اور مسکینوں اور بیواؤں کا حق ہے۔ قوم میں سے ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المؤمنین رضؓ! آپ صدقہ کے غلاموں میں سے کسی غلام کو اس کام کے انجام دینے کا حکم کیوں نہیں دیتے؟

عہ زیر کے ساتھ مدینہ منورہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک قدیم کنواں ہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فرموداے عبدِ أَعْبَدُ مِنّی و من الأحنف
ہر کسے کہ والی امر مسلمانان شد واجب
است بروے آنچہ واجب است بر بندہ
برائے خواجہ وفی الرّیاض عن ابی بکر
العنسی قال دخلت مع عمر و عثمان و
علیٍّ مکانَ الصدقۃ فجلس عثمان
فی الظلّ یکتبُ و قام علیٌّ علیٰ
رأسہ یُمْلی علیہ ما یقول عمرُ و عمر
قائم فی الشمس (نویسانید) فی یوم شدید الحر
علیہ بُردتانِ سوداوانِ مُؤتزرٌ
بواحدۃٍ و قد وضع الاخرٰی علیٰ
رأسہ و ہو یتفقّدُ اِبلَ الصدقۃ
و یکتبُ الوانہا و اسنانہا فقال
علیٌّ لعثمان ماسمعتَ قول ابنۃ
شعیب فی کتاب اللّٰہ عزّ و جلّ یا ابتِ
استأجرہُ انّ خیرَ من استأجرتَ القویُّ
الامینُ واشار الی عمرَ وقال ہذا القویّ الامین
اخرجہ المخلص وابن السمان فی الموافقۃ
وفیہ عن محمد بن علی بن حسین عن مولی
لعثمان بن عفان قال بینا انا مع عثمان فی
مالٍ لہ بالعالیۃ فی یوم صائف اذ رأی
رجلاً یسوق بکرین (دو شتر جوان) وعلی الارض
مثل الفراش من الحرّ فقال عثمان ما علی
ہذا لو اقام (پرواکنہا) بالمدینۃ حتی یبرد
ثم یروح ثم دنی الرجل

آپ نے فرمایا کہ اور (اللہ کے) غلاموں میں سے مجھ سے اور احنف سے زیادہ غلام کونسا ہے۔ جو شخص کہ امر مسلمین کا والی ہوگیا اُس پر وہ سب کچھ واجب ہے جو کسی آقا کے غلام پر آقا کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور ریاض میں ہے کہ مروی ہے ابوبکر عنسی سے کہا کہ میں عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ کے ساتھ صدقے کے مکان میں پہنچا تو عثمانؓ سایہ میں بیٹھ کر لکھنے لگے اور علیؓ ان کے سرہانے کھڑے ہوکر جو کچھ عمرؓ بولتے تھے اُس کو لکھواتے جاتے تھے اور عمرؓ دھوپ میں کھڑے ہوئے تھے ایسے دن میں جو سخت گرمی کا تھا ان کے بدن پر دو سیاہ چادریں تھیں ایک کو لنگی بنا رکھا تھا اور دوسری کو سر پر اوڑھ رکھا تھا اور وہ صدقے کے اونٹوں پر غور کرتے جاتے تھے اور اُن کے رنگ اور دانت لکھوا رہے تھے تو علیؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ کیا تم نے شعیبؑ کی بیٹی کا قول نہیں سنا کتاب اللہ عزّ و جل میں یا ابتِ استأجرہُ الخ

(۲۸: ۲۶) ابا جان آپ ان کو نوکر رکھ لیجئے کیونکہ اچھا نوکر وہ شخص ہے جو مضبوط ہو اور امانتدار ہو" اور اشارہ کیا عمرؓ کی طرف اور کہا یہ ہے قوی امین، اس کو اخذ کیا مخلص نے اور ابن السمان نے الموافقہ میں۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے محمد بن علی بن حسین سے وہ روایت کرتے ہیں عثمانؓ بن عفان کے ایک آزاد کردہ سے اُس نے کہا ایسے وقت کہ میں عثمانؓ کے ساتھ ان کی اس جائداد میں تھا جو عالیہ (یعنی مدینہ کی بلند جانب) میں تھی سخت گرم دن میں کہ دفعۃً اُنھوں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو جوان اُونٹوں کو ہنکا رہا ہے اور زمین پر تپش کی وجہ سے پتنگے اُڑتے ہوئے محسوس ہوتے تھے۔ تو عثمانؓ نے کہا کہ اس شخص کا کیا حرج ہوتا اگر یہ شہر میں ٹھہر جاتا یہاں تک کہ ٹھنڈ ہو جاتی پھر شام کو آجاتا۔ پھر وہ شخص قریب ہو گیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال اُنظر من ہٰذا فنظرتُ فقلتُ اریٰ رُجلاً مُعمَّماً بردائہ یسوق بکرین ثم دنی الرّجل فقال انظر فنظرت فاذا ہو عمر بن الخطاب فقلتُ ہٰذا امیرُ المؤمنین فقام عثمانُ فاخرج رأسہ من الباب فاذا لفحُ السّموم فاعاد رأسہ حتے اذا ماذاہ قال ما اخرجک ہٰذہ الساعۃ فقال بکرانِ من ابل الصدقۃ تخلّفا وقد مضے بابل الصدقۃ فاردتُ ان اُلحقھما بالحمٰی وخشیتُ ان یضیعا فیسألنی اللہ عنھما فقال عثمان یا امیر المؤمنین ھلمَّ الی الماء والظلّ ونکفیک قال عُد الی ظلّک ومضے فقال عثمان من احبَّ ان ینظر الی القویّ الامینِ فلینظر الی ہٰذا اخرجہ الشافعیّ فی مسندہ وفی الاحیاء روے ان عمر وصلہ مسکٌ من البحرین فقال وددتُ لو ان امرأۃً وزنتہ حتے اقسمہ بین المسلمین فقالت امرأتہٗ عاتکۃُ انا اُجیدُ الوزن فسکت عنھا ثم اعاد القولَ فاعادتِ الجواب فقال لا اُحبُّ ان تضعیہ فی الکفۃِ ثم تقولین ہٰکذا یعنے تُو ثّر فیھا اثر الغبارِ فتمسحین بھا عنقکِ فاُصیب

تو مجھ سے کہا کہ دیکھ یہ کون شخص ہے تو میں نے نظر ڈالی اور کہا کہ میں ایک ایسے شخص کو دیکھ رہا ہوں جو اپنی چادر سر کو لپیٹے ہوئے ہے اور دو نوجوان اونٹوں کو ہنکا کر لا رہا ہے۔ پھر وہ شخص کچھ اور نزدیک ہوا پھر کہا کہ اب دیکھ (شاید پہچانا جا سکے) میں نے نظر ڈالی تو وہ عمرؓ بن الخطاب نکلے۔ میں نے کہا کہ یہ تو امیر المؤمنین رضؓ ہیں تو عثمانؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے اپنا سر دروازے سے باہر نکالا تو ایک لُو کا جھونکا ان کو لگا تو انھوں نے پھر اپنا سر اندر کو لوٹا لیا۔ اتنے میں وہ اُن کے سامنے آ گئے۔ عثمان رضؓ نے کہا کہ ایسے وقت میں نکلنے کی کیا ضرورت پیش آئی تو انھوں نے کہا کہ صدقہ کے اونٹوں میں کے دو نوجوان اونٹ پیچھے رہ گئے اور تمام اونٹ گزر چکے تو میں نے ارادہ کیا کہ ان کو بھی چراگاہ تک پہنچا دوں اور مجھے ان کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو گیا تو یہ فکر ہوا کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے باز پُرس کرے گا ان دونوں کے بارے میں۔ پھر عثمان رضؓ نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ پانی اور سائے کی طرف آجائیے اور یہ کام ہم کر لیں گے تو کہا کہ تم اپنے سایہ کی طرف لوٹ جاؤ اور چلدیئے تو عثمان رضؓ نے کہا کہ جو قوی امین کی طرف دیکھنا چاہے تو اس شخص کو دیکھ لے۔ اس کو شافعیؒ نے اپنی مسند میں لیا ہے۔ اور احیاء میں ہے کہ روایت ہے کہ عمرؓ کے پاس بحرین سے مُشک پہنچی تو کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ کوئی عورت اس کو تول دیتی تاکہ میں اس کو مسلمانوں میں تقسیم کر دوں۔ تو اُن کی بی بی عاتکہ نے کہا کہ میں عمدگی کے ساتھ تول دوں گی تو ان کو جواب نہ دیا۔ پھر وہی بات دوبارہ فرمائی تو انھوں نے بھی وہی جواب لوٹایا تو آپ نے فرمایا کہ مجھے یہ پسند نہیں کہ تو اس کو ہتھیلی پر رکھے، پھر تو ایسا کرے۔ آپؓ یہ مراد لے رہے تھے کہ ہتھیلی پر جو غبار لگا رہ جائے گا وہ تو اپنی گردن پر مل لے تو اس صورت سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بذلک فضلاً علی المسلمین وفیہ روی
ان عبد اللہ وعبید اللہ ابنی عمر
اشتریا ابلاً فبعثاہا الی الحمی فرعت
فیہ حتی سمنت فقال عمر رعیتما فی
الحمی فقالا نعم فشاطرہما وفیہ کان
عمر یقسم بیت المال فدخلت ابنۃ لہ
فاخذت درہماً من المال فنہض عمر
فی طلبہا فسقطت الملحفۃ عن احد
منکبیہ ودخلت الصبیۃ بیت
اہلہا تبکی وجعلت الدرہم فی فیہا
فادخل عمر اصبعہ فاخرجہ من فیہا
وطرحہ علی الخراج وقال ایہا الناس
لیس لعمر ولا لآل عمر الا ما للمسلمین
قریبہم وبعیدہم وفیہ کسح (جاروب داد) ابو موسی
بیت المال فوجد درہماً فمر بنی لعمر
فاعطاہ ایاہ فرآہ عمر فی ید الغلام فسالہ
عنہ فقال اعطانیہ ابو موسی فقال
یا ابا موسی ما کان فی اہل المدینۃ بیت
اہون علیک من آل عمر اردت
ان لا یبقی (حقیر تر) احد من امۃ محمد
صلی اللہ علیہ وسلم الا
طلبنا بمظلمۃ ورد الدرہم فی
بیت المال من کتاب تنبیہ الغافلین
عن علی قال رأیت عمر
علی کتفہ قتب یعدو بہ
(ساز و پالان شتر)

میں اور مسلمانوں سے زیادہ حصہ پاؤں گا۔ اور اسی میں ہے کہ عمرؓ
کے دونوں بیٹوں عبد اللہؓ اور عبید اللہؓ نے ایک اونٹنی خریدی
اور اس کو چراگاہ بھیجدیا جس میں وہ چرتی رہی یہاں تک کہ موٹی
ہوگئی۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تم نے اس کو چراگاہ میں چرایا؟
اُنھوں نے کہا کہ ہاں۔ تو ان سے آدھی قیمت وصول کی۔ اور
اسی میں ہے کہ عمرؓ بیت المال کا مال تقسیم کر رہے تھے تو اُن کی
ایک بیٹی آگئی اور اُس نے مال میں سے ایک درہم اُٹھالیا تو عمرؓ
اُس سے لینے کے لئے اُٹھے (اور وہ بھاگی) تو اُس کے ایک کندھے
پر سے اوڑھنی گرگئی اور وہ لڑکی روتی ہوئی اپنے رشتہ دار کے
گھر میں داخل ہوگئی اور اس نے درہم اپنے مُنہ میں ڈال لیا تھا
تو عمرؓ نے اُس کے مُنہ میں اُنگلی ڈال کر وہ درہم نکالا اور اُس کو
مال میں لاکر ڈالا اور کہا اے لوگو! عمر کا اور اس کی اولاد کا کوئی
حق نہیں مگر اتنا جس قدر عام مسلمانوں کا ہے قریب کے اور دُور
کے۔ اور اُسی میں ہے کہ ابو موسیٰؓ نے بیت المال میں جھاڑو دی
تو اُنھوں نے ایک درہم پایا۔ پھر عمرؓ کا ایک چھوٹا لڑکا آگیا تو
وہ اُس کو دے دیا۔ اس کے بعد عمرؓ نے وہ درہم اس لڑکے کے
ہاتھ میں دیکھ لیا تو اُس سے اُس کے بارے میں پوچھا تو اس نے
کہا کہ یہ مجھے ابو موسیٰؓ نے دیا ہے تو یہ معلوم کر لینے کے بعد کہ یہ
درہم بیت المال کا ہے) آپ نے فرمایا کہ اے ابو موسیٰ اہل مدینہ
میں سے آلِ عمر کے گھر سے زیادہ حقیر تیرے نزدیک کوئی گھر نہیں تھا۔
تو نے یہ ارادہ کیا کہ اُمتِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم میں سے کوئی بھی
باقی نہ رہے مگر وہ ہم سے مطالبہ کرے اپنے حق پر دراز دستی کا۔ اور
آپ نے وہ درہم بیت المال میں لوٹا دیا۔ کتاب تنبیہ الغافلین میں
ہے کہ علیؓ سے مروی ہے کہ فرمایا کہ مَیں نے دیکھا کہ حضرت عمرؓ
اونٹ کا ساز و پالان کندھے پر رکھے ہوئے ابلیح کی طرف جھپٹے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالابلم فقلت یا امیر المؤمنین این تسیر قال بعیر ندّ من الصدقة اطلبه فقلت له لقد اذللت الخلفاء من بعدک قال لا تلمنی یا ابا الحسن فوالذی بعث محمدا بالنبوة لو ان عناقا ذهبت بشاطئ الفرات لاخذ بها عمر یوم القیمة انه لا حرمة لوالی ضیّع المسلمین و لا لفاسق روّع المؤمنین وفیه عن عمر انه اُتی بزیت من الشام وکان الزیت فی الجفان یعنی فی القصاع وعمر یقسمه بین الناس بالاقداح وعنده ابن له شعرانی قاعد فلما فرغ جفنته مسح بقیتها برأسه فنظر الیه عمر فقال اری شعرک شدید الرغبة علی زیت المسلمین ثم اخذ بیده فانطلق به الی الحجام فجزّ شعره فقال هذا اهون علیک و از انجمله آنکه تفحص خانہائے مسلمانان مے کرد اگر در تدبیر خللے مے دید اصلاح آن مے فرمود فی الریاض النضرة ان رجلا من الموالی خطب الی رجل من قریش اختہ واعطاها مالا جزیلا فابی القرشی من تزوجها فقال عمر ما منعک ان تزوجه

جا رہے ہیں تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین آپ کہاں جا رہے ہیں؟ تو کہا کہ صدقہ کا ایک اونٹ جدا ہو گیا اس کو پکڑنے کے لئے جا رہا ہوں تو میں نے اُن سے کہا کہ آپ نے اپنے بعد ہونے والے خلفاء کو ذلت میں ڈال دیا تو فرمایا کہ اے ابوالحسن مجھے ملامت نہ کر قسم ہے اُس ذات کی جس نے محمدؐ کو نبوت کے ساتھ مبعوث کیا اگر ایک بکری کا بچہ بھی کنارۂ فرات پر ضائع ہو گیا تو قیامت کے دن اُس پر عمرؓ پکڑا جائے گا۔ حقیقت یہ ہے کہ ایسے والی کی کوئی حرمت نہیں جو مسلمانوں کو ضائع کر دے اور نہ ایسے فاسق کی جو مسلمانوں کو خوف زدہ کرے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے کہ عمرؓ کے پاس زیتون کا تیل لایا گیا شام سے اور (آپ کے سامنے) وہ تیل جفان یعنی کونڈوں میں رکھا ہوا تھا اور عمرؓ اس کو پیالوں کے ذریعہ لوگوں کو تقسیم کر رہے تھے اور اُن کے پاس اُن کا ایک لڑکا بیٹھا ہوا تھا جس کے سر پر لمبے بال تھے۔ جب تیل کا کونڈا خالی ہو گیا تو جو تیل اس کو لگا رہ گیا تھا اس نے پونچھ کر وہ اپنے سر کو مل لیا تو اُس کو عمرؓ نے دیکھا اور کہا کہ میں تیرے بالوں کو دیکھتا ہوں کہ ان کو بڑی رغبت ہے مسلمانوں کے تیل کی طرف پھر اُس کا ہاتھ پکڑا اور حجام کے پاس لے کر گئے اور اُس کے بال کٹوا دیئے۔ پھر فرمایا کہ یہ تیرے لئے آسان ہے (جب بال ہی نہ ہوں گے تو تیل کی ضرورت نہیں پڑے گی) اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ مسلمانوں کے گھریلو حالات معلوم کرتے اگر کوئی پہلو رخنہ کا نظر آتا تو اُس کی اصلاح فرماتے۔ ریاض نضرہ میں ہے کہ موالی میں سے ایک شخص نے ایک قریشی شخص کے یہاں اُس کی بہن سے اپنا رشتہ بھیجا اور اُس لڑکی کو بہت سا مال دیا تو قریشی نے اُس سے شادی کرنے سے انکار کر دیا تو عمرؓ نے اُس سے کہا کہ اس کے ساتھ شادی کرنے سے تجھ کو کیا بات مانع ہوئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فانّ لہ صلاحًا و قد احسن عطیۃ اختک فقال القرشی یا امیر المؤمنین انّ لنا حَسَبًا و انہ لیس لہا بکفوٍ فقال عمر لقد جاءک بحسب الدنیا و الآخرۃ امّا حسبُ الدنیا فالمالُ و امّا حسب الآخرۃ التقوٰے زوّج الرجل ان کانت المرأۃُ راضیۃً فراجعہا اخوہا فرضیت فزوّجہا منہ وعن ابن عمر قالَ کتبَ عمر بن الخطاب فیمن غاب من الرّجال من اہل المدینۃ عن نسآئہم یردّوہم فلیرجعوا الیہنّ او یُطلّقوہنّ او لیبعثوا الیہنّ بالنّفقۃ فمن طلّق بعث بنفقۃ ما ترک اخرجہ الابہری و اخرج مالک ان عُمر کان یذہب الی العوالی کلّ یوم سبتٍ فاذا وجد عبدًا فی عملٍ لا یُطیقہ وضع عملہ منہ و از انجملہ آنکہ رعایت صلۂ اقارب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بابلغ وجوہ می فرمود فی الریاض عن الزہری قال کانَ عمر اذا اتاہ مالُ العراق او خمسُ العراق لم یدعْ رجلًا من بنی ہاشم عزبًا الّا زوّجہ ولا رجلًا لیس لہ خادمٌ الّا اخدمہ و فیہ عن محمد بن علی قال

وہ تو نیک شخص ہے اور اس نے تیری بہن کو اچھا عطیہ بھی دیا تو قرشی نے کہا کہ اے امیر المؤمنین ہمارا عمدہ حسب ہے اور وہ شخص اس کا کفو (یعنی برابر کا) نہیں ہے۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ درحقیقت تیرے پاس دنیا کا حسب بھی آگیا اور آخرت کا بھی۔ دنیا کا حسب تو مال ہے، رہا آخرت کا حسب تو وہ تقوٰی ہے۔ اُس شخص کے ساتھ نکاح کر دے اگر عورت راضی ہو۔ تو اُس کے بھائی نے اپنی بہن سے مراجعت کی (یعنی دریافت کیا) تو وہ راضی ہوگئی تو اُس کا نکاح اُس شخص سے کر دیا۔ اور مروی ہے ابن عباس رضؓ سے کہا کہ لکھا عمر رضؓ بن الخطاب نے (اُمراء کو) اہل مدینہ میں سے ان لوگوں کے بارے میں لکھو جو اپنی بیبیوں سے غائب تھے کہ وہ اُن کو لوٹائیں اور ان لوگوں کو چاہیئے کہ وہ اپنی بیویوں کے پاس آئیں یا اُن کو طلاق دیں یا ان کے پاس اُن کا خرچ بھیجیں۔ تو جس نے طلاق دی تو اُس نے جب سے چھوڑا تھا اس وقت تک کا نفقہ بھیجا، اس روایت کو اخذ کیا ابہری نے۔ اور روایت کیا مالک ؒ نے کہ عمر رضؓ ہر سنیچر کے دن عوالی کی طرف جایا کرتے تھے (یعنی نجد سے اوپر تہامہ تک) تو جب کسی غلام کو ایسے کام پر لگا ہوا پاتے جس کی اُس میں طاقت نہ ہوتی تو اس کام سے اُس کو ہٹا دیتے۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اقارب کے ساتھ نیک برتاؤ کا بہت اچھی طرح لحاظ رکھتے تھے۔ ریاض میں ہے کہ مروی ہے زُہری سے کہا کہ عمر رضؓ کے پاس جب عراق کا مال آتا تھا یا عراق کا خمس آتا تھا تو بنی ہاشم میں سے کسی شخص کو مجرّد نہیں رہنے دیتے تھے اُس کا نکاح کر دیتے تھے اور جو شخص ایسا نہ ہوتا تھا کہ اُس کے پاس خادم نہ ہوتا تو اُس کو خادم عطا فرماتے۔ اور اسی میں ہے کہ محمد بن علی سے مروی ہے اُنھوں نے کہا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قدمت علی عمر حُلَلٌ من الیمن فقسمھا
بین المھاجرین والانصار ولم یکن فیھا
شئ یصلح علی الحسن والحسین فکتب
الی صاحب الیمن ان یعمل لھما علی
قدرھما ففعل وبعث بھا علی عمر فلبساھا
فقال عمر لقد کنت اراھا علیھم فما
یھنئنی حتی رأیت علیھما مثلھا و
فیہ عن الحسین بن علی بن ابی طالب
رضی اللہ عنھما قال اتیت علی عمر بن
الخطاب وھو علی المنبر فصعدت الیہ
فقلت لہ انزل عن منبر ابی واذھب
الی منبر ابیک فقال عمر لم یکن لابی
منبر واخذنی فاجلسنی معہ فجعلت اقلب
حصا بیدی فلما نزل انطلق بی الی منزلہ
فقال لی من علمک فقلت واللہ ما
علمنی احد فقال یا بنی لو جعلت تغشانا
قال فاتیتہ یوما وھو خال بمعاویۃ
وابن عمر بالباب فرجع ابن عمر فرجعت
معہ فلقینی بعد قال لم ارک فقلت
یا امیر المؤمنین انی جئت وانت
خالٍ بمعاویۃ وابن عمر بالباب
فرجع ابن عمر فرجعت معہ قال
انت احق بالاذن من ابن عمر
انما انبت ما فی رؤسنا اللہ و
عزّ وجلّ ثم انتم وفیہ

عمرؓ کے پاس یمن سے کپڑوں کے جوڑے آئے تو اُن کو مہاجرین
اور انصار میں تقسیم کر دیا اور ان میں کوئی چیز ایسی نہ نکلی جو حسنؓ
اور حسینؓ پر موزوں ہو تو صاحبِ یمن کو لکھا کہ ان دونوں کے
لئے اُن کی قدر کے مطابق بنوائیں چنانچہ اُس نے بنوا کر عمرؓ کے
پاس بھیجے پھر انھوں نے اُن کو پہنا تو عمرؓ نے کہا کہ مجھے ان کو
کپڑے پہنا کر دکھاتے جا رہے تھے مگر مجھے پسند نہیں آ رہے تھے
یہاں تک کہ میں نے ان پر ایسے کپڑے دیکھ لئے۔ اور اسی میں ہے
کہ مروی ہے حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما سے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا جب کہ وہ منبر پر تھے تو میں اُس
پر چڑھ گیا اور میں نے اُن سے کہا کہ میرے باپ کے منبر پر سے
اُترو اور اپنے باپ کے منبر کی طرف جاؤ تو عمرؓ نے کہا کہ میرے باپ
کے پاس کوئی منبر نہیں تھا اور مجھے پکڑ کر اپنے پاس بٹھا لیا۔ میرے
ہاتھ میں کچھ کنکریاں تھیں میں اُن کو اُلٹنے پلٹنے لگا۔ پھر جب
اُتر آئے تو مجھے اپنے ساتھ اپنے مکان پر لے گئے۔ پھر مجھ سے کہا
کہ تجھے یہ کس نے سمجھایا تھا تو میں نے کہا کہ خدا کی قسم مجھے کسی
نے نہیں سمجھایا۔ پھر مجھ سے کہا کہ بیٹا اچھا ہوتا کہ تو ہمارے پاس
آیا کرتا۔ کہا کہ پھر میں اُن کے پاس ایک دن گیا اور وہ خلوت میں
تھے معاویہؓ کے ساتھ اور ابنِ عمرؓ دروازے پر تھے۔ پھر ابنِ
عمرؓ لوٹے تو میں بھی اُن کے ہمراہ لوٹ آیا۔ پھر اس کے بعد
مجھ سے ملے تو کہا کہ میں نے تجھے نہیں دیکھا۔ میں نے کہا اے
امیر المؤمنینؓ میں آیا تھا جب کہ آپ معاویہؓ کے ساتھ تنہائی
میں تھے اور ابنِ عمرؓ دروازے پر تھے پھر ابنِ عمرؓ واپس ہوتے
تو میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا تو کہا کہ تو اجازت ملنے کا زیادہ
حقدار ہے ابنِ عمرؓ سے۔ ہمارے سروں میں جو کچھ اُگایا (یعنی
نورِ اسلام) وہ اللہ عزّ وجلّ نے اُگایا۔ پھر تم نے۔ اور مروی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن عُبید بن حنین قال جاء الحسن او الحسین یستاذن علی عمر وجاء عبداللہ ابن عمر فلم یُؤذن لعبداللہ فرجع فقال الحسن او الحسین اذالم یُؤذن لعبداللہ لایؤذن لنا فبلغ عمر فارسل الیہ فقال یا ابن اخی ما ردّک قال قلت اذا لم یُؤذن لعبداللہ بن عمر لایؤذن لی فقال یا ابن اخی فھل انبت الشعر علی الرأس غیرکم وفیہ عن المنذر ابن سعد ان ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم استاذن عمر فی الحج فابی ان یاذن لھن حتی اکثرن علیہ فقال ساٰذن لکن بعد العام ولیس ھذا من راٰیی فقالت زینب بنت جحش سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول عام حجۃ الوداع انما ھو ھذہ الحجۃ ثم ظھور الحصر فخرجن غیرھا فارسل معھن عثمان بن عفان و عبدالرحمن بن عوف

عُبید بن حنین نے کہا کہ حسنؓ آئے یا حُسینؓ حضرت عمرؓ سے ملنے کی اجازت چاہتے تھے اور عبداللہ بن عمرؓ آئے ہوئے تھے تو عبداللہ کو آنے کی اجازت نہ ملی۔ وہ واپس ہوگئے۔ تو حسنؓ یا حُسینؓ نے خیال کیا کہ جب عبداللہؓ کو اجازت نہیں ملی تو ہم کو بھی نہیں ملیگی (یہ بھی واپس ہوگئے) اس کی اطلاع عمرؓ کو ہوئی تو اُن کو بُلوایا اور فرمایا کہ اے بھتیجے تم کیوں واپس چلے گئے؟ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ مجھے یہ خیال ہوا کہ جب عبداللہ بن عمرؓ کو اجازت نہیں ملی تو مجھے بھی نہ ملے گی تو فرمایا کہ اے بھتیجے! تو کیا (ہمارے) سر پہ بال تمہارے سوا کسی اور نے اُگاتے ہیں (یعنی تمہارے نانا سے ہی ہمیں یہ مرتبہ ملا) اور اسی میں ہے کہ مُنذر بن سعد سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی ازواج نے حج کے لئے عمرؓ سے اجازت چاہی تو اُنھوں نے ان کو اجازت دینے سے انکار کردیا یہاں تک کہ اُنھوں نے اُن سے بہت کہا سُنی کی تو کہا کہ میں تم کو اس سال کے بعد اجازت دوں گا (تاکہ پہلے سے کا حقّہٗ انتظام کر لیا جائے) اور یہ میری رائے نہیں (یعنی اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا ہوں) تو زینبؓ بنت جحش نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ حجۃ الوداع کے سال میں (عورتوں سے) یہ فرمارہے تھے کہ بس حج تو یہی حج ہے پھر ظہور حُصُرؔ ہوگا (یعنی بوریوں پر گھروں میں بیٹھے رہنے کا زمانہ آجائے گا کہ قلوب پر بُرے وساوس کثرت سے آنے لگیں گے) پھر یہ سب (حج کے لئے) نکلیں بجز زینبؓ کے تو عمرؓ نے ان کے ساتھ عثمان بن عفانؓ اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف

عہ حُصُر جمع ہے حصیر کی بمعنے بوریا مطلب یہ ہے کہ میرے بعد ایسے وقت کا ظہور ہوگا کہ تمہارے لئے بوریوں پر جما رہنا اللہ کی عبادت کے لئے بہتر ہوگا۔ دوسری حدیث میں ہے افضل الجہاد و اجملہ حجٌ مبرور ثم لزوم الحُصُر عورتوں کے لئے بہتر اور عمدہ جہاد حج مبرور ہے (جس میں کوئی خطا یا لغزش نہ ہو جسکے بعد پھر آدمی گناہوں سے باز رہے) اس کے بعد بوریوں پر جمے رہنا (یعنی اپنے گھروں میں پڑے رہنا اللہ کی یاد کرنا) ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وامرہما ان یسیر احدہما بین ایدیہن والآخر خلفہن ولا یسایرہن احد فاذا نزلن فانزلوہن شعبا ثم کونا علی باب الشعب لا یدخلن علیہن احد ثم امرہما اذا طفن بالبیت لا یطوف معہن احد الا النساء فلما ہلک عمر غلبن من بعدہ وفیہ عن ابن ابی نجیح ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الذی یحافظ علی ازواجی من بعدی فہو الصادق البار فقال عمر من یحج مع امہات المومنین فقال عبدالرحمن انا فکان یحج بہن و ینزلہن الشعب الذی لیس لہ منفذ ویجعل علی ہوادجہن الطیالسۃ وفیہ عن ابی وائل ان رجلا کتب الی ام سلمۃ یحرج علیہا فی حق لہ فامر عمر بن الخطاب بجلدہ ثلثین جلدۃ اخرجہ سفیان ابن عیینۃ وفیہ عن اسلم ان عمر فضل اسامۃ بن زید علی ابنہ عبداللہ بن عمر فلم یزل الناس بعبداللہ حتی کلم اباہ فی ذلک فقال تفضل علی من لیس افضل منی و فرضت لہ فی الفین و فرضت لی فی

کو روانہ کیا اور ان دونوں کو حکم دیا کہ ان کے ساتھ اس طرح چلیں کہ ان میں سے ایک اُن کے آگے رہے اور ایک پیچھے رہے اور ان کے برابر کوئی نہ چل سکے۔ پھر جب وہ اُتریں تو اُن کو پہاڑ کی گھاٹی میں اتارو اور تم دونوں گھاٹی کے دروازے پر رہو کوئی شخص اُن کے پاس نہ جانے پاتے۔ پھر اُن دونوں کو حکم دیا کہ جب وہ بیت اللہ کا طواف کریں تو ان کے ساتھ کوئی طواف نہ کرے بجز عورتوں کے۔ پھر جب عمر رضؓ شہید ہو گئے تو یہ غالب ہو گئیں اُن (خلفاء) پر جو اُن کے بعد ہوتے۔ اور اسی میں ہے کہ ابن ابو نجیح سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے بعد جو میری ازواج کی حفاظت کرے گا وہ صادق اور نیک عمل والا ہوگا۔ تو عمر رضؓ نے کہا کہ کون حج کرائے گا اُمہات المومنین رضؓ کو؟ عبدالرحمن رضؓ نے کہا کہ میں، تو وہ ان کو حج کراتے تھے اور ان کو ایسی گھاٹی میں ٹھہراتے تھے جس سے گزرنے کا راستہ نہ ہوتا تھا اور ان کے ہودجوں کے اوپر چادر ڈال دیا کرتے تھے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے ابو وائل سے کہ ایک شخص نے اُم سلمہ رضؓ کو لکھا جو اپنے کسی حق کے بارے میں اُن کو تنگ کر رہا تھا تو عمر رضؓ بن الخطاب نے اُس کے تیس کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اس کو روایت کیا سفیان ابن عیینہ نے۔ اور اسی میں ہے کہ روایت ہے اسلم سے کہ عمر رضؓ نے اُسامہ رضؓ کو اپنے بیٹے عبداللہ بن عمر رضؓ پر فضیلت دی (کہ اُسامہ رضؓ کا وظیفہ پانچسو درہم زیادہ تجویز فرمایا) تو لوگ اس کے بارے میں عبداللہ بن عمر رضؓ سے کہتے رہے یہاں تک کہ انھوں نے اس کے بارے میں اپنے باپ سے گفتگو کی اور کہا کہ آپ مجھ پر ایسے شخص کو فضیلت دے رہے ہیں جو مجھ سے افضل نہیں آپ نے اس کو قائم کیا ہے دو ہزار والوں میں اور مجھے رکھا ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الف وخمسمائة ولم يسبقني الى شيء فقال عمر
فعلت ذلك لان زيدا كان احب الى رسول
الله صلى الله عليه وسلم من عمر وكان اسامة
احب الى رسول الله صلى الله عليه وسلم من
عبد الله وفيه عن ابن عباس قال لما فتح
الله المدائن على اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم في ايام عمر امرهم بالانطاع
فبسط في المسجد وامر بالاموال فافرغت عليها
ثم اجتمع اصحاب رسول الله صلى الله
عليه وسلم فاول من بدأ اليه الحسن بن علي
فقال يا امير المؤمنين اعطني حقي مما افاء
الله على المسلمين فقال له بالرحب و
الكرامة وامر له بالف درهم ثم انصرف
فبدر (سبقت کرد ۱۲) اليه الحسين بن علي فقال يا امير
المؤمنين اعطني حقي مما افاء الله على
المسلمين فقال له بالرحب والكرامة و
امر له بالف درهم فبدر اليه ابنه
عبد الله بن عمر فقال يا امير المؤمنين
اعطني حقي مما افاء الله على المسلمين
فقال له بالرحب والكرامة وامر له بخمسمائة
درهم فقال يا امير المؤمنين انا رجل
مشتد (قوی ۱۲) اضرب بالسيف بين يدي
رسول الله صلى الله عليه وسلم والحسن
والحسين طفلان يدرجان (میشتابند ۱۲) في سكك
المدينة تعطيهم الفا الفا

ڈیڑھ ہزار والوں میں اور وہ کسی چیز میں مجھ سے سبقت لئے ہوئے نہیں ہے تو عمرؓ نے کہا کہ میں نے ایسا کیا اس لئے کہ زیدؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عمرؓ سے اور اسامہؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو زیادہ محبوب تھا عبداللہؓ سے۔ اور اسی میں ہے کہ مروی ہے ابن عباسؓ سے کہا کہ جب عمرؓ کے زمانہ میں اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر اللہ تعالٰی نے مدائن کو فتح کردیا تو ان کو حکم دیا چرمی فرش بچھانے کا جو مسجد میں بچھایا گیا اور اموال (غنیمت) کے بارے میں حکم دیا جو اس پر انڈیل دیئے گئے پھر اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جمع ہوئے تو سب سے پہلے جس نے آپ سے لینے کی ابتداء کی وہ حسن ابن علیؓ تھے۔ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اس مال میں سے جو اللہ تعالٰی نے مسلمانوں کو مرحمت فرمایا میرا حق عطا فرمائیے تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور حکم دیا ان کو ایک ہزار درہم دینے کا۔ پھر وہ ہٹ گئے تو آگے بڑھے ان کی طرف حسین بن علیؓ انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ مسلمانوں کو اللہ کے عطا کئے ہوئے مال میں سے میرا حق عنایت فرمائیے تو آپ نے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کو ایک ہزار درہم دینے کا حکم دیا۔ پھر ان کی طرف آگے بڑھے عبداللہ ابن عمرؓ اور انھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ میرا حق عطا کیجئے اس مال میں سے جو اللہ نے مسلمانوں کو بخشش فرمایا ہے تو ان سے فرمایا بڑی خوشی اور عزت کے ساتھ اور ان کے لئے حکم دیا پانچسو درہم دینے کا۔ اس پر انھوں نے کہا اے امیر المؤمنین میں ایک طاقتور مرد ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے تلوار چلا رہا تھا اور حسنؓ اور حسینؓ لڑکے تھے مدینہ کی گلیوں میں پھرا کرتے تھے ان دونوں کو آپ ایک ایک ہزار دے رہے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و تعطینی خمسمائۃ قال نعم اذہب فأتنی
باب کابیہما و ام کامہما و جد کجدہما
و جدۃ کجدتہما و عم کعمہما و خال کخالہما
و خالۃ کخالتہما فانک لا تأتینی بہ
اما ابوہما فعلی المرتضی و اما امہما ففاطمۃ
الزہراء و جدہما محمد المصطفی صلی
اللہ علیہ وسلم و جدتہما خدیجۃ الکبریٰ
و عمہما جعفر بن ابی طالب و خالہما
ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و
خالتہما رقیۃ و ام کلثوم ابنتا رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم و فی الاستیعاب
خرج عمر من المسجد معہ الجارود فاذا
بامرأۃ برزۃ علی الطریق فسلم علیہا عمر فردت
علیہ السلام فقالت ہیہا یا عمر عہدتک (بامی شناسم ۱۲)
و انت تسمی عمیرا فی سوق عکاظ (نام بازار ۱۲) فلم یذہب
الایام و اللیالی حتی سمیت عمر ثم لم
یذہب الایام حتی سمیت امیر المؤمنین
فاتق اللہ فی الرعیۃ و اعلم انہ
من خاف الوعید قرب علیہ البعید
و من خاف الموت خشی الفوت فقال
الجارود قد اکثرت ایتہا المرأۃ
علی امیر المؤمنین فقال
عمر دعہا اما تعرفہا ہذہ خولۃ
بنت حکیم التی سمع
اللہ قولہا

اور مجھے پانچسو۔ فرمایا کہ ہاں! جا میرے پاس ایسا باپ لے کر آ جیسا ان دونوں کا باپ ہے اور ماں لے کر آ جو اُن دونوں کی ماں کی مانند ہو اور نانا جو اُن دونوں کے نانے کی مانند ہو اور نانی جو اُن دونوں کی نانی جیسی ہو اور چچا جو اُن کے چچا جیسا ہو اور ماموں جو اُن کے ماموں جیسا ہو اور خالہ جو اُن کی خالہ جیسی ہو۔ تو یقیناً میرے پاس نہیں لا سکے گا۔ رہے ان دونوں کے باپ تو وہ علی مرتضیٰ تھے۔ اور اُن دونوں کی ماں تو وہ فاطمہ زہراء تھیں اور اُن کے نانا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی نانی خدیجۃ الکبریٰ تھیں اور اُن کے چچا جعفر بن ابی طالب تھے اور اُن کے ماموں ابراہیم بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے اور اُن کی خالہ رقیہ اور اُم کلثوم تھیں دونوں بیٹیاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی۔ اور استیعاب میں ہے کہ عمرؓ مسجد سے نکلے اور ان کے ساتھ جارودؓ تھے تو راستہ میں ایک پردہ نہ کرنے والی بڑی بی سامنے آ گئی تو عمرؓ نے اُس کو سلام کیا۔ اُس نے اُن کے سلام کا جواب دیا پھر بولی بات سُن اے عمرؓ! تیرا ایک زمانہ تھا جب کہ تجھے بازارِ عکاظ میں عُمیر کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ پھر کچھ زیادہ دن اور راتیں نہ گزریں کہ تیرا نام عمرؓ لیا جانے لگا۔ پھر زیادہ دن نہ گزرے کہ اب تجھے امیر المؤمنینؓ کے خطاب سے پکارا جاتا ہے تو تجھے رعیّت کے امور میں اللہ سے ڈرتے رہنا چاہیئے اور جان لے کہ جو اللہ تعالیٰ کے ڈراوے سے ڈرے گا اس کو دور کی چیز (یعنی موت) نزدیک معلوم ہوگی اور جو موت سے خائف ہوگا (یعنی اس کو نہ بھولے گا) وہ (اعمالِ خیر کے) فوت ہونے سے ڈرے گا۔ تو جارود نے کہا کہ اے عورت! تُو امیر المؤمنینؓ سے بہت کچھ زبان درازی کر چکی۔ تو عمرؓ نے (جارود سے) کہا کہ اس کو چھوڑ دو کیا تم اس کو پہچانتے نہیں ہو۔ یہ خولہؓ بنتِ حکیم ہے جس کی بات کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من فوق سبع سمٰوات فعمر واللہ احق أن یسمع لہا و فیہ روی ان جاریۃ لصفیۃ بنت حیی اتت عمر فقالت ان صفیۃ تحب السبت و تصل الیہود فبعث الیہا عمر فسألہا فقالت اما السبت فانی لم أحبہ منذ ابدلنی اللہ بہ یوم الجمعۃ و اما الیہود فان لی فیہا رحماً فانا أصلہا ثم قالت للجاریۃ ما حملک علی ما صنعت قالت الشیطان قالت اذہبی فانت حرۃ و فیہ ارسل عمر الی الشفا بنت عبداللہ العدویۃ ان اغدی علی قالت فغدوت علیہ فوجدت عاتکۃ بنت اسید ابن ابی العیص ببابہ فدخلنا فتحدثنا ساعۃ فدعا بنمط فاعطاہا ایاہ و دعا بنمط دونہ فاعطانیہ فقلت تربت یداک یا عمر انا قبلہا اسلاماً وانا بنت عمک دونہا و ارسلت الی و جاءتک بنفسہا قال ما کنت رفعت ذلک الا لک فلما اجتمعتما ذکرت انہا اقرب الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم منک وازانجملہ آنست کہ حفظ ملت از مظان تحریف وتبدیل

اللہ نے سنا سات آسمانوں کے اوپر سے تو واللہ عمرؓ کو زیادہ سزاوار ہے کہ اس کی بات سُننے۔ اور اسی میں ہے کہ صفیہؓ بنتِ حیی (امّ المؤمنین) کی ایک باندی عمرؓ کے پاس آئی اور اس نے کہا کہ صفیہ یوم السبت (یعنی سنیچر کے دن) کو پسند کرتی ہے اور یہودیوں کے ساتھ سلوک کرتی ہے۔ تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور ان امور کے بارے میں اُن سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ سبت کے بارے میں یہ حقیقت ہے کہ میں اس کو پسند نہیں کرتی جب سے اللہ تعالیٰ نے اُس کو میرے لئے یوم جمعہ سے بدل دیا ہے۔ رہے یہود تو میری اُن سے قرابت ہے تو میں اُن کے ساتھ نیک برتاؤ کرتی ہوں۔ پھر اُنھوں نے اس لونڈی سے کہا کہ جو حرکت تو نے کی اس پر تجھے کس نے اُبھارا؟ اُس نے کہا کہ شیطان نے۔ تو صفیہؓ نے کہا کہ جا میں تجھے آزاد کرتی ہوں۔ اور اُسی میں ہے کہ عمرؓ نے شفا بنتِ عبداللہ العدویہ کو بُلوایا کہ وہ صبح کے وقت میرے پاس آئیں۔ شفا نے کہا کہ میں صبح کو اُن کے پاس پہنچی تو میں نے ان کے دروازے پر عاتکہ بنتِ اُسید بن ابی العیص کو پایا تو ہم دونوں اُن کے پاس پہنچیں۔ تھوڑی دیر ہم نے باتیں کیں تو انھوں نے ایک سوزنی منگائی وہ عاتکہ کو دی اور دوسری سوزنی منگائی جو اُس سے چھوٹی تھی وہ مجھے دی تو میں نے کہا اے عمرؓ خاک پڑے تیرے ہاتھوں پر میں اس سے پہلے اسلام لانے والی ہوں اور میں تیرے چچا کی بیٹی بھی ہوں نہ کہ وہ پھر تو نے مجھے خود بُلایا اور وہ تیرے پاس ازخود آئی (لیکن ان سب کے باوجود بڑی سوزنی اُس کو دی اور چھوٹی مجھے) تو کہا کہ میں نے وہ تو تیرے ہی لئے اُٹھا کر رکھی تھی لیکن جب تم دونوں جمع ہو گئیں تو مجھے یہ یاد آگیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے بہ نسبت تیرے۔ اور اُن میں سے یہ ہے کہ آپ تحریف وتبدیل

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالبلغ وجوہ مے بنود "اخرج الدارمی" عن سلیمان بن یسار ان رجلاً یقال لہ صُبَیْغ قدم المدینۃ فجعل یسأل عن متشابہ القرآن فارسل الیہ عمر وقد اعدّ لہ عراجین النخل فقال من انت فقال انا عبد اللہ صُبَیْغ فاخذ عمر عرجونا من تلک العراجین فضربہ وقال انا عبد اللہ عمر فجعل لہ ضربا حتی دمّٰی رأسہ فقال یا امیر المؤمنین حسبک قد ذہب الذی کنت اجد فی رأسی "و" عن نافع مولی عبد اللہ ان صُبَیْغ العراقی جعل یسأل عن اشیاء من القرآن فی اجناد المسلمین حتی قدم مصر فبعث بہ عمرو بن العاص الی عمر ابن الخطاب فلما اتاہ الرسول بالکتاب فقرأ فقال این الرجل فقال فی الرحل فقال عمر ابصر ان یکون ذہب فتصیبک منی بہ العقوبۃ الموجعۃ فاتاہ بہ فقال عمر تسأل محدثۃ فارسل عمر الی رطائب من جرید فضربہ بہا حتی ترک ظہرہ دبرۃ ثم ترکہ حتی برئ ثم عاد لہ ثم ترکہ حتی برئ فدعا بہ لیعود لہ

کے محتمل مواقع سے ملت کا تحفظ دُوررس طریقوں کے ساتھ کیا کرتے تھے۔ دارمی نے روایت کیا سلیمان بن یسار سے کہ ایک شخص مدینہ میں آیا جس کو صُبَیغ کہا جاتا تھا اُس نے لوگوں سے قرآن کے متشابہات کے بارے میں سوال کرنے (یعنی اعتراضات کرنے) شروع کئے تو اس کو عمر رضی اللہ عنہ نے بلا بھیجا اور پہلے سے اُس کے لئے کھجور کی چھڑیاں تیار کر کے رکھ چھوڑی تھیں (جب وہ آیا) تو کہا کہ تو کون ہے؟ اُس نے کہا کہ میں اللہ کا بندہ صُبَیغ ہوں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اُن چھڑیوں میں سے ایک چھڑی لے کر اُس کو مارا اور کہا کہ میں اللہ کا بندہ عمر رضی اللہ عنہ ہوں تو اُس کو مارتے رہے یہاں تک کہ اُس کے سر کو خون آلود کر دیا۔ تو کہا کہ اے امیر المؤمنین رضی اللہ عنہ بس کافی ہو گیا جو کچھ میں اپنے سر میں پاتا تھا وہ سب نکل گیا۔ اور نافع مولے عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صُبَیغ عراقی نے قرآن مجید کی کچھ چیزوں کے بارے میں مسلمانوں کی جماعتوں سے سوالات (یعنی اعتراضات) کرنا شروع کر دیئے حتے کہ یہ مصر پہنچا تو عمرو رضی اللہ عنہ بن العاص نے اس کو (پکڑ کر) عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب کے پاس بھیجا۔ جب اُن کے پاس ایلچی خط لے کر آیا تو انھوں نے اُس کو پڑھ کر کہا کہ وہ شخص کہاں ہے؟ تو اُس نے کہا کہ کجاوے میں۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ دیکھ اگر وہ بھاگ گیا ہوگا تو میری طرف سے تجھے سخت سزا ملے گی (تو اُسے تنہا چھوڑ کر یہاں آگیا) پھر وہ اُس کو آپ کے پاس لایا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اُس سے کہا کہ تو لوگوں سے (قرآن پر) سوالات (اعتراضات) کیا کرتا ہے تو اس نے آپ سے ان کا ذکر کیا۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے ایک گڈی منگائی کھجور کی چھڑیوں کی تو اس کو اُن سے اتنا مارا کہ اس کی کمر کو زخمی کر دیا۔ پھر اس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ اچھا ہو گیا۔ پھر اس کو واپس بلایا (اور اسی طرح مارا پیٹا) اور چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گیا۔ پھر اُس کو بلایا تاکہ اسی کام کا اعادہ کریں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال فقال صُبَیغ اِن کنت تُرید قتلی فاقتلنی قتلاً جمیلاً واِن کنت ترید ان تُداوینی فقد واللہ برِئتُ فاَذِنَ لہ الیٰ ارضہ وکتبَ الیٰ ابی موسیٰ الاشعری اَن لایُجالسہ احدٌ من المسلمین فاشتدّ ذٰلک علی الرّجل فکتبَ ابوموسیٰ الیٰ عمر ان قد حسُنَتْ ھیئتہ فکتبَ عمر ان یاذنَ للناس بمجالستہ آین است نمونہ ازسیاستِ فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ و القلیل نموذج الکثیر والغُرفۃ تُنبئ عن البحر الکبیر اگر منصفے در ہر کلمہ ازین کلمات وأشباہِ آن نظر کند دریابد کہ حلاوتِ ایمان و صدق نیّت و احسان بر خلق اللہ وخشیت از مدبّر السموات و الارض وعقلِ وافر وکفایتِ کامل از ہر کلمہ چنان مے چکد کہ از پنبۂ مبلول قطرات آب می چکد۔

شعر وعلیٰ تفنّنِ واصفیہ بوصفہ ؛ یَفنی الزمانُ وفیہ مالم یُوصَفِ ؛

اما توسّع فاروق اعظم رض در علم احکام کہ مسمّٰی بفقہ مے شود پس اکثر ازانست کہ بضبطِ تقریر در آید افقہِ امت علی الاطلاق اوست و آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در مسائل فقہیہ باو اشارت فرمود تا از وے اخذ کنند و صحابہ رض و تابعین رح بآن

(نافع رحمۃ اللہ نے) کہا کہ صُبَیغ نے کہا کہ اگر آپ نے میرے قتل کا ارادہ کیا ہے تو مجھے خوبی کے ساتھ قتل کر دیجئے اور اگر آپ نے یہ ارادہ کیا تھا کہ میرا علاج کریں (یعنی اصلاح) تو خدا کی قسم میں ٹھیک ہو چکا ہوں۔ تو آپ نے اس کو اپنی سرزمین پر جانے کی اجازت دیدی اور ابوموسیٰ اشعری رض کو لکھا کہ مسلمانوں میں سے کوئی اس کے ساتھ مجالست نہ کرے یہ بات اُس شخص کے لئے بہت گراں ہوئی۔ پھر ابوموسے رض نے عمر رض کو لکھا کہ اُس کا حال بہتر ہو چکا ہے۔ تو عمر رض نے لکھا کہ اُس کے ساتھ مجالست کی لوگوں کو اجازت دیدیں۔ یہ نمونہ ہے فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کی سیاست کا اور قلیل نمونہ ہوتا ہے کثیر کا اور ایک چلّو بھر پانی حال بتا دیتا ہے بحرِ کبیر کا۔ اگر کوئی صاحب انصاف ان کلمات میں سے کسی کلمہ پر یا ان کے اشارات پر نظر کرے تو وہ محسوس کرے گا کہ حلاوتِ ایمان اور صدقِ نیّت اور خلقِ خدا کے ساتھ نیک برتاؤ کرنا اور مدبر السموات والارض کا خوف اور عقلِ وافر اور کفایتِ کامل (یعنی اس ذاتِ جامع الصفات کا امورِ مہمہ کے لئے خود کافی ہو جانا) ہر کلمہ سے اس طرح ٹپک رہی ہے جیسے کہ بھیگی ہوتی روئی سے پانی کے قطرات ٹپکتے ہیں۔

شعر: وعلیٰ تفنّن واصفیہ الخ (ترجمہ) اور اس کے وصف کی شرح کرنے والے واصفین کی عمریں ختم ہو جائیں گی پھر بھی ایسے اوصاف باقی رہ جائیں گے جو بیان نہ ہوتے ہوں گے۔

رہا فاروقِ اعظم رض کا وسیع النظر ہونا علمِ احکام میں جس کو فقہ کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تو اس کا ضبط کرنا احاطۂ تقریر سے باہر ہے۔ علی الاطلاق اُمت کے سب سے بڑے فقیہ وہی ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسائل فقہیہ میں اُن کی طرف اشارہ فرمایا کہ اُن سے اخذ کریں اور صحابہ رض و تابعین رح نے اس کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تصریح نمودند و در خارج ہمچنان واقع شد
نسبتِ فقہِ او بافقہِ سائر فقہاءِ صحابہؓ مانند
نسبتِ مصحفِ اوست بامصحفِ سائر صحابہؓ
ہرچہ در مصحفِ او یافتہ شود قراءۃِ متواترہ است
و آنچہ مخالفِ مصحف او باشد قراءۃ شاذہ و
ہرچہ در فقہِ او یافتہ شود جادہ قویہ از دینِ
محمدی علے صاحبہ الصلوٰۃ و التسلیمات و
ظاہرِ دین و سوادِ اعظم اوست و ہرچہ مخالف
او باشد شاذ است اگر حدیثے قوی یا قیاس
جلی شاہد او باشد میتوان اخذ کرد و الا نہ و
نسبتِ فقہِ او بافقہ سائر مجتہدین اہلِ سنّت
مانند نسبتِ متن است باشروح و این سخنے
است مجمل تاشرح آن بگوشِ اہلِ عصر نہ
رسد یحتمل کہ بگزاف نسبت کنند اما شہادتِ
آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم باعلمیتِ او و
تفویض نواصی اُمّت باو پس متواتر بالمعنے است
قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ان اللہ
تعالےٰ جعلَ الحقّ علےٰ لسان عمر و قلبہ
اخرجہ الترمذی بروایت ابن عمر و ابوداؤد
بروایت ابے ذر و قال لقد کان فیما کان قبلکم
من الامم ناسٌ محدَّثون من غیر ان یکونوا
اَنبیاءَ فانْ یکُن فی اُمّتی اَحدٌ فانّہ عمر
اخرجہ الشیخان من حدیث ابی ہریرۃ و
مُسلم و الترمذے من حدیث
عائشۃ و قال

تصریح کی ہے اور خارج میں واقع بھی اسی طرح ہوا کہ اُن کے
فقہ کی نسبت تمام فقہاء صحابہؓ کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے
جیسی نسبت آپ کے مُصحَف (یعنی قرآن) کو تمام دوسرے اصحاب
کے مصحف سے ہے کہ جو کچھ آپ کے مصحف میں پایا جاتا ہے وہ
قراءۃِ متواترہ ہے اور جو کچھ آپ کے مصحف کے مخالف ہوگا
وہ قراءت شاذہ ہے۔ اور جو کچھ اُن کے فقہ میں پایا جاتا ہے دینِ
اسلام علے صاحبہ الصّلوات والتسلیمات کی ایک مضبوط پگڈنڈی
اور ظاہر دین ہے اور سوادِ اعظم وہی ہے (کہ اسی راہ پر سب اہلِ
حق گامزن ہوتے رہے ہیں) اور جو کچھ اس کے مخالف ہے وہ
بحکم شاذ ہے کہ اگر کوئی حدیث قوی یا قیاس جلی اس کی شاہد ہوگی
تو اس کو اخذ کر سکتے ہیں ورنہ نہیں۔ اور اُن کے فقہ کی نسبت
تمام مجتہدینِ اہل سنت کے فقہ کے ساتھ ایسی ہے جیسی متن
کو نسبت ہوتی ہے شُروح کے ساتھ اور یہ ایک مجمل کلام ہے
جب تک اس کی شرح اہلِ عصر کے کان تک نہ پہنچے گی یہ احتمال
ہوگا کہ اس کو مبالغہ آرائی کی طرف نسبت کریں۔ آب لیجئے
آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت اُن کے بڑے عالم ہونے
اور اُمت کی پیشانیاں اُن کے سپرد کرنے پر۔ تو یہ متواتر بالمعنے
ہے۔ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بیشک اللہ
تعالیٰ نے حق کو عمرؓ کی زبان اور اس کے قلب پر پیدا کر دیا ہے۔
اس کو ترمذی نے اخذ کیا بروایت ابن عمرؓ اور ابوداؤد نے بروایت
ابوذرؓ۔ اور فرمایا تم سے پہلے جو اُمتیں گزریں اُن میں محدَّث
لوگ ہوا کرتے تھے (یعنی جن کے قلوب پر منجانب اللہ القاء ہوتا
تھا) بغیر اس کے کہ وہ انبیاء ہوں تو میری اُمت میں اگر کوئی
ایسا ہے تو عمرؓ ہے۔ اس کو شیخین نے ابوہریرہؓ سے اور مسلم اور
ترمذی نے حدیث عائشہؓ سے روایت کیا۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بینا انا نائم رأیت الناس یعرضون علیّ وعلیہم قمص فمنہا ما یبلغ الثدی و منہا ما یبلغ دون ذلک وعرض علیّ عمر بن الخطاب وعلیہ قمیص یجرہ قالوا فما اوّلتہ یارسول اللہ قال الدین اخرجہ البخاری ومسلم والترمذی والنسائی بروایۃ ابی سعید وقال بینا انا نائم اتیت بقدح من لبن فشربت منہ حتی انی لأری الری یخرج من اظفاری ثم اعطیت فضلی (پس خوردہ) (سیرابی) عمر ابن الخطاب قالوا فما اوّلتہ قال العلم اخرجہ الشیخان والترمذی من حدیث ابن عمر وقال اقتدوا بالذین من بعدی ابی بکر وعمرؓ اخرجہ الترمذی وجماعۃ من حدیث ابن مسعود وحذیفۃ واما شہادت صحابہؓ وتابعین اخرج الدارمی عن حذیفۃ قال انما یفتی الناس ثلٰثۃ رجل امام ورجل یعلم ناسخ القرآن من المنسوخ قالوا یا حذیفۃ ومن ذلک قال عمر ابن الخطاب او احمق متکلف واخرج الدارمی عن عمرو بن میمون انہ قال ذہب عمر بثلثی العلم فذکر لابراہیم فقال ذہب عمر بتسعۃ اعشار العلم اما آنکہ نسبت فقہ او بافقہ سائر صحابہؓ

ایسے وقت کہ میں سو رہا تھا میں نے دیکھا کہ لوگ میرے سامنے پیش کئے جا رہے ہیں اور اُن کے اوپر قمیصیں ہیں تو اُن میں سے بعض کی صرف چھاتی تک ہی پہنچتی ہے اور بعض کی اس سے آگے تک پہنچتی ہے اور میرے سامنے عمرؓ بن الخطاب کو پیش کیا گیا اس حال میں کہ اُس کے بدن پر ایسی (لمبی) قمیص تھی جس کو وہ کھینچ رہا تھا۔ صحابہؓ نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا تاویل کی یارسول اللہؐ فرمایا کہ دین، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم اور ترمذی اور نسائی نے ابوسعید کی روایت سے۔ اور آپؐ نے فرمایا کہ جب میں سو رہا تھا تو میرے سامنے ایک دودھ کا پیالہ لایا گیا۔ تو میں نے اس میں سے پیا یہاں تک کہ میں سیرابی کا اثر دیکھ رہا ہوں کہ میرے ناخنوں میں سے نکل رہا ہے۔ پھر میں نے اپنا پس خوردہ عمرؓ بن الخطاب کو دیدیا۔ اصحابؓ نے کہا کہ آپؐ نے اس کی کیا تعبیر لی؟ فرمایا کہ علم، اس کو روایت کیا بخاری اور مسلم نے اور ترمذی نے حدیث ابن عمرؓ سے۔ اور فرمایا کہ اقتداء کرو ان دونوں کی جو میرے بعد ہوں گے یعنی ابوبکرؓ اور عمرؓ کی، اس کو ترمذی نے روایت کیا اور ایک جماعت نے حدیث ابن مسعودؓ اور حذیفہ سے۔ اب لیجئے شہادت صحابہؓ اور تابعین کی۔ دارمی نے روایت کیا حذیفہؓ سے انھوں نے کہا کہ فتوائے تین قسم کے آدمی دیتے ہیں (پہلا) وہ آدمی جو امام ہو اور (دوسرا) وہ جو قرآن کے ناسخ کو منسوخ سے ممتاز کرلے۔ لوگوں نے کہا کہ اے حذیفہ اور وہ کون ہے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب اور (تیسرا) احمق تکلف کرنے والا۔ اور روایت کیا دارمی نے عمرو بن میمون سے کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ دو تہائی علم لے گئے۔ اس کا ذکر ابراہیمؒ کے سامنے کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ عمرؓ دس میں سے نو حصہ علم لے گئے۔ رہی یہ بات کہ ان کے فقہ کی نسبت تمام صحابہؓ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بمنزلۂ مصحفِ اوست بامصحفِ سائر
صحابہؓ وآخرج الحاکم عن الشعبی انہ قال القضاۃ
فی ستۃٍ نفرٍ من اصحابِ رسولِ اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم ثلثۃٌ بالمدینۃ وثلثۃ بالکوفۃ
فبالمدینۃ عُمرُ و اُبیٌّ و زیدُ بن ثابت وبالکوفۃ
علیٌّ و عبداللہ بن مسعود و ابوموسیٰ
وآخرج الحاکم عن الشعبی عن مسروق
قال انتہے علم اصحاب النبی صلی اللہ
علیہ وسلم الی ہؤلاء النفر عمر بن الخطاب
و علیّ بن ابی طالب و عبداللہ بن مسعود
و اُبیّ بن کعب و معاذ بن جبل و زید بن ثابت
وابی موسی الاشعریؓ وآخرج الحاکم عن الشعبی
قال یؤخذ العلم عن ستۃٍ من اصحاب النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فکان عمرُ وعبداللہ و زیدٌ یشبہ
عِلم بعضهم بعضاً فکان یقتبس بعضهم من بعضٍ
وآخرج محمد بن الحسن فی کتاب الآثار عن ابی حنیفۃ
عن الہیثم عن الشعبی قال کان ستۃ من اصحاب
النبی صلی اللہ علیہ وسلم یتذاکرون الفقہ بینهم علیّ
ابن ابی طالب و اُبیٌّ و ابوموسیٰ علیحدۃ و عُمر و زید و
ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنهم اجمعین شرح این
اجمال آنکہ علمِ فاروقِ اعظمؓ در بلادِ اسلام
منتشر شد و جمیع مسلمین بوے اخذ کردند و علم علی
مرتضیٰؓ جز در کوفہ مشہور نشد و چون حاضران
مجلسِ او رضی اللہ عنہ غالباً لشکریان
بودند علمِ او منقح نہ گشت

کے فقہ کے مقابلہ پر بمنزلہ اُن کے مصحف کے ہے بمقابلہ تمام
صحابہؓ کے مصحف کے۔ روایت کیا حاکم نے شعبی سے کہ انھوں نے
کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں سے قضاء چھ
آدمیوں میں ہے (یعنی ان کا حصہ ہے) تین تو مدینہ میں ہیں
اور تین کوفہ میں۔ مدینہ میں تو عمرؓ اور اُبیؓ اور زیدؓ بن ثابت
ہیں اور کوفہ میں علیؓ اور عبداللہ بن مسعودؓ اور ابوموسیٰؓ
ہیں۔ اور روایت کیا حاکم نے شعبی سے انھوں نے مسروقؒ سے
انھوں نے کہا کہ منتہی ہوتا ہے اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
کا علم ان حضرات پر عمرؓ بن الخطاب اور علی بن ابی طالبؓ
اور عبداللہ بن مسعودؓ اور اُبیّ بن کعبؓ اور معاذ بن جبلؓ
اور زید بن ثابتؓ اور ابوموسیٰ اشعریؓ ۔ اور حاکم نے روایت
کیا شعبیؒ سے انھوں نے کہا کہ اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم
میں سے چھ سے علم اخذ کیا جاتا ہے۔ تو (ان میں سے) عمرؓ
اور عبداللہؓ اور زیدؓ ایسے ہیں کہ ان میں سے بعض کا علم دوسرے
کے علم سے مشابہ ہے ان میں سے ایک دوسرے سے علم اخذ کرتا
تھا۔ اور محمد بن الحسنؒ نے کتاب الآثار میں ابوحنیفہؒ سے
روایت کیا ہے انھوں نے ہیثم سے انھوں نے شعبیؒ سے انھوں
نے کہا کہ اصحابِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے چھ اصحاب تھے
جو آپس میں فقہ کے مذاکرات کرتے رہتے تھے، علیؓ بن ابی طالب
اور اُبیؓ اور ابوموسیٰؓ علیحدہ اور عمرؓ اور زیدؓ بن ثابت اور
ابنؓ مسعود رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس اجمال کی شرح یہ ہے کہ
فاروقِ اعظم کا علم اسلامی شہروں میں منتشر ہو گیا اور تمام
مسلمانوں نے آپ سے حاصل کیا اور علی مرتضیٰؓ کا علم بجز کوفہ
کے کہیں مشہور نہ ہوا۔ چونکہ آپؓ کی مجلس کے حاضرین زیادہ تر
لشکری لوگ ہوتے تھے اس لئے ان کا علم منقح نہ ہوا (یعنی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آخرج مسلم عن طاؤس قال أُتی ابن عباس بکتاب فیہ قضاء علی فمحاہ الا قدر و اشار سفیان بن عیینۃ بذراعہ و آخرج عن ابن ابی ملیکۃ کتبت الی ابن عباس اسألہ ان یکتب لی کتابا و یخفی عنی فقال ولد ناصح انا اختار لہ الامور اختیارا و اخفی عنہ قال فدعا بقضاء علی فجعل یکتب منہ اشیاء و یمر بہ الشیئ فیقول و اللہ ما قضی بہذا علی الا ان یکون ضل و آخرج مسلم عن ابی اسحاق قال لما احدثوا تلک الاشیاء بعد علی قال رجل من اصحاب علی قاتلہم اللہ ای علم افسدوا و اخرج مسلم عن المغیرۃ قال لم یکن یصدق علی علی فی الحدیث عنہ الا من اصحاب عبد اللہ بن مسعود و معاذ بن جبل رض در آخرِ زمانِ فاروق رض از عالم رفت و حدیث او چندان باقی نماند و از ابی بن کعب در غیرِ قراءۃ و تفسیر روایت در دستِ مردمان نیست و ابو موسے اشعری رض باکمالے کہ داشت در بسیارے از مسائل عاجز شد و درحقِ عبد اللہ ابن مسعود رض لا تسألونی ما دام ہذا الحبر فیکم و ابنِ عباس رض باکمالِ علم خود

نِکھر کر لوگوں تک نہ پہنچا) مسلم نے روایت کیا طاؤس سے کہ ابنِ عباس رض کو ایک مکتوب دیا گیا جس میں علی رضی اللہ عنہ کے فیصلے لکھے ہوئے تھے تو اُنھوں نے اس کو مِٹا دیا بجز اتنے کے اور اشارہ کیا سفیان بن عُیینہ نے اپنے ہاتھ سے۔ اور روایت کیا مسلم نے ابنِ ابی مُلیکہ سے کہ مَیں نے ابنِ عباس رض کو لکھا اُن سے یہ درخواست کر رہا تھا کہ وہ میرے لئے ایک مکتوب لکھ دیں اور مجھے خفیہ طور پر دیدیں تو فرمایا کہ (دین کا) خیر خواہ بیٹا ہے مَیں اُس کے لئے ایک انتخاب کرلوں گا اور خفیہ طور پر اس کو دیدوں گا۔ کہا کہ پھر اُنھوں نے منگائے علی رض کے فیصلے۔ تو ان سے کچھ چیزیں لکھتے جاتے تھے اور بعض چیزیں جب آپ کی نظر سے گزرتیں تو کہتے کہ واللہ علی رض ایسا فیصلہ نہیں کر سکتے بجز اس کے کہ گمراہ ہو گئے ہوں۔ اور روایت کیا مسلم نے ابو اسحٰق رض سے کہا کہ جب لوگوں نے بعد علی رض کے نئی باتیں نکالیں تو اصحابِ علی رض میں سے ایک شخص نے کہا کہ اللہ ان کو قتل کرے کیسے علم کو اُنھوں نے فاسد کیا۔ اور مسلم نے روایت کیا مغیرہ رض سے کہ ایسی حدیث کی جو علی رض سے روایت کی جاتی تھی تصدیق نہیں کی جاتی تھی مگر عبداللہ بن مسعود رض کے اصحاب کی طرف سے۔ اور معاذ بن جبل حضرت فاروق رض کے آخر زمانہ میں دنیا سے گئے اور اُن کی حدیثیں (اتنی مدّت حیات کے باوجود) اتنی باقی نہیں رہیں (کہ ان کو معتد بہ شمار کیا سکیں) اور اُبی کی کوئی روایت قرارت و تفسیر کے علاوہ لوگوں کے ہاتھوں میں نہیں ہے۔ اور ابو موسیٰ اشعری رض نے اس کمال کے باوجود جو اُن کو حاصل تھا بہت سے مسائل میں عاجز ہو کر عبداللہ بن مسعود رض کے حق میں فرمایا کہ مجھ سے مت پوچھو جب تک تم میں یہ حبر (یعنی جید عالم) موجود ہے۔ اور ابن عباس رض اپنے کمالِ علم کے باوجود

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

نزدیک بہ پنجاہ مسئلہ مخالف جمیع مجتہدین شد اخرج الدارمی عن ابراہیم قال خالف ابن عباس اہل القبلۃ فی امرأۃ و ابوین قال للام الثلث من جمیع المال و ہمچنین در مسئلہ عول و مسئلہ متعۃ الحج و متعۃ النساء و بیع صرف وغیرہا چنانکہ بر متتبعین فن حدیث مخفی نیست و در بسیارے از مسائل شک پیدا کرد مانند غسل قدمین و طلاق ثلث دفعۃ واحدۃ باز اقوال او مشتبہ شد و رجوع از اکثر روایات کردہ اند و عبد اللہ بن مسعود رضہ اکثر موافقت داشت با فاروق اعظم رضہ وے خود باین تصریح کردہ است کان عمر اذا سلک طریقا وجدناہ سہلا و نیز گفتہ لو ان الناس سلکوا وادیا او شعبا و سلک عمر وادیا او شعبا سلکت وادی عمر و شعبہ و زید بن ثابت رضہ نیز در اکثر متتبع او است و عبد اللہ بن عمر رضہ از خوض در اجتہاد در محل اشتباہ تقاعد می نمود و عائشہ صدیقہ رضہ مسائل او در جمیع ابواب فقہ نیست اما آنکہ نسبت او با مجتہدان امت مانند نسبت مجتہد مستقل است با مجتہدان منتسب پس نزدیک توسع در تتبع آثار صحابہ رضہ ظاہر می شود چنانکہ مجتہد مستقل ترتیب ادلہ و

تقریباً پچاس مسئلوں میں تمام مجتہدین کے خلاف تھے۔ روایت کیا دارمی نے ابراہیم سے کہا کہ مخالفت کی ابن عباس رضہ نے اہلِ قبلہ کی (متوفی کے) بیوی اور ماں باپ (کی میراث کے حصص) کے بارے میں کہ کہا کہ ماں کے لئے تمام مال کا ایک تہائی حصہ ہے اور اسی طرح عول[عہ] کے مسئلہ میں اور مسئلہ متعۃ الحج اور متعۃ النساء اور بیع صرف[عہ] وغیرہ میں جیساکہ فنِ حدیث کا تتبع کرنے والوں سے مخفی نہیں ہے اور بہت سے مسائل میں انھوں نے شک کا اظہار کیا جیسے دونوں پاؤں کا دھونا اور ایک ہی دفعہ تین طلاقوں کے بارے میں۔ پھر ان کے اقوال مشتبہ ہو گئے اور اکثر روایات سے انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور عبد اللہ بن مسعود رضہ نے اکثر موافقت کی ہے فاروقِ اعظم رضہ کے ساتھ اور انھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے کہ عمر رضہ جب کسی طریق پر چلتے ہیں تو ہم نے اس کو سہل پایا۔ اور نیز فرمایا کہ اگر سب لوگ راہ چلیں کسی وادی یا گھاٹی میں اور عمر رضہ راستہ چلیں دوسری وادی یا گھاٹی میں تو میں عمر رضہ کی وادی اور ان ہی کی گھاٹی میں چلوں گا۔ اور زید بن ثابت رضہ بھی اکثر مسائل میں ان ہی کی پیروی کرتے ہیں۔ اور عبد اللہ بن عمر رضہ اشتباہ کے موقع پر اجتہاد میں غور و خوض سے پہلو بچایا کرتے تھے۔ اور عائشہ صدیقہ رضہ سے تمام ابوابِ فقہ میں ان کے مسائل مروی نہیں ہیں رہی یہ بات کہ ان کی نسبت مجتہدینِ امت کے ساتھ ایسی ہے جیسی مجتہد مستقل کی نسبت ہوتی ہے مجتہدینِ منتسب کے ساتھ۔ تو یہ بات اگر آثارِ صحابہ رضہ کے تتبع میں توسع سے کام لیا جاتے تو عیاں ہو جاتے گی۔ جیسا کہ مجتہدِ مستقل دلائل کی ترتیب اور

عہ جلد ثانی میں اس کا مفصل بیان تحریر کیا جا چکا ہے ۱۲ مترجم عہ بیع صرف اس کو کہتے ہیں جس میں دونوں طرف نقد ہوں جیسے روپیوں کے بدلے میں اشرفیاں لیجائیں ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قواعدِ استنباط و جمع بین الدلیلین المتعارضین مقرر مے فرماید و مجتہدِ منتسِب ازوے این ہمہ مسائل را فرامیگیرد ہمچنان فاروقِ اعظم رضؓ قاعدۂ چندین درین امور مقرر فرمودہ مجتہدانِ مذاہب آن ہمہ قواعد را ازوے اخذ نمودہ اندو بر منوالِ آن قواعد نسج کردہ و چنانکہ مجتہد مستقل مسائل را در ہر باب بسوط میسازد و جملہ صالحہ از مسائلِ مبہمہ محرر می نماید بعد ازان مجتہدانِ منتسِب حصہ از تفسیر قرآنِ عظیم و حصہ از سُنّتِ سنیہّ و آثار سلف و لغتِ عرب و قواعدِ استنباط یاد گرفتہ در مسائلِ مفروشہ مجتہدِ مستقل خوض می نمایند اگر در مسئلہ از مسائل نص کتاب و سنّت ہا مفہوم موافق یا مخالف آیتے یا حدیثے موافقِ آن یافتند فہو المراد و اگر نیافتند و وجہ مسئلہ ظاہر یافتند بآن اخذ نمودند و اگر مخالفِ آن دلیلے قوی بہم رسید از کتاب و سُنّت و قیاسِ جلی و اجماعِ اُمّت ترک اتباع می کنند زیراکہ حالئتذٍ لازم شد اخذ بدلیلِ قوی و اگر مخالفے موجود نشد و وجہ مسئلہ نیز ظاہر نیست توقف می نمایند یا اعتماد بر قول مجتہدِ مستقل مے کنند علےٰ اختلافٍ فی ذٰلک بناءً علے اختلافہم فے مسئلۃٍ اُخرےٰ

استنباطِ احکام کے قواعد اور دو متعارض دلیلوں کے جمع کی صورتیں مقرر کرتا ہے اور مجتہد منتسِب اُس سے ان تمام مسائل کو اچھی طرح حاصل کرتا ہے، اسی طرح فاروقِ اعظم رضؓ نے چند قاعدے ان اموریں مقرر فرمائے اور مجتہدینِ مذاہب نے اُن سب قواعد کو اُن سے اخذ کیا ہے اور اُسی نہج پر اُنھوں نے (دوسرے) قواعد کی تدوین کی اور جس طرح مجتہدِ مستقل مسائل کو ہر باب میں مفصل کر دیتا ہے اور مسائل مُبہمہ کے متعلق ایک جملہ صالحہ تحریر کر دیتا ہے (جس سے اُن مبسوط مسائل کی علّتِ حکم پر روشنی ڈال دیتا ہے) اس کے بعد مجتہدینِ منتسِب قرآنِ عظیم کی تفسیر کے ایک حصّہ کو اور سنّتِ سنیہّ کے ایک حصّہ کو اور آثارِ سلف اور لغتِ عرب اور قواعدِ استنباط کو سامنے رکھتے ہوئے اُن مسائل میں غور و فکر کرتے ہیں جن کو مجتہدِ مستقل نے مفصّل کر دیا تھا، تو اگر ان مسائل میں سے کسی مسئلہ میں کتاب و سُنّت میں سے کوئی نص مفہوم موافق یا مخالف کے ساتھ کوئی آیت یا حدیث اُس مسئلہ کے موافق پائیں گے تو فہو المراد اور اگر نہ پائیں گے اور وجہ مسئلہ کی (جو مجتہد نے جملہ صالحہ میں ذکر کر دی تھی) ظاہر پائیں گے تو اسی کو اخذ و قبول کر لیں گے اور اگر کوئی (نص) نہ پائیں گے اور مسئلہ کی وجہ (مذکورہ) ظاہر دیکھیں گے تو اس سے ہی اخذ کر لیں گے۔ اور اگر کوئی دلیل قوی کتاب وسُنّت اور قیاس جلی اور اجماعِ اُمت میں سے اس کے خلاف ملے گی تو اتباع ترک کر دیں گے کیونکہ اس حالت میں دلیل قوی کے ساتھ اخذ کرنا لازم ہو جائے گا۔ اور اگر کوئی مخالف موجود نہیں مگر وجہ مسئلہ بھی ظاہر نہیں ہے تو توقف کرتے ہیں یا مجتہدِ مستقل کے قول پر اعتماد کر لیتے ہیں، اس میں کچھ اختلاف بھی ہے جس کی بنیاد اُن کے دوسرے مسئلہ میں اختلاف پر ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وہی ان المجتہدَ ہل یجوزُ لہ تقلیدُ المجتہدِ
الآخر اذا کان افضلَ منہ و اَعلم قولانِ
المشہورُ لایجوزُ و الصوابُ الذی لایجوزُ
غیرہٗ عند استقرآءِ صنیعِ الاوائل یجوزُ
قال الشافعی قول الائمۃ ابے بکر و عمرَ
و عثمانَ و قال فے القدیم و علےؓ اذا صِرنا
الے التقلیدِ احبُّ الینا و ہر کہ صَنیعِ امام
مالکؒ در مجتہداتِ خود و صَنیعِ امام ابی حنیفہؒ
در مجتہداتِ خود تتبّع کند درین امر توقّف
نخواہد کرد باز چون مسائل دیگر وارد شود
کہ در کلام مجتہدِ مستقل منصوص نیست جمعے
استنباط کنند از ادلّۂ شرع بر منہاجِ استدلال
مجتہدِ مستقل و نام این جمع مجتہد منتسب
مطلق است و طائفۂ تخریج کنند بر قول
مجتہدِ مستقل از فحوائے خطاب یا طَردِ علّت
وغیرآن و نام این طائفہ مجتہد منتسب مقیّد
است ہمچنان مجتہدانِ مذاہب بعد احکام ما یتعلق
بالفقہ من الکتاب والسنۃ و اتقانِ علم
عربیہ و قواعد جمع بین المختلفین در مسائلِ
مفروشۂ فاروقِ اعظمؓ خوض نمودہ اند
اکثرے را قبول کردہ و پارۂ را منکر شدہ
و در پارۂ دیگر مختلف گشتہ باز
در مسائل دیگر کہ بر ایشان وارد
شدہ در بعض مواضع استنباط
را کار فرما شدہ اند

اور وہ یہ ہے کہ کیا کسی مجتہد کے لئے دوسرے مجتہد کی تقلید جائز ہے جب کہ وہ اُس سے افضل اور اَعلم ہو۔ اس میں دو قول ہیں۔ مشہور یہ ہے کہ جائز نہیں۔ اور قول صواب ایسا کہ جس کے خلاف جائز نہیں ابتدائی دَور کے مجتہدین کے طریق کار پر تفصیلی نظر کے بعد یہ ہے کہ جائز ہے۔ شافعیؒ نے فرمایا ہے ائمہ ابوبکرؓ وعمرؓ و عثمانؓ اور اُن کے قدیم قول میں "اور علیؓ" بھی مذکور ہے، کے مل جانے کے بعد ہم کو پسند ہے کہ ہم تقلید اختیار کرلیں۔ جو شخص امام مالکؒ کے طرزِ عمل کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں اور امام ابو حنیفہؒ کے طریق کار کا ان کے اپنے اجتہادی مسائل میں تتبّع کرے گا وہ اس امر میں توقف نہ کرے گا پھر جب دوسرے ایسے مسائل وارد ہو جائیں جو مجتہد مستقل کے کلام میں صراحت کے ساتھ مذکور نہیں ہوتے تو کچھ لوگ تو ایسے ہوتے ہیں جو اثباتِ حکم ادلّۂ شرع سے کرتے ہیں مجتہد مستقل کے طریق استدلال کے مطابق ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مطلق" اور کچھ لوگ ایسے ہوتے ہیں جو استنباط حکم کرتے ہیں مجتہدِ مستقل کے کسی قول سے (کسی مسئلہ میں) اُس کی تقریر کے انداز سے یا (کسی مسئلہ کے حکم کی) علّت کا استخراج کرکے وغیر ذٰلک اور ایسے لوگوں کا نام ہے "مجتہد منتسب مقیّد" اسی طرح مجتہدین مذاہب نے اُن فقہی اصولوں کو محکم کرنے کے بعد جو کتاب وسنّت سے متعلق ہیں اور علم عربیت اور دو مختلف چیزوں کے جمع کرنے کے قواعد میں پختگی حاصل کرنے کے بعد اُن مسائل میں غور وفکر کیا جو فاروق اعظمؓ مفصّل ذکر کرچکے ہیں تو ان میں کے اکثر مسائل کو قبول کیا اور بعض کا انکار کیا اور بعض سے اختلاف کیا۔ پھر دوسرے مسائل میں جو اُن پر وارد ہوئے بعض مواقع میں تو (کتاب وسنّت سے) استنباط کا طریق اختیار کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ودر طائفہ عمل بتخریج نمودہ اند لیکن فہم این
معنے بغایت دقیق است جمعی کہ سرمایۂ علم ایشان
شرح وقایہ و ہدایہ باشد کجا ادراک این سرّ دقیق
توانند کرد ۵ کسی در صحن کاچی قلیہ جوید؛ اَضَاعَ
العُمُرَ فی طَلَبِ المُحَالِ؛ این نیست کہ فاروق اعظم رض
را در شرع واسطہ نگرفتہ باشند وبغیر توسط او
در ادلۂ شرعیہ خوض کنند لیکن توسطے کہ مجتہدِ
منتسب را می باشد با مجتہدِ مستقل نہ توسطے کہ
مقلدِ صرف را باشد با مجتہدِ متبوع خویش این
را قرائن بسیار ہست کہ منصف نزدیک ملاحظۂ
آن بتصدیق این معنے مضطر شود یکی ازان
قرائن آنکہ چنانکہ مجتہدانِ شافعیہ مثلاً با یک
دیگر اختلافہا دارند الّا در حلّ مسائل تابع شیخ
خود ند و بہمین اعتبار ہمہ ایشانان را اصحاب
شافعی گفتہ میشود ہمچنین مجتہدین در رؤس مسائل
فقہ تابع مذہب فاروقِ اعظم رض اند واین قریب ہزار
مسئلہ باشد تخمیناً وبہمین سبب نام ایشان مجتہدِ اصحاب
حدیث مقرر شد نہ ظاہریہ ونہ باطنیہ ونہ اصحاب
رائے باز سبب اختلافِ ایشان در مسائل جزئیہ
یا آنست کہ آنحضرتِ فاروق رض خبر واحد باشد کہ
بہ یکے رسید و بہ دیگرے نہ رسید یا آنکہ رُوات
فاروقِ اعظم رض مختلف شدند یکی تصحیح روایتے
کرد و دیگرے تصحیح روایتِ

اور بہت سے مسائل میں (مجتہدِ مستقل کے قول سے) تخریج پر عمل
کیا۔ لیکن اس حقیقت کو سمجھنا بہت دقیق ہے۔ وہ جماعت جن
کا سرمایۂ علم شرح وقایہ اور ہدایہ ہوگا اس سرِّ دقیق کا ادراک
کہاں کر سکے گی ۵ کسے در صحن کاچی الخ (ترجمہ) اگر کوئی کاچھی
کے پیالے میں قلیہ تلاش کرے گا۔ تو اپنی عمر محال چیز کی طلب
میں ضائع کرے گا۔" یہ نہیں ہو سکا ہے کہ فاروق اعظم رض کو
شرع میں واسطہ نہ بنائیں اور بغیر اُن کے توسّط کے ادلۂ شرعیہ
میں غور و خوض کریں لیکن وہ توسّط ایسا ہوگا جیسا کہ مجتہدِ منتسب
کو مجتہدِ مستقل کے ساتھ ہوتا ہے نہ کہ وہ توسّط جو کہ مقلدِ محض کو
ہوتا ہے اس مجتہد کے ساتھ جس کا وہ اتباع کرتا ہے۔ اس کے
لئے بہت سے قرائن ہیں کہ ایک منصف مزاج ان کے ملاحظہ کے
بعد اس حقیقت کی تصدیق پر مجبور ہو جائے گا۔ اُن قرائن میں
سے ایک یہ ہے کہ جیسا کہ مثلاً مجتہدینِ شافعیہ ایک دوسرے کے
ساتھ بہت سے اختلافات رکھتے ہیں مگر حلِ مسائل میں تابع اپنے شیخ
ہی کے ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے اُن سب کو اصحابِ شافعی
کہا جاتا ہے، اسی طرح مجتہدینِ امّت مسائلِ فقہیں فاروقِ اعظم رض
کے مذہب کے تابع ہیں اور یہ تخمیناً ایک ہزار کے قریب مسائل ہیں
اور اسی سبب سے اُن کا نام مجتہد اصحاب حدیث ہوا، نہ ظاہریہ ہوا
نہ باطنیہ اور نہ اصحاب رائے۔ پھر مسائلِ جزئیہ میں ان کے اختلاف
کا سبب یا تو یہ ہوا ہے کہ حضرت فاروق رض کی اثر خبر واحد
ہوئی کہ ایک کو پہنچی اور دوسرے کو نہ پہنچی اور یا یہ ہوا کہ
فاروقِ اعظم رض سے روایت کرنے والے باہم مختلف ہوتے ایک
نے ایک روایت کی تصحیح کی اور دوسرے نے دوسری روایت کی

۵ ہندوستان میں... ہندو سبزی فروشوں یعنی ہندو کنجڑوں کی ایک قوم ہے جس کو کاچھی کہتے ہیں یہ گوشت خور نہیں ہوتے۔ اسی لفظ میں سے
ہائے مخلوط نکال کر کاچی کہا گیا ۱۲ اشتیاق احمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

دیگر یا آنکہ کلام فاروقِ اعظم رض محتمل وجہین باشد پیش یکی محملے دارد و پیش دیگرے محملے دیگر یا آنکہ در نظر یک مجتہد قولِ حضرت فاروق رض معارض شد بحدیثے صحیح یا بقیاسِ جلی پس ترک آن کرد و ہمین است صنیع مجتہد منتسب و مجتہد دیگر قادر شد بر دفعِ معارضہ و تطبیق بین الدلائل پس ترک نکرد و این وجوہ در نصوص مجتہدین تصریحاً مذکور است چنانکہ بعض ازان مذکور خواہیم کرد یا آنکہ مسئلہ منصوص حضرت فاروق رض نیست ہر یکے برأی سلوک نمود یا آنکہ در تخریج از قول فاروقِ اعظم رض مختلف شدند قرینہ دیگر آنکہ اگر صنیعِ ایشان ملاحظہ کردہ شود بسیارے از مسائل ہست کہ حدیثِ مرفوعِ صریح بروایت جماعہ عن جماعۃ موافق مذاہب حضرتِ فاروق رض در مدعا یافتہ شود و ہذا اکثر من ان یحصٰی و بسیارے از مسائل ہست کہ حدیث صریح یافتہ نشود بلکہ ایماتے از کتاب و سنت موافق حضرتِ فاروق رض یافتہ شود یا خبرِ واحد بغیر آنکہ بروایتِ جماعہ عن جماعہ باشد یافتہ شود ہمہ مجتہدین درین صورت نیز اتباعِ فاروقِ اعظم رض میکنند و بسیارے از مسائل ہست کہ احادیث مختلف می شود و حضرت فاروق رض تطبیقے مقرر کردہ البتہ تابع ہمان تطبیق مے شوند چنانکہ در مسئلہ فسخ حج

تصحیح کی۔ یا یہ کہ فاروقِ اعظم رض کا کلام ہی دو وجہوں کا محتمل ہوا۔ ایک کے نزدیک اُس کا محمل ایک ہے اور دوسرے کے نزدیک اس کا محمل دوسرا ہے۔ یا یہ کہ ایک مجتہد کی نظر میں حضرت فاروق رض کا قول کسی حدیث صحیح یا قیاس جلی کے معارض ہوا تو اُس نے اس قول کو ترک کر دیا اور مجتہدِ منتسب کا طریقِ کار یہی ہے۔ اور دوسرا مجتہد تعارض کے اُٹھا دینے اور دلائل کی تطبیق پر قادر ہوا تو اُس نے آپ کے قول کو ترک نہ کیا اور یہ (بیان کردہ) وجوہ مجتہدین کی نصوص میں تصریحاً مذکور ہیں چنانچہ ان میں سے بعض کو ہم ذکر کریں گے۔ یا یہ کہ مسئلہ حضرت فاروق رض کی طرف سے منصوص نہیں ہے تو ہر ایک (اس کا مفہوم قرار دینے میں) اپنی رائے پر چل پڑا یا یہ کہ فاروقِ اعظم رض کے قول سے تخریج میں ایک دوسرے سے مختلف ہو گئے۔ دوسرا قرینہ یہ ہے کہ اگر ان کے طریقِ کار کو ملاحظہ کیا جاتے تو معلوم ہوگا کہ ہمارے مدعا کے مطابق مسائل میں سے ایسے بہت ہیں کہ جن کے بارے میں حدیث مرفوع صریح جن کو ایک جماعت دوسری جماعت سے روایت کرتی ہے، موافق مذہب حضرتِ فاروق رض پائی جاتی ہے اور یہ اتنی زیادہ ہیں کہ ان کا احصار مشکل ہے۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ (ان کے بارے میں) حدیث صریح نہیں پائی جاتی بلکہ کتاب و سنت کے اشارات حضرت فاروق رض کے موافق پاتے جاتے ہیں یا خبر واحد پائی جاتی ہے بغیر اس کے کہ اس کو ایک جماعت نے جماعت سے روایت کیا ہو، تمام مجتہدین اس صورت میں بھی فاروق اعظم رض کا اتباع کرتے ہیں۔ اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ احادیث سے ان کا حکم ایک دوسری سے مختلف نکلتا ہے اور حضرت فاروق رض نے ایک تطبیق کی صورت نکال دی اور سب مجتہدین اسی تطبیق کے تابع ہو جاتے ہیں جیسا کہ عمرہ کے ساتھ فسخِ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بعمرہ و مسئلہ غسلِ قدم و مسئلہ متعہ و مسئلہ
صَرف و بسیارے از مسائل ہست کہ حدیثے در آن
باب یافتہ نشد و مخالفتِ قولِ فاروق رضؓ با نصِّ
کتاب و نصِّ حدیث و قیاسِ جلی نیز ظاہر نشد
و طریقِ قیاس و رائے در انجا مسدود نیست در انجا
البتہ تقلیدِ قولِ او میکنند و مجتمع مے شوند بران
چنانکہ شاعر بحدس اِدراک مینماید کہ فلان قصیدہ
تتبعِ فلان قصیدہ است ہرچند صاحب قصیدہ
آن تصریح نکردہ باشد درین صورت حدسِ قوی
متتبع آثار را ہم می رسد کہ اگر ہمتِ خود را بر تقلیدِ
فاروقِ اعظم رضؓ جمع نہ کردہ اند این معاملہ چرا مے
کنند قرینۂ سوم آنکہ اصل ثالث از اصولِ شریعت
اجماع است باز اجماعے کہ متخیلِ اہلِ زمانِ ما
است بمعنے اتفاقِ جمیعِ اُمتِ مرحومہ بحیث
لایشذ منہم [جدا نہ شود] فردٌ واحدٌ نصًّا من کلّ واحدٍ منہم خیالِ
محال است ہرگز واقع نشدہ مسئلہ نیست از انچہ
اورا اجماعیات می نامند مگر فی الجملہ خلافے دران
نقل کردہ می شود اجماعِ کثیر الوقوع اتفاقِ اہلِ
حلّ و عقد است از مُفتیانِ اَمصار این معنے
در مسائلِ مُصرّحہ فاروقِ اعظم رضؓ یافتہ می شود کہ
اہلِ حلّ و عقد بران اتفاق کردہ اند و تِلوِ آن
فتوے جمعے غفیر و سکوتِ باقین و تلوِ آن
اختلاف علے قولین کہ در حکم اتفاق بر
نفی قولِ ثالث است و تلوِ آن
اتفاقِ اہلِ حرمین

حج کے مسئلہ میں اور پاؤں کے دھونے کا مسئلہ اور متعہ کا مسئلہ
اور بیع صرف کا اور بہت سے ایسے مسائل ہیں کہ اس باب میں
کوئی حدیث نہیں پائی گئی مگر نص کتاب اور نصِ حدیث اور قیاس
جلی کے ساتھ قولِ فاروق رضؓ کی کوئی مخالفت بھی ظاہر نہیں ہوتی
اور وہاں قیاس و رائے کی راہ مسدود نہیں ہوتی البتہ اُن کے
قول کی تقلید کرتے اور اس پر مجتمع ہو جاتے ہیں جیسا کہ ایک شاعر
فراست سے یہ ادراک کر لیتا ہے کہ فلاں قصیدے میں فلاں قصیدے
کا تتبع کیا گیا ہے اگرچہ صاحبِ قصیدہ نے اس بات کی تصریح نہ
کی ہو اس صورت میں ایک فراستِ قویہ آثار کے تتبع کرنے
والے کو حاصل ہو جاتی ہے کہ اگر ان حضرات مجتہدین نے اپنی
ہمت کو تقلید فاروق رضؓ پر پورے طور پر نہیں لگا دیا ہے تو یہ معاملہ
کیسے کر رہے ہیں۔ تیسرا قرینہ یہ ہے کہ اصولِ شریعت میں کی
تیسری اصل اجماع ہے۔ پھر ایسا اجماع جو کہ ہمارے زمانہ والوں
کے تخیل میں ہے تمام اُمتِ مرحومہ کے ایسے اتفاق کے معنے
میں کہ ایک فرد واحد بھی اُس سے جدا نہ ہو اور اُمت کے ہر ایک
شخص کی طرف سے اُس پر نص ہو جائے خیال محال ہے ایسا
کبھی واقع نہیں ہوا۔ جن کو اجماعیات کہتے ہیں ان میں کوئی
مسئلہ نہیں مگر اس میں فی الجملہ ایک اختلاف نقل کیا جاتا ہے۔
اجماع کثیر الوقوع حضراتِ حل و عقد کا اجماع ہے جو شہروں
کے مفتی ہیں۔ یہ معنے فاروقِ اعظم رضؓ کے تصریح کئے ہوئے ان
مسائل میں پائے جاتے ہیں کہ صاحبانِ حل و عقد نے ان پر
اتفاق کیا ہے۔ اور اس سے ملحق ہے ایک بڑی جماعت کا فتوے
اور باقی لوگوں کا سکوت اور اس سے ملحق ہے دو قولوں پر اختلاف
(کہ فلاں مسئلہ کا یہ حکم ہے یا یہ ہے) جو کہ نفی قولِ ثالث پر
اتفاق کے حکم میں ہے۔ اور اسی سے ملحق ہے اتفاق اہلِ حرمین

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و خلفاء کہ بحکم حدیث ان الدین لیأرز (یجتمع) الی
الحجاز کما تأرز الحیۃ الی جحرہا (سوراخ) و حدیث علیکم
بسنتی وسنۃ الخلفاء الراشدین من بعدی
عضوا (بگیرید) علیہا بالنواجذ (بدندان) متبع است این اجماعیات
کہ واقع شدہ اند بدون اہتمام حضرت فاروق رض
و نص فتوے وی صورت نہ بستہ چنانکہ در مسئلہ
غسل باکسال (برآوردن ذکر پیش از انزال) و چہار تکبیر در جنازہ نقل کردہ اند
فقیر را عفی عنہ سالہا بخاطر میگذشت کہ مذہب حضرت
عمر را رضی اللہ عنہ مدون سازد و تعجب میکرد
از علماء سلف کہ چرا باین امر عظیم اہتمام نہ
نمودہ اند حالانکہ فوائد عظیمہ در حق خواص مسلمین
و عوام ایشان در تدوین مذہب وے رضی
اللہ عنہ مرجو است اما خواص مسلمین یا فقہاء
اند یا محدثین اتفاق سلف و توارث ایشان
اصل عظیم است در فقہ و اصل دران باب
نصوص فاروق رض و مناظرات اوست مجلدے
ضخیمے (سطبر) مستوعب اکثر ابواب فقہ ازان مے
توان جمع کرد و عمدہ در فن حدیث معرفت
طرق متعاضدہ (متوافقہ) حدیث است اگر احادیث
کہ بظاہر موقوفہ فاروق اعظم رض است
بمعنی مرفوع است و سنن درستی
ازین باب مے توان پرداخت و از
شواہد احادیث و متابعات شئ کثیر
مے توان ازان بر آورد اما فائدہ آن
در حق عوام مسلمین

اور خلفاء رض کا جو بحکم حدیث اِنَّ الدِّیْنَ الخ یعنی دین سمٹ آئے گا
حجاز میں جس طرح کہ سانپ اپنے سوراخ میں سمٹ آتا ہے۔" اور
بحکم حدیث کہ تم پر لازم ہے میرا طریقہ اور میرے بعد کے خلفاءِ راشدین
کا طریقہ اس کو دانتوں سے مضبوط پکڑ لینا" قابلِ اتباع ہے۔ یہ
اجماعیات جو واقع ہوئے ہیں حضرت فاروق رض کے اہتمام اور
نص فتوی کے بغیر نہیں ظہور پذیر ہوتے جیسا کہ اکسال پر (یعنی
انزال سے پہلے ذکر کو باہر نکال لینے پر) غسل اور جنازے کی
نماز میں چار تکبیر نقل کی ہیں۔ فقیر عفی عنہ کے دل میں برسوں سے
یہ خیال آتا رہا ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مذہب کو مدون
کرے اور تعجب کرتا رہا ہے علماء سلف پر کہ انھوں نے اس امرِ
عظیم کا اہتمام کیوں نہیں کیا حالانکہ خواص و عوام سب اہلِ
اسلام کے لئے آپ رض کے مذہب کی تدوین میں فوائدِ عظیمہ کی امید
ہے۔ خواص مسلمین پر غور کیجیے تو وہ فقہاء ہیں یا محدثین۔
سلف کا اتفاق اور اُن کا توارث (یعنی ایک شخص نے کسی
امر کو اپنے اکابر سے سنا یا دیکھا اور انھوں نے اپنے اکابر
سے) فقہ میں اصل عظیم ہے اور اس باب میں اصل ہیں حضرت
فاروق رض کی نصوص اور اُن کے مناظرات، ان سے ایک ضخیم کتاب
جو اکثر ابواب فقہ پر مشتمل ہو مرتب کی جا سکتی ہے۔ اور (یہ
فائدہ تو فقہاء سے متعلق ہے، محدثین کو یہ فائدہ حاصل ہوتا کہ)
فنِ حدیث میں خاص چیز ہے ایسے طرق (یعنی روایات) حدیث کی
معرفت جو ایک دوسرے کی مؤید ہوں۔ اگر ایسی احادیث جو
بظاہر فاروقِ اعظم رض کی موقوفہ ہیں اور بمعنی مرفوع ہیں جمع
کی جاتیں تو اس باب میں ایک کامل سنن مرتب ہو سکتی تھی
اور احادیث اور متابعات کے شواہد سے اُس سے بہت سی چیزیں
نکالی جا سکتی تھیں۔ اب اس فائدہ کو لیجیے جو عوام مسلمین کو پہنچتا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آنست کہ مذاہب مجتہدین را شعب یک شریعت دانند ہر مذہبی را دینے علیحدہ و ملتے جداگانہ خیال نکنند واختلافِ امت مشوشِ یقین ایشان باحکام ملت نشود ظاہر دین و سوادِ اعظم را از روایاتِ شاذّہ جدا تصوّر نمایند و حجتِ شرع بر خود قائم شناسند و بر مرتبۂ فاروقِ اعظم رضہ در نشرِ دین متین و تبلیغ شریعتِ غرّا آنچنانکہ ہست مطلع شوند واعطائے کُلّ ذی حقٍ حقہ بعمل آرند باز تا این وقت این داعیہ بوجود نیامد چون سخن تا اینجا رسید آن داعیہ باز گُل کرد و تحبّسِ خاطر ازان داعیہ وجہے نداشت ہذا مع قلّتِ الاسباب و تشتّتِ البال واللہ ہو الموفق والمعین ؛

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علٰی نبیہ الذی لا نبیَّ بعدہ اما بعد فیقول العبد الضعیف الراجی رحمۃ اللہ الکریم ولی اللہ بن عبدالرحیم تغمّدہ اللہ تعالٰی برحمتہ ہذا ما وفّقنی اللہ عزّ وجلّ لہ من تدوینِ مذہب الخلیفۃ الاوّاب الناطق بالصدق والصواب امیرِ المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ و ارضاہ والمذاہبُ الاربعۃ منہ بمنزلۃ الشروح من المتونِ والمجتہدونَ من صاحبہ بمنزلۃ المجتہدین المنتسبین من المجتہد المستقل واللہ ہو الموفق والمعین ؛

وہ یہ ہے کہ وہ یہ بات جان لیتے کہ مجتہدین کے مذاہب ایک ہی شریعت کے شعبے ہیں اور وہ ہر مذہب کو علیحدہ دین اور جداگانہ ملت نہ خیال کرتے اور اختلافِ اُمّت احکامِ مِلّت کے بارے میں ان کے یقین کو تشویش میں نہ ڈالتا۔ وہ ظاہرِ دین اور سوادِ اعظم کو روایاتِ شاذّہ سے جدا تصور کرتے اور شریعت کی حجت اپنے اوپر قائم سمجھتے رہتے اور شریعتِ غرّا کی اشاعت اور دینِ متین کی تبلیغ کے بارے میں فاروقِ اعظم رضہ کے اس مرتبہ ومقام کو سمجھ لیتے جو اُن کا حقیقۃً ہے اور وہ ہر ذی حق کو اُس کا حق دیئے جانے کے اصول کو عمل میں لاتے۔ پھر اس وقت یہ داعیہ وجود میں نہیں آیا۔ جب بات یہاں تک پہنچی تو وہ داعیہ پھر اُبھر آیا اور قلب کے رُک جانے کی اس داعیہ سے کوئی وجہ نہیں ہے۔ اب ہم اس کو شروع کرتے ہیں باوجود قلّتِ اسباب اور پریشان خیالی کے اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝

ہر تعریف کا مستحق اللہ ہے اپنی وحدانیت کے ساتھ اور درود وسلام اللہ کے اُس نبی پر جس کے بعد کوئی نبی نہیں۔ امابعد کہتا ہے عبد ضعیف اللہ کریم کی رحمت کا امیدوار ولی اللہ ابنِ عبدالرحیم اللہ تعالٰی اُن کو غریقِ رحمت کرے، یہ وہ بیان ہے جس کی اللہ عزّ وجلّ نے مجھ کو توفیق عطا فرمائی جو خلیفہ اوّاب ناطق بالصّدق والصّواب امیرالمومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالٰی عنہ وارضاہ کے مذہب کی تدوین کے بارے میں ہے اور چاروں مذہب (حنفی، شافعی، مالکی، حنبلی) اُس کے مقابلہ پر متون کی شروح کے مرتبہ میں ہیں اور جملہ مجتہدین آپ کے سامنے بمنزلہ مجتہدین منتسبین کے ہیں بمقابلہ مجتہدِ مستقل کے۔ اور اللہ ہی توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ادلة الشرع اربعة آخرج الدارمی عن شریح ان عمر بن الخطاب کتب الیہ إن جاءک شیٔ فی کتاب اللہ فاقض بہ و لا یلفتک عنہ الرجال فإن جاءک مالیس فی کتاب اللہ فانظر سُنّة رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاقض بہا فان جاءک مالیس فی کتاب اللہ و لم یکن فیہ سُنّة من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فانظر ما اجتمع علیہ الناس فخذ بہ فإن جاءک مالیس فی کتاب اللہ ولم یکن فیہ سُنّة رسول اللہ ولم یتکلم فیہ احد قبلک فاختر ای الامرین شئت ان شئت ان تجتہد برایک ثم تقدم فتقدم وان شئت ان تتأخر فتأخر ولا اری التأخر الا خیراً لک **تخصیص عام الکتاب** بالسنة و تفسیر مجمل الکتاب بالسنة آخرج الدارمی عن عمر بن الاشجع ان عمر بن الخطاب قال انہ سیأتی ناس یجادلونکم بشبہات القرآن فخذوہم بالسنن فان اصحاب السنن اعلم بکتاب اللہ **لا یؤخذ الحدیث الا عن ثقة** آخرج مسلم عن ابی عثمان النہدی قال عمر ابن الخطاب یحسب المرء من الکذب

شریعت کی چار دلیلیں ہیں دارمی نے روایت کیا شریح سے کہ عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے ان کو لکھا کہ اگر تمہارے سامنے کوئی چیز کتاب اللہ میں سے آجائے تو اُس کے ساتھ فیصلہ کردو اور لوگوں کے کہنے سے اُس سے ہرگز روگرداں نہ ہونا اور اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو تو سُنّتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نظر کرو اور اُس کے مطابق فیصلہ کردو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے جس کا حکم کتاب اللہ میں نہ ہو اور نہ اُس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت (یعنی آپؐ کا کوئی قول یا فعل) موجود ہو تو اُس چیز کو دیکھو جس پر لوگوں کا اجتماع ہو گیا ہو تو اس کو اختیار کرلو۔ پھر اگر تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آجائے کہ نہ اُس کا حکم کتاب اللہ میں ہے اور نہ سُنّتِ رسول اللہ میں ہے اور نہ تم سے پہلے اس پر کسی نے کلام کیا ہے (یعنی تمہارے اہلِ مشورہ میں سے) تو دونوں امر میں سے جو چاہو اختیار کرلو یعنی یہ کہ تم اپنی رائے سے اجتہاد کرو اور (اُس کو بیان کرنے میں) پہل کرو تو پہل کرلو اور اگر تم چاہو کہ موخر ہو (کہ پہلے دوسرے لوگ اپنا مشورہ بیان کریں) تو موخر ہو اور میں موخر رہنے ہی کو تمہارے لئے بہتر خیال کرتا ہوں۔ **کتاب اللہ کے عام کی تخصیص سُنّت** کے ساتھ اور کتاب اللہ کے مجمل کی تفسیر سُنّت کے ساتھ۔ دارمی نے روایت کیا عمر بن الاشجع سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ عنقریب تمہارے پاس کچھ ایسے لوگ آئیں گے جو تم سے جھگڑیں گے متشابہاتِ قرآن کے ذریعہ سے تو تم انکی گرفت کرنا سُنن کے ساتھ کیونکہ اصحابِ سُنن زیادہ جانتے ہیں کتاب اللہ کو۔ **حدیث نہ لیجائے مگر ثقہ سے** مسلم نے روایت کیا ابوعثمان نہدی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ کسی شخص کے جھوٹا ہونے کے لئے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَن یُحدِّث بکلّ ما سمع و اخرج البیہقی عن ابن عمر قال کان عمر یأمرنا ان لا ناخذ الّا عن ثقۃ اجازۃ خبر الواحد الصدوق و ان کان خلاف القیاس ذکر الشافعیؒ عن عمرؓ قصصًا منہا اَنّ رأیہ کان اَن یحکم فی الاصابع بدیات مختلفۃ لاختلافہا فی المنافع والجمال فلم یتبع رأیہ حین وجد فی کتاب عمرو بن حزم اَن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال و فی کل اصبع مما ہنالک عشرٌ من الابل و منہا اَنّ رأیہ کان ان الدیۃ للعاقلۃ و لا ترث المرأۃ من دیۃ زوجہا شیئًا فلم یتبع رأیہ حین اخبرہ الضحاک بن سفیان انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کتب الیہ ان یورث امرأۃ اشیم الضبابی من دیتہ و منہا حدیث عمر فی الجنین و قبولہ خبر جمیل ابن مالک بن النابغۃ و قولہ لولم نسمع ہذا لقضینا بغیر ہذا و اخذ بخبر عبد الرحمن ابن عوف فی الرجوع من ارض الوبآء ثم اورد الشافعی فی المسئلۃ اشکالاً وقال لِمَ لَم یکتف عمر بن الخطاب علی خبر الواحد فی غیر ما مسئلۃ حتّٰی طلب رجلاً

یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر ایسی بات جو کسی سے سُنے اُس کو نقل کردے اور بیہقی نے روایت کیا ابنِ عمرؓ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ہم کو عمرؓ یہ حکم دیا کرتے تھے کہ ہم اخذ نہ کریں (کوئی حدیث) مگر ثقہ سے۔ **واحد صدوق کی خبر کو جائز رکھنا اگرچہ خلاف قیاس ہو۔** شافعیؒ نے عمرؓ کے چند قصّے بیان کئے۔ اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ انگلیوں کے بارے میں مختلف دیتوں کا حکم کریں کیونکہ وہ منافع اور جمال میں اختلاف رکھتی ہیں تو اُنھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہ کیا جب عمرو بن حزمؓ کی تحریر میں اُنھوں نے یہ پایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہر ایک اُنگلی میں جو ضائع کی جاتی ہے دس اونٹ ہیں۔ اور اُن میں سے ایک یہ ہے کہ ان کی رائے یہ تھی کہ دیتِ مقتول کے دادھیالی رشتہ داروں کے لئے ہے اور بیوی کو اپنے شوہر کی دیت میں سے کچھ وراثت نہ ملے گی تو اُنھوں نے اپنی رائے کا اتباع نہیں کیا جب کہ ان کو ضحاکؓ بن سفیان نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کی دیت میں وارث قرار دیں۔ اور ان میں سے ہے حدیث عمرؓ کی جنین کے بارے میں اور اُن کا قبول کرنا جمیل بن مالک بن النابغہ کی خبر کو اور یہ فرمانا کہ اگر ہم یہ نہ سُنتے تو ہم اس کے خلاف فیصلہ کردیتے۔ اور آپ نے قبول کرلیا عبد الرحمٰن بن عوفؓ کی خبر کو ارض وبا سے لوٹنے کے بارے میں۔ پھر شافعیؒ نے مسئلہ میں اشکال وارد کیا کہ کیوں نہیں اکتفاء کیا عمرؓ بن الخطاب نے خبر واحد پر اس کے علاوہ چند مسئلوں میں یہاں تک کہ ایک اور شخص کو طلب کیا

عہ یہ قیاس حضرت عمرؓ کا اس ضابطہ کی بناء پر تھا کہ الدیۃ علی العاقلۃ کہ دیۃ قاتل کے دادھیالی رشتہ داروں کے ذمہ ہے۔ جب ان سے دیت وصول کیجاتی ہے تو دیت میں وراثت کا حق بھی دادھیالی رشتہ داروں ہی کا ہونا چاہیئے۔"

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وأجاب بأنه في بعض المواضع طلب مخبرًا
آخر لأنه لم يأمن غلط الراوي وقلة ضبطه
وفي بعض المواضع طلب استظهارًا
وإن كان خبر الواحد موجبًا للحكم فخبر
الاثنين أشفى للخاطر وأقمع للشبهة
كما صرح هو بنفسه في قصة أبي موسى
الاجماع أخرج الشافعي عن عمر خطبته
بالجابية وفيها عن النبي صلى الله عليه
وسلم من سره بحبوحة الجنة فليلزم
الجماعة واحتج بهذا على القول بالاجماع
شرط القياس أخرج الدارقطني في جملة
كتب عمر إلى أبي موسى الأشعري في
أدب القضاء الفهم الفهم فيما يختلج
في صدرك مما لم يبلغك في الكتاب
والسنة واعرف الأمثال والأشباه
ثم قس الأمور عند ذلك فاعمد إلى
أحبها إلى الله عز وجل وأشبهها
بالحق فيما ترى قوله مما لم يبلغك
اشارة إلى شرط محل القياس قوله
اعرف الأمثال والأشباه بيان
المقيس عليه قوله أحبها إلى الله و
أشبهها بالحق بيان العلة وكونها
مؤثرة بشهادة الشرع **كراهية
السؤال فيما لم ينزل**
أخرج الدارمي

اور اُنھوں نے پھر اس کا جواب دیا کہ انھوں نے بعض مواضع
میں دوسرا خبر دینے والا اس لئے طلب کیا کہ راوی پر غلطی اور قلتِ
ضبط کی وجہ سے مطمئن نہیں ہوئے اور بعض مواضع میں دوسرے
شخص کو طلب کیا مزید توثیق کے لئے اگرچہ خبرِ واحد مُوجب حکم
تھی لیکن دو کی خبر دل کو زیادہ تشفی دے گی اور شبہ کو اکھاڑ
دے گی جیسا کہ اُنھوں نے خود اس کی تصریح کی ہے ابو موسےٰ رضؓ
کے قصہ میں۔ **اجماع** روایت کیا شافعی رحؒ نے عمر رضؓ سے اُن کا
خطبہ جو اُنھوں نے جابیہ میں دیا تھا اور اس میں نبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے یہ روایت کیا کہ جس شخص کو اس بات سے خوشی ہو کہ وہ
وسطِ جنت میں داخل ہو اُس کو چاہیئے کہ جماعت کو لازم کر لے اور
اس سے اُنھوں نے احتجاج کیا ہے قول بالاجماع پر۔ **شرط قیاس**
اخذ کیا دارقطنی نے ایک جملہ سے کہ لکھا تھا عمر رضؓ نے ابو موسےٰ اشعری رضؓ
کو ادبِ قضاء کے بارے میں اَلفہم یعنی فہم سے کام لے اس چیز
کے بارے میں جو تیرے سینہ میں کھٹکے ایسے امر کے بارے میں جسکے
متعلق کتاب وسنت میں سے کوئی بات تیرے پاس نہیں پہنچی اور
جو چیزیں اُس کی مثل اور اس کی شبیہ ہیں اُن کو پہچان پھر
اس پر اُمور کو قیاس کر لے اور اس صورت کو اختیار کر لے جو تیری
رائے میں اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق سے زیادہ مشابہ
ہو۔ آن کا یہ کہنا کہ مما لم یبلغک (ان چیزوں میں سے جو تیرے
پاس نہیں پہنچیں) اشارہ ہے محلّ قیاس کی شرط کی طرف۔ یہ
قول کہ امثال اور اشباہ کو پہچان بیان ہے مقیس علیہ کا۔
اور یہ قول کہ جو صورت اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ اور حق
کے ساتھ زیادہ مشابہ ہو بیان ہے علت کا اور اس کے مؤثر ہونے کا
شریعت کی شہادت کے ساتھ۔ **ایسے سوال کی کراہیت جو ایسی بلا کے
بارے میں ہو جو ابھی نازل نہیں ہوئی** دارمی نے روایت کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن ابن عمر انہ سُئِل عن شئی فقال لاتسألُ عمالم یکُن فانّی سمعتُ عمر بن الخطاب یلعن مَن سأل عمالم یکن وآخرج الدارمی عن طاؤسٍ قالَ عُمر علی المنبر اُحرّجُ باللہ علی رجل سأل عمّالم یکُن فانّ اللہَ قد بیّن ما ھو کائن قولہ بیّن ماھو کائن یعنی تکفل اَن یلھم الصّواب فی النازلۃ و ہذا مرفوع فی الحقیقۃ آخرج الدارمیّ عن وہب بن عمرو الجُمحی انّ النّبیّ صلی اللہ علیہ وسلم قالَ لاتعجلوا بالبلیۃِ قبل نزولہا فانکم ان لاتعجلُوْھا قبلَ نزولہا لا ینفکُّ المسلمونَ وفیھم اِذا ہِیَ نَزلَتْ مَن اذا قالَ وُفِّق و سُدِّدَ و انکم اِن تعجلوھا تختلفُ بکم الاھوآر فتاخذوا ہکذا و ہکذا و آشارَ بین یدیہ و عن یمینہ و عن شمالہ یُفھم من الحدیث المرفوع

ابن عمرؓ سے کہ ان سے کوئی بات پوچھی گئی تو انھوں نے کہا کہ اُس مصیبت کے بارے میں سوال نہ کرو جو واقع نہیں ہوتی۔ کیونکہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا کہ وہ لعنت کر رہے تھے اُس شخص پر جو اُس بَلا کے بارے میں سوال کرے جو ابھی واقع نہیں ہوتی۔ اور روایت کیا دارمی نے طاؤس سے کہ عمرؓ منبر پر فرمایا کہ میں اللہ کے واسطے سے اُس شخص کو روکتا ہوں جو ایسی بَلا کے بارے میں سوال کرے جو نہیں واقع ہوتی کیونکہ اللہ نے جو ہونے والی باتیں ہیں اُن کو بیان کردیا۔ یہ ارشاد کہ جو ہونے والی باتیں ہیں ان کو بیان کردیا اس سے مراد یہ ہے کہ وہ متکفل ہوا ہے اس بات کا کہ بھلائی کا الہام کردے وجود میں آنے والی چیز کے متعلق۔ اور درحقیقت یہ حدیث مرفوع ہے۔ روایت کیا دارمی نے وہب بن عمرو الجمحی سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ بَلا کی جلدی عہ نہ کرو اُس کے نازل ہونے سے پہلے کیونکہ تم اگر (سوالات میں) جلدی نہ کروگے اس کے نزول سے پہلے (تو یہ بہتر ہے اور تمھیں اس کی ضرورت بھی نہیں) مسلمان ہمیشہ اس حال میں رہیں گے کہ ان میں کوئی ایسا شخص موجود ہوگا کہ جب وہ دُعا کرے گا تو بَلا سے نکلنے کی توفیق دیدی جائے گی اور سب کام بن جائیں گے عہ۔ اور اگر تم نے اس میں عجلت کی (اور تمھیں بتا دیا گیا کہ فلاں تاریخ میں یہ مصیبت واقع ہوگی) تو تم میں اختلافات ہو جائیں گے اور (تم گھبرا کر) مختلف راہیں اختیار کروگے ایسے اور ایسے اور آپؐ نے اپنے سامنے اور دائیں بائیں اشارہ کیا۔ اس حدیثِ مرفوع سے

عہ یعنی فلاں عام مصیبت جسکے آنے کی آپ نے خبر دی ہے کتنے سال کے بعد آئیگی۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں پر بہت سے آنے والے حوادث سے مطلع فرمادیا تھا۔ اب لوگوں نے آپ سے ان کا خاص وقت پوچھنا شروع کردیا کہ فلاں مصیبت کب آئے گی اور فلاں مصیبت کب" مترجم

عہ یہ اشارہ ہے ان اولیاء کی طرف جن سے تکوینی کام متعلق ہوتے ہیں قطب وابدال واوتاد وغیرہ ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معنے قولہ بيّن مالم يكن كما ذكرنا ويحتمل معنے
آخر وهو ان الكتاب (لے ما ہو کالمتن ۱۲) والسنۃ اشتملا على
جميع الاحكام اجمالاً اشار الشافعی الى هذا
فی بعض كلامہ واخرج الدارمی عن
ابن محيريز ما نصنع بالمسائل انہ لا يذهب
العلم ما قرئ القرآن **كراهية الجدال
فی العلم** اخرج الدارمی عن مجاهد
قال عمر اياك والمكايلة يعنی فی الكلام
ويحتمل وجهاً آخر وهو ذم القياس اذا
لم يكن جامعاً لشروطہ **كتاب الصلوۃ**

الطهارۃ شرط الصلوۃ ابو بكر عن المستورد
قال عمر لا تقبل صلوۃ بغير طهور هو
مرفوع من طرق شتى **صفۃ الوضوء**
ابو حنيفۃ عن حماد عن ابراهيم عن الاسود بن
يزيد عن عمر بن الخطاب انہ توضأ فغسل
يديہ مثنى واستنشق مثنى وغسل وجهہ
مثنى وغسل ذراعيہ مثنى ومسح
راسہ مثنى مقبلاً ومدبراً وغسل رجليہ
مثنى ابو بكر عن الاسود بن يزيد
ان عمر بن الخطاب توضأ فادخل
اصبعيہ فی باطن اذنيہ

ان کے متعلق قول بیّن مالم یکن کے معنے سمجھ میں آجاتے ہیں جیسا
کہ ہم ذکر کر چکے ہیں۔ اور ایک دوسرے معنے کا احتمال بھی ہے
اور وہ یہ ہے کہ کتاب اور سنت تمام احکام پر مشتمل ہیں اجمالاً
(تو ہر مصیبت کا حل اسی میں سے نکل آئے گا) امام شافعیؒ
نے اپنے بعض کلام میں اس طرف اشارہ کیا ہے۔ اور دارمی
نے روایت کیا ابن محیریز سے کہ ہم کیا سوالات کریں حقیقت یہ
ہے کہ علم نہیں جائے گا جب تک قرآن پڑھا جائے گا۔ **علم
میں لڑائی جھگڑے کی برائی** دارمی نے روایت کیا مجاہد
سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مکایلہ ع سے بچو یعنی کلام میں اور ایک اور
صورت کا بھی احتمال ہے اور وہ ہے ایسے قیاس کی برائی جس
میں قیاس کی شرطیں نہ پائی جائیں۔ **کتاب الصلوٰۃ**۔

طہارت نماز کے لئے شرط ہے۔ ابو بکر مستورد سے روایت
کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز قبول نہیں کی جاتی بغیر پاکیزگی
کے اور یہ کئی طرق سے مرفوع ہے۔ **صفتِ وضو** ابو حنیفہؒ
حمادؒ سے وہ ابراہیمؒ سے وہ اسودؒ بن یزید سے وہ عمرؓ بن الخطاب
سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے وضو (اس طرح) کیا کہ
اپنے ہاتھ دھوتے دو دو مرتبہ اور ناک میں پانی دیا دو مرتبہ
اور اپنا منہ دھویا دو مرتبہ اور اپنی باہیں دھوئیں دو مرتبہ
اور اپنے سر کا مسح کیا دو مرتبہ پیچھے سے آگے کو اور آگے سے پیچھے
کو اور اپنے دونوں پاؤں کو دھویا دو مرتبہ۔ ابو بکر اسود بن
یزیدؒ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے وضوء کیا اور
داخل کیا اپنی دونوں انگلیوں کو دونوں کانوں کے اندر

ع یعنی برابر کے جواب دینے سے منع کیا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی سخت بات کہے تو ویسا ہی سخت جواب نہ دو یا کسی نے برائی کی تو اس کے ساتھ
ویسی ہی برائی نہ کرو اگرچہ گناہ نہ ہوگا مگر افضلیۃ کے خلاف ہے بعضوں نے کہا کہ مکایلہ سے یہ مراد ہے کہ مسائل شرعی میں قیاس اور عقلی ڈھکوسلے
پر چلیں اس سے منع کیا گیا ہے اگلے جملے میں اسی کا بیان کرتے ہیں ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و ظاہر ہما فمسحہما ابوبکر عن قرظۃ سمعت
عمر یقول الوضوء ثلث ثلث و ثنتان (دو بار)
تجزیان (کفایت می کنند) ابوبکر عن الحسن عن
عمر فی المضمضۃ و الاستنشاق
و غسل الیدین و الرجلین ثنتان
تجزیان و ثلث افضل ابوبکر
عن المصعب بن سعد مر عمر علی
قوم یتوضؤن فقال خللوا
ابوبکر عن زیاد بن علاقۃ ان عمر
ابن الخطاب رای رجلا غسل
ظاہر قدمیہ و ترک باطنہما فقال لم
ترکتہما للنار ابوبکر عن ابی قلابۃ
ان عمر رای رجلا یصلی قد ترک
علی ظہر قدمیہ مثل الظفر فامرہ ان
یعید وضوءہ و صلوتہ و عن عبداللہ
ابن عمر مثلہ الا انہ قال فامرہ
ان یغسل اللمعۃ و یعید الصلوۃ
قلت اختلفوا فی الولاء (پیاپے شستن) لاجل
الروایتین و الصحیح ان الاول مبہم
و الثانی مفسر الشافعی عن عمر
عن النبی صلی اللہ علیہ و سلم
الاعمال بالنیات الحدیث احتج بہ
علی ان النیۃ فرض قال البویطی
قال الشافعی یدخل فی حدیث
الاعمال بالنیات ثلث العلم مایوجب

اور اُن کے ظاہر پر (اوپر) دونوں کا مسح کیا۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں قرظہ
سے کہ میں نے سُنا عمرؓ سے کہ فرماتے تھے کہ وضو تین تین مرتبہ
ہے اور دو مرتبے بھی کافی ہوجاتے ہیں۔ ابوبکرؒ حسن رحؒ سے وہ
عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ کُلّی کرنے اور ناک میں پانی دینے
اور دونوں ہاتھوں اور دونوں پاؤں کے دھونے میں دو مرتبے
کافی ہوجاتے ہیں اور تین افضل ہیں۔ ابوبکر مصعب بن سعد سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ گزرے ایسے لوگوں پر جو وضو کر رہے
تھے تو فرمایا کہ خلال کرو۔ ابوبکر زیاد بن علاقہ سے روایت کرتے
ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اُس نے ظاہر قدمین
کو دھویا اور باطن قدمین (یعنی تلووں) کو چھوڑ دیا تو فرمایا
کہ تو نے ان دونوں کو آگ کے لئے کیوں چھوڑ دیا۔ ابوبکرؒ
ابو قلابہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا جو
نماز پڑھ رہا تھا، اُس نے اپنے قدموں کے اوپر ناخن کے برابر
جگہ (دھونے سے) چھوڑ دی تھی تو اُس کو حکم دیا کہ اپنی وضو
اور نماز کو لوٹائے۔ اور عبداللہ بن عمرؓ سے بھی ایسی ہی روایت
ہے مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ نے اس کو حکم دیا کہ اس نشان
کو (سوکھی ہوئی جگہ کو جو دھبہ کی طرح ممتاز تھی) دھوئے
اور نماز کو لوٹائے۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء میں اختلاف ہوا
پے درپے دھونے کے بارے میں ان دونوں روایتوں کی وجہ
سے اور صحیح یہ ہے کہ پہلی روایت مبہم ہے اور دوسری مفسّر
ہے۔ امام شافعیؒ بروایت عمرؓ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے
روایت کرتے ہیں کہ اعمال نیّات پر موقوف ہیں، آخر حدیث
تک۔ اُنھوں نے اس سے حجت قائم کی اس پر کہ نیت فرض ہے
بُویطی نے کہا کہ امام شافعیؒ کا قول ہے کہ حدیث "الاعمال
بالنیات" میں ایک تہائی علم داخل ہے۔ وضو کو واجب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الوضوء مالک والشافعی وغیرہما عن زید ابن اسلم ان عمر بن الخطاب قال اذا نام احدکم مضطجعا فلیتوضأ العلۃ عند الشافعی نوم من لم تتمکن مقعدتہ من الارض وعند الحنفیۃ نوم مستند او متکیء علی شیء بحیث لو ازیل لسقط

ابو بکر عن جابر بن عبد اللہ قال اکلت مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و مع ابی بکر و عمر و عثمان خبزا و لحما فصلوا و لم یتوضؤا آخرج الشافعی من مذہب عمر و ابن مسعود لا یتیمم الجنب انہما یریان القبلۃ و شبہہا من الملامسۃ الناقضۃ للوضوء وروی حدیثا ان عمر صلی رکعۃ ثم زلت یدہ علی ذکرہ فاشار ان امکثوا ثم خرج فتوضأ فاتم لہم مابقی من الصلوٰۃ وفی المسئلتین نظر طویل مالک والشافعی عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر قال انی لاجدہ یتحدر منی یعنی المذی مثل الخرزۃ فاذا وجد ذلک احدکم فلینضح فرجہ و لیتوضأ وضوءہ للصلوٰۃ

ابو بکر عن طلق بن حبیب رأی عمر بن الخطاب رجلا حک ابطہ او مسہ فقال لہ قم فاغسل یدیک

کرنے والی چیزیں مالکؒ اور شافعیؒ اور دوسرے حضرات روایت کرتے ہیں زید بن اسلم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب کوئی تم سے کوئی کروٹ پر لیٹ کر سوجائے تو چاہیئے کہ وضو کرے (وضو ٹوٹنے کی) علت شافعیؒ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جسکی مقعد زمین پر قرار پکڑے ہوئے نہیں اور حنفیہ کے نزدیک نیند ایسے شخص کی ہے جو سہارا لینے والا یا تکیہ لگانے والا ہے کسی شے پر اس حیثیت کے ساتھ کہ اگر وہ چیز ہٹادی جاتی تو وہ گرجاتے۔

ابو بکر جابر بن عبد اللہؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے روٹی اور گوشت کھایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ تو سب نے نماز پڑھی اور وضو نہیں کیا۔ شافعیؒ نے نکالا عمرؓ اور ابن مسعودؓ کے مذہب سے کہ جنبی تیمم نہ کرے یہ دونوں بوسہ اور اس کے مشابہ یعنی عورت کے چھونے کو ناقض وضو قرار دیتے ہیں۔ اور انھوں نے اس حدیث کو روایت کیا کہ عمرؓ نے نماز کی ایک رکعت پڑھی پھر ان کا ہاتھ ان کے ذکر پر جا پڑا تو انھوں نے (جماعت کو) اشارہ کیا کہ ٹھہرے رہو پھر نکلے اور وضو کیا اور نماز کا جو حصہ باقی رہ گیا تھا اُس کو پورا کرایا۔ اور دونوں مسئلوں میں طویل بحث ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ میں (کبھی) محسوس کرتا ہوں کہ مجھ سے (یعنی مثانہ سے) ایک چیز اُتر رہی ہے مثل ڈلی کے وہ مذی کو مراد لے رہے تھے۔ جب تم میں سے کوئی ایسا محسوس کرے تو چاہیئے کہ اپنی شرمگاہ کو صاف کرے اور چاہیئے کہ وضو کرے جس طرح نماز کے لئے کیا جاتا ہے۔

ابو بکر طلق بن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے اپنی بغل کو کھجایا یا اُس کو چھوا تو اُس کو فرمایا کہ کھڑا ہو اور اپنے ہاتھوں کو دھو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

او تطهر قال محمد يعني ابن سيرين لا ادرے ما هذا قلت معناه استحباب التنظيف۔ **آداب الخلاء۔** اخرج البغوی وغیرہ وهو من مشاهیر الحدیث عن عمر قال رآنی النبی صلی اللہ علیه وسلم ابول قائماً فقال یا عمر لا تبل قائماً ابو بکر عن یسار بن نمیر کان عمر اذا بال مسح ذکره بحائط او حجر ولم یمسه ماء قلت اجمع علی ذلک علماء اهل السنة ولیس فیها حدیث مرفوع وانما هو مذهب عمر قیاساً علی الاستجمار من الحائط اطبق علی تقلیده العلماء۔ **المسح علی الخفین**

ابو حنیفة عن حماد عن سالم بن عبد اللہ ابن عمر قال اختلف عبد اللہ بن عمر و سعد بن ابی وقاص فی المسح علی الخفین فقال سعد امسح وقال عبد اللہ ما یعجبنی فاتیا عمر بن الخطاب فقصا علیه القصة فقال عمر عمک (ای سعد) افقه منک مالک و الشافعی وغیرهما نحواً من ذلک وهو من المشاهیر ابو حنیفة عن حماد عن ابراهیم عن حنظلة ان عمر بن الخطاب قال المسح علی الخفین للمقیم یوماً ولیلةً وللمسافر ثلثة ایام بلیالیهن اذا لبستهما و انت طاهر ابو بکر عن زید بن وهب

یا دیہ فرمایا کہ) پاک کر۔ کہا محمد یعنی ابن سیرین رح نے کہ میں نہیں جانتا کہ یہ کیا بات ہے۔ میں کہتا ہوں اس کے معنے ہیں صفائی ستھرائی کا استحباب۔ **پیشاب پاخانہ کے آداب۔** بغوی وغیرہ نے روایت کیا عمر رض سے اور یہ مشہور حدیثوں میں سے ہے کہا کہ مجھے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ میں کھڑا ہو کر پیشاب کر رہا ہوں تو فرمایا کہ اے عمر رض کھڑا ہو کر پیشاب نہ کر۔ ابو بکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رض جب پیشاب کرتے تو اپنے ذکر کو دیوار یا پتھر سے صاف کرتے اس حال میں کہ اس کو پانی نہ لگا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس پر (یعنی ڈھیلے سے استنجاء پر) علماء اہل سنت نے اجماع کیا ہے اور اس کے بارے میں کوئی حدیث مرفوع نہیں ہے اور وہ صرف عمر رض کا مذہب ہے۔ دیوار سے استنجا کرنے پر قیاس کرتے ہوئے اس کی تقلید پر علماء نے (ڈھیلے سے) مطابقت کی ہے۔ **خفین پر مسح کرنا۔** ابو حنیفہ رح نے حماد سے انہوں نے سالم بن عبد اللہ بن عمر رض سے روایت کی ہے کہ عبد اللہ بن عمر رض اور سعد بن ابی وقاص رض میں خفین پر مسح کے بارے میں اختلاف ہوا تو سعد رض نے کہا کہ میں مسح کرتا ہوں اور عبد اللہ رض نے کہا کہ مجھے یہ ناپسند ہے پھر دونوں عمر رض بن الخطاب کے پاس آئے اور اپنی اپنی بات ان سے کہی تو عمر رض نے (عبد اللہ رض سے) کہا کہ تیرے چچا (یعنی سعد رض) تجھ سے افقہ (زیادہ سمجھدار) ہیں مالک رح اور شافعی رح وغیرہما نے بھی اسی طرح کی روایتیں کی ہیں اور وہ مشہور روایات میں سے ہے۔ ابو حنیفہ رح حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حنظلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رض بن الخطاب نے فرمایا کہ خفین پر مسح مقیم کے لئے ایک دن اور ایک رات اور مسافر کے لئے تین دن ان کی راتوں سمیت کی میعاد ہے جب کہ تم ان کو باوضو ہو کر پہنو۔ ابو بکر رح زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

كتب الينا عمر بن الخطاب في المسح على الخفين ثلثة ايام ولياليهن للمسافر و يوما وليلة للمقيم الشافعي في مذهبه القديم عن زيد بن الصلت ان عمر بن الخطاب قال اذا ادخلت رجليك في الخفين و انت طاهر فامسح عليهما مابدالك و اليه ذهب الشافعي في القديم ثم رجع وقال بالتوقيت قال البيهقي ارى ان عمر جاءه الثبت في التوقيت فرجع اليه

صفة الغسل ابو بكر عن عكرمة بن خالد كان عمر اذا اجنب غسل سفليه ثم توضأ وضوءه للصلوٰة ثم افرغ عليه الماء ابو بكر عن عاصم سئل عمر عن غسل الجنابة فقال توضأ وضوءك للصلوٰة ابو بكر عن فضيل بن عمرو قال عمر اذا اغتسلت من الجنابة فتمضمض ثلثا فانه ابلغ

مايوجب الغسل مالك والشافعي بطرق متعددة ان عمر وجد في ثوبه احتلاما فاغتسل و اعاد الصلوٰة ابو بكر عن رفاعة بن رافع قال بينا انا عند عمر بن الخطاب اذ دخل عليه رجل فقال يا امير المؤمنين هذا زيد ابن ثابت يفتي الناس في المسجد برأيه في الغسل من الجنابة فقال عمر علي به فجاءه زيد

مسح على الخفین کے بارے میں ہم کو عمرؓ بن الخطاب نے لکھا کہ تین دن مع اُن کی راتوں کے مسافر کے لئے اور ایک دن اور ایک رات مقیم کے لئے۔ شافعیؒ اپنے مذہب قدیم پر یہ روایت لاتے تھے زید بن الصلت سے مروی ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جب تو نے اپنے دونوں پاؤں کو خفین میں داخل کر دیا اور تو باوضو تھا تو جب تک بھی تو چاہے اُن پر مسح کرتا رہ اور اسی کی طرف گئے تھے امام شافعیؒ اپنے قدیم قول میں پھر رجوع کیا اور تحدید وقت کے قائل ہوئے۔ بیہقی نے کہا کہ میں خیال کرتا ہوں کہ عمرؓ کے پاس جب توقیت (تحدید وقت) کے بارے میں کوئی مضبوط وجہ آگئی تو اُنھوں نے اُس کی طرف رجوع کر لیا۔

صفت غسل ابو بکر عکرمہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب جُنبی ہوتے تو اپنے نیچے کے دونوں جسم دھوتے پھر وضو کرتے جیسے نماز کے لئے کی جاتی ہے پھر اپنے اوپر پانی ڈالتے۔ ابو بکر عاصم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ سے سوال کیا گیا غسلِ جنابت کے بارے میں تو فرمایا کہ وضو کر جیسے نماز کے لئے وضو کی جاتی ہے۔ ابو بکر فضیل بن عمرو سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جب تو جنابت کا غسل کرے تو تین مرتبہ کلّی کر یہ زیادہ پاکی تک پہنچانے والی بات ہے۔

جو چیز غسل کو واجب کرتی ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ متعدد روایات سے بیان کرتے ہیں کہ عمرؓ نے اپنے کپڑے میں احتلام کا نشان پایا تو غسل کیا اور نماز کو لوٹایا۔ ابو بکر رفاعہ بن رافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے پاس موجود تھا کہ ایک شخص نے آپ کے پاس آکر کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ یہ زید بن ثابت مسجد میں لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دیتا ہے جنابت سے غسل کے بارے میں تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو میرے پاس لاؤ تو زیدؓ اُن کے پاس آئے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلما رآه عمر قال ای عدوّ نفسه قد بلغت ان تفتی الناس برأیک فقال یا امیر المؤمنین باللہ ما فعلت لکنی سمعت من اعمامی حدیثا فحدثت به من ابی ایوب ومن ابیّ بن کعب ومن رفاعة بن رافع فاقبل عمر علی رفاعة بن رافع فقال وقد کنتم تفعلون ذلک اذا اصاب احدکم من المرأة فاکسل (ای اخرج قبل الانزال) لم یغتسل فقال قد کنا نفعل ذلک علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فلم یأتنا من اللہ تحریم ولم یکن من رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم فیه نهی قال اورسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یعلم ذلک قال لا ادری فامر عمر بجمع المهاجرین والانصار فجمعوا له فشاورهم فاشار الناس ان لا غسل فی ذلک الا ما کان من معاذ وعلی فانهما قالا اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال عمر هذا وانتم اصحاب بدر وقد اختلفتم فمن بعدکم اشد اختلافا قال فقال علی یا امیر المؤمنین انه لیس احد اعلم بهذا من شان رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم من ازواجه فارسل الی حفصة رض فقالت لا علم لی بهذا فارسل الی عائشة رض

تو جب انکو عمر رض نے دیکھا تو کہا کہ اے اپنے نفس کے دشمن مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ تو لوگوں کو اپنی رائے سے فتوے دے رہا ہے تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین رض واللہ میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میں نے اپنے اعمام (یعنی چچاؤں) سے ایک بات سُنی۔ مجھے بات پہنچی ابو ایوب رض سے اور اُبیّ بن کعب رض سے اور رفاعہ بن رافع رض سے۔ تو عمر رض متوجہ ہوئے رفاعہ بن رافع کی طرف اور کہا کہ کیا تم ایسا کرتے تھے کہ جب تم میں کوئی اپنی عورت کے پاس جائے اور انزال کے بغیر اپنا عضو باہر نکال لے تو وہ غسل نہیں کرتا تھا تو اُنھوں نے کہا کہ ہاں ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایسا کرتے تھے تو ہمارے پاس اللہ کی طرف سے اس کے حرام ہونے کا حکم نہیں آیا اور نہ ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اس میں کوئی ممانعت ہوئی۔ تو عمر رض نے کہا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کو جانتے بھی تھے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا۔ تو عمر رض نے مہاجرین و انصار کو جمع کرنے کا حکم دیا تو سب ان کے پاس جمع ہو گئے تو اُن سے مشورہ کیا تو لوگوں نے یہ اشارہ کیا کہ اس صورت میں غسل نہیں ہے۔ مگر معاذ رض اور علی رض کی جانب سے ایسا نہیں۔ ان دونوں نے یہ کہا کہ جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جائے گی تو غسل واجب ہو گیا۔ تو عمر رض نے کہا کہ یہ اہم بات ہے تم اصحاب بدر ہوتے ہوئے باہم مختلف ہوتے تو جو تمہارے بعد ہیں ان میں تو سخت اختلاف ہو گا (راوی نے) کہا کہ پھر علی رض نے کہا کہ اے امیر المومنین رض کوئی شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کو اُن کی ازواج رض سے زیادہ نہیں جانتا تو اُنھوں نے حفصہ رض سے پوچھوایا تو اُنھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں مجھے کچھ علم نہیں۔ پھر عائشہ رض

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقالت اذا جاوز الختان الختان فقد وجب الغسل فقال لا اسمع برجل فعل ذلک الا اوجعتہ ضربا ابوبکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا اوتی برجل فعلہ یعنی جامع ولم ینزل ولم یغتسل الا نھکتہ بالعقوبۃ عقوبۃ ابوبکر عن ابی جعفر قال اجتمع المھاجرون ابوبکر و عمر و عثمان و علی ان ما اوجب الحدین الجلد و الرجم یعنی الدخول اوجب الغسل حکم الجنب ابوبکر عن عبیدۃ قال عمر لا یقرأ الجنب القرآن ابوبکر عن قتادۃ خرج عمر من الخلاء فقرأ آیۃ من کتاب اللہ فقیل لہ أتقرأ و قد احدثت قال أفیقرأ ذلک مسیلمۃ و فی روایۃ مسیلمۃ افتاک ذلک ابوبکر عن سلمان بن ربیعۃ قال لی عمر اذا اتیت اھلک ثم اردت ان تعود کیف تصنع قلت کیف اصنع قال توضأ بینھما وضوء مالک والشافعی وغیرھما ان عمر بن الخطاب ذکر لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انہ تصیبہ الجنابۃ من اللیل فقال رسول اللہ توضأ و اغسل ذکرک ثم نم دخول الحمام ابوبکر عن حفص

سے پوچھوایا تو انھوں نے کہا کہ جب ختنہ کی جگہ ختنہ کی جگہ سے گزر جائے گی تو غسل واجب ہو جائے گا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں آئندہ کسی شخص کو نہیں سنوں گا کہ اس نے ایسا کیا مگر میں اس کو بہت ماروں گا۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ میرے پاس کوئی ایسا شخص نہیں لایا جائے گا جس نے ایسا کیا ہو یعنی جماع کیا اور انزال نہ کیا اور غسل نہ کیا مگر میں اس کو سخت سزا دوں گا۔ ابوبکر جعفر سے روایت کرتے ہیں کہا کہ سب مہاجرین ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ اور علیؓ اس پر متفق ہو گئے ہیں کہ جو چیز دونوں حدوں یعنی کوڑے مارنے اور سنگسار کرنے کو واجب کرتی ہے وہ غسل کو واجب کرتی ہے۔ **جنبی کا حکم** ابوبکر عبیدہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ جنبی قرآن کی قراءت نہ کرے۔ ابوبکر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بیت الخلاء سے نکلے پھر کتاب اللہ کی ایک آیت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ قراءت کر رہے ہیں باوجود محدث ہونے کے تو آپ نے کہا کہ تو کیا اس کی قراءت مسیلمہ کر رہا ہے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ کیا تجھے یہ فتوائے مسیلمہ نے دیا ہے۔ ابوبکر سلمان بن ربیعہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ جب تو اپنی بیوی کے پاس جائے اور پھر ارادہ کرے دوبارہ جانے کا تو کیا کرے گا۔ میں نے کہا (آپ بتائیں) کہ کیا کروں، فرمایا کہ دونوں کے درمیان ایک مرتبہ وضو کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ وغیرہما سے مروی ہے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا کہ انکو رات میں جنابت واقع ہو جاتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وضو کر لے اور اپنے ذکر کو دھو لے اور پھر سو جا۔ **حمام میں داخل ہونا** ابوبکر نے روایت کی حفص سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قالَ عُمر لایَرے الرجلُ عورۃَ الرجل آبو بکر عن قتادۃ کتَبَ عمر لایدخلُ احدٌ الحمامَ اِلاّ بمیزرٍ آبو بکر عن علےؓ بن ابی عائشۃ کان عمر رجلاً اَہلَبَ فکان یُحلّق الشعرَ و ذُکرت لہ النُّورۃُ فقالَ النورۃُ من النَّعیم۔

المیاہ ابو بکر عن عکرمۃ ان عمر سُئِلَ عن ماء البحر فقال ایُّ ماءٍ انظفُ منہ الشافعی عن عمرو بن دینار ان عمر بن الخطاب وَرَدَ حوض مَجَنّۃ فقیل اِنّما وَلَغَ الکلبُ آنِفًا فقال انما وَلَغَ بلسانہٖ (آب خوردہ) فشرِب و توضّأ مالکؒ نحوًا من ذلک محمول عند الحنفیۃ علے الغدیر الکبیر و عند الشافعی علے القلتین لحدیثٍ مرفوعٍ فی ذلک آبو بکر عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر کان لہ قُمقُم یُسخّن لہ فیہ الماء آبو بکر عن قتادۃ قال عمر لیس حیضُہا فی فیہا یعنے سُؤر الحائض الشافعے والبخارے وغیرہما ان عمر توضّأ من ماءٍ جئے بہ من عند نصرانیۃٍ

تطہیر الانجاس ابو بکر عن ابن سیرین عن عمر یغسل البولَ مرّتین آبو بکر عن زید بن الصلت ان عمر غسلَ ما رآے من الجنابۃ و نضحَ

کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی مرد کسی مرد کا پردے کا حصۂ جسم نہ دیکھے۔ آبو بکر نے روایت کیا قتادہؒ سے کہ عمرؓ نے لکھا کہ کوئی شخص حمام میں نہ داخل ہو مگر تہہ بند باندھ کر۔ آبو بکر نے علی بن ابی عائشہ سے روایت کیا کہ عمرؓ بہت گھنے بالوں والے شخص تھے تو آپ بالوں کو مُنڈوادیا کرتے تھے اور آپ کے سامنے ذکر کیا گیا نُورے کا تو فرمایا کہ نورہ عیش پسندی میں سے ہے۔ **پانیوں کا بیان** ابو بکر نے عکرمہ سے روایت کیا کہ عمرؓ سے دریا کے پانی کے بارے میں سوال کیا گیا تو فرمایا کہ کونسا پانی اس سے زیادہ پاکیزہ ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ ابن الخطاب مَجَنّہ[عسہ] کے حوض پر وارد ہوئے تو آپ سے کہا گیا کہ اس میں سے کُتّے نے ابھی پانی پیا ہے تو فرمایا کہ اس نے اپنی زبان سے ہی چپڑ چپڑ کرکے پیا ہے تو آپ نے پیا اور وضو بھی کیا۔ مالکؒ نے بھی اسی قسم کی روایت کی۔ حنفیہ کے نزدیک یہ محمول ہے بڑے تالاب پر اور شافعیؒ کے نزدیک قلتین پر اس بارے میں ایک حدیث مرفوع کی وجہ سے۔ ابو بکر زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کے پاس ایک کیتلی تھی جس میں ان کے لئے پانی گرم کیا جاتا تھا۔ آبو بکر قتادہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کا حیض اُس کے مُنہ میں نہیں ہے آپ نے فرمایا حائضہ عورت کے جُھوٹے پانی کے متعلق۔ شافعیؒ اور بخاریؒ وغیر ہمانے روایت کیا کہ عمرؓ نے ایسے پانی سے وضو کی جو ان کے پاس ایک نصرانی عورت کے پاس سے لایا گیا تھا۔ **نجاستوں کو پاک کرنا** ابو بکر روایت کرتے ہیں ابن سیرینؒ سے کہ عمرؓ پیشاب کو دو مرتبہ دھویا کرتے تھے ابو بکر زید بن الصلت سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جو نشان جنابت کا دیکھتے اُس کو دھویا کرتے تھے اور جو نظر نہیں آتا تھا

عسہ مجنہ میم کے فتح اور کسر کے ساتھ ایک موضع ہے مکہ کے قریب ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالم یرہ مالک والشافعی نحواً من ذلک
ابوبکر عن خالد بن ابی عزۃ سأل رجل
عمر بن الخطاب فقال انی احتلمت علی
طنفسۃ فقال ان کان رطباً فاغسلہ و
ان کان یابساً فاحککہ وان خفی علیک
فارششہ (آب بپاش ازو ۱۲) بنی مالک مذہبہ علی الاول
وحملہ الشافعی علی الندب وابو حنیفۃ رح
علی غسل رطبہ وحک یابسہ ابو حنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم ان عمر قال طہور
المسک دباغہ مالک اوقظ عمر لصلوٰۃ
الصبح حین طعن فصلی وجرحہ یثعب (یسیل ۱۲)
دماً ابوبکر عن انس بن مالک ان عمر
ابن الخطاب رأی رجلاً یصلی وعلیہ
قلنسوۃ بطانتہا من جلود الثعالب
قال فالقاہا عن رأسہ وقال مایدری
لعلہ لیس بذکی (مذبوح اے طاہر ۱۲) قلت فیہ حجۃ
للشافعی فی ان الشعر لایقبل الدباغ
التیمم ابوبکر عن الاسود قال عمر
لایتیمم الجنب وان لم یجد الماء شہراً
وروی من وجوہ ان عماراً ذکر عندہ
قصۃ التمعک وقول النبی صلی
اللہ علیہ وسلم انما یکفیک ان تفعل ہکذا

اُس پر پانی تر وادیتے تھے۔ مالک اور شافعی رح نے بھی ایسی ہی روایت
کی۔ ابوبکر خالد بن ابی عزہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص
نے عمر رض بن الخطاب سے سوال کیا اس نے کہا کہ مجھے کملی (حاشیہ
دار) پر احتلام ہوگیا تو فرمایا کہ اگر گیلا ہے تو اس کو دھو دے
اور اگر خشک (گاڑھا) ہے تو اس کو چھیل دے اور اگر تجھ سے
چھپ گیا ہے تو اس پر پانی ڈال۔ مالک رح نے اپنے مذہب کی
بنا پہلے پر رکھی اور شافعی رح نے اس کو استحباب پر محمول کیا اور
ابو حنیفہ رح نے رقیق کو دھونے اور گاڑھے کو چھیلنے کا حکم نکالا۔
ابو حنیفہ رح نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے روایت کیا کہ عمر رض
نے فرمایا کہ چمڑے کی پاکی اُس کی دباغت ہے۔ مالک رح نے روایت
کیا کہ عمر رض کو ہوشیار کیا گیا صبح کی نماز کے لئے جب آپ کے
خنجر مارا گیا تو آپ نے نماز پڑھی اور ان کے زخم سے خون
بہہ رہا تھا۔ ابوبکر نے انس بن مالک سے روایت کیا کہ عمر رض بن الخطاب
نے ایک شخص کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا اور اُس کے سر پر ایسی
ٹوپی تھی جس کا بطانہ لومڑیوں کی کھال کا تھا۔ کہا کہ عمر رض نے
اُس کو اُس کے سر سے گرا دیا اور فرمایا کہ کیا خبر ہے شاید یہ مذبوح
یعنی پاک نہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے شافعی رح
کے لئے کہ بال قابل دباغت نہیں۔ تیمم ابوبکر نے روایت کیا
اسود سے کہ عمر رض نے فرمایا کہ جنبی تیمم نہ کرے گا اگرچہ مہینہ بھر
تک پانی نہ پائے۔ اور روایت کیا گیا ہے چند وجوہ سے کہ عمار
نے عمر رض کے سامنے خاک میں لوٹنے کا قصہ[ف] ذکر کیا اور نبی صلی
اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کا کہ تیرے لئے کافی تھا کہ ایسا کر لیتا

ف یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک شخص پر جنابت کی حالت آئی اور اُس نے پانی نہ پایا تو اس نے وضو پر قیاس کرکے یہ خیال کیا کہ یہ
تیمم تمام بدن پر خاک کے پہنچنے سے ہوگا اس لئے وہ مٹی میں لوٹ گیا۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اُس سے فرمایا کہ تجھے جنابت کے لئے
یہی تیمم کافی تھا ۱۲

۲۱
ا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحدیث فلم یقنع بقولہ عمارؓ قلت ترک الفقہاء
الاربعۃ قول عمر لانہم وجدوہ مخالفاً
لما صح عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
من مسند عمران بن حصین و ابی ذرؓ
و عمرو بن العاص وغیرہم امرہ للجنب
بالتیمم اذا لم یجد الماء وتتبعت انا
فوجدت ان النبی صلی اللہ علیہ
وسلم رآہم اختلفوا فی تاویل
الآیتین آیۃ المائدۃ و آیۃ النساء
فصوّب کلا التاویلین وترک کل
مأوّل علی تاویلہ وعمر بن الخطاب
اجلّ من ان یخفی علیہ ہذا الحدیث
و اتقی للہ من ان یبلغہ ہذا الحدیث
ثم لا یقول بہ الا لمعنیً فہمہ عن النبی
صلی اللہ علیہ وسلم اخرج النسائی
عن طارق ان رجلا اجنب فلم یصل
فاتی النبی صلی اللہ علیہ وسلم
فذکر ذلک لہ فقال اصبت فاجنب
رجلٌ آخر فتیمم وصلی فاتاہ فقال
لہ نحواً مما قال للآخر یعنی اصبت واشار
الشافعی الیٰ ان عمرؓ و ابن مسعود کانا
یحملان الملامسۃ علی اللمس بالید وکانت
الآیتان ساکتتان عندہما من التیمم

الحدیث، تو عمارؓ کے قول پر عمرؓ مطمئن نہ ہوئے۔ میں کہتا ہوں کہ چاروں فقہاءؒ نے عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا کیونکہ انھوں نے اس کو اس روایت کے خلاف پایا جو مسند عمران بن حصین و ابوذر و عمرو بن العاص وغیرہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا جنبی کو تیمم کا حکم دینا جب کہ وہ پانی نہ پاتے صحت کے ساتھ ثابت ہے۔ اور میں نے تتبع کیا تو یہ پایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کو دیکھا کہ وہ دونوں آیتوں آیت سورۂ مائدہ و آیت سورۂ نساء کی تاویل میں مختلف ہو رہے ہیں تو آپ نے دونوں تاویلوں کی تصویب کی اور ہر ایک تاویل کرنے والے کو اس کی تاویل پر چھوڑ دیا۔ اور عمر رضی اللہ عنہ کی شان اس سے بلند ہے کہ ان پر یہ حدیث مخفی رہی ہو اور اللہ سے آپ کا تقوےٰ اس سے بلند تھا کہ آپ کو یہ حدیث پہنچے اور آپ اس کے قائل نہ ہوں مگر کوئی ایسے معنے ہیں جن کو انھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سمجھا تھا۔ نسائی نے طارق سے روایت کیا ہے کہ ایک شخص جنبی ہو گیا تو اس نے نماز نہ پڑھی اور اس نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس آکر اس کا حال بیان کیا تو آپ نے فرمایا کہ تو نے ٹھیک کیا۔ پھر ایک اور شخص جنبی ہو گیا تو اس نے تیمم کیا اور نماز پڑھ لی پھر وہ آپ کے پاس آیا تو اس سے بھی آپ نے وہی فرمایا جو دوسرے سے فرمایا تھا یعنی تو نے ٹھیک کیا۔ اور اشارہ کیا شافعیؒ نے عمرؓ اور ابن مسعودؓ کی طرف کہ وہ دونوں محمول کرتے تھے "ملامسۃ" کو (جو سورۂ نساء میں مذکور ہے یعنی لمستم النساء) لمس بالید (یعنی ہاتھ سے چھونے) پر تو دونوں آیتیں ان دونوں کے نزدیک جنابت سے تیمم کے بارے میں

عہ یعنی وان کنتم جنباً فاطہروا الخ (مائدہ: ۶) اور وان کنتم مرضیٰ او علیٰ سفرٍ او جاء احدٌ منکم من الغائط او لمستم النساء فلم تجدوا ماءً فتیمموا صعیداً طیباً الخ (النساء: ۴۳) ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن الجنابۃ **مواقیت الصلوٰۃ** مالک عن نافع ان عمر بن الخطاب کتب الی عمالہ ان اھم امرکم عندی الصلوٰۃ فمن حفظھا و حافظ علیھا حفظ دینہ و من ضیعھا فھو لما سواھا اضیع ثم کتب ان صلوا الظھر اذا کان الفیٔ ذراعا الی ان یکون ظل احدکم مثلہ و العصر و الشمس مرتفعۃ بیضاء نقیۃ قدر مایسیر الراکب فرسخین او ثلثۃ قبل غروب الشمس والمغرب اذا غربت الشمس والعشاء اذا غاب الشفق الی ثلث اللیل فمن نام فلانامت عینہ فمن نام فلانامت عینہ فمن نام فلا نامت عینہ و الصبح و النجوم بادیۃ مشتبکۃ مالک عن عمہ ابی سھیل بن مالک عن ابیہ ان عمر بن الخطاب کتب الی ابی موسی الاشعری ان صل الظھر اذا زاغت الشمس و العصر و الشمس بیضاء نقیۃ قبل ان تدخلھا صفرۃ و المغرب اذا غربت الشمس و اخر العشاء مالم تنم وصل الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ و اقرأ فیھا بسورتین طویلتین من المفصل وفی روایۃ عن ھشام ابن عروۃ عن ابیہ

ساکت ہیں۔ **اوقات نماز** مالکؒ نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے عاملوں کو لکھا کہ میرے نزدیک تمہارا سب سے اہم کام نماز ہے جس نے اس کی حفاظت کی اور اس پر ہمیشہ کاربند رہا (شرائط وآداب کے ساتھ بروقت ادا کرتا رہا) تو اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے اُس کو ضائع کیا تو اس کے سوا (دیگر ضروریات دین) کو تو بہت ہی ضائع کرنے والا ہوگا۔ پھر لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب کہ سایہ ایک ہاتھ ہو یہاں تک کہ تم میں سے کسی کا سایہ اُس کے برابر ہوجاتے اور عصر کی نماز پڑھو ایسے وقت کہ سورج بلند ہو سفید اور صاف (کہ اس میں زردی پیدا نہ ہوئی ہو) اتنی مقدار تک کہ ایک شتر سوار دو یا تین کوس غروب آفتاب سے پہلے سفر کرسکے۔ اور مغرب کی نماز پڑھو جب آفتاب غروب ہوجائے اور عشاء کی جب شفق غائب ہوجائے ایک تہائی رات تک تو جو سوجائے تو اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے۔ جو سوجائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے۔ جو سوجائے اُس کی آنکھ کبھی نہ سوئے (یہ بددعا فرمائی) اور صبح کی اُس وقت جب (بعد صبح صادق) تارے نمایاں اور گھنے ہوتے ہوں (یعنی شب کی تاریکی باقی ہو) مالکؒ اپنے چچا ابوسہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری کو لکھا کہ ظہر کی نماز پڑھو جب سورج ڈھل جاتے اور عصر کی جب سورج سفید اور صاف ہو قبل اس کے کہ اس میں زردی داخل ہو اور مغرب کی جب سورج غروب ہوجائے اور مؤخر کر عشاء کو جب تک تو نہ سوئے اور صبح کی نماز پڑھ ایسے وقت میں کہ تارے صاف اور گھنے ظاہر ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھ مفصل میں سے۔ اور ایک روایت میں ہشام بن عروہ سے اُن کے باپ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وصلّ العشاء بينك وبين ثلث الليل فان أخّرت فالى شطر الليل مالك عن عمه ابى سهيل بن مالك عن ابيه انه قال كنت ارى طنفسة لعقيل بن ابى طالب يوم الجمعة تطرح الى جدار المسجد الغربى فاذا غشى الطنفسة كلها ظل الجدار خرج عمر بن الخطاب فصلّى الجمعة قال ثم يرجع بعد صلوٰة الجمعة فيقيل قايلة الضحى مالك والشافعى عن عبدالله بن عامر صلّينا وراء عمر بن الخطاب الصبح فقرأ فيها سورة يوسف وسورة الحج فقرأ قراءة بطيئة فقلت والله لقد كان اذا يقوم حين يطلع الفجر قال اجل ابوبكر عن ابى البختری كان عمر ينصرف من الهجير فى الحر ثم ينطلق المنطلق الى قباء فيجدهم يصلّون ابوبكر عن عبدالرحمٰن ابن سابط ان عمر قال لابى محذورة انك بارض شديد الحر فابرد بالصلوٰة ثم ابرد بها ابوبكر عن منذر قال عمر ابردوا بالظهر فان شدة الحر من فيح جهنم ابوحنيفة عن حماد عن ابراهيم عن عمر بن الخطاب ابردوا بالظهر عن فيح جهنم الشافعى عن رجل من الصحابة قال لقينى عمر بن الخطاب بالزوراء (بازار مدینہ) فسألنى اين تذهب فقلت للصلوٰة قال

یہ ہے کہ عشاء کی نماز پڑھ لیجئے اور ثلث رات کے درمیان پھر اگر تو مؤخر کرے تو آدھی رات تک۔ مالکؒ اپنے چچا ابوسہیل بن مالک سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک فرش دیکھا کرتا تھا عقیل بن ابی طالب کا جو جمعہ کے دن ڈال دیا جاتا مسجد کی دیوار غربی کے نیچے۔ تو جب دیوار کا سایہ پورے فرش پر چھا جاتا تھا تو عمرؓ بن الخطاب نکلا کرتے اور نماز جمعہ پڑھا کرتے تھے کہا کہ پھر جمعہ کی نماز کے بعد لوٹ جاتے اور دوپہر کے قیلولے کے طور پر آرام کرتے۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے نماز پڑھی عمرؓ بن الخطاب کے پیچھے صبح کی تو اس میں پڑھی سورۂ یوسف اور سورۂ حج اور قرأت کی لمبی (یعنی تیزی سے نہیں پڑھا) تو میں نے کہا کہ واللہ اس صورت میں تو طلوع فجر کے وقت کھڑے ہوتے ہوں گے۔ کہا کہ ہاں! ابوبکر نے روایت کیا ابوالبختری سے کہ عمرؓ نماز ظہر پڑھ کر گرمی میں ایسے وقت لوٹتے تھے کہ پھر ایک چلنے والا قباء میں چل کر جائے تو وہاں والوں کو نماز پڑھتے ہوئے پائے۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عبدالرحمٰن بن سابط سے کہ عمرؓ نے فرمایا ابومحذورہ سے کہ تم شدید الحرارت سرزمین میں ہو تو نماز کو ٹھنڈے وقت پڑھو پھر (تاکید ہے کہ) ٹھنڈی کرکے پڑھو۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں منذر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو کیونکہ گرمی شدّت جہنّم کے سانس سے ہے۔ ابوحنیفہؒ نے حماد سے انھوں نے ابراہیم سے انھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے روایت کی کہ ظہر کو ٹھنڈا کرو جہنّم کے سانس سے۔ شافعیؒ ایک صحابی مرد سے روایت کرتے ہیں انھوں نے کہا کہ مجھ سے عمرؓ بن الخطاب زوراء میں ملے (جو مدینہ کا ایک بازار ہے) انھوں نے مجھ سے پوچھا کہ کہاں جاتے ہو تو میں نے کہا کہ نماز کے لئے تو فرمایا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلفت فاسرع فاذهب الی المسجد فصلیت ثم رجعت فوجدت جاریتی احتبست من الاستقاء فذهبت الی بیر رومة فجئت بماء والشمس صالحة ابوبکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا تنتظروا بصلاتکم اشتباک النجوم ابوبکر عن سوید بن غفلة قال عمر عجلوا العشاء قبل ان یکسل العامل وینام المریض ابوبکر عن الاسود عن عمر قال اذا کان یوم الغیم فعجلوا العصر واخروا الظهر **الحدیث بعد العشاء** ابوحنیفة عن حماد عن ابراهیم عن عمر بن الخطاب انه قال ان اجدب الجدب الحدیث بعد العشاء الا فی صلوٰة او قراءة القرآن ابوبکر عن سلمان یعنی ابن ربیعة قال لی عمر یا سلمان انی اذم لک الحدیث بعد العتمة ابوبکر عن ابی بکر بن ابی موسی ان اباموسی اتی عمر بن الخطاب فقال له عمر ماجاء بک قال جئت اتحدث الیک قال هذه الساعة قال انه لفقه فجلس عمر فتحدثنا لیلا طویلا **حضور الجماعة** ابوبکر عن عبدالرحمن قال عمر لان اصلیهما فی جماعة احب الی من ان احیی ما بینهما

تو نے دیر کر دی جلدی مسجد میں پہنچ۔ تو میں نے نماز پڑھی پھر واپس آیا تو اپنی لونڈی کو پایا کہ اُس نے پانی لانے میں دیر کر دی پھر میں بیر رومہ کی طرف گیا اور اس کو لے کر آیا اور ابھی آفتاب درست تھا (بحالت سابقہ)۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنی نماز کے لئے انتظار نہ کرو ستاروں کے خوب روشن ہونے کا۔ ابوبکر سوید بن غفلہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عشاء میں عجلت کرو قبل اس کے کہ مزدوری کرنے والے کسلمند ہوں اور بیمار سو جائیں۔ ابوبکر اسود سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ جس دن گھٹا چھائی ہوئی ہو تو عصر میں جلدی کرو اور ظہر میں تاخیر کرو۔ **عشاء کے بعد بات کرنا** ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ تمام قحطوں سے بڑا قحط (یعنی سب نقصانوں سے بڑا نقصان) عشاء کے بعد باتیں کرنا ہے مگر نماز میں یا قراءتِ قرآن میں۔ ابوبکر نے سلمان یعنی ابن ربیعہ سے روایت کی ہے کہ مجھ سے عمرؓ نے کہا کہ اے سلمان! میں برا سمجھتا ہوں تمہارے لئے عشاء کے بعد باتیں کرنا۔ ابوبکر ابن ابی موسیٰ سے روایت ہے کہ ابوموسیٰؓ آئے عمرؓ بن الخطاب کے پاس تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ کیسے آئے؟ اُنھوں نے کہا کہ میں آپ سے باتیں کرنے آیا ہوں۔ فرمایا کہ ایسے وقت؟ (یعنی عشاء کے بعد) تو انھوں نے کہا کہ وہ فقہ کی (یعنی دین کی) بات ہے۔ پھر عمرؓ بیٹھ گئے۔ تو ہم نے بہت رات گئے تک باتیں کیں۔ **جماعت میں حاضر ہونا** ابوبکر عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ یہ بات کہ میں ان دونوں کو جماعت کے ساتھ پڑھ لوں مجھے ان دونوں کے درمیان کو زندہ رکھنے (یعنی جاگتے اور عبادت کرتے رہنے) سے زیادہ پسند ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يعنى الصبح و العشآء. ابوبكر عن ابراهيم ان عمر بن الخطاب كان اذا رآے غلاماً فى الصف اخرجه. ابوبكر عن ابى مجلز اُقيمت الصلوٰةُ وصُفّتِ الصُفوف فابتدر (اسرع ۱۲) رجل لعمر فكلّمه فاَطَالَ القيامَ والقومُ صفوفٌ. ابوبكر عن سعيد بن المسيب اَنّ عمر رآے رجلاً يُصلّے ركعتين و المؤذّن يُقيم فانتهره فقال لاصلوٰة و المؤذن يُقيم الاّ الصلوٰةَ التى يُقام لها. ابوبكر عن ابى عثمان النهدى رأيتُ الرجلَ يجئ و عمر بن الخطاب فى صلوٰة الفجر فيُصلّے (اى سنة الفجر ۱۲) فى جانب المسجدِ ثم يدخلُ مع القوم فى صلوٰتهم. ابوبكر عن نعيم قال اذا كان بينه و بين الامام طريق او نهر او حائطٌ فليس معه (اى لا يصح اقتدائه ۱۲). ابوبكر عن ابن عمر كانت امرأة لعمر تشهدُ صلوٰة الصبح و العشآء فى جماعةٍ فى المسجد فقيل لها لِمَ تخرجين وقد تعلمين اَنّ عمر يكره ذلك و يَغار قالت فما يمنعهُ اَن ينهانے قالوا يمنعهُ قولُ رسولِ الله صلے الله عليه وسلم لا تمنعُوا اِماءَ الله مساجد الله. الشافعى انه تقدّم (للامامة ۱۲) اعجمى

یعنی صبح اور عشاء کی نماز۔ ابوبکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جب کسی لڑکے کو صف میں دیکھتے تو اس کو نکال دیتے۔ ابوبکر ابو مجلز سے روایت کرتے ہیں کہ نماز تیار ہوگئی اور صفیں درست ہوگئیں تو ایک شخص جھپٹ کر عمرؓ کے پاس پہنچا اور اُن سے گفتگو کرنے لگا اور قیام کو طویل کردیا اور قوم صف بستہ تھی۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ دو رکعت نماز پڑھنے لگا حالانکہ مؤذن اقامت کہہ رہا ہے تو آپ نے اُس کو جھڑکا اور فرمایا کہ کوئی نماز نہیں جب مؤذن اقامت کہنے لگے بجز اس نماز کے جس کے لئے اقامت کہی جارہی ہے۔ ابوبکر عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ ایک شخص آتا ہے اور عمرؓ بن الخطاب نماز فجر میں ہیں پھر وہ مسجد کے ایک گوشہ میں نماز پڑھتا ہے (یعنی فجر کی سنتیں) پھر وہ قوم کے ساتھ نماز میں داخل ہو جاتا ہے۔ ابوبکر نعیم سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے کہا کہ جب اس کے (یعنی مقتدی کے) اور امام کے درمیان راستہ ہو یا نہر ہو یا دیوار ہو تو وہ امام کے ساتھ نہیں ہے (یعنی اُس کی اقتدا صحیح نہیں ہے)۔ ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ کی ایک عورت تھیں جو مسجد میں پہنچ کر صبح اور عشاء کی نماز پڑھا کرتی تھیں تو اُن سے کہا گیا کہ تم کیوں نکلتی ہو حالانکہ تم جانتی ہو کہ عمرؓ اس کو برا سمجھتے ہیں اور غیرت کرتے ہیں تو انھوں نے کہا کہ پھر عمرؓ کو کونسی بات اس سے روکتی ہے کہ وہ اس سے مجھے منع کردیں اُنھوں نے کہا کہ اُن کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا یہ قول روکتا ہے جو آپؐ نے فرمایا کہ اللہ کی بندیوں کو اللہ کی مسجدوں سے نہ روکو۔ شافعیؒ سے مروی ہے کہ ایک عجمی شخص بڑھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاخرہ مسور بن مخرمۃ فسالہ عمر فقال ان الرجل کان الاعجمی اللسان فخشیت ان یسمع بعض الحاج قراءتہ فیاخذ بعجمتہ فقال ھنالک ذھبت فقال نعم فقال قد احسنت مالک و الشافعی عن عبد اللہ بن عتبۃ دخلت علی عمر بالھاجرۃ فوجدتہ یسبح فقمت وراءہ فقربنی حتی جعلنی حذاءہ علی یمینہ فلما جاء یرفا تاخرت فصففنا وراءہ ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراھیم ان عمر بن الخطاب جعلھما خلفہ فصلی بین ایدیھما یعنی المامومین ابو بکر عن یسار بن نمیر ان عمر بن الخطاب کان یقول ابدا و ابطعامکم ثم افرغوا لصلوتکم مالک عن زید بن اسلم قال عمر لا یصلین احدکم و ھو ضام بین ورکیہ یعنی الحاقب سنۃ الاذان اخرج البخاری وغیرہ عن ابن عمر کان المسلمون حین قدموا المدینۃ یجتمعون فیتحینون الصلوۃ لیس ینادی بھا فقال عمر او لا تبعثون رجلا ینادی بالصلوۃ وفی حدیث رؤیا عبد اللہ بن زید فیما رواہ الدارمی وغیرہ قال عمر

(یعنی امامت کے لئے) تو اُس کو مسور بن مخرمہ نے پیچھے ہٹا دیا۔ تو ان سے عمرؓ نے پوچھا تو اُنھوں نے کہا کہ وہ شخص عجمی زبان کا تھا تو مجھے یہ اندیشہ ہوا کہ اس کی قراءت کو بعض حج میں آنے والے سُنیں گے اور وہ اس کے عجمی لہجہ کو نہ لے لیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تمہارا خیال اُس طرف گیا۔ اُنھوں نے کہا جی ہاں! تو عمرؓ نے کہا تم نے اچھا کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عبداللہ بن عتبہ سے روایت کیا کہ میں عمرؓ کے پاس ہاجرہ (یعنی بعد زوال) میں پہنچا تو میں نے اُن کو پایا تسبیح پڑھتے ہوئے (یعنی نماز پڑھتے ہوئے) تو میں اُن کے پیچھے کھڑا ہو گیا تو اُنھوں نے مجھے قریب کیا یہاں تک کہ اپنے برابر کر لیا اپنی دائیں جانب میں۔ پھر جب حضرت (عمرؓ کا غلام) یرفا آ گیا تو میں پیچھے ہٹ گیا اور ہم دونوں نے اُن کے پیچھے صف بنا لی۔ ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمرؓ بن الخطاب نے ان دونوں کو اپنے پیچھے کر دیا اور ان کے آگے نماز پڑھی یعنی ان دونوں مقتدیوں کے آگے۔ ابو بکر یسار بن نمیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ پہلے کھانا کھا لو اور نماز کے لئے فارغ ہو جاؤ۔ مالک زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں ہرگز کوئی اس طرح نماز نہ پڑھے کہ وہ بھینچ رہا ہو اپنے کولھوں کے درمیان کو یعنی پاخانہ روکنے والا ہو۔ سُنتِ اذان بخاری وغیرہ نے ابن عمرؓ سے روایت کیا ہے کہ جب مسلمان مدینہ میں آتے تو جمع ہو جاتے اور وقت نماز کا اندازہ کر لیتے تھے۔ نماز کے لئے اذان نہیں دی جاتی تھی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم لوگ کسی شخص کو نہیں بھیجتے جو نماز کے لئے اذان دے۔ اور عبداللہ بن زید کے خواب کے قصہ میں ہے جس کو دارمی وغیرہ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے عرض کیا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

والذی بعثک بالحق لقد رأیت مثل ما رآے ابوبکر عن عبد اللہ بن ہذیل قال عمر لولا ان یکون سُنّۃً لاذّنت الشافعی ان عمر قال عجّلوا الاذانَ بالصبح یُدّلجُ المُدّلج ابوداؤد عن مؤذّنٍ لعُمر یقالُ لہ مسروح اذّنَ قبلَ الصُّبح فامرہ عمر ان یرجع فینادے الا اِنّ العبدَ قد نامَ قلتُ فی المسئلۃ قولان ذہب الشافعی الی الاوّل (عدم الاعادۃ ۱۲) وابوحنیفۃ الی الثانی (الاعادۃ ۱۲) ویمکن الجمع باختلاف الاحوال فاذا کانَ الامام قد تقدّم الی الناس اَن فلانا یؤذّن بلیلٍ جاز قبل الصبح والّا لا لوجود التباس فی الثانی وعدمہ فی الاوّل مالک ان عمر علّم مؤذّنہ ان یقول الصّلوٰۃُ خیرٌ من النوم الصّلوٰۃ خیرٌ من النوم ابوبکر عن مجاہد ان ابا محذورۃ قالَ الصلوٰۃ الصّلوٰۃ (بطریق تثویب ۱۲) فقالَ عمر ویحکَ عہ اَمجنونٌ انتَ اما کان فی دُعائک الّذی دعوتَنا (ای الاذان ۱۲) ما نأتیک حتے تأتینا

قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق دے کر بھیجا ہے میں نے بھی وہی خواب دیکھا جو اس نے دیکھا ہے۔ ابوبکر عبد اللہ بن ہذیل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ یہ (یعنی اذان دینا خلفاء کے لیے) سنت بن جاتے گی تو میں ضرور اذان دیا کرتا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ صبح کی اذان دینے میں جلدی کرو کہ آخر شب میں روانہ ہوتے ہیں سفر کرنے والے۔ ابوداؤد نے عمرؓ کے ایک مؤذّن سے روایت کیا جس کو مسروح کہا جاتا تھا اور اس نے صبح سے پہلے ہی اذان دیدی تھی تو اس کو عمرؓ نے حکم دیا کہ لوٹے اور ندا کرے کہ لوگو سن لو بندہ سو گیا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ مسئلہ میں دو قول ہیں شافعیؒ گئے ہیں اوّل کی طرف (یعنی عدم اعادہ) اور ابوحنیفہؒ دوسرے (یعنی اعادہ) کی طرف اور دونوں قولوں میں باختلافِ احوال جمع ممکن ہے اس طرح کہ جب امام نے پہلے لوگوں کو یہ اطلاع دیدی ہو کہ فلاں شخص رات میں ہی اذان دیدیتا ہے تو وہ صبح سے قبل جائز ہو گی ورنہ نہیں کیونکہ دوسری صورت میں التباس موجود ہے اور پہلی صورت میں التباس نہیں ہے۔ مالکؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے اپنے مؤذّن کو تعلیم کیا کہ وہ یہ کہا کرے الصّلوٰۃ خیرٌ الخ یعنی نماز سونے سے بہتر ہے، نماز سونے سے بہتر ہے۔ ابوبکر مجاہد سے روایت کرتے ہیں کہ ابو محذورہ (مؤذن) نے کہا الصّلوٰۃ الصلوٰۃ تو عمرؓ نے فرمایا کہ ناس گئے تو باولا ہے کیا؟ کیا تیرے بلاوے میں جس سے تو نے ہم کو بلایا ہے وہ چیز نہیں ہے (جس سُنکر) ہم تیرے پاس آئیں کہ تو (پھر بھی) ہمارے پاس آتا ہے۔

عہ مجمع البحار میں ہے کہ جہاں شفقت اور رحم کے ساتھ کسی فعل پر انکار کیا جاتا ہے تو ویحک بولتے ہیں اور جب غصہ اور ناراضی کے ساتھ انکار ہو تو ویلک کہتے ہیں ۱۲ مترجم

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عن ابی الزبیر موذن بیت المقدس جاءنا عمر بن الخطاب فقال اذا اذّنتَ فترسّل (دیر کن) و اذا اقمتَ فاحذم (جلدی بگو) و فی روایۃ البغوی فاحذم و معناہ الحدر ایضاً ہو قطع التطویل المساجد البغوی عن سالم بن عبد اللہ بن عمر بنے عمر بن الخطاب رحبۃً (صحن کشادہ) الی جنب المسجد سمّاھا البطیحاء و قال من اراد ان یلغط او ینشد شعراً او یرفع صوتاً فلیخرج الی ہٰذہ الرحبۃ مالک نحواً من ذلک البغوی عن سعید ابن المسیب مرّ عمر فی المسجد و حسان ینشد الشعر فلحظ الیہ (بنگاہ تیز دید) شزراً فقال کنتُ انشد فیہ وفیہ من ہو خیرٌ منک یعنی النبی ﷺ ثم التفت الی ابی ہریرۃ فقال انشدک اللہ اسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول اجب عنّی اللہم ایدہ بروح القدس قال نعم ابو بکر عن ابراہیم بن سعد عن ابیہ سمع عمر بن الخطاب رجلاً رافعاً صوتہ فی المسجد فقال اتدری این انت ابو بکر عن ابن عمر ان عمر نہی عن اللغط فی المسجد و قال ان مسجدنا ہذا لا ترفع فیہ الاصوات

ابو بکر روایت کرتے ہیں ابو زبیر سے جو بیت المقدس کے مؤذن تھے کہ ہمارے پاس عمرؓ بن الخطاب آتے اور کہا کہ جب اذان دیا کرو تو (الفاظ کو) کھینچا کرو اور جب تکبیر کہو تو جلدی کہدو (یعنی کھینچنے کی ضرورت نہیں) اور بغوی کی روایت میں ہے فاحذم اور اس کے معنے بھی "حدر" ہی کے ہیں یعنی تطویل قطع کرنے کے۔ مساجد بغوی سالم بن عبد اللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے مسجد کے پہلو میں ایک کشادہ صحن احاطہ بنوایا جس کا نام بطیحا رکھا اور فرمایا کہ جو باتیں کرنا چاہے یا کوئی شعر سنانا چاہے یا آواز اونچی کرنا چاہے تو چاہیئے کہ اس احاطہ میں چلا جائے مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی ہے۔ بغوی سعید بن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ مسجد میں گزرے اور حسانؓ شعر پڑھ رہے تھے تو آپؓ نے ان کی طرف تیز نظر ڈالی تو حسانؓ نے کہا کہ میں یہاں شعر پڑھتا تھا اور یہاں وہ موجود ہوتے تھے جو تم سے بہتر تھے (یعنی نبی صلی اللہ علیہ وسلم) پھر ملتفت ہوئے ابو ہریرہؓ کی طرف اور کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں بتا کہ کیا تو نے سنا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ (مجھ سے) فرما رہے تھے کہ میری طرف سے جواب دے۔ یا اللہ اس کو مدد پہنچا روح القدس سے۔ ابو ہریرہؓ نے کہا ہاں۔ ابو بکر نے ابراہیم بن سعد سے انہوں نے اپنے باپ سے روایت کی کہ انہوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سنا کہ ایسے شخص سے جو مسجد میں آواز بلند کر رہا تھا فرماتے تھے کہ کیا تو جانتا ہے کہ تو کہاں ہے۔ ابو بکر نے ابن عمرؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے مسجد میں شور و شغب سے روکا اور کہا کہ یہ ہماری مسجد وہ جگہ ہے جہاں آوازیں بلند نہ ہونی چاہئیں

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آبو بکر عن ابنِ عمر ان عمر بن الخطاب کان یجمّر المسجد کل جمعۃ آبو بکر عن المطلب بن عبد اللہ بن حنطب ان عمر بن الخطاب آتے مسجد قباء علے فرس لہ فصلے بہ ثم قال یا یرفا. ائتنے بجرید قال فاتاہ بجرید فاحتجز عمر بثوبہ ثم کنسہ آبو بکر عن سیار ابن معرور رآے عمر قوما یصلون علے الطرق فقال صلّوا فے المسجد۔ آبو بکر عن انس رآنے عمر و انا اُصلّے فقال القبرُ اَمامک آبو بکر عن معرور بن سوید اذ رجع مع عمر فی حجتہ فرآے عمر الناس یبتدرون فقال ماہذا فقالوا مسجدٌ فیہ صلّے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال ہٰکذا ہلک اہلُ الکتاب اتخذوا آثار انبیاءہم بِیَعًا من عرضت لہ منکم فیہ الصلوٰۃ فلیصلِّ ومن لم تعرض لہ منکم الصلوٰۃ فلا یُصلّ آبو بکر عن نافع بلغ عمر بن الخطاب ان ناسًا یاتون الشجرۃ التے بُویع تحتہا فامر بہا فقطعت آبو بکر و مسلم عن معدان بن طلحۃ الیعمری ان عمر ابن الخطاب قال ایہا الناس انکم تاکلون شجرتین لا اراہما الا خبیثین الثومُ و البصلُ لقد کنتُ اَری الرجل علے عہد

آبو بکر روایت کرتے ہیں ابن عمر رضؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب ہر جمعہ کو مسجد میں خوشبو کی دھونی دیا کرتے تھے۔ آبو بکر مطلب بن عبداللہ بن حنطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسجد قُبا، پہنچے وہاں نماز پڑھائی۔ پھر فرمایا کہ اے یرفا، میرے پاس (کھجور کی) ایک شاخ لے کر آ (آپ کا غلام) یرفأ جا کر لے آیا۔ پھر اُنھوں نے اپنے کپڑوں کو سمیٹ کر کمر سے لپیٹا اور مسجد میں جھاڑو دی۔ آبو بکر سیار بن معرور سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ نے ایک قوم کو راستوں پر نماز پڑھتے دیکھا تو فرمایا کہ مسجد میں نماز پڑھو۔ آبو بکر نے انس رضؓ سے روایت کیا کہ مجھے عمر رضؓ نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو فرمایا کہ قبر ہے تیرے سامنے۔ آبو بکر نے معرور بن سُوَید سے روایت کیا کہ وہ عمر رضؓ کے ساتھ حج سے واپس آرہے تھے کہ عمر رضؓ نے لوگوں کو دیکھا کہ جھپٹے جا رہے ہیں تو فرمایا کہ یہ کیا ہے تو لوگوں نے کہا کہ یہاں ایک مسجد ہے جس میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھی ہے تو فرمایا کہ اسی طرح ہلاک ہوئے اہلِ کتاب کہ اُنھوں نے اپنے انبیاء کے آثار کو عبادت خانے بنایا۔ تم میں سے جس پر ایسے موقع پر نماز کا وقت آجائے تو چاہیئے کہ نماز پڑھ لے اور جس کو تم میں سے نماز کی ضرورت داعی نہ ہو وہ نہ پڑھے۔ آبو بکر نافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ بن الخطاب کو یہ اطلاع پہنچی کہ لوگ اُس درخت کی زیارت کے لئے آتے ہیں جس کے نیچے بیعت کی گئی تھی تو آپ کے حکم سے اُس کو کاٹ دیا گیا۔ آبو بکر اور مسلم معدان بن طلحۃ الیعمری سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اے لوگو تم ایسے دو درختوں کو کھاتے ہو جن کو میں کچھ نہیں سمجھتا سوائے اس کے کہ وہ گندے ہیں یعنی لہسن اور پیاز۔ میں دیکھتا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یوجد
منہ ریحہ فیوخذ بیدہ حتے یخرج
الی البقیع فمن کان آکلہا فلیمتہا
طبخاً ابوبکر کتب الی عمر من نجران (موضع بالیمن)
لم نجد انظف ولا آجود من کنیسۃ (بیعۃ)
فکتب انضحوہا بماء وسدر وصلوا
فیہا ابوبکر عن معاویۃ بن قرۃ
عن ابیہ رآنی عمر وانا اصلے
بین الاسطوانتین فاخذ بقفائی
فادنانی الی سترۃ فقال صل الیہا
ابوبکر عن رجل من اہل الیمن یقال
لہ ہذاب قال عمر المصلون احق
بالسواری (ستونہا) من المحدثین الیہا
ابوبکر عن ابن الزبیر سمعت عمر
یقول صلوۃ فی ہذا المسجد افضل
من مائۃ صلوۃ فیما سواہ الا المسجد
الحرام ابوبکر عن اسمٰعیل بن عبدالرحمن
ان عمر صلے فی مکان فیہ دمن
یعنی مرابض الغنم مایلبسہ المصلے
اخرج البخاری عن ابی ہریرۃ قال
قام رجل الی النبی صلے اللہ علیہ
وسلم فسألہ عن الصلوۃ فی
الثوب الواحد فقال او کلکم

کے زمانہ میں کہ جس شخص کے بھی منہ سے اُس کی بُو پائی جاتی تھی اُس کا ہاتھ پکڑا جاتا تھا اور اس کو بقیع تک پہنچا کر چھوڑا جاتا تھا تو جو اُن کو کھانا چاہے تو اُس کو چاہیے کہ اُن کو پکا کر اُن (کی بُو) کو مار دے۔ ابوبکر نے روایت کی کہ عمرؓ کو لکھا گیا نجران سے کہ ہم نے کوئی جگہ صاف اور ستھری کنیسہ (گرجا) سے بہتر نہیں پائی تو آپ نے لکھا کہ اس کو پانی اور بیری کے پتوں سے دھوڈالو اور اس میں نماز پڑھو۔ ابوبکر معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مجھے دیکھا جب کہ میں دو ستونوں کے بیچ میں نماز پڑھ رہا تھا تو میری گدی پکڑی اور مجھے سترہ (یعنی آڑ) کے قریب لے گئے اور کہا کہ اس کی طرف نماز پڑھ۔ ابوبکر یمن والوں میں کے ایک شخص سے جس کو ہذاب کہا جاتا تھا روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ نماز پڑھنے والے ستونوں کی طرف بیٹھنے کے زیادہ حقدار ہیں بے وضو لوگوں کی بہ نسبت۔ ابوبکر ابن الزبیر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ اس مسجد کی نماز افضل ہے دوسری جگہ کی سَو نمازوں سے بجز مسجد حرام کے۔ ابوبکر اسمٰعیل بن عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایسی جگہ نماز پڑھی جہاں مینگنیاں پڑی تھیں یعنی بکریوں کی چراگاہ میں۔ **نماز پڑھنے والا کیا پہنے۔** بخاری نے روایت کی ابوہریرہؓ سے کہا کہ ایک شخص نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے سامنے کھڑا ہوا اور اس نے آپ سے سوال کیا ایک کپڑے میں نماز پڑھنے کے بارے میں تو آپ نے فرمایا کہ کیا تم میں سے

ف۵ چونکہ عیسائی شراب پیتے ہیں اور اس کو ناپاک نہیں سمجھتے فرش پر بھی پھینک دیتے ہیں اور نماز کے لئے جگہ کا پاک ہونا شرط ہے اس لئے آپ نے فرش کو مبالغہ کے ساتھ دھونے کا حکم دیا تاکہ شراب کا اثر باقی نہ رہے۔ ظاہری نظافت اور صفائی کو آپ نے کافی نہیں قرار دیا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يجد لو بين ثم سال رجل عمر فقال
اذا وسع الله فاوسعوا جمع رجل عليه
ثيابه صلى رجل فى ازار ورداء فى
ازار وقميص فى ازار وقباء فى
سراويل ورداء فى سراويل وقميص
فى سراويل وقباء فى تبان و
قميص قال واحسبه قال فى تبان و
رداء ابو بكر عن معوذ صلى بنا
عمر فى ثوب واحد ليس عليه
غيره ابو بكر عن ابن عمر ان عمر
رأى رجلا يصلى ملتحفا فقال
لا تشبهوا باليهود من لم يجد منكم الا
ثوبا واحدا فليتزر به ابو بكر عن ابى هريرة
قال عمر تصلى المرأة فى ثلثة
اثواب قلت معناه تستر جميع
البدن البيهقى عن عمر انه رأى
امة متخمرة متجلببة فقال
تتشبه الاماء بالمحصنات (زنان آزاد) ابو بكر
عن انس رأى عمر امة متقنعة
فضربها وقال تتشبهين بالحرائر
ابو بكر عن عبد الله بن عامر
رأيت عمر يصلى على عبقرى
ابو بكر ان عمر اشترى الحصر يفرشها
فى المسجد **استقبال القبلة**
ابو بكر عن ابن عمر

ہر ایک کے پاس دو کپڑے ہیں۔ پھر ایک شخص نے سوال کیا
عمرؓ سے تو آپ نے فرمایا کہ جب اللہ تعالیٰ نے وسعت بخش دی
تو تم بھی وسعت پر عمل کرو۔ آدمی اپنے بدن پر اپنے کپڑے پہنے
کوئی شخص نماز پڑھے اپنی لنگی اور چادر میں، لنگی اور قمیص
میں، لنگی اور قبا میں، پاجامہ اور چادر میں، پاجامہ اور قمیص
میں، پاجامہ اور قبا میں، جانگیے اور قمیص میں۔ کہا اور مجھے
گمان ہے کہ جانگیے اور چادر میں بھی فرمایا۔ ابوبکر معوذ سے
روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے ایک کپڑے میں نماز پڑھائی۔
اس کے سوا ان کے بدن پر اور کپڑا نہیں تھا۔ ابوبکر ابن عمرؓ
سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو نماز پڑھتے
ہوئے دیکھا جو (ایک کپڑے میں) لپٹا ہوا تھا تو فرمایا کہ یہودیوں
کے مشابہ نہ بنو۔ تم میں سے جسکے پاس صرف ایک ہی کپڑا
ہو وہ اُس کی لنگی بنا لے۔ ابوبکر نے ابو ہریرہؓ سے روایت
کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ عورت تین کپڑوں میں نماز پڑھے۔ میں
کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں تمام بدن کا چھپانا۔ بیہقی
عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے ایک باندی کو دیکھا
کہ اوڑھنی کو چہرہ کا نقاب بنائے ہوتے ہے تو فرمایا کہ
باندیاں آزاد عورتوں کی مانند بننے لگیں۔ ابوبکر انسؓ سے
روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک باندی کو دیکھا اوڑھنی
مُنہ پر ڈالے ہوئے تو آپ نے اُس کو مارا اور کہا کہ تو آزاد
عورتوں کی مشابہت اختیار کر رہی ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن
عامر سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو عبقری (ایک
عمدہ فرش چاندنی) پر نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ ابوبکر نے
روایت کیا کہ عمرؓ نے بوریئے خریدے ان کو مسجد میں بچھانا
شروع کئے۔ **استقبال قبلہ** ابوبکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال عمر ما بین المشرق و المغرب قبلۃ زاد فی روایۃ استقبلت البیت مالک نحوًا من ذلک ابوبکر عن الاسود رأیت عمر یرکز عنزۃ و یصلی الیھا و الظعن یمر بین یدیہ البیھقی عن غضیف سألت عمر ابن الخطاب قلت انا نبدوا فنکون فی الابنیۃ فان خرجت قررت وان خرجت قررت فقال عمر اجعل بینک و بینھا ثوبًا ثم لیصل کل واحد منکما قلت تمسک بہ الحنفیۃ فی قولھم بفساد صلوٰۃ الرجل اذا حاذتہ امرأۃ فی صلوٰۃ مشترکۃ تحریمۃ و اداءً و اجاب الشافعی فقال لیس بمعروف عن عمر ولیس فیہ انھا فی صلوٰۃ واحدۃ لکن استحب ذلک قطعًا لمادۃ الفتنۃ صفۃ الصلوٰۃ مالک والشافعی ان عمر کان یأمر رجالًا بتسویۃ الصفوف فاذا جاءوا فاخبروہ ان الصفوف قد استوت کبر ابوبکر عن الاسود سمعت عمر افتتح الصلوٰۃ و کبر فقال سبحانک اللھم و بحمدک وتبارک اسمک وتعالٰی جدک و

عمرؓ نے فرمایا کہ مشرق اور مغرب کے درمیان قبلہ ہے (یعنی مدینہ کا قبلہ) ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ جب تو سیدھا رُخ کرے گا بیت کی طرف۔" مالکؒ نے بھی اسی طرح روایت کی۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ اپنے نیزے کو گاڑ دیتے تھے اور اُس کی طرف نماز پڑھتے تھے اور مسافر آپ کے سامنے سے گزرتے تھے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں غضیف سے کہا کہ مَیں نے ایک سوال کیا عمرؓ بن الخطاب سے میں نے کہا کہ ہم کھلے میدان میں رہتے ہیں ڈیروں میں۔ اگر میں (ڈیرے سے باہر نماز پڑھنے کے لئے) باہر نکلوں تو میں (سردی سے) ٹھٹھر جاؤں اور اگر وہ نکلے تو وہ ٹھٹھر جاتی ہے گی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے اور اس کے درمیان ایک کپڑا (پردے کے لئے) ڈال لو۔ پھر تم دونوں میں سے ہر ایک نماز پڑھ لے۔ مَیں کہتا ہوں کہ حنفیہ نے اس قول میں کہ مرد کی نماز فاسد ہوجاتی ہے جب اُس کے محاذات میں عورت آجاتی ہے ایسی نماز میں جو مشترک ہو تحریمہ اور اداء کے اعتبار سے اسی سے دلیل پکڑی ہے اور شافعیؒ نے یہ جواب دیا ہے کہ عمرؓ سے یہ روایت معروف نہیں اور اس میں یہ بھی مذکور نہیں کہ وہ صلوٰۃ واحدہ میں شریک تھی۔ لیکن یہ مستحب ہے مادۂ فتنہ کو قطع کرنے کے لئے۔ **طریق نماز** مالکؒ اور شافعیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمرؓ کچھ لوگوں کو مامور کیا کرتے تھے صفیں سیدھی کرنے کے لئے۔ پھر جب وہ آکر آپ کو خبر دیتے کہ صفیں سیدھی ہوگئیں تو تکبیر کہتے۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ سے سُنا اُنھوں نے نماز شروع کی اور تکبیر کہی پھر کہا سبحانک اللھم وبحمدک الخ (یعنی) آپ کی پاکی بیان کرتے ہیں یا اللہ اور آپ کی تعریف، اور آپ کا نام بڑی برکت والا ہے اور آپ کی عظمت بہت بلند ہے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لاالٰہ غیرک ثم یتعوذ۔ ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان ناسًا من اہل البصرۃ اتوا عمر بن الخطاب لم یاتوہ الا لیسالوہ عن افتتاح الصلوٰۃ فقام عمر فافتتح الصلوٰۃ وہم خلفہ ثم جہر فقال سبحانک اللّٰہم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولاالٰہ غیرک قال محمد بن الحسن انما جہر بذلک عمر لیعلمہم ماسألوا عنہ ابوبکر والبیہقی عن الاسود ان عمر کان یرفع یدیہ فی الصلوٰۃ حذو منکبیہ ابوبکر عن عبایۃ ابن ربعی قال عمر لا تجزی صلوٰۃ لا یقرأ فیہا بفاتحۃ الکتاب وآیتین الشافعی فی القدیم ان عمر بن الخطاب صلی فلم یقرأ فقال لہم کیف کان الرکوع والسجود قالوا حسنًا قال فلا باس ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر صلی المغرب فلم یقرأ فاعاد الصلوٰۃ قلت کان الشافعی یقول فی القدیم ان القراءۃ سنۃ ثم رجع وقال فریضۃ وحمل قصۃ ترک الاعادۃ علی انہ ترک السورۃ مالک والشافعی عن انس کان ابوبکر وعمر وعثمان یفتتحون القرآءۃ بالحمد للّٰہ رب العٰلمین زاد فی روایۃ وکان لا یقرأ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

آپ کے سوا کوئی معبود" پھر آپ اعوذ الخ پڑھتے۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ اہلِ بصرہ میں سے چند لوگ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے اور ان کے آنے کی کوئی وجہ نہیں تھی بجز اس کے کہ آپ سے پوچھیں کہ نماز شروع کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ تو عمرؓ کھڑے ہوئے اور انھوں نے نماز کو شروع کیا اور وہ لوگ اُن کے پیچھے تھے پھر اُنھوں نے آواز کے ساتھ کہا سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالىٰ جدك ولا اله غيرك محمد بن الحسنؒ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو جہر کے ساتھ صرف اس لئے پڑھا تاکہ جس بات کا اُنھوں نے سوال کیا تھا اس کی اُن کو تعلیم کردیں۔ ابوبکر اور بیہقی نے اسود سے روایت کیا کہ عمرؓ اپنے دونوں ہاتھ نماز میں اُٹھایا کرتے تھے اپنے دونوں مونڈھوں کے برابر۔ ابوبکر نے روایت کیا عبایہ ابن ربعی سے کہ فرمایا عمرؓ نے کہ نماز پوری نہ ہوگی جس میں فاتحۃ الکتاب اور دو آیتیں نہ پڑھی جائیں گی۔ شافعیؒ کے قدیم قول میں ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نماز پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی پھر ان لوگوں سے کہا کہ رکوع اور سجدے کیسے تھے انھوں نے کہا کہ اچھے تھے فرمایا پھر کوئی اندیشہ نہیں۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مغرب کی نماز پڑھی اور اس میں قرارت نہ کی تو نماز کا اعادہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ قرارت سنّت ہے پھر اس سے رجوع کرلیا اور کہا کہ فرض ہے اور ترکِ اعادہ کے قصہ کو اُنھوں نے اس پر محمول کیا کہ اُنھوں نے سورۃ کو ترک کیا تھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ انسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ قرارت کا افتتاح کرتے تھے الحمد للّٰہ رب العالمین سے۔ ایک روایت میں یہ زیادہ کیا کہ بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر و اصحاب السنن عن عبد اللہ بن مغفل عن ابیہ قال صلیت خلف رسول اللہ صلے اللہ علیہ و سلم و ابی بکر وعمر وعثمان فلم اسمع احداً منہم یقول ذلک اذا قرأت فقل الحمد للہ رب العالمین "التسمیۃ" ابو بکر عن الاسود صلیت خلف عمر سبعین صلوٰۃ فلم یجہر فیہا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ابو بکر عن عبد اللہ بن ابزیٰ ان عمر جہر ببسم اللہ الرحمٰن الرحیم قلت روی عنہ اہل المدینۃ و اہل الکوفۃ والبصرۃ ترک الجہر بالبسملۃ وروی عنہ اہل مکۃ الجہر فوقع الفقہاء فی الترجیح فذہب الشافعی الی ترجیح الجہر بہا و علی قیاس قول محمد فی دعاء الافتتاح انہ جہر فی بعض الاوقات لیعلمہم ان البسملۃ سنۃ والاوجہ عندی ان عمر کان تعلم من النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی قصتہ مع ہشام بن حکیم ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف کلہا کاف شاف وکان یری ان الابتداء بالبسملۃ علی انہا جزء من الفاتحۃ حرف صحیح وترکہا علی انہا انما یسن البدایۃ بہا فی کتابۃ القرآن والتلاوۃ خارج الصلوٰۃ

نہیں پڑھا کرتے تھے۔ ابو بکر اور اصحاب سنن عبد اللہ بن مغفل سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابو بکر رضؓ کے اور عمر رضؓ کے اور عثمان رضؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے میں نے ان میں سے کسی کو یہ (یعنی تسمیہ) کہتے نہیں سنا۔ جب تو قرارت کرے تو کہہ الحمد للہ رب العالمین۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں اسود سے کہ میں نے عمر رضؓ کے پیچھے ستر نمازیں پڑھی ہیں جن میں سے کسی میں بھی انھوں نے جہر کے ساتھ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نہیں کہا۔ ابو بکر روایت کرتے ہیں عبد اللہ بن ابزیٰ سے کہ انھوں نے جہر کیا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ساتھ۔ میں کہتا ہوں کہ اہل مدینہ اور اہل کوفہ وبصرہ نے آپ سے بسم اللہ میں جہر کو ترک کرنے کی روایتیں کی ہیں اور اہل مکہ نے جہر کی۔ تو فقہاء میں اختلاف ہوا ترجیح کے بارے میں تو شافعی بسم اللہ میں جہر کی ترجیح کی طرف گئے۔ اور دعاء افتتاح کے بارے میں جو قول محمد حسن کا ہے (کہ حضرت عمر رضؓ نے بعض اوقات اس میں جہر کیا ہے) اس پر قیاس کرتے ہوتے (کہتے ہیں کہ) انھوں نے بعض اوقات میں بسم اللہ کو جہر کے ساتھ پڑھ دیا تاکہ لوگوں کو سکھا دیں کہ بسم اللہ پڑھنا سنت ہے۔ اور میرے نزدیک قوی وجہ یہ ہے کہ عمر رضؓ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سیکھا تھا اس قصہ میں جو ان کا ہشام ابن حکیم کے ساتھ ہوچکا تھا کہ قرآن سات حرفوں (یعنی طریقوں) پر نازل ہوا ہے ہر ایک ان میں سے کافی اور شافی ہے اور آپ یہ رائے رکھتے تھے کہ بسم اللہ سے ابتدا کرنا اس بناء پر کہ وہ فاتحہ کا ایک جزء ہے ایک حرف (طریقہ) صحیح ہے۔ اور اس کا ترک بھی اس بناء پر کہ اس سے ابتداء کرنا کتابت قرآن میں اور خارج صلوٰۃ تلاوت قرآن میں صرف مسنون ہی ہے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حرفٌ صحیح ایضاً و الابتداء بہا علی انہا لیست من الفاتحۃ حرفٌ صحیح ایضاً فعمل بہٰذہ الاحرف فی الاوقات البیہقی عن یزید بن شریک انہ سأل عمر عن القراءۃ خلف الامام فقال اقرأ بفاتحۃ الکتاب فقلتُ و ان کنتَ انت قال و ان کنتُ انا قلتُ و ان جہرتَ قال و ان جہرتُ قلتُ روی اہل الکوفۃ عن اصحاب عمر الکوفیین ان الماموم لا یقرأ شیئاً و الجمع ان القبیح فی الاصل ان ینازع الامامُ فی القرآن و قراءۃُ الماموم قد یفضی الی ذٰلک ثم ان اشتغال الماموم بمناجاتِ ربہ مطلوبٌ فتعارضت مصلحۃٌ و مفسدۃٌ فمن استطاع ان یاتی بالمصلحۃِ بحیثُ لا تخدشہا مفسدۃٌ فلیفعلْ و من خاف المفسدۃ ترک واللہ اعلم ابوبکر عن الاحنف صلیتُ خلف عمر الغداۃ فقرأ بیونس و الہود و عن زید بن وہب انہ قرأ الکہف و عن عبداللہ بن عامر انہ قرأ یوسف قراءۃً بطیئۃً ابوبکر عن عبداللہ ابن شداد سمعتُ نشیج عمر فی صلوٰۃ الصبح و ہو یقرأُ اِنَّمَآ اَشْکُوْا بَثِّیْ وَ حُزْنِیْٓ اِلَی اللّٰہِ

ایک حرف صحیح ہے۔ اور اس سے ابتدا کرنا اس خیال کے ہوتے ہوئے کہ وہ فاتحہ کا جزو نہیں ہے یہ بھی ایک حرف صحیح ہے تو حضرت عمرؓ نے ان احرف پر مختلف اوقات میں عمل کیا ہے۔ بیہقی نے یزید بن شریک سے روایت کی ہے کہ انھوں نے عمرؓ سے سوال.... کیا امام کے پیچھے سورۃ فاتحہ پڑھنے کے بارے میں۔ تو انھوں نے کہا کہ " فاتحۃ الکتاب پڑھو تو میں نے کہا کہ اگرچہ آپ (امام) ہوں کہا کہ اگرچہ میں (امام) ہوں۔ میں نے کہا کہ اگرچہ آپ جہر کے ساتھ پڑھ رہے ہوں کہا اگرچہ میں جہر کر رہا ہوں۔ میں کہتا ہوں کہ اہل کوفہ نے اصحاب عمر کوفیین سے یہ روایت کی ہے کہ مقتدی کچھ نہیں پڑھے گا۔ اور جمع کی صورت یہ ہے کہ اصل قباحت کی بات یہ ہے کہ امام کی قراءت قرآن اور ماموم (یعنی مقتدی) کی قراءت ٹکرانے لگیں اور کبھی اس حد تک نوبت آجاتی ہے۔ پھر ماموم کا اپنے رب کے ساتھ عجز و نیاز میں مشغول ہونا مطلوب ہے (جو قراءتِ فاتحہ کا حاصل ہے) تو ایک مصلحت اور ایک مفسدے کا تقابل ہوجاتا ہے تو جو شخص یہ استطاعت رکھتا ہو کہ مصلحت کو اس طرح عمل میں لے آئے کہ اس کو مفسدہ ضرر نہ پہنچا سکے تو وہ عمل کرے اور جس کو مفسدہ کا خوف ہو وہ چھوڑ دے واللہ اعلم۔ ابوبکر احنف سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے پیچھے صبح کی نماز پڑھی تو انھوں نے سورۃ یونس اور سورۃ ہود پڑھی۔ اور زید بن وہب سے مروی ہے کہ انھوں نے سورۃ کہف پڑھی۔ اور عبداللہ ابن عامر سے مروی ہے کہ آپ نے سورۃ یوسف پڑھی قراءۃ بطیئہ کے ساتھ (یعنی ٹھہر ٹھہر کر)۔ ابوبکر عبداللہ بن شداد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے صبح کی نماز میں عمرؓ کی گریہ آمیز آواز سنی جب کہ وہ یہ پڑھ رہے تھے انما اشکوا بثی وحزنی الی اللہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالک والشافعی ان عمر کتب الی ابی موسیٰ صلّ الصبح والنجوم بادیۃ مشتبکۃ و اقرأ فیہا بسورتین طویلتین من المفصّل وعن علقمۃ بن وقاص مثلہ قلتُ فیہ دلیل علی ان البکاء اذا کان للآخرۃ لا یُفسد الصّلوٰۃ ابوبکر عن ابی المتوکل ان عمر قرأ فی صلوٰۃ الظہر بقاف و الذّاریات ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی اقرأنی ابو موسیٰ کتاب عمر ان اقرأ بالناس فی المغرب بآخر المفصل ابوبکر عن عمرو بن میمون ان عمر قرأ فی المغرب بالتین والزّیتون و الم ترکیف فعل ربّک ابوبکر عن زرارۃ بن اوفی اقرأنی ابو موسیٰ کتاب عمر الیہ ان اقرأ بالناس فی العشاء بوسط المفصّل ابوبکر عن ابی رافع صلّیت مع عمر العشاء فقرأ اذا السّماء انشقّت ابوبکر عن معرور بن سوید خرجنا مع عمر حجّاجاً فصلّے فی الفجر فقرأ بالم تر کیف ولایلاف وعن عمرو بن میمون قرأ فی الفجر فی السفر قل یا ایہا الکافرون و قل ہو اللہ احد ابوحنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر بن الخطاب امّ اصحابہ فی الصبح فقرأ بہم فی الرکعۃ الاولیٰ بقل یا ایہا الکافرون وفی الثانیۃ لایلاف قریش قال محمد ونراہ مجزیاً ولکن یُستحبّ للامام اذا صلّے الصبح وہو مقیم یُطیل فی القراءۃ

مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ابوموسیٰ کو لکھا کہ صبح کی نماز پڑھو جب کہ ستارے ظاہر اور جھلملاتے ہوتے ہوں اور اس میں دو لمبی سورتیں پڑھو مفصل میں سے۔ اور علقمہ بن وقاص سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں دلیل ہے اس امر پر کہ گریہ جب کہ آخرت کے لئے ہو تو وہ نماز کو فاسد نہیں کرتا۔ ابوبکر ابو المتوکل سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ظہر کی نماز میں سورۃ قاف اور سورۃ ذاریات پڑھیں ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوموسیٰ نے سنایا خط عمر رضی اللہ عنہ کا کہ لوگوں کو نماز مغرب آخرِ مفصل کے ساتھ پڑھاؤ۔ ابوبکر روایت کرتے ہیں عمرو بن میمون سے کہ عمرؓ نے مغرب میں پڑھی والتّین والزّیتون اور الم ترکیف فعل ربک۔ ابوبکر زرارہ بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ابوموسیٰ نے عمرؓ کا خط سنایا جو ان کے پاس پہنچا تھا کہ عشاء کی نماز لوگوں کو وسطِ مفصّل سے پڑھاؤ۔ ابوبکر ابورافع سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی تو انھوں نے اذا السماء انشقت پڑھی۔ ابوبکر معرور بن سُوید سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عمرؓ کے ساتھ حج کے لئے نکلے تو انھوں نے نماز فجر میں پڑھی الم ترکیف اور لایلاف۔ اور عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ سفر میں انھوں نے فجر میں پڑھی قل یاایہا الکفرون اور قل ہو اللہ احد۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے صبح کی نماز میں اپنے اصحاب کی امامت کی تو پہلی رکعت ان کو پڑھائی قل یاایہا الکفرون سے اور دوسری میں پڑھی لایلاف قریش۔ محمدؒ نے کہا کہ اس قدر کو ہم بقدر کفایت سمجھتے ہیں لیکن امام کے لئے مستحب یہ ہے کہ جب صبح کی نماز پڑھے اور وہ مقیم ہو تو قرات میں طویل کرے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوبکر عن یحیی بن عبدالرحمن بن حاطب ان عمر قرأ بآل عمران فی الرکعتین الاولین من العشاء قطعهما یعنی فیهما الشافعی عن ابی عثمان النهدی سمعت عمر بن الخطاب نغمة (آواز خفیف) من قاف فی الظهر قلت احتج به الشافعی علی ان الاخفاء فی موضعه والجهر فی موضعه لیس بواجب وللحنفیة ان یقولوا اسماع کلمة او کلمتین لا یخرج من الاخفاء۔ ابوبکر عن ابی رافع کان عمر یقرأ فی الصبح بمائة من البقرة ویتبعها بسورة من المثانی او من صدور المفصل قلت فیه حجة علی ان الرکعة الاولی من الصبح اطول من الثانیة ابوبکر والبخاری عن جابر بن سمرة حین شکوا سعدا فدعاه عمر قال سعد انی لاصلی بهم صلوٰة رسول الله صلی الله علیه وسلم انی لارکد فی الاولیین واخف بهم فی الاخریین قال عمر ذاک الظن بک یا ابا اسحٰق ابوبکر عن ابی عثمان ان عمر کان یصلی عند زوال الشمس ویطیل اول رکعة قلت فیه حجة للشافعی فی استحباب اطالة الرکعة الاولی

ابوبکر یحیی بن عبدالرحمن بن حاطب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ آل عمران پڑھی۔ سورۃ کے ٹکڑے کر دیئے دونوں رکعتوں میں۔ شافعیؒ ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے ظہر کی نماز میں سنی ہلکی آواز سورۃ قاف کی۔ میں کہتا ہوں اس سے شافعیؒ نے اس پر احتجاج کیا ہے کہ اخفاء موضع اخفاء میں اور جہر موضع جہر میں واجب نہیں ہے اور حنفیہ کو (جواب میں) یہ کہنے کا حق ہے کہ ایک یا دو کلموں کا سنا دینا اخفاء سے خارج نہیں کر دیتا۔ ابوبکر ابو رافع سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ صبح کی نماز میں پڑھتے تھے سو آیتیں سورۂ بقرہ کی اور اس کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثانی میں کی کوئی سورت یا کسی مفصل کے شروع کا حصہ اور پڑھتے ایک سو آیات سورۂ آل عمران کی اور ان کے بعد (دوسری رکعت میں) پڑھتے مثانی میں کی کوئی سورۃ یا کسی مفصل کے شروع میں سے (مثانی سے وہ سورتیں مراد ہیں جو ذات المئین سے کم ہیں) میں کہتا ہوں کہ اس میں اس بات پر حجت ہے کہ صبح کی پہلی رکعت زیادہ لمبی ہے دوسری رکعت سے۔ ابوبکر اور بخاری جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب لوگوں نے سعد بن ابی وقاصؓ کی شکایت کی تو اُن کو عمرؓ نے بلایا تو سعدؓ نے کہا کہ میں ان کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز پڑھاتا رہا ہوں میں پہلی دو رکعتوں میں سکون کرتا رہا ہوں (یعنی قراءت طویل پڑھتا رہا ہوں) اور بعد کی دو رکعتیں ہلکی پڑھتا رہا ہوں تو عمرؓ نے کہا اے ابو اسحٰقؓ ہم کو تم سے یہی گمان تھا۔ ابوبکر ابو عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ زوال شمس کے قریب نماز پڑھا کرتے تھے اور پہلی رکعت کو لمبی پڑھتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں حجت ہے شافعیؒ کے لئے ہر نماز میں پہلی رکعت کے طویل

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

في كل صلوٰةٍ. مالك والشافعي عن عروة ان عمر بن الخطاب قرأ سجدةً و هو على المنبر فنزلَ وسجدَ وسجدُوا معهٗ ثم قرأ الجمعةَ الأخرى فتهيأ الناس للسجود فقالَ ايها الناس على رسلكم (توقف کرو) ان الله لم يكتبها علينا الّا ان نشاء فقرأها فلم يسجدْ ومنع الناس ان يسجدوا ابوبكر عن ابي قلابة والحسن قالا قال عمر ليس في المفصل سجدةٌ قلتُ كانه ينفي تأكد سُنّتها ابوبكر عن حصين بن سبرة صلّيتُ خلفَ عمر فقرأ في الركعة الاولى بسورة يوسف ثم قرأ في الثانية بالنجم فسجدَ ثم قام فقرأ اذا زُلزلتِ الارضُ فركعَ ابوبكر عن ابي رافع الصائغ صلّى بنا عمر صلوٰةَ العشاء فقرأ اذا السماء انشقت فسجد وسجدنا معهٗ ابوبكر عن ابن عمر عن عمر انه سجد في الحجّ سجدتينِ ابوبكر عن ابن عباس انه رآى عمر بن الخطاب يسجدُ فيها يعني في صاد ابوبكر عن عُروةَ قال عمر انّى لاحسبُ (حساب کرتا ہوں) جزية البحرين و انا في الصلوٰةَ ابوبكر عن ابي عثمان النهدي قال عمر لاُجهّز جيوشي و انا في الصلوٰة

پڑھنے کے بارے میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے آیت سجدہ کی قرأت کی جب کہ وہ منبر پر تھے پھر نیچے اُترے اور سجدہ کیا اور سب لوگوں نے آپ کے ساتھ سجدہ کیا۔ پھر دوسرے جمعہ کو (آیت سجدہ کی) قراءت کی تو لوگوں نے سجدے کی تیاری کی تو آپ نے فرمایا کہ اے لوگو! اپنے حال پر توقف کرو اللہ تعالیٰ نے اس کو ہم پر (فوراً کرنا) فرض نہیں کیا مگر ہم جب چاہیں کریں تو آپ نے قراءت کی اور سجدہ نہ کیا اور لوگوں کو سجدہ کرنے سے منع کر دیا (کہ بعد میں جب چاہیں کرلیں)۔ ابوبکر ابوقلابہ سے اور حسن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے کہا کہ مفصل میں کوئی سجدہ نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ گویا وہ نفی کر رہے ہیں اس کے سنّت مؤکد ہونے کی۔ ابوبکر حصین بن سبرہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے نماز پڑھی عمرؓ کے پیچھے، اُنھوں نے پہلی رکعت میں سورۂ یوسف پڑھی پھر دوسری میں سورۂ نجم پڑھی پھر سجدہ کیا پھر اُٹھے اور پڑھی اذا زلزلت الارض پھر رکوع کیا۔ ابوبکر ابو رافع الصائغ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم کو عمرؓ نے نماز پڑھائی تو آپ نے پڑھی اذا السماء انشقت پھر سجدہ کیا اور ہم نے اُن کے ساتھ سجدہ کیا۔ ابوبکر ابنِ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے سورۂ حج میں دو سجدے کیے۔ ابوبکر ابنِ عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ اُنھوں نے اُس میں یعنی سورۂ صاد میں سجدہ کیا۔ ابوبکر عروہ سے روایت کرتے ہیں کہ اُنھوں نے عمرؓ (بن الخطاب) نے کہا کہ میں جب نماز میں ہوتا ہوں تو بحرین کے جزیہ کا حساب کیا کرتا ہوں۔ ابوبکر ابو عثمان نہدی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں لشکروں کے سامان کی تیاری میں لگا ہوا ہوتا ہوں جب میں نماز میں ہوتا ہوں۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر و الترمذی والشافعی عن علقمۃ والاسود عن عبداللہ کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یکبر فی کل رفع و وضع و قیام وقعود وابو بکر وعمر البغوی والبیہقی ان عمر روی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رفع الیدین فی الرکوع والقومۃ منہ ابو بکر عن الاسود صلیت مع عمر فلم یرفع یدیہ فی شیء من صلاتہ الا حین افتتح الصلوٰۃ قلت تکلم الشافعیۃ والحنفیۃ فی ترجیح الروایات کل علی حسب مذہبہ والاوجہ عندی ان عمر رأی رفع الیدین عند الرکوع والقومۃ منہ مستحبا فکان یفعل تارۃ ویترک اخری کما بین ہو بنفسہ فی سجود التلاوۃ الشافعی عن ابی عبدالرحمن السلمی قال عمر قد سنت لکم الرکب فخذوا بالرکب ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان عمر کان یجعل کفیہ علی رکبتیہ قلت واحتج بہ ابراہیم وابو حنیفۃ من بعدہ علی ترک التطبیق ابو بکر عن ابراہیم ابن میسرۃ بلغنی ان عمر کان یقول فی الرکوع والسجود قدر خمس تسبیحات سبحان اللہ وبحمدہ ابو بکر عن الاسود کان عمر اذا رفع رأسہ فی الرکوع قال سمع اللہ لمن حمدہ قبل ان یقیم ظہرہ ابو بکر عن الاسود ان عمر کان یقع علی رکبتیہ

یعنے زور میداد ۱۲

ابو بکر اور ترمذی اور شافعیؒ نے علقمہ اور اسود سے وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم تکبیر کہا کرتے تھے ہر مرتبہ سر اُٹھانے میں اور رکھنے میں اور قیام میں اور قعود میں اور ابو بکرؓ و عمرؓ۔ اور بغوی اور بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے روایت کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے رفع یدین (یعنی دونوں ہاتھ اُٹھانے) کی رکوع میں جاتے ہوتے اور رکوع سے اُٹھنے پر۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو انھوں نے نماز میں کسی چیز میں بھی ہاتھ نہیں اُٹھاتے بجز اُس وقت کے جب نماز شروع کی تھی۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیہ اور حنفیہ نے کلام کیا ہے ترجیح روایات کے بارے میں ہر ایک نے اپنے مذہب کے مطابق اور میرے نزدیک اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ عمرؓ رکوع میں جانے اور اُس سے اُٹھنے کے وقت رفع یدین کو مستحب سمجھتے تھے تو کبھی کرتے تھے اور کبھی چھوڑ دیتے تھے جیسا کہ سجدہ تلاوت کے بارے میں آپ نے خود بیان کیا ہے۔ شافعیؒ عبدالرحمن سلمی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ مسنون کیا گیا ہے تمہارے لئے گھٹنے پکڑنا تو (رکوع میں) گھٹنے پکڑا کرو۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ اپنی ہتھیلیوں کو گھٹنوں پر رکھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں ابو حنیفہؒ اور ابراہیمؒ نے اس سے حجت پکڑی ہے بعد اسکے تطبیق کے ترک پر۔ ابو بکر ابراہیم بن میسرہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی کہ عمرؓ رکوع و سجدے میں بقدر پانچ تسبیحات کے کہا کرتے تھے سبحان اللہ وبحمدہ۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ جب رکوع سے سر اُٹھایا کرتے تھے تو اپنی کمر کھڑی کرنے سے پہلے سمع اللہ لمن حمدہ کہتے تھے۔ ابو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نیچے گرتے تھے اپنے دونوں گھٹنوں پر۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عن الحسن عن عمر وجبہ ابن آدم للسجود علی سبعۃ اعضاء الجبھۃ والراحتین والرکبتین والقدمین ابو بکر عن ابی ہند الشامی قال عمر اذا سجد احدکم فلیباشر بکفیہ الارض ابو بکر عن زید بن وہب عن عمر اذا لم یستطع احدکم ان یسجد علی الارض من الحر والبرد فلیسجد علی ثوبہ الشافعی عن الحسن کان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابو بکر وعمر یقنتون فی الصبح بعد الرکعۃ (الرکوع) ابو بکر عن ابی مالک الاشجعی قلت لابی یا ابت صلیت خلف النبی صلی اللہ علیہ وسلم وخلف ابی بکر وعمر وعثمان فرأیت احدا منھم یقنت فقال یا بنی محدثۃ ابو بکر عن الاسود وعمرو بن میمون ان عمر بن الخطاب لم یقنت فی الفجر ابو بکر عن زید بن وہب ربما قنت عمر فی صلوٰۃ الفجر ابو بکر عن الشعبی قال عبد اللہ لو ان الناس سلکوا وادیا او شعبا وسلک عمر وادیا او شعبا سلکت وادی عمر وشعبہ ولو قنت عمر قنت عبد اللہ ابو بکر عن ابی عثمان کان عمر یقنت بنا بعد الرکوع ویرفع یدیہ حتی یبدو ضبعاہ (ہردو بازو) ویسمع صوتہ من وراء المسجد ابو بکر

(یعنی سجدے میں جاتے ہوئے) ابو بکر حسن سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ابنِ آدم کو سجدے میں سر رکھنے کا حکم دیا گیا سات اعضاء پر پیشانی اور دونوں ہتھیلیاں اور دونوں گھٹنے اور دونوں قدم۔ ابو بکر ابو ہند شامی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی جب سجدہ کرے تو چاہیئے کہ دونوں ہتھیلیوں کو زمین سے ملادے۔ ابو بکر زید بن وہب سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب گرمی اور سردی کی (شدت کی) وجہ سے تم میں سے کسی کو زمین پر سجدہ کرنے کی استطاعت نہ ہو تو چاہیئے کہ اپنے کپڑے پر سجدہ کرے۔ شافعیؒ حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تھے نماز فجر میں بعد رکوع کے۔ ابو بکر ابو مالک الاشجعی سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اپنے باپ سے کہا کہ ابا جان آپ نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ اور عثمانؓ کے پیچھے نماز پڑھی ہے کیا آپ نے ان میں سے کسی کو قنوت پڑھتے ہوئے دیکھا ہے؟ تو انھوں نے کہا کہ بیٹا! یہ نئی بات ہے۔ ابو بکر اسود اور عمرو بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے فجر میں قنوت نہیں پڑھی۔ ابو بکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ کبھی کبھی عمرؓ نے نماز فجر میں قنوت پڑھی ہے۔ ابو بکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عبد اللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ اگر سب لوگ ایک وادی یا گھاٹی پر چلیں اور عمرؓ دوسری وادی یا گھاٹی پر چلے تو میں عمرؓ کی وادی اور اس کی گھاٹی پر چلوں گا اور اگر عمرؓ قنوت پڑھا کرتے تو عبد اللہؓ بھی قنوت پڑھتا۔ ابو بکر عثمان سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ ہم کو قنوت کرایا کرتے تھے بعد رکوع کے اور اپنے دونوں ہاتھ اتنے اوپر اٹھایا کرتے تھے کہ ان کے دونوں بازو ظاہر ہو جایا کرتے تھے اور مسجد کے باہر سے ان کی آواز سنی جاتی تھی۔ ابو بکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن زید بن وھب ان عمر بن الخطاب قنت فی صلوٰۃ الصبح قبل الرکوع ابو بکر عن ابی عثمان النھدی و عُبید بن عُمیر مثلہ قلت وقع القوم فی الترجیح بضبط الرّواۃ وکثرتھم فاختلفوا و مذاھبھم فی القنوت وترکہ وانہ قبل الرکوع او بعدہ مشھورۃ والاوجہ عندی ان یُحمل اختلاف الحکایات علی اختلاف الاحوال فکان النّبیّ صلّی اللہ علیہ وسلّم واصحابہ اذ احزنھم امرٌ اوقعھم فی الرعب قنتوا والّا ترکوا فمن قنت تارۃ ولم یقنت اُخریٰ فقد اصاب ومن قنت دائما وریٰ ان الامور دائمۃ تتریٰ فقد اصاب ومن لم یقنت ابدًا فقد اصاب لانہ لیس بسُنّۃٍ راتبۃٍ وانّما ھو للامور العظام قال سفیان الثوری ان قنت فی الصبح فحسن واختار ھو ترک القنوت وقال احمد واسحٰق لا یُقنت فی صلوٰۃ الفجر الا عند نازلۃٍ بالمسلمین فیدعو الامامُ لجیوش المسلمین ابو بکر ومحمد بن الحسن عن حمید بن عبدالرحمٰن قال عمر لا صلوٰۃ الّا بتشھّد ولفظ محمد بن الحسن سمعتُ عمر بن الخطاب لایجوز الصّلوٰۃ الّا بتشھّدٍ مالک والشافعی عن عبدالرحمٰن ابن عبد القاری

زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمر بن الخطابؓ نے قنوت پڑھی ہے صبح کی نماز میں رکوع سے پہلے۔ ابو بکر ابو عثمان نہدی اور عُبید بن عمیر سے اسی کے مثل روایت کرتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ضبط رُواۃ (یعنی راویوں کی پختگی) اور اُن کی کثرت کے اعتبار سے قوم ترجیح میں جا پڑی اور مختلف الرّائے ہوگئی۔ اور ان کے مذاہب قنوت کے پڑھنے اور نہ پڑھنے اور اس بات میں کہ وہ رکوع سے پہلے ہے یا بعد میں ہے مشہور ہیں اور میرے نزدیک بہتر یہ ہے کہ اختلاف حکایات کو اختلافِ احوال پر محمول کیا جائے۔ جب کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب کو کوئی بات اندوہناک کرتی تھی تو قنوت پڑھا کرتے تھے ورنہ چھوڑ دیا کرتے تھے۔ تو جس نے کبھی قنوت پڑھا اور کبھی چھوڑا تو اس نے ٹھیک کیا۔ اور جس نے ہمیشہ قنوت پڑھا اور اس بات پر نظر کی کہ تشویشناک امور تو ہمیشہ ہی پیش آتے رہتے ہیں اُس نے بھی ٹھیک کیا اور جس نے کبھی نہ پڑھا اُس نے بھی ٹھیک کیا کیونکہ وہ کوئی سُنّتِ راتبہ نہیں ہے (یعنی ایسی سنّت جو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیشہ پڑھی ہو فرضوں کے ساتھ) اور وہ صرف بڑے اہم امور کے لئے ہے۔ کہا سفیان ثوریؒ نے کہ اگر صبح میں قنوت پڑھے تو اچھا ہے اور اُنھوں نے اختیار کیا ہے ترکِ قنوت کو۔ اور احمدؒ اور اسحٰقؒ کا قول یہ ہے کہ نماز فجر میں قنوت نہ پڑھیں مگر کسی مصیبت کے موقع پر جو مسلمانوں پر آپڑے جس میں خلیفہ مسلمانوں کے لشکروں کیلئے دعا کرے۔ ابو بکر اور محمد بن الحسن حمید بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نماز نہیں ہوتی مگر تشہد کے ساتھ اور محمد بن الحسن کے لفظ یہ ہیں کہ میں نے سُنا عمرؓ ابن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ نماز جائز نہیں ہوتی مگر تشہد کے ساتھ۔ مالکؒ اور شافعیؒ عبدالرحمٰن بن عبد القاری سے روایت کرتے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہ سمع عمرؓ بن الخطاب وھو علی المنبر یعلم الناس التشہد قولوا التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصلحین اشہد ان لا الہ الا اللہ واشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ ولفظ البغوی الطیبات للہ والصلوات للہ قال الشافعی ہذا الذی علمنا من سبقنا بالعلم من فقہائنا صغارا ثم سمعناہ باسنادہ وسمعنا ما خالفہ فلم نسمع اسنادا اثبت عندنا منہ وہذا مذہبہ فی القدیم ثم قال فی الجدید انتہی الینا من حدیث اصحابنا حدیث نثبتہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فصرنا الیہ الترمذی والبغوی قال عمرؓ الدعاء موقوف بین السماء والارض لا یصعد منہا شیء حتی تصلی علی نبیک ابوبکر عن عمرو ابن میمون عن عمر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یتعوذ باللہ من الجبن والبخل و عذاب القبر وفتنۃ الصدر قلت جاء فی بعض الاحادیث انہ کان یتعوذ بہؤلاء الکلمات قبل التسلیم ابوبکر عن الحسن ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کانوا یسلمون بتسلیمۃ واحدۃ الشافعی عن ابن مسعود رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سلم عن یمینہ

اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے سُنا جب وہ منبر پر تھے اور لوگوں کو تشہد سکھارہے تھے کہ کہو التحیات للہ الزاکیات للہ الطیبات الصلوات للہ السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین اشہد ان لا الہ الا اللہ و اشہد ان محمدا عبدہ ورسولہ۔ اور بغوی کے لفظ ہیں الطیبات للہ والصلوات للہ۔ شافعیؒ نے کہا کہ یہ (تشہد) جو میرے پاس ہے مجھے بچپن کے زمانہ میں اُس نے سکھایا جو علم میں ہمارے فقہاء سے سبقت لئے ہوتے تھا۔ پھر ہم نے اس کو اس کی سند کے ساتھ سُنا اور جو اس کے خلاف ہے اس کو بھی سُنا تو ہم نے ایسی اسناد نہیں سُنیں جو ہمارے نزدیک اُس کی اسناد سے زیادہ مضبوط ہوں اور یہ اُن کا مذہب ہے جو پہلے تھا۔ پھر بعد کے دور میں اُنھوں نے یہ کہا کہ ہمارے اصحاب کی حدیث میں سے ہم تک ایسی حدیث پہنچی جس کو ہم نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت سمجھتے ہیں تو ہم نے اُس کی طرف رجوع کرلیا۔ ترمذی اور بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دُعاء ٹھہری رہتی ہے آسمان وزمین کے درمیان اُس میں کا کوئی حصہ بھی آسما(ن) پر نہیں چڑھتا جب تک تُو اپنے نبیؐ پر درود نہ پڑھے۔ ابوبکرؒ بن میمون سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت تے ہیں کہ آپؐ اللہ تع سے پناہ مانگا کرتے تھے نامردی سے اور بُخل سے اور عذاب قبر سے اور فتنۂ صدر سے (سینہ سے اُبھرنے والے فتنہ سے)۔ میں کہتا ہوں کہ بعض احادیث میں آیا ہے کہ آپؐ ان کلمات سے تعوّذ کیا کرتے تھے سلام پھیرنے سے پہلے۔ ابوبکر حسن سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ سلام پھیرا کرتے تھے ایک ہی سلام کے ساتھ۔ شافعیؒ ابن مسعودؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپؐ نے دائیں طرف

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وعن یسارہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ ورأیت ابابکر وعمر یفعلان ذٰلک قلتُ اختلفوا فی ذٰلک والاوجہ عندی ان الخروجَ من الصلوٰۃ بتسلیمۃٍ واحدۃٍ جائز من غیر کراہیۃٍ والتسلیمتانِ احبّ واکملُ وکان عمر یفعل ہٰذا مرۃً وذاک اخریٰ کفعلہ فی سجدۃِ التلاوۃ البیہقی عن ابن عباس ان عمر سألہم فقالَ عبدالرحمٰن بن عوفٍ سمعتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یقول اذا شکّ فی الاثنتینِ والثلٰثِ فلیجعلھا اثنتینِ واذا شکّ فی الثلٰثِ والاربعِ فلیجعلھا ثلٰثاً حتّٰی یکونَ الوہمُ فی الزیادۃ فاخذ بہ عمر الشافعی ومسلم عن یعلی بن امیۃ قلتُ لعمر بن الخطاب انما قال اللہ تعالٰی اَنْ تقصُرُوا مِنَ الصّلوٰۃِ اِنْ خِفتُمْ اَنْ یَّفتِنَکُمُ الآیۃ فقد امن الناس فقالَ عجبتُ مما عجبتَ منہ فسألتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقالَ صدقۃٌ تصدّق اللہ بہا علیکم فاقبلُوا صدقتہ مالک والشافعی ان ابن المسیّب قالَ من اَجمع اقامۃ اربعِ لیالٍ وہو مسافر اتمّ الصلوٰۃ

سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور بائیں طرف سلام پھیرا السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر اور میں نے ابوبکرؓ و عمرؓ کو بھی ایسا ہی کرتے دیکھا۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں فقہاء مختلف ہوتے ہیں اور میرے نزدیک راجح یہ بات ہے کہ نماز سے باہر آنا ایک سلام کے ساتھ جائز ہے بغیر کراہیت کے اور دو سلام پسندیدہ اور اکمل ہیں اور عمرؓ کبھی ایسا کرتے تھے اور کبھی دوسری طرح مثل اپنے فعل کے سجدہ تلاوت کے بارے میں۔ بیہقی ابنِ عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے صحابہؓ سے سوال کیا تو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے کہا کہ میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ فرماتے تھے کہ جب (نماز پڑھنے والا) شک کرے دو اور تین (رکعات) میں تو چاہیے کہ ان کو قرار دے دو رکعتیں اور جب شک کرے تین اور چار میں تو چاہیے کہ ان کو قرار دے تین رکعتیں یہاں تک کہ وہم رہ جائے زیادتی کی جانب میں تو عمرؓ نے اس کو اختیار کر لیا۔ شافعیؒ اور مسلمؒ یعلی بن امیہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ اَنْ تقصُرُوا مِنَ الصّلوٰۃِ الخ (اور جب تم زمین میں سفر کرو سو تم کو اس میں کوئی گناہ نہ ہوگا کہ تم نماز کو کم کر دو اگر تم کو یہ اندیشہ ہو کہ تم کو کافر لوگ پریشان کرینگے الخ (۴: ۱۰۱)۔ اور اب لوگ مامون ہو گئے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ تعجب مجھے بھی ہوا تھا جس سے تم کو ہو رہا ہے تو میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ انعام ہے جو اللہ تعالیٰ نے تم پر کیا تو تم اس کے انعام کو قبول کرو۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ ابن المسیبؒ نے کہا ہے کہ جس نے فیصلہ کر لیا چار راتوں کے مقیم رہنے کا جب کہ وہ سفر کر رہا ہے تو نماز پوری پڑھے (کیونکہ اب وہ

ع۵ امام مالکؒ اور امام شافعیؒ کے نزدیک اگر تین دن سے زیادہ قیام کی نیت ہو جائے تو سفر کا حکم ختم ہو جاتا ہے ابن المسیبؒ کا یہ قول ان کی دلیل ہے۔ اور امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اقل مدتِ سفر پندرہ دن ہیں ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثم خرّج الشافعیُ وجہَ المسألۃ من حدیث عمر انہ لم یُرخِّص للمجوس والیہود والنصاریٰ اَن یقیموا بالمدینۃ اکثرَ من ثلث لیالٍ البیہقی عن سالم ان عمر بن الخطاب کانَ اذا قدم مکۃ صلی رکعتین ثم یقولُ یا اہلَ مکۃ اَتمّوا صلوٰتکم فانّا قوم سَفر مالکٌ نحو من ذلک ابوبکر عن الاسود ان عمر صلی بمکۃ رکعتین ثم قال انا قومٌ سَفر فاَتمّوا الصلوٰۃ ابوبکر عن عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ عن عمر صلوٰۃ السفر رکعتانِ والجمعۃُ رکعتانِ والعیدانِ رکعتانِ تمامٌ غیر قصرٍ علی لسانِ رسولِ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر عن اللجلاج کنّا نُسافر مع عمر بن الخطاب فیسیر ثلثۃ امیالٍ فیتجوّزُ فی الصلوٰۃ قلتُ معناہ اذا خرجَ من المصر یُریدُ مسافۃً بعیدۃً فمشیٰ ثلثۃَ امیالٍ یقصر الشافعی یُذکرُ عن عمر انہ کتبَ ان الجمعَ بین صلوٰتینِ من الکبائرِ قلتُ احتجّ بہ الحنفیۃُ علی ان لا جمعَ بینَ صلوٰتین فی السفر واَجابَ الشافعی بانہ مُرسل ولو صحّ فالسفرُ والمطرُ عذرٌ کیف لا وقد صحّ انّ النبی صلی اللہ علیہ وسلم جمع فی تبوک وعُمرُ اَعلم باللہ ورسولہ من اَن یمنع ذلک ابوبکر عن عمرو بن الحارث

مسافر نہیں رہا) پھر شافعیؒ نے حدیثِ عمرؓ سے صورتِ مسئلہ کا استخراج کیا کہ عمرؓ نے مجوس کو اور یہود و نصاریٰ کو تین راتوں سے زیادہ مدینہ میں قیام کرنے کی اجازت نہیں دی تھی۔ (کیونکہ تین دن سے زیادہ قیام پر وہ مقیم کے حکم میں آجاتے اور ان کی مدینہ میں آپ اقامت پسند نہیں کرتے تھے)۔ بیہقی سالم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب جب مکہ معظمہ میں آیا کرتے تھے تو دو رکعت پڑھا کرتے تھے پھر (سلام پھیر کر) کہدیا کرتے تھے کہ اے اہلِ مکہ تم اپنی نماز پوری کرو ہم لوگ مسافر ہیں۔ مالکؒ نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ ابوبکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے مکہ معظمہ میں دو رکعت پڑھیں پھر کہا کہ ہم لوگ مسافر ہیں تم اپنی نماز پوری کرلو۔ ابوبکر عبد الرحمٰن بن ابی لیلیٰ سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ صلوٰۃ سفر دو رکعتیں ہیں اور جمعہ کی دو رکعتیں ہیں اور عیدین کی دو رکعتیں ہیں پوری بغیر قصر کے حسب ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ ابوبکر نے لجلاج سے روایت کیا کہ ہم عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ سفر کیا کرتے تھے آپ تین میل چلنے کے بعد نماز میں قصر کیا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ جب مسافتِ بعیدہ کے ارادے سے شہر سے نکل گئے اور تین میل چلے تو قصر کرینگے۔ شافعیؒ نے کہا کہ ذکر کیا جاتا ہے عمرؓ سے کہ انھوں نے لکھا کہ دو نمازوں کو جمع کرنا کبیرہ گناہوں میں سے ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے دلیل قائم کی حنفیہ نے اس بات پر کہ سفر میں دو نمازوں کو جمع کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور شافعیؒ نے جواب دیا کہ یہ مرسل ہے اور اگر صحیح ثابت ہوجائے تو سفر اور بارش عذر ہیں۔ یہ بات کیسے نہیں مانی جائیگی جب کہ صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تبوک میں دو نمازوں کو جمع کیا ہے اور عمرؓ اللہ اور رسولؐ کے احکام کو بہت جانتے تھے کیسے اس سے منع کرسکتے تھے۔ ابوبکر عمرو بن الحارث سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن عمر بن الخطاب فی الرجل اذا رُعِفَ فی الصلوٰۃ قال ینفتل فیتوضأ ثم یرجع فیصلی ویعتد بما مضٰی قلتُ عند الحنفیۃ محمولٌ علی ان الرعاف ناقضٌ للوضوء ومن سبقہ الحدثُ توضأ وبنیٰ وعند الشافعی فی القدیم علی ان الرعاف لیس بناقضٍ و الوضوء ہو غَسلُ الدم ومن اصابہ من غیر اختیارہ نجسٌ فی بدنہ او ثوبہ دفع عنہ النجس وبنیٰ ثم شکّ فی ذلک فی مذہبہ الجدید ابوبکر عن ابراہیم صلّی عمر صلوٰۃً عند البیت فقرأ لایلاف قریش فجعل یومی الی البیت ویقول فلیعبدوا ربّ ہذا البیت قلتُ فیہ حجۃ علی جواز الاشارۃ المفہمۃ فی الصلوٰۃ

النوافل ابوبکر عن الرحمن بن رافع ان عمر بن الخطاب کان یکبّر فی العیدین ثنتی عشرۃ سبعًا فی الاولی وخمسًا فی الآخرۃ الشافعی عن جعفر بن محمد ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر کبّروا فی العیدین والاستسقاء سبعًا وخمسًا و صلّوا قبل الخطبۃ وجہروا بالصلوٰۃ قلتُ ذہب اہل الکوفۃ الی ان تکبیرات العیدین اربع کتکبیرات الجنائز رُوی ذلک عن ابی موسیٰ وغیرہ والاوجہ عندی ان مراد الشرع اکثار التکبیر

وہ عمرؓ بن الخطاب سے نقل کرتے ہیں ایسے شخص کے بارے میں جس کی نکسیر جاری ہو جائے نماز میں آپ نے فرمایا کہ وہ لوٹ جائے اور وضو کرکے واپس آئے اور نماز پڑھے اُس کا پچھلا پڑھا ہوا حصہ شمار کیا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک یہ اعادۂ وضو اس پر محمول ہے کہ نکسیر وضوء کو توڑنے والی ہے اور جس کو حدث پیش آجائے وہ وضوء کرکے شریک ہوتا ہے اور شافعیؒ کے نزدیک اُن کے قدیم قول میں اس پر محمول ہے کہ نکسیر ناقض وضوء نہیں یہاں وضوء سے مراد خون کا دھونا ہے اور جس شخص کے بدن پر یا کپڑے پر اس کے اختیار کے بغیر لگ گیا ہے وہ نجس ہے اُس نجاست کا دفع کرنا بھی ضروری ہے (وضوء سے مراد جسم اور کپڑے کا دھونا ہے) پھر (حسب سابق) نماز میں شامل ہو جائے۔ پھر شافعیؒ نے اپنے جدید مسلک میں اس میں شک کیا ہے۔ ابوبکر ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے بیت اللہ کے قریب اپنی نماز پڑھی جس میں سورۃ لایلاف کی قراءت کی اور یہ کہتے ہوئے کہ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ ہٰذَا الْبَیْتِ بیت کی طرف اشارہ کرنے لگے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں بحالتِ نماز کسی ایسے اشارے کے جواز کی دلیل ہے جو سمجھانے والا ہو۔

نوافل ابوبکر نے عبدالرحمن بن رافع سے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب عیدین میں بارہ تکبیر کہا کرتے تھے، سات پہلی رکعت میں اور پانچ دوسری میں۔ شافعیؒ جعفر بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ و عمرؓ نے عیدین اور استسقاء میں سات اور پانچ تکبیریں کہیں اور اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور جہر کیا نماز میں۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ کوفہ اس طرف گئے کہ عیدین کی تکبیرات چار ہیں مثل تکبیراتِ نماز جنازہ کے، یہ مروی ہے ابوموسیٰ وغیرہ سے اور میرے نزدیک قوی بات یہ ہے کہ ان دونوں دنوں میں جو مطلوب شرع ہے وہ تکبیر کا بکثرت

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فی ہذین الیومین بقولہ تعالیٰ وَ لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ و لقولہ فی سورۃ الحج لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰى مَا هَدٰىكُمْ وَ بَشِّرِ الْمُحْسِنِيْنَ فمن اتی فی کل رکعۃ بثلاث تکبیرات فقد اصاب لان الثلاث اقل حد الاکثار و من کبر سبعًا و خمسًا فقد اصاب و ذکر اللہ اکثر ابو بکر عن عبد الملک بن عمیر حدثت عن عمر انہ کان یقرأ فی العید سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى و هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ قلت ہو مرفوع رواہ ابن عباس مالک والشافعی ان عمر سأل اباواقد اللیثی ماکان یقرأ بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی الفطر و الاضحیٰ قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرأ بقاف و اقتربت الساعۃ الشافعی عن ابن عمر وغیرہ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر کانوا یصلّون فی العید قبل الخطبۃ الشافعی عن عبد اللہ بن عامر صلی عمر بن الخطاب فی المسجد فی یوم مطیر الشافعی عن ابن المسیب استسقیٰ عمر بن الخطاب فکان اکثر دعائہ الاستغفار الشافعی زلزلت الارض فی عہد عمر فلما علمناہ صلی و قد قام خطیبًا

کہنا ہے حسب ارشاد حق تعالیٰ شانہ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ الخ (۲: ۱۸۵) اور تاکہ تم لوگ اللہ تعالیٰ کی بزرگی (و ثنا) بیان کیا کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور تاکہ تم شکر کیا کرو" اور جیسا کہ سورۃ حج میں ارشاد فرمایا ہے لِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ الخ (۲۲: ۳۷) اور تاکہ تم اللہ تعالیٰ کی بڑائی بیان کرو اس پر کہ تم کو ہدایت کی اور آپ اخلاص والوں کو خوش خبری سُنا دیجئے" تو جو مقرر کرتا ہے ہر رکعت میں تین تکبیرات وہ مُصیب ہے کیونکہ (عدد) تین حدِ کثرت کا اقل عدد ہے اور جس نے سات اور پانچ مرتبہ تکبیر کہی وہ بھی راستی پر ہے کہ اس نے اللہ کا ذکر کثیر کیا۔ ابو بکر عبد الملک بن عُمیر سے روایت کرتے ہیں کہ مجھ سے بیان کیا گیا عمرؓ کے متعلق کہ وہ عید میں پڑھا کرتے تھے سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى اور هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث مرفوع ہے جس کو ابن عباسؓ نے روایت کیا۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا کہ عمرؓ نے سوال کیا ابو واقد اللیثی سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر و عید الاضحیٰ (کی نماز) میں کیا پڑھا کرتے تھے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ قاف اور اقتربت الساعۃ (یعنی سورۃ قمر) پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ خطبہ سے پہلے عید کی نماز پڑھا کرتے تھے۔ شافعیؒ عبد اللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے (عید کی) نماز بارش کے دن مسجد میں پڑھی۔ شافعیؒ ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے نماز استسقاء پڑھی تو ان کی دعا کا بڑا حصہ استغفار تھا۔ شافعیؒ فرماتے ہیں کہ زمین میں زلزلہ آیا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں (راوی کا بیان ہے کہ) جب ہم نے انکو بتایا تو اُنھوں نے نماز پڑھی اور خطبہ کے لئے کھڑے ہوتے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تحض علی الصدقۃ وامر بالتوبۃ ابوبکر عن
الشعبی ان عمر بن الخطاب خرج یستسقی فصعد
المنبر فقال استغفروا ربکم الآیۃ ثم نزل فقالوا
یا امیر المؤمنین لو استسقیت قال قد
طلبتہ بمجادیح السماء التی ینزل بھا القطر
قلت قال ابو حنیفۃؒ لا یسن الصلوۃ فی
الاستسقاء وقال الشافعی ثبت من حدیث
عبداللہ بن زید و ابن عباس انہ صلی
اللہ علیہ وسلم صلی و
روی ذلک من حدیث جعفر بن
محمد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم
وابی بکر و عمر والاوجہ عندی ان
من دعا ولم یصل فقد اصاب اصل
الاستسقاء وقد فعل ذلک النبی صلی اللہ علیہ
وسلم وعمر ومن صلی ودعا فقد اصاب
الاکمل الافضل فان الدعاء ارجی
فی حرمۃ الصلوۃ وقد ثبت عن
النبی صلی اللہ علیہ وسلم وعمر مالک
عن عبدالرحمن بن عبدالقاری خرجت مع
عمر بن الخطاب لیلۃ فی رمضان الی المسجد
فاذا الناس اوزاع متفرقون یصلی
الرجل لنفسہ ویصلی الرجل فیصلی

جس میں آپ نے لوگوں کو صدقہ کی طرف رغبت دلائی اور توبہ
کرنے کا حکم دیا۔ ابوبکر شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن
الخطاب طلب باران کے لئے نکلے پھر منبر پر چڑھے اور یہ آیت
پڑھی استغفروا ربکم آخر تک (سورۂ نوح) پھر اُتر آئے تو
لوگوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ اگر آپ استسقاء پڑھ لیتے تو اچھا
ہوتا تو فرمایا کہ میں نے (اللہ تعالیٰ سے) مانگ لیا ہے بارش کو
آسمان کی اُن منازلؑ ...... سے جن سے قطرات باران نازل
ہوتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ابو حنیفہؒ نے کہا کہ استسقاء میں نماز
مسنون نہیں ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ عبداللہ بن زید اور ابن
عباسؓ کی حدیث سے ثابت ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے
یہ نماز پڑھی ہے اور یہ روایت کی گئی ہے جعفر بن محمد کی حدیث
میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور ابوبکرؓ اور عمرؓ سے اور میرے
نزدیک اصل بات یہ ہے کہ جس نے دعاء کی اور نماز نہیں پڑھی وہ
استسقاء کی اصل پر پہنچ گیا اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور عمرؓ
نے ایسا کیا ہے اور جس نے نماز (بھی) پڑھی اور دعاء (بھی) کی تو
وہ یقیناً اکمل اور افضل طریق پر پہنچا کیونکہ نماز کی برکت سے
دعاء کی مقبولیت کی امید زیادہ ہے اور یہ (بھی) ثابت ہے نبی
صلے اللہ علیہ وسلم اور عمر رضی اللہ عنہ سے۔ مالکؒ روایت کرتے
ہیں عبدالرحمن بن عبدالقاریؒ سے کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ
رمضان کی ایک رات میں مسجد کی طرف پہنچا دیکھا کہ لوگ جدا
جدا قسموں پر بٹے ہوتے ہیں کوئی شخص تنہا نماز پڑھ رہا ہے
اور کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور اس کی نماز کے ساتھ ایک جماعت نماز

ع "مجادیح" مجدح بکسر میم کی جمع ہے اور یہ ایک ستارے کا نام ہے کہ عرب کے نزدیک بارش پر دلالت کرنے والی علامات میں سے ہے۔ فاروقؓ استغفار کو اس سے تشبیہ دے کر فرماتے ہیں کہ میں نے طلب باراں اس چیز سے کیا ہے جو بقول منجمین عرب مجدح کی طرح بارش کی علامت ہے ۱۲ آپ نے یہ ستارہ استغفار کو قرار دیا اس آیت سے اخذ فرماتے ہوئے فقلت استغفروا ربکم انہ کان غفارا یرسل السماء علیکم مدرارا الخ (سورۂ نوح) ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بصلوٰتہ الرھط فقال لانی اراني
لو جمعت ھٰؤلاء علی قاری واحد کان
امثل ثم عزم فجمعھم علی ابی
ابن کعب قال خرجت معہ لیلۃ
اخری والناس یصلون بصلوٰۃ
قارئھم فقال عمر نعمت البدعۃ ھذہ
والتی ینامون عنھا افضل من
التی یقومون یرید آخر اللیل وکان
الناس یقومون اولہ قلت معناہ انہ
بدعۃ مستحبۃ من جھۃ اجتماع الناس
علیھا وان کانت سنۃ فی الاصل
مالک والشافعی عن السائب امر عمر
ابن الخطاب ابی بن کعب و تمیم
الداری ان یقوما للناس باحدی
عشرۃ رکعۃ مالک عن یزید بن رومان
کان الناس یقومون فی زمان عمر بثلاث
وعشرین رکعۃ ابوبکر عن ابن عباس
قال عمر لقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوھا فی العشر الاواخر
وترا ابوبکر عن حبیب قال عمر ما بقی من
اللیل خیر من ما ذھب ومثلہ عن السائب
وعن ابن عباس کلیھما عن عمر ابوبکر عن ابی
عثمان ان دعا عمر القراء فی رمضان
فامر اسرعھم قراءۃ ان یقرا بثلاثین آیۃ و
الوسط خمسۃ وعشرین آیۃ والبطیء عشرین آیۃ

پڑھ رہی ہے تو آپ نے فرمایا کہ میری رائے تو یہ ہے کہ اگر میں ان سب کو ایک قاری پر جمع کردوں تو یہ بہت اچھا ہوگا پھر آپ نے اس کا پختہ ارادہ کر لیا اور سب لوگوں کو جمع کیا اُبی بن کعب پر۔ کہا کہ پھر میں دوسری رات آپ کی ہمراہ (مسجد میں) پہنچا اور سب لوگ اپنے قاری کے پیچھے نماز پڑھ رہے تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ نئی بات بہت اچھی ہے اور جن ساعات کو لوگ سو کر گزار دیتے ہیں افضل وہی ہیں ان ساعات سے جن میں کھڑے ہوتے ہیں۔ عمرؓ آخر شب کو مراد لے رہے تھے اور لوگ کھڑے ہوتے تھے اوّل شب میں۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ بدعت مستحبہ ہے اس لوگوں کے مجتمع ہونے کی حیثیت سے اگرچہ باعتبار اصل کے سنت ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے اُبیؓ بن کعب اور تمیم الداری کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو گیارہ [11] رکعتیں پڑھائیں۔ مالکؒ نے یزید بن رومان سے روایت کیا کہ لوگ عمرؓ کے زمانہ میں تیئس [23] رکعتیں پڑھا کرتے تھے۔ ابوبکر نے ابن عباسؓ سے روایت کیا کہ عمرؓ نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کو تلاش کرو آخری دس دنوں کی طاق تاریخوں میں۔ ابوبکر حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رات میں سے جو حصہ باقی رہ گیا ہے وہ افضل ہے اُس حصہ سے جو جا چکا ہے اور ایسی ہی روایت ہے سائب اور ابن عباسؓ سے، دونوں نے روایت کی عمرؓ سے۔ ابوبکر نے ابوعثمان سے روایت کی کہ عمرؓ نے رمضان میں قاریوں کو بلایا۔ پھر حکم دیا اُن کو جو جلدی جلدی پڑھنے والے تھے کہ وہ پڑھا کریں تیس [30] آیتیں (ایک رکعت میں) اور درمیانی درجہ والوں کو پچیس [25] آیتوں کا حکم دیا اور سست رفتار والوں کو بیس [20] آیتوں کا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر قیل لابن عمر تصلے الضحٰے قال لا قیل عمر قال لا قیل ابو بکر قال لا قیل رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال لا اخال

البغوی کان ابن عمر اذا سُئل عن سبحۃ الضحٰے فقال لا آمر بہا و لا انہٰے عنہا و لقد اصیب عثمان و ما ادری احدا یصلیہا وانہا لمن احب ما احدث الناس الیٰ

ابو بکر عن جابر بن عبداللہ قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لابی بکر متے توتر قال من اول اللیل بعد العتمۃ قبل ان انام و قال لعمر متے توتر قال من آخر اللیل قال لابی بکر اخذت بالحزم وقال لعمر اخذت بالقوۃ ابو بکر عن الحسن قال عمر لان اوتر بلیل احب الیٰ من ان اُحیی لیلتی ثم اوتر بعد ما اصبح ابو بکر عن مکحول ان عمر بن الخطاب اوتر بثلاث رکعات لم یفصل بینہن بسلام ابو بکر عن انس ابن سیرین عن عمر کان یقرأ بالمعوذتین فی الوتر ابو بکر عن القاسم زعموا ان عمر رضہ کان یوتر فی الارض

ابو بکر سے مروی ہے کہ ابن عمر رضہ سے کہا گیا کہ آپ نماز چاشت پڑھتے ہیں؟ انھوں نے کہا نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو عمر رضہ نے پڑھا ہے؟ کہا کہ نہیں۔ کہا گیا کہ کیا اس کو ابو بکر رضہ نے پڑھا ہے؟ کہا نہیں کہا گیا کہ کیا اس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پڑھا ہے؟ کہا کہ مجھے خیال نہیں۔ بغوی رحمہ سے مروی ہے کہ جب ابن عمر رضہ سے سوال کیا گیا چاشت کے نفلوں کے بارے میں تو انھوں نے کہا کہ نہ میں ان کا حکم دیتا ہوں اور نہ اُن سے منع کرتا ہوں اور عثمان رضہ بھی شہید ہو چکے ہیں اور میں (اکابر میں سے) کسی کو نہیں جانتا کہ اس نے اُس کو پڑھا ہو اور یہ ضرور ہے کہ یہ اُن چیزوں میں سے جو لوگوں نے از خود نکالی ہیں مجھے پسند ہے۔ ابو بکر جابر بن عبداللہ رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ابو بکر رضہ سے پوچھا کہ تم وتر کس وقت پڑھتے ہو؟ تو انھوں نے کہا کہ اوّلِ شب میں بعد نماز عشار کے قبل اس کے کہ سوؤں۔ اور پوچھا عمر رضہ سے کہ تم کب وتر پڑھتے ہو تو انھوں نے کہا کہ آخر رات میں۔ تو آپ نے ابو بکر رضہ سے فرمایا کہ تم نے احتیاط پر عمل کیا اور عمر رضہ سے فرمایا کہ تم نے قوت پر عمل کیا۔ ابو بکر حسن رضہ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضہ نے فرمایا کہ درحقیقت مجھے رات میں وتر پڑھ لینا اس سے زیادہ پسند ہے کہ میں اپنی تمام رات کو (عبادت سے) زندہ رکھوں پھر وتر پڑھوں صبح ہو جانے کے بعد۔ ابو بکر مکحول سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رضہ بن الخطاب نے وتر پڑھا تین رکعات کے ساتھ اُن کے درمیان سلام کے ساتھ فصل نہیں کیا۔ ابو بکر انس بن سیرین سے روایت کرتے ہیں عمر رضہ کے بارے میں کہ وہ وتر میں معوذتین پڑھا کرتے تھے۔ ابو بکر قاسم سے روایت کرتے ہیں لوگ یہ گمان کرتے تھے کہ عمر رضہ زمین (یعنی اپنے فرش) پر وتر پڑھا کرتے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

آبو بکر عن الاسود ان عمر قنت فی الوتر قبل الرکوع۔ آبو بکر عن عطاء۔ عمر اوّل من قنت تلت النصف الآخر اجمع قال نعم قلت اختلفوا فی ذٰلک والاوجہ ان القنوت فی الوتر دعاء فمن قنت دائماً فقد اصاب ومن قنت النصف الآخر من رمضان فقد اخذ بالمھم فانّ الدعاء فی تلک الایام ارجیٰ للاجابۃ۔ آبو بکر عن عمر بن محمد ابن حاجب ان عمر لقیہ عظیمٌ من عظماء العجم فاراد ان یسجد لہ فقال لہٗ عمر ارفع رأسک السجدۃ للواحد القہار۔ آبو بکر عن ابن عمر عن عمر ادبار النجوم رکعتان قبل الفجر وادبار السجود رکعتان بعد المغرب۔ آبو بکر عن سعید بن جبیر قال عمر فی الرکعتین قبل الفجر ہما احبّ الیّ من حمر النعم۔ آبو بکر عن ابن المسیب رأی عمر رجلاً اضطجع بعد الرکعتین فقال احصبوہ قلت یعنی ماکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یفعلہ علیٰ وجہ العبادۃ بل علیٰ وجہ العادۃ ودفع الملال۔ آبو بکر عن عبد اللہ بن عتبۃ رأیت عمر یصلی اربعاً قبل الظہر۔ آبو بکر عن رجل

(یعنی مسجد میں آکر نہیں پڑھتے) آبو بکر اسود سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے وتر میں رکوع سے پہلے دعاء قنوت پڑھی۔ آبو بکر نے عطاء سے روایت کی کہ انھوں نے کہا کہ عمرؓ پہلے شخص ہیں جس نے قنوت پڑھائیں نے کہا (یعنی رمضان کے) پورے نصف آخر میں؟ کہا کہ ہاں! میں کہتا ہوں اس میں فقہاء کا اختلاف ہے اور اصل بات یہ ہے کہ وتر میں قنوت ایک دعاء ہے تو جس نے ہمیشہ قنوت پڑھی اس نے ٹھیک کیا اور جس نے رمضان کے نصف آخر میں نماز پڑھی اس نے اہمیت والی صورت کو اختیار کیا کیونکہ ان ایام میں دعاء کے مقبول ہونے کی زیادہ امید ہے۔ آبو بکر نے عمر بن حاجب سے روایت کی کہ عمرؓ سے ملاقات کی ایک سردار نے سرداران عجم میں سے اور اس نے ارادہ کیا کہ آپ کو سجدہ کرے تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ اپنا سر اوپر اٹھا۔ سجدہ اس ذات کے لئے ہے جو واحد قہار ہے۔ آبو بکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ ادبار النجوم (سے مراد) قبل فجر کی دو[ع] رکعت ہیں اور ادبار السجود (سے مراد) بعد مغرب کی دو رکعتیں ہیں۔ آبو بکر سعید ابن جبیر سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے قبل فجر کی دو رکعتوں کے بارے میں فرمایا کہ یہ دونوں مجھے سرخ رنگ کے اونٹوں سے زیادہ عزیز ہیں۔ آبو بکر ابن المسیب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ نے ایک شخص کو دیکھا وہ دو رکعت پڑھنے کے بعد لیٹ گیا تو فرمایا کہ اسکے کنکریاں مارو۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کی مراد یہ تھی کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایسا عبادت کی حیثیت سے نہیں کرتے تھے بلکہ بنا برعادت اور تھکان رفع کرنے کے لئے آپ نے ایسا کیا۔ آبو بکر عبداللہ بن عتبہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو ظہر سے پہلے چار رکعات پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آبو بکر نے ایک شخص سے روایت کی

[ع] یعنی وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاِدْبَارَ النُّجُوْمِ (۵۲: ۴۹) اور وَمِنَ الَّیْلِ فَسَبِّحْہُ وَاَدْبَارَ السُّجُوْدِ (۵۰: ۴۰) کی تفسیر میں حضرت عمرؓ نے یہ فرمایا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان عمر قرأ فی الاربع قبل الظہر بقاف
ابو بکر عن عون بن عبد اللہ صلّیتُ
مع عمر اربعاً قبل الظہر قلتُ یحتمل
انہا صلوٰۃ صلوٰۃ الزوال وہو الاغلب
علی الظن و یحتمل انہا راتبۃ الظہر
ابو بکر عن ابی تمیمۃ عن ابن عمر
صلّیتُ مع النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم
و مع ابی بکر و عمر و عثمان فلا صلوٰۃ
بعد الغداۃ (الفجر) حتی یطلع الشمس ابو بکر
عن ابن عباس رأیتُ عمر یضرب علی
الرکعتین بعد العصر مالک عن السائب
انہ رأی عمر بن الخطاب یضرب المنکدر
علی الصلوٰۃ بعد العصر ابو حنیفۃ عن حماد
عن ابراہیم انّ النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم
و ابا بکر و عمر لم یُصلّوہا یعنی الصلوٰۃ
قبل المغرب ابو بکر عن زید بن وہب
ان عمر بن الخطاب رأی رجلاً صلی
رکعتین بعد غروب الشمس قبل الصلوٰۃ
فجعل یلتفت (ای ینظر یمیناً و شمالاً) فضربہ بالدرۃ حین قضی
الصلوٰۃ و قال لا تلتفت ولم یعِب (یکرہ)
الرکعتین ابو بکر عن ابن عمر صلیتُ مع رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و ابی بکر و عمر و عثمان
فلا صلوٰۃ قبلہا ولا بعدہا فی السفر
و لو تطوعت لاتممتُ۔ ابو بکر عن سالم
ان النبیؐ صلی اللہ علیہ وسلم

کہ عمرؓ نے ظہر سے پہلے چار رکعتوں میں سورۃ قاف پڑھی۔ ابو بکر عون بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کے ساتھ ظہر سے پہلے چار رکعت پڑھی۔ میں کہتا ہوں کہ اس بات کا احتمال ہے کہ یہ نماز صلوٰۃ الزوال ہو اور غالب گمان یہی ہوتا ہے اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ ظہر کی سنتیں ہوں۔ ابو بکر ابو تیمیہ سے وہ ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ کے ساتھ نمازیں پڑھی ہیں تو نماز فجر کے بعد آفتاب کے طلوع ہونے تک کوئی نماز نہیں۔ ابو بکر ابن عباسؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے عمرؓ کو دیکھا کہ وہ مار رہے تھے بعد عصر دو رکعت پڑھنے پر۔ مالکؒ سائب سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے عمرؓ ابن الخطاب کو دیکھا کہ وہ منکدر کو مار رہے تھے عصر کے بعد نماز پڑھنے پر۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ و عمرؓ نے یہ نماز نہیں پڑھی یعنی مغرب سے پہلے کوئی نماز۔ ابو بکر زید بن وہب سے روایت کرتے ہیں کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے دو رکعت نماز پڑھی غروب آفتاب کے بعد نماز (مغرب) سے پہلے اور اس نے (بحالت نماز) ادھر ادھر دیکھنا شروع کر دیا تو آپ نے اس کے درّہ مارا جب وہ نماز پوری کر چکا اور فرمایا کہ (نماز میں) ادھر ادھر مت دیکھنا اور آپ نے دو رکعتیں پڑھنے پر اعتراض نہیں کیا۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ کے ساتھ نماز پڑھی تو کوئی نماز نہیں ہے نہ اس سے پہلے اور نہ اس کے بعد سفر میں اور اگر میں نفل پڑھتا تو پوری (عہ) پڑھتا۔ ابو بکر سالم سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم

عہ یعنی اگر میں سفر میں نفل ادا کرتا تو پوری نماز پڑھتا۔ مراد یہ ہے کہ قصر کے ساتھ نوافل نہیں ہیں ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

و عمر کانا یتطوعان فی السفر قلت وجہ
الجمع ان الاول فی الرواتب والثانی
فی التہجد البیہقی ان عمر اتاہ فتح او
ابصر رجلاً بہ زمانۃ (برجا ماندگی) فسجد ابو بکر
عن منصور بلغنی ان ابا بکر رض و
عمر سجدا سجدۃ الشکر ابو بکر عن
عباد بن منصور ان عمر صلی
محتبیاً الشافعی ان عمر بن الخطاب
دخل المسجد فصلی رکعۃ فقیل لہ
رکعۃ قال انما ہو تطوع فمن
شاء زاد و من شاء نقص قلت
احتج بہ الشافعی علی ان الامر فی
التطوع واسع ابو بکر عن حمید بن
عبد الرحمن قال عمر من فاتہ شئ
من قرائتہ باللیل فصلی ما بینہ و
بین الظہر فکانما صلی باللیل
ابو بکر عن ابراہیم کان عمر یکرہ ان
یصلی خلف صلوۃ مثلہا مالک
عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن
الخطاب کان یصلی من اللیل ما شاء
اللہ حتی اذا کان من آخر اللیل
ایقظ اہلہ للصلوۃ و یقول لہم
الصلوۃ الصلوۃ ثم یتلو
ہذہ الآیۃ

اور عمر رض سفر میں نوافل پڑھا کرتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ دونوں روایتوں کے رفع تعارض (یعنی) جمع کی یہ صورت ہے کہ پہلی روایت فرائض سے پہلے اور بعد میں پڑھی جانے والی سنتوں سے متعلق ہے اور دوسری تہجد کے بارے میں ہے۔ بیہقی روایت کرتے ہیں کہ عمر رض کے پاس فتح کی خبر آئی یا آپ نے ایک ایسے شخص کو دیکھا کہ جس کی ٹانگیں ماری ہوتی تھیں تو سجدہ کیا۔ ابو بکر منصور سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ ابو بکر رض اور عمر رض دونوں نے سجدۂ شکر کیا ہے۔ ابو بکر عباد بن منصور سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رض نے احتباء ع کی حالت میں نماز پڑھی ہے۔ شافعی رح نے روایت کیا کہ عمر رض بن الخطاب مسجد میں داخل ہوتے اور انھوں نے ایک رکعت پڑھی اس پر ان سے کہا گیا کہ آپ نے ایک رکعت پڑھی فرمایا کہ یہ صرف نفل تھی (نفل میں) جو شخص چاہے زیادتی کردے اور جو چاہے کمی کردے۔ میں کہتا ہوں کہ اس سے احتجاج کیا ہے شافعی رح نے کہ نوافل کے حکم میں وسعت ہے۔ ابو بکر حمید بن عبد الرحمن سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رض نے فرمایا کہ جس کی قرارت (معمولہ) کا کچھ حصہ رات میں فوت ہو گیا تو پھر اس کو اس نے رات اور ظہر کے درمیان میں پڑھ لیا تو گویا اس نے رات میں ہی پڑھا ہے۔ ابو بکر نے ابراہیم سے روایت کی کہ عمر رض اس سے کراہت کرتے تھے کہ کسی نماز کے پیچھے اسی کی مثل نماز پڑھیں۔ مالک رح زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ عمر رض بن الخطاب جتنی اللہ چاہتا رات میں نماز پڑھتے یہاں تک کہ جب آخر شب آجاتا تو اپنی بی بی بچوں کو نماز کے لئے جگاتے اور ان سے فرماتے الصلوۃ الصلوۃ۔ پھر اس آیت کی تلاوت کرتے

ع احتباء اس طرح بیٹھنے کو کہتے ہیں کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور دونوں پاؤں کے تلوے زمین سے ملے ہوئے ہوں اور دونوں ہاتھ گھٹنوں پر رکھے ہوئے ہوں ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ وَاصْطَبِرْ عَلَيْهَا ۖ لَا نَسْأَلُكَ رِزْقًا ۖ نَّحْنُ نَرْزُقُكَ ۗ وَالْعَاقِبَةُ لِلتَّقْوٰى ۝ مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب کان یقول صلوٰۃ اللیل والنہار مثنیٰ مثنیٰ یسلم من کل رکعتین آبو بکر ان نفراً من اہل العراق قدموا عمر فسألوہ عن صلوٰۃ الرجل فی بیتہ فقال عمر ما سألنی عنہا احدٌ منذ سألت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فقال صلوٰۃ الرجل فی بیتہ نورٌ فنوّروا بیوتکم الجمعۃ البیہقی انّ ابا ہریرۃ کتب الی عمر یسألہ عن الجمعۃ وہو بالبحرین فکتب الیہم ان اجمعوا حیث ما کنتم قال الشافعی معناہ فی ایّ قریۃ کنتم لا یرید البدو آبو بکر عن یحییٰ بن ابی کثیر حُدِّثتُ انّ عمر بن الخطاب قال انما جُعلت الخطبۃ مکان الرکعتین فان لم یدرک الخطبۃ فلیصلّ اربعًا قلت اظنّ ہذا الحرف الاخیر من کلام یحییٰ بن ابی کثیر خرّجہ من قول عمر ولیس علیہ العمل ولکن

وَأْمُرْ أَهْلَكَ بِالصَّلٰوةِ الخ (۱۳۲:۲۰) اور اپنے متعلقین کو بھی نماز کا حکم کرتے رہیے اور خود بھی اس کے پابند رہیے ہم آپ سے معاش (کموانا) نہیں چاہتے معاش تو آپ کو ہم دیں گے اور بہتر انجام تو پرہیزگاری ہی کا ہے۔" مالکؒ کہتے ہیں کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب فرمایا کرتے تھے کہ رات کی نماز (نفلیں) اور دن کی دو دو (رکعتیں) ہیں آپ ہر دو رکعت پر سلام پھیرا کرتے تھے۔ آبو بکر راوی ہیں کہ چند لوگ عراق والوں میں سے عمرؓ کے پاس آئے اور آپ سے سوال کیا کسی شخص کے اپنے گھر میں نماز پڑھنے کے متعلق تو عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے اب تک کسی نے اس کے بارے میں سوال نہیں کیا جب سے میں نے سوال کیا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے جس پر آپ نے فرمایا کہ کسی شخص کا اپنے گھر میں نماز پڑھنا نور ہے تو اپنے گھروں کو منور کرو۔ جمعہ بیہقی نے روایت کیا کہ ابو ہریرہؓ نے عمرؓ کو خط بھیجا جس میں اُن سے دریافت کیا جمعہ کے بارے میں جب کہ وہ بحرین میں تھے تو عمرؓ نے ان کو لکھا کہ جمعہ پڑھو جہاں تم ٹھہرے ہوئے ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ جس قریہ میں ٹھہرو عمرؓ کی مراد میدان نہیں ہے۔ آبو بکر نے یحییٰ بن کثیر سے روایت کیا کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ خطبہ کو دو رکعتوں کے بجائے رکھا گیا ہے تو اگر کوئی خطبہ نہ پائے تو چاہیے کہ وہ چار رکعت پڑھے۔ میں کہتا ہوں کہ میرا گمان یہ ہے کہ یہ آخر جملہ یحییٰ بن کثیر کے کلام میں سے ہے جس کا استنباط اُنھوں نے عمرؓ کے قول سے کیا ہے اور اس پر عمل نہیں ہے۔ؑ لیکن ان کے

عہ یحییٰ بن کثیر کے استنباط کا یہ مفہوم معلوم ہوتا ہے کہ جس کا خطبہ فوت ہو جائے وہ دو رکعت نفل پڑھ کر اسکی مکافات کرے تاکہ اس کا ثواب خطبہ سننے والوں کے برابر ہو جائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معنى كلامه ان الخطبة شرط الجمعة لا تصح
بدونها مالك و ابوبكر في قوله تعالى
فاسعوا الى ذكر الله قرأها عمر فامضوا
الى ذكر الله قلت معناه فسرها كذلك
الشافعي عن ابي هريرة ان النبي
صلى الله عليه وسلم و ابابكر و عمر
كانوا يخطبون على المنبر قياماً يفصلون
بينهما بجلوس مالك والشافعي عن
السائب كان الاذان الاول حين
يخرج الامام فيجلس على المنبر في
عهد النبي صلى الله عليه وسلم وابي بكر
وعمر مالك والشافعي انهم كانوا في
زمن عمر بن الخطاب يوم الجمعة يصلون
حتى يخرج عمر بن الخطاب فاذا خرج عمر و
جلس على المنبر واذن المؤذنون جلسوا
يتحدثون حتى اذا سكت المؤذنون وقام
عمر سكتوا فلم يتكلم احد الشافعي ان عمر
رأى رجلاً عليه هيئة السفر يقول لولا
ان اليوم يوم الجمعة لخرجت فقال
عمر اخرج فان الجمعة لا تحبس عن
سفر مالك عن ابن شهاب عن سالم
ابن عبدالله انه قال دخل رجل من اصحاب رسول
(وهو عثمان بن عفان رض ۱۲)
الله صلى الله عليه وسلم المسجد يوم الجمعة وعمر بن
الخطاب يخطب فقال عمر اية ساعة هذه فقال

کلام کے معنے یہ ہیں کہ خطبہ شرط ہے جمعہ کی بغیر اس کے جمعہ صحیح نہ ہوگا۔ مالکؒ و ابوبکرؒ درباره آیت (سورہ جمعہ) فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ، اس کو عمرؓ نے پڑھا فَامْضُوْا اِلٰى ذِكْرِ اللهِ۔ میں کہتا ہوں کہ یہ فاسعوا کا مفہوم ہے اس طرح آپ نے اس کی تفسیرؑ کی ہے۔ شافعیؒ، ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ منبر پر کھڑے ہو کر خطبہ دیا کرتے تھے اور یہ سب درمیان میں بیٹھ کر فصل دیا کرتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سائب سے، پہلی اذان اُس وقت ہوا کرتی تھی جب امام نکلتا تھا اور منبر پر بیٹھتا تھا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ کے زمانہ میں۔ مالکؒ اور شافعیؒ، عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں جمعہ کے دن (مسجد میں) لوگ نمازیں پڑھتے رہتے تھے عمرؓ بن الخطاب کے نکلنے تک پھر جب عمرؓ نکل آتے اور منبر پر بیٹھ جاتے اور مؤذن لوگ اذان دیتے تو لوگ بیٹھے ہوئے باتیں کرتے رہتے یہاں تک کہ جب مؤذن خاموش ہو جاتے اور عمرؓ کھڑے ہوتے تو سب خاموش ہو جاتے پھر کوئی بات نہ کرتا۔ شافعیؒ، عمرؓ نے ایک شخص کو سفر کی ہیئت پر دیکھا جو یہ کہہ رہا تھا کہ اگر آج کا دن جمعہ نہ ہوتا تو میں روانہ ہو جاتا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ روانہ ہو جا کیونکہ جمعہ تو سفر سے نہیں روکتا۔ مالکؒ ابنِ شہاب سے سالم بن عبداللہ سے، انھوں نے کہا کہ اصحابِ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم میں سے ایک شخص (یعنی عثمان رضی اللہ عنہ) جمعہ کے دن مسجد میں داخل ہوئے جب کہ عمرؓ بن الخطاب خطبہ پڑھ رہے تھے تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کونسا وقت ہے (آنے کا) تو انھوں نے کہا

ع حضرت عمرؓ نے اس غرض کا اظہار کیا کہ سعی سے مراد مسجد کی طرف بلاتاخیر روانہ ہو جانا ہے بھاگنا دوڑنا مراد نہیں ہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يا امير المؤمنين انقلبت من السوق فسمعت
النداء فما زدت على ان توضأت فقال
عمر والوضوء ايضا (نے التفت علیہا) قد علمت ان رسول
الله صلى الله عليه وسلم كان يأمر بالغسل
الجنائز ابوبكر عن الحسن قال عمر احضروا
موتاكم وذكروهم لا اله الا الله فانهم
يرون ويقال لهم ابوبكر عن عطاء او
غيره قال عمر لقنوا موتاكم لا اله الا
الله واغمضوا اعينهم اذا ماتوا البيهقي
عن ابن عمر قال صدر المسلمون فمروا
بامرأة بالبيداء ميتة واخفاها (در گور کرده)
رجل يقال له كليب فقام عمر
على المنبر فقال لو اعلم ان احدا
مر بها ولم يخفها لفعلت به وفعلت
وسأل ابن عمر فقال لم ارها وقال
لعل الله ان يرحم كليبا فطعن
معه غداة طعن ابوبكر عن تميمة
الهجيمي ان عمر بن الخطاب كتب
الى ابي موسى الاشعري ان اغسل
موتاك بالسدر وماء الريحان ابوبكر
عن مسروق ماتت امرأة لعمر فقال
انا كنت اولى بها اذا كانت حية
فاما الآن فانتم اولى بها

اے امیر المومنین رضؓ میں بازار سے لوٹا پھر میں نے اذان کی آواز
سنی تو میں نے وضو کرنے کے علاوہ اور کوئی کام نہیں کیا۔
تو عمر رضؓ نے کہا کہ اچھا اور پھر یہ کہ صرف وضو ہی کیا ع۵ جب کہ تم کو معلوم
ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم غسل کا حکم دیا کرتے تھے
جنائز۔ ابوبکر حسن سے، کہا عمر رضؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کے
پاس موجود رہو اور ان کو یاد دلاؤ لا الٰہ الا اللہ کیونکہ وہ
دیکھتے ہیں جب کہ ان سے کہا جاتا ہے۔ ابوبکر از عطاء وغیرہ، فرمایا
عمر رضؓ نے کہ اپنے مرنے والوں کو تلقین کرو لا الٰہ الا اللہ
اور ان کی آنکھیں بند کر دو جب وہ مر جائیں۔ بیہقی ابن عمر رضؓ
سے، کہا کہ مسلمان لوٹے تو ان کا گزر ہوا بیابان میں ایک
عورتِ مُردہ پر جب کہ اس کو ایک شخص نے جس کو کُلیب
کہا جاتا تھا دفن کر دیا۔ تو عمر رضؓ منبر پر کھڑے ہوئے اور کہا
کہ اگر میں یہ جان لوں کہ کوئی شخص اس پر سے گزرا اور اس نے
اس کو دفن نہیں کیا تو میں اس کے ساتھ ایسا اور ایسا کروں
اور ابنِ عمر رضؓ سے پوچھا تو انھوں نے کہا کہ میں نے اس (عورت
مُردہ) کو نہیں دیکھا۔ اور (عمر رضؓ نے) فرمایا کہ امید ہے کہ اللہ
کُلیب پر رحمت فرمائے گا۔ تو عمر رضؓ کے ساتھ کُلیب کو بھی
مجروح کیا گیا جس صبح کو انہیں مجروح کیا گیا تھا۔ ابوبکر
تمیمۃ الہجیمی سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے ابوموسیٰ اشعری رضؓ
کو لکھا کہ اپنے مُردوں کو غسل دو بیری (کے پتوں) اور
آب ریحان کے ساتھ۔ ابوبکر مسروق سے، عمر رضی اللہ عنہ کی
ایک بیوی کا انتقال ہوا تو انھوں نے کہا کہ میں اس سے قریب تر
تھا جب کہ وہ زندہ تھی رہا اب، سو تم اس سے قریب تر ہو۔

ع۵ اس سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ عمر رضؓ غسل جمعہ کو واجب سمجھتے تھے بلکہ اس پر تنبیہ کا منشا یہ ہے کہ آپ یعنی عثمان رضؓ جیسے
شخص کے لئے یہ زیبا نہیں کہ مستحب فعل کو نظر انداز کر دے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو حنیفۃ اخبرنی رجلٌ عن الحسن عن عمر بن الخطاب انہ قال الاَبُ احقُّ بالصلوٰۃ علی المیّتِ من الزّوجِ قلتُ احتجّ بہ ابو حنیفۃ وخالف ابراہیم والشعبی فی قولہما الزّوج احقّ من الاَب ابو بکر عن نافعٍ عن ابن عمر کُفِّنَ عمر وحُنِّط وغُسِل زاد فی روایۃ اِلّا انہ کانَ من افضلِ الشُّھدآءِ قلتُ عند الحنفیۃ علّۃ الغسل الارتثاث وعند الشافعی انہ لم یُقتل فی المعرکۃ ابو بکر عن ابن مغفّل قال عمر لاتحنّطونی بمسکٍ قیل انما کرہ المسکَ لانہ من المیتۃ ولیس علیہ العملُ عندَ الجمہور لانّ الشرعَ استثنی المسکَ من جملۃ المیتاتِ فاستحسنہ قلتُ والاوجہ عندی انّ المسکَ طیّبٌ طاہرٌ اِلّا انّ عمر لم یستحسن ان یکونَ حنوطہ منہ (خوشبو کو بر مردہ مالند ۱۲) تورّعًا لانہ قد اجتمع فیہ دلیلا الاباحۃ والتحریم انکان دلیلُ الاباحۃ اقوٰی والطیبُ سواہ کثیرٌ (یعنی غیر مسک) ابو بکر عن راشد ابن سعد قالَ عمرُ یکفّنُ الرجلُ فی ثلثۃ اثوابٍ لاتعتدُوا انّ اللہَ

ابو حنیفہؒ، مجھے ایک شخص نے خبر دی حسن ؓ سے اُنھوں نے روایت کی عمرؓ بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے کہا کہ باپ میت کی نماز پڑھانے کا زیادہ حق رکھتا ہے بہ نسبت شوہر کے۔ میں کہتا ہوں کہ اس قول سے ابو حنیفہؒ نے حجت پکڑی ہے اور خلاف کیا ہے ابراہیم اور شعبی کے اس قول کا کہ شوہر زیادہ حقدار ہے باپ سے۔ ابو بکر نافع سے وہ ابن عمرؓ سے، عمرؓ کو کفن پہنایا گیا اور خوشبو لگائی گئی اور غسل دیا گیا۔ ایک روایت میں یہ اضافہ ہے "مگر یہ کہ وہ افضل شہداء میں سے تھے"۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ کے نزدیک (حضرت عمرؓ کو) غسل دینے کی علّت ارتثاثؔ[عہ] (خون سے لت پت ہونا) تھا اور شافعیؒ کے نزدیک یہ تھی کہ وہ معرکہ میں قتل نہیں کئے گئے۔ ابو بکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے وصیّت کی کہ مجھے مُشک نہ مَلنا۔ کہا گیا کہ مشک سے آپ نے اس لئے کراہت کی کہ وہ میتہ سے نکالی جاتی ہے اور جمہور کے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کیونکہ شریعت نے مَرے ہوئے اجسام میں سے مشک کو مستثنےٰ کیا ہے اور اس کو اچھی چیز قرار دیا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ بڑی وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مُشک نفیس اور پاک ہے مگر عمرؓ نے اس بات کو اچھا نہ سمجھا تقوےٰ کی بنا پر کہ خوشبو کے لئے اس کا استعمال کیا جائے کیونکہ اس میں دو دلیلیں اباحت اور تحریم کی جمع ہو رہی ہیں اگرچہ اباحت کی دلیل زیادہ قوی ہے جب کہ خوشبوئیں مشک کے سوا اور بھی بہت سی ہوتی ہیں۔ ابو بکر راشد بن سعد سے، عمرؓ نے فرمایا کہ مرد کو تین کپڑوں میں کفنایا جائے۔ اس میں زیادتی نہ کرو یقیناً اللہ تعالیٰ زیادتی کرنیوالوں کو

عہ "ارتثاث" کسی کو خستہ اور مجروح اُٹھانا کہ ابھی زندہ ہو اور فقہاء کی اصطلاح میں اس کے یہ معنے ہیں کہ مجروح زخمی ہونے کے بعد کچھ خورد و نوش اور علاج وغیرہ بھی کرے یا مجروح ہونے کے بعد سے موت کے وقت تک اس پر ایک نماز کا وقت اس صورت سے گزرے کہ اُس کا ہوش قائم ہو اور نماز ادا کرنے پر قادر ہو یا معرکۂ جہاد سے اس کو زندہ ہوش و حواس کے ساتھ اُٹھایا گیا ہو ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لا یحبُّ المعتدین آبوبکر عن راشد بن سعد عن عمر قال تکفّن المرأة فی خمسة اثواب الدرع والخمار والرداء والازار والخرقة

آبوبکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی بجمر

آبوبکر عن ابن عمر رأیتُ النبیّ صلی اللہ علیہ وسلم وابابکر وعمر یمشون امام الجنازة آبوبکر عن یحیی بن راشد قال عمر حین حضرته الوفاة لابنه اذا خرجتم بی فاسرعوا بی المشی آبوبکر عن ابن مغفل قال عمر لا تتبعنی امرأة آبوحنیفة عن حماد عن ابراہیم ان الناس کانوا یصلون علی الجنائز خمسا وستا واربعا حتی قبض النبی صلی اللہ علیہ وسلم ثم کبروا بعد ذلک فی ولایة ابی بکر حتی قبض ابوبکر ثم ولی عمر بن الخطاب ففعلوا ذلک فی ولایته فلما رأی ذلک عمر بن الخطاب قال انکم معشر اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم متی ما تختلفون یختلف من بعدکم والناس حدیث عهد بالجاهلیة فاجمعوا علی شیء یجتمع علیه من بعدکم

پسند نہیں کرتا۔ آبوبکر راشد بن سعدؒ سے، عمرؓ نے فرمایا کہ عورت کو پانچ کپڑوں میں کفنایا جاتے درعؔ اور خمار اور رداء اور ازار اور خرقہ۔ آبوبکر از ابن مغفل، عمرؓ نے فرمایا کہ میرے پیچھے انگیٹھی (خوشبودار دھونی کے لئے) لے کر نہ چلنا۔ آبوبکر از ابن عمرؓ، میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اور ابوبکرؓ و عمرؓ کو دیکھا کہ جنازے کے آگے چلتے تھے۔ آبوبکر از یحییٰ بن راشد، حضرت عمرؓ نے جب اُن کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بیٹے سے فرمایا کہ جب تم مجھے لے کر چلو تو تیز رفتار کے ساتھ چلنا۔ آبوبکر ابن مغفل سے، عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی عورت میرے پیچھے نہ چلے۔ آبوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ لوگ جنازوں کی نمازوں پر پڑھا کرتے تھے پانچ اور چھ اور چار (یعنی تکبیرات۔ کوئی پانچ کہتا، کوئی چھ، کوئی چار) یہاں تک کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات ہوگئی۔ پھر اس کے بعد ابوبکر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے زمانہ میں بھی یونہی تکبیرات ہوتی رہیں یہاں تک کہ ابوبکرؓ کی وفات ہوگئی۔ پھر خلیفہ ہوتے عمرؓ بن الخطاب تو لوگوں نے اُن کی خلافت کے زمانہ میں بھی اُسی طرح کیا۔ جب یہ (اختلاف) عمرؓ بن الخطاب نے دیکھا تو اُنھوں نے (اصحاب کو جمع کر کے فرمایا) کہ تم لوگ اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا گروہ ہو جب تم ہی مختلف رہوگے تو جو تمہارے بعد والے ہیں وہ بھی مختلف رہیں گے اور لوگوں کو زمانہ جاہلیت سے لوٹے ہوتے زیادہ زمانہ نہیں گزرا تو تم کو ایک چیز پر متفق ہوجانا چاہیئے جس پر تمہارے بعد کے لوگ متفق رہیں۔

ع درعؔ یعنی کرتہ۔ جو گلے سے لے کر پاؤں تک ہوتا ہے، لیکن نہ اس میں کلیاں ہوں اور نہ آستین۔ خمار یہ تین ہاتھ لمبا کپڑا ہوتا ہے جو بالوں کو چھپالے اس کو سربند کہتے ہیں رداء یعنی چادر۔ ازار سر سے پاؤں تک ایک کپڑا ہوتا ہے۔ ردا اس سے ایک ہاتھ لمبی ہوتی ہے۔ خرقہ سینہ بند کو کہتے ہیں جو چھاتیوں سے لیکر رانوں تک اتنا لمبا چوڑا ہوتا ہے کہ بندھ جاتے اگر کوئی تین کپڑوں ازار اور چادر اور سربند پر اکتفا کرے تو یہ بھی درست ہے۔ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فأجمع رأيُ أصحاب محمد صلى الله عليه وسلم ان ينظروا آخر جنازةٍ كبَّر عليه النبيُّ صلى الله عليه وسلم حتى تقبض فيأخذون به ويرفضون ما سوى ذلك فوجدوا آخر جنازةٍ كبَّر عليها رسولُ الله صلى الله عليه وسلم اربعًا البيهقي عن سعيد بن المسيّب عن عمر انه قال كل ذلك قد كان اربعًا وخمسًا فاجمعنا على اربع ابوبكر عن ابي وائل جمع عمر الناس فاستشارهم في التكبير على الجنازة فقال بعضهم كبَّر رسولُ الله صلى الله عليه وسلم خمسًا وقال بعضهم كبَّر سبعًا وقال بعضهم كبَّر اربعًا فجمعهم على اربع تكبيراتٍ كأطول صلوةٍ ابوبكر عن ابراهيم اختلف أصحابُ رسولِ الله صلى الله عليه وسلم في التكبير على الجنازة ثم اتفقوا بعدُ على اربع تكبيراتٍ ابوبكر عن سعيد بن المسيّب كان عمر يقولُ في الصلوة على الميّتِ إن كان مساءً قالَ اللّٰهمّ أمسىٰ عبدُكَ وان كان صباحًا قال اللهم اصبح عبدكَ قد تخلّى من الدنيا وتركها لاهلها واستغنيتَ منه وافتقر اليكَ كان يشهدُ أن لا اله الا انت وانّ محمدًا عبدكَ و

بالآخر اصحابِ محمدؐ صلے اللہ علیہ وسلم کی رائے اس پر متفق ہوگئی کہ وہ اُس آخری جنازہ پر نظر کریں جس پر اپنی وفات سے پہلے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی تھی پھر سب لوگ اسی کو اختیار کرلیں اور اس کے سوا دوسرے طریقہ سے ہٹ جائیں تو اُنھوں نے اس آخری جنازے پر جس پر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے تکبیر پڑھی چار تکبیریں پائیں۔ بیہقی از سعید بن المسیب از عمرؓ، اُنھوں نے کہا کہ وہ سب (روایات) چار اور پانچ (تکبیرات) کی تھیں پھر ہم نے اجماع کرلیا چار پر۔ ابوبکر ابو وائل سے، عمرؓ نے لوگوں کو جمع کیا پھر اُن سے مشورہ کیا جنازے پر تکبیر پڑھنے کے بارے میں تو بعض لوگوں نے کہا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے پانچ تکبیریں پڑھی ہیں اور ان میں سے بعض نے کہا کہ سات تکبیریں پڑھیں اور بعض نے کہا کہ چار تکبیرات پڑھیں پھر سب کا اجماع ہوگیا چار تکبیرات پر مانند سب سے لمبی نماز کے (کہ اس میں چار رکعات ہوتی ہیں)۔ ابوبکر ابراہیم سے، مختلف ہوتے اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم جنازے پر تکبیر کے بارے میں پھر بعد میں متفق ہوگئے چار تکبیرات پر۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے، عمرؓ کہا کرتے تھے... میت کی نماز میں اگر شام کا وقت ہوا تو یوں کہتے اللھم امسیٰ عبدك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر شام کا وقت اس طرح آیا کہ) اور اگر صبح کا وقت ہوا تو کہتے اللّٰھم اصبح عبدُك (یعنی یا اللہ آپ کے بندے پر صبح کا وقت اس طرح آیا کہ) قد تخلّٰی من الدنیا وترکھا الخ (ترجمہ) وہ دنیا سے یکسو ہوا اور اس کو اہلِ دنیا کے لئے چھوڑ گیا اس حال میں کہ آپ اُس سے مستغنی ہیں اور وہ آپ کا محتاج ہے اور وہ اس بات کی شہادت دیا کرتا تھا کہ کوئی معبود نہیں بجز آپ کے اور یہ کہ محمدؐ آپ کے بندے اور

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسولک فاغفرلہ ذنبہ ابوبکر عن جابر بن
عبداللہ قال ما اتٰی لنا رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ولا ابوبکر ولا عمر فی الصلوٰۃ
علے المیت بشیئ تکلمت یعنی لم یوقتوا الشیئ
من الدعاء ابوبکر عن عروۃ ما صُلّے علے ابی بکر
الا فی المسجد مالک ان عمر بن الخطاب صُلّی
علیہ فی المسجد ابوبکر عن عبدالرحمن بن ابزی
ماتت زینب بنت جحش فکبر علیھا عمر اربعا
ثم سال ازواج النبی صلے اللہ علیہ وسلم
من یدخل قبرھا فقلن من کان یدخل
علیھا فی حیاتھا ابوبکر ان عمر انتظر
ابن ام عبد (عبداللہ بن مسعود) فی الصلوٰۃ علے عتبۃ بن
مسعود ابوبکر عن ابن عمر لحد لرسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم ولابی بکر ولعمر ابوبکر عن الحسن
اوصٰی عمر ان یجعل عمق قبرہ قامۃ وبسطۃ ابوبکر
عن ابی مالک الاشجعی عن عمر انہ کان یقول
اذا ادخل المیت قبرہ اللھم اسلمہ الیک
الاھل والمال والعشیرۃ والذنب عظیم
فاغفرلہ ابوبکر عن اسمٰعیل بن محمد بن السباق
ان عمر دفن ابابکر لیلاً ثم دخل المسجد
فاوتر بثلاث ابوبکر عن ابی وائل ماتت
امی وھی نصرانیۃ فاتیت عمر فذکرت
ذلک لہ فقال ارکب دابۃ
وسر امامھا ابوبکر عن عمرو
ھو ابن دینار

آپ کے رسول ہیں تو آپ اس کے گناہ بخش دیجئے۔" ابوبکر جابر بن
عبداللہ سے، کہا کہ ہم سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اور
ابوبکرؓ نے اور عمرؓ نے میت پر نماز کے بارے میں کسی (دعا) کی صراحت
نہیں کی۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ انھوں نے کسی چیز کی از
قبیلِ دعا، پابندی عائد نہیں کی۔ ابوبکر عروہ سے، نہیں نماز پڑھی
گئی ابوبکرؓ پر مگر مسجد میں۔ مالکؒ، عمرؓ بن الخطاب پر مسجد میں
نماز پڑھی گئی۔ ابوبکر عبدالرحمن بن ابزی سے، زینبؓ بنتِ جحش
کا انتقال ہوا تو ان پر عمرؓ نے چار تکبیریں پڑھیں۔ پھر ازواج
نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ ان کی قبر میں کون اُتریگا
تو انھوں نے کہا کہ جو ان کی زندگی میں ان کے پاس آتے تھے۔
ابوبکر، عمر رضی اللہ عنہ نے عتبہ بن مسعودؓ پر نماز پڑھنے میں ابن
امّ عبد (یعنی عبداللہ بن مسعودؓ) کا انتظار کیا۔ ابوبکر ابن عمرؓ
سے، رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ وعمرؓ کی
قبروں کے لئے لحد بنائی گئی۔ ابوبکر حسنؒ سے، عمرؓ نے وصیت
کی کہ ان کی قبر کی گہرائی قد کے برابر اور کشادہ رکھی جائے۔
ابوبکر ابو مالک الاشجعی سے وہ عمرؓ سے کہ جب کسی میّت کو اس
کی قبر میں داخل کیا جاتا تھا تو وہ یہ کہا کرتے تھے، یا اللہ اس کے
اہل اور مال اور رشتہ دار سب اس کو آپ کے سپرد کر رہے
ہیں (اس کا ساتھ چھوڑ رہے ہیں) اور گناہ بہت بڑے ہیں تو
آپ اس کی مغفرت کر دیجئے۔ ابوبکر اسمٰعیل بن محمد بن السباق
سے کہ عمرؓ نے ابوبکرؓ کو رات میں دفن کیا پھر داخل ہوئے
مسجد میں اور تین وتر پڑھے۔ ابوبکر ابو وائل سے، میری ماں کا
انتقال ہوگیا اور وہ نصرانیہ تھی تو میں عمرؓ کے پاس آیا اور
میں نے ان سے اس کا ذکر کیا تو کہا کسی چوپایہ پر سوار ہو کر اس
کے جنازے کے آگے چلنا۔ ابوبکر عمرو سے اور وہ ابن دینار ہیں،

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ماتت امرأۃٌ بالشام وفی بطنہا ولدٌ من
مسلمٍ وہی نصرانیۃٌ فامر عمر ان یُدفن
مع المسلمین من اجل ولدہا ابو بکر عن
عامر یعنی الشعبی ان عمر صلّٰی علٰی عظامٍ
بالشام ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم
اخبرنی من رأی قبر النبی صلی
اللہ علیہ وسلم وقبر ابی بکر وقبر عمر
مسنّمۃً (کوہان دار بلند ۱۲) ناشزۃً من الارض علیہا فلقٌ (قطعات)
من مدرٍ (کلوخ) ابیض ابو بکر عن ہلال بن
یساف خطب عمر بمنًی علٰی جملٍ فقال
لا تسبّوا الاموات فان ما یُسبّ بہ المیّتُ
یؤذی بہ الحیّ ابو بکر والبخاری وغیرہما عن
ابی الاسود الدیلی قدمتُ المدینۃَ و
قد وقع بہا مرضٌ فجلستُ الی عمر بن
الخطاب فمرّت بہم جنازۃٌ فاُثنی علیہا
خیرٌ فقال عمر وجبت ثم مرّ باُخری
فاُثنی علیہا شرٌّ فقال عمر وجبت فقلتُ
ما وجبتْ یا امیر المؤمنین قال قلتُ
کما قال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ و
سلم ایّما مسلمٍ شہد لہ اربعۃٌ
بخیرٍ ادخلہ اللہ الجنۃَ فقلنا وثلٰثۃٌ
قال وثلٰثۃٌ فقلنا واثنانِ قال
واثنانِ ثم لم نسألہ عن الواحدِ
ابو بکر عن عمرو بن میمون عن عمر ان
النبی صلی اللہ علیہ وسلم

ایک عورت کا شام میں انتقال ہوا جس کے پیٹ میں ایک مسلمان کا بچہ تھا اور یہ عورت نصرانیہ تھی تو عمرؓ نے بوجہ اس کے بچہ کے حکم دیا کہ اس کو مسلمانوں کے ساتھ دفن کیا جائے۔ ابو بکر عامر شعبی سے کہ عمرؓ نے شام میں ہڈیوں پر نماز پڑھی۔ ابو حنیفہؒ حماد سے اور وہ ابراہیم سے، خبر دی مجھ کو اُس نے جس نے دیکھا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی قبر اور ابو بکرؓ کی قبر اور عمرؓ کی قبر سب درمیان سے کوہان کی طرح زمین سے اُٹھی ہوتی ہیں اور لمبی ہیں۔ ان پر سفید مٹی کے باریک ڈھیلے تھے۔ ابو بکر ہلال ابن یساف سے، عمرؓ نے اونٹ پر بیٹھے ہوتے منیٰ میں خطبہ دیا فرمایا کہ مُردوں کو گالیاں مت دو کیونکہ ان گالیوں کے الفاظ سے زندوں کو اذیت پہنچتی ہے۔ ابو بکر اور بخاری وغیرہما ابو الاسود دئلی سے، میں مدینہ میں آیا جب کہ وہاں بیماری پھیل رہی تھی تو میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس بیٹھ گیا تو ان پر ایک جنازے کا گزر ہوا اور اس کے حق میں کلماتِ خیر کہے گئے تو عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ پھر اُن پر ایک اور جنازہ گزرا تو اُس کا ذکر بُرائی سے کیا گیا پھر عمرؓ نے کہا کہ واجب ہوگئی۔ تو میں نے کہا کیا واجب ہوگئی اے امیر المومنینؓ۔ فرمایا کہ میں نے اسی طرح کہا جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ جس مسلمان پر چار آدمی نے خیر کی گواہی دیدی اللہ تعالےٰ اس کو جنت میں داخل کردے گا۔ ہم نے کہا اور تین تو فرمایا کہ تین بھی۔ پھر ہم نے کہا اور دو تو فرمایا کہ اور دو بھی۔ پھر ہم نے ایک کے بارے میں سوال نہیں کیا۔ (اور نہ اس کی ضرورت تھی کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا منشاء واضح ہوگیا کہ چار سے مراد عددِ خاص نہیں بلکہ مطلقاً زبانِ خلق ہے ۱۲ مترجم) ابو بکر از عمرو بن میمون از عمرؓ، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اللہ سے

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کان یتعوذ باللہ من الجبن والبخل وعذاب القبر وفتنۃ الصدر[۱] ابو بکر عن ابن عمر عن عمر عن النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال المیت یعذب فی قبرہ بالنیاحۃ البیہقی عن ابن عباس عن عمر نحواً من ذلک ابو بکر عن نافع ان حفصۃ بکت علے عمر فقال لہا مہلاً یا بنیۃ الم تعلم ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال ان المیت یعذب ببکاء اہلہ علیہ ابو بکر عن ابی عثمان اتیت عمر بنعی النعمان بن مقرن فوضع یدہ علے راسہ وجعل یبکی ابو بکر عن شقیق اجتمع نسوۃ یبکین علے خالد بن الولید فقال عمر ما علیہن ان یہرقن من دموعہن علے ابی سلیمان ما لم یکن نقع[۲] او لقلقۃ کتاب الزکوٰۃ مالک انہ قرأ کتاب عمر بن الخطاب فی الصدقۃ قال فوجدت فیہ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہذا کتاب الصدقۃ فی اربع وعشرین من الابل فدونہا الغنم فی کل خمس شاۃ وفیما فوق ذلک الی خمس وثلثین بنت مخاض[۳] فان لم یکن بنت مخاض فابن لبون ذکر وفیما فوق ذلک الی خمس واربعین ابنۃ لبون وفیما فوق ذلک الی ستین حقۃ

پناہ مانگا کرتے تھے بزدلی سے اور بخل سے اور عذاب قبر سے اور سینے کے فتنہ سے۔ ابو بکر ابن عمرؓ سے وہ عمرؓ سے وہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپؐ نے فرمایا کہ میت کو اس کی قبر میں عذاب دیا جاتا ہے نوحہ کرنے سے۔ بیہقی از ابن عباسؓ از عمر رضی اللہ عنہ مثل روایت مذکور۔ ابو بکر از نافع کہ حفصہؓ روئیں حضرت عمرؓ پر تو آپ نے فرمایا کہ میری بیٹی تحمل کر کیا تو نہیں جانتی کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میت کو عذاب دیا جاتا ہے اُس پر اُس کے متعلقین کے رونے سے۔ ابو بکر ابو عثمان سے کہا کہ میں عمرؓ کے پاس آیا نعمان بن مقرن کی موت کی خبر لیکر تو انھوں نے اپنا ہاتھ سر پر رکھا اور رونا شروع کر دیا۔ ابو بکر شقیق سے، جمع ہو گئیں عورتیں جو بکا کر رہی تھیں خالدؓ بن الولید پر تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان پر کوئی گناہ نہیں اس سے کہ وہ ابو سلیمانؓ پر آنسو بہائیں جب تک سروں پر خاک ڈالنا اور چیخنا چلانا نہ ہو۔ کتاب الزکوٰۃ۔ مالکؒ، انھوں نے پڑھا مکتوب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا صدقہ کے بارے میں۔ کہا کہ میں نے اس میں یہ دیکھا بسم اللہ الرحمٰن الرحیم یہ مکتوب ہے صدقہ کے بیان میں۔ چوبیس اونٹوں میں اور اس سے کم میں بکریاں ہیں۔ ہر پانچ اونٹ میں ایک بکری۔ اور اس سے زیادہ پینتیس تک بنت مخاض ہے۔ اگر بنت مخاض نہ ہو تو ابن لبون نر اور اس سے اوپر پینتالیس تک بنت لبون ہے۔ اور اس سے اوپر ساٹھ تک حقہ ہے (یعنی تین برس کی اونٹنی جو چوتھے میں

[۱] فتنۃ الصدر یعنی سینہ کے فتنہ سے اخلاقِ مذمومہ اور عقائدِ باطلہ مراد ہیں جو سینہ سے متعلق ہیں ۱۲ [۲] نقع کے معنے ہیں بلند ہونا آواز کا اور غبار کا اور فریاد۔ لقلقۃ اضطراب وشدّت ملی ہوتی آواز کو کہتے ہیں ۱۲ [۳] بنتِ مخاض بچہ ناقہ جو دوسرے سال میں ہو اور ابن لبون وہ بچہ جو تیسرے سال میں ہو اور بنتِ لبون بچہّ مادہ جو تیسرے سال میں ہو اور حقہ وہ ناقہ جو چوتھے سال میں ہو۔ طروقۃ الفحل کے معنے ہیں کہ وہ نر کی جفتی کے قابل ہو جائے اور جذعہ وہ ہے جو پانچویں سال میں ہو ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

طَرُوقَۃُ الفَحْلِ وفیما فوق ذلک الی خمسٍ وّ سبعین جَذَعَۃٌ وفیما فوقَ ذلک الی تِسعینَ بنتا لبونٍ وفیما فوقَ ذلک الی عشرینَ و مآیۃٍ حِقّتانِ طَرُوقتا الفحلِ فمازاد علٰی ذلک من الابل ففی کلّ اربعینَ بنتُ لبون و فی کل خمسینَ حِقّۃٌ وفی سائِمۃِ الغنم اذا بلغت اربعینَ الٰی عشرین و مآیۃٍ شاۃٌ وفیما فوقَ ذلک الی مآتین شاتانِ وفیما فوقَ ذلک الٰی ثلٰث مآیۃٍ ثلٰث شیاہٍ فمازادَ علٰی ذلک ففی کلّ مآیۃٍ شاۃٌ ولا یُخرَج فی الصدقۃِ تیسٌ ولا ہرِمۃٌ ولا ذاتُ عوارٍ الا ماشآءَ المُصدِّقُ ولا یُجمَعُ بین مفترق ولا یُفَرَّقُ بینَ مجتمعٍ خشیۃَ الصدقۃِ وماکانَ من الخلیطین فانّہما یتراجعانِ بینہما بالسویّۃ وفی الرِقۃ اذا بلغت خمسَ اَواقٍ رُبعُ العُشرِ الشافعی عن انس بن عیاض عن موسے بن عُقبۃ عن نافعٍ عن ابن عمر ہٰذا کتاب الصدقۃ وفی اربع وعشرین من الابل مثلُ ماقال مالکؒ قلتُ قد شرحنا ہٰذا الکتاب فی المسوّٰی شرح الموطّا علی المذہبین مذہب ابی حنیفۃ ومذہب الشافعی آبو بکر عن الحسن کتب عمرُ الٰی ابی موسٰے

لگی ہو) کہ اس قابل ہو کہ نر اُس سے جفت ہو سکے۔ اور اس سے اوپر پچھتر تک ایک جذعہ ہے اور اس سے اوپر نوّے تک دو بنتِ لبون ہیں اور اس سے اوپر ایک سو بیس تک دو حقّہ ہیں جو اس قابل ہوں کہ نر اُن سے جفت ہو سکے۔ اور جب اونٹ اس سے زیادہ ہو جائیں تو ہر چالیس میں ایک بنتِ لبون اور ہر پچاس میں ایک حِقّہ۔ اور جنگل عہ میں چرنے والی بکریوں میں جب وہ چالیس ہو جائیں ایک سو بیس تک ایک بکری ہے اور اس سے اوپر تین سو تک تین بکریاں اور جو اس سے زیادہ ہوں تو ہر سَو میں ایک بکری۔ اور صدقہ میں تیس نہ نکالا جائے (یعنی وہ بکرا جو جفتی کے لئے ہو) اور نہ بوڑھی بکری اور نہ عیب دار بجز اس کے جو صدقہ دینے والا چاہے۔ اور جمع عہ نہ کیا جائے جُدا جُدا کو اور جدا جدا نہ کیا جائے مجتمع کو صدقہ کے اندیشہ سے۔ اور جو (ریوڑ) دو ساجھیوں کا ہوگا تو وہ دونوں آپس میں برابر برابر کا حساب کر لیں۔ اور چاندی میں جب پانچ اوقیے (یعنی دو سو درہم) تک پہنچ جائے دسویں حصہ کا چوتھائی (یعنی چالیسواں حصہ) ہے۔ شافعیؒ انس بن عیاض سے وہ موسےٰ ابن عُقبہ سے وہ نافع سے وہ ابن عمرؓ سے یہ کتاب (مکتوب) صدقہ ہے اور اونٹوں میں سے چوبیس میں، حسب روایت امام مالکؒ۔ میں کہتا ہوں کہ ہم نے المسوّٰی شرح موطّا میں اس مکتوب کی شرح کر دی ہے مذہب ابو حنیفہؒ اور مذہب شافعیؒ دونوں کے اعتبار سے۔ آبو بکر حسنؒ سے، عمرؓ نے ابو موسیٰؓ کو لکھا۔

عہ گھر میں پلی ہوتی بکریوں پر جن کو مول لے کر چارہ کھلایا جاتا ہے زکوٰۃ نہیں ہے ۱۲ مترجم عہ اس میں صدقہ دینے والے مالک اور لینے والے دونوں کے حق میں نہی کا احتمال ہے۔ مالک کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس چالیس بکریاں ہیں اس نے زکوٰۃ کے خوف سے اُن کو جدا جدا کر دیا یا دوسرے شخص کے اسی قدر مال کے ساتھ اپنے مال کو مخلوط کر دیا تاکہ اس کے ذمہ آدھی بکری واجب ہو۔ اور لینے والے کی مثال یہ ہے کہ ایک شخص کے پاس ایک سو بیس بکریاں ہیں۔ محصّلِ زکوٰۃ ان کو چالیس چالیس کے تین حصوں میں تقسیم کر دے تاکہ تین بکریاں واجب ہو جائیں۔ یا یہ صورت تھی کہ چالیس متفرق بکریاں دو آدمیوں کی تھیں وہ اُن کو جمع کرنے تاکہ نصاب کامل ہو جائے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فما زاد علی المائتین ففی کل اربعین درہما درہم قلت معناہ عند ابی حنیفۃ لا یؤخذ فی اقل من الاربعین اذا زاد علی مائتین وعند الشافعی ہذا بیان الکسر ببیان مخرجہ مالک والشافعی عن سفیان بن عبد اللہ الثقفی ان عمر بن الخطاب بعثہ مصدقا فکان یعد علی الناس بالسخل فقالوا أتعد علینا بالسخل ولا تاخذ منہ شیئا فلما قدم علی عمر بن الخطاب ذکر ذلک لہ فقال عمر نعم نعد علیہم بالسخلۃ یحملہا الراعی ولا ناخذہا ولا ناخذ الاکولۃ ولا الربا ولا الماخض ولا فحل الغنم وناخذ الجذعۃ والثنیۃ وذلک عدل بین غذاء الغنم وخیارہ والسخلۃ الصغیرۃ حین تنتج والربا التی قد وضعت فہی تربی ولدہا والماخض ہی الحامل والاکولۃ ہی شاۃ اللحم التی تسمن لتؤکل ابوبکر قال عمر اذا وقف الرجل علیکم غنمہ

تو جو کچھ دو سو (درہم) سے زیادہ ہو اُس میں ہر چالیس درہم پر ایک درہم ہے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ابوحنیفہ رحؒ کے نزدیک یہ ہیں کہ جب دوسو سے بڑھے تو چالیس سے کم میں لیا جاتے اور شافعیؒ کے نزدیک بیانِ مخرج کے ساتھ یہ کسر کا بیان ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سفیان بن عبداللہ ثقفی سے کہ ان کو عمرؓ بن الخطاب نے مصدّق (وصول کنندہ صدقات) بنا کر بھیجا، تو وہ لوگوں کے پاس جو بکری کے بچے تھے ان کو (نصاب میں) شمار کرتے تھے۔ اُنھوں نے کہا کہ تم ہمارے بکری کے بچوں کو (نصاب میں) شمار تو کر لیتے ہو اور ان میں سے کچھ لیتے نہیں ہو۔ تو جب سفیان عمرؓ بن الخطاب کے پاس آتے تو اُن سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ نے کہا ہاں ہم ایسے بکری کے بچوں کو بھی شمار کرتے ہیں جن کو چرواہا اپنے اوپر اُٹھاتا ہے اور ہم اس کو نہیں لیتے اور اس کو بھی نہیں لیتے جو اکولہ ہوتی اور نہ ربّا کو لیتے ہیں اور نہ ماخض کو لیتے ہیں اور نہ بکریوں کو گابھن کرنے والے نر کو لیتے ہیں (یہ کیا تھوڑی رعایت ہے؟) ہم جذعہ (یعنی چھ ماہ سے زیادہ کی بھیڑ) اور ثنیہ (یعنی ایک سال سے زیادہ کی بکری) کو لیتے ہیں اور یہ درمیانی درجہ ہے بکری کے چھوٹے بچوں اور اُن کے بہترین درجہ کی بکریوں کے مابین۔ سخلہ چھوٹا سا بچہ جو حال میں پیدا ہوا ہو ربّاء جس نے بچے دیتے ہوں اور وہ اپنے بچوں کو پال رہی ہو ماخض جو گیا بھن ہو۔ اکولہ گوشت والی بکری جس کو کھانے کے لئے موٹا کیا گیا ہو۔ ابوبکر، عمرؓ نے فرمایا کہ جب کوئی شخص تمھارے سامنے بکریاں

ع۵ غذار جمع ہے غذی بروزن غنی کی جس کے معنے ہیں بکری کا بچہ۔ لوگوں نے یہ شکایت کی تھی کہ نہ آپ زکوٰۃ میں جب کہ بکری کے چھوٹے سے بچہ کو بھی تم گنتی میں لے لیتے ہو تو بچوں کو زکوٰۃ میں لینا بھی چاہیے۔ اس پر فرمایا کہ ہم بچہ کو شمار میں لیتے ہیں اور زکوٰۃ میں نہیں لیتے تو جو تمھارا بہترین مال یعنی عمدہ بکریاں ہوتی ہیں وہ بھی تو نہیں لیتے تو ہم نے زکوٰۃ میں اوسط درجہ کو اختیار کر لیا جو گھٹیا اور عمدہ کا درمیانی مرتبہ ہے۔ یہ بمقتضائے عدل کیا گیا ہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فأصدعوها صدعين ثم اختاروا من
النصف الآخر ابوبکر عن مجاهد عن عمر لیس
فی الخضراوات زکوٰۃ الشافعی عن عمرو بن
دینار ان عمر بن الخطاب قال ابتغوا فی
اموال الیتامی لا تستهلکها الزکوٰۃ ابوبکر
عن الزهری و مکحول عن عمر نحواً من ذلک
البیهقی سئل عمر بن الخطاب أعلى
المملوک زکوٰۃ قال لا قیل على من هی
فقال على مالکه الشافعی عن ابن شهاب
ان ابابکر و عمر لم یکونا یاخذان الصدقة
نسیئة ولکن یبعثان علیها فی الجدب
و الخصب والسمن و العجف لان اخذها
فی کل عام من رسول الله صلی الله علیه
وسلم سنة الشافعی روی عن عمر انه اخر
الصدقة عام الرمادة ثم بعث مصدقاً
فاخذ عقالین عقالین ولیس بالثابت
الشافعی قد کانت النواضح على عهد
رسول الله صلی الله علیه وسلم و خلفائه فلم
اعلم احداً روی ان رسول الله صلی الله
علیه وسلم اخذ منها صدقة ولا احداً من
خلفائه ولا شک ان شاء الله ان کان یکون
للرجل الخمس واکثر مالک والشافعی
عن سلیمان بن یسار ان اهل الشام
قالوا لابی عبیدة بن الجراح
خذ من خیلنا صدقة فابی

لے کر کھڑا ہو تو ان کو دو ٹکڑیوں میں کر دو نصف آخر میں سے تم
زکوٰۃ کے لئے منتخب کر لو۔ ابوبکر از مجاہد از عمرؓ فرمایا کہ سبزیوں
یعنی ترکاریوں، میووں میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ شافعیؒ عمرو بن دینار
سے، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یتامیٰ کے اموال کو تجارت
میں لگاتے رہو، ایسا نہ ہو کہ ان کو زکوٰۃ ختم کر دے۔ ابوبکر
زہری و مکحول سے، عمرؓ سے حسب روایت مذکورہ۔ بیہقی عمرؓ
ابن الخطاب سے پوچھا گیا کیا مملوک پر زکوٰۃ ہے؟ کہا کہ نہیں!
کہا گیا کہ کس پر ہے؟ تو فرمایا کہ اس کے مالک پر۔ شافعیؒ ابن
شہاب سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ صدقہ میں ادھار قبول نہیں کیا
کرتے تھے یہ دونوں حضرات (وصول صدقات کے لئے) بھیجا
کرتے تھے قحط میں اور ارزانی میں اور فربہی کے زمانہ میں اور
لاغری کے زمانہ میں کیونکہ اس کا وصول کرنا ہر سال میں سنت
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے۔ شافعیؒ نے
روایت کیا عمرؓ سے کہ انھوں نے (ایک قحط کے سال) عام الرمادہ
میں صدقہ کو مؤخر کر دیا تھا پھر بھیجا صدقات لینے والوں کو
اور (دو سال کی زکوٰۃ) دو دو مہار شتر وصول کی۔ اور یہ ثابت
نہیں۔ شافعیؒ کہتے ہیں پانی لانے والے اونٹ رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفاءؓ کے عہد میں موجود تھے مگر میں
نہیں جانتا کہ کسی نے یہ روایت کیا ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے یا آپؐ کے خلفاءؓ میں سے کسی نے ان میں سے
صدقہ وصول کیا ہو اور کوئی شک نہیں اگر اللہ چاہتا تو ایسا
ہوتا۔ بیشک ایک (پانی ڈھونے والے) آدمی کے پاس پانچ
اور اس سے زیادہ اونٹ ہوتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ سلیمان
ابن یسار سے، کہ اہل شام نے ابو عبیدہؓ بن الجراح سے کہا کہ ہمارے
گھوڑوں میں سے صدقہ لیجیے تو انھوں نے انکار کر دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ثم کتب الی عمر بن الخطاب فأبی عمر ثم کلموہ ایضا فکتب الیہ عمر ان احبوا فخذہا منہم واردد ہا علیہم وارزق رقیقہم قال مالک وارددہا علیہم بقول علی فقرائہم ابوبکر عن شبل عن عمر نحوا من ذلک الشافعی عن السائب بن یزید ان عمر امر ان یؤخذ من الفرس شاتین اوعشرۃ او عشرین درہماً ابوبکر ان عمر کان یؤتی بصدقۃ الخیل قلت وجہ الجمع انہم بذلوا صدقۃ خیلہم ورقیقہم طوعا من غیر ان تکون واجباً علیہم فقبل عمر ذلک کذلک جمع الشافعی وغیرہ وقال الشافعی سمعت بعض من لایقول بنصاب خمسۃ اوساق یقول قد قام بالامر بعد النبی صلی اللہ علیہ وسلم ابوبکر وعمر وعثمان وعلی واخذوا الصدقات فی البلدان اخذا عاما زمانا طویلاً فما روی عنہم انہم قالوا لیس فیما دون خمسۃ اوسق صدقۃ بل ما رواہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم الا ابوسعید الخدری ثم اجاب الشافعی بما حاصلہ ان الحدیث صحیح من روایۃ ابی سعید وجابر موجود فی کتاب عمرو

پھر ابو عبیدہ رضؓ نے عمر رضؓ بن الخطاب کو لکھا تو عمر رضؓ نے بھی انکار کردیا۔ پھر لوگوں نے اُن سے وہی گفتگو کی تو عمر رضؓ نے لکھا کہ اگر یہ لوگ اس کی خواہش رکھتے ہیں تو اس کو ان لوگوں سے لے لو اور اس کو ان پر لوٹا دو اور اُن کے لونڈی غلاموں کو دے دو (کہ وہ اُن سے منتفع ہوں) مالکؒ کے قول کہ "اس کو ان پر لوٹا دو" کا یہ مطلب ہے کہ اُن کے فقراء پر لوٹا دو۔ ابوبکر شبل سے وہ عمر رضؓ سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ سائب بن یزید سے، کہ عمر رضؓ نے حکم دیا کہ گھوڑے سے (صدقہ میں) دو بکریاں لے لیجائیں یا دس یا بیس درہم لے لئے جائیں۔ ابوبکر نے کہا کہ عمر رضؓ کے پاس گھوڑوں کا صدقہ لایا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع روایات کی یہ صورت ہے کہ اُنھوں نے اپنے گھوڑوں اور لونڈی غلاموں کا صدقہ اپنی خوشی سے نکالا بغیر اس کے کہ ان کے اوپر واجب ہو اور عمر رضؓ نے اس کو قبول کرلیا۔ اسی طرح جمع کیا شافعیؒ وغیرہ نے۔ اور کہا شافعیؒ نے کہ میں نے بعض ایسے لوگوں سے جو پانچ اوساقؑ کے نصاب کے قائل نہیں ہیں سنا کہ وہ یہ کہتے تھے کہ بعد نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ ہوتے ابوبکر رضؓ اور عمر رضؓ اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور اُنھوں نے عام طور پر اور زمانہ طویل تک شہروں میں صدقات وصول کئے اور ان میں سے کسی سے یہ روایت نہیں کیا گیا کہ اُنھوں نے یہ کہا ہو کہ پانچ وسق سے کم میں صدقہ نہیں ہے۔ اس کو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے بجز ابوسعید خدری رضؓ کے کسی نے بھی روایت نہ کیا۔ پھر شافعیؒ نے جواب دیا جس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث صحیح ہے ابوسعید رضؓ اور جابر رضؓ کی روایت سے جو عمرو

ع ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے یعنی تین سو بیس رطل کا ملک حجاز میں۔ اور ملکِ عراق میں چار سو اسی رطل کا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن حزم فوجب العمل به ولم یذکرہ عن الائمة ان الحدیث ظہر فی زمانہم فتکلموا فیہ قلت بل ذکر مالک سنۃ اہل المدینۃ علی ما رُوینا عن ابی سعید البیہقی عن مطر الانصاری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم لم یکن یخرص العرایا ولا ابوبکر ولا عمر قلت الاوجہ عندی ان المراد بالعرایا ما دون خمسۃ اوسق وسیأتیک من حدیث مالک والشافعی فی البیوع ما یشہد لذلک الشافعی فی القدیم عن بشیر بن یسار ان عمر بن الخطاب کان یبعث اباخیثمۃ خارصاً (اندازہ کنندہ) یخرص النخل فیأمرہ اذا وجد القوم فی حائطہم ان یدع لہم قدر ما یأکلون البیہقی عن عثمان بن عطاء الخراسانی ان عمر بن الخطاب قال فیہ العشر یعنی الزیتون اذا بلغ خمسۃ اوسق من عصیرہ اخذ عشر زیتہ البیہقی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً جاء الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعشور نحل لہ وسألہ ان یحمی وادیاً یقال لہ سلبۃ فحماہ لہ فلما ولی عمر کتب سفیان بن وہب الی عمر بن الخطاب یسألہ عن ذلک فکتب عمر ان ادّی الیک ما کان یؤدی

ابن حزم کی کتاب میں موجود ہے تو اس پر عمل کرنا واجب ہے اور ائمہ میں سے کسی سے بھی یہ منقول نہیں ہے کہ یہ حدیث ان کے زمانہ میں ظاہر ہوئی ہو پھر انھوں نے اس میں کلام کیا ہو۔ میں کہتا ہوں بلکہ مالک رح نے بر بناء روایت ابو سعید اس کو اہل مدینہ کی سُنّت ذکر کیا ہے۔ بیہقی مطر الانصاری سے، کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم عرایا[ع] پر خرص (اندازہ) نہیں کرایا کرتے تھے اور نہ ابو بکر رض اور نہ عمر رض۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ عرایا سے مراد ہے وہ کہ جو پانچ وسق سے کم ہو۔ اور تمہارے سامنے مالک رح اور شافعی رح کی حدیث عنقریب بیوع کے باب میں آئے گی جو اس کی شہادت دیگی۔ شافعی رح مسلک قدیم میں، بشیر بن یسار سے مروی ہے کہ عمر رض بن الخطاب ابو خیثمہ کو اندازہ کرنے والا بنا کر بھیجا کرتے تھے جو کھجوروں کا اندازہ کرتے تھے اور ان کو یہ حکم دیتے تھے کہ اگر وہ کچھ لوگوں کو ان کے باغ میں پائیں تو اتنی مقدار چھوڑ دیں جو اُن کے کھانے کے لئے کافی ہو۔ بیہقی عثمان ابن عطاء خراسانی سے کہ عمر رض بن الخطاب نے کہا کہ اس میں دسواں حصّہ ہے یعنی زیتون میں جب اس کا شیرہ (یعنی تیل) پانچ وسق تک پہنچ جاتے تو اس کے تیل کا دسواں حصہ لے لیا جائے۔ بیہقی عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ ایک شخص رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اپنے شہد کا عشر لایا اور آپ سے درخواست کی کہ اس وادی کو جس کو سَلَبہ کہا جاتا تھا اس کے ٹھیکہ میں دیدیں تو آپ نے اس کو ٹھیکہ میں دیدیا۔ پھر جب عمر رض خلیفہ ہوئے تو سفیان بن وہب نے عمر رض بن خطاب کو خط لکھا جس میں اس کے بارے میں دریافت کیا تو عمر رض نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ تم کو شہد کا

ع عرایا جمع ہے عریہ کی جسکے معنے اس درخت خرما کے ہیں جو عاریۃً کسی محتاج کو دیا جائے کہ وہ اس کا پھل اپنے اوپر صرف کرے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من
عشورِ نحلہ فاحم لہ سلبۃ والا فانما
ہو ذباب غیث یاکلہ من شاء (نام وادی) قلت
ہذا مفسر لیس بعدہ اشتباہ فی العسل
الشافعی عن ابی عمرو بن حماس ان اباہ
قال مررت بعمر بن الخطاب وعلی عنقی
ادمۃ احملہا فقال عمر الا تؤدی
زکاتک (جمع ادیم) یا حماس فقلت یا امیر المومنین
مالی غیر ہذا الذی علی ظہری واہبۃ فی
القرظ قال ذاک مال فضع فوضعتہا
بین یدیہ فحسبہا فوجدہا قد وجبت فیہا
الزکوۃ فاخذ منہا الزکوۃ مالک والشافعی
عن عائشۃ زوج النبی صلی اللہ علیہ
وسلم انہا قالت مر علی عمر بن
الخطاب بغنم من الصدقۃ فرای
فیہا شاۃ حافلاً (کثیر اللبن) ذات ضرع (پستان) عظیم فقال عمر بن الخطاب ماہذہ الشاۃ
فقالوا شاۃ من الصدقۃ فقال عمر
ما اعطی ہذہ اہلہا وہم طائعون لاتفتنوا
الناس لاتاخذوا حزرات المسلمین (جمع حزرۃ بمعنی مال عمدہ)
نکبوا عن الطعام مالک عن زید بن
اسلم عن ابیہ قال سمعت عمر بن
الخطاب یقول حملت علی
فرس عتیق فی سبیل اللہ و
کان الرجل (اصیل) ہو الذی عندہ

دسواں حصہ ادا کرتا رہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو
ادا کرتا رہا ہے تو سلبہ کو اس کے ٹھیکہ میں رہنے دو ورنہ
وہ بارش کی مکھیاں ہیں جو شخص ان میں سے کھانا چاہے کھائے۔
میں کہتا ہوں کہ یہ تفسیر شدہ ہے اس کے بعد شہد میں کوئی اشتباہ
نہیں ہے۔ شافعیؒ ابی عمرو بن حماس سے۔ کہ اُن کے باپ نے کہا کہ
میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے گزرا اور میری گردن پر چند
کھالیں تھیں جن کو میں اُٹھاتے ہوئے تھا۔ تو عمرؓ نے فرمایا
کہ اے حماس تو اپنی زکوٰۃ نہیں ادا کرتا تو میں نے کہا کہ اے
امیر المومنینؓ! میرے پاس بجز اس کے جو میری پیٹھ پر ہے اور
اُن چند کھالوں کے جو قرظ (پتوں) میں رکھی ہوئی ہیں اور
کچھ نہیں۔ فرمایا کہ یہ بھی مال ہے۔ نیچے رکھ۔ تو میں نے اُن کو
آپ کے سامنے رکھ دیا تو آپ نے ان کو ٹٹولا اور اس قابل
پایا کہ ان میں زکوٰۃ واجب ہے تو اُن میں سے زکوٰۃ وصول
کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے عائشہؓ زوجۃ النبی صلے اللہ علیہ
وسلم سے کہ اُنھوں نے بیان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کا صدقہ
کی بکریوں پر گزر ہوا اُن میں اُنھوں نے ایک دودھیل بکری
دیکھی جس کے بڑے بڑے تھن تھے تو عمرؓ بن الخطاب نے
کہا کہ یہ بکری کیسی ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ صدقہ کی بکری ہے
تو عمرؓ نے کہا کہ جن لوگوں نے یہ بکری دی وہ خوشی سے
نہیں دی ہوگی۔ تم لوگوں کو تکلیف میں نہ ڈالنا اور
مسلمانوں کا بہترین مال نہ لے لینا۔ کھانے پینے کی چیزیں لینے
سے اعراض کرو۔ مالکؒ زید بن اسلمؒ سے وہ اپنے باپ سے،
کہا کہ میں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے کہ کہتے تھے کہ میں نے
(ایک شخص کو) فی سبیل اللہ ایک اعلیٰ نسل کا گھوڑا دیا اور
وہ شخص بھی اُن کے پاس موجود تھا اور اس نے (اس گھوڑے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قد أضاعه فاردت أن أشتريه منه وظننت انه بايعه برخص (ارزانی ۱۲) قال فسألت عن ذلك رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال لا تشتره وإن أعطاكه بدرهم واحد فان العائد في صدقته كالكلب يعود في قيئه. ابوبكر عن عبد الرحمن البيلماني قال ابو بكر الصديق رضہ مما يوصي به عمر من ادى الزكوٰة الى غير ولاتها لم يقبل منه صدقة ولو تصدق بالدنيا جميعا. ابوبكر عن محمد يعني ابن سيرين كانت الصدقة تدفع الى النبي صلى الله عليه وسلم ومن امر به والى ابي بكر ومن امر به والى عمر ومن امر به والى عثمان ومن امر به فلما قتل عثمان اختلفوا فمنهم من رأى ان يدفعها اليهم ومن رأى يقسمها هو الحديث. ابوبكر عن عبد الملك بن ابي بكر ان عمر قال احسب دينك وما عندك فاجمع ذلك جميعا ثم زكه. ابوبكر عن عمر في قوله تعالى انما الصدقات للفقراء فقال هم زمناء (برجاماندگان ۱۲) اهل الكتاب

کی خدمت نہ کر کے) اُس کو خراب کر دیا تھا۔ تو میں نے ارادہ کیا کہ میں اُس سے اُس گھوڑے کو خرید لوں اور میں نے گمان کیا تھا کہ وہ اُس کو سستا بیچنے والا ہے۔ عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اس کو نہ خریدنا اگرچہ وہ تجھ کو ایک درہم کو دینے لگے۔ کیونکہ اپنے صدقہ کو لوٹانے والا مثل اُس کُتّے کے ہے جو اپنی قے کو چاٹنے لگتا ہے۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بیلمانی سے، کہا کہ ابوبکر صدیقؓ نے اُن وصیتوں میں سے جو عمرؓ کو کی تھیں یہ بھی فرمایا کہ جو زکوٰۃ کو والیِ زکوٰۃ کو چھوڑ کر (جو منجانب خلیفہ مقرر ہوتا ہے) دوسرے کو دے گا اُس کا کوئی صدقہ قبول (یعنی تسلیم) نہ کیا جائے گا چاہے ساری دنیا صدقہ میں دیدے۔ ابوبکر محمد یعنی ابنِ سیرین سے، صدقہ دیا جاتا تھا نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو یا جس کو آپ نے اس پر مامور کیا اور ابوبکرؓ کو دیا جاتا تھا اور جس کو اُنھوں نے اس پر مامور کیا اور عمرؓ کو اور جس کو اُنھوں نے اس پر مامور کیا اور عثمانؓ کو اور جس کو اُنھوں نے اس پر مامور کیا۔ پھر جب عثمانؓ قتل کر دیئے گئے تو لوگ مختلف الرائے ہو گئے۔ بعض کی رائے یہ ہوئی کہ ان ہی کو (یعنی خلفاءؓ اور ان کے مامورین ہی کو) دیا جائے۔ اور بعض کی یہ رائے ہوئی کہ وہ خود اس کو تقسیم کر دے، الحدیث۔ ابوبکر عبدالملک بن ابی بکر سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اپنے قرض کا حساب کر اور جو تیرے پاس ہے ان سب کو جمع کر (یعنی ملحوظ کر لے کہ تیرے پاس کیا بچے گا) پھر اس کی زکوٰۃ دے۔ ابوبکر عمرؓ سے بابت ارشاد الٰہی اِنَّمَا الصَّدَقٰتُ لِلْفُقَرَآءِ (یعنی صدقات فُقراء کے لئے ہیں الخ) آپ نے فرمایا وہ فقراء اہلِ کتاب میں کے زُمناء ہیں (یعنی وہ معذورین جن کے ہاتھ پاؤں مارے گئے)

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أبو بكر عن عطاء أن عمر كان يأخذ العرض في الصدقة من الورق وغيره زاد في رواية ويعطيها في صنف واحد مما سمى الله أبو بكر عن عبد الرحمن بن عبد القاري وكان على بيت المال في زمن عمر فكان اذا خرج العطاء جمع عمر أموال التجار فيحسب عاجلها وآجلها ثم يأخذ الزكوٰة من الشاهد والغائب أبو بكر عن طارق أن عمر بن الخطاب كان يعطيهم العطاء ولا يزكيه قلت اما قوله لا يزكيه فمعناه لا يأخذ من العطاء زكوٰة لانه لم يحل عليه الحول من حين تقبض واما قوله ثم يأخذ الزكوٰة فمعناه يأخذ زكوٰة أموال التجارة التي حال عليها الحول في أيديهم من مال العطاء قوله فيحسب عاجلها وآجلها يعني ما كان له دينا مؤجلا او معجلا على أحد او موجودا في يده أبو بكر عن الحسن قال عمر اذا تحولت الصدقة الى غير الذي تصدق عليه فلا بأس أن يشتريها أبو بكر عن زياد بن حدير بعثني عمر على العشور وأمرني ان لا أفتش (نیک تلاش نکنم) أحدا أبو بكر عن زياد ابن حدير بعثني عمر على السواد ونهاني أن أعشر

ابوبکر عطاء سے، کہ عمرؓ زکوٰۃ میں سامان اور پونجی ورق نقرہ وغیرہ لیتے تھے۔ اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے اور اس کو اُن ہی کو دیا کرتے تھے جو اس ایک صنف میں داخل ہیں جن کو اللہ نے متعین کردیا ہے۔ ابوبکر عبدالرحمٰن بن عبدالقاری سے اور یہ عمرؓ کے زمانہ میں بیت المال پر متعین تھے۔ معمول یہ تھا کہ جب عطاء کا حساب ہوتا تو عمرؓ تجار کے اموال کو جمع کرتے پھر حساب کرتے اُن کے جلد حاصل ہونے والے (قرض) کا اور دیر میں حاصل ہونے والے کا، پھر زکوٰۃ لیتے حاضر اور غائب (مال) سے۔ ابوبکر طارق سے، کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں کو وظائف دیتے تھے اور اس سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عطاء (یعنی وظیفہ) میں سے زکوٰۃ نہیں لیتے تھے کیونکہ اس پر سال نہیں گزرا ہوا ہوتا تھا جب سے وہ اُس پر قابض ہوتے۔ اور (پچھلی حدیث عبدالرحمٰن بن عبدالقاری میں) اس قول کا کہ ثم یاخذ الزکوٰۃ (یعنی پھر زکوٰۃ لیتے) یہ مطلب ہے کہ ان اموال تجارت کی زکوٰۃ لیتے جو مال عطاء میں سے ان کے قبضہ میں ہوتا اور اس پر سال گزر چکا ہوتا اور قول فیحسب عاجلہا و آجلہا کا یہ مطلب ہے کہ جو اُن کا قرض کسی پر ہوتا دیر میں وصول ہونے والا یا جلد وصول ہونے والا اس کا اور جو اُن کے قبضہ میں ہوتا ان سب کا حساب کرتے۔ ابوبکر حسن سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جب صدقہ جس کو دیا گیا تھا اس سے نکل کر دوسرے شخص کی ملک میں چلا جاتے تو اُس کے خریدنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ ابوبکر زیاد بن حُدیر سے، مجھے لوگوں سے عشر کے وصول کرنے پر عمرؓ نے بھیجا اور مجھے حکم دیا کہ میں کسی کی تلاشی نہ لوں۔ ابوبکر زیاد بن حُدیر سے، مجھے عمرؓ نے سواد (عراق کے زرعی علاقہ) پر بھیجا اور مجھے اس سے منع کیا کہ میں کسی مسلمان سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مسلماً قلت العشور علی اہل الحرب و
نصف العشر علی اہل الذمۃ و
ربع العشر زکوٰۃ المسلمین ابوبکر عن
جماعۃ ان عمر بن الخطاب صالح
نصاریٰ بنی تغلب علی ان یضعف
علیہم الزکوٰۃ مرتین ابوبکر عن الحسن
صاع عمر ثمانیۃ ارطال البیہقی
وغیرہ ان صاع النبی صلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم و خلفائہ خمسۃ
ارطال و ثلث رطل قلت اہل
البلد اعرف بصاعہم ابوبکر عن
الشعبی ان غلاماً من العرب وجد
ستوقۃ فیہا عشرۃ آلاف
فاتی بہا عمر فاخذ منہا خمسہا
الفین و اعطاہ ثمانیۃ آلاف

کتاب الصیام البیہقی عن ابن
ابی لیلیٰ کان الرجل اذا افطر
فنامت امرأتہ لم یاتہا و اذا
نام لم یطعم لم یطعم الی مثلہا
من القابلۃ (شب آئندہ ۱۲) حتی جاء عمر بن
الخطاب یرید امرأتہ قالت
انی قد نمت قال انما
تعتلین (بہانہ میکنی ۱۲) فوقع بہا و جاء
رجل من الانصار فاراد ان یطعم فقالوا
حتی نسخن (گرم کنیم ۱۲) لک شیئاً فنام فنزلت احل لکم

عشر وصول کروں۔ میں کہتا ہوں کہ عشر ہوتے ہیں (یعنی دسواں
حصہ) اہل حرب پر اور نصف عشر (بیسواں حصہ) اہل ذمہ پر
اور ربع العشر (چالیسواں حصہ) مسلمانوں کی زکوٰۃ ہے۔ ابوبکر
ایک جماعت سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے نصاریٰ بنی تغلب سے
اس امر پر مصالحت کی کہ ان پر زکوٰۃ لگائی جاتے دو مرتبہ کی
تضعیف سے (یعنی زکوٰۃ کا دوگنا لگایا جاتے جو بیسواں حصہ
ہوگا) ابوبکر حسن سے، عمرؓ کا صاع آٹھ رطل کا تھا بیہقی
وغیرہ کا قول ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور اُن کے خلفاءؓ
کا صاع پانچ اور ایک تہائی رطل کا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ اہل
شہر اپنے صاع کو سب سے زیادہ پہچانتے ہیں۔ ابوبکر شعبی سے
کہ عرب میں کے ایک غلام نے ایک تھیلا پایا جس میں دس ہزار
تھے وہ اس کو عمرؓ کے پاس لایا تو اس میں سے اُنھوں نے
اس کا پانچواں حصہ دو ہزار لئے اور آٹھ ہزار اُس کو دیدیئے۔

کتاب الصیام بیہقی ابو لیلےٰ سے۔ (ابتداء میں معمول یہ تھا
کہ) جب کوئی شخص افطار کرلیتا پھر اس کی بیوی سوجاتی تو پھر
وہ اُس کے پاس نہیں جاتا تھا (یعنی جماع نہیں کرتا تھا۔)
اور جب کوئی سوگیا اور اس نے کھانا نہ کھایا تو وہ آئندہ رات
کے اسی کے مثل (یعنی سونے کے وقت) تک کھانا نہ کھائے گا
یہاں تک کہ (یہ واقعہ پیش آیا کہ) عمرؓ بن الخطاب نے اپنی
بی بی کے پاس آنے کا ارادہ کیا اُس نے کہا کہ میں تو سوگئی تھی
تو عمرؓ نے کہا کہ تو محض بہانہ کررہی ہے اور اس سے ہم بستر
ہوگئے۔ اور ایک شخص انصار میں کا آیا اور اس نے کھانے کا
ارادہ کیا۔ گھر والوں نے کہا کہ (ذرا ٹھہر جاؤ) ہم کچھ گرم
کردیں۔ وہ شخص سوگیا تو یہ آیت نازل ہوئی اُحل لکم
لیلۃ الصیام تا الی اللیل (۲: ۱۸۷) تم لوگوں کے واسطے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ إِلَى نِسَآئِكُمْ إلى
قوله أَتِمُّوا الصِّيَامَ إِلَى اللَّيْلِ (بتمام) قال
ابو بكر هشيم عن مجالد عن الشعبي
عن عليؓ انه كان يخطب اذا حضر
رمضان فيقول الا لا تقدموا الشهر
اذا رأيتم الهلال فصوموا واذا رأيتم
الهلال فافطروا فان اغمي عليكم
فاتموا العدة قال ابو بكر هشيم
عن مجالد عن الشعبي عن مسروق
عن عمر مثل ذلك الا لا تقدموا
الشهر البيهقي روى مجالد عن
الشعبي ان عمر وعليا كانا ينهيان
عن صوم الذي يشك فيه من
رمضان ابو بكر عن سويد بن غفلة
سمعت عمر يقول شهر
ثلثون وشهر تسع وعشرون
ابو بكر والبيهقي عن ابي وائل اتانا
كتاب عمر ان الاهلة بعضها
اكبر من بعض فاذا رأيتم
الهلال نهارا فلا تفطروا
حتى يشهد رجلان مسلمان
انهما اهلاه امس ابو بكر عن
ابي ليلى ان عمر بن
الخطاب اجاز شهادة
رجل

لعله في ليلة ذات علة ۱۲

روزے کی شب میں اپنی بیبیوں سے مشغول ہونا حلال کر دیا گیا کیونکہ وہ تمہارے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے) ہیں اور تم ان کے (بجائے) اوڑھنے بچھونے کے) ہو۔ خدا تعالیٰ کو اس کی خبر تھی کہ تم خیانت (کر) کے گناہ میں اپنے کو مبتلا کر رہے تھے (مگر) خیر اللہ تعالیٰ نے تم پر عنایت فرمائی اور تم سے گناہ کو دھو دیا اب ان سے ملو ملاؤ اور جو (قانون اجازت) تمہارے لئے تجویز کر دیا ہے (بلا تکلف) اس کا سامان کرو اور کھاؤ اور پیو (بھی) اس وقت تک کہ تم کو سفید خط (کہ عبارت ہے نور سے) صبح (صادق) کا متمیز ہو جاوے سیاہ خط سے۔ پھر (صبح صادق سے) رات تک روزہ کو پورا کر لیا کرو۔" ابو بکر نے کہا ہشیم از مجالد از شعبی از علیؓ کہ وہ خطبہ دیا کرتے تھے جب رمضان آتا تھا اور فرماتے کہ خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو جب تم ہلال کو دیکھو تو روزہ رکھو اور جب تم ہلال کو دیکھو تو افطار کرو۔ پھر اگر چاند تم سے چھپ جائے (گرد و غبار یا ابر کی وجہ سے نظر نہ آئے) تو شمار پوری کرو۔ ابو بکر ہشیم از مجالد از شعبی از مسروق از عمرؓ مثل حدیث مذکور یعنی خبردار مہینے کو مقدم نہ کرو۔ بیہقی، مجالد نے روایت کیا شعبی سے کہ عمرؓ اور علیؓ دونوں منع کیا کرتے تھے اُس دن کے روزے سے جس میں شک کیا جاتا ہے کہ یہ رمضان کا ہے۔ ابو بکر سوید بن غفلہ سے کہ میں نے عمرؓ سے سنا کہتے تھے کہ کوئی مہینہ تیس (دن) کا اور کوئی مہینہ انتیس دن کا ہوتا ہے۔ ابو بکر اور بیہقی ابو وائل سے کہ ہمارے پاس عمرؓ کا مکتوب آیا کہ بعض ہلال بعض سے بڑے ہوتے ہیں تو جب تم ہلال کو دن میں دیکھ لو تو (رمضان کو ختم سمجھ کر) افطار نہ کرو جب تک دو مسلمان مرد یہ شہادت نہ دیں کہ ان دونوں نے کل شام چاند دیکھا تھا۔ ابو بکر ابو لیلیٰ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جائز رکھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

في الهلال الشافعي عن عاصم بن عمر
عن عمر بن الخطاب قال رسول الله
صلى الله عليه وسلم اذا أدبر النهار
و اقبل الليل و غربت الشمس فقد
أفطر الصائم أبو بكر و البخاري و مسلم
نحواً من ذلك مالك والشافعي عن
زيد بن اسلم عن اخيه خالد بن اسلم
ان عمر بن الخطاب افطر من رمضان
في يوم ذي غيم ورأى ان قد أمسى
و غابت الشمس فجاءه رجل فقال
يا امير المؤمنين قد طلعت الشمس
فقال عمر بن الخطاب يسير (یعنی تدارک کردن سہل و آسان است) وقد
اجتهدنا قال مالك و الشافعي قضاء
يوم مكانه (في بيان اليسير ۱۲) أبو بكر عن حنظلة شهدت عمر
ابن الخطاب في رمضان و قرب اليه
شراب فشرب بعض القوم و هم يرون
ان الشمس قد غربت ثم ارتقى المؤذن
فقال يا امير المؤمنين والله للشمس
طالعة لم تغرب فقال عمر منعنا الله من
شرك مرتين او ثلثا يا هؤلاء من كان افطر فليصم
يوماً مكان يوم ومن لم يكن افطر فليتم حتى
تغرب الشمس وأخرج البيهقي ذلك من طرق
ثم قال من قال في هذا الحديث لا يقضي لا يصح قوله
لان العدد اولى بالحفظ من الواحد (اے لکثرۃ الرواۃ) أبو بكر عن الحسن
قال عمر اذا شك الرجلان فليأكلا

ایک مرد کی شہادت کو ہلال کے بارے میں۔ شافعیؒ عاصم بن عمر
سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے کہ جب دن جانے لگے اور رات آنے لگے اور آفتاب
غروب ہوجاتے تو روزے دار افطار کرے۔ ابو بکر اور بخاری اور
مسلم نے بھی ایسی ہی روایت کی۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم
سے وہ اپنے بھائی خالد بن اسلم سے کہ ایک ابر آلود دن میں
عمرؓ بن الخطاب نے روزہ افطار کیا اور سمجھے کہ شام ہوگئی اور سورج
غروب ہوگیا۔ پھر اُن کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا
کہ اے امیر المؤمنین سورج ظاہر ہوگیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب
نے کہا کہ (اس کا تدارک) آسان ہے اور ہم تو کوشش کر چکے
ہیں۔ مالکؒ اور شافعیؒ نے کہا کہ (آسان کے معنے ہیں) اُس
کے بجائے ایک دن کی قضاء۔ ابو بکر نے حنظلہ سے کہ میں عمرؓ
ابن الخطاب کے پاس موجود تھا رمضان میں اور ان کے پاس
پینے کے لئے پانی رکھدیا گیا تھا تو بعض لوگوں نے پی لیا اور
وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ آفتاب غروب ہوگیا۔ پھر مؤذن اوپر
چڑھا اور اُس نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ واللہ سورج تو
نکل رہا ہے غروب نہیں ہوا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اللہ نے دو
یا تین مرتبہ تو ہمیں تیرے شر سے بچایا ہے۔ اے لوگو جس نے
افطار کرلیا تھا اُس کو چاہیئے کہ اس دن کے بدلے میں ایک
دن کا روزہ رکھے اور جس نے نہیں افطار کیا تھا وہ پورا
کرے آفتاب کے غروب ہونے تک۔ اور بیہقی نے اس کو
چند طریقوں سے روایت کیا پھر کہا کہ جس نے اس حدیث میں
یہ کہا کہ قضا نہیں کیا جاتے گا اُس کا قول صحیح نہیں ہے کیونکہ
متعدد لوگوں کے حفظ کا زیادہ اعتبار ہے بہ نسبت ایک کے۔
ابو بکر حسنؒ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جب دو آدمی شک کریں تو کھالیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حتّٰی یَسْتَیْقِنَا قُلْتُ وذٰلک لقولہ تعالٰی حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ مِنَ الْخَیْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ابوبکر عن جابر ابن عبد اللہ عن عمر بن الخطاب قال ھَشِشْتُ یومًا الی المرأۃِ فقبّلتُھا وانا صائم فقال رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اَرَأیتَ لو تمضمضتَ بماءٍ وانتَ صائم قلتُ لا باس قال ففیمَ الشافعی عن جابر بن عبد اللہ نحوا من ذٰلک ابوبکر عن سعید بن المسیّب ان عمر نھی عن القبلۃ للصائم قلتُ فالاوّل یدلّ علی جواز الصوم مع القبلۃ والثانی علی الکراھیۃ التنزیھیۃ ابوبکر عن عطاء قال عمر لاتزال ھٰذہ الامۃ بخیر ما عجّلوا الفطر الشافعی عن حُمید بن عبد الرحمٰن انّ عمر وعثمان کانا یصلّیان المغرب حین ینظران الی اللیل البَہِیْم ثم یفطران بعد الصلوٰۃ وذلک فی رمضان ابوبکر عن حمید نحوا من ذٰلک اِلّا انّہ قال ویفطران قبل ان یصلّیا ابوبکر عن سعید بن المسیّب کان عمر یکتب الی اُمرائہ لاتکونوا من المسوّفین لفطرکم ولا تنتظروا بصلوٰتکم

یہاں تک کہ دونوں کو یقین ہو جائے۔ میں کہتا ہوں اور یہ متعلق ہے حق تعالٰے کے اس ارشاد سے حَتّٰی یَتَبَیَّنَ لَکُمُ الْخَیْطُ الْاَبْیَضُ الخ۔ ابوبکر جابر بن عبد اللہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ میں ایک دن بیوی کی طرف سرخوشی کے ساتھ متوجہ ہوا اور اس کا بوسہ لے لیا حالانکہ میں روزے سے تھا (رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے تشویش کا اظہار کیا) تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یہ تو بتاؤ کہ اگر تم نے پانی سے کلّی کی حالانکہ تم روزہ دار ہو؟ میں نے کہا کہ کوئی اندیشہ نہیں۔ فرمایا کہ پھر اس بات میں تردّد کیوں ہے۔ شافعیؒ نے جابر بن عبد اللہؓ سے ایسی ہی روایت کی ہے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے روزہ دار کو بوسہ لینے سے روکا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ پہلی روایت دلالت کرتی ہے اس پر کہ بوسہ کے باوجود روزہ جائز ہوگا اور دوسری کراہیت تنزیہی پر دلالت کرتی ہے۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اس امت کے ساتھ خیر ہمیشہ رہے گی جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔ شافعیؒ حُمید بن عبد الرحمٰن سے عمرؓ اور عثمانؓ دونوں مغرب کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے جب دیکھ لیتے تھے تاریک رات کی طرف۔ پھر افطار کیا کرتے تھے بعد نماز کے اور یہ رمضان میں ہوتا تھا۔ ابوبکر حُمید سے ایسی ہی روایت کرتے ہیں مگر اس میں یہ کہا کہ دونوں افطار کرتے تھے نماز پڑھنے سے پہلے۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ اپنے اُمراء کو لکھا کرتے تھے کہ افطار میں تاخیر کرنے والے نہ ہو اور نہ اپنی نماز کے لئے ستاروں کی

ع۵ وجہ توفیق یہ ہے کہ غروب شمس ہوتے ہی پانی سے یا کھجور وغیرہ سے افطار کر کے نماز کے لئے کھڑے ہو جاتے بعد فراغت کھانا کھاتے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اشتباک النجوم آبو بکر عن الشعبی قال عمر لیس الصیام[۱] من الطعام والشراب وحدہ ولکن من الکذب والباطل واللغو والحلف آبو بکر عن عبد الرحمٰن بن القاسم کان عمر لایصومہ یعنی یوم عاشوراء آبو بکر عن ابی بکر بن عبد الرحمٰن ان عمر ارسل الیٰ عبد الرحمٰن بن الحارث لیلۃ عاشوراء ان تسحر واصبح صائما آبو بکر عن ابن عباس عن عمر لقد علمتم ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال فی لیلۃ القدر اطلبوھا فی العشر الاواخر آبو بکر عن زرّ کان عمر وحذیفۃ و ابیّ لایشکون فیھا لیلۃ سبع وعشرین آبو بکر عن قیس عن ابیہ عن عمر لاباس بقضاء رمضان فی العشر یعنی عشر ذی الحجۃ آبو بکر عن ابی عمرو الشیبانی بلغ عمر ان رجلاً یصوم الدھر فعلاہ بالدرۃ آبو بکر عن ابن عمر ان عمر سرد الصوم قبل موتہ بسنتین آبو بکر عن نافع قال عمر لوادرکنی الندآء وانا بین رجلیھا لصمت او قال ما افطرت

جگمگاہٹ کا انتظار کرو۔ آبو بکر شعبی سے، عمر رضؓ نے فرمایا کہ روزہ تنہا کھانے پینے کا ہی نہیں ہوتا بلکہ جھوٹ ... اور بیکار باتوں اور یاوہ گوئی اور (بات بات پر) قسمیں کھانے کا بھی ہوتا ہے۔ آبو بکر عبد الرحمٰن بن القاسم سے کہ عمر رضؓ اس کا روزہ نہیں رکھتے تھے یعنی یوم عاشوراء کا۔ آبو بکر ابو بکر بن عبد الرحمٰن سے کہ عمر رضؓ نے عبد الرحمٰن بن الحارث کے پاس عاشوراء (یعنی دسّ محرم) کی رات میں یہ پیغام بھیجا کہ سحری کھاؤ اور صبح کو روزہ رکھو۔ آبو بکر ابن عباس رضؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے لیلۃ القدر کے بارے میں فرمایا کہ اس کو آخری دس دنوں میں تلاش کرو۔ آبو بکر زرّ (بن حُبَیش) سے کہ عمر رضؓ اور حذیفہ رضؓ اور اُبی رضؓ اس میں شک نہیں کرتے تھے کہ لیلۃ القدر ستائیسویں رات ہے۔ آبو بکر قیس سے وہ اپنے باپ سے وہ عمر رضؓ سے، کہ کوئی حرج نہیں عشر میں یعنی ذی الحجہ کے دس دنوں میں اگر قضاء رمضان کی جاتے۔ آبو بکر ابو عمرو الشیبانی سے کہ عمر رضؓ کو یہ اطلاع پہنچی کہ ایک شخص ہمیشہ (مسلسل) روزے رکھتا ہے تو انھوں نے (بلاکر) اُس کے دُرّہ مارا۔[ع] آبو بکر ابن عمر رضؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی موت سے دو سال پہلے لگاتار روزے رکھے۔ آبو بکر نافع رحؒ سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ اگر ندا[ع] اپنے پاؤں چلتی ہوئی میرے پاس پہنچ جائے تو میں روزہ رکھ لوں گا یا یہ کہا کہ پھر میں کھانا نہ کھاؤں گا۔

ع دُرّہ مارنے کا ظاہر تو تنبیہ ہے ترکِ سُنت پر اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس کے نفس میں صائم الدھر ہونے کا عُجب موجود ہو جس کا آپ نے اس طرح علاج کیا ہو۔ اہلِ نظر ہی اس راز کو سمجھتے ہیں کہ یہ اس کے باطن پر ایک تصرّف تھا جس سے اس کو وہ فوائد پہنچے ہوں گے جو مدّۃ العمر کے روزوں سے نصیب نہیں ہو سکتے ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ ع یعنے موذن کی آواز سُنتے ہی کھانا بند کر دیتا اور روزہ رکھ لیتا ہوں جب کوئی خبر براہ راست اعلان کرنیوالے کی آواز سُنکر معلوم ہو تو کہا جاتا ہے کہ خبر اپنے پاؤں چل کر ہم تک پہنچی۔ اگر دوسرے کے توسط سے پہنچی تو گویا وہ دوسرے کے پاؤں سے چلتی ہوئی آئی۔ وانا بین رجلیھا یعنی میں بلند آواز کی راہ میں ہوں جو

۲ مجھ سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی ۱۲ مترجم

[۱] طہور ھا ۱۲ — تابع ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابوبكر عن قطبة بن مالك ان عمر رأى قوما اعتكفوا في المسجد وقد ستروا فانكره و قال ما هذا قالوا انما نستر على طعامنا قال فاستروا فاذا طعمتم فاهتكوه ابوبكر عن زيد بن وهب كتب الينا عمر ان المرأة لا تصوم تطوعا الا باذن زوجها ابوبكر عن عوف بن مالك الاشجعي قال عمر صيام يوم من غير رمضان واطعام مساكين يعدل صيام يوم من رمضان قلت هذا في الذي افطر رمضان بعذر و اخر قضاءه بغير عذر حتى مضى رمضان آخر وعليه الشافعي ابوبكر عن خرشة بن الحر رأيت عمر يضرب اكف الناس في رجب حتى يضعوها في الجفان ويقول كلوا فانما هو شهر كان يعظمه اهل الجاهلية ابوبكر عن ابي عبيد مولى بن ازهر شهدت العيد مع عمر بن الخطاب فبدأ بالصلوة قبل الخطبة وقال ان النبي صلى الله عليه وسلم نهى عن صوم هذين اليومين اما يوم الفطر فيوم فطركم من صيامكم و اما يوم الاضحى فكلوا فيه من لحم نسككم ابوبكر عن زياد بن حدير ما رأيت احدا ادوم سواكا وهو صائم

ابوبکر قطبہ بن مالک سے کہ عمرؓ نے چند لوگوں کو دیکھا جنھوں نے مسجد میں اعتکاف کیا اور پردہ ڈال رکھا تھا تو اُس کو بُرا سمجھا اور فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ اُنھوں نے کہا کہ ہم تو صرف اپنے کھانے پر پردہ ڈالتے ہیں۔ فرمایا تو پردہ ڈال لو اور جب کھا چکو تو اس کو ہٹا دو۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھ کر بھیجا کہ عورت روزۂ نفل نہ رکھے مگر اپنے شوہر کی اجازت سے۔ ابوبکر عوف بن مالک الاشجعی سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ رمضان کے علاوہ دوسرے دنوں میں روزہ رکھنا اور (اس کے ساتھ) مسکین کو کھانا کھلانا رمضان کے کسی دن کے روزے کے برابر ہو جاتے گا۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اُس شخص کے حق میں ہے جس نے رمضان کا روزہ نہ رکھا کسی عذر کی وجہ سے اور اُس کی قضاء کو مؤخر کر دیا بغیر کسی عذر کے یہاں تک کہ دوسرا رمضان بھی گزر گیا۔ اور یہی مطلب امام شافعیؒ نے لیا۔ ابوبکر خرشہ بن الحر سے، کہا کہ میں نے عمرؓ کو رجب کے مہینہ میں لوگوں کے ہاتھوں پر (ہاتھ) مارتے ہوئے دیکھا حتیٰ کہ انھوں نے اپنے ہاتھوں کو (کھانے کے) کونڈوں میں رکھ دیا اور فرما رہے تھے کہ کھاؤ یہ وہی مہینہ ہے جس کی تعظیم زمانۂ جاہلیت والے کیا کرتے تھے۔ ابوبکر ابو عبید مولیٰ بن ازہر سے، کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ عید میں موجود تھا۔ اُنھوں نے خطبہ سے پہلے نماز پڑھی اور فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان دو دنوں کے روزے سے منع کیا ہے۔ رہا یوم الفطر تو وہ تمہارا روزوں سے فارغ ہونے کے بعد کھانے کا دن ہے۔ رہا یوم الاضحیٰ تو اس دن میں اپنی قربانیوں میں سے کھاؤ۔ ابوبکر زیاد بن حدیر سے، میں نے روزہ دار ہونے کی حالت میں پیہم مسواک کرنے والا عمرؓ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من عمر بن الخطاب **کتاب الحج** ابوبکر
عن شیخ قال عمر بن الخطاب من حج
ہذا البیت لا یرید غیرہ خرج من ذنوبہ
کیوم ولدتہ امہ۔ ابوبکر عن مجاہد بینما
عمر جالس عند البیت اذ قدم رجال
من العراق حجاجا فطافوا بالبیت وسعوا
بین الصفا والمروۃ فدعاہم عمر فقال
انہزکم الیہ غیرہ فقالوا لا فقال
انقبتم قالوا نعم فقال ادبرتم قالوا
نعم قال اما لا فاستانفوا العمل
ابوبکر عن موسی بن سعید قال عمر تلقوا
الحجاج والعمار والغزاۃ فلیدعوا لکم قبل
ان یتدنسوا (بالذنوب) ابوبکر عن مجاہد قال عمر یغفر
للحاج ولمن استغفر لہ الحاج بقیۃ ذی الحجۃ
والمحرم وصفر وعشر من شہر ربیع الاول
مالک عن سعید بن المسیب ان عمر
ابن ابی سلمۃ استاذن عمر بن الخطاب
ان یعتمر فی شوال فاذن لہ فاعتمر
ثم قفل الی اہلہ ولم یحج البیہقی
ان عمر بن الخطاب قال ان السبیل الزاد
والراحلۃ ابوبکر عن منیۃ بنت محرر سمعت
عمر بن الخطاب یقول احجوا ہذہ
الذریۃ ولا تاکلوا ارزاقہا و

زیادہ کسی کو نہیں دیکھا۔ **کتاب الحج** آبوبکر ایک شیخ سے، کہا عمرؓ بن
الخطاب نے کہ جس نے اس بیت کا حج کیا وہ اپنے گناہوں
سے نکل کر ایسا ہوگیا جیسا اُس دن تھا جس دن اُس کی ماں
نے اُس کو جنا تھا۔ آبوبکر مجاہد سے، اس دوران میں کہ عمرؓ
بیت اللہ کے نزدیک بیٹھے ہوتے تھے کہ کچھ لوگ عراق سے
حج کرنے کے لئے آپہنچے تو انھوں نے بیت اللہ کا طواف کیا
اور صفا و مروہ کے درمیان سعی کی تو ان کو عمرؓ نے بلایا اور
فرمایا کہ کیا تم کو حج کی طرف اس کے علاوہ اور کسی کام نے
آمادہ کیا ہے انھوں نے کہا کہ نہیں۔ پھر فرمایا کہ تمھارے
اونٹوں کے پاؤں گھس گئے؟ انھوں نے کہا کہ ہاں پھر کہا کہ ان کی
پشت بھی ماؤف ہوگئی؟ انھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ اگر (آنے کی)
اور کوئی وجہ نہیں تو اب نئے سرے سے عمل شروع کرو۔ عہ آبوبکر موسیٰ بن
سعید سے، کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ تم حاجیوں، عمرہ کرنے والوں اور غازیوں سے ان کے
گناہ میں ملوث ہونے سے پہلے جا ملو تاکہ وہ تمھارے لئے دعا کریں۔ آبوبکر مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ حاجی
کی مغفرت کردی جاتی ہے اور اُس کی بھی جس کے لئے حاجی نے دعاء مغفرت کی بقیہ ایام ذی الحجہ
اور محرم اور صفر اور دس تاریخ ماہ ربیع الاول تک۔ مالکؒ سعید بن المسیب سے کہ عمر
ابن ابی سلمہ نے عمرؓ بن الخطاب سے شوال میں عمرہ کرنے کی اجازت
طلب کی تو آپ نے ان کو اجازت دیدی تو انھوں نے عمرہ
کیا۔ پھر اپنے اہل کے پاس واپس ہوتے اور حج نہیں کیا۔
بیہقیؒ، کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (آیۃ من استطاع
الیہ سبیلا میں) سبیلا سے مراد زاد اور راحلہ ہے۔ آبوبکر
منیۃ بنت محرر سے کہ حضرت عمرؓ بن الخطاب کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ
اس ذریۃ کو حج کراؤ اور ان کے اموال نہ کھاؤ اس حال میں

عہ یعنی تمھارے پچھلے برے اعمال سب بخش دیئے گئے۔ اب نئے سرے سے عمل شروع کرو ۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

تدعوا أزباقها في أعناقها. قيل الذرية ههنا النساء. البغوي روى ان عمر أذن أزواج النبي صلى الله عليه وسلم في آخر حجة حجها فبعث معهن عثمان بن عفان وعبد الرحمن. قلت اختلفوا في المرأة أتخرج من غير محرم فاحتج الشافعي بهذا على انه يجوز خروجها من غير محرم اذا كان معها نسوة ثقات وللنفاة ان يقولوا في الأثر انه جعل معهن عثمان وعبد الرحمن بمعنى محافظتهن وتوقيرهن وان كان معهن محارمهن والله اعلم. البخاري عن ابن عمر لما فتح هذان المصران أتوا عمر فقالوا يا أمير المؤمنين ان رسول الله صلى الله عليه وسلم حد لأهل نجد قرنا وهو جور عن طريقنا وانا ان أردنا قرنا شق علينا قال فانظروا حذوها من طريقكم فحد لهم ذات عرق. أبو بكر عن الحسن ان عمران بن حصين أحرم من البصرة فقدم على عمر فأغلظ له فقال يتحدث الناس ان رجلا من أصحاب النبي صلى الله عليه وسلم أحرم من الأمصار

(بس) ان کے اموال کی رسیاں ہی ان کی گردنوں میں ڈالنے کے لئے باقی چھوڑو۔ کہا گیا کہ یہاں ذُرّیۃ سے مراد عورتیں ہیں۔

بغوی نے روایت کیا کہ عمرؓ نے ازواجِ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو اس آخری حج میں جو اُنھوں نے کیا تھا حج کی اجازت دی اور اُن کے ساتھ عثمانؓ بن عفان اور عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ عورت کے بارے میں اختلاف واقع ہوا کہ کیا وہ بغیر محرم کے سفر کرلے تو اس اثر سے امام شافعیؒ نے اس امر پر حجت پکڑی ہے کہ عورت کا سفر کرنا بغیر محرم کے جائز ہے جب کہ اس کے ہمراہ بہت سی ثقہ عورتیں ہوں۔ اور اس امر کی نفی کرنے والوں کے لئے اس اثر کے بارے میں یہ کہنے کی گنجائش ہے کہ عمرؓ نے ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عثمانؓ اور عبدالرحمٰنؓ کو اُن کی حفاظت اور اُن کی توقیر کے لئے بھیجا تھا اگرچہ اُن کے ساتھ اُن کے محارم بھی موجود تھے۔ واللہ اعلم۔

بخاری ابن عمرؓ سے، جب یہ دونوں شہر[۵] فتح کرلئے گئے تو لوگ عمرؓ کے پاس آئے اور اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المومنینؓ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ نجد کے لئے "قرن" کو حد قرار دیا ہے اور وہ ہمارے راستہ سے دُور ہٹا ہوا ہے اور اگر ہم لوگ قرن پہنچنے کا ارادہ کریں (اپنے سیدھے راستہ کو چھوڑ کر) تو ہم پر مشقت آپڑتی ہے (کہ سفر طویل کرنا پڑے گا) فرمایا کہ اپنے راستہ میں قرن کا محاذی مقام دیکھ لو۔ تو آپ نے اُن کے لئے "ذاتِ عرق" کو حد قرار دیدیا۔ ابوبکر حسن سے کہ عمرانؓ بن حصین نے بصرہ سے احرام باندھا۔ جب عمرؓ سے ملے تو اُنھوں نے ان پر ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ لوگ باہم یہ گفتگو کریں گے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے ایک شخص نے شہروں سے احرام باندھا ہے (اور سمجھینگے کہ اس میں کوئی کراہت نہیں بلکہ

۵۔ یعنی بصرہ اور کوفہ۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عن مسلم بن سلمان انّ رجلاً
احرم من الکوفۃ فرآہ عمر سیّ الہیئۃ
فاخذ بہ و جعل یدور بہ فی الحلق و
یقول انظروا الی ما صنع ہذا بنفسہ
و قد وسّع اللہ علیہ قلت معناہ
الکراہیۃ للمقتدیٰ و لمن یخیف
علیہ ان یفوت حقوق الاحرام
ابو بکر عن زید بن اسلم عن ابیہ
انّ عمر وجد ریح طیب و
ہو بذی الحلیفۃ فقال ممّن ہذا
فقال معاویۃ منّی فقال
منک لعمری قال یا امیر
المؤمنین لا تعجل علیّ فانّ
امّ حبیبۃ طیّبتنی و اقسمت
علیّ قال و انا اقسم علیک
لترجعنّ الیہا و لتغسلنّہ
عنک کما طیّبتک قال فرجع
الیہا حتّی لحقہم ببعض الطریق
ابو بکر عن ابن عمر وجد عمر بن
الخطاب ریحًا عند الاحرام
فتوعّد صاحبہا فرجع معاویۃ
فالقیٰ للحفّۃ (تہدید نمود ۱۲) کانت علیہ
یعنی مطیّبۃً

افضل ہے) ابو بکر مسلم بن سلمان سے کہ ایک شخص نے کوفہ سے
احرام باندھ لیا تھا۔ تو عمرؓ نے اس کو بُری ہیئت میں دیکھ لیا
تو اُس کو پکڑا اور بہت سے حلقوں میں اس کو گھماتے پھرے
اور یہ کہتے جاتے تھے کہ دیکھو اس شخص نے اپنے نفس کے
ساتھ کیا سلوک کیا حالانکہ اللہ تعالےٰ نے اس پر توسّع فرمایا
تھا (کہ میقات سے احرام باندھتا تو اس کی ایسی بُری ہیئت نہ
بنتی)۔ میں کہتا ہوں کہ آپ کا مقصد یہ تھا کہ مُقتدا کے لئے
کراہیت ہے (اس وجہ سے عمرانؓ بن حصین کو تنبیہ کی) اور
ایسے شخص کے لئے (کراہیت ہے) جس سے یہ اندیشہ ہو کہ وہ
احرام کے حقوق کو پورا نہ کرے گا۔ ابو بکر زید بن اسلم سے
وہ اپنے باپ اسلم سے کہ عمرؓ نے جب کہ وہ ذوالحلیفہ میں تھے
عطر کی خوشبو محسوس کی تو فرمایا کہ کس شخص سے یہ خوشبو
آرہی ہے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ مجھ سے۔ تو آپ نے فرمایا کہ
ہائیں واللہ تجھ سے؟ تو معاویہؓ نے کہا کہ اے امیرالمؤمنینؓ
مجھ پر رائے قائم کرنے میں جلدی نہ کیجئے۔ حقیقت یہ ہے کہ
امّ حبیبہؓ نے (جو ازواج مطہراتؓ میں سے تھیں اور معاویہؓ
کی بہن تھیں) میرے عطر مَل دیا اور مجھے قسم دی (کہ مَلوا دوں
تو میں مجبور ہو گیا) تو آپ نے فرمایا کہ اب میں تجھے قسم
دیدیتا ہوں کہ اب تو امّ حبیبہؓ کے پاس واپس جانا کہ وہی
خود اس عطر کو تجھ پر سے دھوئے جس طرح اُس نے تجھ پر
مَلا تھا۔ (اسلمؓ نے) کہا کہ پھر معاویہؓ امّ حبیبہؓ کے پاس واپس ہوئے
پھر لوگوں سے راستہ کے ایک حصّہ پر آکر ملے۔ ابو بکر ابن عمرؓ
سے، عمرؓ بن الخطاب نے احرام کے وقت خوشبو محسوس کی
تو خوشبو والے کو دھمکایا۔ تو معاویہؓ واپس ہوئے اور جس
کپڑے میں وہ لپٹے ہوتے تھے اُس کو اتار ڈالا یعنی وہ خوشبو لگا ہوا تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قلت لم یأخذ بھذا اہل الفقہ لما صح عندھم من حدیث عائشۃ کانی انظر الی وبیص الطیب فی مفرق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعد ثلث من احرامہ اخرجہ الشیخان قلت والاوجہ ان یقال استدامۃ الطیب علی البدن یجوز لان الدرن یکدرہ وعلی الثوب لایجوز لان الطیب یبقی فی الثوب کما کان اول حالہ ابو بکر عن المسور بن مخرمۃ کانت تلبیۃ عمر لبیک اللھم لبیک لاشریک لک لبیک ان الحمد والنعمۃ لک والملک لاشریک لک لبیک مرغوبا ومرھوبا الیک لبیک ذا النعماء والفضل الحسن ابو بکر عن القاسم قال عمر یا اہل مکۃ مالی اراکم مدھنین والحاج شعثا غبرا اذا رأیتم ھلال ذی الحجۃ فاھلوا ابو بکر عن عطاء ان عمر قدم بمکۃ فطاف سبعا ثم سعی ثم حل فمکث اربعا او خمسا ثم اھل بالحج فی العشر ثم جاء مرۃ اخری فاقام حلالا حتی اذا کان یوم الترویۃ اھل بالحج حین انبعث بہ بعیرہ

میں کہتا ہوں کہ اس کو اہلِ فقہ نے نہیں لیا کیونکہ عائشہؓ کی یہ حدیث ان کے نزدیک زیادہ صحیح ہے کہ "گویا میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی مانگ میں آپ کے احرام سے تین دن گذرنے کے بعد خوشبو کی چمک دیکھ رہی ہوں" اس کو شیخینؒ نے روایت کیا۔ میں کہتا ہوں کہ مناسب توجیہ یہ ہے کہ یہ کہا جائے کہ بدن پر خوشبو کا لگا ہوا چھوڑ دینا جائز ہے کیونکہ میل کچیل اس کو خراب کر دیتا ہے اور کپڑے پر جائز نہیں کیونکہ خوشبو کپڑے پر اپنی حالتِ اوّل پر جیسی ہوتی ہے باقی رہتی ہے۔ ابو بکر مسور بن مخرمہ سے، کہ عمرؓ کا تلبیہ یہ تھا لبیک اللھم لبیک الخ (ترجمہ) میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں یا اللہ میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کا کوئی شریک نہیں میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، بیشک تمام نعمتیں آپ کے پاس ہیں اور مالک حقیقی آپ ہی ہیں۔ کوئی آپ کا شریک نہیں، میں آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں، آپ کی (رحمت کی) طرف مرغوب اور (آپ کے غضب سے) خوفزدہ ہو کر آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوں اے وسیع کرم اور عمدہ فضل والے۔ ابو بکر قاسم سے، عمرؓ نے فرمایا کہ اے اہل مکہ کیا بات ہے کہ میں تم کو چکنے چپڑے دیکھتا ہوں حالانکہ حاجیوں کو بکھرے بال غبار آلود ہونا چاہیئے۔ جب تم ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو تو تمھیں احرام باندھ لینا چاہیئے۔ ابو بکر عطاء سے، عمرؓ مکہ میں آتے تو انھوں نے سات مرتبہ طواف کیا پھر سعی کی پھر حلال ہو گئے۔ پھر ٹھہرے چار یا پانچ دن۔ پھر دسویں کو حج کا احرام باندھا۔ پھر ایک اور دفعہ مکہ میں آتے تو حلال رہ کر مقیم رہے یہاں تک کہ جب یوم الترویۃ آگیا (یعنی آٹھویں ذی الحجہ) تو حج کا احرام باندھا جب کہ اُن کا اونٹ ان کو لے کر اٹھ رہا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

منطلقاً الی منیٰ قلت وجہ الجمع ان الاول
استحباب لحاضری مکۃ خاصۃ ابوبکر عن
محمد بن سیرین افرد اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم الحج بعدہ و
ہم کانوا للسنۃ اشد اتباعا ابوبکر و
عمر وعثمان ابوبکر عن الاسود ان ابابکر
وعمرؓ جردا (ع الحج من العمرۃ ۱۲) ابوبکر عن ابی وائل خرجنا
حجاجا ومعنا الصبی بن معبد فاحرم
للحج فقدمنا الی عمر فذکر ذلک لہ
فقال ہدیت لسنۃ نبیک صلی اللہ
علیہ وسلم ابوبکر عن طاؤس عن ابن
عباس تمتعؑ رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم وابوبکر وعمر وعثمان واول من
نہی عنہا معاویۃ ابوبکر عن ابن عباس
سمعت عمر یقول لو اعتمرت ثم اعتمرت
ثم اعتمرت ثم حججت لتمتعت ابوحنیفۃ
عن حماد عن ابراہیم عن عمر بن الخطاب انہ
انما نہی عن الافراد فاما القران فلا
قال محمد یعنی بقولہ نہی عن الافراد افراد العمرۃ
احمد بن حنبل عن ابی سعید خطب عمر الناس
فقال ان اللہ عزوجل رخص لنبیہ
ماشاء وان نبی اللہ قد مضی لسبیلہ
فاتموا الحج والعمرۃ للہ کما امرکم
اللہ عزوجل

اور منیٰ کی طرف چل رہا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ جمع کی صورت یہ
ہے کہ پہلا حکم (کہ جب ذی الحجہ کا چاند دیکھ لو تو احرام باندھ لو)
استحباب ہے جو حاضرین مکّہ کے ساتھ خاص ہے۔ ابوبکر ابن سیرین
سے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کے اصحاب ابوبکرؓ
اور عمرؓ اور عثمانؓ نے حج کا افراد کیا ہے اور یہ سب سُنّت کا
سختی کے ساتھ اتباع کرنے والے تھے۔ ابوبکر اسود سے کہ ابوبکرؓ
وعمرؓ نے حج کو عمرے سے الگ ادا کیا۔ ابوبکر ابی وائل سے،
ہم حج کرنے کے لئے نکلے اور صبی بن معبد ہمارے ساتھ تھے
تو انھوں نے حج اور عمرہ کا احرام باندھا پھر ہم عمرؓ کی طرف
آئے تو ان سے اس کا ذکر کیا گیا تو انھوں نے (ابن معبد سے)
کہا کہ تم کو اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سُنّت کی طرف ہدایت
کی گئی ہے۔ ابوبکر طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ تمتّعؑ کیا
ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ابوبکرؓ نے اور عمرؓ
اور عثمانؓ نے اور سب سے پہلے جس شخص نے اس سے روکا وہ
معاویہؓ ہیں۔ ابوبکر ابن عباسؓ سے، میں نے عمرؓ سے سُنا کہ یہ
فرماتے تھے کہ اگر تو نے عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا، پھر عمرہ کیا،
پھر حج کیا تو تو نے یقیناً تمتّع کیا۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم
سے، عمر بن الخطاب سے کہ انھوں نے افراد سے روکا ہے۔ رہا قران
تو اس سے منع نہیں کیا۔ محمدؒ نے کہا کہ عمرؓ کے افراد سے منع
کرنے کے یہ معنے ہیں کہ افراد عمرہ سے منع کیا۔ احمد بن حنبلؒ
ابوسعیدؓ سے کہ عمرؓ نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں کہا کہ اللہ تعالیٰ
نے اپنے نبیؐ کو جس امر کی اس نے چاہا رخصت دی اور اللہ تعالیٰ
کے نبیؐ اپنی راہ سے گزر گئے۔ اب تم حج اور عمرہ کو اللہ کے لئے
اسی طرح پورا کرو جس طرح اللہ عزّوجلّ نے تم کو حکم دیا ہے۔

عہ اس روایت میں تمتّع سے یہ مراد ہے کہ اوّل آپ نے حج مفرد کا احرام باندھا۔ پھر عمرے کو بھی اس میں شامل کر لیا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

احمد بن حنبل رح عن جابر بن عبد اللہ تمتعنا
مع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و مع
ابی بکر فلما ولی عمر بن الخطاب خطب
الناس فقال ان القرآن ہو القرآن و
ان رسول اللہ ہو الرسول کانتا متعتان علی
عہد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم احدہما
متعۃ الحج و الاخرٰے متعۃ النساء
معناہ لیستا بعدہٗ مالک و ابو بکر عن ابن
عمر قال عمر افصلوا بین حجکم و عمرتکم
فان ذٰلک اتم لحج احدکم واتم لعمرتہ
ان یعتمر فی غیر اشہر الحج قلت و
ہذا اشد المواضع التی اختلف فیہا علی
عمر و الاوجہ عندی ان کل کلام لہ
محمل و کان عمر یختار الافراد و یرخص
فی التمتع و القران اما قول ابن عباس
تمتع رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
و ابو بکر و عمر فمعناہ تقدیم طواف القدوم
قبل طواف الافاضۃ و جعل
السعی عقیب طواف القدوم و اما
قولہ رخص لنبیہ ما شاء فہو فسخ
الحج بالعمرۃ فذٰلک خاص بزمان
النبوۃ اراد بذٰلک النبی صلے
اللہ علیہ وسلم ہدم مذہب الجاہلیۃ
من قولہم العمرۃ فی اشہر الحج

احمد بن حنبل رح جابر بن عبد اللہ رض سے کہا کہ ہم نے تمتع کیا رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ اور ابو بکر رض کے ساتھ پھر
جب خلیفہ ہوئے عمر رض بن الخطاب تو انھوں نے لوگوں کو
خطبہ دیا اور فرمایا کہ بیشک قرآن (ہمیشہ کے لئے) وہی قرآن
ہے اور اللہ کے رسول ؐ وہی رسول ہیں۔ رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم کے زمانہ میں دو متعے تھے ایک متعہ حج اور دوسرا
عورتوں سے متعہ کرنا۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ یہ دونوں آپ کے
بعد باقی نہیں رہے۔ مالکؒ اور ابو بکر ابن عمر رض سے، کہا عمر رض نے
کہ فصل کرو اپنے حج اور عمرے کے درمیان کیونکہ یہ بات (یعنی
فصل کرنا) تم میں کے ہر شخص کے حج کو پورا کرنے والی ہے اور
اس کے عمرے کو پورا کرنے والی یہ بات ہے کہ حج کے مہینوں کے
علاوہ دوسرے مہینوں میں عمرہ کرے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ اُن
سخت موقعوں میں سے ہے جن میں عمر رضی اللہ عنہ سے اختلاف
کیا گیا ہے اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ ہر کلام کا
ایک محمل ہوتا ہے اور (اس کلام کا محمل یہ ہے کہ) عمر رض افراد
(صرف حج کرنا) کو پسند کرتے تھے اور تمتع اور قران میں
رخصت دیتے تھے۔ رہا قول ابن عباس رض کا کہ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم اور ابو بکر رض و عمر رض نے تمتع کیا ہے تو اس کے
معنے ہیں طواف ؏ افاضہ سے پہلے طواف قدوم کرنا اور طواف
قدوم کے بعد سعی کرنا۔ رہا اُن کا یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ؐ
کو جس امر کی چاہا رخصت دی تو اس سے مراد ہے عمرہ سے
حج کو فسخ کر دینا، تو یہ خاص ہے زمانۂ نبوت سے۔ ایسا کرنے
سے نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے مذہب جاہلیت کی بیخ کنی کا
ارادہ فرمایا تھا یعنی اُن کے اس قول کا کہ حج کے مہینوں میں

؏ طواف افاضہ وہ طواف ہے جو منیٰ سے آکر کیا جاتا ہے اور بعد طواف پھر منیٰ کی طرف لوٹ جاتے ہیں۔ طواف قدوم وہ طواف ہے جو حاضری بیت اللہ کے متصل کیا جاتا ہے ۱۲ مترجم۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من اَفجرِ الفجورِ و اَمّا الاِفرادُ الّذی نُہیَ
عنہ فہو ترکُ طوافِ القُدومِ اَبو بکر
عن ابراہیم امر عُمرُ بن الخطّاب صبیّ بن
معبد حیثُ قرن اَن یذبح کبشاً۔ ابو بکر عن
ابن عمر قال عمر اذا اعتمر فی اشہر الحجّ
ثم اقامَ فہو متمتع فان رجع فلیس بمتمتّع
اَبو بکر عن یحیی بن الجزّار سُئِلَ عمر عن
العمرۃ و ہو بمکّۃ من ایّ موضعٍ اعتمر فقال
ایت علیّ بن اَبی طالب فسَلْہُ فقالَ
علیٌّ حیث اَبدأتَ یعنی من میقاتِ اَرضِہ
قال فاتے عمر فاَخبرہُ فقالَ ما اَجدُ
لکَ اِلّا ماقالَ علیٌّ بن ابی طالب
اَبو بکر سُئِلَ عمر عن العمرۃ بعد
الحجِ فقالَ ہی خیرٌ من لاشیٔ
قلتُ معناہ انّ العمرۃَ من
المیقاتِ افضلُ بکثیرٍ من العمرۃ من
التنعیم و نحوہ والعمرۃُ فی غیر اَشہُرِ الحجّ
افضلُ بکثیرٍ من العمرۃِ فی اَشہر الحجّ
اَبو بکر عن وہب بن الاجدع سمع
عمر یقولُ اذا قدم الرجلُ حاجًّا فلیطُف
بالبیتِ سبعًا ثم یُصلّے عند المقام رکعتین
الشافعی عن حنظلۃ بن طاؤس سمعتُ
عُمر یقولُ اَقِلّوا الکلام فے
الطوافِ فانّما انتُم فے صلوٰۃٍ الشافعی
عن عبد اللہ ابی یزید

عمرہ کرنا سب گناہوں سے بڑا گناہ ہے اور رہا وہ افراد جس سے منع کیا ہے تو وہ طوافِ قدوم کا چھوڑنا ہے۔ اَبو بکر ابراہیم سے، عمر رضؓ بن الخطاب نے صبی بن معبد کو جب اُنھوں نے قران کیا تو یہ حکم دیا کہ وہ مینڈھا ذبح کریں۔ اَبو بکر ابن عمر رضؓ سے، عمر رضؓ نے کہا کہ جب کوئی حج کے مہینوں میں عمرہ کر کے مقیم رہا تو وہ متمتع ہے اور اگر لوٹ گیا تو وہ متمتّع نہیں۔ اَبو بکر یحیےٰ بن الجزّار سے، کہ عمر رضؓ سے جب کہ وہ مکّہ میں تھے عُمرے کے بارے میں سوال کیا گیا کہ کس موقع سے عمرہ کروں؛ تو اُنھوں نے کہا کہ علی رضؓ بن ابی طالب کے پاس جا کر اُن سے پوچھو تو علی رضؓ نے کہا کہ جہاں سے تُو نے اس کو شروع کیا ہے۔ آپ یہ مُراد لے رہے تھے کہ اپنی سرزمین کے میقات سے۔ کہا کہ پھر وہ شخص عمر رضؓ کے پاس آیا اور آپ کو اس جواب کی خبر دی تو اُنھوں نے کہا کہ بجز اس جواب کے جو علی بن ابی طالب رضؓ نے دیا میرے نزدیک بھی اور کوئی جواب نہیں ہے۔ اَبو بکر، عمر رضؓ سے اُس عمرے کے بارے میں پوچھا گیا جو بعد حج کے کیا جاتے تو اُنھوں نے کہا کہ نہ کرنے سے بہتر ہے۔ ... مَیں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ عُمرہ کرنا میقات سے اُن بہت سے عمروں سے افضل ہے جو تنعیم وغیرہ سے کئے جائیں اور عُمرہ حج کے مہینوں کے سوا دیگر ایّام میں ان بہت سے عمروں سے افضل ہے جو ایّامِ حج میں کئے جائیں۔ اَبو بکر وہب بن الاجدع سے کہ اُنھوں نے عمر رضؓ سے سُنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی حج کے ارادہ سے آئے تو اس کو چاہیئے کہ بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کرے پھر مقام (ابراہیم) کے قریب دو رکعت نماز پڑھے۔ شافعیؒ حنظلہ بن طاؤس سے، میں نے عمر رضؓ سے سُنا کہ فرما رہے تھے کہ طواف میں کلام کم کرو کہ در حقیقت تم نماز میں ہو۔ شافعیؒ عبد اللہ ابی یزید سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

عن أبیه سال عمر شیخاً من بنی زهرة فقال أخبرنی عن بناء البیت فقال ان قریشاً کانت تقول ببناء البیت فعجزوا فترکوا بعضها فی الحجر فقال له عمر صدق۔ أبو بکر عن عبد اللہ بن عامر بن ربیعة ان عمر بن الخطاب رمل ما بین الحجر الی الحجر احمد بن حنبل عن زید بن اسلم عن أبیه قال عمر فیما الرملان والکشف عن المناکب و قد أطأ اللہ الاسلام و نفی الکفر واهله و مع ذلک لا ندع شیئاً کنا نفعل علی عهد رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم أبو بکر عن سوید بن غفلة ان عمر التزم الحجر و قبله۔ أبو بکر عن عابس بن ربیعة استلم عمر الحجر وقبله وقال لولا انی رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم قبلک ما قبلتک أبو بکر عن یعلی بن أمیة قال لی عمر أما رأیت رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم لم یستلم منها الا الحجر قلت بلی قال فما لک به اسوة حسنة قلت بلی أبو بکر عن وهب بن الاجدع انه سمع عمر یقول

ان کے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے سے سوال کیا اُس سے کہا کہ مجھے بیت اللہ کی (موجودہ) عمارت کا حال بتاؤ تو اُس نے کہا کہ قریش بیت کی تعمیر کر رہے تھے۔ پھر عاجز ہو گئے اور اس کے ایک حصہ کو جو حجر (یعنی حطیم) میں ہے چھوڑ دیا تو اس سے عمرؓ نے کہا کہ سچ کہا۔ ابو بکر عبد اللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے رمل کیا حجر سے حجر تک (یعنی صفا اور مروہ کے درمیان)۔ احمد بن حنبلؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دونوں رمل اور مونڈھوں کا کھولنا کس لئے ہے جب کہ اللہ تعالیٰ نے اسلام کو مستحکم کر دیا اور کفر اور اہل کفر کو دھکیل دیا (تو اب سینہ تان کر قوت کا مظاہرہ کرنے کا موقع باقی نہیں رہا) اس کے باوجود ہم کسی ایسی چیز کو نہیں چھوڑتے جس کو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے عہد میں کیا کرتے تھے۔ ابو بکر سُوید بن غفلہ سے کہ عمرؓ حجر کو لپٹے اور اس کو بوسہ دیا۔ ابو بکر عابس بن ربیعہ سے کہ عمرؓ نے استلامؔ حجر کیا اور اس کو بوسہ دیا اور کہا کہ اگر میں رسول اللہ (صلے اللہ علیہ وسلم) کو تیرا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھتا تو میں تجھ کو بوسہ نہ دیتا۔ ابو بکر یعلے بن اُمیہ سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تو نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو نہیں دیکھا کہ آپؐ نے بجز حجر کے اس میں سے کسی کا استلام نہیں کیا۔ میں نے کہا کہ بیشک! کہا کہ کیا پھر تیرے لئے یہ اچھی پیروی کرنے کے قابل بات نہیں؟ میں نے کہا کہ بیشک۔ ابو بکر وہب بن الاجدع سے کہ اُنھوں نے سُنا عمرؓ سے کہ آپ فرماتے تھے کہ

ع یعنی اس کو سلام کیا چُوم کر یا ہاتھ لگا کر۔ یمن والے حجر کو مُحیَّا کہا کرتے کیونکہ لوگ اس کو تحیۃ یعنی سلام کرتے بعضوں نے استلام کو کہا کہ وہ سِلام بکسر سین سے نکلا ہے جو جمع ہے سَلِمۃ کی یعنی پتھر۔ عرب کہتے ہیں استلم الحجر پتھر کو چھوا اور اس کو ہاتھ لگایا کان ابن الزبیر یستلم کلھن عبد اللہ بن زبیرؓ کعبہ کے چاروں کونوں کو ہاتھ لگاتے (چومتے) کیونکہ انھوں نے کعبہ کو گرا کر حضرت ابراہیمؑ کے پایوں پر اُٹھا دیا تھا جیسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارادہ کیا تھا ۱۲ لغات الحدیث

www.KitaboSunnat.com

يَبْدأُ بالصفا ويستقبلُ البيتَ ثم يكبّر سبع تكبيراتٍ بين كلّ تكبيرتين حمد الله و صلوٰةٌ على النبي صلى الله عليه وسلم و مسئلةٌ لنفسه و على المروة مثل ذلك آبو بكر عن بكر سَعَيتُ مع عُمر في بطن المسيل آبو بكر عن ابن سابط انّ عمر كان يجعل الذي كانّه مبركُ البعير على فخذه الايمن يعني في المروة آبو بكر عن هشام بن عُروة عن ابيه انّ عمر كان يلبّي على الصّفا والمروة يشتدّ صوته و يُعرف صوته بالليل ولا يُرى وجهه آبو بكر عن عروة ان ابابكر و عمر كانا يقدمان و هما مهلّان بالحج فلا يحلّ منهما حرامٌ الى يوم النحر آبو بكر عن علقمة و الاسود عن عمر انّه جمع بين الظهر والعصر بعرفات ثم وقف آبو بكر عن الاسود عن عمر انه صلاهما بجمع آبو بكر عن ابي عثمان النهدي انّه صلّى مع عمر المغرب دون جمعٍ قلتُ فالاوّل هو الافضل المختار والثاني بيان ان لو ترك رجلٌ الجمع و صلّى كلّ صلوٰةٍ في وقتها المعهود جاز آبو بكر عن ابن ابي نجيح عن ابيه سُئل ابن عمر عن صوم يوم عرفة فقال حججتُ مع

شروع کی جائے (سعی) صفا سے اور بیت اللہ کی طرف منہ کیا جائے پھر سات مرتبہ تکبیرات کہی جائیں۔ ہر دو تکبیر کے درمیان اللہ کی حمد اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے اور اپنی ذات کے لئے دُعاء کی جائے اور مروہ پر بھی ایسا ہی کیا جائے۔ آبو بکر بکر سے، مَیں نے عمرؓ کے ساتھ بطنِ مسیل میں سعی کی۔ آبو بکر ابنِ سابط سے کہ عمرؓ اس جگہ کو جو اُونٹ کے سینہ کی مانند ہے اپنی داہنی ران پر رکھتے تھے یعنی مروہ میں۔ آبو بکر ہشام ابن عروہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ تلبیہ کیا کرتے (یعنی لبیک کہا کرتے) تھے صفا اور مروہ پر اور اُن کی آواز سخت ہوتی تھی اور رات میں اُن کی آواز پہچانی جاتی تھی اور صورت نظر نہیں آتی تھی۔ آبو بکر عروہ سے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں قدوم کیا کرتے اس حال میں کہ حج کا احرام باندھے ہوتے ہوتے تھے۔ تو ان دونوں سے کوئی حرام (یعنی وہ کام جو مُحرِم کے لئے ممنوع ہے) حلال نہیں ہوتا تھا یوم نحر تک۔ آبو بکر علقمہ اور اسود سے، کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ظہر و عصر کو جمع کیا عرفات میں پھر وقوف کیا (یعنی ٹھہرے)۔ آبو بکر اسود سے کہ عمرؓ نے دونوں نمازوں کو مُزدلفہ میں پڑھا جمع کے ساتھ۔ آبو بکر عثمان نہدی سے کہ اُنھوں نے عمرؓ کے ساتھ مغرب کی نماز پڑھی بغیر جمع کے (یعنی عشاء کے ساتھ جمع نہیں کیا) مَیں کہتا ہوں کہ پہلی صورت (یعنی جمع) وہ افضل اور پسندیدہ ہے اور دوسری (یعنی جمع نہ کرنا) اس بات کا بیان ہے کہ اگر کسی شخص نے جمع کو ترک کردیا اور ہر نماز کو اپنے وقتِ معہود میں پڑھ لیا تو جائز ہے۔ آبو بکر ابن ابی نجیح سے وہ روایت کرتے ہیں اپنے باپ سے کہ ابن عمرؓ سے سوال کیا گیا یوم عرفہ کے روزے کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

النبی صلے اللہ علیہ وسلم فلم یصمہ وحججت مع ابی بکر فلم یصمہ وحججت مع عمر فلم یصمہ وحججت مع عثمان فلم یصمہ و انا لا اصومہ ولا آمر بہ ولا انہی عنہ

احمد بن حنبل عن عمرو بن میمون صلے بنا عمر بن الخطاب بجمع الصبح ثم وقف و قال ان المشرکین کانوا لا یفیضون حتے تطلع الشمس و ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم خالفہم ثم افاض قبل ان تطلع الشمس

مالک عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر ان عمر خطب الناس بعرفۃ و علمہم امر الحج فقال لہم فیما قال اذا جئتم منے فمن رمی الجمرۃ فقد حل لہ ما حرم علے الحاج الا النساء و الطیب لا یمس احد نساء و لا طیبا حتے یطوف بالبیت مالک فی روایۃ اخرے مثلہ الا انہ قال من رمے الجمرۃ و حلق او قصر و نحر ہدیا ان کان معہ فقد حل الحدیث

قلت ترک الفقہاء قولہ و الطیب لما صح عندہم من حدیث عائشۃ و غیرہا ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم تطیب قبل طواف الافاضۃ

ابو بکر عن ابن اسحق سئل عکرمۃ

حج کیا تو آپ نے یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے ابو بکرؓ کے ساتھ حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عمرؓ کے ساتھ حج کیا تو اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں نے عثمانؓ کے ساتھ حج کیا اُنھوں نے بھی یہ روزہ نہیں رکھا اور میں خود روزہ نہیں رکھتا اور نہ اُس کا حکم دیتا ہوں اور نہ اُس سے منع کرتا ہوں۔ احمد بن حنبلؒ عمرو بن میمون سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو جماعت کے ساتھ صبح کی نماز پڑھائی پھر وقفہ کیا اور فرمایا کہ مشرکین نہیں روانہ ہوا کرتے تھے جب تک آفتاب طلوع نہ ہو جاتے اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان کے خلاف کیا ہے۔ پھر (عمرؓ) آفتاب کے طلوع ہونے سے پہلے ہی روانہ ہو گئے۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے عرفہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو حج کے امور کی تعلیم دی تو منجملہ اور ارشادات کے اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ جب تم منیٰ میں آجاؤ تو جس نے رمی جمرہ کر لی تو اُس کے لئے وہ کام حلال ہو گئے جو حُجاج پر حرام ہوتے ہیں بجز عورتوں کے اور خوشبو کے۔ کوئی شخص نہ عورتوں کو چھوئے اور نہ خوشبو کو یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرلے۔ مالکؒ ایک دوسری روایت میں اسی کے مثل روایت کرتے ہیں بجز اس کے کہ اُنھوں نے کہا کہ جو رمی جمرہ کرلے اور حلق یا قصر کرلے (یعنی سر منڈوا لے یا بال کٹوا لے) اور ہدی کی قربانی کرلے اگر اس کے ساتھ ہو تو وہ حلال ہو گیا، آخر حدیث تک۔ میں کہتا ہوں کہ فقہاء نے قول والطیب (یعنی خوشبو کو نہ چھوئے) پر عمل ترک کر دیا کیونکہ اُن کے نزدیک حدیث عائشہؓ وغیرہا سے یہ بات صحت کے ساتھ ثابت ہے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے طواف افاضہ سے پہلے خوشبو لگائی ہے۔ ابو بکر ابن اسحق سے کہ عکرمہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن الاہلال (التلبیہ ۱۲) متیٰ ینقطع فقال اہلّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم حتے رمی الجمرۃ وابوبکر وعمر آبوبکر عن ابراہیم کان عمر یحجّ فلا یذبح شیئاً حتے یرجع آبوبکر عن عمرو بن میمون حججتُ مع عمر سنتین احدہما فی السنۃ التی اُصیبَ (زخم رسید او را ۱۲) فیہا کل ذٰلک یرمی جمرۃَ العقبۃ من بطنِ الوادی آبوبکر عن الاسود رأیتُ عمر بن الخطاب یرمی جمرۃَ العقبۃ من فوقہا قیل معناہ یرمی اعلےٰ شیءٍ فیہا۔ والاوجہ عندی انّ الاوّل للاستحباب والثانی للجواز۔ مالک عن نافع عن ابن عمر انّ عمر قال من ضفر فلیحلق ولا تشبّہوا بالتلبید مالک عن سعید بن المسیب قال عمر من عقص (تاب دہد ۱۲) رأسہ او ضفر او لبّد فقد وجب علیہ الحلاق مالک عن نافع عن ابن عمر انّ عمر بن الخطّاب قال لایبیتنّ احدٌ من الحاجّ لیالی منیٰ من وراء العقبۃ مالک عن نافع زعموا انّ عُمر بن الخطاب کان یبعث رجالاً یدخلون الناس وراء العقبۃ آبوبکر عن جعفر عن ابیہ انّ النبی صلے اللہ علیہ وسلم واابابکر وعمر کانوا یمشون (پیادہ میرفتند ۱۲) الی الجمار آبوبکر عن السائب رأیتُ

سوال کیا گیا اِہلال (یعنی تلبیہ) کے بارے میں کہ کب منقطع کیا جاتے۔ تو اُنھوں نے کہا کہ تلبیہ کہتے رہے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم رمی جمرہ تک اور ابوبکرؓ وعمرؓ۔ آبوبکر ابراہیم سے کہ عمرؓ حج کیا کرتے تھے اور واپس آنے تک کچھ ذبح نہیں کیا کرتے تھے۔ آبوبکر عمرو بن میمون سے کہ مَیں نے عمرؓ کے ساتھ دو سال حج کیا ان میں سے ایک سال وہ تھا جس میں اُن پر زخم لگایا گیا تھا۔ ہر سال میں اُنھوں نے جمرۃ عقبہ کی رمی کی بطنِ وادی سے۔ آبوبکر اسود سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو جمرۃ عقبہ کی رمی کرتے ہوتے دیکھا اُس کے اُوپر سے۔ کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ وہ رمی کر رہے تھے اُسکی بلند جگہ پر (سے)۔ اور میرے نزدیک اس کی توجیہ یہ ہے کہ پہلا عمل استحباب کے لئے ہے اور دوسرا جواز کے لئے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایاع کہ جو شخص بالوں کو گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ مُنڈوائے اور تم اہلِ تلبید کی مشابہت نہ کرو۔ مالکؒ سعید بن المسیب سے، عمرؓ نے فرمایا کہ جس نے سر کا جوڑا باندھا یا گوندھا یا گوند سے بالوں کو جمایا ہو تو اُس کو منڈوانا واجب ہے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ حاجیوں میں سے کوئی شخص مِنیٰ کی راتوں میں سے رات نہ گزارے عقبہ سے پرے۔ مالکؒ نافعؒ سے کہ اُنھوں نے گمان کیا کہ عمرؓ بن الخطاب کچھ مردوں کو بھیجا کرتے تھے جو لوگوں کو عقبہ کے پیچھے داخل کیا کرتے تھے۔ آبوبکر جعفر سے وہ اپنے باپ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ اور عمرؓ جمار کی طرف پیدل جایا کرتے تھے۔ آبوبکر سائب سے، میں نے دیکھا

ع ضفر کے معنے ہیں بالوں کو گوندھنا اور ان کو لپیٹ کر جوڑا بنانا یعنی جو شخص بال گوندھے ہوتے ہو اس کو چاہیئے کہ مُنڈوانے کے وقت مُنڈوائے اور قصر نہ کرے اور ولا تشبہوا بالتلبید کا مطلب ہے کہ مشابہت نہ کرو بالوں کے باقی رکھنے میں اہل تلبید کی اور تلبید یہ ہے کہ اپنے سر پر گوند وغیرہ کوئی شئی مَل لیجائے تاکہ بال مجتمع ہو جائیں بکھرے

ہوتے نہ رہیں ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمر بن الخطاب رآی رجلاً یقود بامرأتہ علی بعیر فی الجمرۃ فعلاہا بالدرۃ انکاراً لرکوبہا مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب کان یقف عند الجمرتین وقوفاً طویلاً حتی یمل القائم ابوبکر عن سلیمان بن ربیعۃ نظرنا عمر فاتی الجمرۃ الثالثۃ فرماہا ولم یقف عندہا مالک عن یحیی بن سعید بلغہ ان عمر ابن الخطاب خرج الغد من یوم النحر حین ارتفع النہار شیئاً فکبر فکبر الناس بتکبیرہ ثم خرج الثانیۃ من یومہ ذلک حین ارتفع النہار فکبر فکبر الناس بتکبیرہ ثم خرج حین زالت الشمس فکبر فکبر الناس بتکبیرہ حتی یتصل التکبیر و یبلغ البیت فعرف الناس ان قد یرمی ابوبکر عن عطاء ان عمر رخص للرعاء ان یبیتوا اعلی منی ابوبکر عن عبداللہ ابن مسعود صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم رکعتین یعنی بمنیٰ و مع ابی بکر و مع عمر رکعتین ابوبکر عن عمران بن حصین و عن ابن عمر و عن انس نحواً من ذلک ابوبکر عن عمرو بن شعیب ان عمر جمع بمنی ابوبکر عن الزہری ان عمر صلی بالحصبۃ للجمعۃ ولم یجمع یعنی صلاہا ظہراً ابوبکر عن عمرو بن دینار ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم و ابابکر و عمر کانوا

عمرؓ بن الخطاب کو کہ انھوں نے ایک شخص کو دیکھا جو اپنی بیوی کو اونٹ پر جمرہ کی طرف لئے جا رہا تھا تو اس عورت کو درہ سے مارا کیونکہ آپ نے اس عورت کے سوار ہونے کو ناپسند کیا۔ مالکؒ ان کو یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب جمرتین کے نزدیک اتنا طویل وقوف کرتے تھے کہ ایک کھڑا ہونے والا تھک جاتا تھا۔ ابوبکر سلیمان بن ربیعہ سے کہ ہم نے دیکھا عمرؓ کو وہ جمرہ ثالثہ کے پاس آئے اور اس پر رمی کی اور اس کے پاس نہیں ٹھہرے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب یوم نحر سے اگلے دن (رمی کے لئے) نکلے جب سورج کچھ اونچا ہو گیا تھا تو آپ نے تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی پھر دوسری مرتبہ اسی دن نکلے جب سورج بلند ہو گیا تھا پھر انھوں نے تکبیر کہی اور سب لوگوں نے ان کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی۔ پھر نکلے جب سورج ڈھل گیا تو تکبیر کہی اور لوگوں نے آپ کی تکبیر کے ساتھ تکبیر کہی یہاں تک کہ تکبیر کا سلسلہ متصل ہو کر بیت اللہ تک پہنچ جاتا پھر لوگ پہچان لیتے کہ عمرؓ رمی کے لئے نکلے ہیں۔ ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ نے رخصت دی چرواہوں کو کہ وہ رات گزاریں منیٰ کے بالائی حصہ میں۔ ابوبکر عبداللہ ابن مسعودؓ سے کہ میں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے ساتھ دو رکعت نماز پڑھی یعنی منیٰ میں اور ابوبکرؓ کے ساتھ اور عمرؓ کے ساتھ دو رکعتیں۔ ابوبکر عمران بن حصین سے اور ابن عمرؓ سے اور انسؓ سے اسی روایت کے مطابق۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے کہ عمرؓ نے نماز جمعہ پڑھی منیٰ میں۔ ابوبکر زہری سے کہ عمرؓ نے حصبہ میں جمعہ کے لئے نماز پڑھی اور جمعہ نہیں پڑھا یعنی اس کے بجائے ظہر کی نماز پڑھی۔ ابوبکر عمرو بن دینار سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابوبکرؓ و عمرؓ محصب میں ایک

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يُحَصِّبُوْنَ مالك عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لا يَصْدُرَنَّ احدٌ من الحاج حتّٰى يطوف بالبيت فان آخر النسك الطواف بالبيت مالك عن يحيى بن سعيد ان عمر بن الخطاب ردّ رجلاً من مَرّ الظهران لم يكن ودّع البيت حتّٰى ودّع ابوبكر عن عطاء طاف عمر بن الخطاب بعد الفجر ثمّ ركب حتّٰى اذا اتٰى ذات طوى نزل فلما طلعت الشمس وارتفعت صلّٰى ركعتين ثمّ قال ركعتان مكان ركعتين ابوبكر و ابوداؤد عن الحارث بن عبدالله ابن اوس الثقفي سألت عمر بن الخطاب عن المرأة تطوف بالبيت ثم تحيض فقال ليكن آخر عهدها بالبيت فقال الحارث كذلك افتانى رسول الله صلى الله عليه وسلم فقال عمر اَرِبْتَ بيديك سألتني عن شئ سألت عنه رسول الله صلى الله عليه وسلم كيما اخالفه ابوبكر عن القاسم بن محمد في امرأة زارت البيت يوم النحر ثم حاضت قبل النفر قال يرحم الله عمر كان اصحاب محمد صلى الله عليه وسلم يقولون قد فرغت الا عمر فانه كان يقول يكون آخر عهدها بالبيت قلت ترك اهل العلم قول عمر ههنا

ساعت آنکھ لگا یا کرتے تھے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ کوئی شخص حاجیوں میں سے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹے یہاں تک کہ بیت اللہ کا طواف کرے۔ کیونکہ آخر نسک بیت اللہ کا طواف ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کو لوٹا یا مرّ الظہران سے جس نے بیت کو وداع نہ کیا تھا (یعنی طواف وداع نہ کیا تھا) یہاں تک کہ اس نے طواف وداع کیا ابوبکر عطاء سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے بعد نماز فجر کے طواف کیا پھر سوار ہو گئے۔ جب ذاتِ طُویٰ پر آئے تو اُترے۔ جب آفتاب طلوع ہوا اور اونچا ہوا تو دو رکعتیں پڑھیں پھر فرمایا کہ یہ دو رکعتیں دو رکعتوں کی جگہ ہیں (جو طواف کے بعد نہیں پڑھی تھیں)۔ ابوبکر اور ابوداؤد حارث ابن عبداللہ بن اوس ثقفی سے کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا ایسی عورت کے بارے میں جو بیت اللہ کا طواف کرتی ہے پھر حائضہ ہو گئی تو فرمایا کہ اس کا آخری کام طواف بیت ہی ہونا چاہیئے تو حارث نے کہا کہ اسی طرح مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فتویٰ دیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تو نے اپنے دین میں شک کیا کہ تو نے مجھ سے وہ بات پوچھی جو تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے پوچھ چکا تھا کہ دیکھے کہ میں کیا اُس کے خلاف کہتا ہوں۔ ابوبکر قاسم بن محمد سے، ایسی عورت کے بارے میں جس نے بیت کی زیارت کی یوم النحر میں پھر کوچ کرنے سے پہلے حائضہ ہو گئی۔ اُنھوں نے کہا کہ رحم کرے اللہ تعالیٰ عمرؓ پر اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کہتے تھے کہ وہ (حج سے) فارغ ہو گئی سوائے عمرؓ کے کہ وہ یہ کہتے تھے کہ اس کا آخری کام بیت کا طواف ہونا چاہیئے۔ میں کہتا ہوں کہ اہلِ علم نے یہاں عمرؓ کے قول کو ترک کر دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لما ثبت عندہم من قصۃ صفیۃ وغیرہا والاوجہ عندی انہا تسن لہا ان تقیم بمکۃ حتی تودع البیت الا عند حاجۃ لا تجد منہا بدًّا آبوبکر عن ابن عمر ان عمر نہی ان یحرم المحرم فی الثوب المصبوغ بالورس والزعفران مالک عن ابی الغطفان المری ان اباہ طریقًا تزوج امرأۃ وہو محرم فرد عمر نکاحہ آبوبکر عن ابن عمر کنا نکون بالخلیج من البحر بالجحفۃ فنتغامس (غوطہ بزیر آب) فیہ و عمر ینظر الینا فما یعیب ذلک علینا و نحن محرمون مالک عن عطاء ابن ابی رباح ان عمر بن الخطاب قال لیعلی بن امیۃ و ہو یصب علی عمر بن الخطاب ماء و ہو یغتسل اصبب علی راسی اصبب (بریز) فلن یزیدہ الماء الا شعثا آبوبکر عن الحسن ان عمر بن الخطاب کان لا یری باسا بلحم الطیر اذا صید لغیرہ یعنی فی الاحرام آبوحنیفۃ عن ابی سلمۃ عن رجل عن ابی ہریرۃ مررت فی البحرین یسألونی عن لحم الصید یصیدہ الحلال ہل یصلح للمحرم ان یاکلہ

اس بنا پر جو اُن کو صفیہ رضؓ وغیرہا کے قصہ سے ثابت ہوا۔ اور میرے نزدیک زیادہ بہتر صورت یہ ہے کہ اس کے لئے مسنون یہ ہے کہ وہ مکہ میں قیام کرے تاآنکہ طواف وداع کرے۔ مگر ایسی حاجت کے وقت کہ جس کے بغیر چارہ نہ ہو (رخصت ہے)۔ آبوبکر ابن عمر رضؓ سے کہ عمر رضؓ نے منع کیا اس سے کہ احرام باندھنے والا ایسے کپڑے کا احرام باندھے جو ورس اور زعفران سے رنگا ہوا ہو (ورس ایک گھاس ہے جس کے پانی سے کپڑے رنگتے تھے)۔ مالک رحؒ ابو غطفان مُرّی سے کہ ان کے باپ نے راہ چلتے ہوئے جب کہ وہ محرم تھے ایک عورت سے نکاح کر لیا تو عمر رضؓ نے اُن کے نکاح کو رد کر دیا۔ آبوبکر ابن عمر رضؓ سے کہ ہم دریا کی خلیج میں ہوتے تھے جحفہ میں اور ہم اس میں غوطے لگاتے تھے اور عمر رضؓ ہماری طرف دیکھتے رہتے تھے اور اس کو ہمارے لئے معیوب نہیں قرار دیتے تھے حالانکہ ہم محرم ہوتے تھے۔ مالک رحؒ عطاء بن ابی رباح سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب نے یعلی بن اُمیّہ سے فرمایا جب کہ وہ عمر رضؓ ابن الخطاب پر پانی ڈال رہے تھے اور وہ غسل کر رہے تھے کہ میرے سر پر (پانی) ڈال، گرا، پانی ڈالنے سے تو بال زیادہ پراگندہ ہوتے ہیں (یعنی احرام میں نہانا کوئی زینت نہیں کہ منع ہو)۔ آبوبکر حسن رحؒ سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب ایسے پرندے کے گوشت میں کوئی حرج نہیں سمجھتے تھے جس کو کسی دوسرے (غیر محرم) کیلئے شکار کیا گیا ہو یعنی حالت احرام میں (محرم کھا سکتا ہے)۔ آبوحنیفہ رحؒ ابو سلمہ سے وہ ایک شخص سے وہ ابوہریرہ رضؓ سے کہ میرا گزر بحرین میں ہوا۔ وہاں کے لوگوں نے مجھ سے سوال کیا اس شکار کے گوشت کے بارے میں جس کو غیر محرم شکار کرے کیا وہ محرم کے لئے جائز ہے کہ اس کو کھائے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فافتيتهم باكله و في نفسي منه شيءٌ
ثم قدمتُ على عمر بن الخطاب فذكرتُ
له ما قلتُ لهم فقال لو قلتَ غير
ذلك لم تقُل بين اثنين ما بقيتَ
مالك عن ربيعة بن عبد الله بن
الهدير انه رأى عمر بن الخطاب
يُقَرِّدُ بعيرًا له في الطين بالسُّقيا (نام جائے)
وهو مُحرم مالك عن ابي الزبير
المكّي عن جابر بن عبد الله انّ
عمر بن الخطاب قضى في الضبع (کفتار ۱۲)
بكبشٍ وفي الغزال بعنزٍ (مادہ بز ۱۲) وفي
الارنب بعناقٍ (بزغالہ مادہ ۱۲) وفي اليربوع (موش دشتی ۱۲)
بجفرةٍ (بزغالہ چہار ماہہ ۱۲) مالك عن عبد الملك بن قرير
عن محمد بن سيرين ان رجلاً جاء الى
عمر بن الخطاب فقال انّي اجريتُ
انا وصاحبٌ لي فرسين نستبق الى ثغرة
ثنيّةٍ فاصبنا ظبيًا نحن مُحرمان
فماذا ترى فقال عمرُ لرجل الى
جنبه تعالَ حتى احكم انا وانتَ
قال فحكما عليه بعنزٍ فولّى
الرّجلُ وهو يقول هذا اميرُ
المؤمنين لم يستطع ان يحكم في
ظبي حتى دعا رجلاً يحكم معه فسمع
عمر قولَ الرّجل

تو میں نے اُن کو فتوٰی اُس کے کھا لینے کا دیا اور میرے دل
میں اس سے کچھ خدشہ تھا پھر میں عمرؓ کے پاس پہنچا تو اُن سے
اس کا ذکر کیا۔ تو کہا کہ اگر تو اس کے خلاف جواب دیتا تو اپنی
مدتِ حیات تک دو آدمیوں کے مابین بھی کچھ نہ بول سکتا
(یعنی میں فتوے دینے سے روک دیتا)۔ تہ مالک ربیعہ بن عبد اللہ
ابن الہدیر سے کہ انھوں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا کہ وہ
اپنے اونٹ کی چیچڑیاں توڑ کر مٹی میں ڈال رہے تھے سُقیا
میں جب کہ وہ محرم تھے۔ تہ مالک ابوزبیر مکّی سے وہ جابر بن عبد اللہ
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا بجُو (کفتار) کے مارنے
کے بارے میں مینڈھے کا اور ہرن کے بارے میں بکری کا اور
خرگوش کے بارے میں بکری کے بچہ کا جو ایک سال سے کم ہو
اور جنگلی چوہا مارنے میں چار مہینے کا بکری کا بچہ دیا جائے۔
مالک رح عبد الملک بن قریر سے وہ محمد بن سیرین سے کہ ایک شخص
عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں نے اور
میرے ایک ساتھی نے گھوڑے دوڑاتے ہوئے ایک گھاٹی کے مُنہ کی طرف
نیزہ بازی کی تو ہم نے ایک ہرن کا شکار کر لیا اور ہم دونوں
مُحرم تھے تو آپ اس میں کیا رائے رکھتے ہیں؟ تو عمرؓ نے ایک
صاحب سے کہا جو اُن کے پہلو کی طرف تھے کہ آؤ میں اور تم
دونوں اس کا فیصلہ کریں تو دونوں نے فیصلہ کیا ایک عہ
بکری دینے کا تو وہ شخص پُشت پھیر کر یہ کہتا ہوا جانے لگا کہ
یہ امیر المؤمنین ہیں جو اس پر بھی قادر نہ ہوئے کہ ہرن کے
بارے میں خود فیصلہ کر دیں یہاں تک کہ دوسرے شخص کو بُلایا
کہ وہ ان کے ساتھ مل کر فیصلہ کرے۔ اس شخص کی بات
حضرت عمرؓ نے سُن لی تو آپ نے اس کو بُلا کر اُس سے فرمایا کہ

عہ یہ قصہ بکر بن عبد اللہ المزنی کی روایت سے جلد ثانی صفہ ۶۱ پر گزرا اس میں شاۃ مذکور ہے ۱۲ اشتیاق احمد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فسألہ ہل تقرء سورۃ المآئدۃ قال
لا قال فہل تعرف ہذا الرجل الذی
حکم معی فقال لا فقال عمر لو
اخبرتنی انک تقرء المآئدۃ لاوجعتک
ضربًا ثم قال ان اللہ تبارک
و تعالیٰ یقول فی کتابہ یحکم بہ
ذوا عدل منکم ہدیًا بالغ الکعبۃ
و ہذا عبد الرحمٰن بن عوف۔
مالک عن زید بن اسلم ان
رجلًا جآء الی عمر بن الخطاب
فقال یا امیر المؤمنین
انی اصبت جرادات بسوطی
و انا محرم فقال لہ عمر
اطعم قبضۃ من طعام مالک
عن یحیی بن سعید ان رجلًا
جآء الی عمر بن الخطاب فسألہ
عن جرادۃ قتلہا و ہو
محرم فقال عمر لکعب
تعال حتی نحکم فقال کعب
درہم فقال عمر لکعب انک لتجد
الدراہم لتمرۃ خیر من
جرادۃ ابو بکر عن الحکم عن
شیخ من اہل مکۃ ان حماما
کان علی البیت فخرقت
علی ید عمر

کیا تو سورۃ مائدہ پڑھ سکتا ہے؟ (یعنی تجھے یاد ہے) اُس نے کہا نہیں۔ پھر آپ نے فرمایا کیا تو اس شخص کو پہچانتا ہے جس نے میرے ساتھ مل کر فیصلہ کیا تو اس نے کہا نہیں۔ اس کے بعد عمرؓ نے کہا کہ اگر تو مجھے یہ خبر دیتا کہ تجھے سورۃ مائدہ یاد ہے تو میں تجھے مار کر تڑپا دیتا۔ پھر فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی کتاب میں فرماتے ہیں یحکم بہ ذوا عدل منکم ھدیا بالغ الکعبۃ ۵:۹۵۔ (اے ایمان والو وحشی شکار کو قتل مت کرو جب کہ تم حالتِ حرام میں ہو اور جو شخص تم میں اس کو جان بوجھ کر قتل کرے گا تو اس پر پاداش واجب ہوگی جو کہ مساوی ہوگی اس جانور کے جس کو اُس نے قتل کیا ہے جس کا فیصلہ تم میں سے دو معتبر شخص کر دیں بصورت قربانی جو ...... نیاز کے طور پر کعبہ تک پہنچائی جاتے") اور یہ عبدالرحمٰن بن عوفؓ ہیں۔ مالک زید بن اسلم سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس نے کہا اے امیر المؤمنین، میں نے اپنے کوڑے سے چند ٹڈیاں ماردیں حالانکہ میں محرم ہوں (اس کی پاداش کیا ہے؟) تو اُس سے انہوں نے کہا کہ ایک مٹھی کھانا (کسی مسکین کو) کھلادے۔ مالک یحیٰی بن سعید سے کہ ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُس نے اُن سے ایک ٹڈی کی پاداش کے بارے میں سوال کیا جس کو اس نے محرم ہونے کی حالت میں مار دیا تھا تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ آؤ اسکا فیصلہ کریں تو کعبؓ نے کہا کہ ایک درہم تو عمرؓ نے کعبؓ سے کہا کہ (معلوم ہوتا ہے) تمہارے پاس بہت درہم ہیں (یقیناً ایک کھجور جرادہ (ٹڈی) سے بہتر ہے۔ ابوبکر حکم سے وہ اہلِ مکہ میں کے ایک بوڑھے سے کہ ایک مکان کے اُوپر ایک کبوتر تھا وہ عمرؓ کے ہاتھ پر آگرا تو انہوں نے

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فاشار بیدہ فطار فوقع علی بعض بیوت اهل مکة فجاءت حیة فاکلته فحکم عمر علی نفسه شاة. ابوبکر عن سعید بن المسیب ان رجلا اتی عمر متمتعاً قد فاته الصوم فی العشر فقال له اذبح شاة قال لیس عندی قال سل قومک قال لیس ههنا احد من قومی قال فاعطه یا معیقیب عن شاة. ابوبکر عن مجاهد قال عمر من اهدی هدیا تطوعا فعطب ینحره المحرم ولا یاکل منه (الیسیر یعنی) شیئا وان اکل فعلیه البدل. ابوبکر عن ابی ملیکة قال عمر لا تقیموا بعد النفر الا ثلاثا. مالک عن یحیی بن سعید انه قال اخبرنی سلیمان بن یسار ان ابا ایوب الانصاری خرج حاجا حتی اذا کان بالنازیة (نام چشمہ) من طریق مکة اضل رواحله وانه قدم علی عمر بن الخطاب یوم النحر فذکر له ذلک فقال عمر بن الخطاب اصنع ما یصنع المعتمر ثم قد حللت فاذا ادرکک الحج قابلا فاحجج واهد ما استیسر من الهدی. مالک عن نافع عن سلیمان بن یسار ان هبار بن الاسود جاء یوم النحر وعمر بن الخطاب ینحر

اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا تو وہ اُڑ کر مکہ والوں کے ایک گھر پر جا گرا پھر ایک سانپ نے آکر اس کبوتر کو کھا لیا تو عمرؓ نے فیصلہ کیا اپنی ذات پر ایک بکری دینے کا۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے کہ ایک شخص عمرؓ کے پاس آیا جو متمتع تھا اور اس کا دسویں کا روزہ فوت ہو گیا تھا تو اُنھوں نے اُس سے فرمایا کہ ایک بکری ذبح کر۔ اُس نے کہا کہ میرے پاس نہیں ہے تو فرمایا کہ اپنی قوم سے مانگ لے تو اُس نے کہا کہ یہاں میری قوم کا کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ اے معیقیب اس کو ایک بکری دیدے۔ (معیقیب صحابی تھے۔ حضرت عمرؓ نے ان کو بیت المال کا افسر اعلیٰ بنایا تھا)۔ ابوبکر مجاہد سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جو شخص کوئی ہدی لے جا رہا ہو بطور تطوع کے (یعنی اللہ کے نام پر قربانی دینے کے لئے) اور وہ چوپایہ چلنے سے عاجز ہو گیا تو محرم اُس کو ذبح کر دے اور اُس میں سے کچھ کھاتے نہیں۔ اگر کچھ کھا لے تو اُس پر اُسکا بدل لازم ہوگا۔ ابوبکر ابی ملیکہ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوچ ہو جانے کے بعد قیام نہ کرو مگر تین دن۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے اُنھوں نے کہا کہ مجھے خبر دی سلیمان بن یسار نے کہ ابو ایوب انصاریؓ حج کے لئے نکلے۔ جب (چشمہ) نازیہ پر پہنچے جو مکہ کے راستہ میں ہے تو ان کی سواریاں گم ہو گئیں، اور اُسی طرح وہ یوم النحر میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور اُن سے سرگزشت بیان کی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ کیجئے جو عمرہ کرنے والا کرتا ہے پھر آپ حلال ہو جائیں گے۔ پھر جب سال آئندہ حج کا زمانہ آئے تو حج کیجئے اور جو ہدی میسر آجائے وہ بھیجئے۔ مالکؒ نافع سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ ہبار بن الاسود یوم النحر میں اُس وقت آئے جب کہ عمرؓ بن الخطاب اپنی ہدی کو

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

هَدِيَّةً فقال يا امير المؤمنين اَخطأنا العِدّة كنّا نَرَى اَنّ هٰذا اليوم يوم عرفة فقال عمر اذهب الى مكّة فطُف انت ومن معك وانحروا هديًا ان كان معكم ثم احلقوا واقصروا وارجعوا فاذا كان عامٌ قابلٌ فحجّوا واَهدُوا فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام في الحج وسبعة اذا رجع۔ ابوبكر عن عطاء بن السائب كان عمر يأمر رجلا فيحدو۔ ابوبكر عن اسلم سمع عمر بن الخطاب (حدی میخواند) رجلاً بفلاة من الارض وهو يحدو بغناء الركبان فقال عمر انّ هذا من زاد الراكب ابوبكر عن عبدالله بن عامر خرجتُ مع عمر بن الخطاب فما رأيته مضطربا (زدن خیمه را) فسطاطا حتى رجع قيل له باى شيء كان يستظلّ قال كان يطرح النطع على الشجرة فيستظلّ به۔

كتاب البيوع

مالك ان عمر بن الخطاب قال لا يبيع في سوقنا الا من تفقه في الدين قلت معناه وجوب علم احكام البيوع على من يباشر التجارة الشافعي عن ابن عباس بلغ عمر بن الخطاب ان رجلا باع خمرا فقال قاتل الله فلانا باع الخمر اما علم ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال قاتل الله اليهود حرّمت عليهم الشحوم

ذبح کر رہے تھے اور کہا کہ اے امیر المومنین ہم سے تاریخ کے حساب میں چوک ہوگئی۔ ہم خیال کر رہے تھے کہ آج کا دن یوم عرفہ ہے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم مکہ کی طرف جاؤ اور طواف کرو تم اور جو تمہارے ساتھ ہیں اور کوئی ہدی اگر تمہارے ساتھ ہے اُس کی قربانی کرو۔ پھر حلق کرو اور قصر کرو اور لوٹ جاؤ۔ پھر جب آئندہ سال آئے تو حج کرو اور ہدی لے کر آؤ جس کو تم میں ہدی نہ میسّر ہو وہ تین دن روزے رکھے زمانہ حج میں اور سات روزے جب لوٹے۔ ابوبکر عطاء بن السائب سے کہ عمرؓ کسی شخص کو حکم دیتے اور وہ حُدی (اونٹوں کا گانا) پڑھتا۔ ابوبکر اسلم سے کہ انھوں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں جو وسیع بیابان میں سفر کرتے ہوئے شتر سواروں کا گانا گایا کرتا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شتر سوار کا توشہ ہے۔ ابوبکر عبداللہ بن عامر سے کہ میں نے سفر کیا ہے عمرؓ بن الخطاب کے ساتھ میں نے اُن کو خیمہ لگاتے ہوئے نہیں دیکھا واپسی تک۔ اُن سے کہا گیا کہ پھر کس چیز سے سایہ کا انتظام کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ چمڑے کا دسترخوان درخت پر ڈال دیتے اور اُس سے سایہ لیتے تھے۔

کتاب البیوع

مالکؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں کوئی تجارت نہ کرے بجز ایسے شخص کے جو دین میں سمجھ رکھتا ہو۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے ہیں خرید و فروخت کے احکام کے علم کا واجب ہونا اُس شخص پر جو تجارت کرتا ہو۔ شافعیؒ ابن عباسؓ سے کہ عمرؓ کو اطلاع پہنچی کہ ایک شخص نے شراب کو فروخت کیا تو آپؓ نے فرمایا کہ خدا ہلاک کرے فلاں کو اس نے شراب کو بیچا۔ کیا اس کو معلوم نہیں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ ہلاک کرے یہود کو۔ اُن کے اوپر چربیاں حرام کی گئیں تو انھوں نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فجملوہ فباعوہ الشافعی عن روایۃ
الزعفرانی عنہ ان عمر قال البیعان
بالخیار مالم یتفرقا قال الشافعی ان عمر
قال البیع صفقۃ اوخیار ثم ضعفہ
الشافعی جدًا قال وتاویلہ ان صح
البیع صفقۃ بعدہ تفرق اوخیار
قلت ویحتمل ان یکون معناہ
البیع اما صفقۃ (عقد) نافذۃ اوخیار
قاطع للبیع البیہقی عن الشعبی اخذ
عمر بن الخطاب فرسًا من رجل علی
سوم (بارادہ خریداری) فحمل علیہ رجلا فعطب عندہ
فخاصمہ الرجل فقال اجعل بینی و
بینک رجلا فقال الرجل انی
ارضی بشریح العراقی فاتوا شریحا
فقال شریح لعمر اخذتہ صحیحا
سالما وانت لہ ضامن حتی تردہ
صحیحا سالما فاعجب القاضی عمر بن
الخطاب فبعثہ قاضیا قلت احتج
الشافعی بھذہ القصۃ علی ان الماخوذ
بسوم الشراء مضمون مالک
عن زید بن اسلم عن عطاء
ابن یسار ان معاویۃ بن ابی سفیان
باع سقایۃ (ظرف آب) من ذھب او ورق
باکثر من وزنھا فقال لہ
ابو الدرداء

اُس کو پگھلا کر روغن بنایا اور پھر اس کو فروخت کیا۔ شافعیؒ اُن
سے زعفرانی کی روایت ہے، کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیچنے اور خرید
والا دونوں صاحب اختیار ہوتے ہیں (یعنی بیع کو فسخ کرنے
کا اختیار رکھتے ہیں) جب تک جُدا جُدا نہ ہوجائیں۔ شافعیؒ
کہ عمرؓ نے فرمایا کہ بیع ایک معاملہ (سودا) ہے یا اختیار ہے۔
پھر شافعیؒ نے اس کو ضعیف کہا زوردار طور پر۔ اور اگر صحیح ہو
تو اس کی تاویل یہ ہے کہ بیع سودا کرنے کی صورت میں،
اس کے بعد تفرق ہے یا خیار۔ میں کہتا ہوں کہ اور یہ احتمال
بھی ہے کہ اس کے معنے یہ ہوں کہ بیع یا ایک عقد ہے نافذ ہونے
والا یا خیار ہے بیع کو ختم کردینے والا۔ بیہقی شعبی سے کہ عمرؓ
ابن الخطاب نے ایک شخص سے ایک گھوڑا لیا قیمت چکانے
کے لئے پھر اُس پر ایک شخص کو سوار کیا، پھر وہ اس شخص
کے پاس ہلاک ہوگیا۔ اس پر اس شخص نے عمرؓ سے جھگڑا
کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ تو میرے اور اپنے درمیان ایک شخص کو
(حکم) تجویز کرلے تو اُس نے کہا کہ میں شریح عراقی پر راضی
ہوں تو دونوں شریح کے پاس گئے۔ شریح نے عمرؓ سے کہا کہ
آپ نے اس سے صحیح سالم لیا تھا اور آپ اُس کے ضامن (ذمہ
دار) ہیں کہ اس کو صحیح و سالم واپس کریں تو تعجب میں
ڈال دیا قاضی نے عمرؓ بن الخطاب کو تو اُنھوں نے شریح کو
قاضی بنا کر بھیجا۔ میں کہتا ہوں کہ اس قصہ سے حجت پکڑی
ہے امام شافعیؒ نے اس بات پر کہ خرید کے واسطے قیمت کا
اندازہ لگانے کے لئے جو چیز مشتری لے گا وہ اس کی ضمانت
میں ہوگی۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ معاویہ
ابن ابی سفیان نے ایک پانی کا برتن جو سونے یا چاندی کا تھا
اُس کے وزن سے زیادہ پر بیچا تو اُن سے ابوالدرداءؓ نے کہا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سمعتُ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ینھیٰ عن مثل ہذا الا مثلاً بمثل فقال لہ معاویۃ ما اریٰ بمثل ہذا بأسًا فقال ابو الدرداء من یعذرنی (عذر من بیان کند) من معاویۃ انا اخبرہ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ویخبرنی عن رأیہ لا أساکنک بأرض انت بہا ثم قدم ابو الدرداء علے عمر بن الخطاب فذکر لہ ذلک فکتب عمر ابن الخطاب الیٰ معاویۃ بن ابی سفیان ان لا تبیع مثل ذلک الا مثلاً بمثل وزنًا بوزن مالک عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب قال لا تبیعوا الذھب بالذھب الا مثلاً بمثل ولا تشفوا[1] بعضھا علے بعض ولا تبیعوا الورق بالورق الا مثلاً بمثل ولا تشفوا بعضھا علے بعض ولا تبیعوا الورق بالذھب احدھما غائب والآخر ناجز (حاضر) وان استنظرک (اے طلب مہلت کند) ان یلج بیتہ فلا تنظرہ انی اخاف علیکم الرماء (الرماء زیادۃ) والرماء ھو الربوا مالک عن عبد اللہ بن دینار عن ابن عمر نحوًا من ذلک مالک عن ابن شہاب عن مالک بن اوس انہ التمس صرفا بمائۃ دینار قال فدعانی

میں نے سنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ اس طرح کی بیع سے منع کرتے تھے بجز مثل بمثل کے۔ تو ان سے معاویہؓ نے کہا کہ میں اس طرح کی بیع میں کوئی حرج نہیں دیکھتا۔ تو ابو الدرداءؓ نے کہا کہ کون میرا طرفدار ہوگا معاویہ کے مقابلہ پر میں اس کو خبر دیتا ہوں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی روایت سے اور وہ مجھے خبر دیتا ہے اپنی رائے کی، تیرے ساتھ میں اس سرزمین میں بھی نہیں رہوں گا جہاں تو رہتا ہے۔ پھر ابو الدرداءؓ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ بن الخطاب نے معاویہؓ بن ابی سفیان کو لکھا کہ وہ اس قسم کی بیع نہ کرے مگر مثل بمثل اور وزن بوزن۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ سونے کو سونے کے بدلے نہ بیچو مگر مثل بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ اور نہ بیچو چاندی کو چاندی کے بدلے میں مگر مثل بمثل اور اس کو ایک دوسرے سے نہ بڑھاؤ نہ گھٹاؤ۔ اور نہ بیچو چاندی کو سونے کے بدلے میں کہ ان میں سے ایک غائب ہو اور دوسری حاضر اور اگر کوئی اتنی بھی مہلت طلب کرے کہ وہ اپنے گھر میں داخل ہو جائے (اور وہاں سے لے آئے) تو اس کو مہلت نہ دو۔ مجھے اندیشہ ہے کہ تم زیادتی میں نہ مبتلا ہو جاؤ اور زیادتی ہی ربوٰا (سود) ہوتی ہے۔ مالکؒ عبد اللہ بن دینار سے وہ ابن عمرؓ سے پچھلی روایت کی طرح۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ مالک بن اوس سے کہ انھوں نے تلاش کیا چاندی کے سکوں کو ایک سو دینار کے بدلے میں کہا کہ پھر مجھے پکارا

[1] لا تشفوا اے لا تزیدوا۔ یہ شف بالکسر سے بنا ہے جس کے معنے کمی زیادتی کرنے کے ہیں ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

طلحۃ بن عبید اللہ فتراوضنا حتی اصطرف منی و اخذ الذھب یقلبھا فی یدیہ ثم قال حتی یاتی خازنی من الغابۃ[عہ] وعمر بن الخطاب یسمع فقال واللہ لا تفارقہ حتی تاخذ منہ ثم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الذھب بالورق ربوا الا ھاء وھاء والبر بالبر ربوا الا ھاء وھاء والتمر بالتمر ربوا الا ھاء وھاء والشعیر بالشعیر ربوا الا ھاء وھاء۔ ابن ماجۃ ان عمر قال ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم توفی ولم یبین الربوا فدعوا الربوا والریبۃ ھذا او نحوہ ابو بکر عن سعید بن المسیب قال عمر لا تسلموا فی فراخ حتی یبلغ قلت معناہ عند مالک وغیرہ النھی عن بیع الزرع حتی یشتد الحب ومثلہ بیع التمر حتی یبدو صلاحہ والاسلام ھنا الاشتراء قبل وجود المبیع ومعناہ عند ابی حنیفۃ

طلحہ بن عبید اللہ نے تو ہم نے آپس میں[عہ] نرخ طے کر لیا یہاں تک کہ اُنھوں نے مجھ سے مال لے لیا اور اُنھوں نے اس سونے (کے دیناروں) کو اپنے ہاتھوں میں اُلٹنا پلٹنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا کہ (سکّوں کی ادائگی میں کچھ وقت لگے گا) یہاں تک کہ میرا خزانچی جنگل سے آجائے اور عمر رضہ بن الخطاب سُن رہے تھے کہنے لگے واللہ اس سے جُدا نہ ہونا یہاں تک کہ تو اس سے وصول کرے۔ پھر کہا کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سونا چاندی کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست (یعنی بلا توقف) اور گیہوں گیہوں کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست اور کھجور کھجور کے بدلے میں ربوا ہے مگر دست بدست اور جو بعوض جو ربوا ہے مگر دست بدست[عہ]۔ ابن ماجہ کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا گئے اور آپ نے ربوا کو کھول کر بیان نہیں فرمایا تو تم سود کو چھوڑ دو اور جس چیز میں سود کا شبہ ہو اُس کو بھی، یہ یا اسی کی مانند۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے کہا عمر رضہ نے کہ سَلَم کا معاملہ نہ کرو کم سن زراعت میں جب تک پوری بالیدگی تک نہ پہنچ جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے مالک رحہ وغیرہ کے نزدیک کھیتی کی بیع سے روکنا ہے یہاں تک کہ اس کا بیج سخت ہو جائے اور اسی کی مانند ہے بیع کھجور کی یہاں تک کہ اس کی پختگی ظاہر ہو جائے اور اسلام کے معنے یہاں پر خریدنا ہے بیع کے وجود سے پہلے (اس کو بیع سَلَم[عہ] کہتے ہیں) اور اس کے معنے امام ابو حنیفہ رحہ

عہ تراوض کے معنے ہیں نرمی کرنا اور ایک دوسرے کو کسی کام پر آمادہ کرنا جیساکہ بائع اور مشتری میں اکثر اتفاق ہوتا ہے۔ اصطرف منی کے معنے ہیں کہ میرے ساتھ بیع صرف کرلی ۱۲ عہ ہاء وہاء کے مد اور قصر ہیں۔ پھر اسکی ترکیب میں، نیز اسکے معنے میں اختلاف ہے اور مشہور مد کے ساتھ ہے اور یہ حال واقع ہوا ہے اور اسکے معنے ہیں ہاک و ہات یعنی لے اور دے۔ یعنی بیع جائز نہیں ہے مگر اس حال میں کہ جانبین سے تقابض ہو جائے مجلس سے متفرق ہونے سے پہلے ۱۲ عہ سلم باعتبار لغت تسلیم سے بنا ہوا اسم ہے اور فقہاء کی اصطلاح میں یہ معنے ہیں کہ کسی شے کی بیع کرنا اس معاہدے کے ساتھ کہ دی ہوئی رقم قرض ہوگی یا بیع کے بعد اُن شرائط کے ساتھ جو شریعت میں معتبر ہیں۔ ہندی زبان میں اس کو بدھنی کہتے ہیں اور کبھی "سلف" بھی اسی معنی میں

[illegible]

www.KitaboSunnat.com

النہی عن السلم قبل وجود المسلم فیہ مالک
عن نافع عن ابن عمر ان عمر بن الخطاب
قال من باع عبدًا و لہ مال فمالہ للبائع
الا ان یشترط المبتاع روی مثل
ذلک عن ابن عمر عن النبی صلے اللہ
علیہ وسلم وصحح البخاری کلتا الروایتین
قالہ البیہقی مالک عن نافع ان حکیم
ابن حزام ابتاع طعامًا امر بہ عمر بن الخطاب
للناس فباع حکیم الطعام قبل ان
یستوفیہ فبلغ ذلک عمر بن الخطاب
فردہ علیہ قال ولا تبع طعامًا ابتعتہ
حتے تستوفیہ مالک عن ابن شہاب
عن عبداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ بن
مسعود ان عبداللہ بن مسعود ابتاع جاریۃ
من امراتہ الثقفیۃ واشترطت علیہ انک
ان بعتہا فہی لی بالثمن الذی تبیعہا بہ
فسأل عبداللہ بن مسعود عن ذلک عمر بن
الخطاب فقال عمر بن الخطاب لا تقربہا و
فیہا شرط لاحد البغوی عن ابن ابی اوفی
کنا نسلف فی عہد رسول اللہ صلے اللہ
علیہ وسلم وابی بکر و عمر فی الحنطۃ
والشعیر والتمر والزیت الی قوم ما ہو
عندہم مالک عن یونس بن یوسف عن
سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب مر بحاطب
ابن ابی بلتعۃ وہو یبیع زبیبا لہ فی السوق

کے نزدیک سلم سے روکنا ہے اس شے کے وجود میں آنے سے پہلے
جس کے بارے میں سلم کیا جاتا ہے۔ مالکؒ نافعؒ سے وہ ابن عمرؓ
سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے کسی غلام کو
فروخت کیا اور اس غلام کے پاس مال ہے تو وہ بیچنے والے کا
ہے بجز اس کے کہ خریدنے والا شرط کرلے۔ اسی کے مثل روایت
کیا گیا ہے ابن عمرؓ سے، نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اور بخاری نے
دونوں روایتوں کو صحیح کہا ہے یہ بیہقی کا قول ہے۔ مالکؒ نافع
سے کہ حکیم بن حزام نے غلّہ خریدا جس کے بارے میں عمرؓ بن
الخطاب نے لوگوں کے لئے (تقسیم کرنے کا) حکم دیا تھا پھر حکیم
نے وہ غلّہ فروخت کردیا قبل اس کے کہ اس کو وصول کریں۔ یہ
بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچی تو ان کو اس بیع سے روک دیا۔
فرمایا کہ جو غلّہ تم خریدو اُس کو نہ بیچو یہاں تک کہ تم اس کو وصول
کرلو (یعنی قبضہ کرلو)۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبداللہ بن
عبداللہ بن عتبہ بن مسعودؓ سے کہ عبداللہ بن مسعودؓ نے ایک
جاریہ خریدی اپنی ایک ثقفیہ عورت سے اور اُس نے ان پر
یہ شرط لگائی کہ اگر تم اس کو بیچو تو وہ میرے ہاتھ بیچو اس
قیمت پر جس پر تم اس کو بیچو گے۔ پھر عبداللہ بن مسعودؓ نے
اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا تو عمرؓ بن
الخطاب نے فرمایا کہ اس سے قربت نہ کرنا اور اس میں شرط ہے کسی
کے لئے (اس لئے بیع تام نہیں ہوتی)۔ بغوی ابن ابی اوفیٰ سے ہم پیشگی دیا کرتے
تھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اور ابوبکرؓ و عمرؓ کے
عہد میں گیہوں اور جو اور کھجور اور زیت کے بارے میں ایسی قوم
کو کہ ان کے پاس (سردست) وہ چیز موجود نہ ہوتی تھی۔ مالکؒ
یونس بن یوسف سے وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب گزرے
حاطب بن ابی بلتعہ پر اور وہ اپنی کشمش بازار میں فروخت کر رہے تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال له عمر بن الخطاب اما ان تزيد في السعر واما ان ترفع من سوقنا الشافعي عن القاسم بن محمد عن عمر انه مر بحاطب بسوق المصلى وبين يديه غرارتان فيهما زبيب فسأله عن سعره فسعر له مدين بكل درهم فقال له عمر قد حدثت بعير (قافلہ) مقبلة من الطائف تحمل زبيبا وهم يعتبرون بسعرك فاما ان ترفع في السعر واما ان تدخل زبيبك البيت فتبيعه كيف شئت فلما رجع عمر حاسب نفسه ثم اتى حاطبا في داره فقال له ان الذي قلت ليس بعزمة مني ولا قضاء انما هو شيء اردت به الخير لاهل البلد فحيث شئت فبع وكيف شئت فبع مالك انه بلغه ان عمر بن الخطاب قال لا حكرة (احتکار) في سوقنا لا يعمد رجال بايديهم فضول من اذهاب (زائد از زر) الى رزق من ارزاق الله نزل بساحتنا فيحتكرونه علينا ولكن ايما جالب جلب على عمود كبده في الشتاء والصيف فذلك ضيف عمر فليبع كيف شاء وليمسك كيف شاء مالك والبغوي ان عمر بن الخطاب خطب فقال ان الاسيفع اسيفع (متغیر اللون) جهينة رضي من دينه وامانته

تو اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ یا تو تم نرخ میں اضافہ کرو اور یا ہمارے بازار سے اُٹھ جاؤ۔ شافعیؒ قاسم بن محمد سے وہ عمرؓ سے کہ ان کا گزر.... حاطب پر ہوا سوق المصلیٰ میں اور ان کے سامنے دو گونیں تھیں جن میں کشمش (سوکھے ہوئے انگور) بھری ہوئی تھی تو اُن سے ان کا بھاؤ پوچھا تو انھوں نے کہا کہ ایک درہم میں ڈیڑھ مُد تو اُن سے عمرؓ نے کہا کہ مجھ سے ایک قافلہ کا ذکر کیا گیا ہے جو طائف سے کشمش لے کر آرہا ہے اور وہ لوگ اعتبار کرتے ہیں تمہارے بھاؤ کا تو یا تو تم اپنے بھاؤ میں اضافہ کرو اور یا اس کشمش کو اپنے گھر میں لے جا رکھو پھر جس طرح چاہو بیچو۔ پھر جب عمرؓ واپس ہوئے تو انھوں نے اپنے نفس سے محاسبہ کیا۔ پھر حاطب کے پاس اُن کے گھر پہنچے اور اُن سے کہا کہ جو کچھ میں نے کہا تھا وہ میری طرف سے پختہ بات نہیں اور نہ کوئی فیصلہ ہے۔ وہ صرف ایک ایسی چیز ہے جس سے میں نے اہل شہر کی بھلائی کا ارادہ کیا تھا۔ سوتم جہاں چاہو اور جس طرح چاہو بیچو۔ مالکؒ کو یہ بات پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ ہمارے بازار میں احتکار نہ ہوگا (احتکار یہ ہے کہ غلہ کو بیع سے روک رکھا جائے گرانی کے انتظار میں) اور جن لوگوں کے ہاتھوں میں زیادہ مال و زر ہے وہ اللہ کے اُن رزقوں کو جو ہماری بستی پر نازل ہوتے خرید ڈالنے کا قصد کر کے ہم پر تنگی نہ ڈالیں ہاں مگر جو باہر سے مال لانے والا تکلیف کے ساتھ لاد کر لایا سردی اور گرمی میں وہ عمرؓ کا مہمان ہے وہ جس طرح چاہے بیچے اور جتنا چاہے روک رکھے۔ مالکؒ اور بغوی، کہ عمرؓ بن الخطاب نے خطبہ دیا اور فرمایا کہ اُسیفع (بدلے ہوئے رنگ والا) جُہینہ (قبیلہ) کا اُسیفع ہے یہ اپنے دین اور امانت سے اس پر راضی ہو گیا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بَانْ يُقَالَ سَبَقَ الحَاجَّ وَاِنَّہٗ اِدَّانَ معرضًا فاصبح قد دِيْنَ بِہٖ فَمَنْ كَانَ لہٗ دَيْنٌ فليأتِنا بالغداةِ نَقْتَسِمُ مَالَہٗ بَيْنَ غُرَمَائِہٖ وَاِيَّاكُمْ وَالدَّيْن فانَّ اَوَّلَہٗ هَمٌّ وَآخِرَہٗ حَرْبٌ مالك انہ بلغہ اَنَّ عُمَرَ بن الخطاب قَالَ فِي رَجُلٍ اَسْلَفَ طعامًا علیٰ اَنْ يُعْطِيَہٗ اِيَّاہُ فِي بَلَدٍ آخرَ فَكَرِہَ ذٰلك عُمَرُ ابن الخطّاب وقال اَيْنَ الحَمْلُ مالك عن زيد بن اسلم عن ابيہ فی قصۃ خروج عبد اللّٰہ وعُبَيْدِ اللّٰہ الى العراق وَاِسْلَافِ (یعنی دادن) ابي (یعنی فاروق) موسٰى اياهما واشترائهما بذٰلك المالِ متاعًا وربحهما فی ذٰلك المال قَالَ عُمَرُ اَكُلَّ الجيشِ اَسْلَفَہٗ مِثْلَ مَا اَسْلَفَكُمَا قَالَا لَا فقال عمر بن الخطاب ابنا اميرِ المؤمنين فَاَسْلَفَكُمَا اَدِّيَا المالَ وربحَہٗ فامّا عبد اللّٰہ فسكتَ وامّا عبيد اللّٰہ فقالَ مَا يَنْبَغِي لك يا اميرَ المؤمنين هٰذا لو نقصَ المالُ او هلكَ ضَمِنَّاہُ فقال اَدِّيَاہُ فقال رجلٌ من جلسائہ يا اميرَ المؤمنين لو جعلتَہٗ قراضًا (یعنی مضاربۃ) فقال عمر قد جعلتُہٗ قراضًا فاخذ عمر رأسَ المال ونصفَ ربحہ

یوں کہا جائے کہ سب حاجیوں پر سبقت لے گیا اور اس نے لاپرواہی کے ساتھ بہت قرض لے ڈالا نتیجہ یہ ہوا کہ قرض نے اس کو دیوالیہ کر دیا تو اس کے ذمہ جس جس کا قرض ہے وہ ہمارے پاس صبح کو آجائیں ہم اُس کے مال کو اُس کے قرض خواہوں پر تقسیم کریں گے۔ خبردار تم سب لوگ قرض سے بچنا اس کا پہلا سرا فکر اور تشویش ہے اور آخر کار لڑائی۔ مالکؒ نے فرمایا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص کے بارے میں جس نے دوسرے کو غلہ اس شرط پر قرض دیا تھا کہ وہ اس کو دوسرے شہر میں ادا کرے، یہ بات عمرؓ بن الخطاب کو ناگوار ہوئی تھی فرمایا کہ ڈھونے کا حق کہاں ہے؟ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے بیان کرتے ہیں کہ (حضرت فاروقؓ کے صاحب زادوں) عبد اللہ و عبید اللہ کی جہادِ عراق کے لئے روانگی اور ابو موسیٰ کا ان دونوں کو قرض دیدینا اور ان کا اس مال سے سامان خرید کر لیتے جانا اور پھر اس مال سے نفع ہونا، اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ کیا تمام لشکر کو اس نے اسی طرح قرض دیا جس طرح تمہیں دیا؟ اُنھوں نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ (اُس کے پیش نظر یہ تھا کہ یہ) امیر المؤمنین کے بیٹے ہیں تو تم دونوں کو قرض دیدیا، تم دونوں مال کو ادا کرو اور اُس کے نفع کو بھی۔ اب عبد اللہ تو خاموش رہے۔ رہے عبید اللہ تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ فیصلہ تو آپ کے لئے مناسب نہیں ہے۔ اگر مال گھٹ جاتا یا ہلاک ہو جاتا تو اُس کے ضامن ہم ہی ہوتے۔ آپ نے فرمایا نہیں اس کو ادا کرو۔ اس پر آپ کے جلیسوں میں سے ایک نے کہا کہ اے امیر المؤمنین بہتر ہوتا اگر اس کو مضاربۃ قرار دیدیا جاتا۔ اس پر عمرؓ نے فرمایا کہ اچھا میں اس کو مضاربۃ قرار دیتا ہوں۔ تو عمرؓ نے رأس المال اور اس کا آدھا نفع لے لیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واخذا نصف ربح المال قال المزنی وجہ جعل عمر نصف ربح ابنیہ للمسلمین عندی انہما اجابا قول عمر عن طیب انفسہما البخاری والبغوی ان عمر عامل الناس علی انہ ان جاء عمر بالبذر من عندہ فلہ الشطر (النصف) وان جاءوا بالبذر فلہم کذا البغوی ان الصعب ابن جثامۃ قال سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا حمی الا للہ و رسولہ قال الزہری و قد کان لعمر بن الخطاب حمی بلغنی انہ کان یحمیہ لابل الصدقۃ مالک والشافعی عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولی یقال لہ ہنی مالک عن زید بن اسلم عن ابیہ ان عمر بن الخطاب استعمل مولی لہ یدعی ہنیاً علی الحمی فقال یا ہنی اضمم جناحک (اے دستم خود کوتاہ دار ۱۲) عن الناس و اتق دعوۃ المظلوم فان دعوۃ المظلوم مجابۃ وادخل رب الصریمۃ والغنیمۃ (فی الحمی) و ایاک و نعم ابن عفان و ابن عوف فانہما ان تہلک ماشیتہما یرجعا الی المدینۃ الی زرع و نخل و ان رب الصریمۃ و الغنیمۃ ان تہلک ماشیتہ

اور اس مال کا آدھا نفع ان دونوں نے لیا۔ مزنی نے کہا کہ حضرت عمرؓ کا اپنے بیٹوں کے نفع کا نصف حصہ مسلمانوں کے لئے قرار دیدینے کی وجہ ان دونوں کا اپنی خوشی سے حضرت عمرؓ کے ارشاد کو قبول کر لینا ہے۔ بخاری اور بغوی، عمرؓ نے لوگوں سے یہ معاملہ کیا تھا کہ اگر عمرؓ نے اپنے پاس سے بیج دیا تو پیداوار کا نصف حصہ انکا ہوگا اور اگر بیج وہ خود لائے تو اُس نصف کے وہ خود حقدار ہوں گے۔ بغوی، صعبؓ بن جثامہ نے کہا کہ میں نے سُنا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی چراگاہ نہیں ہے مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ کے لئے۔ زہریؒ نے کہا اور عمرؓ بن الخطاب کی ایک چراگاہ تھی مجھے یہ خبر پہنچی کہ وہ اس میں صدقہ کے اونٹوں کو چراتے تھے۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عامل بنایا (چراگاہ پر) اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَی کہا جاتا تھا۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے چراگاہ پر عامل بنایا اپنے ایک آزاد کردہ کو جس کو ہُنَی سے پکارا جاتا تھا۔ آپ نے اُس سے کہا کہ اے ہُنَی! عام لوگوں سے اپنا ہاتھ کوتاہ رکھنا (یعنی درگزر کرنا اور ایذا نہ پہنچانا) اور مظلوم کی بددُعا سے بچتے رہنا کیونکہ مظلوم کی دُعا مقبول ہوتی ہے۔ اور اونٹوں اور بکریوں کے چھوٹے[ع۵] گلّوں والے کو داخل ہونے دینا اور خبردار ابن عفان اور ابن عوف کے چوپاؤں کو نہ آنے دینا کیونکہ وہ دونوں (اس حیثیت کے ہیں کہ) اگر ان کا چوپایہ ہلاک ہوجائے تو وہ اپنے کھیتوں کی طرف رجوع کرلیں گے اور اونٹ اور بکریوں کے چھوٹے گلے والے کا یہ حال ہوگا کہ اگر اس کا چوپایہ ہلاک ہوگا تو

ع۵ صِرمہ کسر کے ساتھ اونٹوں کا گلّہ جن کی تعداد بیس سے تیس تک ہو۔ صُرَیمہ اس کی تصغیر ہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يَأتيني ببنيه فيقول يا امير المؤمنين
افتارکهم انا لا ابالک فالماء و
الکلاء ايسر علیّ من الذهب و
الورق و ايم الله انهم ليرون ان قد
ظلمتهم انها لبلادهم ومياههم
قاتلوا عليها فی الجاهلية واسلموا
عليها فی الاسلام والذی نفسی
بيده لولا المال الذی احمل عليه
فی سبيل الله ما حميت عليهم من
بلادهم شبراً البغوی روی
ان عمر حمی الشرف والربذة قلت
وجه التطبيق عند الشافعی و
الجمهور ان الحمی لمصلحة نفسه
حرام ولنعم بيت المال ولمصلحة
ضعفة المسلمين جائز وهو معنی
قوله صلی الله عليه وسلم لا
حمی الا لله ولرسوله البغوی
روی عن عمر انه اقطع (ای بارض) و
اشترط العمارة (للاصلاح) ثلث سنين
ابو بکر عن الحکم قال عمر من ملک
ذا رحم محرم فهو حر ابو بکر عن
الزهری قضی ابو بکر و عمر ان لم يحز (يقبض)
فلا شیء له يعنی الهبة ابو بکر عن
عکرمة بن خالد المخزومی ان رجلا
کاتب عبده علی

وہ میرے پاس اپنی اولاد کو لے کر آجائے گا اور کہے گا کہ اے امیر
المؤمنین کیا میں ان کو چھوڑنے والا ہوں (یعنی ان کی پرورش
کو) میں تیری (یعنی تیرے حکم کی) پرواہ نہ کروں گا۔ تو پانی اور
گھاس میرے لئے آسان ہے ان کو سونا چاندی دینے سے (جو
مجھے ان کو دینا پڑے گا) اور خدا کی قسم یہ لوگ ضرور خیال کرتے
ہیں کہ (چراگاہ پر قبضہ کرکے میں نے ان پر ظلم کیا) درحقیقت یہ
ان کے شہر ہیں اور ان ہی کے پانی ہیں ان پر تو جاہلیت میں انھوں
نے قتال کیا ہے اور اسلام میں آکر انھوں نے ان کے بارے میں
اطاعت قبول کرلی اور قسم ہے اس ذات کی جسکے ہاتھ میں
میری جان ہے اگر یہ مال نہ ہوتا جس پر میں لوگوں کو سوار کرکے
اللہ کے راستہ میں بھیجتا ہوں تو میں ان کے شہروں میں سے ایک
بالشت زمین کو بھی اپنی چراگاہ نہ بناتا۔ بغوی، روایت کیا گیا کہ
عمر رضؓ نے چراگاہ بنایا سرف اور زبدہ کو۔ میں کہتا ہوں کہ شافعیؒ
اور جمہور کے نزدیک وجہ تطبیق یہ ہے کہ (کسی قطعہ زمین کو)
چراگاہ بنالینا اپنی ذاتی مصلحت کے لئے حرام ہے اور بیت المال
کے جانوروں کے لئے اور ضعفاء مسلمین کی مصلحت کے لئے جائز
ہے اور یہی معنے ہیں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس
ارشاد کے کہ کوئی چراگاہ نہیں مگر اللہ کے لئے اور اس کے رسولؐ
کے لئے۔ بغوی، روایت کیا گیا عمر رضؓ سے کہ انھوں نے زمین
جاگیر دی اور شرط کیا کہ تین سال میں اس کو سرسبز کردیا جائے۔
ابو بکر حکم سے کہ عمر رضؓ نے فرمایا کہ جو کسی ذی رحم محرم کا مالک
ہوگا تو وہ آزاد ہے۔ ابو بکر زہری سے کہ فیصلہ کیا ابو بکر رضؓ
و عمر رضؓ نے کہ اگر قبضہ نہ کیا تو اس کے (یعنی موہوب لہٗ کے)
لئے کچھ نہیں۔ مراد لیتے ہیں ہبہ سے۔ ابو بکر عکرمہ بن خالد المخزومی
سے کہ ایک شخص نے مکاتب کیا اپنے ایک غلام کو اس پر کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

غلامين يصنعان مثل صناعته
فارتفعا الى عمر بن الخطاب فقال
ان لم يجئك بغلامين يصنعان مثل
صناعته فردّه الى الرق ابوبكر
عن انس اتانا كتاب عمر و نحن
بارض فارس ان لا تبيعوا السيوف فيها
حلقة فضة بالدراهم ابوبكر عن
حزام بن هشام الجراحي عن
ابيه شهدت عمر بن الخطاب
باع ابلا من ابل الصدقة فيمن
يزيد ابوبكر عن مجاهد بن ابي عياض
قال عمر اذا مررت ببستان فكل
ولا تتخذه خبنة (جمع کردن در بار جامہ) ابوبكر عن عبيدالله
قال عمر من احتكر طعاما ثم
تصدق براس ماله و الربح لم يكفر
عنه الشافعي ان انس بن مالك
كاتب غلاما له على نجوم الى
اجل فاراد المكاتب تعجيلها ليعتق فامتنع
انس من قبولها وقال
لا اخذها الا عند محلها (میعادہا ۱۲) فاتى
المكاتب عمر بن الخطاب فذكر
ذلك له فقال عمر ان
انسا يريد الميراث فامره

وہ ایسے دو غلام لاتے کہ وہ دونوں بھی اسی کی مانند کام کرتے ہوں۔ (جو غلام وہ لایا وہ اس جیسا کام نہ کرتے تھے اس پر) ان دونوں نے اپنا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا تو فرمایا کہ اگر یہ ایسے دو غلام تیرے پاس نہیں لایا جو اس کے کام کی مثل کام کرتے ہوں تو اس کو پھر غلامی کی طرف لوٹا لے۔ ابوبکر انس سے، ہمارے پاس عمرؓ کا خط پہنچا اور ہم سرزمین فارس میں تھے (جس میں لکھا تھا) کہ ایسی تلواروں کو نہ فروخت کرو درہموں کے بدلے میں جن میں چاندی کا حلقہ ہو۔ ابوبکر حزام بن ہشام الجراحی سے وہ اپنے باپ سے کہا کہ میں عمرؓ بن الخطاب کے پاس موجود تھا جب انھوں نے اونٹ فروخت کیا صدقہ کے اونٹوں میں سے "من یزید" (کون زیادہ دیتا ہے) کے طور پر (یعنی نیلام کیا)۔ ابوبکر مجاہد بن ابی عیاض سے، کہا عمرؓ نے جب تو کسی باغ سے گزرے تو پھل کھالے اور گٹھڑی باندھ کر نہ لا۔ ابوبکر عبیداللہ سے کہ عمرؓ نے کہا کہ جس نے مہنگا بیچنے کے لئے غلہ روکا پھر اس نے اصل مال اور نفع سب صدقہ کر دیا (اس پر بھی) اس (فعل بد) کی مکافات نہ ہوگی۔ شافعیؒ، کہ انسؓ بن مالک نے اپنے ایک غلام کو مکاتب کیا ستاروں کے حساب سے ایک مدت معینہ کی شرط پر (کہ بالاقساط ادائگی رقم معینہ کرتا رہے) پھر ارادہ کیا مکاتب نے اس کو جلد ادا کرنے کا تاکہ وہ آزاد ہو جائے اور انسؓ نے اس کے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں نہیں لوں گا مگر اس موقع پر۔ تو مکاتب نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچ کر ان سے واقعہ بیان کیا۔ تو عمرؓ نے کہا کہ انسؓ ارادہ کر رہا ہے میراث کا۔ تو اس کو حکم دیا کہ وہ مقررہ

عہ یعنی اس لئے وہ پوری رقم ایک مرتبہ نہیں لیتا کہ وہ چاہتا ہے کہ طویل عرصہ لگائے کہ تو مر جائے تو وہ وارث بنکر تمام اندوختہ وصول کر سکے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فأخذها منه وأعتقه ذكره البيهقي في باب
إذا أتاه بحقه قبل محله ولا ضرر عليه في
أخذه. البيهقي عن أبي العوام البصري
كتب عمر إلى أبي موسى الأشعري والصلح
جائز بين المسلمين إلا صلحاً أحل حراماً
أو حرم حلالاً. الشافعي أن عمر بن الخطاب
أعطى مال يتيم مضاربة. البيهقي عن ابن
عمر أن عمر بن الخطاب قال أيما رجل
أكرى كراء فجاوز صاحبه ذا الحليفة
فقد وجب كراؤه ولا ضمان عليه. قال
البيهقي يريد بقبضه ما اكتراه
فيكون عليه الكراء حالاً ولا ضمان
عليه فيما اكتراه إذا لم يتعد. مالك
والشافعي عن ابن عمر أن عمر بن
الخطاب قال من أحيى أرضاً ميتة
فهي له. مالك والشافعي أن الضحاك
ابن خليفة ساق خليجاً له من العريض
فأراد أن يمر به في أرض محمد بن
مسلمة فأبى فكلم فيه الضحاك
عمر بن الخطاب فدعا عمر ابن مسلمة
فأمره أن يخلي سبيله فقال محمد
ابن مسلمة لا فقال لم تمنع أخاك
ما ينفعه وهو لك نافع تشرب
منه أولاً وآخراً ولا يضرك
فقال محمد

مال لے آتے) وہ مال اُس سے لے کر اُس کو آزاد کر دیا، اس کو ذکر کیا بیہقی نے باب اذا اتاہ بحقہ الخ میں (یعنی جب مکاتب اُس کا پورا حق ادا کر دے اُس کا مقرر کردہ موقع آنے سے پہلے اور اُس کے لینے میں اُس کا نقصان نہ ہو")۔ بیہقی ابی العوام بصری سے کہ عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو لکھا اور صلح کرانا جائز ہے مسلمانوں کے درمیان بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کر دے یا حلال کو حرام بنائے۔ شافعیؒ کہ عمرؓ بن الخطاب نے یتیم کا مال مضاربت پر دیا (یعنی ساجھے کی تجارت میں)۔ بیہقی، مروی ہے ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے (کوئی سواری کا جانور) کرایہ پر دیا اور اُس کا صاحب (یعنی کرایہ دار) ذوالحلیفہ سے گزر گیا تو اُس کا کرایہ واجب ہو گیا اور اُس پر کوئی ضمان نہیں۔ بیہقی نے کہا کہ جس چیز کو کرایہ پر لیا اس پر قبضہ کرنا مراد ہے تو اس پر کرایہ فوراً ہی واجب ہو جاتے گا اور اُس (مالک) پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے اُس رقم کے متعلق جو کرایہ کی مقرر ہوئی ہے جب کہ وہ (پورا فاصلہ) طے نہ کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ جس نے زندہ کیا مُردہ زمین کو تو وہ اُسی کی ہو گئی۔ مالکؒ اور شافعیؒ، کہ ضحاک بن خلیفہ نے عُریض سے پانی کا ایک نالا نکالا اور ارادہ کیا کہ محمد ابن مسلمہ کی زمین سے گزار کر لے جاتے محمدؓ نے انکار کر دیا تو اس کے بارے میں ضحاک نے عمرؓ بن الخطاب سے گفتگو کی تو عمرؓ نے ابن مسلمہ کو بلایا اور اس کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دے تو محمد بن مسلمہ نے کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ تو کیوں اپنے بھائی کو اُس کام سے روکتا ہے جو اس کو نفع پہنچائیگا حالانکہ وہ تیرے لئے بھی نافع ہے تو اس سے پانی پیتے گا اول بھی اور آخر بھی اور وہ تجھے نقصان نہیں پہنچاتا۔ پھر محمد نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لا فقال عمر واللہ لیمرّنّ بہ ولو علی
بطنک الشافعی عن ابن عمر ان عمر
قال یا رسول اللہ انی اصبت من خیبر
مالًا لم اُصب مالاً قطّ اعجب الیّ
او اعظم عندی منہ فقال رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ان شئت حبّست
اصلہ وسبّلت ثمرہ فتصدّق بہ عمر
انہ لا یُباع اصلہا ولا یوہب ولا یُورث
وتصدّق بہا فی الفقراء وفی القربی
فی سبیل اللہ وابن السبیل والضّیف
لا جناح علی من ولیہا ان یأکل
منہا بالمعروف او یُطعم صدیقہ غیر متموّل
فیہ وفی روایۃ غیر متأثّل مالاً مالک
والشافعی عن مروان بن الحکم ان عمر
ابن الخطاب قال من وہب ہبۃً
لصلۃ رحم او علی وجہ صدقۃ فانّہ
لا یرجع فیہا ومن وہب ہبۃً یرٰی
انّہ انما اراد الثواب فہو علی ہبتہ
یرجع عنہا ان لم یرض فیہا مالک
والشافعی عن معٰویۃ بن عبد اللہ بن
بدر الجہنی ان اباہ اخبرہ انّہ نزل منزل
قوم بطریق الشام فوجد صرّۃً فیہا
ثمانون دینارًا فذکر ذلک لعمر بن
الخطاب فقال عرّفہا علی ابواب المساجد
واذکرہا لمن یقدم من الشام

کہا کہ نہیں تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ وہ ضرور اس کو گزارے گا چاہے تیرے پیٹ کے اُوپر سے گزارے۔ شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ نے کہا یا رسول اللہؐ مجھے خیبر سے ایسا مال حاصل ہوا کہ اتنا پسندیدہ یا جو میرے نزدیک ایسا اعلیٰ ہو کبھی نہیں ملا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر تم چاہو تو اُس کی اصل کو اپنی ملک میں رکھو اور اُس کے پھل کو فی سبیل اللہ کردو تو اس کو عمرؓ نے صدقہ کردیا اس شرط کے ساتھ کہ وہ درخت نہ فروخت کئے جائیں اور نہ ہبہ کئے جائیں اور نہ وراثت میں محسوب ہوں اور فقراء میں اور قریبی رشتہ داروں میں اور اللہ کی راہ میں اور مسافروں میں اور مہمانوں میں (اس کا پھل) تقسیم ہوتا رہے اور جو اس کا متولی بنے اُس پر کوئی گناہ نہیں ہے کہ وہ اس میں سے مناسب طور پر کھائے یا اپنے دوست کو کھلائے بغیر اس کے کہ اس سے دولتمند بنے اور ایک روایت میں یہ ہے کہ بغیر اس کے کہ مال جمع کرنے والا بنے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مروان بن الحکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس نے کچھ ہبہ کیا صلہ رحمی (حق قرابت) کی وجہ سے یا بطور صدقہ تو اُس سے رجوع کا حق نہیں رکھتا اور جس نے کوئی چیز ہبہ کی یہ دیکھتے ہوتے کہ اُس نے صرف ثواب کا ارادہ کیا تو وہ اپنے ہبہ پر (مختار) رہے گا، اگر وہ اس سے خوش نہ ہو تو رجوع کرسکتا ہے۔ مالکؒ اور شافعیؒ معاویہ بن عبد اللہ بن بدر الجہنی سے کہ اس کے باپ نے اُس کو خبر دی کہ وہ ایسے مقام پر اُترے جہاں (سفر میں) شام کے راستہ میں لوگ اُترتے ہیں وہاں اُس نے ایک تھیلی پائی جس میں اَسّی دینار تھے تو اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ مساجد کے دروازوں پر اس کی تعریف کرو (یعنی کیفیت بیان کرو) اور جو لوگ شام سے آئیں ان سے اُس کا ذکر کرو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

سنة فاذا مضت السنة فشأنك بها زاد في رواية فان عرفت فذلك والا فهي لك وان رسول الله صلى الله عليه وسلم امرنا بذلك مالك عن ابن شهاب كانت ضوال الابل في زمان عمر بن الخطاب ابلا مؤبلة تناتج لا يمسها احد حتى اذا كان زمان عثمان ابن عفان امر بمعرفتها وتعريفها فاذا جاء صاحبها اعطى ثمنها مالك والشافعي عن ابن شهاب عن سنين ابي جميلة رجل من بني سليم انه وجد منبوذا في زمان عمر بن الخطاب فجاء به عمر بن الخطاب فقال ما حملك على اخذ هذه النسمة قال وجدتها ضائعة فاخذتها فقال له عريفه يا امير المؤمنين انه رجل صالح قال كذلك قال نعم قال عمر اذهب فهو حر ولك ولاءه وعلينا نفقته يعني لك ولاءه اي نصرته والقيام بحفظه

كتاب النكاح

ابو بكر عن طاؤس قال عمر لرجل ما يمنعك من النكاح الا عجز او فجور ابو بكر عن ابراهيم بن محمد بن المنتشر قال عمر ابتغوا الغنى في الباءة الشافعي بلغنا

ایک سال تک۔ پھر جب سال گزر جائے تو اس پر تمہیں اختیار ہے اور ایک روایت میں یہ اضافہ ہے کہ اگر وہ پہچان لی جائے تو فبہا ورنہ پھر وہ تمہاری ہے۔ اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ایسا ہی حکم دیا ہے۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں بھٹکتے ہوئے پھرنے والے اونٹ دودھ اور نسل کے لئے رُکے رہتے تھے ان سے بچّے لئے جاتے تھے اور ان کو (کام لینے کے لئے) کوئی نہیں چھوتا تھا۔ یہاں تک کہ جب عثمانؓ بن عفان کا زمانہ آیا انھوں نے ان کی معرفت اور تعریف کا حکم دیا (کہ ان کے حلیہ رنگ وغیرہ کا اعلان کیا جائے) تو جب اُن کا مالک آجاتا تو اُس کو دیدیے جاتے۔

مالکؒ اور شافعیؒ ابن شہاب سے وہ روایت کرتے ہیں سُنین ابی جمیلہ سے جو بنی سلیم میں کا ایک شخص تھا کہ اُس نے ایک پڑا ہوا بچہ پایا عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں تو وہ اس کو عمرؓ ابن الخطاب کے پاس لے کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ تمھیں کس بات نے آمادہ کیا اس جان کے لے لینے پر اُس نے کہا کہ میں نے اس کو اس حالت میں پایا کہ یہ ضائع ہونے والا تھا اس لئے اس کو اُٹھا لایا۔ اُس کے میر محلّہ نے کہا کہ اے امیر المؤمنین یہ مرد صالح ہے۔ فرمایا کیا واقعی ایسا ہی ہے اُس نے کہا ہاں تو عمرؓ نے کہا جاؤ یہ آزاد ہے اور تجھ کو اس کی ولایت حاصل رہے گی اور ہمارے ذمہ اس کا خرچ ہے۔ تیرے لئے اس کی ولایت سے یہ مراد ہے کہ اس کی مدد اور اس کی حفاظت کرتے رہنا۔

کتاب النکاح ابو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ نے ایک شخص سے کہا کہ نکاح سے کوئی چیز تجھے نہیں روکتی بجز عجز (نامردی) یا بدکاری کے۔ ابو بکر ابراہیم بن محمد بن المنتشر سے کہ عمرؓ نے کہا کہ دولتمندی کو تلاش کرو نکاح میں۔ شافعیؒ ہم کو یہ بات پہنچی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان عمر بن الخطاب قال ما رأیت مثل من ترک النکاح بعد ہذہ الآیۃ اِنْ یَکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ آبو بکر عن ہشام عن ابیہ قال عمر لا تُکرِہُوا فتیاتکم علی الدمیم من الرجال فانہن یُحببن من ذٰلک ما تُحبون آبو بکر عن عاصم قال عمر بن الخطاب علیکم بالابکار من النساء فانہن اعذب افواہا و افتح ارحاما و ارضٰی بالیسیر آبو بکر عن محمد بن سیرین قال عمر بن الخطاب ما بقی من اخلاق الجاہلیۃ شیئٌ الا انی لست اُبالی ای النساء نکحتُ و ایہم انکحتُ آبو بکر عن ابراہیم ابن محمد بن طلحۃ قال عمر لامنعن فروج ذوات الاحساب من النساء الا من الاکفاء قلت وجہ التطبیق ان الکفارۃ حق الزوجۃ و ولیہا لئلا یلزمہما العار فان اسقطا حقہما لرعایۃ مصلحۃ دینیۃ فذلک محبوبٌ مندوب الیہ آبو بکر عن عبدالرحمٰن بن معبد ان عمر ردّ نکاح امرأۃٍ نکحت بغیر اذن ولیہا آبو بکر عن طاؤس عن عمر قال لا نکاح الا

عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے فرمایا کہ میں نے ایسے شخص کی مثل نہیں دیکھا جس نے اس آیت کے بعد نکاح کو ترک کیا اِنْ یَکُوْنُوْا فُقَرَآءَ الخ (۲۴: ۳۲) اگر یہ لوگ مفلس ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ان کو مالدار کردے گا" آبو بکر ہشام سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ اپنی نوجوان لڑکیوں کو حقیر مردوں سے نکاح پر مجبور نہ کرو کیونکہ وہ بھی محبوب رکھتی ہیں اس بارے میں اُس چیز کو جسے تم محبوب رکھتے ہو۔ آبو بکر عاصم سے کہا عمر رضی اللہ عنہ ابن الخطاب نے کہ کنواری عورتوں سے نکاح کو ترجیح دو کہ ان کے مُنہ شیریں ہوتے ہیں (یعنی اچھی خوشبو والے) اور رحم کھلے ہوئے ہوتے ہیں (حمل قبول کرنے کے لئے) اور تھوڑے سے پر بہت راضی ہونے والی ہوتی ہیں۔ آبو بکر محمد بن سیرین سے کہ کہا عمر رضی اللہ عنہ بن الخطاب نے کہ جاہلیت کے اخلاق میں سے (مجھ میں) کوئی بات باقی نہیں رہی بجز اس کے کہ میں پروا نہیں کرتا کہ کس قسم کی عورت سے مَیں نے نکاح کیا اور کس قسم کے مرد کا نکاح کرایا۔ آبو بکر ابراہیم بن محمد بن طلحہ سے کہا عمر رضی اللہ عنہ نے کہ مَیں ضرور حسب والی (خاندانی) عورتوں کی شرمگاہوں کو روکوں گا مگر اکفاء (برابر کے خاندان والے لوگوں) سے۔

مَیں کہتا ہوں کہ (اس میں اور پچھلی حدیث میں) وجہ تطبیق یہ ہے کہ کفارۃ (یعنی برابر کے خاندان کا ہونا) زوجہ کا اور اس کے ولی کا حق ہے تاکہ ان دونوں کو عار نہ لاحق ہو۔ پھر اگر ان دونوں نے کسی مصلحتِ دینیہ کی رعایت سے اپنے حق کو ساقط کردیا تو یہ محبوب اور پسندیدہ بات ہوگی۔ آبو بکر عبدالرحمٰن بن معبد سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے ایک ایسی عورت کا نکاح رد کردیا جس نے اپنے ولی کی اجازت کے بغیر کیا تھا۔ آبو بکر طاؤس سے وہ عمر رضی اللہ عنہ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ نکاح نہیں ہوتا مگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بولیٍّ. ابو بکر عن عمرو بن ابی سفیان قال عمر لا تُنکح المرأۃ الّا باذن ولیّہا و ان نکحت عشرۃً او باذن سلطانٍ. ابو بکر عن طاؤس اُتی عمر بامرأۃٍ قد حملت فقالت تزوّجنی فلانٌ فقال انّی تزوجتہا بشہادۃٍ من اُمّی و اُختی ففرّق بینہما و درأ عنہما الحدّ و قال لا نکاح الّا بولیٍّ. ابو بکر عن عکرمۃ بن خالد جمعت الطریق رکبًا فجعلت امرأۃٌ منہم ثیّبٌ امرہا الی رجلٍ من القوم غیر ولیہا فانکحہا رجلًا فجلد عمر النّاکح و المُنکح ففرّق بینہما. ابو بکر عن بکر تزوّجت امرأۃٌ بغیر ولیٍّ و لا بیّنۃٍ فکتب الی عمر فکتب ان تُجلد مائۃً و کتب الی الامصار ایّ امرأۃٍ تزوّجت بغیر ولیٍّ فہی بمنزلۃ الزّانیۃ. ابو بکر عن ابراہیم قال عمر تُستامر الیتیمۃ فی نفسہا فرضاہا ان تسکت. مالک و الشافعی عن المسیّب قال عمر بن الخطاب لا تُنکح المرأۃ الّا باذنِ ولیّہا او ذی الرّأی من اہلہا او السّلطان. مالک و الشافعی عن ابی الزبیر ان عمر اُتی بنکاحٍ لم یشہد علیہ الّا رجلٌ و امرأۃٌ

ولی کی رضا سے۔ ابو بکر عمرو بن ابی سفیان سے کہ عمرؓ نے کہا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اس کے ولی کی اجازت سے اگرچہ وہ دس نکاح کر چکی ہو یا سلطان کی اجازت سے۔ ابو بکر طاؤس سے کہ عمرؓ کے پاس ایک عورت لائی گئی جو حاملہ تھی اُس نے کہا مجھ سے نکاح کیا فلاں نے پھر مرد نے کہا کہ مَیں نے اس عورت سے نکاح کیا اپنی ماں اور بہن کی شہادت پر تو آپ نے ان دونوں کے درمیان تفریق کر دی اور اُن پر حدِ زنا جاری نہیں کی اور فرمایا کہ نکاح بغیر ولی نہیں ہوتا۔ ابو بکر عکرمہ بن خالد سے کہ شتر سواروں سے راستہ بھر گیا تھا اُن میں سے ایک بیوہ عورت نے اپنا معاملہ (نکاح) قوم میں کے ایک شخص کے ساتھ متعلق کر دیا جو اس کا ولی نہیں تھا (یعنی اس کو اختیار دیدیا) اُس نے اُس کا نکاح ایک شخص کے ساتھ کر دیا۔ تو عمرؓ نے نکاح کرنے والے اور نکاح کرانے والے کے کوڑے مارے اور دونوں کے درمیان تفریق کر دی۔ ابو بکر راوی ہیں بکر سے کہ ایک عورت نے نکاح کر لیا بغیر ولی کے اور بغیر گواہوں کے۔ یہ واقعہ عمرؓ کو لکھ کر بھیجا گیا تو اُنھوں نے لکھا کہ اُس کے سَو کوڑے مارے جائیں اور شہروں میں لکھ کر بھیجا کہ جو عورت بغیر ولی کے نکاح کرے تو وہ بمنزلۂ زانیہ کے ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے کہ عمرؓ نے کہا کہ یتیم لڑکی سے اُس کی ذات کے بارے میں اجازت طلب کیجائے تو اُس کی رضامندی یہ ہے کہ وہ سکوت کرے۔ مالکؒ اور شافعیؒ مسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ عورت کا نکاح نہ کیا جائے مگر اُس کے ولی یا اُس کے اہل میں سے کسی صاحب رائے یا بادشاہ کی اجازت سے۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابو الزبیر سے کہ عمرؓ کے سامنے ایک نکاح کا واقعہ ذکر کیا گیا جس پر کوئی گواہ نہ تھا بجز ایک مرد اور ایک عورت کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال ہذا نکاح السر و لا اُجیزہ و لو
تقدمت فیہ لرجمت الشافعی عن الحسن و
سعید بن المسیب ان عمر قال لا نکاح الا
بولی و شاہدے عدل قال الشافعی و
الذی رواہ حجاج بن ارطاۃ عن عطاء
عن عمر انہ اجاز شہادۃ النساء مع الرجل
فی النکاح منقطع والحجاج لا یحتج بہ
الشافعی واحمد بن حنبل فی خطبۃ عمر
بالجابیۃ قولہ ولا یخلون الرجل بامرأۃ
فان الشیطان ثالثہما ابوبکر عن حمید
ابن عبدالرحمن قال عمر الا لا یلج رجل
علی امرأۃ الا وہی ذات محرم منہ
قیل حموہا قال حموہا الموت البیہقی
روینا عن عمر بن الخطاب کتب الی
ابی عبیدۃ بن الجراح اما بعد فانہ بلغنی
ان النساء المسلمات یدخلن الحمامات
و معہن نساء اہل الکتاب فامنع
ذلک و حل دونہ و فی روایۃ فانہ
لا یحل لامرأۃ تؤمن باللہ والیوم الآخر
ان تنظر الی عورتہا الا اہل ملتہا ابوبکر
عن سعید بن المسیب قال عمر ایما عبد
نکح حرۃ فقد اعتق نصفہ و ایما
حر نکح امۃ فقد ارق نصفہ
ابوبکر عن عمر انہ نہی ان یتزوج
العربی الامۃ ابوبکر

تو فرمایا کہ یہ پوشیدہ نکاح ہے اور میں اس کو جائز نہیں قرار دیتا ہوں
اور اگر یہ میرے سامنے پیش آتا تو میں ضرور رجم کر دیتا۔ شافعیؒ
حسن سے اور سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نکاح نہیں ہوتا بغیر
ولی اور دو شاہد عدل کے۔ کہا شافعیؒ نے اور وہ روایت جو عطاء
سے کی ہے حجاج بن ارطاۃ نے کہ عمرؓ نے نکاح کے بارے میں
عورتوں کی شہادت کو مرد کے ساتھ جائز رکھا ہے منقطع ہے
اور حجاج ایسا شخص ہے جس کی روایت حجت نہیں ہے۔ شافعی
اور احمد بن حنبلؒ نے عمرؓ کے خطبہ میں جو جابیہ میں دیا تھا اُن کا
یہ قول روایت کیا ہے اور کوئی شخص ہرگز خلوت نہ کرے کسی
غیر عورت کے ساتھ کہ ان کے ساتھ تیسرا شیطان ہوتا ہے۔
ابوبکر حمید بن عبدالرحمن سے کہا عمرؓ نے کہ خبردار کوئی مرد کسی
عورت کے پاس نہ داخل ہو مگر اس صورت میں کہ وہ اس کی
محرم ہو۔ کہا گیا کہ دیور (اور جیٹھ) بھی، کہا کہ دیور موت ہے۔
بیہقی، ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ
انھوں نے ابو عبیدہؓ بن الجراح کو لکھا اما بعد مجھے یہ اطلاع
پہنچی کہ مسلمان عورتیں حماموں میں داخل ہوتی ہیں اور اُن کے
ساتھ اہل کتاب کی عورتیں ہوتی ہیں تو اس کو منع کر دو اور
تم اس میں روک بن جاؤ اور ایک روایت میں ہے کہ کسی
ایسی عورت کے لئے جو اللہ پر اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی
ہو یہ حلال نہیں کہ اس کے ستر کو کوئی عورت دیکھے بجز اُس
عورت کے جو اُس کی ہم مذہب ہو۔ ابوبکر سعید بن المسیب سے
کہ عمرؓ نے کہا کہ جس غلام نے آزاد عورت سے نکاح کر لیا اُس کا
نصف آزاد ہو گیا اور جس آزاد نے باندی سے نکاح کر لیا اُسکا
نصف غلام ہو گیا۔ ابوبکر عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں
نے منع کیا اس سے کہ کوئی عرب شخص باندی سے نکاح کرے۔ ابوبکر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن شقیق تزوج حذیفۃ یہودیۃ فکتب الیہ عمر ان خل سبیلہا فکتب الیہ ان کانت حراماً خلیت سبیلہا فکتب الیہ انی لا ازعم انہا حرام ولکنی اخاف ان یتعاطوا المومنات منہن (یعنی آورند ازواج)

ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم عن حذیفۃ بن الیمان انہ تزوج یہودیۃ بالمدائن فکتب الیہ عمر بن الخطاب ان خل سبیلہا فکتب الیہ احرام ہی یا امیر المومنین فکتب الیہ اعزم علیک ان لا تضع کتابی حتی تخلی سبیلہا فانی اخاف ان یقتدی بک المسلمون فیختاروا نساء اہل الذمۃ لجمالہن وکفی بذلک فتنۃ لنساء المسلمین ابو بکر عن عبید اللہ ابن عبد اللہ عن ابیہ سئل عمر عن جمع الام وابنتہا من ملک الیمین فقال لا احب ان اجیزہما جمیعاً۔

ابو بکر عن ابی نضرۃ جاء رجل الی عمر فقال ان لی ولیدۃ (جاریہ) وابنتہا وانہما قد اعجبتانی افاطؤہما قال آیۃ احلت (ای او ما ملکت) وآیۃ حرمت (ان تجمعوا)

شقیق سے، حذیفہ رضی نے نکاح کیا ایک یہودی عورت سے تو ان کو عمر رضی نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو۔ تو حذیفہ رضی نے اُن کو لکھا کہ اگر حرام ہو تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔ پھر عمر رضی نے ان کو لکھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا کہ وہ حرام ہے لیکن مجھے اس بات کا اندیشہ ہے کہ وہ (ازواج) مؤمنات کو اپنے (جمال کی وجہ سے غصہ دلائیں گی (جس سے وہ تکلیف میں مبتلا ہوں گی)۔

ابو حنیفہ رح حماد سے وہ ابراہیم سے وہ حذیفہ بن الیمان سے کہ انھوں نے مدائن میں ایک یہودیہ سے نکاح کر لیا۔ تو ان کو عمر رضی بن الخطاب نے لکھا کہ اس کو چھوڑ دو تو انھوں نے لکھا کہ کیا وہ حرام ہے اے امیر المؤمنین تو عمر رضی نے پھر اُن کو لکھا کہ میں تم کو حکم دیتا ہوں کہ یہ میرا خط نیچے رکھنے سے پہلے اس کو چھوڑ دو۔ ...... کیونکہ مجھے یہ اندیشہ ہے کہ مسلمان تمہاری اقتدار کرینگے اور وہ اہل ذمہ کی عورتوں کو اُن کے جمال کی وجہ سے اختیار کرنے لگیں گے اور یہ بات مسلمان عورتوں کے مبتلاء فتنہ ہونے کے لئے کافی ہے۔ ابو بکر عبید اللہ ابن عبد اللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمر رضی سے سوال کیا گیا ماں اور اُس کی بیٹی کو جو ملک یمین میں ہوں (یعنی دونوں کسی کی باندیاں ہوں) جمع کرنے کے بارے میں (یعنی دونوں سے مجامعت کرسکتا ہے یا نہیں) تو فرمایا کہ مجھے پسند نہیں کہ دونوں کو جمع کرنے کی اجازت دوں۔ ابو بکر ابو نضرہ سے کہ ایک شخص عمر رضی کے پاس آیا اور اُس نے کہا کہ میری ملک میں ایک جاریہ ہے اور اُس کی بیٹی ہے اور وہ دونوں مجھے بہت پسند ہیں تو کیا میں دونوں سے جماع کرسکتا ہوں؟ تو فرمایا کہ ایک آیت (یعنی او ما ملکت ایمانکم) تو حلال کرتی ہے، اور ایک آیت (ان تجمعوا الخ) حرام کرتی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أمّا أنا فلم أكن أقرب هذا قلت نازع البغوي في ذلك فقال قوله وأن تجمعوا أخص في هذا الحكم من قوله أو ما ملكت أيمانكم لأن الآية الأولى في بيان ما حرّم علينا وقوله أو ما ملكت أيمانكم في الأمر بحسن الاستمتاع ومثل ذلك لا يعم والأوجه عندي أن قوله تعالى وأن تجمعوا بين الأختين في سياق المنكوحات إنما أريد به الجمع بالنكاح لأنه معلوم أن الجمع في البيت والجمع في الملك من غير وطيء ليس بحرام فلا بدّ للجمع المنهي عنه من محل وما هو إلا النكاح في سياق الآية وقوله تعالى والذين هم لفروجهم حافظون إلا على أزواجهم أو ما ملكت أيمانهم في بيان ما أحلّ الله فكان عمر بن الخطاب أراد أن آية أن تجمعوا حرّمت من طريق القياس الجلي الإماء على المنكوحات وقوله والذين هم لفروجهم حافظون أحلّت من جهة العموم والله أعلم أبو بكر عن عبد الرحمن بن غنم عن عمر قال لها شرطها قال رجل إذا تطلقننا فقال عمر إن مقاطع الحقوق عند الشروط البيهقي

میرا اپنا حال یہ ہے کہ میں ایسے کام کے قریب بھی جانے والا نہ ہوں گا (جس میں مظنۂ حرام موجود ہو)۔ میں کہتا ہوں کہ بغوی نے اس میں نزاع کیا ہے۔ کہا اللہ تعالیٰ کا ارشاد وَاَنْ تَجْمَعُوْا اس حکم میں اخص ہے ارشاد اوماملکت ایمانکم سے کیونکہ پہلی آیت اُس کے بیان میں ہے جس کو اللہ نے ہم پر حرام کیا ہے اور ارشاد او ماملکت ایمانکم خوبی کے ساتھ حکم قبول کرنے کے بارے میں ہے[ع۵] اور اس جیسی بات میں عموم نہیں ہوا کرتا۔ اور میرے نزدیک یہ بات ہے کہ ارشاد حق تعالیٰ وَاَنْ تجمعوا بین الاختین منکوحات کے سیاق میں ہے اور اس سے مراد لیا گیا ہے نکاح سے جمع کرنا اس لئے کہ یہ بات واضح ہے کہ گھر میں جمع کرنا یا ملک میں جمع کرنا بغیر مجامعت حرام نہیں ہے تو ضروری ہے کہ جمع سے مراد وہ جمع ہو جو منہی ہو ایک خاص موقع سے اور وہ نکاح کے سوا سیاق آیت میں اور کوئی موقع نہیں۔ اور ارشاد حق جل شانہٗ والذین ھم لفروجھم حٰفظون الا علی ازواجھم او ماملکت ایمانھم اُن کے بیان میں ہے جن کو اللہ نے حلال کیا ہے۔ تو عمرؓ بن الخطاب کی مراد یہ تھی کہ آیت وَاَنْ تَجْمَعُوْا نے منکوحات پر قیاس جلی کے ساتھ باندیوں کو بھی حرام کردیا اور ارشاد وَالَّذِیْنَ ھم لفروجھم حٰفظون نے عموم کی جہت سے حلال کیا ہے، واللہ اعلم۔ ابو بکر عبدالرحمٰن بن غنم سے وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ اُس (عورت) کے لئے اُس کی شرط (کا حق) ہے۔ مرد نے کہا کہ جب ہم دونوں بخندہ پیشانی ملتے ہوں تو عمرؓ نے کہا کہ شروط کے سامنے حقوق قطع ہو جاتے ہیں۔ بیہقی، ہم نے

ع۵ یہ آیت مومنین کے اس وصف کے بیان میں نازل ہوتی ہے کہ وہ نکاح کے بارے میں اللہ کے حکم سے کہ کن سے نکاح کرنا چاہیے اور کن سے نہ کرنا چاہیے تجاوز نہیں کرتے اور یہ دو بہنوں کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت نہیں کرتی (چہ جائیکہ ماں اور بیٹی کے جمع کرنے کے جواز پر دلالت کرے) ۱۲ واضح رہے کہ

یہاں دو آیتوں میں خلط ملط ہو گیا ہے۔ ایک آیت سورۂ نساء کی ہے جسکے الفاظ ہیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ اور ایک اور آیت ہے سورۃ المومنون کی، اسکے الفاظ ہیں اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُھُمْ دونوں کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رُوِّینا عن عمر بن الخطاب فی رجلٍ تزوّج امرأۃً وشرط لہا ان لا یخرجہا قال فوضع (دور کرد) عنہ الشرط وقال المرأۃ مع زوجہا ابوبکر عن زید بن وہب کتب الینا عمر ان الاعرابی لا ینکح المہاجرۃ حتی یخرجہا من دار الہجرۃ قلتُ ذہب الاوزاعی واحمد واسحٰق الی الاول فاذا اراد ان یخرجہا امر بالطلاق وابوحنیفۃ والشافعی الی الثانی والاول اوثق من حدیث عمر الشافعی عن عبداللہ ابن عتبۃ عن عمر بن الخطاب انہ قال ینکح العبد امرأتین ویطلق تطلیقتین و تعتد الامۃ حیضتین فان لم تکن تحیض فشہرین او شہرا ونصفا ابوبکر عن الحکم اجمع اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی ان المملوک لا یجمع من النساء فوق اثنتین مالک والشافعی عن سعید بن المسیب وعن سلیمان بن یسار ان طلیحۃ الاسدیۃ کانت تحت رشید الثقفی فطلقہا فنکحت فی عدتہا فضربہا عمر بن الخطاب وضرب زوجہا بالمخفقۃ (الدرۃ) ضربات وفرق بینہما ثم قال عمر بن الخطاب ایما امرأۃ نکحت فی عدتہا فان کان زوجہا الذی (الثانی) تزوجہا لم یدخل بہا فرق بینہما ثم اعتدت بقیۃ عدتہا من زوجہا الاول ثم کان الاٰخر

روایت کیا گیا ہے عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں کہ جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس سے یہ شرط منظور کر لی کہ اس کو (شہر سے) باہر نہیں لے جائے گا۔ کہا کہ عمرؓ نے اُس سے یہ شرط ہٹا دی اور فرمایا کہ عورت شوہر کے ساتھ رہتی ہے۔ ابوبکر زید بن وہب سے کہ ہم کو عمرؓ نے لکھا کہ اعرابی (یعنی دیہات کا مرد) کسی مہاجر عورت سے نکاح نہ کرے کہ اس کو دار الہجرت سے نکال لیجائے۔ میں کہتا ہوں کہ اوزاعیؒ اور احمدؒ اور اسحٰقؒ پہلے قول کی طرف گئے ہیں تو جب ارادہ کرے گا اُس کو نکال لے جانے کا تو طلاق کا حکم دیا جائے گا۔ اور ابو حنیفہؒ اور شافعیؒ دوسرے قول کی طرف۔ اور حدیث عمرؓ میں سے پہلا قول زیادہ قابلِ وثوق ہے۔ شافعیؒ عبداللہ بن عتبہ سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے فرمایا کہ غلام دو عورتوں سے نکاح کر سکتا ہے اور دو طلاق دے سکتا ہے اور باندی عدت گذارے گی دو حیض۔ پھر اگر اس کو حیض نہیں آتا تو دو مہینے یا ڈیڑھ مہینہ۔ ابوبکر حکم سے، اصحاب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس پر اجماع کیا ہے کہ مملوک (غلام) دو سے زیادہ عورتوں کو جمع نہیں کر سکتا۔ مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیب سے اور سلیمان بن یسار سے کہ طلیحہ اسدیہ رشید ثقفی کے نکاح میں تھی۔ اس نے اُس کو طلاق دیدی تو اُس نے اپنی عدت میں نکاح کر لیا تو اُس کے اور اُس کے شوہر کے عمرؓ ابن الخطاب نے کئی دُرّے مارے اور دونوں میں تفریق کر دی۔ پھر کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جو عورت اپنی عدت میں نکاح کرلے تو اگر اس کا شوہر جس سے اُس نے نکاح کیا ہے اُس کے پاس نہیں گیا تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر وہ اپنی بقیہ عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی۔ پھر دوسرا شوہر اپنا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاطباً من الخطاب وان کان دخل بها فرق بینهما ثم اعتدت بقیة عدتها من زوجها الاول ثم اعتدت من الآخر ثم لایجتمعان ابداً وقال سعید بن المسیب لها مهرها بما استحل منها قال البیهقی قال الشافعی فی القدیم لایجتمعان ابداً ثم رجع و ذکر الثوری فی جامعه ان عمر رجع عن ذلک مالک عن ابی الزبیر المکی ان رجلاً خطب الی رجل اخته فذکر انها قد کانت احدثت (اذنبت) فبلغ ذلک عمر ابن الخطاب فضربه اوکاد یضربه ثم قال مالک وللخبر ابوبکر عن طارق بن شهاب ان رجلاً زوج ابنته فقالت اخشی ان افضحک انی قد بغیت (زنیت) فاتی عمر فقال الیس قد تابت قال نعم قال فزوجها قلت تمسک به من قال بجواز نکاح الزانیة وفیه نظر لانه یحتمل ان لایکون زناها معلوماً بالبینة ولا رآها الزوج علی تلک الحالة فهذه حالة عمیاء والاصل هو استصحاب البراءة

رشتہ بھیجنے والا ہوگا رشتہ بھیجنے والوں میں سے۔ اور اگر وہ اُس کے پاس جا چکا ہے تو دونوں میں تفریق کر دی جائے پھر عورت اُس بقیہ عدت کو پورا کرے جو پہلے شوہر سے تھی پھر دوسرے کی عدت گزارے آئندہ یہ دونوں کبھی جمع نہیں ہو سکتے اور کہا سعید بن المسیبؒ نے کہ عورت کو اپنے مہر کا حق ہے اُس کام کی وجہ سے جس کو مرد نے اُس عورت کے ساتھ اپنے لئے حلال کر لیا تھا۔ بیہقی نے کہا کہ شافعیؒ کا قدیم قول یہ ہے کہ یہ کبھی جمع نہیں ہوں گے پھر انھوں نے رجوع کر لیا۔ اور ثوریؒ نے اپنی جامع میں ذکر کیا ہے کہ عمرؓ نے اس سے رجوع کر لیا۔ مالکؒ ابوزبیر مکیؒ سے کہ ایک شخص نے ایک آدمی کے پاس اُس کی بہن سے پیغام بھیجا۔ تو اُس نے بتایا کہ وہ عورت گناہ کر چکی ہے۔ یہ بات عمرؓ بن الخطاب تک پہنچ گئی تو اُس کو آپ نے مارا یا مارنے والے تھے۔ پھر فرمایا تجھے یہ خبر پہنچانے سے کیا غرض؟ ابوبکر طارق بن شہاب سے کہ ایک شخص نے اپنی بیٹی کا نکاح کرنا چاہا۔ تو اُس نے کہا کہ میں اس سے ڈرتی ہوں کہ تم کو رسوا کروں کیونکہ میں درحقیقت برائی (یعنی زنا) میں مبتلا ہو چکی ہوں تو وہ عمرؓ کے پاس آیا اور اُن سے اس بات کا ذکر کیا، تو آپ نے فرمایا کہ کیا اُس نے توبہ نہیں کی؟ اُس نے کہا کہ ہاں (کر چکی ہے) تو فرمایا کہ اُس کا نکاح کر دے۔ میں کہتا ہوں کہ جو نکاحِ زانیہ کے جواز کے قائل ہیں انھوں نے اسی سے حجت پکڑی ہے۔ اور اس میں کلام ہے کیونکہ اس میں یہ احتمال ہے کہ اُس کا زنا شہادات سے معلوم نہ ہوا اور نہ اس کو (ہونے والے) شوہر نے اُس حالت میں دیکھا ہو یہ ایک (غیر واضح) اندھی حالت ہے اور اصل (ہر نفس کیلئے) پاکدامنی کے ساتھ متصف ہونا ہے۔ (جب تک

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلقول عمر بن الخطاب مصدرٌ غیرَ ہٰذا
الذی زعموہ والحدیث الثانی
تاویلہ ان المنہیّ عنہ ہو نکاح الزانیۃ
غیر التائبۃ فاذا تابت فالتائب
من الذنب کمن لا ذنب لہٗ ابوبکر عن
الحسن انّ رجلاً تزوّج امراۃً فاسرّ
ذلک فکان یختلف الیہا فی
منزلہا فرآہ جارٌ لہا فقذفہ بہا
فخاصمہ الی عمر بن الخطاب فقال
یا امیر المؤمنین ہذا کان یدخل علی
جارتی ولا اعلمہ تزوّجہا فقال لہٗ
ما تقول فقال تزوّجت امراۃ علی
شئ دُونٍ فاخفیتُ ذلک قال فمن
شہدکم قال اشہدت بعض اہلہا
قال فدرأ الحدّ عن قاذفہ وقال
اَعلِنوا ہذا النکاح وحصّنوا ہذہ
الفروج ابوبکر عن محمد بن سیرین
نُبِّئتُ ان عمر کان اذا سمع صوتاً
انکرہ وسأل عنہ فان قیل عُرسٌ
او ختانٌ اقرّہ البغوی رُوی انّ
عمر وعثمان دُعیا الی طعام فاجابا
فلمّا خرجا قال عمر لعثمان لقد شہدت
طعاما وددت انّی لم اشہدہ
قال وما ذاک قال وخشیت
ان یکون جُعل

اس کے خلاف کوئی ثبوت نہ ہو دوسرا حکم نہیں لگایا جائے گا) تو
عمرؓ بن الخطاب کے قول کے لئے اس کے سوا جس کا انھوں نے
گمان کیا ہے کوئی دوسرا مصدر بھی ہو سکتا ہے۔ اور دوسری حدیث
کی تاویل یہ ہے کہ جس سے روکا گیا ہے وہ اُس زانیہ کا نکاح ہے
جس نے توبہ نہ کی ہو پھر جب اُس نے توبہ کر لی تو گناہ سے توبہ
کرنے والا اُس شخص کی مانند ہے جس پر کوئی گناہ نہیں۔ ابوبکر حسن
سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو پوشیدہ
رکھا۔ پھر یہ اُس عورت کے گھر میں آیا جایا کرتا تھا تو اُس کو اس
عورت کے ایک ہمسایہ نے دیکھا اور اس کے خلاف عمرؓ بن الخطاب
سے شکایت کی کہ اے امیر المؤمنین یہ میری ایک ہمسایہ کے پاس
آتا رہا ہے اور میں نہیں جانتا کہ اس نے اُس سے نکاح کیا۔ تو
آپ نے اُس (مدعا علیہ) سے کہا کہ تو کیا کہتا ہے اُس نے کہا کہ
میں نے عورت سے ایک قلیل مَہر پر نکاح کیا اور اس کو مخفی
رکھا۔ آپ نے کہا کہ نکاح پر تمھارا گواہ کون تھا تو اس نے کہا
کہ میں نے عورت کے بعض رشتہ دار کو گواہ بنایا تھا۔ کہا کہ آپ
نے تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری نہیں کی۔ فرمایا کہ اس
نکاح کا اعلان کر دو اور ان شرمگاہوں کو (بدکاری سے) بچاؤ۔
ابوبکر محمد بن سیرین سے، مجھے خبر دی گئی کہ عمرؓ جب (اونچی)
آواز سُنتے تو ان کو ناگواری ہوتی اور اس کے بارے میں لوگوں
سے پوچھتے پھر اگر کہا جاتا کہ شادی ہے یا ختنہ ہے تو کوئی باز پرس
نہ کرتے۔ بغوی، روایت کیا گیا ہے کہ عمرؓ اور عثمانؓ کو کھانے
کی دعوت دی گئی۔ دونوں نے قبول کر لی۔ جب دونوں نکلے
تو عمرؓ نے عثمانؓ سے کہا کہ میں بیشک کھانے پر حاضر ہو گیا مگر
مجھے اچھا یہ معلوم ہوا کہ نہ حاضر ہوتا۔ عثمانؓ نے کہا اور اس کی
وجہ کیا ہے۔ فرمایا کہ مجھے یہ اندیشہ ہو گیا کہ کھانا ازراہ فخر و نمائش

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مباہاۃً ابو بکر و البغوی عن ابی العجفاء
السلمی عن عمر قال لا تغالوا فی
مہور النساء فانہا لو کانت مکرمۃً (مبالغہ وزیادتی نہ کنید)
فی الدنیا او تقوی عند اللہ لکان
احقکم بہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم
ما زوج بنتاً من بناتہ و لا تزوج شیئاً
من نسائہ الا علی اثنتی عشر اوقیۃ
ابو بکر عن ابن سیرین ان عمر رخص ان
تصدق المرأۃ الفین (ہزار درہم) الشافعی عن محمد
ابن سیرین ان الاشعث بن قیس صحب
رجلاً فرأی امرأتہ فاعجبتہ فتوفی
فی الطریق فخطبہا الاشعث
ابن قیس فابت ان تتزوجہ
الا علی حکمہا فتزوجہا علی
حکمہا ثم طلقہا قبل ان
تحکم فقال احکمی فقالت احکم
فلانا و فلانا رقیقا کانوا
لابیہ من تلادہ (مالہ) فقال
غیر ہولاء فابت فاتی عمر
فقال یا امیر المومنین عجزت
ثلث مرات قال ما ہن
قال عشقت امرأۃ قال
ہذا ما لا تملک قال
ثم تزوجتہا

نہ بنایا گیا ہو۔ ابو بکر اور بغوی ابو العجفاء سلمی سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ عورتوں کے مہروں کی گراں مقدار نہ کرو کیونکہ یہ اگر بڑائی کی بات ہوتی دُنیا میں یا تقوے کی بات ہوتی اللہ کے نزدیک تو اس کے سب سے زیادہ حقدار محمد صلے اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ آپؐ نے اپنی بیٹیوں میں سے کسی بیٹی کا نکاح نہیں کیا اور نہ اپنی ازواج میں سے کسی سے نکاح کا کچھ معاملہ کیا مگر بارہ اوقیہ (چاندی) پر (ایک اوقیہ چالیس درہم کا تھا اس لئے بارہ اوقیہ کے چارسو اسی درہم ہوئے۔ بعض روایات میں ساڑھے بارہ اوقیہ ہے یعنی پانچسو درہم)۔ ابو بکر ابن سیرین سے کہ عمرؓ نے اس بات کی اجازت دی کہ مہر دو ہزار درہم مقرر کیا جائے۔ شافعیؒ محمد بن سیرین سے کہ اشعث بن قیس (سفر میں) ایک شخص کے ساتھی بنے۔ انھوں نے اُس کی بیوی کو دیکھا تو ان کو اچھی معلوم ہوئی۔ اُس شخص کا راستہ میں انتقال ہو گیا تو اشعث بن قیس نے اُس کو نکاح کا پیغام دیا تو اُس نے نکاح سے انکار کر دیا بجز اس شرط کے کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا۔ (کہ وہ جو کچھ مانگے اس کو دینا ہوگا) ... اُس نے اس پر نکاح کر لیا کہ مہر اس کے حکم کے مطابق ہو گا .. پھر اس کو طلاق دیدی قبل اس کے کہ وہ حکم کرے۔ اس کے بعد کہا کہ حکم کر (یعنی بتا کہ مہر کیا دیا جائے) اُس نے کہا کہ میں یہ حکم کرتی ہوں کہ فلاں فلاں غلام دو۔ یہ غلام اُس کے باپ کے مال میں سے اُس کو ملے تھے تو اُس نے کہا کہ ان کے بجائے اور کچھ لے لے تو اس نے انکار کر دیا تو وہ عمرؓ کے پاس آئے اور کہا کہ اے امیر المومنین میں تین مرتبہ عاجز ہوا ہوں۔ فرمایا وہ کیا ہیں تو انھوں نے کہا کہ (ایک واقعہ یہ ہوا کہ) میں ایک عورت پر عاشق ہو گیا۔ فرمایا کہ یہ ایسی بات ہے جس پر تمھیں اختیار نہیں ہے کہا کہ پھر میں نے اس سے نکاح کر لیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علٰی حکمہا ثم طلقتہا قبل ان تحکم فقال عمر امرأۃ من المسلمین قال الشافعی یعنی لہا مہر امرأۃ من المسلمین ابوبکر عن النخعی عن عمر نحو ذلک الا انہ قال ارضہا ارضہا ابوبکر عن ابن سیرین نحو ذلک الا انہ قال لہا مہر نسائہا مالک و الشافعی عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قضی بالمرأۃ تزوجہا الرجل انہا اذا ارخیت الستور فقد وجب الصداق کان الشافعی فی القدیم یقول بقول عمر و یقول عمر اعلم بکتاب اللہ و قد یجوز ان یکون انما اراد اللہ بالتی طلقت قبل ان تمس التی لم تخل بینہ و بین نفسہا ثم رجع فی الجدید الی ان المہر انما یجب کاملا بالمسیس واعتمد علٰی ظاہر الکتاب قلت یمکن الجمع بین قول عمر و بین ظاہر الکتاب فنقول اذا تصادقا علٰی انہ لم یمسہا فالقول بظاہر الکتاب و ان قالت مسنی و قال لم امسہا فان

اُس کے حکم (اختیار مہر) پر۔ پھر میں نے اُس کو طلاق دیدی پہلے اس سے کہ وہ حکم (یعنی تعیین مہر) کرے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ وہ ایک عورت ہے مسلمانوں میں سے۔ شافعیؒ نے کہا کہ عمرؓ کی مراد یہ تھی کہ اُس کا مہر عام مسلمان عورت کے برابر ہے۔ ابوبکر نخعی سے اور وہ روایت کرتے ہیں عمرؓ سے اسی کے مطابق بجز اس کے کہ انھوں نے کہا کہ اُس عورت کو راضی کرو اُس کو راضی کرو۔ ابوبکر ابن سیرین سے اسی طرح روایت کرتے ہیں مگر یہ کہ اُنھوں نے کہا کہ اُس کا مہر اُس (کے خاندان کی) عورتوں کے برابر ہوگا۔ (عمرؓ کی مراد میں یہ اختلاف واقع ہوا) مالکؒ اور شافعیؒ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عورت کے لئے جب کہ کوئی شخص اس سے نکاح کرلے یہ فیصلہ کیا کہ جب پردے لٹکا دیئے گئے تو مہر واجب ہوگیا۔ شافعیؒ اپنے شروع کے زمانہ میں عمرؓ کے قول پر چلتے اور کہا کرتے تھے کہ عمرؓ کتاب اللہ کے بہت بڑے عالم تھے اور یہ بات جائز ہے کہ (آیت لا جناح علیکم ان طلقتم النساء مالم تمسوھن میں) اللہ تعالیٰ نے "اُن کو چھونے سے پہلے طلاق دیئے جانے" سے ایسی عورت مُراد لی ہو جس کی ابھی تک شوہر کے ساتھ خلوت نہ ہوئی ہو۔ پھر جدید یعنی بعد کے قول میں شافعیؒ نے اس قول کی طرف رجوع کرلیا کہ مہر کامل چھونے سے واجب ہوتا ہے اور اُنھوں نے آیت کے ظاہر پر عمل کیا۔ میں کہتا ہوں کہ قول عمرؓ اور آیت کے ظاہر معنے میں جمع ممکن ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ جب دونوں (مرد و عورت) اس بات کی تصدیق کریں کہ مرد نے عورت کو نہیں چھوا تو ظاہر کتاب پر عمل ہوگا۔ اور اگر (اختلاف واقع ہوگیا) عورت نے کہا کہ مجھے چھوا ہے اور مرد نے کہا کہ میں نے اس کو نہیں چھوا تو (اب فیصلہ یوں ہوگا کہ) اگر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أرخيت الستور صدقت بيمينها وإن لم ترخ الستور صدق بيمينه لأن الظاهر مع هذه في المسئلة الأولى ومع هذا في الثانية فأظن أن هذا معنى قول عمر الشافعي عن طاؤس أن أبا الصهباء قال لابن عباس إنما كانت الثلاث على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم تجعل واحدة وأبي بكر وثلاثا سنين من إمارة عمر فقال ابن عباس نعم مسلم عن طاؤس عن ابن عباس كان على عهد رسول الله صلى الله عليه وسلم وأبي بكر وسنتين من خلافة عمر طلاق الثلث واحدة فقال عمر بن الخطاب إن الناس استعجلوا في أمر كانت لهم فيه أناة فلو أمضيناه عليهم قلت في هذا الحديث إشكال قوي لأن النسخ لا يتصور بعد وفاة النبي صلى الله عليه وسلم وانقطاع الوحي فحكى البغوي للعلماء ثلاث تأويلات أحدها معناه قول الرجل أنت طالق أنت طالق أنت طالق إن قصد الإيقاع بكل لفظة تقع الثلاث وإن قصد التوكيد فواحدة كانوا في الزمن الأول يصدقون في أنهم أرادوا واحدة فلما رأى

اُن پر پردے لٹکا دیئے گئے تھے تو عورت کی قسم کی تصدیق کیجائیگی اور اگر پردے نہیں لٹکائے گئے تو مرد کی قسم کی تصدیق کیجائیگی کیونکہ (معنئے آیت کا) ظاہر پہلی صورت میں (یعنی جب پردے لٹکائے گئے تھے) عورت کے ساتھ ہے اور دوسری صورت میں (یعنی جب پردے نہیں لٹکائے گئے) مرد کے ساتھ ہے۔ میرا گمان یہ ہے کہ عمرؓ کے ارشاد کا یہ مطلب ہے۔ شافعیؒ طاؤس سے روایت کرتے ہیں کہ ابو الصہباء نے ابن عباسؓ سے کہا کہ تین (طلاقیں) رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ایک طلاق قرار دی جاتی تھی اور ابو بکرؓ کے عہد میں بھی، اور عمرؓ کے ابتدائے امارت کے تین سال تک (اسی پر عمل ہوتا رہا) تو ابن عباسؓ نے کہا ہاں۔ مسلم طاؤس سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے زمانہ میں اور عمرؓ کی خلافت کے دو سال تک تین طلاق کو ایک طلاق قرار دیا جاتا تھا۔ پھر عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ لوگوں نے عجلت کرنا شروع کر دیا اس امر میں جس میں اُن کو مہلت دی گئی تھی تو کیوں نہ ہم ان پر اُس کو جاری کر دیں (یعنی تین طلاق کو تین ہی قرار دیں)۔ میں کہتا ہوں کہ اس حدیث میں قوی اشکال ہے کیونکہ کسی حکم کے منسوخ ہونے کا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے اور وحی کے منقطع ہونے کے بعد تصور نہیں کیا جاسکتا اس پر بغویؒ نے علماء سے تین تاویلات نقل کی ہیں۔ ایک یہ ہے کہ ایک شخص نے اس کے کہنے سے کہ "تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق تجھ پر طلاق" اگر ارادہ کیا ہر لفظ سے طلاق واقع کرنے کا تو تین طلاق واقع ہوں گی اور اگر تاکید کا ارادہ کیا تو ایک پڑے گی اور لوگوں کی ابتدائی زمانہ میں اس امر کی تصدیق کر لی جاتی تھی کہ اُنھوں نے ایک کا ارادہ کیا تھا۔ پھر جب عمرؓ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عمر فی زمانہ اُمورًا انکرہا الزمہم الثلٰث
ثانیہا معناہ طلاق الرجل لغیر المدخول
بہا انتِ طالق ثلاثًا لفظًا واحدًا ذہب
اصحابُ عبد اللہ بن عباس انہا واحدۃٌ
و قولُ عمر و علیہ جمہور اہل العلم انہا
ثلاثٌ ثالثہا معناہ انتِ بتۃٌ
کان عمر رآہا واحدۃً فلما تتابع
الناسُ الزمہم الثلٰث والاوجہ
عندی ان معناہ ان قولہ تعالٰے
الطّلاقُ مرّتانِ یحتمل وجہین احدہما
ان یُعدّ انتِ طالق ثلٰثًا مرۃً واحدۃً
لانہ ارسل الکلمۃ دفعۃً واحدۃً و
الثانی ان ینظر الی المعنی کانہ
اراد ان یقولَ انتِ طالق ثم یقولُ
انتِ طالقٌ ثم یقول انتِ طالقٌ
فاختصر کلامہ و قال انتِ طالقٌ
ثلٰثًا فہو دفعۃٌ واحدۃٌ فی الظاہر
ثلاثُ دفعاتٍ فی المعنی فکانَ
الناسُ فی زمان النبیّ صلی
اللہ علیہ وسلم لم ینکشف لہم الامرُ
و لا سألوا النبیَّ صلی اللہ علیہ
وسلم عن ذٰلک فکانوا کثیرًا ما
یذہبون الی الاحتمالِ الاوّلِ
و کذٰلک فی زمانِ الصّدیق

نے اپنے زمانہ میں ایسے امور کو دیکھا جو اُن کو منکر معلوم ہوئے تو اُنھوں نے اُن پر لازم کر دیا۔ دوسری تاویل یہ ہے کہ کسی شخص کا ایسی عورت کو طلاق دینا جس کے پاس نہیں گیا یہ کہہ کر کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا (تجھ پر تین طلاق یعنی) ایک ہی لفظ کے ساتھ تو عبداللہ بن عباس رضؓ کے اصحاب اس طرف گئے کہ وہ ایک طلاق ہے اور عمر رضؓ کا قول اور اسی کی طرف سب اہلِ علم گئے یہ ہے کہ وہ تین ہیں۔ تیسری تاویل یہ ہے کہ اس (امر) کے معنے ہیں انتِ بتۃٌ (تو مجھ سے کٹی ہوئی ہے) عمر رضؓ اس کو ایک طلاق قرار دیا کرتے تھے جب لوگ پے درپے ایسا کہنے لگے تو اُنھوں نے ان پر تین طلاق لازم کر دیں۔ اور میرے نزدیک بہتر توجیہ یہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد اَلطَّلاقُ مَرَّتانِ دو صورتوں کا احتمال رکھتا ہے۔ ایک ان میں سے یہ ہے کہ قول انتِ طالقٌ ثلاثًا (یعنی تجھ پر تین طلاق) کو مرتبہ واحدہ شمار کیا جائے کیونکہ ایک ہی مرتبہ میں یہ کلمہ چلتا کیا ہے۔ دوسری صورت محتملہ یہ ہے کہ معنے پر نظر کیجاتے گویا اُس نے یہ کہنے کا ارادہ کیا کہ انتِ طالقٌ (تجھ پر طلاق) پھر کہتا انتِ طالقٌ، پھر کہتا انتِ طالقٌ اب اُس نے کلام کو مختصر کیا اور یوں کہدیا کہ انتِ طالقٌ ثلاثًا تو وہ دفعۃً واحدہ ہے ظاہر میں اور تین دفعات ہوتیں معنے کے اعتبار سے تو لوگ نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس حال میں تھے کہ ان پر اس امر کا (یعنی دو مذکورہ وجہوں کا) انکشاف نہ ہوا تھا اور نہ اُنھوں نے نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کے بارے میں دریافت کیا (کہ ایک احتمال کی تعیین ہو جاتی) تو لوگ زیادہ تر احتمال اوّل کیطرف جاتے رہے اور ایسا ہی حضرت صدیق رضؓ کے زمانہ میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلما کان عمر و رُفعت الیه المسئلة افتاهم
بالمعنی الثانی وصرّح بذلک ولم
یدع محلاً لخلاف و لما قلنا نظائر
کثیرة فسّرها اهل العلم کنحو ما
فسّرنا منها حدیث بیع امّهات الاولاد
فی زمان النبی صلی الله
علیه وسلّم و ابی بکر ثم نهی
عمر عنه الشافعی عن المطلب
ابن حنطب انه طلّق امرأته
البتة ثم اتی عمر بن الخطاب
فذکر ذلک له فقال له عمر ما
حملک علی ذلک فقال
قلته فتلا عمر ولو انّهم فعلوا
ما یوعظون به لکان خیراً لهم و
اشدّ تثبیتا ۰ قال ما حملک علی
ذلک قال قلته قال عمر امسک
علیک امرأتک فانّ الواحدة
لا تبین الشافعی عن سلیمان
ابن یسار انّ رجلاً من بنی
زریق طلّق امرأته البتّة
فقال عمر ما اردتّ بذلک قال
اترانی اقیم علی حرام و
النساء کثیر و احلفه فحلف
قال الشافعی اراه فردّها
علیه قال الشافعی معنی قوله

ہوتا رہا پھر جب عمرؓ کا دور آیا اور یہ مسئلہ (خصوصیت سے)
اُن کے سامنے پیش ہوا تو اُنھوں نے معنے ثانی کے ساتھ ان کو
فتوےٰ دیا اور اس کے ساتھ تصریح کر دی اور خلاف کے لئے کوئی
موقع باقی نہ چھوڑا۔ اور جو بات ہم نے کہی ہے اُس کی بہت سی
نظیریں موجود ہیں جن کی اہلِ علم نے اسی نہج پر تفسیر کی ہے
جس نہج پر ہم نے کی ہے۔ اُن میں سے ایک وہ حدیث ہے جس
میں امّ ولد باندیوں کی نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور ابو بکرؓ کے
زمانہ میں بیع ہوتے رہنے کا بیان ہے پھر عمرؓ نے اس سے
منع کر دیا۔ شافعیؒ مطّلب ابن حنطب سے روایت کرتے ہیں
کہ اُنھوں نے اپنی عورت کو انتِ بَتّۃ والی طلاق دی پھر وہ
عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچے اور ان سے اس کا ذکر کیا تو عمرؓ
نے اُن سے پُوچھا کہ تجھے یہ کلمہ کہنے پر کس خیال نے اُبھارا تو
انھوں نے کہا کہ میں نے بس یہ کلمہ کہدیا تو عمرؓ نے یہ آیت تلاوت
کی وَلَوْ اَنَّهُمْ فَعَلُوا مَا يُوعَظُونَ بِهٖ الخ (۴: ۶۶ = اور اگر یہ لوگ
جو کچھ ان کو نصیحت کی جاتی ہے اس پر عمل کیا کرتے تو ان کے
لئے بہتر ہوتا اور ایمان کو زیادہ پختہ کرنے والا ہوتا") (پھر)
کہا کہ ایسا کہنے پر تجھے کس خیال نے اُبھارا۔ اُنھوں نے کہا کہ بس
میں نے یہ کہدیا تو عمرؓ نے کہا کہ اپنی بیوی کو اپنے اوپر روکے
رکھ کیونکہ ایک طلاق بائن نہیں بناتی۔ شافعیؒ سلیمان بن
یسار سے کہ بنی زُریق میں کے ایک شخص نے اپنی بیوی کو انتِ
بتّۃ والی طلاق دی تو عمرؓ نے کہا کہ تو نے اس سے کیا
ارادہ کیا تھا تو اُس نے کہا کہ کیا آپ کا خیال یہ ہے کہ میں حرام
پر قائم رہوں گا حالانکہ عورتیں بہت ہیں تو آپ نے اُس سے
حلف لیا تو اس نے حلف کیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ میرا خیال یہ
ہے کہ عمرؓ نے عورت کو اُس پر لوٹا دیا۔ شافعیؒ نے کہا کہ اسکے قول

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قلتُ خرجَ منّی بلا نیۃٍ و تلاوۃُ عمر الآیۃَ
انہ لو طلّق ولم یذکر النیۃَ کان خیرًا
فانّہا کلمۃٌ محدثۃٌ فلمّا اخبرہ انہ لم یُرِد
بہ زیادۃً علی الطلاق الزمہ واحدۃ
مالک عن یحییٰ بن سعید بن المسیّب ان
عمر بن الخطاب قال ایّما امرأۃٍ فقدت
زوجہا فلم تدر این ہو فانہا تنتظر اربع
سنین ثم تعتدُّ اربعۃَ اشہر وعشرًا
ثم تحِلُّ قال مالک وادرکتُ بعض
الناس ینکرون الذی قال بعض
الناس علی عمر بن الخطاب انہ
قال یخیّر زوجہا الاول اذا جاء
فی صداقہا او فی امرأتہ قال
مالک و بلغنی ان عمر بن الخطاب قال
فی المرأۃ یطلّقہا زوجہا و ہو غائب عنہا
ثم یُراجعہا فلا یبلغُہا رجعتُہ وقد بلغہا
طلاقُہ ایاہا فتزوّجت انّہ ان دخل
بہا زوجہا الآخر او لم یدخل
بہا فلا سبیلَ لزوجہا الاول
الذی کان طلّقہا الیہا
ابو بکر عن سعید بن المسیّب
ان عمر بن الخطاب و عثمان بن
عفّان قالا فی امرأۃ المفقود
تربّصُ اربعَ سنین و تعتدُّ
اربعۃَ اشہر و

قُلتُہٗ (کہ مَیں نے یہ کہدیا) کے معنے یہ ہیں کہ یہ کلمہ میری زبان سے بغیر کسی نیت کے نکلا ہے اور عمرؓ کے آیت کو تلاوت کرنے کا مقصد یہ ہے کہ وہ اگر طلاق دیتا اور نیّت کا ذکر نہ کرتا تو بہتر ہوتا کیونکہ وہ (بتّۃ) ایک بنایا ہوا کلمہ ہے تو جب اُس نے خبر دی کہ اس نے اس کلمہ سے طلاق پر زیادتی کا ارادہ نہیں کیا تھا تو اس پر ایک طلاق لازم کی۔ مالکؒ یحیی بن سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطّاب نے فرمایا کہ جس عورت کا شوہر گم ہو جائے اور وہ نہیں جانتی کہ وہ کہاں ہے تو وہ چار سال انتظار کرے پھر چار مہینے دس دن کی عدّت گزارے اس کے بعد حلال ہو جائے گی۔ مالکؒ نے کہا اور مَیں نے بعض ایسے لوگوں کو پایا ہے جو اس بات کا انکار کرتے ہیں جس کو بعض لوگوں نے عمرؓ ابن الخطاب کی طرف منسوب کیا ہے کہ اُنھوں نے پہلے شوہر کو اختیار دیا ہے جب وہ آجائے اُس عورت کے مہر یا اپنی عورت میں (کہ وہ چاہے اپنے دیتے ہوئے مہر لے لے یا عورت کو لیجائے) اور مجھے یہ روایت پہنچی ہے کہ ایک ایسی عورت کے بارے میں جس کو اُس کا شوہر اس حال میں طلاق دیتا ہے کہ کہ وہ اس سے غائب ہے (یعنی کسی دوسرے شہر میں ہے) پھر اس سے مراجعت کر لیتا ہے مگر اس مراجعت کی اطلاع اس عورت کو نہ پہنچی اور طلاق کی پہنچ چکی تھی، پھر اس عورت نے نکاح کر لیا تو عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اب تو دوسرا شوہر اُس کے پاس گیا ہو یا نہ گیا ہو پہلے شوہر کے پاس جس نے اس کو طلاق دیدی تھی اُس عورت کے جانے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ ابو بکر سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ بن عفان دونوں نے گم شدہ شوہر کی بیوی کے بارے میں حکم دیا کہ چار سال انتظار کرے اور پھر چار مہینے دس دن عدّت

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عشرًا آبو بکر عن سعید بن المسیّب ان عمر و عثمان قالا ان جآء زوجھا خُیّر بینَ امرأتہ و بینَ الصّداق الاوّل آبو بکر عن الشعبی سُئِلَ عمر عن رجل غاب عن امرأتہ فبلغھا انہ مات فتزوّجت ثم جآء الزّوجُ الاوّل فقالَ عُمر یُخیّر الزوجُ الاوّلُ بینَ الصّداق و امرأتہ فان اختارَ الصّداق ترکھا مع الزّوج الاٰخر و ان شآء اختارَ امرأتہ وقال علیؓ لھا الصداقُ بما استحلّ الآخرُ من فرجھا و یُفرّق بینہٗ و بینھا ثمّ تعتدُّ ثلٰث حیَض ثمّ تُردُّ الی الاوّلِ قلتُ لم یأخذ بہ الشافعیّ فی الجدید وقالَ کیف یُؤخذ بعضُ الحدیث و یُترک بعضُہ یُعرّض بمالکؒ و الاوجہ عندی ان المفقود لہٗ وجھانِ یدخل بھما حالہٗ فی عمومات الشرع احدھما انہ فوّت الامساکَ بالمعروف فوجبَ علیہ التسریحُ بالاحسانِ

گزارے۔ آبو بکر سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ اور عثمانؓ دونوں نے کہا کہ اگر اس کا شوہر آجائے تو اختیار دیا جائے گا مہر اور عورت کے درمیان اُس پہلے شوہر کو۔ آبو بکر شعبی سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے سوال کیا گیا ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی سے غائب ہوگیا اور اس عورت کو یہ خبر ملی کہ وہ مرگیا تو اُس نے کسی سے نکاح کرلیا۔ اس کے بعد اس کا پہلا شوہر آگیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ زوج اوّل کو مہر اور اس کی عورت کے درمیان اختیار دیا جائے گا تو اگر اُس نے مہر لے لینے کو اختیار کرلیا تو اُس عورت کو دوسرے شوہر کے پاس چھوڑ دیا جائے گا اور اگر وہ چاہے تو اپنی بیوی کو اختیار کرلے۔ اور علیؓ نے کہا کہ (اس صورت میں) عورت کو مہر لینے کا حق ہوگا۔ کیونکہ اس دوسرے شوہر نے اُس کی فرج کو اپنے لئے حلال کیا ہے اور اُس (دوسرے شوہر) کے اور عورت کے درمیان تفریق کیجائے گی پھر وہ تین حیض عدّت گزارے گی اس کے بعد پہلے شوہر کے پاس لوٹا دی جائے گی۔ میں کہتا ہوں کہ اس کو شافعیؒ نے اپنے جدید (یعنی بعد کے) دورِ اجتہاد میں قبول نہیں کیا اور کہا کہ کیسے یہ بات درست ہوگی کہ بعض حدیث کو لے لیا جائے اور بعض حدیث کو ترک کردیا جائے۔ یہ تعریض کرتے ہیں امام مالکؒ پر (جو تخییر کے خلاف ہیں)۔ اور بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ مفقود کی دو حیثیتیں ہیں دونوں کے اعتبار سے اسکا حال عام قواعدِ شرع میں داخل ہوجاتا ہے۔ ایک اُن میں سے یہ ہے کہ اُس نے فوت کردیا امساک بالمعروف کو (یعنی نیک سلوک کے ساتھ عورت کو اپنی ذات پر روکنا جس پر فَاِمْسَاكٌ بِمَعْرُوفٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو واجب ہوگیا اس پر تسریح بالاحسان (یعنی خوبی کے ساتھ اس کو آزاد

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلمّا اَن قصّر فی التسریح ناب
الشرعُ عنہ کما ینوبُ القاضی فی
بیع مال الماطلِ و ثانیھما انّہ
مَیّتٌ فی ظاھر الحال و نحنُ
نحکمُ بالظاھر و علی الاول
قول مالکٍ اصوبُ لانہ محکومٌ
علیہ بالتفریق بینہ و بینَ
زوجتہ فکان کالمطلّق لھا
فلا یرجع الیہ الّا انّ عدّتہا
کعدّۃِ المتوفّٰی زوجہا عنہا
لانّ الزوجَ غائب بمنزلۃ
المیّتِ و لہ نظائر کامرأۃ
المجنونِ و امرأۃ المعسر و
علی الثانی حکمہٗ بمنزلۃ مَن
بلغھا نَعْیُ زوجہا فاعتدّت
ثم تزوّجت ثم حضر الزوج فکان
بناء فرقتہا علی خبرٍ کاذبٍ فردّۃ
علیھا مازعمت و اَظُنُّ عمر
قد وجّہ الحکم الی الامرین
بمنزلۃ القولین للمجتہد
فان ذھب القاضی الی
الاوّلِ فالامرُ علی قضاء
مالکٍ و ان ذھب الی
الثانی
فالامرُ

کر دینا جس پر اَوْ تَسْرِیْحٌ بِاِحْسَانٍ (۲: ۲۲۹) دلالت کرتا ہے) تو جب کہ اس نے تسریح میں تقصیر کی تو شریعت (عورت کو اس کے تقید سے آزاد کرنے میں) اُس کی قائم مقام بن گئی جس طرح قاضی قائم مقام بن جاتا ہے ماطل کے مال کے بیچنے میں (ماطل اس کو کہتے ہیں جو قرض کی ادائیگی میں ٹال مٹول کرتا ہو)۔ دوسری حیثیت یہ ہے کہ وہ ظاہر حال میں میّت ہے اور ہم حکم لگاتے ہیں ظاہر پر (یہ قاعدہ شرعیہ ہے نحن نحکم بالظواہر واللہ اعلم بالسرائر)۔ اور بنارِ اوّل مالکؒ کا قول زیادہ قرینِ صواب ہے کیونکہ اس میں حکم دیا گیا ہے اُس شخص کے اور اس کی زوجہ کے درمیان تفریق کا۔ تو یہ شخص اس عورت کے حق میں مثل طلاق دینے والے کے بن گیا کہ اب یہ اُس کی جانب رجوع نہیں کرے گا۔ اِلّا یہ کہ اُس کی عدّت اُس عورت کی عدّت کی مانند ہو گی جس کا شوہر مرجائے۔ کیونکہ شوہر غائب ہے وہ میّت کے مرتبہ میں ہے اور اس کی نظیریں موجود ہیں مثلاً مجنون کی بیوی اور نادار شخص کی بیوی۔ اور بربنارِ ثانی اُس کا حکم اُس شخص کے مرتبہ میں ہے جس کی موت کی خبر اُس کی بیوی کو ملی تو اس نے عدّت گزاری پھر نکاح کر لیا اس کے بعد شوہر آگیا۔ تو اس کی فرقت کی بنار جھوٹی خبر پر تھی تو جو گمان اس عورت نے کر لیا تھا اب اُس کو اُس پر رد کر دیا گیا اور عمرؓ پر میں یہ گمان کرتا ہوں کہ انھوں نے حکم کو دونوں امر کی طرف متوجہ کیا۔ یہ اس درجہ کی بات ہے جیسے ایک مجتہد کے (کسی مسئلہ میں) دو قول ہوتے ہیں۔ تو اگر قاضی پہلی صورت کی طرف جائے گا تو حکم امام مالکؒ کے فیصلہ کے مطابق دے گا اور اگر دوسری صورت کی طرف جائے گا تو اسکے مطابق حکم دیگا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

على ما روى اكثرهم عن عمر والله اعلم بحقيقة الحال مالك عن القاسم بن محمد ان رجلا جعل امرأته عليه كظهر امه ان هو تزوجها فامره عمر بن الخطاب ان هو تزوجها ان لايقربها حتى يكفر كفارة المظاهر قلت تعلق به الحنفية فى مسئلة اضافة الطلاق بالملك قبل ان يتزوج ولعل عمر بن الخطاب اجازها مجاز اليمين فالبون بين الطلاق والظهار باين مالك عن يحيى بن سعيد عن سعيد بن المسيب ان عمر بن الخطاب قال ايما امرأة طلقت فحاضت حيضة او حيضتين ثم رفعتها حيضها (ای دور شد ۱۲) فانها تنتظر تسعة اشهر فان بان بها حمل فذاك والا اعتدت بعد التسعة الاشهر ثلثة اشهر ثم حلت مالك عن ابى هريرة سمعت عمر بن الخطاب يقول ايما امرأة طلقها زوجها تطليقة واحدة او تطليقتين ثم تركها حتى تحل وتنكح زوجا غيره فيموت عنها او يطلقها ثم ينكحها

جو اکثر رُواۃ نے عمرؓ سے روایت کیا ہے، واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ مالکؒ قاسم بن محمد سے کہ ایک شخص نے بنا دیا (یعنی کہدیا) اپنی عورت کو ماں کی پُشت کے برابر اگر اُس نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس کو عمرؓ بن الخطاب نے حکم دیا کہ اگر اس نے اس عورت سے نکاح کیا تو اس سے مقاربت نہ کرے جب تک ظہار کرنے والے کا کفارہ نہ ادا کرے۔ میں کہتا ہوں کہ حنفیہ اس حدیث سے لٹکے ہیں (یعنی اس سے احتجاج کرتے ہیں) اس مسئلہ میں کہ نکاح سے پہلے ہی کوئی شخص طلاق کو چسپاں کر ڈالے کسی فعل پر جو عورت کے اختیار میں ہے اور غالباً عمرؓ بن الخطاب نے اس کو یمین کے مقام پر رکھ کر حکم (کفارہ ظہار[ع۵] کا) دیا ہے تو طلاق اور ظہار کے درمیان میں جو بُعد ہے وہ بالکل ظاہر ہے۔ (اگر وہ شخص انتِ علیّ کظہر اُمّی کے ساتھ اِن تزوجتکِ نہ کہتا تو ایک لغو بات سمجھی جاتی اور کفارہ مظاہر کا اس کو حکم نہ دیا جاتا) مالکؒ یحیی بن سعید سے اور وہ سعید بن المسیبؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس عورت کو طلاق دی جاتے پھر وہ حائضہ ہو جاتے ایک حیض یا دو حیض تک پھر اس کا حیض آنا بند ہو جاتے تو وہ اندازہ کرے نو مہینے تک پھر اگر ظاہر ہو گیا کہ اس کو حمل ہے تو فبہا ورنہ بعد اُن نو مہینوں کے تین مہینے عدت گزارے پھر حلال ہو جائیگی مالکؒ ابو ہریرہؓ سے کہ میں نے سنا عمرؓ بن الخطاب سے کہتے تھے کہ جس عورت کو اُس کے شوہر نے ایک یا دو طلاق دیں پھر اُس کو چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ حلال ہو جاتی ہے اور اُس کے سوا کسی دوسرے شخص سے نکاح کر لیتی ہے پھر دوسرا شوہر مرجاتا ہے یا اس کو طلاق دیدیتا ہے اور پھر اُس سے پہلا شوہر

ع۵ کوئی اپنی بیوی سے کہے کہ "تو میری ماں کے برابر ہے" یا "میرے لئے ماں کی برابر ہے" وغیرہ اور اس سے اس کی مُراد عورت کو چھوڑنا نہ ہو بلکہ اس سے صرف صحبت کرنا اپنے اوپر حرام کرنے کے ارادے سے کہا تو اس کو ظہار کہتے ہیں ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

زوجها الاول فانها يكون عنده على
ما بقي من طلاقها مالك عن ابن عمر
ان عمر بن الخطاب قال ايما وليدة (جارية ۱۲)
ولدت من سيدها فانه لا يبيعها ولا
يهبها ولا يورثها وهو يستمتع بها فاذا
مات فهي حرة مالك انه بلغه ان عمر
ابن الخطاب اتته وليدة قد ضربها سيدها
بنار او اصابها فاعتقها قلت
و يشهد له حديث النبي صلى الله عليه
وسلم في قضية سندر مولى زنباع
و يشهد له المعقول (ای دلیل عقلی ۱۲) لان العبد ذو جهتين
مال في بعض الحقوق و نفس في
بعضها و لذلك جازت مكاتبته فلما
ظلم السيد عبده و تجاوز حكم
الله فيه ظهرت جهة كونه نفسا و
كمنت (خفيت ۱۲) جهة كونه مالا فوجبت الدية
ثم عوض عنها العتق لان العتق
يقع عوضا عن المال و تولى
الشرع ذلك كما تولى في
وضع الدية حيث امتنع القصاص
ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم عن
عمر بن الخطاب في الرجل ينعى ميتا (ای خبر موت او آمد ۱۲)
الى امرأته فتتزوج ثم
يقدم الاول قال يخير
الاول

نکاح کر لیتا ہے تو وہ عورت اُس کے پاس رہے گی باقی رہی ہوئی طلاق کے حساب پر۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس کنیز کے اُس کے آقا سے کوئی بچہ پیدا ہو گیا تو اب وہ اُس کو نہ بیع کرے گا اور نہ اُس کو ہبہ کرے گا اور نہ اُس کو ترکہ بنائے گا وہ اُس سے (اپنی زندگی میں) فائدہ حاصل کرتا ہے پھر جب مرے گا تو وہ آزاد ہو جائے گی۔ مالکؒ کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک باندی آئی جس کو اُس کے آقا نے آگ سے مارا تھا یا اُس کو آگ میں ڈالا تھا تو انہوں نے اُس کو آزاد کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس کی شاہد ہے حدیث نبی صلے اللہ علیہ وسلم کی سُندر کے قضیہ میں جو زنباع کا غلام تھا (زنباع نے اس کی ناک کاٹ دی تھی جب یہ اس حال میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پہنچا تو آپؐ نے آزاد کر دیا تھا) اور دلیل عقلی بھی اس کی مؤید ہے کیونکہ غلام کی دو جہت ہیں وہ بعض حقوق کے اعتبار سے ایک مال ہے اور بعض کے اعتبار سے ایک نفس ہے اور اسی اعتبار سے اُس کی مکاتبت جائز ہوتی تو جب آقا نے اپنے غلام پر ظلم کیا اور وہ اُس کے بارے میں اللہ کے حکم سے تجاوز کر گیا تو اُس کے نفس ہونے کی جہت ظاہر پر آگئی اور اُس کے مال ہونے کی جہت چھپ گئی تو دیت واجب ہو گئی پھر اس دیت کا معاوضہ بنایا گیا عتق (آزادی) کیونکہ مال کے بدلے میں عتق واقع ہوتا ہے۔ اور شرع اس کی متولی ہوتی جس طرح متولی ہوتی ہے دیت کے قائم کرنے میں جب قصاص ممتنع ہو جائے۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص کے بارے میں جس کی موت کی خبر پہنچائی گئی اُس کی بیوی کو۔ پھر وہ نکاح کر لیتی ہے پھر پہلا آجاتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ پہلے کو اختیار دیا جائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فان شاء امرأته و ان شاء الصداق
محمد بن الحسن بلغنا عن عمرؓ و علیؓ
و عبد الرحمن بن عوف و سعد بن
ابی وقاص و حذیفة انهم لم یجعلوا
بیعها طلاقها ابو حنیفة عن حماد عن
ابراهیم ان عمر بن الخطاب اتته
امرأة فقالت طلقنی زوجی فحضت
حیضتین و دخلت فی الثالثة حتی
اذا انقطع دمی و دخلت مغتسلی
و وضعت ثوبی اتانی فقال
قد راجعتک قبل ان افیض علی
الماء فقال عمر لعبد الله بن مسعود
قل فیها فقال یا امیر المومنین اراه
احق برجعتها لانها حائض بعد مالم
تحل لها الصلوٰة قال عمر وانا اری
ذلک فردها علی زوجها وقال
کنیف ملئ علما (ظرف ۱۲) ابو حنیفة عن
حماد عن ابراهیم ان ابا کنف طلق
امرأته تطلیقة ثم غاب فاشهد
علی رجعتها ولم یبلغها ذلک حتی تزوجت
فجاء و قد هیئت لتزف الی
زوجها (الثانی) فاتی عمر بن الخطاب
فذکر ذلک له فکتب الی عامله
ان ادرکتها و لم یدخل

وہ اگر چاہے اپنی بیوی لے لے اور اگر چاہے تو مہر لے لے۔ محمدؒ
ابن الحسن، ہم کو روایت پہنچی عمرؓ سے اور علیؓ و عبدالرحمنؓ
ابن عوف و سعد بن ابی وقاصؓ اور حذیفہؓ سے کہ انھوں نے
جاریہ کی بیع کو اُس کی طلاقؑ قرار نہیں دیا۔ ابوحنیفہؒ حماد سے
وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک عورت نے آکر
کہا کہ میرے شوہر نے مجھے طلاق دی تو میں نے دو حیض پورے
کر دیئے اور تیسرے میں داخل ہو گئی یہاں تک کہ جب میرا خون
منقطع ہو گیا اور میں غسل کی جگہ پہنچ گئی اور میں نے اپنے کپڑے
بھی اُتار دیئے تو وہ میرے پاس آیا اور اُس نے کہا پہلے اس
سے کہ میں اپنے اُوپر پانی بہاؤں کہ میں نے تجھ سے مراجعت
کر لی تو عمرؓ نے کہا عبداللہؓ بن مسعود سے کہ اس بارے میں
بولو۔ تو انھوں نے کہا کہ اے امیر المومنین میری اس کے
بارے میں یہ رائے ہے کہ اس سے رجعت کا اس کو حقدار قرار
دیا جائے کیونکہ یہ عورت حائضہ ہے جب تک اُس پر نماز حلال
نہ ہو جائے تو عمرؓ نے کہا اور میری بھی یہی رائے ہے تو اُس کو
شوہر پر واپس کر دیا۔ اور (ابن مسعودؓ کے حق میں) فرمایا کہ
ایک برتن علم سے بھرا ہوا ہے۔ ابوحنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے
کہ ابو کنف نے اپنی بیوی کو ایک طلاق دی پھر غائب ہو گیا پھر
اُس نے اس سے رجعت پر گواہ بنائے اور اُس عورت کو یہ اطلاع
نہیں پہنچائی یہاں تک کہ اُس نے نکاح کر لیا۔ پھر وہ ایسے وقت
پر آیا جب کہ وہ اس کے لئے تیار کر دی گئی تھی کہ اپنے شوہر
کے ساتھ شب باش ہو تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا
اور ان سے اس بات کا ذکر کیا تو انھوں نے اپنے عامل کو لکھا
کہ اگر تم اس عورت کو اس حال میں پاؤ کہ اس کا شوہر اُسکے پاس

ع۵ یعنی آقا کا جاریہ کو بیع کرنا اُس کے حق میں طلاق نہ ہو گا بلکہ اُس کا نکاح جیسا پہلے تھا اسی طرح باقی رہے گا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بہا فہو احق بہا (الاول ۱۲) و ان وجد ہا قد دخل بہا فہی امرأتہ (الثانی ۱۲) قال فوجدہا لیلۃ البناء فوقع علیہا (ای زوج ثانی زن را در شب زفاف یافت پس صحبت نمود ۱۲) و غدا الی عامل عمر فاخبر فعلم انہ جاء بامر بیّن و بہذا الاسناد عن علی بن ابی طالب انہ کان یقول اذا طلّق الرجل امرأتہ ثم اشہد علی رجعتہا قبل ان یمضی عدّتہا و لم یُعلمہا ذلک حتّی انقضت عدّتہا و تزوّجت فانہ یفرّق بینہا و بین زوجہا الآخر و لہا الصداق بما استحلّ من فرجہا وہی امرأۃ الاوّل تردّ الیہ و لا یقربہا حتّی تنقضی عدّتہا من الآخر ابوحنیفۃ عن اسماعیل بن مسلم المکی عن الحسن عن عمر بن الخطاب انّ امرأۃ اتتہ فاخبرتہ ان زوجہا لا یصل (جماع ۱۲) الیہا فاجّلہ حولاً فلمّا انقضی الحول و لم یصل الیہا خیّرہا فاختارت نفسہا ففرّق بینہما عمر و جعلہا تطلیقا بائنا ابوبکر عن ابی قلابۃ عن عمر اذا اعتقت الامۃ فلہا الخیار

نہ گیا ہو تو اُس کا پہلا شوہر زیادہ حقدار ہے اور اگر اس حال میں پاؤ کہ وہ اس کے پاس جا چکا ہے تو پھر وہ اُسی کی بیوی ہے۔ کہا (راوی نے) کہ پھر شوہر نے اس کو شب باشی کی رات میں پالیا اور اس سے مقاربت کرلی اور صبح کو عمرؓ کے عامل کے پاس جاکر اس کی خبر دیدی اور عامل کو یہ علم ہوگیا کہ وہ ایک واضح بات لیکر آیا ہے (جس پر ثبوت طلب کرنے کی حاجت نہیں) اور اسی اسناد سے مروی ہے علیؓ بن ابی طالب سے کہ وہ فرمایا کرتے تھے کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی کو طلاق دیدے پھر اُس سے رجعت پر اُس کی عدّت گزرنے سے پہلے گواہ بنالے اور اُس نے عورت کو اطلاع نہ کی ہو یہاں تک کہ اس کی عدّت بھی پوری ہوگئی اور اُس نے (کسی سے) نکاح کرلیا تو اس صورت میں اُس عورت اور دوسرے شوہر کے درمیان تفریق کرائی جائے گی اور اُس کو (اس دوسرے شوہر سے) مہر کا حق ہے اس وجہ سے کہ اس کی فرج کو اپنے اُوپر حلال کیا اور یہ بیوی ہوگی پہلے شوہر کی اُسی کی طرف لوٹائی جائے گی اور وہ اُس سے جب تک دوسرے سے الگ ہونے کی عدّت پوری نہ کرلے گی مقاربت نہ کرے۔ ابو حنیفہؒ اسمٰعیل بن مسلم المکی سے وہ حسنؒ سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک عورت نے اُن کے پاس آکر یہ بیان کیا کہ اُس کا شوہر اُس سے نہیں ملتا (یعنی جماع نہیں کرتا) تو اُنھوں نے شوہر کو ایک سال کی مہلت دی تو جب سال گزر گیا اور وہ اس سے نہ ملا تو عمرؓ نے عورت کو اختیار دیدیا تو اس نے اُس سے جُدا ہونا پسند کیا تو آپ نے دونوں میں تفریق کردی اور اس کو طلاق بائن قرار دیا۔ ابوبکر ابو قلابہ سے، وہ عمرؓ سے کہ فرمایا کہ جب لونڈی آزاد کردی جائے تو اس کو اختیار ہے جبتک

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالم یطأھا آبو بکر عن سعید بن المسیّب ان ابا بکر وعمر کانا یکرھان العزل ویامران الناس بالغسل منہ آبو بکر عن مکحول قلت للزہری اما علمت عمرؓ حتے انقضے اجلہ وابن مسعود بالعراق حتے انقضے اجلہ وعثمان ابن عفان کانوا یستبرئون الامۃ بحیضۃ حتے کان معاویۃ فکان یقول حیضتان فقال الزہری وانا ازیدک عبادۃ بن الصامت آبو بکر عن عبید اللہ بن عبد اللہ بن عمر باع عبد الرحمن بن عوف جاریۃ لہ کان یقع علیہا قبل ان یستبرئہا فظہر بہا حمل عند الذی اشتراہا فخاصم الی عمر فقال عمر کنت تقع علیہا قال نعم قال فبعتہا قبل ان تستبرئہا قال نعم قال ماکنت لذلک بخلیق فدعا القافۃ فنظروا لہ فالحقوہ بہ آبو بکر عن ابراہیم عن عمر قال المتلاعنان یفرق

اس سے وطی نہ کیجائے۔ آبو بکر سعید بن المسیّب سے کہ ابوبکرؓ اور عمرؓ دونوں عزل عـــہ کو بُرا سمجھتے تھے اور لوگوں کو اس سے غسل کا حکم دیتے تھے۔ آبو بکر مکحول سے کہ مَیں نے زہری سے کہا کہ کیا تم جانتے ہو کہ عمرؓ اپنی موت کے وقت تک اور ابن مسعودؓ عراق میں اپنی موت کے وقت تک اور عثمانؓ بن عفان سب باندی سے ایک حیض کے ساتھ استبراء کرتے تھے یہاں تک کہ معاویہؓ کا دور آیا تو وہ دو حیض کہا کرتے تھے تو زہری نے کہا کہ اور میں تمہارے بیان پر عبادہؓ بن الصامت کا اضافہ کرتا ہوں۔ آبو بکر عُبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے کہ فروخت کیا عبدالرحمٰنؓ بن عوف نے اپنی ایک ایسی باندی کو جس سے مقاربت کیا کرتے تھے قبل اس کے کہ اس کا استبراء کریں تو خریدار کے پاس جانے کے بعد اُس کا حمل ظاہر ہوگیا تو وہ عمرؓ کے پاس دعویدار ہوا۔ عمرؓ نے (عبدالرحمٰنؓ بن عوف سے) پوچھا کہ کیا تم اس سے جماع کیا کرتے تھے؟ اُنھوں نے کہا کہ ہاں! فرمایا کہ پھر تم نے اُس کو بیچ دیا قبل اس کے کہ اس کا استبراء کرو۔ انھوں نے کہا کہ ہاں تو۔ ایسا کرنا زیبا نہ تھا۔ پھر قیافہ شناسوں کو بُلایا تو اُنھوں نے اس پر غور کیا پھر اُس کو عبدالرحمٰنؓ ہی کا قرار دیا۔ آبو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ لعان للعـــہ کرنے والے مرد و عورت

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے فیصلے

عـــہ اس ارشاد کا محمل یہ ہے کہ اگر اپنی باندی کا کسی غلام سے نکاح کر دیا تھا تو آزاد ہونے کے بعد اس کو فسخ نکاح کا اختیار اس صورت میں ہے کہ اس نے اس سے جماع نہ کیا ہو ۱۲ مترجم عـــہ عزل یہ ہے کہ انزال سے پہلے ہی عورت سے جُدا ہو جاتے ۱۲ مترجم ســـہ یہ اندازہ کرنا کہ اس کو حمل تو نہیں ہے استبراء ہے جس کی تصدیق ایک باندی کے لئے مذکورہ اکابر ایک حیض سے کرتے تھے اور معاویہؓ دو حیض سے ۱۲ مترجم للعـــہ جب کوئی اپنی بیوی پر زنا کی تہمت لگائے یا جو لڑکا پیدا ہو اس کو کہے کہ یہ میرا نہیں ہے تو اس کا حکم یہ ہے کہ عورت قاضی اور شرعی حاکم کے سامنے استغاثہ کرے۔ تو حاکم دونو سے قسم لے۔ پہلے شوہر سے قسم لیجائیگی اس طرح کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ جو تہمت مَیں نے اس پر لگائی میں اس میں سچّا ہوں چار دفعہ اسی طرح کہکر پانچویں دفعہ کہے کہ اگر مَیں جھوٹا ہوں تو مجھ پر خدا کی لعنت۔ پھر عورت چار دفعہ یہ کہے کہ میں خدا کو گواہ کر کے کہتی ہوں کہ اس نے جو تہمت مجھ پر لگائی ہے یہ اس میں جھوٹا ہے۔ پانچویں بار یہ کہے کہ اگر اس تہمت لگانے میں یہ سچّا ہو تو مجھ پر خدا کا غضب پڑے۔ اس قسما قسمی کو شرع میں لعان کہتے ہیں۔

حاکم دونوں میں جُدائی کر دے گا اور طلاق بائن پڑ جائیگی۔ لڑکا ماں کے حوالے کر دیا جائے گا باپ کا نہ کہا جائے گا ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بینهما و لا یجتمعان ابدًا ابو بکر عن الحسن لما فتحت تستر اصاب ابو موسیٰ سبایا فکتب الیه عمر لایقع احدٌ علی امرأةٍ حتی تضع و لاتشرکوا المشرکین فی اولادهم فان الماء نماءُ الولدِ ابو بکر عن قبیصة بن ذؤیب قال عمر حصّنوهنّ او لا تحصّنوهنّ لا تلد امرأةٌ علی فراش احدکم الّا الحقته به یعنی السراری ابو بکر عن الشعبی عن عمر اذا اقرّ بولدٍ مرةً واحدةً فلیس له ان ینفیه ابو بکر عن سلیمان بن یسار ان عمر بن الخطاب رُفع الیه خصیٌّ تزوّج امرأةً ولم یُعلمها ففرّق بینهما ابو بکر عن هشام بن عروة ان امرأةً سألت ابنها ان یزوّجها فکره ذلک و ذهب الی عمر فقال له عمر زوّجها فو الذی نفس عمر بیده لو ان حنتمة بنت هشام یعنی عمر امّ نفسه سألتنی ان ازوّجها لزوّجتها فزوّج الرجل امّه ابو بکر عن حارثة بن مضرب قال عمر استعینوا علی النساء بالعُری ان احداهن اذا کثرت ثیابها و حسنت زینتها

کے درمیان تفریق کردی جاتے وہ دونوں کبھی جمع نہ ہوں گے۔ ابوبکر حسن سے، کہ جب تستر فتح ہوگیا تو بہت سے قیدی ابو موسیٰ رضی کے ہاتھ آئے تو اُن کو عمر رضی نے لکھا کہ کوئی شخص کسی قیدی عورت سے ہمبستر نہ ہو جبتک کہ اس کا وضع حمل نہ ہوجائے اور تم مشرکین کے ساتھ اُن کی اولاد میں شرکت نہ کرنا کہ آبِ منی بچے میں نشو و نما اور بڑھوتری کا سبب ہوتا ہے۔ ابوبکر قبیصہ بن ذُؤیب سے کہ عمر رضی نے فرمایا کہ تم اُن کی پاکدامنی کا بچاؤ کرو یا نہ کرو کوئی بھی عورت تم میں سے کسی کے فرش پر بچہ نہ جنے گی مگر میں اس کو اُسی شخص کا قرار دوں گا (عورت سے) عمر رضی کی مراد اُن باندیوں سے تھی جو جماع کے لئے مخصوص کرلی جاتی ہیں۔ ابوبکر شعبی سے وہ عمر رضی سے کہ جب کوئی ایک مرتبہ کسی لڑکے کے بارے میں اقرار کرلے تو اس کو یہ اختیار نہیں کہ اُس کی نفی کرے۔ ابوبکر سلیمان ابن یسار سے کہ عمر رضی بن الخطاب کے سامنے ایک خصی پیش کیا گیا جس نے ایک عورت سے نکاح کیا اور اس کو اپنا حال نہ بتایا تھا تو آپ نے دونوں میں تفریق کرادی۔ ابوبکر ہشام ابن عروہ سے کہ ایک عورت نے اپنے بیٹے سے سوال کیا کہ وہ اُس کا نکاح کرائے تو اس کو یہ بات ناگوار گزری اور وہ عمر رضی کی طرف گیا تو اُس سے عمر رضی نے کہا کہ اُس کا نکاح کرا! قسم ہے اُس ذات کی جسکے ہاتھ میں عمر رضی کی جان ہے اگر حنتمہ بنتِ ہشام، یہ عمر رضی نے اپنی والدہ کا نام لیا، مجھ سے سوال کرتی کہ میں اُس کا نکاح کراؤں تو ضرور کرادیتا۔ تو اُس شخص نے اپنی ماں کا نکاح کرادیا۔ ابوبکر حارثہ بن مضرب سے کہ عمر رضی نے فرمایا کہ عورتوں کی ستر پوشی (یعنی بقدر ضرورت لباس) پر ان کی اعانت کرو (مگر اس میں زیادتی نہ کرو) جب اُن میں سے کسی کے پاس بہت کپڑے ہوجاتے ہیں اور سامانِ زینت وافر

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اعجبها الخروج آبو بکر عن انس کان عمر
اذا اتی رجل قد طلق امرأته ثلثاً فی
مجلس اوجعه ضرباً و فرق بینهما آبو بکر
عن زید بن وهب ان رجلاً بطالاً کان
بالمدینة طلق امرأته الفا فرجع الی
عمر فقال کنت العب (بازی میکردم) فعلا عمر
رأسه بالدرة و فرق بینهما آبو بکر عن
عمرو بن شعیب وجدنا فی کتاب
عبد الله بن عمرو عن عمر اذا عبث (بازی کند) المجنون
بامرأته طلق علیه ولیه آبو بکر عن
عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده
کتبت الی عمر فی رجل مجنون یخاف
ان یقتل امرأته فکتب الی ان
اجله سنة یتداوی آبو بکر عن ابی لبید
ان عمر اجاز طلاق السکران بشهادة
نسوة آبو بکر عن عطاء اتی ابن مسعود
... رجل قال لامرأته حبلک علی
غاربک (رسن تو بر دوش تو) فکتب ابن مسعود الی عمر فکتب
عمر مره (امر کن او را که نزد من بیاید) فلیواف بالموسم فوافاه
بالموسم فارسل الی علی
فقال له علی انشدک بالله
ما نویت قال امرأتی ففرق
بینهما آبو بکر عن الاوزاعی ان عمر
ابن الخطاب لم یره شیئاً یعنی
طلاق المکره آبو بکر عن عمرو

ہو جاتا ہے تو باہر نکلنا اُسے اچھا لگتا ہے ... آبو بکر انسؓ سے، جب کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک مجلس میں تین طلاق دیتا اور حضرت عمرؓ کے پاس آتا تو وہ اس کو خوب پیٹتے اور دونوں کے درمیان تفریق کر دیتے تھے۔ آبو بکر زید بن وہب سے کہ مدینہ میں ایک مسخرہ شخص تھا اُس نے اپنی بیوی کو ایک ہزار طلاقیں دیں پھر وہ عمرؓ کی طرف آیا اور کہا کہ میں تو مذاق کر رہا تھا تو عمرؓ نے اس کے درہ مارا اور دونوں میں تفریق کر دی۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے، ہم نے عبداللہ بن عمروؓ کے ایک مکتوب میں دیکھا کہ عمرؓ سے مروی ہے کہ جب مجنون اپنی بیوی کے ساتھ ناشائستہ حرکات کرنے لگے تو اُس کا ولی اس کو طلاق دیدے۔ آبو بکر عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ میں نے عمرؓ کو ایک مجنون کے بارے میں لکھا جس سے یہ اندیشہ تھا کہ وہ اپنی بیوی کو قتل کر دے گا تو مجھے لکھا کہ اس کو ایک سال کی مہلت دو کہ وہ علاج کرالے۔ آبو بکر ابی لبید سے کہ عمرؓ نے مدہوش آدمی کی طلاق کو عورتوں کی شہادت پر نافذ کیا۔ آبو بکر عطاء سے کہ ابن مسعودؓ کے سامنے ایک شخص کا معاملہ پیش ہوا جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا کہ حبلک علی غاربک (تیری رسّی تیرے کندھے پر ہے) تو ابن مسعودؓ نے عمرؓ کو لکھا۔ عمرؓ نے لکھا کہ اس کو حکم دو کہ موسم پر (یعنی زمانۂ حج میں) مجھ سے ملے تو وہ موسم (حج) پر آپ سے ملا۔ آپ نے اس کو علیؓ کے پاس بھیجدیا تو اس سے علیؓ نے کہا کہ میں تجھے خدا کی قسم دیتا ہوں کہ تو نے کیا نیت کی تھی؟ تو اُس نے کہا کہ اپنی بیوی کی۔ تو علیؓ نے دونوں میں تفریق کر دی۔ آبو بکر اوزاعی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو کوئی چیز نہیں خیال کیا یعنی طلاق مکرہ کو (یعنی جس کو طلاق پر مجبور کیا گیا) آبو بکر عمرو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان رجلاً تزوج امرأۃً علیٰ خالتہا فضربہ عمر و فرق بینہما آبوبکر ان غلاماً فجر بجاریۃ فظہر بالجاریۃ حملٌ فرُفِعَ الیٰ عمر بن الخطاب فاعترفا فجلدہما و حرص ان یجمع بینہما فابَیَ الغلامُ آبوبکر عن عاصم بن عمر و خرج ناسٌ من اہل العراق فلمّا قدموا علیٰ عمر قال من انتم قالوا من اہل العراق قال فباذنٍ جئتم قالوا نعم فسألوا عما یحل للرجل من امرأتہ و ہی حائضٌ فقال سألتمونی عن خصالٍ ما سألنی عنہن احدٌ بعد ان سألت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال انّا للرجل من امرأتہ و ہی حائضٌ فلہ ما فوق الازار آبوبکر عن الحسن قال عمر لا رضاعَ بعد الفصال آبوبکر عن ابن عُمر قال عمر لو تقدّمتُ فیہا لرجمتُ یعنی المتعۃ آبوبکر عن سعید بن المسیّب انہ قال رحم اللہ عمر لولا انہ نہی عن المتعۃ صار الزنا جہاراً آبوبکر عن قبیصۃ بن جابر عن عُمر قال لا اُوتے

ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے اور وہ اُن کے دادا سے کہ ایک شخص نے ایک عورت سے نکاح کیا اُس کی خالہ پر (یعنی بیوی کی بھانجی سے) تو اُس کو عمرؓ نے مارا اور دونوں میں تفریق کردی۔ آبوبکر کہ ایک غلام نے بدکاری کی ایک لونڈی سے تو لونڈی کا حمل ظاہر ہوگیا پھر یہ معاملہ عمرؓ بن الخطّاب کے سامنے پیش ہوا تو دونوں نے اقرار کرلیا پھر آپ نے دونوں کے کوڑے لگوائے اور رغبت دلوائی کہ دونوں کو جمع کردیں (یعنی دونوں کا نکاح کردیں) تو غلام نے انکار کردیا۔ آبوبکر عاصم بن عمرؓ سے ۔ ۔ ۔ کچھ لوگوں نے عراق والوں میں سے سفر کیا جب وہ عمرؓ سے ملے تو اُنھوں نے کہا کہ تم کون ہو؟ اُنھوں نے کہا کہ اہلِ عراق ہیں سے ہیں۔ فرمایا کیا تم اجازت کے ساتھ آئے ہو (یعنی ہم سے ملنے کی اجازت لے چکے ہو؟) اُنھوں نے کہا ہاں! پھر اُنھوں نے اس بارے میں سوال کیا کہ ایک مرد کے لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو کس حد تک متمتع ہونا حلال ہے تو فرمایا کہ تم نے مجھ سے ایسی باتوں میں سے ایک کا سوال کیا کہ ان کے بارے میں جب سے مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا تھا اب تک کسی نے مجھ سے سوال نہیں کیا۔ پھر فرمایا ایک مرد کے لئے اپنی عورت سے جب کہ وہ حائضہ ہو ازار (لنگی، پاجامہ وغیرہ) سے اُوپر حلال ہے۔ آبوبکر حسن سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ دُودھ چھڑانے کے بعد رضاعت (معتبر) نہیں (یعنی اس سے رشتہ حرام نہیں ہوتا)۔ آبوبکر ابنِ عمرؓ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میرے سامنے یہ معاملہ آیا تو میں سنگسار کردوں گا۔ آپ کی مُراد مُتعہ تھا۔ آبوبکر سعید بن المسیّب سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ عمرؓ پر اللہ رحمت نازل کرے اگر وہ مُتعہ سے نہ روکتے تو کھلّم کھلّا زنا ہونے لگتا۔ آبوبکر قبیصہ ابن جابرؓ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ میرے پاس نہیں لایا جائیگا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بمحلِّلٍ او محلَّلٍ لہٗ اِلاَّ رجمتُہما۔ ابو بکر عن سعید بن المسیّب انّ عمر استشارَ علیّ بن ابی طالب و زیدَ بن ثابت قال زید قد حلّت و قالَ علیّ اربعۃ اشہرٍ و عشرًا قالَ زید ارایتَ ان کانت نَسِیْئًا قالَ علیٌّ فآخر الاجلین قالَ عمر لو وَضعتْ ذا بطنِہا و زوجُہا علیٰ نعشِہ لم یُدْخَلْ حفرتہٗ لکانت قد حلّت۔ ابو بکر عن سالم سمعتُ رجلاً من الانصار یُحدّثُ ابن عمر یقول سمعتُ اباکَ یقولُ لو وَضعتِ المتوفّٰی عنہا زوجُہا ذا بطنِہا وہو علی السّریر فقد حلّتْ۔ ابو بکر عن معاویۃ بن قرۃ عن ابیہ قال عمر ما استفادَ رجُلٌ او قال عبد بعد ایمانٍ باللّٰہ خیرًا من امرأۃٍ حسنۃِ الخُلق وَدُودٍ وَلودٍ و ما استفادَ رجلٌ بعد الکفر باللّٰہ شرًّا من امرأۃ سیّئۃِ الخُلق حدیدۃ اللّسان ثم قالَ اِنّ منہنّ غُنمًا لا یُجْذٰی منہ و انّ منہنّ غُلاًّ لا یُفْدٰی منہ۔ ابو بکر انّ رجلاً من بنی تیم اللّٰہ کانَ جمعَ بین اُختین فی الجاہلیّۃ فلمّا یُفرّقْ بین واحدۃٍ منہما حتّٰی کان فی خلافۃ عُمر

کوئی حلالہ کرنے والا یا جس کے لئے حلالہ کیا گیا مگر میں دونوں کو سنگسار کردوں گا۔ ابو بکر سعید بن المسیّب سے، کہ عمرؓ نے مشورہ کیا علیؓ بن ابی طالب اور زید بن ثابتؓ سے[1]، زیدؓ نے کہا کہ حلال ہوگئی مگر علیؓ نے کہا کہ چار مہینے اور دس دن۔ زیدؓ نے کہا کہ اگر عورت پر دن چڑھ رہے ہوں تو[2]، علیؓ نے کہا کہ پھر دونوں (محتمل) مدتوں میں سے آخری مدت۔ عمرؓ نے کہا کہ اگر اس عورت کا وضع حمل ہوجائے اور اس کے شوہر کی لاش ابھی رکھی ہو اور قبر میں داخل بھی نہ کی گئی ہو تو وہ یقیناً حلال ہوچکی ہے۔ ابو بکر سالم سے کہ میں نے انصار میں کے ایک شخص سے سُنا جو ابنِ عمرؓ سے بات کرتا ہوا کہہ رہا تھا کہ میں نے تمھارے باپ سے سُنا کہ فرماتے تھے کہ اگر بعد وفات چھوڑ جانے والے کی بیوی کا وضع حمل ہوجائے اور وہ ابھی تخت پر ہے (یعنی دفن نہیں ہوا) تو وہ حلال ہوگئی۔ ابو بکر معاویہ بن قرہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ نہیں کمایا کسی شخص نے یا کہا کہ کسی بندہ نے ایمان باللہ (کی سب سے بڑی خیر) کے بعد کسی چیز کو جو بہتر ہو ایسی عورت سے جو اچھی عادت والی محبّت کرنے والی بچّے جَننے والی ہو اور نہیں کمایا کسی شخص نے کفر باللہ کے بعد (جو سب سے بڑا شر ہے) کسی شے کو جو بدتر ہو ایسی عورت سے جو بدخُلق ہو، تیز زبان ہو۔ پھر فرمایا کہ بیشک ان میں سے بعض تو بڑی غنیمت ہوتی ہیں کہ کوئی عطا ان کا معاوضہ نہیں ہوسکتی اور بعض اُن میں سے گلے کا طوق ہیں کہ کسی فدیہ سے اُن سے چھٹکارا نہیں مِلتا۔ ابو بکر کہ بنی تیم اللہ کا ایک شخص تھا جس نے جاہلیّت کے زمانے میں دو بہنوں کو جمع کرلیا تھا تو جب اس نے ان میں سے کسی کو جدا نہ کیا یہاں تک کہ وہ خلافتِ عمرؓ میں بھی (اسی حال پر) رہا

[1] یعنی ایسی عورت کی عدّت کے بارے میں جسکے ہاں خاوند کی وفات کے بعد چار ماہ دس دن گزرنے سے پہلے ولادت ہوگئی۔ [2] یعنی اگر اسکے حیض آنے میں تاخیر ہو اور وہ حاملہ ہو اور چار ماہ دس دن گزرنے کے بعد ولادت ہو ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وانہ رُفِعَ شانہٗ الٰی عمر فارسل الیہ عمرُ فقال اخترْ احدہما واللّٰہِ لئن قربتْ الاُخرٰی لاضربنّ راسکَ ابوبکر عن مسروق جاء رجل الٰی عمر فقال انی جعلتُ امرَ امراتی بیدہا فطلّقتْ نفسہا ثلثًا فقال عمر لعبد اللّٰہ ما تقول فقال عبد اللّٰہ واحدۃٌ وہو احق بہا فقال عمر و انا ایضًا اری ذلک ابوبکر عن علقمۃ عن عبد اللّٰہ ان رجلًا جعل امر امراتہ بیدہا فطلّقتْ نفسہا ثلثًا قال ہی واحدۃٌ ثم لقی عمرَ فقال نعم ما رایتَ ابوبکر عن زاذان کنا جلوسًا عند علیٍّ فسُئل عن الخیار فقال سألنی عنہا امیر المؤمنین عمر فقلت ان اختارت نفسہا فواحدۃٌ بائنۃٌ و ان اختارت زوجہا فواحدۃٌ و ہو احقُّ بہا فقال لیس کما قلتَ ان اختارتْ زوجہا

اور اس کے حال کو عمرؓ سے بیان کیا گیا تو عمرؓ نے اس کو یہ پیغام بھیجا کہ ان دونوں میں سے ایک کو اختیار کر واللہ اگر دوسری تیرے پاس آئی تو میں تیرا سر پیٹ دوں گا۔ ابوبکر مسروق سے کہ ایک شخص نے عمرؓ سے آکر کہا کہ میں نے اپنی بیوی کا معاملہ اُس کے اختیار میں دیدیا تھا تو اُس نے اپنی ذات کو تین طلاقیں دیدیں تو عمرؓ نے عبداللہؓ (ابن عباسؓ) سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہؓ نے کہا کہ ایک (پڑی) اور اسی کا اس نے اُس کو اختیار دیا تھا تو عمرؓ نے کہا اور میں بھی یہی رائے رکھتا ہوں۔ ابوبکر علقمہ سے وہ عبداللہؓ سے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کا معاملہ اُسی کے اختیار میں دیدیا تو اس نے اپنی ذات کو تین طلاق دیدی تو اُس نے کہا کہ یہ ایک ہی ہے پھر وہ عمرؓ سے ملا تو انھوں نے فرمایا کہ تو نے جو رائے قائم کی وہ ٹھیک ہے۔ ابوبکر زاذان سے کہ ہم علیؓ کے پاس بیٹھے تھے تو اُن سے سوال کیا گیا اختیار کے بارے میں تو اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے یہ سوال کیا تھا امیر المؤمنین عمرؓ نے تو میں نے کہا کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ اور اگر اس نے اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک (طلاق رجعی) اور وہ اس سے رجعت کا حقدار ہے تو عمرؓ نے کہا جواب وہ نہیں جو تم نے کہا۔ اگر اُس نے اختیار کیا اپنے شوہر کو

ع۵ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہاں خیار کی ایک خاص صورت پر کلام ہے اور وہ یہ ہے کہ کسی نے اپنی بیوی سے کہا کہ انتِ طالق البتۃ۔ ان شئتِ اس صورت میں علی رضی اللہ عنہ نے جب کہ عورت نے اپنے نفس کو اختیار کیا یعنی شوہر سے جدا ہونے کا فیصلہ کیا تو لفظ کنایہ "البتۃ" کے اعتبار سے جب کہ اس سے معنی طلاق مراد ہونے پر لفظ طالقٌ دلالت کر رہا ہے طلاق بائنہ کا فیصلہ تجویز کیا اور شوہر ...... کو اختیار کرنے کی صورت میں طلاق رجعی کا۔ اس لئے کہ ان کی نظر میں خیار کا تعلق صرف البتۃ سے ہے اور طلاق کی صراحت کلام میں موجود ہے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی نظر میں خیار کا تعلق صرف ایک جز البتۃ سے نہیں ہے۔ ان کے نزدیک طلاق کے نفاذ میں انتِ طالقٌ اصل ہے۔ البتۃ صرف اس کی توثیق کے لئے ہے اس لفظ سے بولنے والے کی نیت دوسری تیسری طلاق کی نہیں تھی اس لئے خیار کا تعلق صرف انتِ طالقٌ سے ہے تو اگر عورت الگ ہونے کو اختیار کرے گی تو اس پر ایک طلاق رجعی واقع ہوگی۔ اگر شوہر کے ساتھ رہنا اختیار کرے گی تو کوئی طلاق نہ پڑے گی نہ بائنہ اور نہ رجعی۔ اور زید بن ثابت نے جدائی کی صورت میں لفظ البتۃ سے بائن ہونے کا اور لفظ طالق سے اس پر ایک طلاق بڑھا کر تین طلاق کی رائے دی اور شوہر کے ساتھ رہنے کی صورت میں خیار کا تعلق صرف انتِ طالقٌ سے رکھا اس لئے البتۃ کے پیش نظر ایک طلاق بائن کا حکم لگایا واللہ اعلم ۱۲ اشتیاق احمد عفی اللہ عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلا شئ و ان اختارت نفسها فواحدةٌ و هو احق بها فلم اجد بدًا من متابعة امير المؤمنين فلما وُلّيتُ و اتيتُ في الفروج رجعت الى ما كنتُ اعرفُ فقيل له رأيكما في الجماعة احبُّ الينا من رأيك في الفرقة فضحك عليٌّ و قال اما انه ارسل الى زيد بن ثابتٍ فسأله فقال ان اختارت نفسها فثلاث و ان اختارت زوجها فواحدةٌ بائنةٌ ابو حنيفة عن حماد عن ابراهيم ان عروة بن المغيرة ابتلى بها و هو امير الكوفة فارسل الى شريح و قال قل في رجل قال لامرأته انتِ طالق البتة فقال قال فيها عمر واحدةٌ و هو املك بها و قال عليٌّ بن ابي طالب هي ثلاث قال قل فيها انت قال قد قالا فيها قال اعزم عليك الا قلت فيها قال شريح ارى قوله انتِ طالقٌ طلاقًا قد خرج و ارى قوله البتة بدعة اتقف عند بدعته فان نوى ثلثًا فثلاث و ان نوى واحدةً فواحدةٌ بائنٌ و هو خاطب

تو کوئی شے نہیں۔ اگر اپنے نفس کو اختیار کیا تو ایک (طلاق واقع ہوگی) اور وہ اس سے رجوع کا حقدار ہے۔ اسکے بعد میرے لئے امیر المومنین کی متابعت کے سوا کوئی چارہ کار نہ تھا۔ پھر جب میں خود صاحب اختیار ہوگیا اور مدت کے بعد فروج کے قضایا پر غور کیا تو میں نے پھر اپنی اُسی رائے کی طرف رجوع کیا جو میں رکھتا تھا۔ اس پر اُن سے کہا گیا کہ ہم کو تم دونوں کی وہ رائے پسند ہے جس کا انجام جمع ہوجانا ہے بہ نسبت آپ کی اس رائے کے جو تفریق کا سبب ہے تو علیؓ ہنسے اور فرمایا کہ سُن لو اُنھوں نے (یعنی عمرؓ نے) زید بن ثابتؓ کو بھی بُلایا اور اُن سے پوچھا تھا تو اُنھوں نے یہ کہا تھا کہ اگر اس نے اپنے نفس کو اختیار کیا تو تین طلاق اور اگر اپنے شوہر کو اختیار کیا تو ایک طلاق بائنہ۔ ابو حنیفہؒ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عُروہ بن المغیرہ اس میں مُبتلا ہوگئے جب کہ وہ کوفہ کے امیر تھے تو اُنھوں نے قاضی شریح کو بُلایا اور کہا کہ ایسے شخص کے بارے میں بتائیے جس نے اپنی بیوی کو کہدیا انتِ طالق البتۃ تو اُنھوں نے کہا کہ اس کے بارے میں عمرؓ نے کہا کہ ایک طلاق پڑے گی اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے اور علیؓ بن ابی طالب نے کہا کہ یہ تین طلاق ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ اس کے بارے میں آپ کہئے۔ تو اُنھوں نے کہا وہ دونوں اس میں کہہ چکے ہیں۔ عُروہ نے کہا کہ میرا منشا تو آپ سے یہ ہے کہ آپ خود اپنی رائے بیان کریں۔ تو شریح نے کہا میری رائے تو یہ ہے کہ اس کا قول انتِ طالقٌ نکل چکا اور اس کے قول البتۃ کو میں سمجھتا ہوں کہ ایک اضافہ ہے۔ اس اضافہ پر ہم توقف کریں گے اگر اس نے نیت کی ہے تین کی تو تین کا حکم دیا جائے اور اگر اس نے ایک کی نیت کی تو ایک بائن طلاق ہوگی اور وہ (رجوع کرنے کا مالک نہ ہوگا) خاطب (یعنی رشتہ بھیجنے والا) ہوگا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عن عمر و عبد اللہ انہما قالا امرکِ
بیدکِ و اختاری سواءٌ ابو بکر عن عمرو
ابن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان عمر
ابن الخطاب و عثمان بن عفان قالا ایّما
رجلٍ ملّک امرأتہ امرہا و خیّرہا فافترق
من ذلک المجلس فلم تحدث فیہ
شیئاً فامرہا الی زوجہا ابو بکر عن المطلب
ابن حنطب عن عمر انہ جعل البتّۃ
تطلیقۃً و زوجہا املک بہا ابو بکر عن
حمید بن ہلال و غیرہ عن عمر نحواً
من ذلک ابو بکر عن ابراہیم عن
عمر و عبد اللہ قالا فی الخلیّۃ تطلیقۃٌ
و ہو املک برجعتہا ابو بکر عن ابراہیم عن
عمر و عبد اللہ فی البریّۃ قالا تطلیقۃٌ
و ہو املک بہا ابو بکر عن ابراہیم عن
عمر و عبد اللہ فی البائن تطلیقۃٌ و ہو
املک برجعتہا ابو بکر عن المنہال عن
عمر فی رجل طلّق امرأتہ تطلیقتین ثم
قال انتِ علیّ حرامٌ فقال عمر ماہی
باہونہنّ ابو بکر عن الضحاک ان ابابکر و
التحریم بہذہ الکلمۃ
عمر و ابن مسعود قالوا من قال لامرأتہ ہی علیّ
حرامٌ فلیست علیہ بحرامٍ و علیہ کفارۃ
یمینٍ ابو بکر عن الحسن قالت امرأۃٌ
لزوجہا اراحنی اللہ منک او
نحواً من ہذا

(عورت منظور کرے یا رد کرے)۔ ابو بکر عمرؓ سے اور عبد اللہؓ سے کہ
ان دونوں نے کہا کہ امرکِ بیدکِ (تیرا معاملہ تیرے ہاتھ میں ہے)
اور اختاری (تو صاحب اختیار ہوجا) برابر ہیں۔ ابو بکر عمرو
ابن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمرؓ بن
الخطاب اور عثمانؓ بن عفان نے کہا کہ جس شخص نے اپنی بیوی کو
اُس کے امر (طلاق) کا مالک بنادیا اور اُس کو اختیار دیدیا پھر وہ
اس مجلس سے جدا ہوگیا اور عورت نے اس کے بارے میں کوئی
بات نہ کی تو اُس عورت کا امر اُسکے شوہر کی طرف چلا جائے گا۔
ابو بکر مطلب بن حنطب سے وہ عمرؓ سے کہ اُنھوں نے البتّۃ کو ایک
طلاق قرار دیا اور شوہر کو اس سے رجعت کا حقدار بنایا۔ ابو بکر
حُمید بن ہلال وغیرہ سے وہ عمرؓ سے مثل اسی روایت کے۔
ابو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبد اللہؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ
خلیّۃ میں ایک طلاق واقع ہوگی اور شوہر کو اس سے رجعت
کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبد اللہؓ سے بریّۃ
کے بارے میں دونوں نے کہا کہ ایک طلاق واقع ہوگی اور اس کو
اس سے رجعت کا اختیار ہے۔ ابو بکر ابراہیم سے وہ عمرؓ اور عبد اللہؓ
سے کہ بائن میں ایک طلاق ہے اور وہ اس سے رجعت کا مالک ہے۔
ابو بکر منہال سے وہ عمرؓ سے ایک ایسے شخص کے بارے میں جس نے
اپنی بیوی کو دو طلاقیں دیں پھر کہا کہ تو مجھ پر حرام ہے۔ تو عمرؓ
نے کہا کہ یہ کلمہ اُن سے کچھ ہلکا نہیں ہے۔ ابو بکر ضحاک سے کہ
ابو بکرؓ اور عمرؓ اور ابن مسعودؓ سب نے کہا کہ جس نے اپنی بیوی سے
کہا کہ یہ مجھ پر حرام ہے تو یہ اُس پر حرام نہیں ہے اور اس پر
کفارہ قسم کا لازم ہے (بشرطیکہ اس نے طلاق کی نیت نہ کی ہو)
ابو بکر حسنؒ سے کہ ایک عورت نے اپنے شوہر سے کہا اراحنی اللہ
منک (اللہ تعالیٰ تجھ سے مجھے راحت دے) یا کوئی دوسرا جملہ اسی طرح کا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقال نعم فنعم فنعم فاتی عمر بن الخطاب فذکر ذلک لہ فقال عمر ترید ان احملہا عنک ہی بک ہی بک ابوبکر عن سالم والقاسم وعبید اللہ بن عبداللہ ابن عمر قالوا قال عمر انما الطلاق بید من یحل لہ الفرج یعنی ان العبد اذا اذن لہ مولاہ فی النکاح فالطلاق بید العبد لابید المولی ابوبکر عن یزید بن علقمۃ ان رجلا من بنی تغلب یقال لہ عبادۃ بن النعمان کان تحتہ امرأۃ من بنی تمیم فاسلمت فدعاہ عمر فقال اما ان تسلم واما ان انتزعہا منک فابی ان یسلم فنزعہا منہ عمر ابوبکر عن الحسن عن عمر فی الرجل لہ امرأۃ فسئل الک امرأۃ فیقول لا انہ قال کذبۃ ابوبکر عن عمرو ابن شعیب کان عمر وابو الدرداء ومعاذ یقولون ترجع الیہ بما بقی یعنی الرجل یطلق امرأتہ تطلیقۃ او تطلیقتین فتزوج ثم ترجع الیہ علی کم یکون عندہ ابوبکر عن ابی ہریرۃ عن عمر علی ما بقی من الطلاق

تو شوہر نے کہا ہاں! ہاں!! ضرور!!! پھر وہ پہنچا عمرؓ بن الخطاب کے پاس اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا (اور اس تشویش کا کہ طلاق تو واقع نہیں ہو گئی)، تو عمرؓ نے کہا کہ تو چاہتا ہے کہ (تیرے ہاں! ہاں!! کہنے کی تفسیر کا بارتیری ہی طرف سے میں بوجھ برداشت کروں (تو سُن اس ہاں ہاں کا مفہوم کہ وہ یہ ہے کہ) وہ عورت ہے تیرے ساتھ وہ عورت ہے تیرے ساتھ۔ ابوبکر سالم سے اور قاسم اور عبیداللہ بن عبداللہ بن عمرؓ سے سب نے بیان کیا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ طلاق اسی شخص کے ہاتھ میں ہے جس کے لئے فرج حلال ہے۔ یعنی یہ کہ غلام کو جب اُس کے آقا نے نکاح کی اجازت دیدی تو طلاق غلام کے اختیار میں ہے آقا کے اختیار میں نہیں۔ ابوبکر یزید بن علقمہ سے کہ بنی تغلب میں کا ایک شخص تھا جس کو عبادہ ابن النعمان کہا جاتا تھا، اس کے تحت میں بنی تمیم کی ایک عورت تھی۔ پھر وہ اسلام لے آئی تو اُس شخص کو عمرؓ نے بلایا اور فرمایا (اب دو صورتیں ہیں) یا تو تُو اسلام قبول کرے اور یا یہ کہ میں اُس کو تجھ سے کھینچ کر الگ کر دوں تو اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تو عمرؓ نے عورت کو اُس سے الگ کر لیا۔ ابوبکر حسنؒ سے وہ عمرؓ سے اُس شخص کے بارے میں جس کے بیوی موجود تھی اور اس سے پوچھا گیا کہ کیا تیرے پاس بیوی ہے اور وہ جواب دیتا ہے کہ نہیں۔ فرمایا کہ یہ تو ایک جھوٹ ہے (اس سے طلاق نہیں پڑے گی)۔ ابوبکر عمرو بن شعیب سے کہ عمرؓ اور ابو الدرداءؓ اور معاذؓ اس کے قائل ہیں کہ وہ اُس کی طرف لوٹائی جائے گی باقی ماندہ پر یعنی کوئی شخص جو اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیدیتا ہے پھر وہ نکاح کر لیتی ہے پھر لوٹتی ہے اُس کی طرف تو اُس شخص کے پاس کتنی طلاق کا حق ہو گا۔ ابوبکر ابوہریرہؓ سے وہ عمرؓ سے باقیماندہ طلاق پر حسب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عن سعید بن المسیب عن عمر قال اربع جائزۃ علی کل حال العتق والطلاق و النکاح والنذر یعنی سوار کان جادًا او ہازلًا ابو بکر عن کثیر مولی ابن سمرۃ ان عمر اُتی بامرأۃ ناشزۃ فقال لزوجہا اخلعہا ابو بکر عن عبداللہ بن شہاب الخولانی شہدت عمر بن الخطاب اُتی فی خلع کان بین رجل و امرأتہ فاجازہ یعنی یجوز الخلع دون السلطان ابو بکر عن عبداللہ بن رباح [ای بغیر امرہ ۱۲] ان عمر قال اخلعہا بمادون عقاصہا ابو بکر عن ابراہیم قال عمر بن الخطاب لاندع کتاب ربنا و سنۃ نبینا بقول المرأۃ المطلقۃ ثلثًا لہا السکنی والنفقۃ ابو بکر عن الشعبی فی الرجل یطلق امرأتہ فجاء آخر فتزوجہا فی العدۃ قال عمر یفرق بینہما وتکمل عدتہا الاول وتستأنف من ہذا عدۃ جدیدۃ ویجعل الصداق فی بیت المال و لا یتزوجہا الثانی ابدًا و یصیر الاول خاطبًا من الخطاب ابو بکر عن ابراہیم ابن میسرۃ عن عمر قال لا یقربہا حتی ینظر ابہا حمل او لا یعنی الامۃ اذا زوجہا مولاہا فمات الزوج

توضیح مذکور)۔ ابو بکر سعید بن المسیب سے وہ عمرؓ سے، فرمایا کہ چار چیزیں ہر حال میں نافذ ہوتی ہیں: عتق (آزادی) اور طلاق اور نکاح اور نذر یعنی برابر ہے کہ وہ شخص سنجیدگی سے کہنے والا ہے یا مسخرے پن سے۔ ابو بکر کثیر مولے ابن سمرہ سے کہ عمرؓ کے پاس ایک لڑاکا عورت لائی گئی تو آپ نے اُس کے شوہر سے فرمایا کہ اس سے خلع کرلے۔ ابو بکر عبداللہ بن شہاب الخولانی سے کہ میں حاضر تھا عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب ایک خلع کا معاملہ ایک مرد اور اس کی عورت کا اُن کے سامنے پیش کیا گیا تو انھوں نے اُس کو جائز رکھا۔ یعنی خلع جائز ہے بغیر سلطان (کے حکم) کے۔ ابو بکر عبداللہ بن رباح سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اُس (عورت) سے خلع کرلے اس کی چوٹی کے ماسواۓ۔ ابو بکر ابراہیم سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے فرمایا کہ ہم ایک عورت کے کہنے سے اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبیؐ کی سنت نہیں چھوڑیں گے جس کو تین طلاق دی گئی ہیں اُس کے لئے رہنے کا گھر بھی ہے اور نفقہ بھی۔ ابو بکر شعبی سے، ایسے شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کو طلاق دیتا ہے پھر دوسرا شخص آکر اس عورت سے عدت کے زمانہ میں نکاح کرلیتا ہے تو عمرؓ نے فرمایا کہ ان دونوں کے درمیان تفریق کیجائے اور عورت اپنی پہلی عدت پوری کرے اور پھر از سر نو دوسری عدت پوری کرے اور مہر کو بیت المال میں داخل کیا جائے اور وہ دوسرا شوہر کبھی اس سے نکاح نہ کرے اور پہلا شوہر دوسرے رشتہ بھیجنے والوں میں سے ایک رشتہ بھیجنے والا ہوگا۔ ابو بکر ابراہیم بن میسرہ سے وہ عمرؓ سے فرمایا کہ وہ اُس سے قریب نہ ہو یہاں تک کہ پہلے یہ دیکھ لے کہ کیا اُس کو حمل ہے یعنی باندی سے جب کہ اُس کے آقا نے اُس کا نکاح کردیا ہو اور اس کا شوہر مرگیا ہو۔

ع۵ مطلب یہ ہے کہ خلع کرلے اور عورت سے اُس کا تمام مال لے لے کہ بجز سر کی چوٹی کے کہ اُس کے پاس کچھ باقی نہ رہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ابو بکر عن سعید و الحسن قالا اَجّل عمر بن
الخطاب العِنّین سَنَۃً فان استطاعہا
و الا فرق بینہما و علیہ العِدّۃ ابو بکر عن
سعید بن المسیب ردّ عمر نسوۃً المتوفّٰی عنہنّ
ازواجہنّ من البیداء یمنعہنّ الحجّ ابو بکر عن
الحکم کان عمر و عبد اللہ یقولان لا تنتقلُ
یعنی المتوفّٰی عنہا زوجہا الشافعی عن مالک
انہ بلغہ انہ کُتِب الیٰ عمر بن الخطاب من
العراق انّ رجلاً قال لامرأتہ حَبلُکِ علیٰ
غاربِکِ فکتب عمر الیٰ عاملہ ان مُرہُ ان
یُوافِیَنِی فی الموسم فبینا عمر بن الخطاب
یطوفُ بالبیتِ اذ لقیہ الرجلُ فسلّم علیہ
فقالَ مَن انتَ فقالَ انا الذی امرتَ
ان یُجلبَ علیک قالَ انشدک بربّ
ہذا البیت ہل اردتَ بقولک حبلکِ علیٰ
غاربکِ الطلاقَ فقالَ الرّجل لو استحلفتنی (سوگند میدادی)
فی غیر ہذا المکان ما صدقتک اردتُ الفراق
فقال عمر ہو ما اردتَ البیہقی عن
الثوری عن حماد عن ابراہیم عن عمر
ابن الخطاب انہ کان یقول فی
الخلیۃ و البریۃ و البتۃ و البائنۃ
واحدۃ و ہو احق بہا البیہقی
عن الثوری عن حماد عن
ابراہیم انّ عمر و ابن مسعودٍ
کانا یقولانِ

ابو بکر سعید اور حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے عِنّین (نامرد) کو
ایک سال کی مہلت دی پھر اگر وہ قادر ہو گیا تو فبہا ورنہ دونوں
میں تفریق کر دی جاتے اور اس پر عدّت لازم ہو گی۔ ابو بکر سعید
ابن المسیب سے کہ عمرؓ نے ایسی عورتوں کو جن کے شوہروں کا
انتقال ہو گیا تھا بیداء سے واپس کر دیا اور ان کو حج سے روک
دیا۔ ابو بکر حکم سے کہ عمرؓ اور عبد اللہؓ کہا کرتے تھے کہ منتقل
نہ ہو (کسی دوسری جگہ) یعنی جس کا شوہر مر گیا ہو۔ شافعیؒ
مالکؒ سے کہ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب کو عراق
سے لکھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا حبلکِ علیٰ
غاربکِ (تیری رسّی تیرے کندھے پر) تو عمرؓ نے اپنے عامل
کو لکھا کہ اس کو حکم دو کہ وہ موسم حج میں مجھ سے آکر ملے تو
اس دوران میں کہ عمرؓ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے جب کہ
وہ شخص ان سے ملا اور ان کو سلام کیا۔ تو انھوں نے پوچھا
کہ تو کون ہے؟ تو اس نے کہا کہ میں وہی ہوں جس کے بارے
میں آپ نے حکم دیا تھا........ کہ آپ کے پاس
بھیجا جائے تو آپ نے فرمایا کہ میں تجھے اس بیت کے رب کی قسم
دیتا ہوں کہ کیا تو نے اپنے اس قول سے یعنی حبلکِ علیٰ غاربکِ
سے طلاق کی نیت کی تھی؟ تو اس شخص نے کہا کہ اگر آپ مجھے
اس مکان کے علاوہ کسی دوسرے مکان میں حلف دیتے تو میں
آپ سے سچ نہ کہتا، میں نے علیحدہ کرنے کی نیت ہی سے کہا تھا،
تو عمرؓ نے فرمایا کہ تیری نیت ہی فیصلہ ہے۔ بیہقی ثوریؒ سے
وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے
خلیہ میں اور بریہ میں اور بتہ میں اور بائنہ میں ایک طلاق
ہے اور وہ اس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ بیہقی ثوری سے
وہ حماد سے وہ ابراہیم سے کہ عمرؓ اور ابن مسعودؓ کہا کرتے تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذا خیّرھا فاختارت نفسھا فھی
واحدۃٌ و ھو احقّ بھا وان اختارت
زوجھا فلاشیَ الشافعی تعلیقًا و
البیھقی مسندًا روی عن عمرُ
ابن الخطاب انّ رجلاً تدلّی (بغارے فرود آمد ۱۲) یأخذ
عسلاً فجاءتہٗ امرأتہٗ فوقفت علی
الحبل فحلفت لتقطعنّہ او
لتطلّقنّی ثلثًا فذکر اللہَ والاسلامَ (یعنی بحق خدا و اسلام [illegible] ۱۲)
فأبت الّا ذلک فطلّقھا ثلثًا
فلمّا ظھر (بالا بر آمد ۱۲) اتی عمر بن الخطّاب
فذکر ماکان منھا الیہ ومنہ الیھا
فقال ارجع الی امرأتک فلیس
ھو بطلاقٍ البیھقی روی عن عمرَ
لیس الرجل بأمیرٍ علی نفسہ اذا
جُوِّعَت او اُوثِقَت (بستہ شد ۱۲) او ضُربت الشافعی
عن ابن المسیّب کانَ عمر یقول ان تربّص
اربعۃَ اشھرٍ فی تطلیقۃٌ و ھو املک بردّھا (الایلاء [illegible] الزوج ۱۲)
ما دامت فی عدّتہا الشافعی عن عبداللہ
ابن ابی یزید عن ابیہ ارسل عمر
الی الشیخ من بنی زھرۃ فسألہ عن ولادِ
الجاھلیۃ فقالَ امّا النطفۃُ
فمن فلانٍ و اما الولدُ فھو علی
فراشِ فلانٍ فقالَ صدقتَ
و لکن قضی رسولُ اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم

جب شوہر نے بیوی کو اختیار دیدیا اور اس نے اپنے نفس کو اختیار کرلیا (آزاد ہونے پر) تو ایک طلاق ہو گی اور وہ اس پر (رجوع کا) حق رکھتا ہے۔ اور اگر اُس نے اپنے شوہر کو اختیار کرلیا تو کچھ نہیں ہے۔ شافعیؒ نے تعلیقًا روایت کیا اور بیہقی نے مسندًا کہ روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے کہ ایک شخص (کسی غار میں) لٹک کر شہد حاصل کرنے لگا تو اُس کے پاس اُس کی بیوی آئی اور رسّی پر (جس کے ذریعہ سے وہ غار میں لٹک رہا تھا) کھڑی ہو گئی اور قسم کھاکر کہنے لگی کہ تو مجھے تین طلاق دے ورنہ میں اس رسّی کو ضرور کاٹ دوں گی تو اس نے اللہ کا اور اسلام کا واسطہ دیا مگر وہ نہ مانی بجز اس صورت کے تو اس نے اس کو تین طلاق دیدیں۔ پھر جب وہ باہر آگیا تو وہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس پہنچا اور جو کچھ معاملہ عورت کی طرف سے اس کے ساتھ اور اس کی طرف سے عورت کے ساتھ ہوا تھا بیان کیا تو اُنھوں نے فرمایا کہ اپنی بیوی کے پاس لَوٹ جا، یہ کوئی طلاق نہیں ہے۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ فرمایا کہ کوئی شخص اپنی ذات پر امیر (باختیار خود) نہ ہوگا جب کہ بھوکا رکھا جائے یا باندھا جائے یا پیٹا جائے۔ شافعیؒ ابن المسیب سے کہ عمرؓ فرمایا کرتے تھے (ایلاء کے بارے میں) کہ چار ماہ (بیوی کے ساتھ ہم بستری سے) رُک جانا ایک طلاق ہے اور وہ اس کے رجوع کا اختیار رکھتا ہے جب تک عورت عدّت میں رہے۔ شافعیؒ عبداللہ بن ابی یزید سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے بنی زہرہ کے ایک بوڑھے کو بلاکر اُس سے ناجائز اولاد کے تعین نسب کی بابت جاہلیت کا دستور پوچھا تو اُس نے کہا کہ نطفہ تو فلاں کی طرف سے، رہا بچّہ تو وہ فلاں کے فرش پر (کہا جاتا تھا) تو عمرؓ نے فرمایا کہ تو نے سچ کہا، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بالولد للفراش مالک والشافعی عن ابن
لے لڑکا جو صاحب الفراش ۱۲
عمر جاء رجل الی عمر بن الخطاب فقال
کانت لی ولیدۃ اطأھا فعمدت امرأتی
الیھا فارضعتھا فدخلت علیھا فقالت دونک
فقد واللہ ارضعتھا فقال عمر اوجعھا و
ائت جاریتک فانما الرضاعۃ رضاعۃ الصغیر
مالک انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب وھب لابنہ
جاریۃ فقال لا تمسھا فانی قد کشفتھا قال
برہنہ کردہ ام ۱۲
ابو حنیفۃ النظر الی الفرج یحرم و قال
الشافعی لا قال البیہقی ولیشبہ ان یکون
الجماع ھو المراد بالکشف فان اھل المروات
یکنون عن الجماع بمثل ھذا البیہقی من
طریق سفیان الثوری کتب عامل لعمر
الی عمر ان ناسا ممن قبلنا یدعون
السامرۃ یسبتون السبت و یقرؤن
یہود ۱۲
التوراۃ و لا یؤمنون بیوم البعث فما
یرای امیر المؤمنین فی ذبائحھم قال
فکتب ھم طائفۃ من اھل الکتاب ذبائحھم
ذبائح اھل الکتاب الشافعی
عن عمر انہ قال ما نصاری
لے بنی تغلب ۱۲
العرب باھل الکتاب و لا یحل
لنا ذبائحھم و ما انا بتارکھم
حتی یسلموا او اضرب اعناقھم
مالک و الشافعی عن
عروۃ رض

نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ بچہ (صاحب) فراش کے لئے (یعنی شوہر کا ہی) ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن عمرؓ سے کہ ایک شخص نے عمرؓ ابن الخطاب سے آکر کہا کہ میری ایک باندی ہے جس سے میں مجامعت کرتا رہا اُس کے ساتھ میری بیوی نے یہ اقدام کیا کہ اُس کو اپنا دودھ پلا دیا۔ پھر میں اُس پر داخل ہوا تو بیوی نے کہا کہ اس سے الگ رہنا واللہ میں نے اس کو اپنا دودھ پلایا ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اُس کو پیٹ اور اپنی لونڈی کے پاس جا کیونکہ رضاعت (قابلِ اعتبار) صرف بچے ہی کی رضاعت ہے۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بیٹے کو ایک جاریہ عطا کی اور فرمایا کہ اس کو چھونا مت کہ میں اس کو برہنہ کر چکا ہوں ابو حنیفہؒ نے کہا کہ فرج کو دیکھنا حرام کر دیتا ہے اور شافعیؒ نے کہا کہ نہیں۔ بیہقیؒ نے کہا اور قرینِ قیاس یہ ہے کہ برہنہ کرنے سے مراد جماع کرنا ہی ہے کہ شائستہ مزاج لوگ جماع کے لئے اسی طرح کے کنایات بولتے ہیں۔ بیہقیؒ سفیان ثوریؒ کی روایت سے کہ عمرؓ کے ایک عامل نے اُن کو لکھا کہ جو ہم سے پہلے تھے ان میں سے کچھ لوگوں کو سامرہ کہا جاتا تھا وہ سنیچر کے دن عبادت کیا کرتے اور توریت پڑھا کرتے تھے اور یوم قیامت پر ایمان نہیں لاتے تھے تو امیر المؤمنین ان لوگوں کے ذبیحوں کے بارے میں کیا رائے رکھتے ہیں۔ کہا کہ اس پر عمرؓ نے لکھا کہ وہ لوگ اہلِ کتاب ہی میں کا ایک گروہ ہے اُن کے ذبیحے اہلِ کتاب کے ذبیحے ہیں۔ شافعیؒ عمرؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ عرب کے نصاریٰ (یعنی بنی تغلب) اہلِ کتاب نہیں ہیں اور ہمارے لئے ان کے ذبیحے حلال نہیں ہیں اور میں ان کو چھوڑنے والا نہیں یہاں تک کہ یہ لوگ یا تو اسلام قبول کریں یا میں ان کی گردنیں ماردوں۔ مالکؒ اور شافعیؒ عروہ سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن خولۃ بنتِ حکیم دخلت علی عمر بن الخطاب فقالت ان ربیعۃ بن اُمیۃ استمتع بامرأۃٍ مولّدۃٍ فحملت منہ فخرج عمر رض یجرُّ ردآءہ فزعًا فقال (متحیرکا سیں حال الے الاکورے) ہذہ المتعۃ ولو کنت تقدمتُ فیہ لرجمتُ الشافعی عن ابنِ سیرین ان امرأۃ طلّقھا زوجھا ثلثاً وکان مسکینٌ اعرابیٌ یقعد ببابِ المسجد فجآءتہ امرأۃٌ فقالت ھل لک فی امرأۃٍ تنکحھا فتبیتَ معھا اللیلۃَ وتصبحَ فتفارقھا فقالَ نعم فکان ذٰلک فقالت لہٗ امرأتہ انک اذا اصبحتَ فانھم سیقولون لک فارقھا فلا تفعلْ ذٰلک فانّی مقیمۃٌ لک ماترٰی واذھبْ الی عمر فلمّا اصبحت اتوہ واتوھا فقالت کلّموہ فانتم جئتم بہ فکلّموہ فابٰی فانطلق الی عُمر فقالَ اَلزم امرأتک فان رابوک بریبٍ فأْتنی فارسلَ الی المرأۃ التی مشت لذٰلک فنکّلَ بھا (عقوبت کرد اورا ۱۲) ثم کان یغدو علی عُمر ویروحُ فی حُلّۃٍ فیقول الحمد للہِ الذی کساک یا ذا الرقعتین

وہ خولہ بنت حکیم سے کہ وہ عمر رض بن الخطاب کے پاس پہنچی اور کہاکہ ربیعہ بن اُمیہ نے تمتّع کیا تھا ایک مولّدہ[ع] سے پھر وہ اس سے حاملہ ہوگئی تو عمر رض اس طرح نکلے کہ اپنی چادر کھینچ رہے تھے بیچینی سے پھر کہاکہ یہ متعہ ہے اور اگر مجھے پہلے اس کی اطلاع ہوجاتی تو مَیں ضرور رجم کرتا۔ شافعیؒ ابنِ سیرینؒ سے کہ ایک عورت کو اُس کے شوہر نے تین طلاق دیں اور ایک نادار دیہاتی مسجد کے دروازے پر بیٹھا کرتا تھا تو اس کے پاس ایک عورت آئی اور اس نے کہاکہ کیا تجھے ایسی عورت میں دلچسپی ہے جو تجھ سے نکاح کرے اور تو آج رات اُس کے ساتھ سوئے اور صبح کو اُس سے مفارقت کرلے ؛ اس نے کہاکہ ہاں ! تو ایسا ہوگیا (رات میں) اُس کی بیوی نے اُس سے کہاکہ جب صبح ہوجائے گی تو یہ لوگ تجھ سے کہیں گے کہ اس سے جُدا ہو (یعنے طلاق دے) مگر تو ایسا نہ کرنا کیونکہ میں تیری کفالت کروں گی جیساکہ . . . تو دیکھ رہا ہے اور تو عمر رض کے پاس پہنچ جانا۔ جب صبح ہوتی تو لوگ اس شخص کے پاس آتے اور عورت کے پاس پہنچے۔ تو عورت نے کہاکہ تم اُس سے بات کرو تم ہی اُس کو لے کر آئے تھے تو اُنھوں نے اُس سے گفتگو کی۔ اُس نے انکار کردیا۔ پھر وہ عمر رض کے پاس پہنچ گیا۔ تو عمر رض نے فرمایا کہ اپنی بیوی سے تعلق پر جما رہ۔ اگر وہ لوگ تجھے پریشانی میں ڈالیں تو میرے پاس آجانا۔ پھر اس عورت کو بُلوایا جو اس کام کے لئے چلی پھری تھی تو آپ نے اس کو سزا دی۔ اس کے بعد وہ شخص صبح و شام حضرت عمر رض کے پاس اچھے لباس میں آتا رہتا تھا اور وہ فرمایا کرتے اللہ کا شکر ہے جس نے اے ذوالرقعتین (یعنے اے پیوند لگے ہوئے دو کپڑوں والے)

ع۔ مولّدہ بروزن معظمہ وہ ہے جو عرب میں پیدا ہوئی اور اُن کی اولاد کے ساتھ اس نے تربیت پائی ۱۲

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حُلَّۃً تغدو فیہا و تروح اَلشافعی عن مجاہد عن عمر نحوًا من ذالک اَلشافعی عن جعفر بن محمد عن ابیہ انّ علیًّا و عمر قالا لاَیَنکِحُ المُحرِم و لا یُنکِحُ فاِن نَکَحَ فنکاحُہ باطل مالک و الشّافعی عن ابن المسیّب قالَ عمر بن الخطّاب اَیُّما رجل تزوّج امرأۃً و بہا جنونٌ او برصٌ فمسَّہا فلہا صَداقُہا کاملاً و ذلک لزوجہا غُرم (تاوان ۱۲) علےٰ وَلِیِّہا البیہقی عن ابراہیم ابن سعد عن اَبیہ اَنّ عمر بن الخطّاب کتبَ الیٰ بعضِ عُمّالہ اَن اَعطِ الناس علےٰ تعلیم القرآن فکتبَ الیہ انکَ کتبتَ اِلیّ اَعطِ النّاسَ علےٰ تعلیم القرآن فیعلّمہ مَن لیسَ لہٗ فیہ رغبۃٌ اِلاّ رغبۃ فی الجُعلِ فکتب الیہ اَن اَعطِہم علےٰ المروّۃ و الصّحابۃ اَبو حنیفۃ عن یزید ابن عبد الرحمٰن عن الاَسود اَنّہٗ اَعتق مملوکًا لہٗ بینَہٗ و بینَ اِخوۃٍ (ای بشیر کا بیٹا و بنین اخوتہ ۱۲) لہٗ صغارٍ فذکر ذالک لعمر بن الخطاب فاَمرہ اَن یقوّمہ و یُرجئہ ؏ حتّےٰ یُدرکَ الصِبیۃُ فان

تجھے اچھا جوڑا پہنایا جس میں تو صبح و شام آتا جاتا ہے۔ شافعیؒ مجاہد سے وہ عمرؓ سے اسی طرح روایت کرتے ہیں۔ شافعیؒ جعفر ابن محمد سے وہ اپنے باپ سے کہ علیؓ و عمرؓ دونوں نے کہا کہ مُحرِم (جو احرام باندھنے والا ہو) نہ نکاح کرے اور نہ نکاح کرائے۔ اگر اُس نے نکاح کر لیا تو اس کا نکاح باطل ہوگا۔ مالکؒ اور شافعیؒ ابن المسیّبؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جس شخص نے نکاح کیا کسی ایسی عورت سے جس کو جنون یا برص ہے پھر اس کو چھوا تو اس عورت کو پورے مہر کا حق ہوگا۔ اور اس عورت کے شوہر کو حق ہوگا مہر کے برابر تاوان لینے کا اُس عورت کے وَلی سے۔ بیہقیؒ ابراہیم بن سعدؒ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے اپنے بعض عاملوں کو لکھا کہ تعلیم قرآن پر لوگوں (یعنے معلّموں) کو عطیات (وظائف) دو۔ تو عامل نے اُن کو لکھا کہ آپ نے مجھے لکھا ہے کہ تعلیم قرآن پر لوگوں کو عطیات دو تو (اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ) قرآن کی تعلیم وہ لوگ دیں گے جن کو اس خدمت سے رغبت نہ ہوگی ان کو رغبت صرف اپنے معاوضہ سے ہوگی (حالانکہ تعلیم قرآن اللہ کے واسطے ہونی چاہیے تو اس معاوضہ کو ادا کرنے کی وجہ جواز کیا ہوگی) تو ان کو عمرؓ نے لکھا کہ ان کو بر بناء مروّت (کہ وہ ایک خدمتِ اسلامی کرتے ہیں ہم کو ان کی خدمت کرنی چاہیے) و بر بناءِ صحابت (کہ وہ خدمتِ اسلام میں تمہارے ساتھی ہیں) دو۔ اَبو حنیفہؒ یزید بن عبدالرحمٰن سے وہ اسود سے کہ اُنھوں نے آزاد کیا ایک مملوک کو جو کہ ان کا اور ان کے کم عمر بھائیوں کا مُشترک تھا۔ پھر اُنھوں نے عمرؓ بن الخطّاب سے اس کا ذکر کیا تو اُنھوں نے ان کو حکم دیا کہ اس کی قیمت کا اندازہ کرو اور اس کو لڑکوں کے بالغ ہونے تک روک لو ؏ پھر اگر وہ

؏ یہ لفظ اِرجاء سے بنا ہے اس کے معنے ہیں تاخیر کرنا اور روک لینا۔ یعنی غلام کو روک لیا جائے جب تک کم عمر بھائی بالغ ہوں ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

شاءوا أعتقوا وإن شاءوا ضمنوا مالك
انه بلغه ان عمر بن الخطاب وعثمان بن
عفان قضى احدهما في امرأة غرت
رجلاً بنفسها وذكرت انها حرة فولدت
له اولادًا فقضى ان يفدي ولده
بمثلهم مالك عن سليمان بن يسار عن
عبد الله بن امية ان امرأة هلك عنها
زوجها فاعتدت اربعة اشهر وعشرا
ثم تزوجت حين حلت فمكثت عند
زوجها اربعة اشهر ونصف شهر ثم ولدت
ولدا تاما فجاء زوجها الى عمر بن الخطاب
فذكر ذلك له فدعا عمر نسوة من نساء
الجاهلية قدماء فسألهن عن ذلك
فقالت امرأة منهن انا اخبرك عن
هذه المرأة هلك عنها زوجها حين حملت
فاهريقت عليه الدماء فحش ولدها في
بطنها فلما اصابها زوجها الذي
نكحها واصاب الولد الماء تحرك
الولد في بطنها فصدقها عمر بن الخطاب
وفرق بينهما وقال عمر لم يبلغني
عنكما الا خير والحق الولد بالاول
مالك عن يحيى بن سعيد عن سليمان
ابن يسار ان عمر بن الخطاب
كان يليط اولاد الجاهلية
بمن

چاہیں تو اس کو آزاد کریں اور اگر چاہیں ضمان لیں۔ مالکؒ ان کو یہ روایت پہنچی کہ عمر رضؓ بن الخطاب اور عثمان رضؓ بن عفان دونوں میں سے ایک نے ایک عورت کے متعلق جس نے اپنے بارے میں ایک شخص کو دھوکا دیا اور یہ ذکر کیا تھا کہ وہ آزاد ہے پھر اس کے بچے بھی اس نے جنے یہ فیصلہ کیا کہ وہ اپنی اولاد کا فدیہ جاریہ کے مالک کو اُن ہی کے مانند دے۔ مالکؒ سلیمان بن یسار سے وہ عبداللہ بن اُمیہ سے کہ ایک عورت کا شوہر مرگیا تو اس نے چار مہینے دس دن کا زمانہ عدت پورا کرکے جب حلال ہوگئی تو نکاح کرلیا۔ اب وہ اپنے شوہر کے پاس ساڑھے چار مہینے رہی تھی کہ اس کے ایک پورا بچہ پیدا ہوگیا۔ تو اُس کا شوہر عمر رضؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور ان سے اس کا ذکر کیا۔ تو عمر رضؓ نے زمانہ جاہلیت کی پرانی عمر کی عورتوں میں سے کئی عورتوں کو بلایا اور اُن سے اس کے بارے میں دریافت کیا تو ان میں سے ایک نے کہا کہ اس عورت کا حال آپ کو میں بتاتی ہوں اس کا شوہر اس کو چھوڑ کر مرگیا جب کہ یہ حاملہ ہوئی۔ تو اس (حمل) پر خون حیض بہتے رہے (بجائے اس کے کہ وہ بند ہوکر بچہ کا جزو بنیں) تو اس کے پیٹ میں اس کا بچہ سوکھ گیا۔ پھر جب اُس کا شوہر جس نے اُس سے نکاح کیا اُس سے ہم بستر ہوا اور بچہ پر پانی (یعنے آب منی) پہنچا تو اس کے پیٹ میں بچہ نے حرکت کی اور وہ بڑھا تو عمر رضؓ بن الخطاب نے اُس کی تصدیق کی اور ان دونوں کے درمیان تفریق کردی اور عمر رضؓ نے فرمایا کہ تم دونوں کے متعلق میرے پاس بجز خیر کے اور کوئی بات نہیں پہنچی۔ اور بچے کو آپ نے پہلے شوہر کا قرار دیا۔ مالکؒ یحیٰے بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے کہ عمر رضؓ بن الخطاب زمانہ جاہلیت کی اولاد کو اُسی کے ساتھ متعلق کردیتے تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ادعاهم في الاسلام فاتى رجلان
كلاهما يدعي ولد امرأة فدعا
عمر قائفا فنظر اليهما فقال
القائف لقد اشتركا فيه فضربه
عمر بن الخطاب بالدرة ثم دعا
المرأة فقال لها اخبريني خبرك
فقالت كان هذا لاحد الرجلين
ياتيني وهي في ابل لاهلها
فلا يفارقها حتى يظن
او تظن انه قد استمر بها
حبل ثم انصرف عنها فاهريقت
عليه دماء ثم خلف عليها
هذا تعني الآخر فلا ادري من
ايهما هو قال فكبر القائف
فقال عمر للغلام وال ايهما
شئت (بہ سند از ہر دو ہر کرا خواہی او) مالك عن ابن عمر ان عمر
ابن الخطاب قال ما بال رجال
يطئون ولائدهم ثم يعزلونهن لا
تاتيني وليدة يعترف سيدها
ان قد الم بها الا الحقت به
ولدها فاعزلوا بعد ذلك او
اتركوا كتاب احكام الخلافة
والقضاء

جو اسلام میں داخل ہونے کے بعد اُن کا مدعی ہوتا تھا۔ تو اُن کے پاس دو آدمی آئے جو ایک عورت کے لڑکے پر اپنا بیٹا ہونے کا دعوےٰ کر رہے تھے تو عمرؓ نے ایک قیافہ داں کو بلایا اُس نے (لڑکے کو دیکھ کر) اُن دونوں آدمیوں کو دیکھا پھر کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ اس میں دونوں مشترک ہیں تو عمرؓ نے اُس کے دُرّہ مارا پھر اُس عورت کو بلایا اور اُس سے کہا کہ تو مجھ سے پورا حال بیان کر۔ تو اُس نے کہا کہ یہ ان دونوں میں سے کسی ایک کا ہے جو میرے پاس آیا کرتا تھا اس حال میں کہ وہ بندی (یعنی میں) اُونٹوں میں رہتی تھی جو اس کے (یعنی میرے) رشتہ دار کے تھے۔ وہ شخص اُس سے (یعنی مجھ سے) جُدا نہ ہوتا تھا یہاں تک کہ اس شخص نے گمان کر لیا یا عورت نے گمان کر لیا کہ اب اس پر حاملہ ہونے کا دور گزرنے لگا۔ پھر پھر وہ اُس سے (یعنی مجھ سے) پھر گیا اسکے بعد اس پر خون بہے (یعنے حیض کے خون آتے رہے) پھر اُس شخص کا قائم مقام اس عورت پر (یعنے مجھ پر) یہ شخص بنا۔ اُس کی مُراد دوسرے دعویدار سے تھی تو اب میں نہیں جانتی کہ یہ لڑکا دونوں میں سے کس کا ہے۔ کہا کہ پھر تو اُس قیافہ داں نے تکبیر کہی (اس خوشی سے کہ اُس کی بات بن گئی) تو عمرؓ نے اُس لڑکے سے کہا کہ تو ان دونوں میں سے جس کو چاہے پسند کر لے۔ مالکؒ ابن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ کیا ہو گیا لوگوں کو کہ اپنی باندیوں کے ساتھ وطی (جماع) کرتے ہیں پھر اُن سے عزل[۵] کرتے ہیں (یاد رکھو) کوئی باندی جو میرے پاس آ کر یہ اقرار کریگی کہ اُسکے آقا نے اُس سے مباشرت کی ہے مَیں اسکے بچے کو اُس شخص کے ساتھ ضرور ملحق کروں گا اس کے بعد تم عزل کرو یا چھوڑ دو۔

باب احکام خلافت و قضاء

ع۵ کسی عورت سے اس طرح جماع کرنے کو عزل کہتے ہیں کہ انزال کے وقت ذکر کو باہر نکال لے اور منی باہر گرا دے تاکہ عورت کو حمل نہ رہے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الدار قطنی ان عمر بن الخطاب کتب
الی ابی موسی الاشعری اما
بعد فان القضاء فریضۃ محکمۃ
وسنۃ متبعۃ فافہم اذا ادلی
الیک بحجۃ وانفذ الحق اذا
وضح فانہ لا ینفع تکلم بحق
لا نفاذ لہ وآس بین الناس فی
وجہک ومجلسک وعدلک حتی
لا ییأس الضعیف من عدلک ولا
یطمع الشریف فی حیفک البینۃ
علی من ادعی والیمین علی
من انکر والصلح جائز بین المسلمین
الا صلحا احل حراما او حرم
حلالا لا یمنعک قضاء قضیتہ بالامس
فراجعت فیہ نفسک وہدیت فیہ
لرشدک ان تراجع الحق فان الحق
قدیم ومراجعۃ الحق خیر من التمادی
فی الباطل الفہم الفہم فیما
یختلج فی صدرک مما لم یبلغک
فی الکتاب او السنۃ واعرف الامثال
والاشباہ ثم قس الامور عند
ذلک فاعمد الی احبہا عند
اللہ عز وجل واشبہہا
بالحق فیما تری واجعل
لمن ادعی بینۃ

دار قطنی نے روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ابو موسیٰ اشعریؓ کو
لکھا اما بعد درحقیقت قضاء ایک فریضہ قطعی اور سُنّتِ جاریہ
ہے۔ جب تمہارے سامنے (کوئی فریق مدعی یا مدعیٰ علیہ) کوئی
حجّت پیش کرے تو اُس کو سمجھو اور جب تم پر حق واضح ہو جائے
تو اس کا نفاذ کرو کیونکہ صرف زبان سے کسی بات کو حق کہدینا جب
کہ اس کا نفاذ نہ ہو بے فائدہ ہے۔ لوگوں کے درمیان متوجہ ہونے
میں اور اپنے پاس بیٹھنے کے مقام میں اور انصاف کرنے میں
برابری کو قائم رکھو کہ کوئی کمزور تمہارے عدل سے ناامید نہ ہو جائے
اور کوئی صاحب شرافت تم سے کمزور پر ظلم کی طمع نہ کرے۔ گواہ
پیش کرنا اس شخص کے ذمہ ہے جس نے دعویٰ کیا ہو اور قسم
اس پر ہے جس نے انکار کیا ہو۔ مسلمانوں کے درمیان صلح جائز
ہے بجز ایسی صلح کے جو حرام کو حلال کردے یا حلال کو حرام کرے
اور تم کو ایسی قضاء جس کو تم نے آج شام میں فیصل کیا ہے پھر تم
نے اُس پر اپنے دل میں غور کیا اور تم پر اس کے بارے میں بھلائی
کی راہ کُشادہ کردی گئی اس بات سے مانع نہ ہونی چاہیئے کہ تم
حق کی طرف رجوع کرلو کیونکہ حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع
کرلینا بہتر ہے باطل پر مدّت گزارنے سے۔ سمجھ سے کام لو سمجھ سے
کام لو ایسے امر کے بارے میں جس سے تمہارے سینہ میں خلش
پیدا ہو جو ایسا ہو کہ اس کے بارے میں کتاب اور سُنّت میں
سے کچھ (واضح طور پر) تمہارے پاس نہیں پہنچا اور (ایسی صورت
میں پیش آمدہ مسئلہ کے) مشابہ اور اُس کے مماثل اُمور کو پہچانو
پھر (پیش آمدہ) اُمور کو ایسی صورت میں اُن پر قیاس کرلو۔
پھر (اگر تعدّد پیدا ہو جاتے تو) جو صورت تمہاری رائے میں
اللہ عزّ وجلّ کے نزدیک پسندیدہ محسوس ہو اور حق سے زیادہ
مشابہ ہو اُس کو اختیار کرلو۔ اور مدّعی کے لئے گواہ پیش کرنے کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أَمَداً يَنْتَهِي اِلَيْهِ (ابدہ) فَاِنْ اَحْضَرَ بَيِّنَتَهٗ اَخَذْتَ لَهٗ بِحَقِّهٖ وَاِلَّا وَجَّهْتَ الْقَضَاءَ عَلَيْهِ فَاِنَّ ذٰلِكَ اَجْلٰى لِلْعَمٰى (للگمراہی) وَاَبْلَغُ فِي الْعُذْرِ وَالْمُسْلِمُوْنَ عُدُوْلٌ بَعْضُهُمْ عَلٰى بَعْضٍ اِلَّا مَجْلُوْداً فِي حَدٍّ اَوْ مُجَرَّباً فِي شَهَادَةِ زُوْرٍ اَوْ ظَنِيْناً (متہم) فِي وَلَاءٍ اَوْ وِرَاثَةٍ اِنَّ اللّٰهَ تَوَلّٰى مِنْكُمُ السَّرَائِرَ وَدَرَأَ عَنْكُمْ بِالْبَيِّنَاتِ وَاِيَّاكَ وَالْقَلَقَ وَالضَّجَرَ وَالتَّاَذِّيَ بِالنَّاسِ وَالتَّنَكُّرَ لِلْخُصُوْمِ فِي مَوَاطِنِ الْحَقِّ الَّتِي يُوْجِبُ اللّٰهُ تَعَالٰى بِهَا الْاَجْرَ وَيُحْسِنُ بِهَا الذُّخْرَ فَاِنَّهٗ مَنْ يُصْلِحْ لَهٗ نِيَّتَهٗ فِيْمَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ اللّٰهِ تَعَالٰى وَلَوْ عَلٰى نَفْسِهٖ يَكْفِيْهِ اللّٰهُ مَا بَيْنَهٗ وَبَيْنَ النَّاسِ وَمَنْ تَزَيَّنَ لِلنَّاسِ بِمَا يَعْلَمُ اللّٰهُ تَعَالٰى مِنْهُ غَيْرَ ذٰلِكَ يُشِيْنُهُ اللّٰهُ فَمَا ظَنُّكَ بِثَوَابِ اللّٰهِ عَزَّ وَجَلَّ وَعَاجِلِ رِزْقِهٖ وَخَزَائِنِ رَحْمَتِهٖ

آخری مدت مقرر کردو پھر اگر اس نے گواہ حاضر کر دیئے تو اُس کے حق میں فیصلہ کردو ورنہ فیصلہ اس کے خلاف کردو کہ یہ اصول گمراہی کو واضح کرنے والا اور (اس کے خلاف فیصلہ کرنے میں خواہ وہ حق پر ہو) تم کو پورے طور پر معذور رکھنے والا ہے۔ اور تمام مسلمانوں میں سے بعض بعض کے مقابلہ پر عدول ہیں۔ (یعنی ہر مسلمان کی صفتِ اصلیہ عدالت ہے اس کے لئے ثبوت کی حاجت نہیں) بجز اس شخص کے جس کے کسی حد کی بنار پر کوڑے مارے گئے ہوں یا اُس کا کسی جھوٹی شہادت میں تجربہ ہو چکا ہو یا وہ کسی حق میں یا وراثت میں مُتہم ہو۔ بیشک جو تم سے چھپی ہوتی باتیں ہیں وہ بحوالۂ خدا ہیں اور تم پر سے اُس نے مواخذہ ہٹا دیا شہادات سے اور تم کو بچنا چاہیئے لوگوں کو بے قراری اور تنگ دلی اور تکلیف میں ڈالنے سے اور جھگڑنے والوں کے مقابلہ پر حق کے مواقع میں جن کی بنار پر اللہ تعالیٰ اجر کو واجب کر دیتا اور ان کو بہتر ذخیرۂ آخرت بنا دیتا ہے: (لوگوں کو مرعوب کرنے کے لئے اپنا خُلق) بدل دینے سے بچو کیونکہ یہ حقیقت ہے کہ جو شخص اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اچھی نیت رکھے گا اگرچہ (حق کی پیروی کی بنار پر) اس کو اپنی ذات کے خلاف فیصلہ دینا پڑے، تو اللہ تعالیٰ اُس کے اور لوگوں کے مابین (حاکمیت و محکومیت کے) علاقہ کے لئے خود کافی ہو جائے گا۔ اور جو شخص اپنے ظاہر کو لوگوں کے لئے آراستہ کرے گا اُس (باطنی) حال کے مقابلہ پر جو اُس کے خلاف ہے اور اس کو اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے تو اس کو اللہ تعالیٰ ذلیل کر دے گا، تو تمہارا (اس صورت میں) کیا گمان ہے اللہ عزّ وجلّ کے ثواب اور اُس کے جلد ملنے والے رزق اور اس کی رحمت کے بارے میں کہ وہ قابلِ ترجیح ہیں یا دنیاوی جاہ و منزلت؟

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والسلام علیک شرح یقال ادلے دلوہ ارسلہا و دلاہا اخرجہا و الظنین بالظاء المتہم و بالضاد البخیل و الاول المقصود والقلق ضیق الصدر و رجل قلق سیئ الخلق و اغلق الامر اذا لم ینفسح و غلق الرہن اذا لم یجد مخلصا والشین العیب البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ان لا یقضی الا امیر فانہ اہیب للظالم و لشاہد الزور البغوی قال عمر لابن مسعود الم یبلغنی انک تقضی ولست بامیر قال بلی قال فول حارہا من تولی قارہا البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری ایاک و الضجر والغضب و القلق والتاذی بالناس عند الخصومۃ و اذا جلس عندک الخصمان فرأیت احدہما یتعمد الظلم فاوجع رأسہ البغوی کتب عمر الی ابی موسی الاشعری لا یمنعک قضاء قضیتہ ثم راجعت فیہ نفسک فہدیت لرشدہ ان تنقضہ فان

والسلام علیک۔ شرح کہا جاتاہے اَدلٰی دلوہٗ بمعنے ڈول کو چلتا کیا اور اس کو لٹکایا اور اس کو نکالا۔ اور ظنین ظاء کے ساتھ بمعنے متہم آتاہے اور ضاد کے ساتھ بُخل کے معنے میں ہے اور یہاں مقصود پہلی صورت ہے۔اور قلق کے معنے ہیں سینہ کا تنگ ہونا اور بولا جاتا ہے رجل قلق یعنی بدخُلق آدمی اور اغلق الامرُ جب کہ معاملہ غیر واضح ہو اور غلق الرہن جب کہ چھٹکارا نہ پائے، اور شین کے معنے ہیں عیب۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسے اشعریؓ کو لکھاکہ سوائے امیر کے کوئی فیصلہ نہ کرے کیونکہ وہ (صاحب اختیار ہونے کی وجہ سے) ظالم کو زیادہ مرعوب کرنیوالا ہوگا اور اس شخص کو جو جھوٹی شہادت دیتاہے۔ بغوی، عمرؓ نے ابن مسعودؓ سے کہاکہ دیکھو مجھے یہ اطلاع پہنچی ہے کہ تم قضایا کے فیصلے کرتے ہو دراں حالیکہ تم امیر نہیں ہو۔ انھوں نے کہاکہ بیشک۔ فرمایا تو مالک بنا اُس کے ضرر کا اُسی شخص کو جو کہ مالک ہے اُس کے منافع کا (یعنی قضایا امیر کے حوالے کردیا کرو)۔ بغوی، عمرؓ نے ابو موسیٰ اشعری کو لکھاکہ تنگدلی سے اور بے قرار کرنے اور غصہ اور بدخوئی اور لوگوں کو مقدمات کی سماعت کے وقت اذیت دینے سے بچو۔ اور جب تمہارے پاس مدعی و مدعا علیہ بیٹھے ہوں اور تم ان میں سے ایک کو دیکھو کہ وہ ظلم کا قصد کررہاہے تو اُس کا سر پیٹ دو۔ بغوی، عمرؓ نے ابوموسے اشعریؓ کو لکھاکہ اُس فیصلہ پر جو تم دے چکے ہو پھر تم نے اُس کے بارے میں اپنے نفس کی طرف مراجعت کی پھر تم کو اس امر میں اچھی بات کی طرف ہدایت ہوگئی اُس فیصلہ کو توڑ دینے سے کوئی بات مانع نہ ہونی چاہیے کیونکہ

ع٥ یہ لفظ تمام موجودہ نسخوں میں غین معجمہ کے ساتھ لکھاہے اور پچھلی عبارت میں کہیں یہ مذکور نہیں ہوا۔ اگر بجائے غین کے قاف مانا جائے تو کتبِ لغت میں اس کے معنے وہ نہیں بنتے جو مذکور ہوتے تو میرے نزدیک یہ عبارت زوائد میں سے ہے ۱۲ محشی کتاب۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

الحق قدیم لا ینقضہ شئی والرجوع الی
الحق خیر من التمادی فی الباطل قال
البغوی ہذا اذا تبین لہ الخطاء بنص کتاب
او سنۃ او اجماع فاما اذا قضی باجتہاد
ثم تغیر اجتہادہ الی غیرہ فلا ینقضہ
ولا یقضی بعدہ فیہا بما تغیر الیہ اجتہادہ
البغوی عن الزہری انہ قال کان
مجلس عمر مغتصا فی القراء شبابا
کانوا او کہولا فربما استشارہم فیقول
لا یمنعن احدکم ان یشیر برایہ فان
العلم لیس علی قدم السن ولا حداثتہ
ولکن اللہ یضعہ حیث یشاء البغوی
قال عمر بن الخطاب ان اناسا کانوا
یؤخذون بالوحی علی عہد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم وان الوحی
قد انقطع وانما ناخذ الآن بما ظہر لنا
من اعمالکم فمن اظہر لنا خیرا
امناہ وقربناہ ولیس الینا من
سریرتہ شئی اللہ یحاسبہ
فی سریرتہ ومن اظہر لنا سوء لم نامنہ
ولم نصدقہ وان قال ان سریرتہ
حسنۃ البغوی روی عن سعید بن
المسیب ان عمر بن الخطاب لما جلد الثلاثۃ الذین
شہدوا علی المغیرۃ بن شعبۃ استتابہم
فرجع اثنان فقبل شہادتہما

حق پائدار ہے اور حق کی طرف رجوع کر لینا بہتر ہے باطل پر مدت گزارنے سے۔ بغوی نے کہا کہ یہ اس صورت میں ہے جب کہ قاضی پر نص کتاب یا سنت یا اجماع سے اپنے فیصلہ کا صحیح نہ ہونا واضح ہو جاتے۔ لیکن اس صورت میں جب کہ اُس نے فیصلہ اپنے اجتہاد سے کیا پھر اس کا اجتہاد بدل گیا دوسری رائے کی طرف تو پہلے فیصلہ کو نہ توڑے گا اور اس کے بعد اس بدلی ہوئی اجتہادی رائے کے مطابق فیصلہ نہ کرے گا۔ بغوی زہری سے انھوں نے کہا کہ عمرؓ کی مجلس قراء سے بھری رہتی تھی جوان بھی ہوتے تھے اور بوڑھے بھی اور بسا اوقات اُن سے مشورہ لیتے تو فرماتے کہ تم میں سے کسی کو مشورے میں اپنی رائے کے بیان کرنے سے رکنا نہ چاہیے کیونکہ علم پرانی عمر یا نئی عمر پر موقوف نہیں ہے لیکن اللہ تعالےٰ علم کو جہاں چاہتا ہے رکھدیتا ہے۔

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں لوگوں پر وحی کے ذریعہ سے گرفت ہوتی تھی اور اب وحی منقطع ہو چکی ہے، اب ہم تمہارے اُن اعمال کو لیتے ہیں جو ہم پر ظاہر ہوتے تو جس نے ہمارے سامنے خیر کو ظاہر کیا تو ہم اس پر مطمئن ہو جاتے اور اُس کو اپنا مقرب بناتے ہیں اور اس کے باطن کی ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں اس کے باطن کا محاسبہ اللہ کرے گا اور جس نے ہمارے سامنے برائی کا اظہار کیا اُس پر ہم مطمئن نہیں ہوتے اور نہ اُس کی تصدیق کرتے ہیں اگرچہ وہ یہ کہے کہ اُس کا باطن اچھا ہے۔ بغوی، روایت ہے سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جب اُن تین آدمیوں کے کوڑے لگوائے جنھوں نے مغیرہ بن شعبہ پر گواہی دی تھی اور ان سے توبہ کرنے کا مطالبہ کیا تو ان میں سے دو نے تو رجوع کر لیا تو اُن کو (آئندہ کے لئے) مقبول الشہادت قرار دیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وابیٰ ابوبکرۃ ان یرجع فردّ شہادتہ،
ویقال ان عمر قال لابی بکرۃ تب
تقبل شہادتک اوان تتب قبلت
شہادتک مالک عن یحیی بن سعید عن
سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب اختصم
الیہ مسلم ویہودی فرأی عمر بن الخطاب
ان الحق للیہودی فقضی لہ، عمر فقال لہ
الیہودی واللہ لقد قضیت بالحق فضربہ
عمر بالدرۃ ثم قال وما یدریک فقال
الیہودی انا نجد انہ لیس قاضٍ یقضی
بالحق الا کان عن یمینہ ملک وعن
شمالہ ملک یسددانہ ویوفقانہ للحق مادام
مع الحق فاذا ترک الحق عرجا وترکاہ
مالک عن ربیعۃ بن ابی عبدالرحمن
انہ قال قدم علی عمر بن الخطاب
رجل من اہل العراق فقال لقد
جئتک لامر مالہ راس ولا ذنب
قال عمر ماہو قال شہادات الزور
ظہرت بارضنا فقال عمر او قد کان
ذلک قال نعم قال عمر واللہ لا یوسر
رجل فی الاسلام بغیر العدول مالک
انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب قال لا یجوز
شہادۃ خصم ولا ظنین۔ مالک عن
عمر بن یحیی المازنی عن
ابیہ انہ قال

اور ابوبکرہ نے انکار کیا کہ وہ اس سے رجوع کرے تو ان کو مردود
الشہادۃ قرار دیا اور کہا جاتا ہے کہ عمرؓ نے ابوبکرہ سے فرمایا کہ تو
توبہ کر تو ہم تیری شہادت قبول کر لیا کرینگے یا یوں فرمایا تھا کہ
اگر تو توبہ کرلے گا تو ہم تیری شہادت قبول کرلیں گے۔ مالک یحییٰ
ابن سعید سے وہ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس
ایک مسلمان اور ایک یہودی اپنا جھگڑا لے گئے تو عمرؓ بن الخطاب
نے دیکھا کہ حق یہودی کے لئے ثابت ہے تو آپ نے اُس کے
حق میں فیصلہ کردیا تو اُن سے یہودی نے کہا کہ خدا کی قسم آپ نے
(منشائے) حق کے مطابق فیصلہ کیا۔ تو عمرؓ نے اس کے دِرّہ مارا۔
اور کہا کہ تجھے کیسے معلوم ہوا۔ تو یہودی نے کہا کہ ہم (اپنی
کتابوں میں) پاتے ہیں کہ کوئی ایسا قاضی نہیں جو حق کے مطابق
فیصلہ کرے مگر اسکے دائیں طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے اور بائیں
طرف ایک فرشتہ ہوتا ہے یہ دونوں اس کو حق پر جماتے اور اس
کی توفیق دلاتے رہتے ہیں جب تک وہ حق کے ساتھ رہتا ہے پھر
جب وہ حق کو ترک کردیتا ہے تو وہ اُڑ جاتے اور اس کو چھوڑ
جاتے ہیں۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن سے اُنھوں نے کہا کہ اہلِ
عراق میں سے ایک شخص عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اس
نے کہا کہ میں آپ کے پاس ایک ایسے امر کی وجہ سے آیا ہوں جس
کے نہ سر ہے اور نہ دم۔ عمرؓ نے کہا کہ وہ کیا ہے تو اُس نے کہا
جھوٹی شہادت ہماری سرزمین پر غالب آگئی۔ تو عمرؓ نے کہا کیا
واقعی ایسا ہوگیا ہے تو اس نے کہا کہ ہاں تو عمرؓ نے کہا کہ اسلام
میں کوئی شخص غیر عدل کی شہادت پر ماخوذ نہیں ہوتا۔ مالکؒ
نے کہا کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ
مدعی ..... کی شہادت جائز نہیں اور نہ متہم کی۔ مالکؒ روایت
ہے عمر بن یحییٰ مازنی سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے کہا کہ ان کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

کان فی حائط (بستان) جدہ ربیع (نہر خورد) لعبد الرحمٰن بن عوف فاراد عبد الرحمٰن بن عوف ان یحوّلہ الی ناحیۃ من الحائط ہی اقرب الی ارضہ فمنعہ صاحب الحائط فکلّم عبد الرحمٰن بن عوف عمر بن الخطاب فی ذلک فقضٰی عمر لعبد الرحمٰن ابن عوف بتحویلہ قلت کان عمر یرید ان المنع فیما لا یتعلق بہ ضررٌ مشاحۃٌ ومکابرۃٌ لا یُتبع وانما الخصومات التی یقضی فیہا ما فیہ نفعٌ وضررٌ معتدٌّ بہ عند العقلاء مالک عن ہشام بن عروۃ عن ابیہ عن یحیی ابن عبد الرحمان بن حاطب ان رقیقًا لحاطب سرقوا ناقۃً لرجلٍ من مزینۃ فانتحروہا فرُفع ذلک الی عمر بن الخطاب فامر عمر کثیر بن الصلت ان یقطع ایدیہم ثم قال لہ عمر اری ان تجیعہم ثم قال عمر واللہ لاغرّمنک غرمًا یشقّ علیک ثم قال للمزنی کم ثمن ناقتک فقال المزنی کنت واللہ امنعہا من اربعمائۃ درہم فقال اعطہ ثمان مائۃ درہم قال مالک ولیس علی ہذا العمل عندنا فی تضعیف القیمۃ قلت اصل ذلک ان عمر کان یعزّر بالمال وفی ذلک احادیث کثیرۃ مرفوعۃٌ وموقوفۃٌ مالک عن ابن شہاب عن عروۃ بن الزبیر عن عبد الرحمٰن ابن عبدٍ القاری

دادا کے باغ میں ایک پانی کی گول تھی عبدالرحمٰن بن عوف کی تو عبدالرحمٰن بن عوف نے ارادہ کیا کہ اس کو باغ کے ایک گوشہ کی طرف بدل دیں جو اُن کی زمین سے قریب ہے تو باغ والے نے اُن کو اس سے روک دیا تو اس بارے میں عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف نے عمر رضؓ سے گفتگو کی تو عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمٰن رضؓ بن عوف کے لئے اُس کو بدل دینے کا فیصلہ کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ عمر رضؓ کا نقطۂ نظر یہ تھا کہ روک لگانا ایسی چیز پر جس سے کوئی ضرر متعلق نہ ہو بنا۔ بر لالچ وہٹ دھرمی قابلِ لحاظ امر نہیں ہے اور ایسے ہی جھگڑوں کو عُقلاء کے نزدیک قابلِ شمار سمجھا جاتا ہے جن کا فیصلہ اس نظر سے کیا جاتا ہے کہ ان میں کسی کا نفع یا نقصان ہو۔ مالک رحؒ ہشام بن عروہ سے وہ اپنے باپ سے وہ یحییٰ بن عبدالرحمٰن ابن حاطب سے کہ مُزینہ کے ایک شخص کی ناقہ کو حاطب کے غلاموں نے چُرا کر ذبح کر لیا۔ پھر یہ قضیہ عمر رضؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو عمر رضؓ نے حکم دیا کثیر بن الصلت کو ان کے ہاتھ کاٹ دے۔ پھر کثیر سے عمر رضؓ نے فرمایا (سابق حکم کے بجائے) میری رائے یہ ہے کہ ان کو سخت سزا دے پھر عمر رضؓ نے فرمایا کہ (اے حاطب!) میں تجھ پر اتنا تاوان ڈالوں گا جو تجھ پر شاق گزرے۔ اس کے بعد مُزنی سے پوچھا کہ تیری اُونٹنی کی کیا قیمت تھی تو مُزنی نے کہا کہ میں واللہ اس کو چار سو درہم میں نہیں دے رہا تھا۔ تو اُنھوں نے (حاطب سے) فرمایا کہ اس کو آٹھ سو درہم دے۔ مالک رحؒ نے کہا اور ہمارے نزدیک اس پر عمل نہیں ہے کہ قیمت کا دُگنا دلوایا جائے۔ میں کہتا ہوں کہ اصل اس کی یہ ہے کہ عمر رضؓ کبھی مالی سزا دیا کرتے تھے (یعنی جرمانہ) اور اس کے ثبوت میں بہت سی احادیثِ مرفوعہ اور موقوفہ ہیں۔ مالک رحؒ ابنِ شہاب سے وہ عروہ بن الزبیر سے وہ عبدالرحمٰن بن عبدٍ القاری سے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان عمر بن الخطاب قال ما بال رجال ينحلون ابناءهم نحلاً ثم يمسكونها فان مات ابن احدهم قال مالي بيدي لم اعطه احدا وان مات هو قال هو لابني قد كنت اعطيته اياه من نحل نحلة فلم يحزها الذي نحلها حتى يكون ان مات لورثته فهي باطل مالك عن داود ابن الحصين عن ابي غطفان المري ان عمر بن الخطاب قال من وهب هبة لصلة رحم او على وجه صدقة فانه لا يرجع فيها ومن وهب هبة يرى انها اراد به الثواب فهو على هبته يرجع فيها اذا لم يرض منها مالك عن عبد الله بن ابي بكر بن محمد ابن عمرو بن حزم عن ابيه ان عمرو ابن سليم الزرقي اخبره انه قيل لعمر بن الخطاب ان ههنا غلاما يفاعا لم يحتلم من غسان ووارثه بالشام وهو ذو مال وليس له ههنا الا بنت عم فقال له عمر فليوص لها قال فاوصى لها بمال يقال له بئر جشم قال عمرو بن سليم فبيع ذلك المال بثلاثين الف درهم وبنت عمه التي اوصى لها هي ام عمرو بن سليم الزرقي

عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ لوگوں کا کیا حال ہے کہ اپنے بیٹوں کو عطیہ دیتے ہیں پھر اس کو روک لیتے ہیں تو اگر ان لوگوں میں سے کسی کا بیٹا مرگیا تو کہدیتے ہیں کہ میرے قبضہ میں (اس کی کوئی چیز نہیں (تاکہ اس کے وارثوں کو وہ شے نہ ملے) میں نے اس کو کوئی چیز نہیں دی ہے اور اگر وہ خود مرنے لگیں تو کہتے ہیں کہ یہ چیز میرے بیٹے کی ہے میں نے اس کو دیدی تھی۔ جو شخص کسی کو عطیہ دے اور اس کو اس دی ہوئی شے پر ایسا قبضہ نہ دے کہ اگر وہ مرجائے تو وہ چیز اس کے وارثوں کو ملے تو یہ (ہبہ) باطل ہے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ ابو غطفان مری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ جو شخص صلۂ رحم یا صدقہ کے طور پر کچھ ہبہ کرے تو وہ اس صورت میں رجوع نہ کرے گا اور جو شخص کچھ ہبہ کرے اور اس کی دیدیہ ہو کہ اس نے اس سے ثواب آخرت کا ارادہ کیا ہے تو وہ اپنے ہبہ پر (صاحب اختیار) رہے گا۔ جب وہ اس پر راضی نہ رہے تو اس کو واپس لے لیگا۔

مالکؒ عبد اللہ بن ابی بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرو بن سلیم الزرقی نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب سے کہا گیا کہ یہاں ایک لڑکا ہے غسان میں کا جس کا قد دراز ہے اور وہ بالغ نہیں ہوا اور اس کا وارث شام میں ہے اور وہ لڑکا صاحب مال ہے اور یہاں اس کی صرف ایک چچا کی بیٹی ہے تو اس بارے میں عمرؓ نے کہا کہ اس لڑکے کو چاہیئے کہ وہ اس کے حق میں وصیت کردے۔ کہا کہ پھر اس نے اس بنت عم کے حق میں ایک مال (یعنی جائداد) کی وصیت کردی جس کو بیر جشم کہا جاتا تھا۔ عمرو بن سلیم نے کہا کہ پھر یہ جائداد تیس ہزار درہم میں فروخت کی گئی اور اس کی وہ چچا کی بیٹی جس کے حق میں اس نے وصیت کی تھی وہ ام عمرو بن سلیم الزرقی ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالک عن عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزنی ان رجلاً من جُهَينة كان يسبق الحاج فيشترى الرواحل فيغلى بها (ارزاں خرید کر گراں فروخت کرتا) ثم يسرع السير فيسبق الحاج فأفلس فرفع امره الى عمر ابن الخطاب فقال اما بعد ايها الناس فان الاسيفع اسيفع جهينة رضى من دينه وامانته بان يقال سبق الحاج الا وانه ادان معرضا فاصبح قد دين به فمن كان له عليه دين فليأتنا بالغداة نقسم ماله بينهم واياكم والدين فان اوله هم واخره حرب

الحدود مالک عن عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاري عن ابيه انه قال قدم على عمر بن الخطاب رجل من قبل ابى موسى الاشعرى فسأله عن الناس فاخبره ثم قال له عمر هل فيكم من مغربة خبر فقال نعم رجل كفر بعد اسلامه فما فعلتم به قال قربناه فضربنا عنقه فقال عمر افلا حبستموه ثلثا واطعمتموه كل يوم رغيفا واستتبتموه (طلب توبہ کردید اوراً) لعله يتوب ويراجع امر الله تعالى ثم قال عمر اللهم انى لم احضر

مالک عمر بن عبد الرحمن بن دلاف المزنی سے کہ جہینہ میں کا ایک شخص تھا جو کہ حاجیوں سے پہلے پہنچ کر کجاوے خرید لیا کرتا تھا اور اُن کو گراں قیمت پر فروخت کرتا پھر سُرعت کے ساتھ روانہ ہوتا اور حجاج سے آگے بڑھ جاتا۔ پھر وہ مفلس ہوگیا اور اس کا معاملہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش کیا گیا تو آپ نے (لوگوں کے اجتماع سے) کہا اما بعد اے لوگو! بیشک اُسیفع (جس کا رنگ فرط مشقت سے سیاہی مائل ہوجاتے) جہینہ کا اُسیفع ہے وہ اپنے دین اور امانت میں سے اتنی بات پر راضی ہوگیا کہ یہ کہا جاتے کہ وہ حجاج پر سبقت لے گیا۔ سُن لو اُس نے (دادا نگی کی یا قول ناصح کی) پرواہ نہ کرتے ہوتے قرض لئے۔ اب قرضوں نے اُس کو گھیر لیا ہے تو جس کا اُس کے ذمہ قرض ہو وہ ہمارے پاس صبح کو آجاتے ہم اس کے مال کو اُن پر تقسیم کرینگے۔ اور خبردار تم لوگ قرض سے بچو کیونکہ اس کا شروع بھی رنج وغم ہے اور اس کا آخر لڑاتی ہوتا ہے۔

حدود۔ مالکؒ عبد الرحمن ابن محمد بن عبد القاری سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص آیا ابو موسیٰ اشعریؓ کی طرف سے تو عمرؓ نے اُس سے لوگوں کا حال دریافت کیا اور اُس نے اُن کو خبر دی۔ پھر اُس سے عمرؓ نے کہا کہ کیا تم میں کوئی نئی (خاص) خبر بھی ہے تو اُس نے کہا ہاں! ایک شخص اسلام کے بعد کافر ہوگیا۔ فرمایا کہ پھر تم نے اُس کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اُس نے کہا کہ ہم نے اس کو اپنے پاس بلوا کر اُس کی گردن ماردی۔ تو عمرؓ نے کہا کہ کیا تم نے اس کو تین دن قید میں نہیں رکھا اور ہر دن میں ایک روٹی بھی اُس کو دیتے اور اس سے توبہ کا مطالبہ بھی کرتے شاید وہ توبہ کر لیتا اور اللہ تعالیٰ کے حکم کی طرف مراجعت بھی کر لیتا۔ پھر عمرؓ نے کہا یا اللہ نہ میں وہاں موجود تھا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولم آمر و لم ارض اذا بلغنی مالک عن ابن شہاب عن عبید اللہ بن عبد اللہ عن ابن عباس سمعت عمر یقول الرجم فی کتاب اللہ حق علی من زنی من الرجال والنساء اذا احصن اذا قامت البینۃ او کان الحبل او الاعتراف مالک عن یحیی ابن سعید عن سعید بن المسیب فی قصۃ وفاۃ عمر انہ قال ایاکم ان تہلکوا عن آیۃ الرجم ان یقول قائل انا لا نجد حدین فی کتاب اللہ فقد رجم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ورجمنا والذی نفسی بیدہ لولا ان یقول الناس زاد عمر بن الخطاب فی کتاب اللہ لکتبتہا الشیخ والشیخۃ اذا زنیا فارجموہما البتۃ فانا قد قرانا ہا مالک عن یحیی بن سعید عن سلیمان بن یسار عن ابی واقد اللیثی ان عمر بن الخطاب اتاہ رجل و ہو بالشام فذکر لہ ان وجد مع امراتہ رجلا فبعث عمر بن الخطاب ابا واقد اللیثی الی امراتہ یسالہا عن ذلک فاتاہا وعندہا نسوۃ حولہا فذکر لہا الذی قال زوجہا لعمر بن الخطاب واخبرہا انہا لا تؤاخذ بقولہ وجعل یلقنہا اشباہ ذلک لتنزع فابت ان تنزع وتمت علی الاعتراف

اور نہ میں نے حکم دیا اور نہ میں جب مجھے اطلاع پہنچی راضی ہوا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبید اللہ بن عبد اللہ سے وہ ابن عباسؓ سے کہا کہ میں نے عمرؓ سے سُنا جو کہہ رہے تھے کہ رجم (سنگسار کرنا) کتاب اللہ میں واجب ہے اُس شخص پر جو زنا کرے مَردوں میں سے اور عورتوں میں سے جب کنوارے نہ ہوں، جب شہادت قائم ہو چکی ہو یا حمل رہ گیا ہو یا زنا کا اقرار کر لیا ہو۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیب سے عمرؓ کی وفات کے قصہ میں (فرمایا) کہ تم کو آیتِ رجم کے بارے میں ہلاک ہونے سے بچا رہنا چاہیے کہ کوئی کہنے والا یہ کہے کہ ہم دو حدوں کو کتاب اللہ میں نہیں پاتے۔ واقعہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے رجم کیا ہے۔ قسم ہے اُس ذات کی جسکے قبضہ میں میری جان ہے اگر یہ اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ یہ خیال کرینگے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں اضافہ کر دیا تو میں یہ ضرور لکھ دیتا الشیخ والشیخۃ الخ (بوڑھا اور بڑھیا جب زنا کریں تو دونوں کو سنگسار کر دو) کیونکہ ہم نے اس کی قرارت کی ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سلیمان بن یسار سے وہ ابو واقد اللیثی سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس جب کہ وہ شام میں تھے ایک شخص آیا اور اُس نے اُن سے یہ ذکر کیا کہ اس نے اپنی بیوی کے پاس ایک آدمی کو پایا تو عمرؓ بن الخطاب نے ابو واقد اللیثی کو اُس کی عورت کے پاس بھیجا کہ وہ اس عورت سے اس کے بارے میں سوال کریں تو وہ اس کے پاس آئے اور اس عورت کے پاس اور عورتیں اس کے گرد موجود تھیں تو ابو واقد نے اس عورت سے وہ بات بیان کی جو اس کے شوہر نے کہی تھی عمرؓ بن الخطاب سے اور اس کو یہ بھی بتا دیا کہ اس سے شوہر کے قول کی بنا پر گرفت نہ کی جائے گی اور اُس کو اسی قسم کی باتیں تلقین کرتے رہے تاکہ وہ عورت اقرار سے نکل جائے تو اُس نے منحرف ہونے سے انکار کر دیا اور اقرار پر جم گئی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فأمر بها عمر فرجمت. مالک عن نافع ان عبداً كان يقوم على رقيق الخمس وانه استكره جارية من ذلك الرقيق فوقع بها فجلده عمر بن الخطاب ونفاه ولم يجلد الوليدة لانه استكرهها. مالک عن يحيى بن سعيد ان سليمان بن يسار اخبره ان عبدالله ابن عياش بن ابی ربيعة المخزومی قال امرنی عمر بن الخطاب فی فتية من قريش فجلدنا ولائد من ولائد الامارة خمسين خمسين فی الزنا. مالک عن ابی الزناد عن عبدالله بن عامر بن ربيعة ادركت عمر بن الخطاب وعثمان ابن عفان والخلفاء هلم جراً فما رايت احداً جلد عبداً فی فرية اكثر من اربعين. مالک عن ابی الرجال عن امه عمرة ان رجلين استبا فی زمان عمر بن الخطاب فقال احدهما للآخر والله ما ابی بزان ولا امی بزانية فاستشار فی ذلک عمر بن الخطاب فقال قائل مدح اباه وامه وقال آخرون قد كان لابيه وامه مدح غير هذا نرى ان تجلده الحد فجلده عمر بن الخطاب الحد ثمانين. مالک عن ربيعة بن ابی عبدالرحمن ان عمر بن الخطاب قال لرجل خرج بجارية لامرأته معه فی سفر فاصابها فغارت امرأته فذكرت ذلک

تو عمرؓ نے اُسکے بارے میں حکم دیا پھر وہ سنگسار کی گئی۔ مالکؒ نافع سے کہ ایک غلام پہرہ دیا کرتا تھا خمس کے مملوکوں پر اور اُس نے اُن میں سے ایک لونڈی پر زبردستی کر کے اُس سے زنا کیا تو عمرؓ ابن الخطاب نے اُس کے کوڑے لگوائے اور اُس کو شہر بدر کر دیا اور اُس لڑکی کے کوڑے نہیں لگوائے کیونکہ ...... اس پر زبردستی کی گئی تھی۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ سلیمان بن یسار نے اُن کو خبر دی کہ عبداللہ بن عیاش بن ابی ربیعہ مخزومی نے کہا کہ مجھ کو مع چند جوانان قریش کے عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا تو ہم نے پچاس پچاس کوڑے مارے زنا کے بارے میں بہت سی لونڈیوں کے امارت (یعنی خمس) کی لونڈیوں میں سے۔ مالکؒ ابوالزناد سے وہ عبداللہ بن عامر بن ربیعہ سے کہ میں نے پایا عمرؓ بن الخطاب کو اور عثمانؓ بن عفان کو اور دیگر خلفاء کو نام بنام آگے تک سمجھ لو تو میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس نے کسی غلام کے افتراء کی بناء پر چالیس کوڑوں سے زیادہ مارے ہوں۔ مالکؒ ابو الرجال سے وہ اپنی ماں عمرہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کے زمانہ میں دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو گالی دی تو ان میں سے ایک نے دوسرے سے کہا کہ نہ میرا باپ زانی تھا اور نہ میری ماں زانیہ تھی۔ تو اس کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب نے مشورہ کیا۔ تو ایک کہنے والے نے کہا کہ اُس نے اپنے باپ اور ماں کی مدح کی ہے اور دوسرے لوگوں نے کہا کہ اس کے باپ اور ماں کے لئے مدح کی بات اور بھی تھی۔ ہماری رائے یہ ہے کہ اس کو حد کے کوڑے مارے جائیں۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے حد کے اسّی کوڑے لگوائے۔ مالکؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے کہ ایک شخص اپنی بیوی کی باندی کو اپنے ساتھ لے کر ایک سفر میں نکلا اور اس سے ہم بستر ہو گیا۔ اس سے اُس کی بیوی کو غیرت آئی اور اُس نے اس کا ذکر

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

لعمر بن الخطاب فسأله عن ذٰلک فقال وھبتھا لی فقال عمر لتأتینی بالبینۃ او لأرمینک باحجارک قال فاعترفت امرأتہ انھا وھبتھا لہ مالک عن ابن شھاب عن سائب بن یزید ان عبداللہ ابن عمرو الحضرمی جاء بغلام لہ الی عمر ابن الخطاب فقال اقطع ید غلامی ھذا فانہ سرق فقال لہ عمر ماذا سرق قال سرق مرآۃ لامرأتی ثمنھا ستون درھما فقال عمر ارسلہ فلیس علیہ قطع خادمکم سرق متاعکم (من غیر حرز ۱۲) مالک عن ابن شھاب عن سائب بن یزید انہ اخبرہ ان عمر بن الخطاب خرج علیھم فقال انی وجدت من فلان ریح شراب فزعم انہ شرب الطلاء و انا سائل عما شرب فان کان یسکر جلدتہ الحد فجلدہ عمر بن الخطاب الحد تاما مالک عن یزید الدیلی ان عمر بن الخطاب استشار فی الخمر یشربھا الرجل فقال لہ علی ابن ابی طالب نری ان تجلدہ ثمانین فانہ اذا شرب سکر و اذا سکر ھذی

عمرؓ بن الخطاب سے کر دیا تو اس شخص سے انھوں نے اس کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ اس نے باندی کو مجھے ہبہ کر دیا تھا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تجھ کو میرے سامنے گواہ لانا ہوں گے ورنہ میں تجھے پتھروں سے سنگسار کردوں گا۔ کہا کہ پھر اس کی بیوی نے اقرار کر لیا کہ اس نے اس باندی کو اس شخص کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے کہ عبداللہ بن عمرو الحضرمی اپنے ایک غلام کو عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر آئے اور کہا کہ میرے اس غلام کا ہاتھ کاٹیے کیونکہ اس نے چوری کی ہے تو ان سے عمرؓ نے کہا کہ اس نے کیا چوری کی ہے تو انھوں نے کہا کہ اس نے میری بیوی کا آئینہ چرایا جس کی قیمت ساٹھ درہم ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو چھوڑ دو اس کے اوپر قطع نہیں ہے تمھارا خادم ہے تمھاری ہی چیز کو اس نے چرایا۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے ان کو خبر دی کہ عمرؓ بن الخطاب ان پر نکلے اور فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بو محسوس کر رہا ہوں اور وہ یہ دعویٰ کر رہا ہے کہ اس نے طلاء[ع] پیا ہے۔ اور میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا تو میں اس پر حد کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کے پورے کوڑے حد کے لگواتے۔ مالکؒ یزید الدیلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے شراب کے بارے میں جو کوئی شخص پیے مشورہ طلب کیا تو ان سے علی بن ابی طالب نے کہا کہ اس کے اسّی کوڑے لگوائے جائیں کیونکہ وہ شخص جب پیے گا تو مدہوش ہو گا اور جب مدہوش ہو گا تو ہذیان کی باتیں بکے گا

ع طلاء اصل میں اس روغن کو کہتے ہیں جو اونٹوں پر مَلا جاتا ہے یعنی تارکول یا ڈامر۔ چونکہ انگور کا وہ شیرہ جو اتنا پکایا جائے کہ اس کا دو ثلث جل جائے اور ایک ثلث باقی رہ جاتے وہ اتنا گاڑھا ہو جاتا ہے جیسا تارکول ہوتا ہے تو اس کو بھی طلاء کہنے لگے۔ یہ مُسکِر نہیں ہوتا۔ اس لئے حلال ہے۔ لیکن لوگ دھوکہ دینے لگے کہ گاڑھی شراب کو طلاء کے نام سے پینے لگے ایسے لوگوں پر حد جاری کی گئی ۱۲

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وإذا هذى افترى او كما قال فجلده
عمر في الخمر ثمانين البغوى في قصة
جلد الوليد بن عقبة في الخمر قول عليؓ
جلد النبي صلى الله عليه وسلم اربعين و
جلد ابوبكر اربعين وعمر ثمانين وكل
سنة وهذا احب الى يعني
الاربعين مالك عن ابن شهاب ان عمر
ابن الخطاب وعثمان بن عفان وعبدالله
ابن عمر قد جلدوا عبيدهم نصف حد
الحر في الخمر مالك عن داود بن الحصين
عن واقد بن عمر بن سعد بن معاذ انه اخبره
عن محمود بن لبيد الانصاري ان عمر
الخطاب حين قدم الشام شكى اليه
اهل الشام وباء الارض وثقلها وقالوا
لا يصلحنا الا هذا الشراب فقال عمر
اشربوا العسل فقالوا لا يصلحنا العسل
فقال رجل من اهل الارض هل لك ان
نجعل لك من هذا الشراب شيئا لا يسكر
قال نعم فطبخوه حتى ذهب منه
الثلثان وبقي الثلث فاتوا به عمر
فادخل فيه عمر اصبعه ثم رفع يده
فتبعها يتمطط فقال هذا الطلاء هذا
مثل طلاء الابل فامرهم عمر ان
يشربوه فقال له عبادة بن الصامت
احللتها والله فقال عمر كلا والله

اور جب ہذیان ہوگا تو افترا کرے گا (یعنی گالیاں بکے گا) یا جیسا
کہ آپ نے فرمایا تو عمرؓ نے شراب کی بنا پر اس کے اسّی کوڑے
لگوائے۔ بغوی ولید بن عقبہ کے شراب کی علت پر کوڑے لگوانے
کے قصہ میں علیؓ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے چالیس
کوڑے لگوائے اور ابوبکرؓ نے چالیس کوڑے لگوائے اور عمرؓ نے
اسّی اور ہر ایک سنّت یعنی صحیح طریقہ ہے اور یہ مجھے پسند ہے یعنی
چالیس۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب اور عثمانؓ
ابن عفان اور عبداللہ بن عمرؓ نے شراب کی حد کے بارے میں
اپنے غلاموں کے بہ نسبت آزاد لوگوں کے آدھی تعداد کوڑے
لگوائے۔ مالکؒ داؤد بن الحصین سے وہ واقد بن عمرؓ بن سعد
ابن معاذ سے کہ ان کو خبر پہنچی محمود بن لبید الانصاری سے کہ
عمرؓ بن الخطاب جب شام پہنچے تو اہلِ شام نے اُن سے شکایت
کی ملک میں وبار پھیلنے اور اس سے سستی پیدا ہونے کی اور
انھوں نے کہا ہمیں کوئی چیز مفید نہیں پڑتی بجز اس مشروب
کے۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ شہد پیو تو انھوں نے کہا کہ ہمیں شہد مفید
نہیں پڑتا۔ تو اس سرزمین کے ایک شخص نے کہا کہ کیا ہم آپ کو
اس شراب ہی سے ایسی چیز بنا کر دیں . . . . .
. . . . . جو نشہ نہ کرے تو عمرؓ نے کہا کہ ہاں۔ تو لوگوں نے
اس کو پکایا یہاں تک کہ اس میں سے دو تہائی جاتا رہا اور
ایک تہائی باقی رہ گیا پھر اس کو عمرؓ کے پاس لے کر آئے تو
عمرؓ نے اس میں اپنی انگلی ڈبوئی۔ پھر اپنے ہاتھ کو اٹھایا تو
اُس کے ساتھ تار کھنچتا ہوا آیا تو فرمایا کہ یہ تو طلا ہے یہ
تو مثل اونٹ کے (مرہم) طلا کے ہے تو عمرؓ نے ان کو حکم
دیدیا کہ اس کو پی لیں۔ تو ان سے عبادہ بن الصامت نے کہا کہ
واللہ کیا آپ نے اس کو حلال کر دیا تو عمرؓ نے کہا ہرگز نہیں واللہ

ف عبادہ بن صامتؓ کو اس پر شراب کا دھوکہ ہوا اس لئے یہ سوال کیا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ میں نے شراب کی اجازت نہیں دی ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اللّٰهم انی لا احل لهم شیئاً حرمته علیهم ولا احرم شیئاً احللته لهم البغوی روی ان رجلین تشاتما عند ابی بکر فلم یقل لهما شیئاً وتشاتما عند عمر فادبهما فی الجراح مالک بلغه ان عمر بن الخطاب قوّم الدیة علی اهل القری فجعلها علی اهل الذهب الف دینار وعلی اهل الورق اثنی عشر الف درهما مالک عن ابن شهاب عن عراق بن مالک وسلیمان ابن یسار ان رجلاً من بنی سعد بن لیث اجری فرساً فوطئ علی اصبع رجل من جهینة فنزی فیها فمات فقال عمر ابن الخطاب للذین ادعی علیهم اتحلفون بالله خمسین یمیناً مامات منها فابوا وتحرجوا فقال للآخرین اتحلفون انتم فابوا فقضی عمر بشطر الدیة علی السعدیین قال مالک ولیس العمل علی هذا وقال الشافعی نحواً من ذلک قلت ان البدایة انما بالمدعی علیهم فالظن ان عمر بن الخطاب کان عنده انه یجوز ان یبدأ بهؤلاء وهؤلاء فالبدایة بالمدعی علیهم هو القیاس والبدایة بالمدعین محول عن القیاس احتیاطاً لامر القتل

(تشاتما: دشنام دادن یک دیگر را — اجری: دوانید — فوطئ: پامال کرد — بشطر: نصف)

اے اللہ! میں اُن کے لئے کوئی ایسی چیز حلال نہیں کرتا جس کو تو نے اُن پر حرام کیا اور کوئی ایسی چیز اُن پر حرام نہیں کرتا جس کو تو نے ان پر حلال کیا ہے۔ بغویؒ، روایت کیا گیا کہ ابوبکرؓ کے پاس دو آدمیوں نے ایک دوسرے کو بُرا کہا تو اُنھوں نے اُن کو کچھ نہ کہا اور (دو آدمیوں نے) ایک دوسرے کو بُرا کہا عمرؓ کے پاس تو انھوں نے (دونوں کو) ایک دوسرے کو گالی دینے پر تادیب کی (مار کر یا ڈانٹ کر)۔ مالکؒ، ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت قرار دی بستی والوں پر تو اس کو سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم دیت مقرر کی۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عراک بن مالک اور سلیمان بن یسار سے کہ بنی سعد بن لیث میں کے ایک شخص نے گھوڑا دوڑایا تو اُس نے جہینہ کے ایک شخص کی اُنگلی کو پامال کردیا تو اس سے اُس کے تمام بدن کا خون نکل گیا اور وہ مرگیا تو عمرؓ بن الخطاب نے ان لوگوں سے کہا جن پر دعویٰ کیا گیا تھا کہ کیا تم اللہ کی پچاس قسمیں کھاؤ گے اس پر کہ وہ اس (صدمہ) سے نہیں مرا تو اُنھوں نے انکار کیا اور وہ رُک گئے۔ پھر آپ نے دوسرے لوگوں سے کہا کہ کیا تم قسم کھاؤ گے؟ تو اُنھوں نے انکار کردیا تو عمرؓ نے بنی سعد والوں کے اُوپر نصف دیت کا فیصلہ کیا۔ مالکؒ نے کہا کہ اس پر عمل نہیں ہے (یعنی اس پر کہ اوّل مدعا علیہ سے بیان لیا جاتے)۔ شافعیؒ نے بھی ایسا ہی کہا۔ میں کہتا ہوں کہ (مقدمہ کی) ابتداء کرنا مدعیٰ علیہم سے تو میرا ظن یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب کا مسلک یہ تھا کہ وہ جائز رکھتے تھے کہ ابتداء کی جائے اِن سے یا اُن سے۔ ہاں امر قتل میں احتیاط کے طور پر مدعا علیہم سے ابتداء کرنا قیاس کے مطابق ہے اور مدعیوں سے ابتداء کرنا قیاس کے خلاف ہے۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وأما قضاؤه بنصف الدية على السعد بين
فيجري فيه ما قال البغوي في حديث جرير
ابن عبد الله بعث رسول الله صلى الله عليه
وسلم سرية الى خثعم فاعتصم ناس منهم بالسجود
فأسرع فيهم القتل فبلغ ذلك النبي
صلى الله عليه وسلم فأمر بنصف العقل
الحديث فقال البغوي امر بنصف الدية استطابة
لانفس اهليهم او زجرا للمسلمين في ترك
التثبت عند وقوع الشبهة والاوجه عندي
انه على طريق الصلح يشهد له كتاب عمر الى
ابي عبيدة واحرص على الصلح اذا لم يتبين
لك القضاء مالك عن زيد بن اسلم عن مسلم
ابن جندب عن اسلم مولى عمر ان عمر بن الخطاب
قضى في الضرس بجمل وفي الترقوة بجمل
وفي الضلع بجمل مالك عن ابن شهاب ان
عمر بن الخطاب نشد الناس بمنى من كان
عنده علم من الدية ان يخبرني فقام الضحاك
ابن سفيان الكلابي فقال كتب الي
رسول الله صلى الله عليه وسلم ان ورث
امرأة اشيم الضبابي من دية زوجها فقال له
عمر بن الخطاب ادخل الخباء حتى آتيك فلما
نزل عمر بن الخطاب اخبره الضحاك فقضى
بذلك عمر بن الخطاب قال ابن شهاب وكان
قتل اشيم خطأ مالك عن
يحيى بن سعيد

رہا بنی سعد والوں پر آپ کا نصف دیت کا فیصلہ کرنا تو اس میں وہ بات جاری ہوتی ہے جس کو بغویؒ نے ذکر کیا ہے جریر بن عبد اللہؓ کی حدیث میں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے قبیلہ خثعم پر ایک سریہ بھیجا تو اُن میں سے کچھ لوگوں نے اپنا بچاؤ سجدہ کرکے کیا تو جلد بازی سے کام لیکر انہیں فوراً قتل کردیا گیا پھر جب اس واقعہ کی اطلاع نبی صلے اللہ علیہ وسلم کو پہنچی تو آپؐ نے نصف دیت دینے کا حکم دیا، آخر حدیث تک۔ تو اس پر بغویؒ نے کہا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے اہلِ خثعم کے دل رکھنے کے لئے اور مسلمانوں کو تنبیہ کرنے کے لئے کہ شبہ کے موقع پر ثابت قدمی کو انھوں نے ترک کردیا تھا نصف دیت کا حکم دیا۔ اور بہتر وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ وہ (عمرؓ کا فیصلہ) صلح کے طریق پر تھا۔ اس پر شاہد ہے عمرؓ کا مکتوب ابو عبیدہؓ کے نام کہ جب تم پر فیصلہ پورے طور پر واضح نہ ہو تو باہمی صلح کرانے پر حریص بن جاؤ۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ مسلم بن جندب سے وہ اسلم مولیٰ عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے داڑھ (توڑنے) پر فیصلہ کیا ایک اونٹ دینے کا اور ہنسلی اور پسلی کا ایک اونٹ کا۔ مالکؒ ابن شہاب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے منیٰ میں لوگوں کو قسم دی کہ جس شخص کے پاس دیت کے بارے میں کوئی علم ہو وہ مجھے خبر دے۔ تو ضحاک بن سفیان الکلابی کھڑے ہوتے اور انھوں نے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے مجھے لکھا تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اس کے شوہر کی دیت میں وارث قرار دو۔ تو اُن سے عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ تم خیمہ میں داخل ہو جاؤ (اور ٹھہرو) یہاں تک کہ میں تمہارے پاس آؤں۔ تو جب عمرؓ بن الخطاب آئے تو اُن کو پھر ضحاک نے خبر دی تو عمرؓ بن الخطاب نے اسی کے مطابق فیصلہ کیا۔ ابن شہاب نے کہا کہ اشیم کا قتل خطاءً ہوا تھا۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عن عمرو بن شعیب ان رجلاً من بنی مُدلج یُقال لہ قتادۃ حذف ابنہ بسیفٍ فاصاب ساقہ فنزی فی جرحہ فمات فقدم سراقۃ بن جعشم علی عمر بن الخطاب فذکر ذلک لہ فقال لہ عمر اعدد علی ماء قدید عشرین و مائۃ بعیر حتی اقدم علیک فلما قدم عمر اخذ من تلک الابل ثلثین حقۃ و ثلثین جذعۃ و اربعین خلفۃ ثم قال این اخ المقتول قال ہا انا ذا فقال خذہا فان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال لیس للقاتل شئ مالک عن یحیی بن سعید عن سعید بن المسیب ان عمر بن الخطاب قتل نفراً خمسۃ او سبعۃ برجل واحدٍ قتلوہ قتل غیلۃ وقال عمر لو تمالأ علیہ اہل صنعاء لقتلتہم جمیعاً البیہقی رُوینا عن عمر بن الخطاب انہ قتل ثلثۃ نفر بامراۃٍ اقادہم بہا الشافعی اخبرنا محمد بن الحسن اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم ان رجلاً من بکر ابن وائل قتل رجلاً من اہل الحیرۃ فکتب فیہ عمر بن الخطاب ان یدفع الی اولیاء المقتول فان شاءوا قتلوا و ان شاءوا عفوا فدفع الرجل الی رجل یقال لہ حنین من اہل الحیرۃ

وہ عمرو بن شعیب سے کہ بنی مُدلج کے ایک شخص نے جس کو قتادہ کہا جاتا تھا اپنے بیٹے کو تلوار ماری جو اُس کی پنڈلی پر لگی تو اس کے زخم سے تمام بدن کا خون نکل گیا پھر وہ مرگیا تو سراقہ بن جعشم عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا اور اُن سے اس واقعہ کا ذکر کیا۔ تو اس سے عمرؓ نے فرمایا کہ آب (یعنی مقام) قدید پر ایک سو بیس اُونٹ تیار رکھ یہاں تک کہ میں تیرے پاس پہنچوں تو جب عمرؓ پہنچے تو اُنھوں نے ان اُونٹوں میں سے تیس حقّہ لئے اور تیس جذعہ اور چالیس خلفہ (یعنی حاملہ)۔ پھر فرمایا مقتول کا بھائی کہاں ہے۔ اُس نے کہا کہ میں موجود ہوں تو کہا کہ یہ سب لے لے کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے کہ قاتل کے لئے کچھ نہیں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے وہ سعید بن المسیّب سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے (صنعاء کے) پانچ یا سات آدمیوں کو قتل کیا ایک شخص کی وجہ سے جس کو انھوں نے دھوکہ سے قتل کیا تھا اور عمرؓ نے فرمایا کہ اگر اس قتل پر سب اہلِ صنعاء جمع ہوجاتے تو میں ان سب کو قتل کردیتا۔ بیہقیؒ ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب کے بارے میں کہ اُنھوں نے تین آدمیوں کو قتل کیا ایک عورت کے بارے میں اُن سے اُس کے قتل کا قصاص لیا۔ شافعیؒ، ہم کو خبردی محمد ابن الحسن نے اُنھوں نے کہا کہ ہم کو خبردی ابو حنیفہؒ نے حماد سے اُنھوں نے سُنا ابراہیم سے کہ بکر بن وائل کے ایک شخص نے اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو قتل کردیا تو اس کے بارے میں عمرؓ ابن الخطاب نے لکھا کہ اس شخص کو مقتول کے اولیاء کو دیدیا جائے وہ اگر چاہیں تو اُس کو قتل کردیں اور اگر چاہیں تو معاف کردیں۔ تو اس شخص کو اہلِ حیرہ کے ایک شخص کو جس کو حنین کہا جاتا تھا

ف ۵ حقّہ وہ اونٹ ہے جو تین سال کا ہو کر چوتھے سال میں داخل ہو جائے اور جذعہ وہ اونٹ ہے جو چار سال کا ہو کر پانچویں میں داخل ہو جائے ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقتلہ فکتب عمر بعد ذٰلک ان کان الرجل لم یُقتل فلا تقتلوہ فراٰوا ان عمر بن الخطاب اراد ان یُرضیھم من الدیۃ و ناظر الشافعیؒ[ع] فی ذٰلک بکلام مبسوطٍ وکان فیما قال قُلنا افرأیت لو کتب ان اقتلوہ و قُتل و لم یرجع عنہ اَکان یکون فی احدٍ مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم حُجۃ قال لا قُلنا ارأیت لولم یکن فیہ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم شئی یُقیم الحُجۃ علیک و لم یکن فیہ الا ما قال عمر ما کان عمر یحکم بحکم ثم یرجع عنہ الا عن علمٍ بلغہ ھو اولیٰ من قولہ[۱۲ الاوّل] فقولہ حین رجع اولیٰ ان تصیر الیہ قال فلعلہ اراد ان یُرضیہ بالدیۃ قُلنا فلعلہ اراد ان یخیفہ بالقتل و لا یقتلہ قال لیس ھذا فی الحدیث قلنا ولیس ماقلت فی الحدیث البیھقی رُوینا عن مکحول فی قتل عبادۃ بن الصامت نبطیا و قول عمر اجلس للقصاص فقال زید بن ثابت اَتُقید عبدک من اخیک

دیدیا گیا تو اس نے اُس کو قتل کردیا۔ پھر اس کے بعد عمرؓ نے لکھا کہ اگر وہ شخص قتل نہ کیا گیا ہو تو اُس کو قتل نہ کرو۔ تو اُن کی رائے یہ ہوتی کہ عمرؓ بن الخطاب نے یہ ارادہ کیا کہ اُن کو دیت پر راضی کرلیں اور شافعیؒ نے اس بارے میں مناظرہ کیا بسوط کلام کے ساتھ اور جو کچھ کہا اس میں یہ بھی تھا کہ ہم نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر عمرؓ نے لکھدیا ہوتا کہ اس کو قتل کردو اور اس سے اُنھوں نے رجوع نہ کیا ہوتا تو کیا یہ بات کسی کے بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے فعل کے پیش نظر حجت بن جاتی؟ کہا کہ نہیں۔ ہم نے کہا کہ اگر اس بارے میں نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے کوئی ایسی بات ثابت نہ ہوتی جس کو تم اپنے اُوپر حجت قرار دیتے اور اس بارے میں سوائے اس کے جو عمرؓ نے کہا اور کوئی بات مروی نہ ہوتی۔ تو عمرؓ کی یہ شان نہ تھی کہ وہ ایک خاص حکم دیتے پھر اس سے رجوع کرتے بجز اس صورت میں کہ ان کو کوئی ایسا علم پہنچے جو اُن کے قولِ اوّل سے اَولیٰ ہو۔ تو اُن کا قول جس کی جانب اُنھوں نے رجوع کیا اَولیٰ ہے کہ اس کو قابلِ حجت بنایا جائے۔ کہا کہ یہ ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے ارادہ کیا ہو کہ وَلی مقتول کو راضی کرلیں گے دیت پر۔ ہم نے کہا کہ یہ بھی ہوسکتا ہے کہ اُنھوں نے اس کو قتل کا ڈراوا دیا ہو اور قتل کرنا نہ چاہتے ہوں۔ کہا کہ یہ بات حدیث میں نہیں ہے۔ ہم نے کہا جو کچھ آپ نے کہا (کہ دیت پر راضی کرنے کا ارادہ کیا ہوگا) وہ بھی حدیث میں نہیں ہے۔ بیہقی، ہم سے مکحول سے روایت کی گئی ایک نبطی (غلام) کو عبادہ بن الصامت نے قتل کردیا تو حضرت عمرؓ نے اُن سے کہا ..... کہ قصاص کے لئے بیٹھ تو زیدؓ بن ثابت نے کہا کہ کیا آپ اپنے ایک غلام کے خون کا بدلہ اپنے ایک بھائی سے لیتے ہیں

ع کس سے مناظرہ کیا اس کی کوئی صراحت کسی نسخہ میں موجود نہیں شاید محمد بن الحسن سے مناظرہ کیا ہو ۱۲ ھ یعنی شافعیؒ نے کہا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فترک عمر القود وقضٰی علیہ بالدیۃ قال و رُوینا فی مثل ہٰذہ القصۃ فقال ابو عبیدۃ بن الجراح ارأیت لو قتل عبداً لہ أکنت قاتلہ فصمت عمر بن الخطاب الشافعی منقطعاً و البیہقی موصولاً عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ ان ابا بکر و عمر کانا لا یقتلان الحر بقتل العبد البیہقی عن الاحنف بن قیس عن عُمر و علیؓ فی الحر یقتل العبد قالا ثمنہ بالغاً ما بلغ البیہقی فی قصۃ المدلجی عن عمرو بن شعیب عن ابیہ عن جدہ قال عمر لولا انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول لا یُقاد الاب من ابنہ لقتلتہ ہلم دیتہ فأتاہ بہا فدفعہا الی ورثتہ و ترک اباہ البیہقی عن عرفجۃ عن عمر مرفوعاً لیس علی الوالد قود من ولدہ البیہقی قال البخاری فی الترجمۃ و ذکرہ ابن المنذر یُذکر عن عُمر بن الخطاب انہ قال یُقاد المرأۃ من الرجل فی کل عمد یبلغ نفسہ فما دونہا البیہقی رُوینا عن عمر بن الخطاب فیما کتب عمر بن عبدالعزیز یُقاد المملوک من المملوک فی کل عمد یبلغ نفسہ فما دون ذلک البیہقی و رُوینا عن عمر بن الخطاب

تو عمرؓ نے قصاص کا ارادہ ترک کر دیا اور اُن پر دیت کو قائم کیا۔ کہا اور ہم سے اسی قصہ کے مانند واقعہ میں یہ روایت کیا گیا کہ پھر ابو عبیدہؓ ابن الجراح نے کہا کہ کیا آپ نے اس پر غور کیا کہ اگر وہ اپنے غلام کو قتل کر دیتا تو کیا آپ اس کو قتل کر دیتے؟ تو عمرؓ بن الخطاب خاموش ہو گئے۔ شافعیؒ نے منقطع اور بیہقی نے موصول روایت کی ہے عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اپنے دادا سے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ آزاد کو غلام کے قتل کے بدلے میں قتل نہیں کیا کرتے تھے۔ بیہقی احنف بن قیس سے وہ عمرؓ اور علیؓ سے ایسے آزاد شخص کے بارے میں جو غلام کو قتل کر دے تو دونوں نے اُس کی قیمت ادا کرنے کا حکم دیا جو کسی حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی مدلجی کے قصہ میں (جو گزر چکا ہے) عمرو بن شعیب سے وہ اپنے باپ سے وہ اُن کے دادا سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے یہ نہ سنا ہوتا کہ باپ کا خون نہیں بہایا جاتے گا بیٹے کے قتل پر تو میں اس کو قتل کر دیتا۔ اس کی دیت لے کر آ۔ تو وہ دیت لیکر آیا تو اس کو اُس کے وارثوں کو دیدی اور اُس کے باپ کو چھوڑ دیا۔ بیہقی عرفجہ سے وہ عمرؓ سے مرفوعاً، بیٹے کے قتل پر باپ کو قتل کرنے کا حکم نہیں ہے۔ بیہقی، بخاری نے ترجمہ میں کہا اور اس کو ذکر کیا ابن المنذر نے جو بیان کرتے ہیں عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے کہا کہ بیوی کے خون کا بدلہ لیا جائے گا شوہر سے ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جس پر بھی اس کا نفس جا پہنچے جان لینے پر یا اُس سے کم درجہ پر۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے اُس مکتوب میں جو عمرؒ بن عبدالعزیز نے لکھا تھا کہ مملوک کے خون پر مملوک کا خون بہایا جاتے گا ہر (قتل یا ضرب) عمد پر جو اس کی جان لینے تک پہنچ جاتے یا اس سے کم درجہ پر۔ بیہقی اور ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ بن الخطاب سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ما دلّ علیٰ وجوب القصاص بالضرب بالعصا وغیرہ
اذا کان مثلہ یقتل اخرجہ البیہقی رُوینا عن ابن
شہاب انّ ابا بکر الصدّیق و عمر بن الخطاب و
عثمان بن عفّان اَعطوا القود من انفسہم
فلم یُستقد منہم و ہم سلاطین الشافعی عن ابن
شہاب وعن مکحول وعن عطاء قالوا ادرکنا الناس
علی انّ دیۃ المسلم الحرّ علیٰ عہد رسول اللّٰہ
صلی اللّٰہ علیہ وسلم مائۃ من الابل فقوّم عمر
ابن الخطاب تلک الدیۃ علی اہل القریٰ الف دینار
او اثنا عشر الف درہم و دیۃ الحرۃ المسلمۃ اذا کانت
من اہل القریٰ خمسمائۃ دینار او ستۃ آلاف درہم
فاذا کان الذی اصابہا من الاعراب فدیتہا
خمسون من الابل لا یکلّف الاعرابی الذہب و
الورق محمد بن الحسن انا ابو حنیفۃ عن الہیثم عن عامر
الشعبی عن عبیدۃ السلمانی عن عمر بن الخطاب قال
علی اہل الورق من الدیۃ عشرۃ آلاف درہم
وعلی اہل الذہب الف دینار وعلی اہل البقرۃ
مائتا بقرۃ وعلی اہل الابل مائۃ من الابل و
علی اہل الغنم الفا شاۃ وعلی اہل الحلل مائتا
حلّۃ قال محمد وبہذا کلہ نأخذ وکان ابو حنیفۃ
یأخذ من ذلک بالابل والدراہم والدنانیر
الشافعی قال محمد بن الحسن بلغنا عن عمر بن الخطاب انہ
فرض علی اہل الذہب الف دینار وعلی اہل الورق
عشرۃ آلاف درہم حدثنا بذلک ابو حنیفۃ عن
الہیثم عن الشعبی عن عمر بن الخطاب و زاد

جس کا مضمون دلالت کرتا ہے قصاص کے واجب ہونے پر لاٹھی
وغیرہ سے مارنے پر جب کہ اُس جیسا (آلۂ ضرب) مار ڈالتا ہو۔ بیہقی
روایت کیا گیا ہم سے ابن شہاب سے کہ ابو بکر صدیقؓ اور عمرؓ بن
الخطاب اور عثمانؓ بن عفان سب نے اس حال میں کہ وہ سلاطین
تھے قصاص کا حق عطا کیا اپنے نفسوں سے تو اُن سے قصاص
نہیں طلب کیا گیا۔ شافعیؒ ابن شہاب اور مکحول اور عطاء سے
سب نے کہا کہ ہم نے لوگوں کو اس (عمل) پر پایا کہ آزاد مسلمان
مرد کی دیت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں سو
اونٹ تھے تو قیمت مقرر کی ابن الخطاب نے اس دیت کی شہر
والوں پر ہزار دینار یا بارہ ہزار درہم اور آزاد مسلمان عورت کی
دیت جب کہ وہ شہر والوں میں سے ہو پانچ سو دینار یا چھ ہزار
درہم۔ پھر اگر وہ شخص جس پر اُفتاد واقع ہوئی اعراب میں سے
ہے تو اُس کی دیت پچاس اُونٹ ہے۔ اعرابی کو سونے چاندی
کا مکلف نہیں کیا گیا۔ محمدؒ بن الحسن ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ
نے بروایت ہیثم از عامر شعبی از عبیدۃ السلمانی از عمرؓ بن الخطاب
کہ اُنھوں نے کہا کہ چاندی والوں پر دیت دس ہزار درہم
ہیں اور سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور گائے والوں پر
دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور بکری والوں
پر دو ہزار بکریاں اور کپڑے والوں پر دو سو جوڑے۔ محمدؒ
نے کہا اس کُل کو ہم اختیار کرتے ہیں اور ابو حنیفہؒ ان میں سے
اونٹوں اور درہموں اور دیناروں کو لیتے ہیں۔ شافعیؒ، کہا محمدؒ
ابن الحسن نے ہم کو پہنچا عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے قرار
دیا سونے والوں پر ایک ہزار دینار اور چاندی والوں پر دس
ہزار درہم ہم سے یہ حدیث بیان کی ابو حنیفہؒ نے ہیثم سے انھوں
نے شعبی سے وہ عمرؓ بن الخطاب سے اور یہ اضافہ کیا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علٰی أہل البقر مائتی بقرۃٍ و علٰی أہل الابل مائۃ من الابلِ و علٰی أہلِ الغنم الفی شاۃٍ قال محمد بن الحسن وقال أہل المدینۃ انّ عُمر فرض الدیۃ علٰی أہل الورق اثنی عشر الف درہم و ساق الکلام الی ان قال و نحن فیما نطق أعلمُ بفریضۃ عمر بن الخطاب من أہل المدینۃ لانّ الدراہم علٰی أہل العراق قال محمد وصدق اہلُ المدینۃ ان عمر بن الخطاب فرض من الدّیۃ اثنی عشر الفًا ولکنہ فرضہا اثنی عشر الف درہم وزن ستۃٍ۔ اخبرنی الثوری عن مغیرۃ الضبی عن ابراہیم قالت کانت الدیۃ الابلَ فجعلت الابلُ الصغیر والکبیر کلّ بعیر مائۃ و عشرونَ درہما وزن ستۃٍ فذلک اثنی عشرۃ آلاف درہم قال الشافعیؒ فقلتُ لمحمّد ابن الحسن أتقولُ انّ الدیۃ اثنا عشرَ الف درہم وزن ستۃٍ فقالَ لا فقلتُ ومن این زعمتَ ان کنتَ اعلم بالدّیۃ من أہلِ الحجاز لانّ عمر قضٰی فیہا بشیٔ لا تقضی بہ قالَ لم یکونوا یحسنون قلتُ أفتروی شیئًا تجعلہ اصلاً فی الحکم وانتَ تزعم ان من روٰی عنہ لا یُعرف ما قضٰی بہ الشافعی اخبرنا محمد اخبرنا ابو حنیفۃ عن حماد عن ابراہیم انّ عُمر بن الخطّاب أُتی برجلٍ قد قتل عمدًا فامر بقتلہ

گائے والوں پر دو سو گائیں اور اونٹ والوں پر سو اونٹ اور بکری والوں پر دو ہزار بکریاں۔ کہا محمد بن الحسن نے اور اہلِ مدینہ نے کہا کہ عمرؓ نے دیت قرار دی چاندی والوں پر بارہ ہزار درہم اور اور کلام کو آگے بڑھایا یہاں تک کہ کہا کہ اور ہم (اہلِ عراق) جس چیز کا گمان کرتے ہیں وہ یہ ہے کہ عمرؓ کے فریضہ کو بہ نسبت اہلِ مدینہ کے ہم زیادہ جانتے ہیں کیونکہ دراہم اہلِ عراق پر مقرر کیے گئے ہیں۔ کہا محمدؒ نے کہ بیشک اہلِ مدینہ نے سچ کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت مقرر کی ہے بارہ ہزار، لیکن اُنھوں نے دیت کو بارہ ہزار درہم چھ دوانگ والے) وزن کے مقرر کیے۔ مجھے خبر دی ثوری نے مغیرہ ضبی سے اُنھوں نے ابراہیم سے کہ دیت اُونٹ کی ہوتی تھی تو چھوٹے بڑے اُونٹوں کی (اوسط) قیمت قرار دی گئی ایک سو بیس درہم چھ کے وزن سے تو اس حساب سے اونٹوں کی قیمت بارہ ہزار درہم ہوتی۔ شافعیؒ نے کہا کہ پھر مَیں نے محمد بن الحسن سے کہا کہ کیا آپ بوزن چھ (دانگ) دیت بارہ ہزار درہم کہتے ہیں؟ تو اُنھوں نے کہا کہ نہیں! تو مَیں نے کہا کہ پھر آپ یہ کیسے گمان کرتے ہیں کہ آپ اہلِ حجاز سے زیادہ دیت کا علم رکھتے ہیں کیونکہ عمرؓ نے اس کے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے آپ اس پر فیصلہ نہیں کرتے تو اُنھوں نے کہا کہ وہ (اہلِ حجاز) اچھا فیصلہ نہیں کرتے۔ مَیں نے کہا کہ کیا پھر آپ کوئی ایسی روایت بیان کرینگے جس کو آپ حکم میں اصل قرار دیتے ہوں کیونکہ آپ گمان کرتے ہیں کہ جس شخص سے روایت کی جارہی ہے وہ خود نہیں پہچانتا اُس بات کو جس کا اُس نے فیصلہ کیا۔ شافعیؒ ہم کو خبر دی محمدؒ نے کہا ہم کو خبر دی ابو حنیفہؒ نے حمادؒ سے اُنھوں نے ابراہیم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس ایک شخص لایا گیا جس نے قتلِ عمد کیا تھا تو اُنھوں نے اُس کے قتل کا حکم دیا۔ اس کے بعد بعض

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فعفیٰ بعض الاولیاء فامر بقتلہ فقال ابن مسعود کانت النفس لھم جمیعاً فلما عفیٰ اذا احیا النفس فلا یستطیع ان یاخذ حقہ حتی یاخذ حق غیرہ قال فما ترٰی قال اریٰ ان تجعل الدیۃ علیہ فی مالہ وترفع (تنقص ۱۲) حصۃ الذی عفیٰ فقال عمر وانا اریٰ ذلک البیھقی عن الاعمش عن زید بن وھب قال وجد رجل عند امرأتہ رجلاً فقتلھا فرفع ذلک الی عمر بن الخطاب فوجد (غضب ۱۲) علیھا بعض اخوتھا فتصدق علیہ بنصیبہ فامر عمر سائرھم بالدیۃ (القاتل ۱۲) البیھقی روی عن عمر ان رجلاً قتل رجلاً فقالت اخت المقتول وھی امرأۃ القاتل عفوت عن حصتی من زوجی فقال عمر عتق (سلم ۱۲) الرجل من القتل البیھقی روی عن عمر انہ قال عمد الصبی وخطاءہ سواء یعنی للعمد حکم الخطاء البیھقی عن ابن فراس خطبنا عمر فقال انی لم ابعث عمالی یضربون ابشارکم ولا یاخذوا اموالکم فمن فعل بہ غیر ذلک

اولیاء نے معاف کردیا پھر عمرؓ نے اس کے قتل کا حکم دیا تو ابن مسعودؓ نے کہا کہ یہ نفس اُن (سب اولیاء مقتول) کے لئے تھا۔ تو جب اس نے معاف کردیا تو نفس کو زندگی کا حق دیدیا تو اب وہ استطاعت نہیں رکھتا کہ اپنے حق کو حاصل کرے جب تک کہ غیر کے حق کو بھی نہ حاصل کرلے ع۵۔ عمرؓ نے کہا کہ پھر تم کیا رائے رکھتے ہو۔ ابن مسعودؓ نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ آپ اس پر دیت قائم کریں اس کے مال میں سے اور کم کردیں حصہ اس شخص کا جس نے معاف کردیا تو عمرؓ نے کہا اور میری رائے بھی یہی ہے۔ بیہقی اعمش سے وہ زید بن وہب سے اُنھوں نے کہا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کے ساتھ ایک شخص کو پایا تو اُس کو (یعنی بیوی کو) قتل کردیا تو یہ مقدمہ عمرؓ بن الخطاب کے سامنے پیش ہوا تو اس عورت پر اس کے بعض بھائیوں کو غصہ آیا اور اُنھوں نے اپنا حصہ اُس شخص پر صدقہ کردیا تو عمرؓ نے حکم دیا بقیہ اولیاء مقتولہ کو دیت دیئے جانے کا۔ بیہقی مروی ہے عمرؓ کے بارے میں کہ ایک شخص نے ایک شخص کو قتل کردیا۔ تو مقتول کی بہن نے کہا اور وہ قاتل کی بیوی تھی کہ میں نے اپنا حصہ اپنے شوہر سے معاف کردیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ یہ شخص قتل سے بچالیا گیا۔ بیہقی روایت کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ لڑکے کا عمد اور خطاء برابر ہے یعنی عمد خطاء کے حکم میں ہے۔ بیہقی ابن فراس سے کہ ہم کو خطبہ دیا عمرؓ نے اور فرمایا کہ میں نے اپنے عمّال کو اس لئے نہیں بھیجا کہ تمھاری کھالوں کو پیٹیں اور نہ اس لئے کہ وہ تمھارے اموال کو چھینیں تو جس شخص کے ساتھ اُس (کام) کے سوا جو اُن کے سپرد کیا گیا) دوسرا معاملہ کیا گیا ہو

ع۵ یعنی معاف کرنے والا دوسروں کا حق لئے بغیر اپنا حق حاصل نہیں کرسکتا کیونکہ قتل کی صورت میں اُس کا حق ختم ہورہا ہے اور معاف کرنے کی صورت میں دوسروں کا حق ضائع ہوتا ہے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فلیرفعہ الیّ اُقصّہ منہ (قصاص میں خواہم گرفت) فقال عمرو
ابن العاص لو انّ رجلاً ادّب بعض
رعیتہ اَتقصّہ منہ قال ای والذی
نفسی بیدہ لاُقصّنّہ منہ و قد رأیت
النبی صلی اللہ علیہ وسلم اَقتصّ من
نفسہ البیہقی عن عطاء عن عمر
لا اُقید من العظام یعنی غیر
السنّ البیہقی رُوینا عن عمرو
علیّ انہما قالا من قتلہ حدٌّ
فلا عقل لہ و قالا الذی یموت
فی القصاص لا دیۃ لہ البیہقی
عن مجاہد انّ عمر بن الخطاب
قضی فیمن قُتل فی الحرم او
فی شہر الحرام او ہو محرم بالدیۃ
وثلث الدیۃ الشافعی قرأناہ علی
مالک لم نعلم احدا من الائمۃ
فی القدیم و الحدیث قضی فیما دون
الموضحۃ بشیء زاد بعض اصحابہ عنہ
و ہو واللہ یغفر لنا و لہ یُروی
عن امامین عظیمین من المسلمین عمر
و عثمان انہما قضیا فیما
دون الموضحۃ بشیء موقت ثم
قیل یحتمل انہما

اس کو چاہیئے کہ اس کو میرے سامنے پیش کرے میں اس عامل سے اُس کا بدلہ لوں گا تو عمروؓ بن العاص نے کہا کہ اگر کسی شخص نے اپنی رعیّت میں سے کسی کی تادیب کی تو کیا آپ اُس سے اُس کا بدلہ لیں گے۔ فرمایا کہ ہاں قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں اُس سے ضرور بدلہ لوں گا اور میں نے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھا ہے کہ آپ نے اپنے نفس سے قصاص لیا۔ بیہقی عطاء سے وہ عمرؓ سے کہ میں ہڈیوں عہ کا .... قصاص نہیں لیتا یعنی دانتوں کے علاوہ۔ بیہقیؒ ہم سے روایت کیا گیا عمرؓ سے اور علیؓ سے کہ دونوں نے کہا کہ جس کو قتل کر دیا "حد" نے اُس کا کوئی قصاص نہیں اور دونوں نے فرمایا جو شخص قصاص میں مرجائے (اور "حد" کے قتل کرنے سے بھی یہی مراد ہے) اُس کی کوئی دیت نہیں۔ بیہقی مجاہدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایسے شخص کے بارے میں جو حرم میں قتل کیا گیا یا شہر حرام میں (یعنی ان مہینوں میں جو اشہر حرم میں داخل ہیں) یا وہ محرم ہو فیصلہ دیا ایک اور ایک تہائی دیت کا۔ شافعیؒ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو مالکؒ کے سامنے پڑھا اور ہم کسی کو ائمہؒ قدیم اور جدید میں سے نہیں جانتے کہ اُنھوں نے فیصلہ دیا ہو موضحہ سے کم کسی زخم کی دیت کا (موضحہ کے معنے وہ زخم جو سر یا چہرہ میں لگا ہو اور اُس سے ہڈی نظر آنے لگی ہو)۔ .... بعض اصحاب شافعیؒ نے ان کی روایت پر یہ اضافہ کیا اور وہ "اللہ تعالےٰ ہماری اور ان کی مغفرت کرے" روایت کرتے ہیں مسلمانوں کے دو بڑے اماموں عمرؓ و عثمانؓ سے کہ ان دونوں نے موضحہ سے کم ایک زخم کی بابت کچھ شے موقّت کا فیصلہ دیا ۔ پھر کہا گیا کہ احتمال ہے ان دونوں نے

عہ یعنی ایسی جنایت کا قصاص نہیں لیتا جو ہڈیوں پر واقع ہو ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قضيا بطريق الحكومة والله اعلم البيهقي روى
عن عمر انه قال والاسنان سواء الضرس
والثنية كانه رجع اليه البيهقي عن سعيد
ابن المسيب كان عمر يفاوت بين الاصابع
حتى وجد كتاب آل عمرو بن حزم يذكرون
انه من رسول الله صلى الله عليه وسلم وفيما
هنالك من الاصابع عشر عشر قال الشافعي
ولم يقبلوا كتاب آل عمرو بن حزم حتى ثبت
عندهم انه كتاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم قلت والاصل في تقدير الديات كتاب
رسول الله صلى الله عليه وسلم الذي روي
عن عمرو بن حزم وقد اثبته عمر بن الخطاب و
اخذ به الشافعي عن محمد عن محمد بن ابان عن
عمر بن الخطاب وعلي بن ابي طالب انهما قالا
عقل المرأة على النصف من دية الرجل الشافعي
اخبرنا فضيل بن عياض عن منصور بن المعتمر عن
ثابت الحداد عن ابن المسيب ان عمر بن الخطاب
قضى في دية اليهودي والنصراني باربعة
آلاف وفي دية المجوسي بثمان مائة درهم
الشافعي يروي عن عمر بن الخطاب وعلي
في العبد يقتل قيمته بالغة ما بلغت البيهقي
من طريق الثوري عن حماد عن ابراهيم ان
الزبير وعليا اختصما في موالي لصفية الى
عمر بن الخطاب فقضى بالميراث للزبير و
العقل على علي البيهقي عن الشعبي

بطریقِ حکومت (یعنی بطورِ سیاست) فیصلہ دیا ہو واللہ اعلم۔ بیہقی روایت
کیا گیا عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ سب دانت برابر ہیں ڈاڑھیں
ہوں یا سامنے کے دانت گویا اُنھوں نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔
بیہقی، سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ انگلیوں کے درمیان (دیت میں) تفاوت کیا کرتے تھے
یہاں تک کہ جب آلِ عمرو بن حزم کا مکتوب اُن کے سامنے آیا جس
کے بارے میں وہ یہ ذکر کرتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
کے پاس سے آیا تھا اور اس میں اُنگلیوں کے لئے دس دس تحریر
ہے۔ شافعیؒ نے کہا اور اُنھوں نے قبول نہ کیا آل عمرو بن حزم
کے مکتوب کو یہاں تک کہ اُن کے نزدیک ثابت ہو گیا کہ یہ مکتوب
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا ہے۔ میں کہتا ہوں کہ دیات کے
اندازہ کرنے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا وہ مکتوب جو عمرو
ابن حزم سے روایت کیا گیا بنیادی چیز ہے اور عمرؓ بن الخطاب نے
اس کو ثابت قرار دیا اور اس کو معمول بنایا۔ شافعیؒ محمدؒ سے
وہ محمد بن ابان سے وہ ابراہیم سے وہ عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ
ابن ابی طالب سے کہ دونوں نے کہا کہ عورت کی دیت مرد کی دیت
کے آدھے کے برابر ہو گی۔ شافعیؒ خبر دی ہم کو فضیل بن عیاض
نے منصور بن المعتمر سے وہ ثابت الحداد سے وہ ابن المسیب سے کہ
عمرؓ بن الخطاب نے فیصلہ کیا یہودی اور نصرانی کی دیت کے
بارے میں چار چار ہزار درہم اور مجوس کی دیت کے بارے میں
آٹھ سو درہم۔ شافعیؒ، روایت کیا جاتا ہے عمرؓ بن الخطاب سے
اور علیؓ سے غلام کے بارے میں جو قتل کیا جائے اُس کی دیت اُس
کی قیمت کے برابر ہو گی جس حد تک بھی پہنچے۔ بیہقی بسندِ ثوری
حماد سے وہ ابراہیم سے کہ زبیرؓ اور علیؓ صفیہؓ کے موالی کے بارے
میں اپنا جھگڑا عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے گئے تو اُنھوں نے میراث
کا فیصلہ کیا زُبیر کے لئے اور دیت قائم کی علیؓ پر۔ بیہقی شعبی سے

۳۰
۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

انہ قال جعل عمر بن الخطاب الدیۃ فی ثلث
سنین ثلثی الدیۃ فی سنتین وثلث الدیۃ
فی سنۃ. الشافعی عن سفیان عن عمرو
عن طاؤس ان عمر بن الخطاب قال
أذکر اللہ امرأ سمع من النبی صلی
اللہ علیہ وسلم فی الجنین شیئاً فقام
حمل بن مالک بن النابغۃ فقال کنت
بین جاریتین لی فضرب احدٰہما الاخری
بمسطح فالقت جنینا میتاً فقضی فیہ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بغرۃ
فقال عمر ان کدنا ان نقضی فی مثل
ہذا برأینا البیہقی عن شہر بن حوشب ان
عمر صاح بامرأۃ فاسقطت فاعتق
عمر غرۃ البیہقی عن زید بن اسلم
ان عمر قوّم الغرۃ خمسین دیناراً الشافعی
عن سفیان عن منصور عن الشعبی ان عمر
ابن الخطاب کتب فی قتیل وجد فی
خیران و وداعۃ ان یقاس ما بین قریتین
فالی ایہما کان اقرب اخرج الیہ منہم
خمسین رجلاً حتی یوافوہ بمکۃ فادخلہم الحجر
فاحلفہم ثم قضی علیہم بالدیۃ فقالوا
ما وقت اموالنا ایماننا ولا ایماننا اموالنا
فقال عمر کذلک الامر قال الشافعی وقال
غیر السفیان عن عاصم الاحول عن الشعبی
قال عمر بن الخطاب حقنت ایمانکم دماءکم

اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیت کی ادائگی کو تین سال میں کردیا دو تہائی دیت دو سال میں اور ایک تہائی دیت ایک سال میں۔ شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو سے وہ طاؤس سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں اللہ کو یاد دلاتا ہوں اُس شخص کو جس نے کچھ سُنا ہو نبی صلے اللہ علیہ وسلم سے جنین کے بارے میں تو کھڑے ہوئے حمل بن مالک بن النابغہ اور اُنھوں نے کہا کہ میرے پاس دو جاریہ تھیں۔ اُن میں سے ایک نے دوسری کے خیمہ کی چوب کھینچ ماری تو اُس کے پیٹ کا بچہ مرکر گر گیا تو اُس کے بارے میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فیصلہ کیا ایک بردے کا، تو عمرؓ نے کہا کہ ہم یہی فیصلہ اپنی رائے سے کرنے والے تھے۔ بیہقی شہر ابن حوشب سے کہ عمرؓ نے ایک عورت کو ڈانٹا تو اُس کا (خوف سے) اسقاط ہوگیا تو عمرؓ نے ایک بردہ آزاد کیا۔ بیہقی زید بن اسلم سے کہ عمرؓ نے ایک غُرّہ (یعنی بردے) کی قیمت پچاس دینار قرار دی۔ شافعیؒ سفیان سے وہ منصور سے وہ شعبی سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک مقتول کے بارے میں لکھا جو کہ خیران اور وداعہ کے درمیان پایا گیا تھا کہ دونوں قریوں کے درمیان فصل کا اندازہ کیا جائے۔ ان دونوں میں سے وہ مقتول جسکے قریب ہو ان میں سے پچاس آدمیوں کو نکال کر اُن کے پاس مکہ میں بھیجیں تو (جب وہ پہنچے تو) ان کو حجر (یعنی حطیم) میں داخل کیا۔ پھر اُن کو حلف دیا۔ پھر اُن پر دیت کا فیصلہ کیا تو اُنھوں نے کہا نہ پورا کیا (یعنی نہ بچایا) ہمارے اموال نے ہماری قسموں کو اور نہ ہماری قسموں نے ہمارے اموال کو تو عمرؓ نے فرمایا کہ ایسا ہی حکم ہے۔ کہا شافعیؒ نے اور سفیانؒ کے سوا دوسرے راوی نے بروایت عاصم الاحول شعبیؒ سے نقل کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ تمہاری قسموں نے تمہارے خونوں کو بچا لیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولا يبطل دم امرئٍ مسلم ثم ضعّف الشافعي الحديث جدًا وقال انما هو عن الشعبي عن الحارث الاعور والحارث الاعور كذّاب ثمّ قال الشافعي سافرتُ الى خيران وودَاعة اربعة عشر سفرًا اسألهم عن حكم عمر بن الخطاب في القتيل واحكي لهم ما روي عنه فقالوا انّ هذا شيءٌ ما كان ببلدنا قطّ قال الشافعي والعرب احفظ شيءٍ لامر كان الشافعي عن سعيد بن المسيّب انّ عمر بن الخطاب كان يقول الدية للعاقلة ولا ترث المرأة من دية زوجها شيئًا حتى اخبره الضّحاك بن سفيان انّ النبيّ صلى الله عليه وسلم كتب اليه ان يُورِّث امرأة اشيم الضبابي من دية زوجها فرجع اليه عمر الشافعي عن سفيان عن عمرو ابن دينار انّه سمع بجالة يقول كتب عمر ان اقتلوا كلّ ساحر وساحرة قال فقتلنا ثلاث سواحر **قسمته الغنيمة والفيء والصّدقات** الشافعي عن طارق ابن شهاب قال أمدّ اهل الكوفة اهل البصرة وعليهم عمّار بن ياسر فجاؤا وقد غنموا فكتب عمر ان الغنيمة لمن شهد الوقعة قال وروي عن عمر انّه كتب الى سعدٍ في جيشٍ لحق بعد ما غنم ان يقسّم له ان جاءوا قبل ان يُدفن القتلى ثم ضعّفه الشافعي

اور ایک مسلمان کا خون رائگاں نہ گیا۔ پھر شافعیؒ نے اس حدیث کو بہت ضعیف کہا کہ وہ مروی ہے شعبی سے بروایت حارث الاعور اور حارث اعور کذّاب ہے۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ میں نے خیران اور وداعہ کے چودہ سفر کیے اور لوگوں سے اُس مقتول کے بارے میں عمرؓ بن الخطاب کے حکم کے متعلق سوال کرتا رہا اور اُن سے جو روایت کی گئی اُس کو بھی اُن کو سُناتا رہا تو لوگوں نے یہ جواب دیا کہ یہ ایک ایسی بات ہے کہ کبھی ہمارے شہر میں نہیں ہوتی۔ اور شافعیؒ نے کہا کہ عرب ایسے واقعہ کو سب سے زیادہ یاد رکھنے والے ہوتے ہیں۔ شافعیؒ سعید بن المسیب سے کہ عمرؓ کہا کرتے تھے کہ دیت ددھیالی رشتہ والوں کے لئے ہے اور بیوی اپنے شوہر کی دیت میں سے کسی حصّہ کی وارث نہ ہوگی یہاں تک کہ ان کو خبر دی ضحاک بن سفیان نے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو لکھا تھا کہ اشیم الضبابی کی بیوی کو اُس کے شوہر کی دیت میں وارث بناؤ، تو عمرؓ نے اس کی طرف رجوع کر لیا۔ شافعیؒ سفیان سے وہ عمرو بن دینار سے کہ اُنھوں نے سُنا بجالہ سے وہ کہتے تھے کہ عمرؓ نے لکھا کہ ہر ایک جادوگر اور جادوگرنی کو قتل کر دو۔ کہا کہ پھر ہم نے تین جادوگرنیوں کو قتل کیا۔ **عمرؓ کا غنیمت و صدقات اور فے کو تقسیم کرنا۔** شافعیؒ طارق بن شہاب سے کہا کہ امداد کی اہلِ کوفہ نے اہلِ بصرہ کی اور ان پر عمار بن یاسر امیر تھے تو وہ آئے اور اُنھوں نے مالِ غنیمت حاصل کیا تو عمرؓ نے لکھا کہ غنیمت اس کے لئے ہے جو جنگ میں شریک ہوا۔ کہا کہ عمرؓ سے ایک روایت یہ کی گئی ہے کہ اُنھوں نے سعدؓ کو اُس لشکر کے بارے میں لکھا جو اُن سے ملا بعد اس کے کہ وہ غنیمت جمع کر چکے تھے کہ اس کو غنیمت کی تقسیم میں شریک کریں اگر وہ مقتولین کے دفن سے پہلے پہنچ گئے ہوں۔ پھر شافعیؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا۔ شافعیؒ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والبخاري وغيرهما عن الزهري عن مالك
ابن اوس سمعت عمر بن الخطاب يقول و
العباس وعلي بن ابي طالب يختصمان اليه
في اموال النبي صلى الله عليه وسلم فقال
عمر كانت اموال بني النضير مما افاء الله (غنیمت داد)
على رسوله مما لم يوجف عليهم المسلمون
بخيل ولا ركاب (نتاختند) فكانت لرسول الله صلى
الله عليه وسلم خالصة دون المسلمين و
كان رسول الله صلى الله عليه وسلم ينفق
منها على اهله نفقة سنة فما فضل جعله
في الكراع والسلاح عدة (سامان) في سبيل الله
الحديث بطوله قال الشافعي في مسئلة السلب
للقاتل عارضنا معارض فذكر ان عمر بن الخطاب
قال انا كنا لا نخمس السلب وان سلب
البراء قد بلغ شيئا كثيرا ولا اراني الا
خامسه ثم اجاب بان هذه الرواية ليست من
روايتنا وان سلمنا فاذا ثبت عن رسول الله
صلى الله عليه وسلم بابي هو وامي شيء لم يجز
تركه ولم يستثن النبي صلى الله عليه وسلم قليل
السلب ولا كثيره ثم قد قضى سعد في زمانه
بالسلب الكثير للقاتل قلت و بعد
هذا كله فانما مفاد تلك الرواية ان
السلب لا يخمس وهو للقاتل الا اذا كان
شيئا كثيرا جدا خلاف العادة
المعهودة

اور بخاری رح وغیرہما زہری سے وہ مالک بن اوس سے کہ میں
نے عمر رض بن الخطاب سے سنا جب کہ عباس رض اور علی رض بن ابی طالب اموال
نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اپنا جھگڑا لے کر ان کے پاس
آئے تو عمر رض نے کہا کہ بنی نضیر کے اموال ایسے اموال میں سے تھے جو
اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول ص کو غنیمت میں عطا فرماتے تھے جن پر مسلمانوں
نے نہ اونٹ دوڑاتے اور نہ گھوڑے تو وہ خالص رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم کے لئے تھے ان میں مسلمان حصہ دار نہ تھے اور رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اُن میں سے اپنے اہل پر خرچ کیا کرتے تھے
ایک سال کے مصارف۔ پھر جو کچھ مال بچ رہتا اُس کو گھوڑوں
اور ہتھیاروں کی خریداری پر صرف کرتے اللہ کی راہ میں جہاد کی
تیاری کے لئے۔ آخر حدیث تک مع اُس کی طوالت کے۔ شافعی رح
نے کہا اس مسئلہ میں کہ مقتول سے لیا ہوا مال قاتل کے لئے ہے
ایک مُعارض نے ہم سے معارضہ کیا اور ذکر کیا کہ عمر رض بن الخطاب
نے فرمایا کہ مقتول سے لئے ہوئے مال میں سے خمس نہیں لیتے
اور براء کا سلب (یعنی چھینا ہوا مال) ایک بڑی مقدار تک پہنچ
گیا ہے اور میری رائے تو یہ ہے کہ میں اُس سے خُمس وصول کروں۔
پھر شافعی رح نے جواب دیا کہ یہ روایت ہماری روایت میں سے نہیں
ہے اور اگر ہم تسلیم کرلیں تو جب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے
"میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں" ایک بات ثابت ہوگئی تو
اس کو چھوڑنا جائز نہیں اور نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے کوئی استثناء
نہیں فرمایا قلیل سلب کا اور نہ کثیر سلب کا۔ پھر سعد رض نے اپنے زمانہ
میں قاتل کے لئے سلب کثیر کا فیصلہ کیا۔ میں کہتا ہوں کہ اس تمام
کلام کے بعد کہ مفاد اس تمام روایت کا یہ ہے کہ سلب (یعنی
مقتول سے چھینے ہوئے سامان) میں سے خُمس نہ لیا جائے گا اور وہ
قاتل کا ہوگا مگر جب کہ وہ عادتِ معہودہ کے خلاف بہت ہی زیادہ ہو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ففیہ اثبات ان السلب للقاتل لا یخمس بقی البحث فی الاستثناء فقط ولعل عمر خص بالمتاد لانہ بمنزلۃ الحقیقۃ العرفیۃ واللہ اعلم محمد ابن الحسن عن ابی حنیفۃ عن عبداللہ بن داود عن المنذر بن ابی حمصۃ قال بعثہ عمر الی جیش فی مصر فاصابوا غنائم فقسم للفارس سہمین وللراجل سہما فرضی بذلک عمر قال محمد وہذا قول ابی حنیفۃ ولسنا ناخذ بہذا ولکنا نری للفارس ثلثۃ اسہم سہما لہ وسہمین لفرسہ وروی ابو یوسف عن ابی حنیفۃ نحوا من ذلک ثم قال کان ابو حنیفۃ یاخذ بہذا الحدیث ویجعل للفرس سہما وللرجل سہما وما جاء من الآثار فی الاحادیث ان للفرس سہمین وللرجل سہما اکثر من ذلک اوثق والعامۃ علیہ قال ابو یوسف الکلبی محمد بن السائب حدثنی عن ابی صالح عن ابن عباس ان الخمس کان فی عہد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی خمسۃ اسہم للہ والرسول سہم ولذی القربی سہم والیتامی والمساکین وابن السبیل ثلثۃ اسہم ثم قسمہ ابو بکر الصدیق وعمر الفاروق وعثمان ذوالنورین رضی اللہ تعالی عنہم علی ثلثۃ اسہم وسقط سہم الرسول وسہم ذوی القربی وقسم علی الثلثۃ الباقین ثم قسمہ علی بن ابی طالب

تو اس میں اس امر کا اثبات موجود ہے کہ سلب قاتل کا ہوتا ہے اس میں سے خمس نہیں نکلتا۔ فقط استثناء میں بحث باقی رہ جاتی ہے اور شاید عمرؓ نے اس کو خاص کیا ہو اُس مقدار کے ساتھ جو عادۃً حاصل ہوتی ہے کیونکہ وہ حقیقتِ عرفیہ کے مرتبہ میں ہے، واللہ اعلم۔ محمد ابن الحسن ابو حنیفہؒ سے وہ عبداللہ بن داودؒ سے وہ منذر بن ابی حمصہ سے کہا کہ ان کو عمرؓ نے ایک لشکر کی طرف مصر میں بھیجا۔ اُن کو غنیمتیں دستیاب ہوئیں تو اُنھوں نے سوار کو دو حصے اور پیدل کو ایک حصہ تقسیم کیا۔ اور اس تقسیم پر عمرؓ راضی ہوئے۔ کہا محمدؒ نے یہ قول ہے ابو حنیفہؒ کا اور ہم نے اس کو نہیں لیا اور ہم یہ رائے رکھتے تھے کہ سوار کے لئے تین حصے ہیں ایک حصہ سوار کا اور دو حصے اُس کے گھوڑے کے۔ اور روایت کیا ابو یوسفؒ نے ابو حنیفہؒ سے اسی طور پر۔ پھر کہا کہ ابو حنیفہؒ اس حدیث کو لیا کرتے تھے اور گھوڑے کے لئے ایک حصہ اور سوار کے لئے ایک حصہ لگایا کرتے تھے اور جو آثار میں سے احادیث میں آیا ہے کہ گھوڑے کے لئے دو حصے اور آدمی کے لئے ایک حصہ وہ اس سے زیادہ ہے اور زیادہ مضبوط ہے اور عمل عامہ اسی پر ہے۔ کہا ابو یوسفؒ نے کہ محمد بن السائب کلبی نے مجھ سے حدیث بیان کی ابو صالح کی روایت سے وہ ابن عباسؓ سے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں خمس کے پانچ سہام کئے جاتے تھے اللہ اور رسولؐ کا ایک حصہ اور ذوی القربیٰ کا ایک حصہ اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں کے تین حصے۔ پھر خمس کو ابو بکر صدیقؓ اور عمر الفاروقؓ اور عثمانؓ ذی النورین رضی اللہ عنہم نے تین سہام پر تقسیم کیا اور حصہ رسولؐ کا اور حصہ ذوی القربیٰ کا ساقط کر دیا گیا اور اس کو باقی تینوں پر تقسیم کیا گیا پھر اس کو علیؓ بن ابی طالب نے اُسی طرح تقسیم کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علی ما قسمہ علیہ ابوبکر و عمر و عثمان و قد روی لنا عن عبداللہ بن العباس انہ قال عرض علینا عمر بن الخطاب ان یزوج من الخمس ایامانا و یقضی منہ عن مغرمنا فابینا الا ان یسلمہ لنا وابی ذلک علینا ابو یوسف اخبرنی محمد بن اسحاق عن ابی جعفر قلت لہ ما کان رای علی فی الخمس قال کان رایہ فیہ رای اہل بیتہ ولکنہ کرہ ان یخالف ابابکر و عمر ابو یوسف حدثنی محمد بن عبدالرحمن بن ابی لیلی عن ابیہ قال سمعت علیا یقول قلت یارسول اللہ ان رایت ان تولینی حقنا من الخمس فاقسمہ حیاتک کی لا ینازعنا احد بعدک فافعل ففعل قال فولانیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقسمتہ حیوتہ ثم ولانیہ عمر فقسمتہ حتی اذا کانت آخر سنۃ عمر بن الخطاب فاتاہ مال کثیر فعزل حقنا ثم ارسل الی فقال خذہ فاقسمہ فقلت یا امیر المؤمنین بنا عنہ العام غنی و بالمسلمین الیہ حاجۃ فردہ علیہم تلک السنۃ ولم یدعنا الیہ احد بعدہ

جس طرح ابوبکرؓ اور عمرؓ اور عثمانؓ نے کیا تھا۔ اور ہم سے روایت کیا گیا عبداللہ بن عباسؓ سے کہ انھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے عمرؓ بن الخطاب نے یہ تجویز رکھی کہ وہ خمس میں سے ہماری بے شوہر کی عورتوں کے نکاح کرائیں اور اس سے ہمارے قرضوں کو ادا کریں تو ہم نے اس سے انکار کیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس کام کو ہمارے سپرد کریں اور اس کا انھوں نے ہم سے انکار کردیا۔ ابو یوسفؒ مجھ کو خبر دی محمد بن اسحٰقؒ نے وہ روایت کرتے ہیں ابو جعفرؒ سے کہ میں نے اُن سے کہا کہ خمس کے بارے میں علیؓ کی رائے کیا تھی؟ انھوں نے کہا کہ اس بارے میں اُن کی رائے وہی تھی جو اُن کے اہلِ بیت کی تھی لیکن انھوں نے اس بات کو مکروہ سمجھا کہ ابوبکرؓ و عمرؓ کی مخالفت کریں۔ ابو یوسفؒ مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ نے اپنے باپ سے کہا کہ میں نے سنا علیؓ سے کہ کہتے تھے کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! اگر آپ کی رائے ہو کہ آپ ہمارے خمس کے حق پر مجھے متولی بنا دیں کہ میں آپؐ کی حیات میں اس کو تقسیم کرتا رہوں تاکہ آپؐ کے بعد کوئی ہم سے جھگڑا نہ کرے، تو بنا دیجئے تو آپؐ نے ایسا کیا۔ کہا کہ پھر مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر متولی بنایا اور میں آپؐ کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ پھر مجھ ہی کو متولی بنایا عمرؓ نے تو میں اُس کو اُن کی زندگی میں تقسیم کرتا رہا۔ یہاں تک کہ جب عمرؓ بن الخطاب کا آخری سال آیا تو اُن کے پاس بہت مال آیا تو انھوں نے ہمارا حق نکالا پھر مجھے بلوایا اور کہا کہ اس کو لے لو اور تقسیم کرو تو میں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہم کو اس سال اس کی ضرورت نہیں اور مسلمانوں کو اس کی حاجت ہے۔ تو انھوں نے اس کو عام مسلمانوں پر اس سال تقسیم کردیا۔ اور عمرؓ بن الخطاب کے بعد کسی نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

عمر بن الخطاب حتی قمت مقامی
ہذا فلقینی العباس بن عبد المطلب
بعد خروجی من عند عمر بن الخطاب
فقال یا علی لقد حرمتنا الغداۃ
شیئا لا یرد علینا ابدا الی یوم القیمۃ
ابو یوسف حدثنی محمد بن اسحق عن الزہری
ان نجدۃ کتب الی ابن عباس یسألہ عن
سہم ذوی القربی لمن ہو فکتب الیہ
ابن عباس کتبت الی تسألنی عن سہم
ذوی القربی لمن ہو وہو لنا وان عمر
ابن الخطاب دعانا الی ان ینکح منہ
ایمنا ویقضی منہ عن غریمنا ویخدم منہ
عائلنا فابینا الا ان یسلمہ لنا فابی
ذلک علینا ابو یوسف حدثنی عطاء بن
السائب ان عمر بن عبد العزیز بعث
بسہم الرسول وسہم ذوی القربی الی
بنی ہاشم قال ابو یوسف کان ابو حنیفۃ و
اکثر فقہائنا یرون ان یقسمہ الخلیفۃ
علی ما قسمہ ابو بکر و عمر و عثمان و
علی رضی اللہ تعالی عنہم الشافعی
قال بعض الناس لیس لذوی القربی
من الخمس شیء قال ابن عیینۃ روی ان
محمد بن اسحق قال سألت اباجعفر محمد بن علی
ما صنع علی فی الخمس فقال سلک بہ طریق
ابی بکر و عمر وکان یکرہ ان یوخذ

ہم کو اس کام کے لئے نہیں بلایا یہاں تک کہ میں جب کہ عمرؓ بن الخطاب کے پاس سے نکل کر آیا اور اسی مقام پر کھڑا تھا کہ مجھ سے عباسؓ ابن عبد المطلب ملے اور کہا کہ اے علیؓ! تو نے ہمیں ایسی چیز سے محروم کر دیا ہے جو اب کبھی قیامت تک ہمارے پاس لوٹ کر نہ آئے گی۔ ابو یوسفؒ، مجھ سے حدیث بیان کی محمد بن اسحق نے زہریؒ سے کہ نجدہ نے خط لکھا ابن عباسؓ کو جس میں ذوی القربیٰ کے حصہ کے بارے میں پوچھا کہ وہ کس کا ہے تو ان کو ابن عباسؓ نے لکھا کہ تم نے مجھے لکھا آپ مجھ سے ذوی القربیٰ کے حصہ کے بارے میں پوچھتے ہیں کہ وہ کس کا ہے۔ اور وہ ہمارا ہے حال یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ہم کو اس طرف دعوت دی تھی کہ وہ اس سے ہماری بے شوہر عورتوں کے نکاح کریں اور ہمارے قرضداروں کا قرض ادا کریں اور جو ہم میں عیالدار ہیں اس سے ان کو خادم عطا کریں تو ہم نے انکار کر دیا بجز اس صورت کے کہ وہ اس مال کو ہمارے سپرد کر دیں تو اس سے انھوں نے انکار کر دیا۔ ابو یوسفؒ مجھ سے حدیث بیان کی عطاء ابن السائب نے کہ عمر بن عبد العزیزؒ نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کا حصہ اور ذوی القربیٰ کا حصہ بنی ہاشم کو بھیجا۔ کہا ابو یوسفؒ نے کہ ابو حنیفہؒ اور ہمارے اکثر فقہاء یہ رائے رکھتے تھے کہ اس کو خلیفہ اسی طور پر تقسیم کرے جس طرح اس کو ابو بکر اور عمر اور عثمان اور علی رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ، بعض لوگوں نے کہا کہ ذوی القربیٰ کا خمس میں کوئی حق نہیں۔ ابن عیینہؒ نے کہا روایت کیا گیا کہ محمد بن اسحق نے کہا کہ میں نے ابو جعفر محمد بن علی سے پوچھا کہ علیؓ نے خمس میں کیا کیا تھا تو انھوں نے کہا کہ وہ خمس میں ابو بکرؓ و عمرؓ کے طریقہ پر چلے تھے اور وہ اس سے کراہت کرتے تھے کہ ان پر ان دونوں کے

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عليه خلافهما قلت يريد القائل انه كالاجماع على سقوط سهمهم ثم رد الشافعي عليه بكلام بسوط وكان مما قال فقيل له هل علمت ان ابابكر قسم على الحر والعبد وسوى بين الناس وقسم عمر فلم يجعل للعبد شيئا وفضل بعض الناس على بعض وقسم علي فلم يجعل للعبد شيئا وسوى بين الناس قال نعم قلت افتعلم خالفهما قال نعم قلت او تعلم ان عمر قال لا تباع امهات الاولاد وخالفه علي قال نعم قلت اوتعلم عليا خالف ابابكر في الجد قال نعم ثم قال الشافعي اخبرنا عن جعفر بن محمد عن ابيه ان حسنا وحسينا وابن عباس وعبد الله بن جعفر سألوا عليا نصيبهم من الخمس فقال هو لكم حق ولكني محارب معاوية فان شئتم تركتم حقكم فيه قال في الجديد فاخبرت بهذا الحديث عبد العزيز بن محمد فقال صدق هكذا كان جعفر يحدثه افما حدثكه عن ابيه عن جده

خلاف عمل کرنے پر گرفت کیجاتے۔ میں کہتا ہوں کہ قائل کی مراد یہ ہے کہ ان کے حصوں کا سقوط گویا اجماع کے مرتبہ میں آگیا۔ پھر شافعیؒ نے اس پر بسوط کلام کرتے ہوتے رد کیا ہے اور اس میں سے انہوں نے ایک بات یہ فرمائی کہ پھر اس (قائل سے کہا گیا کہ کیا تم کو معلوم ہے کہ ابوبکرؓ نے آزادوں اور غلاموں پر سب پر تقسیم کیا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا تھا اور عمرؓ نے اس طرح تقسیم کیا کہ غلام کا کوئی حصہ نہیں رکھا اور بعض لوگوں کو بعض سے زیادہ دیا اور علیؓ نے تقسیم کیا تو انہوں نے غلام کا کوئی حصہ نہیں لگایا اور سب لوگوں کو برابر برابر دیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر تم جانتے ہو کہ انہوں نے دونوں کے خلاف کیا تھا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا اور تم یہ بھی جانتے ہو کہ عمرؓ نے کہا تھا کہ جو امّ ولد ہیں وہ نہ فروخت کی جائیں اور علیؓ نے اس کے خلاف کیا۔ اس نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ کیا تم جانتے علیؓ کو کہ انہوں نے ابوبکرؓ کے خلاف کیا جدّ کے بارے میں تو کہا کہ ہاں۔ (تو یہ بات کیسے قرین قیاس مانی جائے کہ علیؓ نے خمس کی تقسیم ابوبکر و عمر کے طریقہ پر کراہت کی تھی جبکہ بہت سی باتوں میں ان کا عمل شیخینؓ کے خلاف ثابت ہے) پھر کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی جعفر بن محمدؒ سے ان کو اپنے باپ سے کہ حسنؓ اور حسینؓ اور ابن عباسؓ اور عبداللہ بن جعفرؓ نے خمس میں سے اپنے حصوں کا سوال علیؓ سے کیا تو انہوں نے کہا کہ وہ تمہارا حق ہے لیکن میں معاویہؓ سے لڑ رہا ہوں تو اگر تم چاہو تو اس (ضرورت کے موقع) میں اپنے حق کو ترک کر دو۔ کہا (شافعیؒ نے) جدید میں کہ پھر میں نے اس حدیث کی خبر دی عبدالعزیز بن محمدؒ کو تو انہوں نے کہا کہ سچ کہا جعفرؒ اسی طرح اس کو بیان کیا کرتے تھے تو کیا آپ سے انہوں نے یہ حدیث اپنے باپ اور دادا کی روایت سے بیان نہیں کی۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قلتُ لا قال ما أخبرہ الا عن جدہ قال الشافعی أ جعفرؓ اعرفُ و اوثق بحدیثِ ابیہ او ابن اسحٰق قالَ بل جعفر ثم قال الشافعی انا ابراہیم ابن محمد عن مطر الوراق و رجل لم یُسمِّہ کلاہما عن الحکم بن عتیبۃ عن عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ قال لقیتُ علیًا عند أحجار الزیت فقلتُ بأبی أنت و أُمّی ما فعل ابوبکر فی حقّکم اہلِ البیت من الخُمس فقال علیؓ اما ابوبکر رحمہ اللہ فلم یکن فی زمانہ اخماسٌ و ما کان فقد اوْفاناہ و اما عمر فلم یزل یُعطینا حتّٰی جآءہ مال السوس و الاہواز و قال الاہواز او مال الفارس انا اشکُّ فقال فی حدیث مطر او فی حدیث الآخر فقالَ فی المسلمین خلّۃً حاجۃً فان احببتم ترکتم حقّکم فجعلناہ فی خَلَّۃِ المسلمین حتّٰی یاتینا مالٌ فاُوْفیکم حقکم منہ فقال العباسُ لا تُطمعہ فی حقّنا فقلتُ لہٗ یا ابا الفضل اَلَسْنا احقَّ من اجابَ امیرالمؤمنین و رَفع خلّۃَ المسلمین فتوُفّی عمر قبلَ ان یاتیہٗ مالٌ فیقضیناہُ و قال الحکم فی حدیث مطر او الآخر

میں نے کہا نہیں۔ تو اُنھوں نے کہا کہ میں نہیں گمان کرتا اس کو مگر ان کے دادا سے۔ کہا شافعیؒ نے کہ جعفر اپنے باپ کی حدیث کے زیادہ پہچاننے والے اور زیادہ پختہ کار ہیں یا ابن اسحٰق، انھوں نے کہا کہ جعفر۔ پھر شافعیؒ نے کہا کہ ہم کو خبر دی ابراہیم بن محمدؒ نے مطر الوراق اور ایک اور شخص سے جس کا نام نہیں لیا۔ دو نوں نے روایت کیا حکم بن عتیبہ سے اُنھوں نے عبدالرحمٰن ابن ابی لیلیٰ سے انھوں نے کہا کہ میں نے ملاقات کی علیؓ سے احجار الزیت کے نزدیک تو میں نے کہا کہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں، آپ سے اہلِ بیت کے حق میں جو خمس میں ہے ابوبکرؓ نے کیا معاملہ کیا تھا۔ تو علیؓ نے کہا، ابوبکر رحمہ اللہ کے بارے میں تو یہ بات ہے کہ ان کے زمانہ میں اخماس تھے ہی نہیں اور جو کچھ تھا (یعنی جو اُن کے زمانہ میں مال آیا تھا) اُنھوں نے اُس کو پورا ادا کیا۔ رہے عمرؓ تو وہ ہمیشہ ہم کو دیتے رہے یہاں تک کہ اُن کے پاس سوس اور اہواز کا مال آیا، یا کہا اہواز کا یا فارس کا مال آیا مجھے شک ہے، پھر کہا حدیث مطر میں ہے یا دوسری حدیث میں، بہرحال عمرؓ نے کہا بہت سے مسلمان حاجتمند ہیں اگر تم بخوشی اپنے حق کو چھوڑ دو تو ہم اس کو مسلمانو کی حاجت میں صرف کر دیں یہاں تک کہ ہمارے پاس اور مال آجائے اور میں اس میں سے تمھارے حق کو پورا کر دوں۔ اس پر عباسؓ نے (مجھ سے) کہا تم اُن کو ہمارے حق میں طمع نہ دلاؤ۔ میں نے اُن سے کہا اے ابوالفضل (یہ عباسؓ کی کنیت ہے) کیا امیر المؤمنینؓ کی بات کو ماننے اور مسلمانوں کی حاجت روائی کرنے کا سب سے زیادہ حق ہم پر نہیں ہے۔ اس کے بعد قبل اس کے کہ عمرؓ کے پاس مال آتے اور وہ ہم کو وہ حق پورا ادا کریں اُنکی وفات ہو گئی۔ اور حکم نے مطر کی حدیث میں کہا یا دوسرے شخص نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان عمر قال لکم حق و لا یبلغ علمی اذ اکثر ان یکون لکم کلہ فان شئتم اعطیتکم منہ بقدر ما اریٰ لکم فابیناہ علیہ الا کلہ فابیٰ ان یعطینا کلہ البیہقی عن ابن عباس ان نجدۃ الحروری کتب الیہ فی سہم ذوی القربیٰ نحوا مما ذکر ابو یوسف ثم قال الشافعی قال یعنی ذلک القائل فکیف یقسم سہم ذوی القربیٰ ولیست الروایۃ فیہ عن ابی بکر و عمر متواطئۃ قلت ہذا قول من لا علم لہ ثبت فی ہذا الحدیث عن ابی بکر انہ اعطاہموہ و عمر حتی کثر المال ثم اختلف عنہ فی الکثرۃ ارأیت مذہب اہل العلم فی القدیم والحدیث اذا کان الشئ منصوصا فی کتاب اللہ مبینا علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او بفعلہ الیس یستغنی عن ان یسأل عما بعدہ الیس تعلم ان فرض اللہ علی اہل العلم اتباعہ قال بلی قلت فتجد سہم ذوی القربیٰ مفروضا فی آیتین من کتاب اللہ مبینا علی لسان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وبفعلہ باثبت مایکون من اخبار الناس من وجہین احدہما ثقۃ المخبرین عنہ والاتصال خبرہم

کہ عمرؓ نے کہا کہ تمہارا حق ہے اور میرا علم اس حد پر نہیں پہنچتا کہ اگر مال کثیر ہو جائے تو وہ سب تمہارے لئے ہو جائے تو اگر تم چاہو تو میں اس میں سے جتنا تمہارے لئے مناسب سمجھوں تم کو دیدوں تو ہم نے ان سے کل مال سے کم لینے سے انکار کر دیا تو انھوں نے کل مال دینے ..... سے انکار کر دیا۔ بیہقیؒ ابن عباسؓ سے کہ نجدۃ الحروری نے ان کو لکھا ذوی القربیٰ کے حصوں کے بارے میں۔ اسی طور پر جس کا ذکر ابو یوسفؒ نے کیا ہے۔ پھر کہا شافعیؒ نے کہ کہا یعنی اس کہنے والے نے تو کیونکر ذوی القربیٰ کا حصہ تقسیم کیا جائے گا حالانکہ اس میں کوئی روایت ابو بکرؓ و عمرؓ سے ایسی نہیں جو باہم موافقت رکھتی ہو، میں نے کہا کہ یہ قول اس کا ہے جس کو علم نہیں۔ اس حدیث میں ابو بکرؓ سے ثابت ہے کہ انھوں نے ان کو خمس عطا کیا اور عمرؓ نے بھی یہاں تک کہ مال کی کثرت ہوئی پھر کثرتِ مال کے بعد اُن سے اختلاف کیا گیا۔ کیا تم جانتے ہو اہلِ علم کے مذہب کو قدیم زمانہ کے اور بعد کے زمانہ کے کہ جب کوئی شے منصوص ہوتی ہے کتاب اللہ میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان یا آپؐ کے فعل سے صاف واضح شدہ بھی ہو گیا وہ اس سے مستغنی نہیں کہ اس کے بعد اس کے بارے میں کوئی سوال کیا جائے۔ کیا تم اس بات کو نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ نے اہلِ علم پر اُن کا اتباع فرض کیا ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں۔ میں نے کہا کہ پھر تم کتاب اللہ کی دو آیتوں میں پاتے ہو کہ ذوی القربیٰ کے حصے فرض کئے گئے ہیں اور خوب واضح شدہ ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان اور آپؐ کے فعل سے جس کے بارے میں لوگوں کی ایسی خبریں موجود ہیں جن کے ثبوت کی پختگی کی دو وجہیں موجود ہیں۔ ایک ان میں سے آپؐ سے خبر دینے والوں کا ثقہ ہونا اور ان کی خبروں کا متصل ہونا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وانہم کلّہم اہل قرابۃ لرسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم الزہری من اخوالہ وابن المسیّب من اخوال ابیہ وجُبیر بن مطعم ابن عمّہ و کلّہم قریب منہ فی جذم النسب وہم یخبرونک مع قرابتہم وشرفہم انہم مخرَجون منہ وان غیرہم مخصوصٌ بہ و یخبرک انہ طلبہ ہو وعثمان فمتے تجد سُنۃً اثبت لفرض الکتاب وصحۃ المخبرین من ہٰذہ السُّنۃ التی لم یُعارضھا من رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم معارض بخلافہا قلتُ ہٰذا کلام الفریقین فتأمل فیہ جدًا والاوجہ عندی ان عمر ابن الخطّاب کان یرٰی سہم ذوی القربٰی ثابتًا ماضیًا بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم ولم یکن یرٰی ان لہم خمس الخمس کاملًا بل کان یرٰی ذٰلک الی الامام یُعطیہم باجتہادہ کما رویٰ ابویوسف والبیہقی وغیرہما عن ابن عباس ولیس للشافعی حدیثٌ صریح یدل علے ان النبی صلے اللہ علیہ وسلّم و خلفاءہ کانوا یُعطون ذوی القربٰی خمس الخمس لاینقصونَ منہ ولا لابی یوسف نصٌ صریح صحیح ان ابا بکر و عمر

اور (دوسری وجہ) یہ ہے کہ وہ سب کے سب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اہلِ قرابت ہیں۔ زُہری آپؐ کے اَخوال میں سے (یعنی ماموں کی اولاد) اور ابن المسیّب آپؐ کے باپ کے اَخوال میں سے اور جُبیر بن مُطعم آپؐ کے ابن عم اور سب کے سب آپؐ سے قریب ہیں اصلِ نسب میں اور وہ تم کو خبر دے رہے ہیں اپنی قرابت اور شرافت کے ساتھ کہ ان کو اس دیئے جانے والوں کے زمرے) سے نکال دیا گیا اور دوسرے لوگوں کو اس سے مخصوص کر دیا گیا اور وہ تم کو یہ بھی خبر دیتے ہیں کہ انھوں نے بھی اُن کو بلایا اور عثمانؓ نے بھی۔ پھر تم کب ایسی سنت پاؤ گے جو کتاب سے فرضیت کے ثبوت میں اور صحتِ مخبرین کے اعتبار سے اس سُنّت سے زیادہ پختگی رکھنے والی ہو، جس کے خلاف رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی طرف سے کوئی معارض (قول یا فعل) ثابت نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ ہے فریقین کا کلام اس میں بخوبی غور کر لینا چاہیئے۔ اور میرے نزدیک مناسب توجیہ یہ ہے کہ عمرؓ بن الخطاب یہ رائے رکھتے تھے کہ ذوی القربٰی کا حصّہ ثابت ہے جاری رہنے والا ہے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد اور یہ رائے نہیں رکھتے تھے کہ ان کا حِصّہ خُمس کا پُورا پانچواں حِصّہ ہے، بلکہ اس کو امام کی رائے پر موقوف سمجھتے تھے جو اُن کو اپنے اجتہاد سے عطا کرے۔ جیساکہ ابو یوسفؒ اور بیہقیؒ وغیرہما نے ابنِ عباسؓ سے روایت کیا۔ اور شافعیؒ کے پاس کوئی ایسی حدیث صریح نہیں ہے جو اس پر دلالت کرتی ہو کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور خُلفاء۔ ذوی القربٰی کو خُمس کا پورا پانچواں حصہ دیا کرتے تھے، اس میں کچھ کمی نہ کرتے تھے۔ اور نہ ابو یوسفؒ کے پاس کوئی نصِ صریح موجود ہے کہ ابو بکرؓ اور عمرؓ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أسقطا سهم ذوي القربىٰ بالكلية والكلبيّ ضعيفٌ عند اہل الحدیث لا شكّ في ذلك ووجه التطبيق بين الروايتين المختلفتين في العلّة التي عرضها عمر على عليّ في ترك سهمهم ان الامرين صحيحٌ حطّ نصيبهم مما كانوا يزعمون انه حقّهم وحثهم على بذل ما لهم من الحقّ عنده الى الفقراء في ايام الحاجة ابو يوسف رحمه الله حدثني بعض مشيختنا عن يزيد بن ابي حبيب ان عمر رضي الله عنه كتب الى سعد حين افتتح العراق اما بعد فقد بلغني كتابك تذكر ان الناس سألوك ان تقسم بينهم مغانمهم وما افاء الله عليهم فاذا اتاك كتابي هذا فانظر ما اجلب الناس به عليك الى العسكر من كراع او مال فاقسمه بين من حضر من المسلمين واترك الارضين والانهار لعمالها ليكون ذلك من اعطيات المسلمين فانك ان قسمتها بين من حضر لم يكن لمن بعدهم شيء وقد كنت امرتك ان تدعو من لقيت الى الاسلام فمن اسلم واستجاب لك قبل القتال فهو رجلٌ من المسلمين له

ذوی القربیٰ کے حصّہ کو بالکلیہ ساقط کر دیا تھا اور کلبی اہلِ حدیث کے نزدیک ضعیف ہے اس میں کوئی شک نہیں۔ اور دونوں مختلف روایتوں کے درمیان وجہ تطبیق اس علّت میں نظر کرنے سے واضح ہوتی ہے جس کو عمرؓ نے علیؓ کے سامنے پیش کی اُن کے حِصّہ کے ترک کے بارے میں کہ دونوں امر صحیح ہیں اُن کے حصہ میں سے کمی کرنا بھی جس کے بارے میں ان کا دعویٰ یہ تھا کہ وہ ان کا حق ہے اور اُن کا اپنے مال کو فقراء پر ایّام حاجت میں خرچ کرنے پر برانگیختہ کرنا بھی جو اُن کے نزدیک حق میں سے تھا (جس کا اعتراف حضرت علیؓ نے حضرت عباسؓ سے کیا تھا)۔ ابو یوسف رحمہ اللہ، مجھ سے حدیث بیان کی میرے ایک شیخ نے یزید بن ابی حبیب سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے سعدؓ کو خط لکھا جب اُنھوں نے عراق کو فتح کیا اما بعد میرے پاس تمھارا خط پہنچا جس میں تم ذکر کرتے ہو کہ لوگوں نے تم سے درخواست کی کہ تم ان پر ان کے اموالِ غنیمت کو تقسیم کرو اور جو کچھ اُن کو اللہ نے بغیر جنگ کے دیا ہے۔ تو جب تمھارے پاس میرا یہ خط پہنچے تو ان چیزوں پر نظر کرو جو لوگ تمھارے پاس لشکر کی طرف گھوڑے یا اور مال لے کر آئے ہیں تو اُس کو مسلمانوں کے سامنے جو تمھارے پاس حاضر ہوں تقسیم کرو اور زمینوں اور نہروں کو اُن کے عمّال کے پاس چھوڑ دو تاکہ یہ چیزیں مسلمانوں کو عطیات کے لئے باقی رہیں کیونکہ تم نے اگر اُن کو بھی حاضرین پر تقسیم کر دیا تو بعد والوں کے لئے کوئی شے باقی نہ رہے گی اور میں نے تم کو حکم دیا تھا کہ تم جس کا سامنا کرو اس کو اسلام کی دعوت دو تو جو شخص مسلمان ہو جائے اور تمھاری دعوت قبول کرلے قتال سے پہلے تو وہ مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اُس کا حق وہی ہے جو دوسرے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالہم وعلیہ ما علیہم ولہ سہمٌ فی الاسلام ومن اجاب بعد القتال وبعد الہزیمۃ فہو رجلٌ من المسلمین ومالہ لاہل الاسلام لانہم قد احرزوہ قبل اسلامہ فہذا امری وعہدی ایک ابو یوسف حدثنی غیر واحد من علماء اہل المدینۃ قالوا لما قدم علی عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جیش العراق من قبل سعد بن ابی وقاص شاور اصحاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی تدوین الدواوین وقد کان اتبع رای ابی بکر رضی اللہ عنہ فی التسویۃ بین الناس فلما جاء فتح العراق شاور الناس فی التفضیل ورای انہ الرای فاشار علیہ بذلک من راٰہ وشاورہم فی قسمۃ الارضین التی افاء اللہ علی المسلمین من ارض العراق والشام فتکلم قوم فیہا وارادوا ان یقسم لہم حقوقہم وما فتحوا فقال عمر رضی اللہ عنہ فکیف بمن یاتی من المسلمین فیجدون الارض بعلوجہا قد قسمت وورثت عن الآباء وخیرت ما ہذا

مسلمانوں کا ہے اور اس کے اوپر وہی حق ہے جو عام مسلمانوں پر ہے اور اسلام میں اس کا حصّہ بھی لگے گا اور جو شخص بعد قتال اور بعد ہزیمت کے دعوت قبول کرلے تو وہ (بھی اب) مسلمانوں میں کا ایک شخص ہے اور اس کا مال اہلِ اسلام کا ہے (اُس کی واپسی نہ ہوگی) کیونکہ مسلمانوں نے اُس پر قبضہ کیا اُس کے اسلام لانے سے پہلے۔ تو یہ میرا حکم ہے اور میری طرف سے تم پر ذمہ داری ہے۔ ابو یوسفؒ، ایک سے زیادہ عُلماء اہلِ مدینہ نے مجھ سے روایت کیا۔ اُنھوں نے کہا کہ جب سعدؓ بن ابی وقاص کے پاس سے عراق کا لشکر عمرؓ بن الخطاب کے پاس آیا تو اُنھوں نے اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم سے رجسٹروں کے مُرتب کرنے کے بارے میں مشورہ کیا اور (پہلے آپ) سب لوگوں کو مساوی رکھنے میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کی رائے کا اتباع کرچکے تھے۔ پھر جب عراق سے فتوحات آئیں تو لوگوں سے بعض کو فضیلت دینے کے بارے میں مشورہ کیا اور آپ نے دیکھا کہ عام رائے یہی ہے جس سے آپ نے رائے لی اُس نے اسی طرف اشارہ کیا اور آپ نے سرزمین عراق وشام کی زمینوں کی تقسیم کے بارے میں اُن سے مشورہ کیا جن زمینوں کو اللہ تعالےٰ نے مسلمانوں کو عطا فرمادیا تھا تو ایک قوم نے اس کے بارے میں گفتگو کی اور اُنھوں نے یہ تجویز کیا کہ ان (مجاہدین) کے حقوق اور اُن کے فتح کرنے کا لحاظ کرتے ہوئے اُن کو بھی ان پر تقسیم کردیا جائے تو عمر رضی اللہ عنہ نے کہا اس صورت میں ہم اُن مسلمانوں کے ساتھ کیا کریں گے جو (آئندہ) آئیں گے اور تمام سرزمین کو اس حال میں پائیں گے کہ وہ اُن گبروں سمیت (جو اس زمین میں ممتاز مقام رکھتے تھے) تقسیم ہوچکی اور آبائی ترکہ کی طرح وہ اُن کے وارث قرار دیئے جاچکے اور وہ ان پر ذی اختیار بنائے جاچکے۔ میری یہ رائے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برأیی فقال له عبدالرحمن بن عوف فما
الرأی ما الارض والعلوج الا مما افاء
الله علیهم فقال عمر ما هو الا کما تقول و
لست اری ذلک والله لا یفتح بعدی
بلد فیکون فیه کبیر نیل بل عسی ان
یکون کلا علی المسلمین فاذا قسمت
ارض العراق بعلوجها وارض الشام بعلوجها
فما یسد به الثغور وما یکون للذریة و
الارامل بهذا البلد وبغیره وان اهل
الشام والعراق اکثروا علی عمر وقالوا
لا تقف ما افاء الله علینا باسیافنا علی
قوم لم یحضروا ولم یشهدوا ولابناء
قوم ولابنائهم لم یحضروا فکان
عمر رضی الله عنه لا یزید
علی ان یقول هذا رأیی
قالوا فاستشر فاستشار المهاجرین
الاولین فاختلفوا فاما عبدالرحمن
ابن عوف رضی الله عنه فکان
رأیه ان یقسم لهم حقوقهم و
رأی عثمان وعلی وطلحة
رأی عمر رضی الله عنهم
اجمعین فارسل الی عشرة
من الانصار خمسة من
الاوس وخمسة
من الخزرج

نہیں ہے۔ تو اُن سے عبدالرحمن رضؓ بن عوف نے کہا پھر کیا رائے ہے زمین اور وہاں کے سکّان تو "ما افاء اللہ علیہم" (یعنی جو کچھ اللہ نے اُن کو غنیمت میں دیا) میں داخل ہیں۔ تو عمرؓ نے کہا کہ وہ ایسے ہی ہیں جیسا کہ تم کہتے ہو اور میں یہ رائے (کہ زمینوں کو زمینداروں سمیت تقسیم کر دیا جائے اس لئے) مناسب نہیں سمجھتا کہ واللہ میرے بعد کوئی ایسا ملک فتح نہ ہوگا جس میں کوئی بڑی آمدنی ہو بلکہ قیاس یہ ہے کہ وہ ایک بوجھ ہوگا مسلمانوں پر تو جب عراق تقسیم کر دیا گیا مع اُس کے زمینداروں کے اور سرزمین شام بھی تقسیم کر دی گئی زمینداروں سمیت تو تم کس (خزانہ) سے سرحدوں کو مضبوط کروگے اور کہاں سے امداد دے سکوگے اس شہر اور دوسرے مقام کے بچوں اور بیکس عورتوں کو۔ اور حال یہ پیش آیا کہ اہل شام و عراق نے (یعنی ان مجاہدین نے جو وہاں سے آتے تھے) عمرؓ کے ساتھ بہت کہا سنی شروع کر دی اور کہنے لگے کہ جو اللہ تعالیٰ نے ہماری تلواروں کے ذریعہ سے ہم کو غنیمت میں دیا ہے اُس کو آپ اُن لوگوں پر وقف نہ کیجئے جو موجود نہیں ہیں اور نہ وہ میدان میں نکلے اور اس قوم کی اولاد پر وقف نہ کیجئے اور نہ اُن کی اولاد پر وقف کریں جو موجود بھی نہیں ہیں مگر عمر رضی اللہ عنہ اسی قول پر جمے رہے کہ میری رائے تو وہی ہے۔ اُن لوگوں نے کہا تو (مسلمانوں سے) مشورہ کر لیجئے۔ اس پر آپ نے مہاجرینِ اوّلین سے مشورہ کیا تو وہ مختلف الرائے ہو گئے۔ عبدالرحمن رضؓ بن عوف کی رائے یہ تھی کہ یہ ان کے حصے اُن پر تقسیم کر دیئے جائیں اور عثمان رضؓ اور علی رضؓ اور طلحہ رضؓ کی رائے وہی تھی جو عمر رضؓ کی رائے تھی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ اس کے بعد عمر رضؓ نے انصار میں سے دس آدمیوں کو بلایا، پانچ قبیلہ اَوس کے اور پانچ قبیلہ خزرج کے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من کبرائهم و اشرافهم فلما اجتمعوا
حمد الله و اثنى عليه بما هو اهله
و مستحقه ثم قال انى لم ازعجكم
الا لان تشركوا فى امانتى فيما
حملت من اموركم فانى واحد
كاحدكم و انتم اليوم تقرون بالحق
خالفنى من خالفنى و وافقنى من
وافقنى ولست اريد ان تتبعوا الذى
هو هواى معكم من الله كتاب
ينطق بالحق فوالله لئن كنت نطقت
بامر اريده ما اردت به الا الحق
قالوا قد نسمع يا امير المؤمنين
و قال قد سمعتم كلام هؤلاء
القوم الذين زعموا انى اظلمهم
حقوقهم و انى اعوذ بالله ان اركب
ظلما لئن كنت ظلمتهم شيئا هو
لهم و اعطيته غيرهم لقد شقيت
و لكن رأيت انه لم يبق شئ
يفتح بعد ارض كسرى و قد
غنمنا الله اموالهم وارضهم و
علوجهم فقسمت ما غنموا من مال
اورثه بين اهله و اخرجت
الخمس فوجهته على وجهه
و انا فى توجيهه و
رأيت

جو انصار کے بڑے اور اشراف میں سے تھے جب یہ سب لوگ جمع ہوگئے تو آپ نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا پڑھی جس کا وہ اہل و مستحق ہے۔ پھر کہا کہ میں نے آپ صاحبان کو صرف اس لئے تکلیف دی ہے کہ مجھ پر آپ کے امور کے بارے میں جو ایک امانت کا بوجھ ہے اُس کے تحمل میں آپ میرے ساتھ شریک ہوں اور یہ حقیقت ہے کہ میں تم ہی جیسا ایک شخص ہوں اور آج تم کو حق پر جمنا ہوگا جس کو مجھ سے اختلاف ہوا اُس نے اختلاف کیا اور جس نے موافقت کی اُس نے موافقت کا اظہار کیا اور میں یہ نہیں چاہتا کہ تم لوگ اس بات کا اتباع کرو جو میری خواہش ہو۔ تمہارے پاس اللہ کی کتاب موجود ہے جو حق بات بتاتی ہے۔ خدا کی قسم جو کچھ میں زبان پر لاتا رہا ہوں اس امر کے بارے میں جس کا میں ارادہ کر رہا ہوں میں نے اُس سے کسی شئے کا ارادہ نہیں کیا بجز حق کے۔ لوگوں نے کہا کہ ہم سُن رہے ہیں اے امیر المومنین۔ اور آپ نے کہا کہ تم سُن چکے ہو اس قوم کا کلام جو یہ سمجھ رہے ہیں کہ میں ان کے حقوق کے ساتھ ظلم کر رہا ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ ظلم کا مرتکب بنوں بخدا اگر میں نے ان پر ظلم کیا کسی ایسی شئے کے بارے میں جو اُن کی ہے اور میں نے اُس کو دوسرے لوگوں کو دیدیا تو میں درحقیقت بدکردار ہوں گا۔ لیکن میں نے یہ دیکھا کہ اب کوئی چیز باقی نہیں رہی سرزمین کسریٰ کے بعد جس کو فتح کیا جائے گا اور اللہ تعالےٰ نے اُن کے اموال اور اُن کی زمینیں اور اُن کے زمینداروں کو ہمیں غنیمت میں دیا تو جو کچھ مال غنیمت میں آیا میں نے اُس کو تقسیم کردیا اور حقداروں کو اس کا وارث بنادیا اور میں نے خمس نکالا تو اُس کو بھی اُس کے مصارف میں پہنچادیا۔ اور میں اس کام میں ابھی تک لگ رہا ہوں اور میں نے یہ رائے قائم کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

أن أحبس الأرضين بعلوجها وأضع
عليهم فيها الخراج وفي رقابهم
الجزية يؤدونها فتكون فيئاً
للمسلمين المقاتلة والذرية ولمن
يأتي بعدهم أرأيتم هذه الثغور
لا بد لها من رجال يلزمونها أرأيتم
هذه المدن العظام كالشام و
الجزيرة والكوفة والبصرة ومصر
لا بد لها من أن تشحن بالجيوش وإدرار
[illegible]
[illegible]
هؤلاء إذا قسمت الأرضين والعلوج
فقالوا جميعاً الرأي رأيك
فنعم ما قلت وما رأيت إن لم
تشحن هذه الثغور وهذه المدن
بالرجال وتجري عليهم ما يتقوون به
رجع أهل الكفر إلى مدنهم
فقال قد بان لي الأمر فمن
رجل له جزالة وعقل يضع
الأرض مواضعها ويضع على العلوج
ما يحتملون فاجتمعوا له على عثمان
بن حنيف وقالوا تبعثه إلى
أهم من ذلك فإن له بصراً
وعقلاً وتجربة فأسرع إليه
عمر فولاه مساحة أرض
السواد

کہ زمینوں کو ان کے کاشتکاروں سمیت روک لوں اور ان زمینوں کے بارے میں ان پر خراج (یعنی سرکاری لگان) اور ان کی گردنوں پر اتنا جزیہ (ٹیکس) جس کو وہ بخوشی ادا کرتے رہیں قائم کر دوں تو یہ ایک شے (یعنی مستقل ذریعۂ آمدنی) مسلمانوں کے لئے ہو گی لڑنے والی جماعت کے لئے، مسلمانوں کی اولاد کے لئے اور ان مسلمانوں کے لئے جو ان کے بعد آنے والے ہیں۔ کیا تم نے ان ملکی سرحدوں پر غور کیا کہ ان کی حفاظت کے لئے جنگی مردوں کی ضرورت [illegible] [illegible] اور جزیرہ پر اور کوفہ و بصرہ اور مصر پر کہ ضرورت ہے کہ ان کو لشکروں سے بھر دیا جائے اور لشکر والوں کو وظائف دیے جائیں تو ان لوگوں کو کہاں سے دیا جائے گا جب کہ میں زمینوں اور ان کے کاشتکاروں کو تقسیم کر چکوں گا۔ تو سب نے کہا کہ بیشک آپ ہی کی رائے ہے جو کچھ آپ نے کہا اور جو رائے قائم کی وہ بہت مناسب ہے۔ اگر ان سرحدوں کو فوجوں سے نہ بھرا گیا اور ان شہروں میں مردوں کو نہ بسایا گیا جن کے لئے ادرار کا اجراء بھی ضروری ہو گا جس سے وہ قوت حاصل کریں تو اہل کفر پھر اپنے شہروں کی طرف لوٹ آئیں گے۔ اس کے بعد عمرؓ نے فرمایا کہ اب معاملہ واضح ہو چکا ہے تو (اب بتائیے وہ) کون ایسا شخص ہے جس میں صلاحیت اور عقل ہو جو زمین پر لگان قائم کرے اور کاشتکاروں پر اتنا ٹیکس قائم کرے جس کو وہ برداشت کر سکیں، سب آپ کے سامنے متفق الرائے ہوئے عثمان بن حنیف پر اور انہوں نے عرض کیا کہ آپ ان کو اس سے بھی زیادہ اہم کام پر بھیج سکتے ہیں کیونکہ وہ صاحب بصیرت و صاحب عقل و تجربہ کار ہیں۔ تو عمرؓ نے فوراً ہی ان کو (عراق و شام کی) مزروعہ زمینوں کا مہتمم بندوبست

www.KitaboSunnat.com

فأدّت جبايةُ سوادِ الكوفة قبلَ أن يموتَ عمر بعامٍ مائة الف الفِ و الدرهمُ يومئذ درهمٌ ودانقان ونصفُ كانت الدراهمُ يومئذ وزن الدّرهم مثلَ وزنِ المثقال وحدّثني الليث بن سعد عن حبيب بن ابي ثابت ان اصحابَ رسولِ الله صلے الله عليه وسلّم و جماعة المسلمين ارادوا عمر بن الخطّاب ان يُقسم الشامَ كما قسم رسولُ الله صلے الله عليه وسلم خيبر وانّه كان اشدَّ الناس عليه في ذٰلك الزّبير بن العوام وبلالُ بن رباح فقال عمر اِذن اَترُكُم مَن بعدَكم من المسلمين لاشيَ لهم ثم قال اللّٰهمّ اكفِنِي بلالًا و اصحابَه قال ورأے المسلمونَ انّ الطاعونَ الذي اصابهم بعمواس كانَ عن دعوة عُمر قال وتركهم عمر ذمةً يؤدّونَ الخراج الے المسلمين وحدّثني محمد بن اسحٰق عن الزّهري انّ عمر بن الخطّاب رضي الله عنه استشار الناسَ فے السّواد حين افتتح فرآى عامّتهم ان يقسمه وكانَ بلالُ بن رباح من اشدّهم في ذٰلك وكانَ رأے عمر اَن يتركه و لا يقسمه فقالَ اللّٰهمّ اكفِنِي بلالًا

بنا دیا تو اراضی کوفہ کی مالگذاری عمرؓ کے انتقال سے ایک سال قبل تک دس کروڑ درہم تک پہنچ گئی اور اُس زمانہ کا درہم (بعد کے دَور کے) ایک درہم اور اڑھائی دانگ کے برابر تھا۔ درہم اُس زمانہ میں ایسے ہوتے تھے کہ درہم کا وزن مثقال کے وزن جیسا ہوتا تھا۔ اور مجھ سے روایت کیا لیث بن سعد نے حبیب بن ابی ثابت سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اور مسلمانوں کی ایک جماعت نے ارادہ کیا کہ عمرؓ بن الخطاب سے شام کو تقسیم کرائیں جیسا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا اور حقیقت یہ ہے کہ اس بارے میں عمرؓ کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ سختی کرنے والے زُبیر بن العوام اور بلال بن رباح تھے تو عمرؓ نے کہا کہ پھر تو میں تمھارے بعد آنے والے مسلمانوں کو اس حالت میں چھوڑوں گا کہ اُن کے لئے کچھ بھی نہ ہوگا۔ پھر عمرؓ نے دُعاء کی کہ یا اللہ بلالؓ اور اُس کے ساتھیو کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا۔۔ کہا (حبیب بن ابی ثابت نے) کہ مسلمانوں نے دیکھ لیا کہ عمواس میں جو طاعون ان پر پڑا وہ عمرؓ کی دُعاء کے نتیجہ میں پڑا تھا۔ اور کہا کہ عمرؓ نے اُن (شہروں کے قدیم باشندوں) کو ذمّی بنا کر چھوڑ دیا کہ وہ مسلمانوں کو خراج ادا کرتے رہیں۔ اور مجھ سے روایت کیا محمد ابن اسحٰق نے زُہری سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے لوگوں سے اراضی مزروعہ کے بارے میں مشورہ کیا جب (عراق وشام کی) فتح ہوگئی تو عام لوگوں کی رائے یہ ہوگئی کہ وہ ان کو (لڑنے والوں پر) تقسیم کردیں۔ اور بلال بن رباح اُن (تقسیم اراضی کا مطالبہ کرنے والوں) میں اس بارے میں سب سے زیادہ سخت تھے اور عمرؓ کی رائے یہ تھی کہ وہ اس کو چھوڑ دیں اور تقسیم نہ کریں تو عمرؓ نے دُعاء کی کہ یا اللہ بلالؓ کے مقابلہ پر تو میرے لئے کافی ہوجا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ومکثوا فی ذلک یومین او ثلثا او دون ذلک ثم قال عمرؓ قد وجدت حجۃ قال اللہ عزّ وجلّ فی کتابہ وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْھُمْ فَمَآ اَوْجَفْتُمْ عَلَیْہِ مِنْ خَیْلٍ وَّلَا رِکَابٍ وَّلٰکِنَّ اللّٰہَ یُسَلِّطُ رُسُلَہٗ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ ۚ وَاللّٰہُ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۝ حتی فرغ من شان بنی النضیر فھذہ عامۃ فی القرٰی کلھا ثم قال مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مِنْ اَھْلِ الْقُرٰی فَلِلّٰہِ وَلِلرَّسُوْلِ وَلِذِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰکِیْنِ وَابْنِ السَّبِیْلِ کَیْ لَا یَکُوْنَ دُوْلَۃً بَیْنَ الْاَغْنِیَآءِ مِنْکُمْ ط وَمَآ اٰتٰکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھٰکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰہَ ط اِنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ ثم قال لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ الَّذِیْنَ اُخْرِجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَاَمْوَالِھِمْ یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا وَّیَنْصُرُوْنَ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ ط اُولٰٓئِکَ ھُمُ الصّٰدِقُوْنَ ۝ ثم لم یرض حتی خلط بھم غیرھم فقال وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ

اور یہ لوگ اس (جھگڑے) میں دو دن یا تین دن یا اس سے کچھ کم لگے رہے۔ پھر عمرؓ نے فرمایا کہ میں حجت پا چکا ہوں۔ اللہ عزّ وجل نے اپنی کتاب میں فرمایا وَمَآ اَفَآءَ اللّٰہُ تا قَدِیْرٌ ۝ (۵۹ : ۶) اور جو کچھ اللہ نے اپنے رسولؐ کو اُن سے دلوایا سو تم نے نہ اس پر گھوڑے دَوڑائے اور نہ اونٹ لیکن اللہ تعالٰی (کی عادت ہے کہ) اپنے رسولوں کو جس پر چاہے (خاص طور پر) مُسلّط فرما دیتا ہے اور اللہ تعالٰی کو ہر چیز پر پوری قدرت حاصل ہے۔" یہاں تک کہ فارغ ہو گیا بنو نضیر کے قضیہ سے تو اب یہ عام ہے تمام بستیوں کے بارے میں، پھر فرمایا مَآ اَفَآءَ اللّٰہُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ تا شَدِیْدُ الْعِقَابِ ۝ (۵۹ : ۷) جو کچھ اللہ تعالٰی (اس طور پر) اپنے رسولؐ کو دوسری بستیوں کے (کافر) لوگوں سے دلوا دے (جیسے فدک اور ایک حصہ خیبر کا) سو وہ (بھی) اللہ کا حق ہے اور رسولؐ کا اور (آپ کے) قرابتداروں کا اور یتیموں کا اور مسافروں کا تاکہ وہ (مال فیٔ) تمہارے تونگروں کے قبضہ میں نہ آجائے اور رسولؐ تم کو جو کچھ دیدیا کریں وہ لے لیا کرو اور جس چیز (کے لینے) سے تم کو روک دیں (اور بعموم الفاظ یہی حکم ہے افعال اور احکام میں بھی) تم رُک جایا کرو اور اللہ سے ڈرو بیشک اللہ تعالٰی (مخالفت کرنے پر) سخت سزا دینے والا ہے۔" پھر فرمایا لِلْفُقَرَآءِ الْمُھٰجِرِیْنَ تا الصّٰدِقُوْنَ ۝ (۵۹ : ۸) اُن حاجتمند مہاجرین کا (بالخصوص) حق ہے جو اپنے گھروں سے اور اپنے مالوں سے (جبرًا و ظلمًا) جُدا کر دیئے گئے وہ اللہ تعالٰی کے فضل (یعنی جنّت) اور رضامندی کے طالب ہیں اور وہ اللہ اور اس کے رسولؐ (کے دین) کی مدد کرتے ہیں (اور) یہی لوگ (ایمان کے) سچے ہیں۔" پھر حق تعالٰی نے اس پر بس نہیں کر دیا بلکہ ان کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا چنانچہ فرمایا وَالَّذِیْنَ تَبَوَّءُو الدَّارَ تا ھُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ۝

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَالْإِيمَانَ مِنْ قَبْلِهِمْ يُحِبُّونَ مَنْ هَاجَرَ إِلَيْهِمْ وَلَا يَجِدُونَ فِي صُدُورِهِمْ حَاجَةً مِّمَّا أُوتُوا وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ۚ وَمَن يُوقَ شُحَّ نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ ○ فهذا فيما بلغنا والله اعلم في الانصار خاصة ثم لم يرض حتى خلط بهم غيرهم فقال وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ○ فكانت هذه عامة لمن جاء بعدهم فقد صار هذا الفئ بين هؤلاء جميعا فكيف نقسمه لهؤلاء و ندع من تخلف بغير قسم فاجمع علی ترکہ و جمع خراجہ ابویوسف الذی رأی عمر رضی اللہ عنہ من الامتناع من قسمۃ الارضین بین من افتتحہا عند ما عرفہ اللہ ما کان فی کتابہ من بیان ذلک توفیق من اللہ تعالیٰ کان لہ فیما صنع فیہ

(۵۹ : ۹) اور (نیز) ان لوگوں کا (بھی حق ہے) جو دار الاسلام (یعنی مدینہ) میں ان (مہاجرین) کے (آنے کے) قبل سے قرار پکڑے ہوئے ہیں جو ان کے پاس ہجرت کر کے آتا ہے اس سے یہ لوگ محبت کرتے ہیں اور مہاجرین کو جو کچھ ملتا ہے اس سے یہ (انصار) اپنے دلوں میں کوئی رشک نہیں پاتے اور اپنے سے مقدم رکھتے ہیں اگرچہ ان پر فاقہ ہی ہو اور (واقعی) جو شخص اپنی طبیعت کے بخل سے محفوظ رکھا جائے ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں" تو یہ اس علم کے مطابق جو ہم کو پہنچا اور اللہ تعالیٰ سب سے زیادہ جاننے والا ہے خاص طور پر انصار کے حق میں ہے، پھر اس پر اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ اُن کے ساتھ دوسروں کو بھی شامل کیا اور فرمایا وَالَّذِينَ جَاءُوا مِن بَعْدِهِمْ تا رَحِيمٌ ○ (۵۹ : ۱۰) اور ان لوگوں کا (بھی اس مال فے میں حق ہے) جو ان کے بعد آئے جو (ان مذکورین کے حق میں) دعاء کرتے ہیں کہ اے ہمارے پروردگار ہم کو بخش دے اور ہمارے اُن بھائیوں کو (بھی) جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دیجئے اے ہمارے رب آپ بڑے شفیق رحیم ہیں" تو یہ آیت عام ہے ہر اُس شخص کے لئے جو اُن کے بعد آئے تو یہ فے اُن سب کے لئے ہے تو ہم اس کو اِن ہی لوگوں پر کیسے تقسیم کر دیں اور بعد والوں کو بغیر حصّہ کے چھوڑ دیں تو تقسیم کے ترک پر صحابہ کا اجماع ہو گیا اور اس کے خراج کے جمع کرنے پر۔ ابو یوسف کہتے ہیں، جو رائے قائم فرمائی عمر رضی اللہ عنہ نے کہ زمینوں کو اُن لوگوں پر تقسیم ہونے سے روکا جائے جنھوں نے ان کو فتح کیا اس حجت کو پیش نظر رکھ کر جس کا بیان اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے یہ توفیق تھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو اُن کو دی گئی، اس میں جو کچھ اُنھوں نے کیا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

كانت الخيرةُ لجميع المسلمين وفيما
رأے من جمع خراج ذلك وقسمته
بين المسلمين عمومُ النفع لجماعتهم
لانّ هٰذا لو لم يكن موقوفًا علے الناس
فے الاعطيات والارزاق لم
تُشحَن الثغورُ ولم تقوے الجيوش
علے المسير فے الجهاد ولَمَا
آمن برجوع اہل الكفر الے مدنهم
اذا خلت من المقاتلة والمرتزقة
والله اعلم بالخير حيث كان
قالَ الشافعی الدُّوْرُ والارضون
ممّا تصالحوا عليه وقف للمسلمين
يستغل غلّتها فے كل عام قال
واحسبُ ما تركه (بعمر) من بلاد اہل الشرک
ھكذا او شیءٌ استطاب انفس
مَنْ ظهر عليه (ای عمرؓ) بخيل ركاب فتركوه
كما استطاب رسولُ الله صلے الله
عليه وسلم انفس اہل سبی
ہوازن فتركوا حقوقهم قال و
فے حديث جرير (قبیلۂ ازقیس) بن عبد الله
عن عمر انه عوّضه من
حقه ويشبه قول جرير عن
عمر لولا انی قاسمٌ
مسئولٌ
لترکتم

تمام مسلمانوں کی بھلائی تھی اور جو رائے اُنھوں نے قائم کی
کہ اس کا خراج جمع کیا جائے اور اس کو مسلمانوں پر تقسیم
کیا جاتا رہے جماعتِ مسلمین کے لئے اس کا عام نفع تھا کیونکہ
اس کو اگر عام مسلمانوں پر عطایا اور وظائف کے وقف شدہ
نہ قرار دی جاتی تو سرحدوں کی حفاظت کے لئے لشکر متعیّن نہ
ہو سکتا اور جہاد پر روانگی کے لئے لشکروں کو طاقت نہ پہنچائی
جا سکتی اور کبھی اہلِ کفر کے اپنے شہروں کی طرف واپسی سے بے
فکری نہ حاصل ہو سکتی جب کہ وہ شہر خالی ہوتے جنگی مردوں
اور وظائف پانے والے لوگوں سے اور اللہ تعالےٰ خیر کو سب
سے زیادہ جاننے والا ہے وہ جہاں بھی ہو۔ شافعیؒ نے کہا کہ
مکانات اور زمینیں جن پر باہمی صلح ہوئی ہو مسلمانوں کے لئے
وقف ہے اُن کی آمدنی ہر سال جمع کی جائے گی اور کہا کہ میں
سمجھتا ہوں کہ اہلِ شرک کے چھوڑے ہوئے شہر اسی طرح
کے تھے اور کچھ ایسی زمین تھی جس میں عمرؓ نے ان لوگوں کے
نفسوں کی رضامندی چاہی جو کہ گھوڑے اور اُونٹ دوڑا کر
(یعنی جنگ سے) اس پر غالب ہوتے تو اُنھوں نے اُس شے
(سے اپنے حقوق) کو چھوڑ دیا جیسا کہ رضامندی حاصل کی تھی
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے ان لوگوں سے جن کے پاس
ہوازن کے قیدی تھے تو اُنھوں نے اپنے حقوق کو ترک کر دیا تھا
(اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد پر رضامند
ہو کر ان کو آزاد کر دیا تھا) کہا (امام شافعیؒ نے) اور جریر بن
عبد اللہؓ کی حدیث میں عمرؓ سے روایت ہے کہ اُنھوں نے
ان کو ان کے حق کا بدلہ دیدیا تھا اور مشابہ ہے قول جریرؓ کے
جو عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا
تقسیم کرنے والا ہوں جس سے باز پرس بھی ہوگی تو میں تم کو چھوڑ دیتا

www.KitaboSunnat.com

علیٰ ما قسّم لکم أن یکون قسم لہم بلادَ
صلحٍ مع بلادِ ایجافٍ فردّ قسمَ الصلح
و عوّض من بلاد الایجاف بالخیل و
الرکاب تمّت والاوجہ عندی ان الفارس
و الروم کانوا متسلّطین علی مُلّاک الارض
یأخذون منہم الخراج ولم یکونوا ملّاک
الارض وزرّاعہا ولا ورثوھا عن آبائہم
و اجدادھم فقاتل المسلمون اولئک المتغلبین
حتی دفعوھم عن سواد الشام والعراق واما
ملّاک الارض و علوجہا الذین کانوا
یزرعونہا ویسکنونہا و ورثوھا عن آبائہم
فاکثرھم صالحوا المسلمین و التزموا
الخراج وبعضہم ظاھر والروم والفارس
و قاتلوا معہم فاشتبہ الامر علی الناس
فظنّ عوامہم انّ الاراضی مغنومۃ لوجود
المقاتلۃ فی الجملۃ وفطن الخواص
بانّ المقاتلۃ انما کانت مع
المتسلطین المتغلبین و امّا اھل
الارض الذین ھم ملاکہا و سکانہا
فانّ اکثرھم صالحوا المسلمین و افتتحہا
المسلمون صلحاً من غیر
ایجافِ خیلٍ و لا رکابٍ و
انّما اوجفوا

اس پر جو تمہارے لئے کیا جا چکا ہے کہ بلادِ صلح مع بلادِ ایجاف اُن (عام مسلمانوں) کے حصہ میں آتے۔ پھر عمرؓ نے صلح سے قبضہ کئے ہوتے علاقہ کو تو الگ کر لیا اور بلادِ ایجاف کا جن پر گھوڑوں اور اونٹوں سے لڑائی ہوتی بدلہ دے دیا۔ میں کہتا ہوں اور معقول وجہ میرے نزدیک یہ ہے کہ فارس اور روم متسلط تھے زمین کے مالکوں پر اور ان سے خراج لیا کرتے تھے اور فارس و روم والے خود زمین کے مالک نہ تھے اور نہ اُس کو زراعت کرنے والے تھے اور نہ اُن کو ان کے باپ اور دادا سے وراثت میں ملی تھی تو مسلمانوں نے ان غلبہ پانے والوں فارس اور روم سے قتال کیا یہاں تک کہ ان کو دھکیل دیا شام اور عراق کے سرسبز علاقہ سے۔ رہے زمینوں کے مالک اور اُن کے باشندے جو اُن زمینوں کی زراعت کرتے اور اُن پر رہتے تھے اور اپنے باپ دادا سے اُن کے وارث بنتے آتے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے مصالحت کرلی اور خراج کا دیتے رہنا منظور کر لیا اور ان میں کے بعض لوگوں نے روم اور فارس کو مدد دی اور اُن کے ساتھ مل کر (مسلمانوں سے) قتال کیا تو لوگوں پر یہ امر مشتبہ ہو گیا اور عام لوگوں کو یہ گمان ہو گیا کہ تمام زمینیں غنیمت میں آئی ہوتی ہیں کہ فی الجملہ سب ہی کے لئے قتال وجود میں آیا۔ لیکن خواص نے یہ سمجھ لیا کہ مقاتلہ تو متسلطین اور متغلبین (یعنی فارس اور روم والوں سے ہوا تھا، رہے زمین والے جو کہ ان کے مالک، اور اُن کے باشندے تھے تو ان میں کے اکثر لوگوں نے مسلمانوں سے صلح کر لی تھی اور اُس کو مسلمانوں نے بغیر اس کے کہ اس میں گھوڑے اور اونٹ دوڑائیں صلح سے فتح کیا تھا اور ایجاف (یعنی جنگ) تو اُن دوسرے

؎۵ یہ قول جریر ہے۔ علیٰ ما قسّم لکم پر عمرؓ کا قول ختم ہو گیا۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح خیبر میں ہوا تھا کہ جو حصہ فتح ہوا تھا ایجاف خیل و رکاب سے وہ مجاہدین پر تقسیم کر دیا گیا تھا۔ میں اسی تقسیم کو تم پر چھوڑ دیتا ہوں ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

علٰی غیرہم ممن تغلب علیہم فلذلک تلا عمر آیۃ الفئی فی ہذہ المسئلۃ واما القلیل منہم الذین قاتلوا المسلمین علٰی اراضیہم مع جنود فارس والروم فاراضیہم مغنومۃ استطاب نفوسہم عنہا عمر بن الخطاب حین اراد ایقاف السواد فمن لم یطلب نفسًا عوضہ وان کان الامر علٰی ما ذہب الیہ ابو یوسف فسواد العراق والشام محول عن سنن الاموال المغنومۃ مخصوص من عموم قولہ تعالٰی وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ باجماع الصحابۃ و بما فہموا من حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم مقتضی کلامہ فی فتح فارس والروم واما غیرہا من البلاد فعلٰی ما قال الشافعی علٰی نوعین احدہما ما افاء اللہ تعالٰی من غیر ایجاف خیل ولا رکاب و یجعل خزانۃ للغزاۃ کما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنصف خیبر الذی اصابہ من غیر ایجاف وکما صنع بالنضیر و فدک (نام دیہے از خیبر ۱۲) والثانی ما افاء اللہ تعالٰی بایجاف الخیل والرکاب فیقسم علیہم کما صنع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بنصف خیبر الذی اصابہ عنوۃ وہذا الذی ذہبنا الیہ

لوگوں سے ہوا تھا جنھوں نے ان دباشندوں اور کاشتکاروں) پر غلبہ حاصل کیا تھا اسی لئے عمرؓ نے آیت فئے کی تلاوت کی اس مسئلہ میں۔ رہے ان میں کے وہ تھوڑے سے لوگ جنھوں نے اپنی زمینوں پر فارس اور روم کے لشکروں کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کیا تھا تو ان کی زمینیں مالِ غنیمت تھیں اُن کی ذوات سے عمر رضی اللہ عنہ نے جب پورے علاقہ کو وقف قرار دیدینے کا ارادہ کیا تو رضامندی حاصل کی تو جو بخوشی آمادہ نہ ہوا اُس کو معاوضہ دیدیا۔ اور اگر بات وہ ہو جس کی طرف ابو یوسفؒ گئے ہیں تو عراق اور شام کا علاقہ اموالِ غنیمت کے طریقوں سے (دوسرے اصول کی طرف) ہٹایا گیا اور خاص کیا گیا ہے اللہ تعالٰی کے اس ارشاد کے عموم سے وَاعْلَمُوْآ اَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِّنْ شَیْءٍ الخ (۸: ۴۱) اور اس بات کو جان لو کہ جو شئے (کفار سے) بطور غنیمت تم کو حاصل ہو تو اُس کا حکم یہ ہے کہ الخ؛ بذریعہ اجماع صحابہؓ کے اور حدیث نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے فارس اور روم کی فتح کے بارے میں جو آپ کے مقتضائے کلام کو اصحاب نے سمجھا تھا۔ رہے ان کے سوا دوسرے شہر تو جیساکہ امام شافعیؒ نے کہا وہ دو قسم کے ہیں۔ ایک ایسے کہ جو اللہ تعالٰی نے عطا کئے بغیر ایجاف خیل ورکاب کے (یعنی بغیر مقاتلہ) اور یہ بنائے جاتیں گے خزانہ غازیوں کے لئے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نصف خیبر کے ساتھ کیا جو بغیر لڑے ہاتھ لگا تھا اور جیساکہ آپؐ نے نضیر اور فدک کے ساتھ کیا۔ (خیبر کے ایک گاؤں کا نام ہے) دوسرے ایسے جن کو اللہ تعالٰی نے ایجافِ خیل ورکاب سے دیئے (یعنے مجاہدین کو لڑائی کرنا پڑی) تو یہ مجاہدین پر تقسیم کئے جائیں گے جیساکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خیبر کے اس نصف حصہ کے ساتھ عمل کیا جو آپؐ کے قبضہ میں لڑائی سے آیا تھا۔ اور یہ تحقیق جس کی طرف ہم گئے ہیں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مدلولُ ظاہر ما رواہ مالکؒ والشافعی عن زید بن اسلم عن ابیہ قالَ عمر لولا آخر المسلمین ما فُتحت مدینۃٌ الاّ قسمتُہا کما قسم رسولُ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم خیبرَ الشافعی تعلیقًا عن جریر ابن عبداللّٰہ عن عمر لولا انّی قاسم مسئول لترکتکم علی ما قُسم لکم فبہٰذہ الرّوایۃ یتعیّن حملہا علی المفتوح عنوۃً فان رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم ما قسم علیہم الاّ المفتوح عنوۃً ولٰکن ظہر لعمرؓ وجمہور الصّحابۃ مصلحۃ اقتضت ترک قسمۃ المفتوح عنوۃً وجعلہ خزانۃً للغزاۃ عُدّۃً للسّلاح والکراع الشافعی عن الزہری عن مالک بن اوس ان عُمر قالَ ما احدٌ الاّ لہٗ فی ہٰذا المال حقٌ اُعطیہ او مُنعہ الاّ ما ملکت ایمانکم الشافعی عن ابن المنکدر عن مالک ابن اوس قالَ عمر لئن عشت لیأتینّ الراعی بسرو حمیر حقّہ ثم اوّلَ الشافعیؒ کلامَ عُمر فقالَ معناہ ما احدٌ من اہل الفیٔ الذین یغزون الّا ولہٗ حقٌ فی مال الفیٔ او الصّدقۃ قالَ

مدلول ہے اُس ظاہر روایت کا جس کو مالکؒ اور شافعیؒ نے روایت کیا زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ اگر بعد کے مسلمان (جن کے حق کی صراحت والّذین جاؤا من بعدہم میں فرمادی گئی) نہ ہوتے (یعنی ان کا حق پیش نظر نہ ہوتا) تو کوئی شہر فتح نہ ہوتا مگر میں اس کو اسی طرح تقسیم کرتا جس طرح رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خیبر کو تقسیم کیا تھا۔ شافعیؒ تعلیقًا جریر بن عبداللہؓ سے وہ عمرؓ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ایسا تقسیم کرنے والا ہوں کہ مسئول بھی ہوں تو میں تم کو اس تقسیم پر چھوڑ دیتا جو تمہارے لئے کی گئی تھی۔ تو اس روایت سے اُس کا ایسی اراضی پر محمول ہونا متعیّن ہو جاتا ہے جو جنگ سے فتح ہوئی ہوں کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے صرف وہی زمینیں اُن کو تقسیم کی تھیں جو جنگ سے فتح ہوئی تھیں۔ لیکن عمرؓ اور جمہور صحابہؓ پر ایسی مصلحت کا ظہور ہوا جو لڑائی سے فتح کی ہوئی زمینوں کی تقسیم کے ترک کی مقتضی ہوئی اور اُس کو غازیوں کے لئے خزانہ اور سامانِ جہاد یعنی ہتھیاروں اور سواریوں وغیرہ کی فراہمی کے لئے روکنے کی مقتضی ہوئی۔ شافعیؒ زہری سے وہ مالکؒ ابن اوس سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ کوئی شخص نہیں مگر اس کا اس مال میں حق ہے اس کو دیا جائے یا روکا جائے۔ بجز اُن لوگوں کے جو تمہاری ملک میں ہیں (یعنی غلام اور لونڈی)۔ شافعیؒ ابن المنکدرؒ سے وہ مالک بن اوس سے کہ عمرؓ نے کہا کہ اگر میں زندہ رہا تو سرو حمیر کے ایک چرواہے کے پاس اُس کا حق ضرور پہنچ جائے گا۔ پھر شافعیؒ نے عمرؓ کے کلام کی تاویل کی اور کہا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ اہلِ فَے میں سے جو جہاد کرتے ہیں کوئی شخص نہیں مگر مالِ فَے یا صدقہ میں اُس کا حق ہے۔ کہا اور جو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والذی احفظ عن اهل العلم ان الاعراب لا یعطون من الفئ قلت الاوجه عندی ان الاختلاف بین عمل النبی صلی الله علیه وسلم وابی بکر وبین عمل عمر فی قسم الفئ منشاؤه اختلاف قلۃ الفئ وکثرته وقد اشار عمر الی ان آیۃ الفئ شملت جمیع المسلمین لم تترک منهم شیئا ولکن المرعی فی التقسیم تقدیم الاحوج فالاحوج البیهقی عن حارثة بن مضرب العبدی قال عمر انی انزلت نفسی من مال الله بمنزلة والی الیتیم ان استغنیت استعففت و ان افتقرت اکلت بالمعروف الشافعی عن الاحنف بن قیس ان عمر قیل له فی امة مرت فقال انها لا تحل لی انها من مال الله و قال اخبرکم بما استحل من مال الله او قال بما یحل لی ان استحل منه حلتین حلة الشتاء وحلة القیظ وما احج علیه و اعتمر و قوتی و قوت عیالی کقوت رجل من قریش لا من اغنیائهم و لا من فقرائهم ثم انا بعد رجل من المسلمین یصیبنی ما اصابهم الشافعی اخبرنا غیر واحد من اهل العلم انه لما قدم علی عمر بن الخطاب بما اصیب بالعراق قال له صاحب بیت المال انا ادخله

بات اہلِ علم کی مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ اعراب کو فئے میں سے نہیں دیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے نزدیک بڑی وجہ یہ ہے کہ جو اختلاف نبی صلے اللہ علیہ وسلم وابو بکرؓ کے عمل اور عمرؓ کے عمل کے درمیان فئے کی تقسیم میں ہے اُس کا منشاء فئے کی قلت وکثرت ہے اور عمرؓ اشارہ کر چکے ہیں اس طرف کہ آیتِ فئے جملہ مسلمین کو شامل ہے اُن سے کوئی شے ترک نہیں کی گئی لیکن تقسیم میں جس بات کی رعایت رکھی گئی وہ زیادہ حاجتمند کو پھر اُس سے کم حاجتمند کو مقدم کر دینا ہے۔ بیہقی حارثہ بن مضرب العبدی سے عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے اپنی ذات کو اللہ کے مال میں والیٔ یتیم کے مرتبہ میں رکھا ہے اگر میں مستغنی ہوا تو نہ لیا اور اگر ضرورتمند ہوا تو کھا لیا عام طریقہ کے مطابق۔ شافعیؒ احنف ابن قیس سے کہ عمرؓ سے ایک کنیز کے بارے میں کہا گیا جو گزری (کہ آپ اس کو اپنے زیرِ تصرف رکھیں) تو فرمایا کہ یہ میرے لئے حلال نہیں کیونکہ وہ اللہ کے مال میں سے ہے اور کہا کہ میں تم کو خبر دیتا ہوں کہ اللہ کے مال میں سے میں کیا حلال قرار دیتا ہوں یا یہ فرمایا کہ میرے لئے کیا حلال ہے۔ میں اس میں سے حلال رکھتا ہوں دو جوڑے ایک جوڑا سردی کا اور ایک جوڑا گرمی کا اور ایسا (سواری کا) جانور جس پر سوار ہو کر میں حج کر لوں اور عمرہ کر لوں اور میرا کھانا قریش کے ایک عام آدمی کے مانند ہے نہ اُن میں کے مالداروں کے مانند اور نہ فقراء کے۔ پھر اس کے بعد میں مسلمانوں میں کا ایک شخص ہوں جو مصیبت ان پر آئے گی (قحط وغیرہ کی) وہ مجھ پر بھی آئے گی۔ شافعیؒ ہم کو ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ جب وہ اموال جو عراق میں ہاتھ لگے تھے عمرؓ بن الخطاب کے پاس آئے تو اُن سے بیت المال کے منتظم نے کہا کہ میں اس کو بیت المال میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بیت المال قال لا و ربّ الکعبۃ
لا یُؤوِی تحت سقفِ بیتٍ حتّی (جائے نداده شود)
أقسمہ فأمر بہ فوضع فی المسجد و
وُضعت علیہ الأنطاع (چرم ہا) وحرسہ رجالٌ
من المھاجرین والأنصار فلمّا أصبح
غدا معہ العبّاس بن عبد المطّلب و
عبد الرحمٰن بن عوف آخذا بید
أحدِھما أو أحدُھما آخذٌ بیدہ فلمّا رأوہ
کشفوا الأنطاع عن الأموال فرأی
منظرًا لم یَرَ مثلہ، رأی الذھبَ
فیہ والیاقوت والزبرجد واللؤلؤ یتلألأ
فبکی فقال لہ أحدھما انہ واللہ ما ھو
بیوم بکاءٍ ولکنہ یوم شکرٍ وسرورٍ
فقال إنّی واللہ ما ذھبتُ حیث
ذھبتَ ولکنّہ واللہ ما کثُر ھذا قطّ
فی قومٍ إلّا وقع بأسھم بینھم ثمّ
أقبل علی القبلۃ ورفع یدیہ إلی
السماء وقال اللّٰھمّ إنّی أعوذ بک
ان اکون مستدرجًا فانّی أسمعک
تقول سنستدرجھم من حیث لا یعلمون
ثم قال أین سُراقۃ بن
جعشم فأُتی بہ أشعر الذراعین
دقیقھما فأعطاہ سِوارَی
کسریٰ بن ھرمز وقال
البِسھما

داخل کردوں ؟ فرمایا کہ نہیں قسم ہے ربّ کعبہ کی کہ اس کو
دستگوا کر رکھنا تو در کنار) بیت کی چھت کے نیچے بھی نہ جگہ دی
جائے گی مجھے یہ تقسیم کر دینا ہے۔ تو آپ کے حکم کے مطابق وہ مسجد
میں رکھدیا گیا اور اس کے اوپر چرمی فرش ڈال دیئے گئے
اور مہاجرین و انصار میں کے مردوں نے اس پر پہرہ دیا۔ پھر
جب صبح ہوئی تو ان کے ساتھ عباس بن عبد المطلب اور
عبد الرحمٰن بن عوف ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑے ہوئے یا
ان دونوں میں سے ایک حضرت عمرؓ کا ہاتھ پکڑے ہوتے
آئے۔ جب انھوں نے اس انبار کو دیکھا اور چرمی فرش اموال
کے اوپر سے اٹھاتے تو ایسا منظر دیکھا جو اس سے پہلے نہیں دیکھا
تھا۔ اس میں سونا تھا اور یاقوت اور زمرد اور موتی چمک رہے
تھے تو عمرؓ رونے لگے تو ان سے ان دونوں میں سے ایک نے
کہا کہ واللہ یہ رونے کا دن نہیں ہے بلکہ یہ یوم شکر و مسرت ہے
تو عمرؓ نے فرمایا کہ واللہ میں وہاں نہیں گیا جہاں تم گئے ہو لیکن
حقیقت یہ ہے (جس پر میری نظر پہنچی) کہ واللہ اس کی کثرت
کسی قوم میں نہیں ہوتی مگر ان کے مابین خانہ جنگی اور لڑائی
واقع ہوگئی ۔۔۔۔ پھر قبلہ کی طرف رخ کیا اور اپنے دونوں
ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور کہا کہ اے اللہ! میں آپ کی پناہ
چاہتا ہوں مستدرج بننے سے (یعنی کہ مجھے ڈھیل دی گئی ہو) کیونکہ
میں نے آپ کا یہ ارشاد سنا ہے سنستدرجھم الخ (۶۸ : ۴۴)

ہم ان کو بتدریج (جہنم کی طرف) لیجا رہے ہیں اس طور پر کہ
ان کو خبر بھی نہیں"۔ پھر فرمایا کہاں ہے سراقہ بن جعشم (یعنی
سراقہ بن مالک بن جعشم) تو اس کو لایا گیا اس حال میں کہ
اس کے دونوں پتلے پتلے بازوؤں پر بہت بال تھے تو اس کو
کسریٰ بن ہرمز کے کنگن دیئے اور کہا کہ ان دونوں کو پہن تو

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ففعل سراقۃ بن مالک فقال قل اللہ
اکبر قال اللہ اکبر قال قل الحمد
للہ الذی سلبہما کسریٰ بن
ہرمز والبسہما سراقۃ بن مالک بن
جعشم اعرابیا من بنی مدلج وجعل
یقلب بعض ذلک بعضا فقال
ان الذی ادی ہذا لامین فقال
لہ رجل انا اخبرک انت امین اللہ
وہم یؤدون الیک ما ادیت الی
اللہ فاذا رتعت رتعوا قال
(اگر تو بخوری ایشان ہم بخورند ۱۲)
صدقت ثم فرقہ قال الشافعی و
انما البسہما سراقۃ بن مالک لان النبی
صلی اللہ علیہ وسلم قال لسراقۃ
وقد نظر الی ذراعہ کانی بک قد
لبست سواری کسریٰ قال ولم
یجعل لہ الا سوارین قال الشافعی
اخبرنا الثقۃ من اہل المدینۃ قال
انفق عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ علی
اہل الرمادۃ حتی وقع مطر فترحلوا فخرج
علیہم عمر راکبا فرسا ینظر الیہم وہم یترحلون
بظعائنہم فدمعت عیناہ فقال رجل
من بنی محارب بن خصفۃ اشہد
انہا انحسرت عنک
(ماندہ و درگردہ اند ۱۲)
ولست بابن

سراقہ بن مالک نے تعمیل کی تو فرمایا کہ کہہ اللہ اکبر۔ سراقہ نے کہا اللہ اکبر۔ فرمایا کہ کہہ اللہ کا شکر ہے کہ جس نے ان کو کسریٰ بن ہرمز سے چھینا اور ان کو سراقہ بن مالک بن جعشم کو پہنایا جو کہ بنی مدلج میں کا ایک دیہاتی ہے۔ پھر ان میں کی بعض چیزوں کو الٹنا پلٹنا شروع کیا اور فرمایا بیشک جس شخص نے اس کو ادا کیا (یعنی لا کر دیا) وہ ضرور امانت دار ہے تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ میں آپ کو خبر دیتا ہوں کہ آپ اللہ تعالیٰ کے امین ہیں اور وہ لوگ آپ کو ادا کرتے رہیں گے جب تک آپ اللہ تعالیٰ کو ادا کرتے رہیں گے۔ پھر جب تم کھانا شروع کرو گے تو وہ بھی کھانے لگیں گے۔ فرمایا کہ تو نے سچ کہا۔ پھر اس کو تقسیم کر دیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ ان (کنگنوں) کو سراقہ بن مالک کو اس بناء پر پہنایا کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے سراقہ سے فرمایا تھا اس کے بازوؤں پر نظر کرتے ہوئے کہ گویا میں تیرے ساتھ ہوں اور تو نے کسریٰ کے کنگن پہن رکھے ہیں۔ کہا کہ اس کے حصہ میں اور کچھ نہیں لگایا بجز ان کنگنوں کے۔ کہا شافعیؒ نے کہ ہم کو خبر دی مدینہ والوں میں کے ایک ثقہ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب رضی اللہ عنہ نے (قحط زدگان) اہل رمادہ پر خرچ کیا یہاں تک کہ بارش ہوگئی تو ان لوگوں نے کوچ کیا تو ان کی طرف عمرؓ گھوڑے پر سوار ہو کر نکلے، ان کو دیکھ رہے تھے اور وہ اپنی (ہودوں میں بیٹھنے والی) عورتوں کے ساتھ کوچ کر رہے تھے تو ان کی دونوں آنکھیں آنسوؤں سے بھر آئیں تو ایک شخص جو بنی محارب بن خصفہ کا تھا بولا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اس جماعت نے آپ کی طرف سے رنج نہیں اٹھایا (کیونکہ آپ ان پر بہت خرچ کرتے رہے ہیں) اور آپ کسی باندی کے

۵ یہ ایک قحط کا نام ہے جو حضرت فاروقؓ کے عہد میں پڑا تھا اور چونکہ اس زمانہ میں لوگوں کا رنگ خاکستری ہو گیا تھا اس لئے رمادہ کہا گیا ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اَمَةٍ فقالَ لہٗ عمر ویلک ذٰلک لو کنتُ انفقتُ من مالی او مالِ الخطّاب انّما انفقتُ علیہم من مالِ اللّٰہ عزّ وجلّ الشافعی عن ابی جعفر ابن محمد بن علی انّ عمر رضی اللّٰہ عنہ لمّا دوّن الدواوین قال لہم بِمَنْ تَرَوْنَ اَن اَبدأَ فقیلَ لہٗ ابدأْ بالاَقربِ فالاَقربِ بک قال ذکرتمونی بل اَبدأُ بالاقرب فالاقرب من رسول اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلم قالَ الشّافعی اخبرنی غیر واحدٍ من اہلِ العلم من قبائل قریش ان عمر بن الخطاب لمّا کثُرَ المالُ فی زمانہ اَجمع علےٰ اَن یُدوّن الدواوین فاستشار فقالَ بمَن ترونَ اَن ابدأَ فقالَ لہٗ رجل ابدأْ بالاَقرب فالاقرب بک فقالَ ذکرتمونی بل ابدأُ بالاَقرب فالاَقرب مِن رسولِ اللّٰہ صلے اللّٰہ علیہ وسلّم فبدأَ ببنی ہاشم قالَ الشّافعی و اخبرنی غیر واحدٍ من اہل العِلم و الصّدقِ من اہلِ المدینۃِ و مکّۃ من قبائل قریش وغیرہم و کان بعضُہم احسن اقتصاصًا للحدیث من بعضٍ وقد زادَ بعضُہم علےٰ بعضٍ فی الحدیث ان عُمر رضی اللّٰہ عنہ لمّا دوّنَ الدواوین قالَ اَبدأُ ببنی ہاشمٍ ثمّ قالَ

بیٹے نہیں ہیں (کہ تنگ ظرف ہوتے) تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ تجھ پر افسوس ہے یہ کہنے کا موقع اس وقت تھا کہ میں ان پر اپنے مال میں سے یا اپنے باپ خطاب کے مال میں سے خرچ کرتا، میں نے تو ان پر اللہ عزّ وجلّ کے مال میں سے خرچ کیا ہے۔ شافعیؒ ابو جعفر ابن محمد بن علی سے کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹروں کی تدوین کی تو (صحابہؓ سے) کہا کہ تمھاری کیا رائے ہے میں کس نام سے اس کو شروع کروں تو آپ سے کہا گیا کہ اس سے شروع کیجیے جو آپ سے قریب تر ہو پھر اس کے بعد جو قریب تر ہو۔ فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کر دیا۔ نہیں بلکہ شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سب سے زیادہ قریب ہو پھر اس کے بعد جو آپ سے قریب تر ہو۔ کہا شافعیؒ نے کہ مجھے قبائل قریش کے ایک سے زیادہ اہلِ علم نے خبر دی کہ عمرؓ بن الخطّاب نے جب اُن کے زمانہ میں مال کی کثرت ہوگئی اس بات پر اجماع کیا کہ (دفتر قائم کریں اور) رجسٹروں کو تیار کریں پھر لوگوں سے مشورہ طلب کیا اور فرمایا کہ کس شخص کے بارے میں تمھاری رائے ہے کہ اس سے ابتداء کروں تو ان سے ایک شخص نے کہا کہ جو آپ سے قریب تر ہو پھر جو قریب تر ہو اس سے شروع کیجیے تو فرمایا کہ تم نے میرا ذکر کیا؟ بلکہ میں شروع کرتا ہوں اُس سے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہو پھر جو نسبۃً قریب تر ہو تو شروع کیا بنی ہاشم سے۔ کہا شافعیؒ اور مجھے خبر دی اہلِ مدینہ میں کے متعدد اہلِ علم و صدق نے اور مکّہ کے قریش وغیرہ قبائل کے لوگوں نے اور ان میں بعض بعض کی بہ نسبت حدیث کو خوبی کے ساتھ بیان کرنے والے تھے اور ان میں سے بعض نے بعض کی حدیث سے کچھ زیادہ بیان کیا کہ عمر رضی اللہ عنہ نے جب رجسٹر مرتّب کیے تو کہا کہ میں شروع کرتا ہوں بنی ہاشم سے پھر کہا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

حضرتُ رسولَ اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
یُعْطِیهم و بنی المطّلب فاذا کانتِ السنّ فی
الہاشمی قدّمہ علے المطّلبی واذا کانت فی
المطّلبی قدّمہ علے الہاشمی فوضع الدیوان
علےٰ ذٰلک واعطاہم عطآءَ القبیلۃ
الواحدۃ ثم استوت لہ عبدُ شمس و نوفل
فی جِذمِ (اصل) النسب فقال عبد شمس اخوۃ النبی
صلے اللہ علیہ وسلم لأبیہ وأمّہ
دون نوفل فقدّمہم ثم دعا بنی نوفل
یتلوہم ثم استوت لہ عبدُ العزّٰی و
عبد الدار فقال فی بنی اسد بن عبد العزّٰی
اصہار رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم و
فیہم من المطیّبین وقال بعضہم
ہم من حلف الفضول وفیہما کان رسول
اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وقد قیل ذکر
سابقۃ فقدّمہم علے بنی عبد الدار ثم
دعا بنی عبد الدار یتلوہم ثم انفردت
لہ زہرۃ فدعاہا یتلو عبد الدار ثم استوت
لہ تیم و مخزوم فقال

میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ بنی ہاشم کو دے رہے تھے اور بنی المطّلب کو تو جب کوئی بڑی عمر کا ہاشمی میں سے ہوتا تو اس کو مقدّم کرتے مطّلبی پر اور جب مطّلبی میں ہوتا تو اسی کو مقدّم کرتے ہاشمی پر تو عمرؓ نے دفتر کی بنیاد اسی طریق پر رکھی اور ان (بنو ہاشم و بنو المطّلب) کو عطا کیا قبیلہ واحدہ کی عطا۔ پھر اُن کے سامنے عبد شمس اور نوفل اصل نسب میں برابر کے درجہ میں آئے تو کہا کہ عبد شمس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے بھائی ہوتے ہیں باپ اور ماں دونوں کی جانب سے نہ کہ نوفل تو ان کو مقدّم کر دیا۔ پھر ان کے پیچھے متصل نوفل کو بُلایا پھر ان کے برابر معلوم ہوئے عبد العزّےٰ اور عبد الدار تو فرمایا کہ بنی اسد بن عبد العزّےٰ میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے اصہار (داماد و خُسر وغیرہ) ہیں اور ان میں آمیزش بعض مطیّبین کی ہے اور بعضوں نے کہا کہ وہ حلفِ فضول میں سے ہیں اور ان دونوں میں رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم تھے اور کہا گیا کہ آپ نے ذکر کیا سابقۃ کا (یعنی اسلام کیطرف سبقت اور سابقۃ خدماتِ اسلام کا) تو ان کو عبد الدار سے مقدّم کیا۔ پھر بلایا ان کے بعد متصلاً بنی عبد الدار کو پھر اکیلے رہ گئے ان کے سامنے بنی زُہرہ تو اُن کو بلایا عبد الدار کے بعد۔ پھر ان کے سامنے آئے تیم اور مخزوم تو بنی تیم کے بارے

عہ عبد مناف کے بیٹوں نے عبد الدار کے لوگوں سے بعض کام لینے چاہے جیسے کعبہ کی دربانی، حاجیوں کو پانی پلانا وغیرہ عبد الدار کے لوگوں نے انکار کیا۔ اب ہر فریق نے اپنے اپنے دوست قبیلوں سے معاہدہ کیا۔ عبد الدار کے طرفدار جو قبائل تھے ان کو "احلاف" کہتے تھے جو یہ چھ قبیلے تھے عبد الدار، جمح، مخزوم، عدی، کعب، سہم۔ عبد مناف کے لوگوں نے یہ کیا کہ ایک پیالہ خوشبو سے بھرا ہوا لاتے اور اپنے دوست قبیلوں سے کہا کہ اس میں ہاتھ ڈبو کر عہد کرو، تین قبیلے ان کے شریک ہوتے اسد، زہرہ، اور تیم انہوں نے ہاتھ ڈبوتے اور مسجد میں عہد مؤکد کیا ان کو "مطیبین" کہنے لگے یعنی خوشبو لگائے گئے ۱۲ عہ جرہم قبیلہ کے لوگوں نے ایک عہد کیا تھا کہ ہم ہر حال میں انصاف پر قائم رہیں گے، کمزور کا حق زور آور سے دلوائیں گے اور غریب الوطن پردیسی کا شہر کے باشندے اور رئیس سے۔ چونکہ ان حلف کرنے والوں میں سے ہر ایک کا نام فضل تھا، کوئی فضل بن حارث کوئی فضل بن وداعہ کوئی فضل بن نضالہ اس لئے اس کو حلفِ فضول کہنے لگے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

في بني تيم انهم من حلف الفضول والمطيبين
وفيهما كان رسول الله صلى الله عليه وسلم و
قيل ذكر سابقة وقيل ذكر صهرا فقدمهم
على مخزوم ثم دعا مخزوما بتلوهم ثم استوى
له سهم وجمح وعدي بن كعب فقيل ابدأ
بعدي فقال بل أقر نفسي حيث كنت
فان الاسلام دخل وامرنا وامر بني سهم
واحد ولكن انظروا بني جمح وسهم فقيل
قدم بني جمح ثم دعا بني سهم وكان ديوان
عدي وسهم مختلطا كالدعوة الواحدة فلما
خلصت اليه دعوته كبر تكبيرة عالية ثم قال
الحمد لله الذي اوصل الي حظي من رسوله
ثم دعا بني عامر بن لوي قال الشافعي فقال
بعضهم ان ابا عبيدة بن عبد الله بن
الجراح الفهري لما رأى من يتقدم عليه
فقال أكل هؤلاء تدعوا امامي فقال يا ابا
عبيدة اصبر كما صبرت او كلم قومك
فمن قدمك منهم على نفسه لم امنعه فاما
انا وبنو عدي فنقدمك ان احببت
على انفسنا قال فقدم معاوية
بعد بني الحارث بن فهر ففصل
بهم بين بني عبد مناف واسد بن
عبد العزى وشجر بين بني سهم و
عدي شيء في زمان المهدي فافترقوا
فامر المهدي ببني عدي

میں کہا کہ یہ حلف الفضول میں سے ہیں اور مطیبین میں سے بھی
اور رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم دونوں میں سے تھے اور
کہا گیا کہ ان کے سابقہ کا بھی ذکر کیا اور کہا گیا کہ آپ نے صہر کا
ذکر کیا تو ان کو مقدم کیا مخزوم پر۔ پھر ان کے بعد مخزوم کو بلایا
تو ان کے برابر آگئے سہم اور جمح اور عدی بن کعب تو کہا
گیا کہ عدی سے ابتداء کی جائے (عمرؓ اسی خاندان سے تھے)
تو فرمایا کہ میں تو اپنی ذات کو جہاں تھا وہیں رکھوں گا کیونکہ
جب اسلام داخل ہوا تو ہمارا معاملہ اور بنی سہم کا ایک
مرتبہ میں تھا۔ لیکن بنی جمح و بنی سہم میں غور کرو تو کہا
گیا کہ بنی جمح کو مقدم کیجیے۔ پھر آپؓ نے بلایا بنی سہم کو اور
رجسٹر عدی اور سہم کا مثل دعوت واحدہ کے مخلوط تھا تو جب
کہ دعوت کا نمبر ان کی ذات پر پہنچا تو بلند آواز سے تکبیر کہی اور
پھر کہا کہ اللہ کا شکر ہے جس نے پہنچا دیا میرے حصہ کو میری
طرف اپنے رسولؐ کی جانب سے پھر بلایا بنی عامر بن لوی کو
شافعیؒ نے فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ابو عبیدہ بن عبد اللہ بن الجراح
فہری نے جب اس شخص کو دیکھا جو ان پر مقدم ہو رہا تھا
تو کہا کہ کیا آپ ان سب کو میرے آگے بلائیں گے تو آپ
نے فرمایا کہ اے ابو عبیدہ صبر کرو جیسا کہ میں نے صبر کیا یا اپنی
قوم سے بات کرلو تو جو ان میں سے تم کو اپنی ذات پر مقدم
کرے میں اس کو منع نہ کروں گا رہے میں اور بنو عدی تو اگر
تم پسند کرو تو ہم تم کو اپنی ذوات پر مقدم کر دیں گے۔ کہا
پھر مقدم کیا بعد میں معاویہ نے بنی الحارث بن فہر کو اور ان کو
درمیان میں کر دیا بنی عبد مناف اور اسد بن عبد العزیٰ کے
اور مہدی کے زمانہ میں کچھ اختلاف ہوا بنی سہم اور عدی کے
درمیان اور یہ متفرق ہو گئے تو حکم دیا مہدی نے بنی عدی بارے میں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقدم موالے سہم وجمح للسابقۃ فیہم قال الشافعی فاذا فرغ من قریش قدم الانصار علے قبائل العرب کلہا لمکانہا من الاسلام قال الشافعی الناس عباد اللہ فاولٰہم بان یکون مقدما اقربہم بخیرۃ اللہ لرسالاتہ ومستودع امانتہ خاتم النبیین وخیر خلق رب العالمین محمد صلے اللہ علیہ وسلم الشافعی روے لیث بن ابی سُلیم عن عطاء عن عمر ابن الخطاب فی ہٰذہ الآیۃ یعنے آیۃ الصدقات ایما صنف من ہٰذہ اعطیتہ اجزاک ثم ضعفہ فقال منقطع بین عطاء وعُمر ولیثُ غیرُ قوی وفی الحدیث المرفوع ان اللہ لم یرض بحکم نبی ولا غیرہ فی الصدقات حتی حکم ہو فیہا فجزأہا ثمانیۃ اجزاء قلتُ معنی قولہ صلے اللہ علیہ وسلم جزأہا ثمانیۃ اجزاء شرعہا ثمانیۃ اصناف ولیس فیہ تسویۃ الاقسام ولا انہ یجب تقسیم کل صدقۃ الی ثمانیۃ اجزاء واللہ اعلم الشافعی عن یحیی بن عبداللہ ابن مالک عن ابیہ انہ سألہ ارأیت الابل التی کان یحمل علیہا عمر الغزاۃ وعثمان بعدہ قال اخبرنی ابی انہا ابل الجزیۃ

تو وہ مقدم کیے گئے سہم اور جمح پر عدی کے سابقہ کردار کی بنا پر۔ کہا شافعیؒ نے کہ پھر جب عمرؓ فارغ ہوئے قریش سے تو تمام قبائلِ عرب پر انصار کو ان کے اسلام میں خاص مقام ہونے کی وجہ سے مقدم کیا۔ کہا شافعیؒ نے کہ سب لوگ اللہ کے بندے ہیں تو سب پر مقدم بننے کا حق اُسی کو ہوگا جو سب سے زیادہ قریب ہو اُن کے ساتھ جو اللہ کے برگزیدہ ہیں اُس کے پیغاموں کے لئے جن کے سپرد اللہ نے اپنی امانت کی ہے یعنی خاتم النبیین، رب العالمین کی مخلوق میں سب سے بہتر حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم۔ شافعیؒ، روایت کیا لیث بن ابی سُلیم نے عطاء سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے اس آیت میں یعنی آیت صدقات میں کہ تو نے ان میں سے جس صنف کو بھی صدقہ دیدیا تیرے لئے کافی ہے۔ پھر اس حدیث کو ضعیف کہا اور فرمایا کہ یہ منقطع ہے عطاء اور عمرؓ کے درمیان اور لیث قوی نہیں ہے اور حدیث مرفوع میں ہے کہ اللہ تعالے صدقات کے بارے میں کسی نبی یا غیر نبی کے حکم پر راضی نہیں ہوا یہاں تک کہ اس کے بارے میں اُس نے خود حکم فرمایا اور اس کو آٹھ اجزاء پر کاٹ دیا۔ میں کہتا ہوں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ارشاد جزأہا ثمانیۃ اجزاء کا مفہوم آٹھ اصناف (صدقات) کی مشروعیت کا بیان فرمانا ہے اس میں اقسام کی برابری مقصود نہیں اور نہ یہ بات ہے کہ آپ ہر صدقہ کی تقسیم آٹھ اجزاء پر واجب کر رہے ہیں واللہ اعلم۔ شافعیؒ یحیی بن عبداللہ بن مالک سے وہ اپنے باپ سے کہ اُنھوں نے اپنے باپ سے سوال کیا کہ کیا آپ نے ان اونٹوں کو دیکھا ہے جن کے اوپر عمرؓ غازیوں کو سوار کیا کرتے تھے اور عمرؓ کے بعد عثمانؓ؟ کہا کہ میرے باپ نے مجھے خبر دی کہ وہ جزیہ کے اونٹ تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

التی بعث بہا معاویۃ و عمرو بن العاص احتج بہ الشافعی علی انہ لیس لاہل الفئ فی الصدقۃ حق وفیہ نظر لما روی الشافعی ان عدی بن حاتم جاء ابابکر احسبہ قال بثلث مائۃ من الابل من صدقات قومہ فاعطاہ ابوبکر منہا ثلثین بعیرا وامرہ ان یلحق بخالد ابن الولید بمن اطاعہ من قومہ فجاءہ بزہاء الف رجل وابلی بلاء حسنا قلت اوّلہ الشافعی بانہ سہم المؤلفۃ قلوبہم الذین یعطون من الصدقات لمعنی الاعانۃ علی اخذ الصدقات والاوجہ عندی انہ اعطاہم علی انہم من الغزاۃ لقولہ تعالی فی آیۃ الصدقات وفی سبیل اللہ قال الشافعی اخبرنا الثقۃ من اصحابنا عن عبد اللہ ابن ابی عبد اللہ بن ابی یحیی عن سعید بن ابی ہند قال بعث عبد الملک بن مروان بعد المجاعۃ بعطاء اہل المدینۃ وکتب الی والی الیمامۃ ان یحمل من الیمامۃ الی المدینۃ الف الف درہم یتمم بہا عطاءہم فلما قدم المال الی المدینۃ ابوا ان یاخذوہ وقالوا اتطعمنا اوساخ الناس وما لا یصلح لنا لا ناخذہ ابدا فبلغ ذلک عبد الملک فردہ وقال لا یزال فی القوم

جن کو معاویہؓ نے اور عمرو بن العاص نے بھیجا تھا۔ اس سے شافعیؒ نے اس بات پر استدلال کیا ہے کہ اہلِ فئ کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور اس میں کلام ہے اس حدیث کی رُو سے جس کو شافعیؒ نے روایت کیا ہے کہ عدیؓ بن حاتم ابوبکرؓ کے پاس آئے مَیں خیال کرتا ہوں کہ کہا تین سو اونٹ اپنی قوم میں سے صدقات میں کے لاتے تو ان کو ابوبکرؓ نے اُن میں سے تیس اُونٹ دیئے اور اُن کو حکم دیا کہ وہ اُن لوگوں کو ساتھ لے کر جو اُن کی قوم میں سے اُن کی اطاعت کریں خالدؓ بن الولید سے جا ملیں تو عدیؓ خالدؓ کے پاس ایک ہزار آدمیوں کے قریب لے کر پہنچے اور اُنھوں نے عمدہ جانفشانی سے کام کیا۔ مَیں کہتا ہوں کہ شافعیؒ نے اس کی یہ تاویل کی ہے کہ وہ اُن لوگوں کا حصّہ تھا جن کی تالیفِ قلوب کی جاتی تھی، اُن کو صدقات میں سے دیا جاتا تھا جس سے مُراد تھی صدقات لینے پر ان کی اعانت، اور میرے نزدیک اچھی وجہ یہ ہے کہ ابوبکرؓ نے ان کو دیئے اس بنا پر کہ وہ غازیوں میں سے تھے بنا بر ارشاد حق تعالےٰ آیتِ صدقات میں "وَفِی سَبِیلِ اللّٰہِ"۔ کہا شافعیؒ نے ہمارے اصحاب میں سے ایک ثقہ نے ہم کو خبر دی عبد اللہ بن ابی عبد اللہ بن ابی یحییٰ سے وہ سعید بن ابی ہند سے کہ عبد الملک بن مَروان نے تنگ حالی (بھوک اور فاقوں کے پھیل جانے کے بعد اہلِ مدینہ کے وظائف بھیجے اور والی یمامہ کو لکھا کہ یمامہ سے مدینہ کو ایک لاکھ درہم بھیجے کہ جس سے اُن کے وظائف پورے ہو جائیں تو جب مال مدینہ پہنچا تو اُنھوں نے اُس کو لینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ کیا تم ہمیں لوگوں کے مَیل کچیل (صدقات) کھلاتے ہو اور جو چیز ہمارے لئے صالح نہ ہو ہم اس کو کبھی نہ لیں گے۔ تو اس کی اطلاع عبد الملک کو پہنچی تو اُس نے وہ مال واپس منگا لیا اور کہا کہ قوم میں جو کچھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بقیۃً ما فعلوا ہکذا قال قلت لسعید بن ابی ہند و
من کان یومئذٍ تکلّم قال اوّلہم سعید بن
المسیّب و ابوبکر بن عبدالرحمٰن و خارجۃ بن زید
و عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبۃ فی رجالٍ
کثیرٍ قال الشافعی قولہم لا یصلح لنا ای لا یحلّ
لنا ان ناخذ الصدقۃ و نحن اہل الفیء و
لیس لاہل الفیء فی الصدقۃ حقٌّ ولا ینقل
عن قومٍ الیٰ غیرہم قلتُ و الاوجہ عندی
انہم ردّوا ما کان باسم الحاجۃ و الفقر دون
اسم الغزو و ذلک انہم ما کانوا یریدون
الخروج للجہاد یومئذٍ مالک عن ابن شہاب
قال بلغنی انّ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
اخذ الجزیۃ من مجوس البحرین و انّ عمر بن الخطاب
اخذہا من مجوس فارس و ان عثمان رض اخذہا من
البربر (نام قوم) مالک عن جعفر بن محمد بن علی عن ابیہ
ان عمر بن الخطاب ذکر المجوس فقال ما ادری
کیف اصنع فی امرہم فقال عبدالرحمٰن بن
عوف اشہد لسمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم یقول سنّوا بہم سنّۃ اہل الکتاب مالک
عن نافع عن اسلم مولی عمر بن الخطاب
ان عمر بن الخطاب ضرب الجزیۃ علی اہل
الذہب اربعۃ دنانیر و علی اہل الورق اربعین
درہما مع ذلک ارزاق المسلمین و
ضیافۃ ثلثۃ ایام مالک عن زید
ابن اسلم عن ابیہ

اُنھوں نے کیا اس کی یاد ہمیشہ باقی رہے گی۔ ایسا ہی کچھ کہا تھا۔
(راوی نے) کہا کہ میں نے سعید بن ابی ہند سے کہا کہ اُس دن
کس نے گفتگو کی تھی؟ کہا کہ ان میں کے پہلے شخص سعید بن المسیب
اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن اور خارجہ بن زید اور عُبید اللہ بن عبداللہ
ابن عتبہ تھے بہت سے لوگوں میں۔ شافعی رح نے کہا کہ ان کا قول
لا یصلح لنا (جو ہمارے لئے صالح نہ ہو) یعنی ہمارے لئے حلال
نہیں ہے کہ ہم صدقہ لیں اس حال میں کہ ہم اہلِ فئے ہیں اور
اہلِ فئے کا صدقہ میں حق نہیں ہے اور وہ ایک قوم سے دوسری
قوم کی طرف منتقل نہیں کیا جاتا تھا۔ میں کہتا ہوں کہ میرے
نزدیک اس کی معقول وجہ یہ تھی کہ انھوں نے اس چیز کو لوٹایا
جو حاجت اور فقر کے نام پر بھیجا گیا تھا جہاد کے نام کو چھوڑ کر،
اور یہ اس لئے کہ وہ اُس دن جہاد کے لئے خروج کا ارادہ نہیں
کر رہے تھے۔ مالک رح ابن شہاب سے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے جزیہ لیا بحرین کے مجوس سے
اور یہ کہ عمر رض بن الخطاب نے جزیہ لیا مجوس فارس سے اور عثمان رض
نے جزیہ لیا بربر (قوم) سے۔ مالک رح جعفر بن محمد بن علی سے وہ
اپنے باپ سے کہ عمر رض بن الخطاب نے مجوس کا ذکر کرتے ہوئے
کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ ان کے ساتھ کس طرح کا معاملہ کروں۔
تو عبدالرحمٰن بن عوف نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے
رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا آپ فرما رہے تھے کہ
ان کے ساتھ وہ طریقہ اختیار کرو جو اہلِ کتاب کے ساتھ کرتے
ہو۔ مالک رح نافع سے وہ اسلم مولٰے عمر رض بن الخطاب سے کہ عمر رض بن
الخطاب نے جزیہ قائم کیا سونے والوں پر چار دینار اور چاندی
والوں پر چالیس درہم، اس کے ساتھ مسلمانوں کے ارزاق اور
تین دن کی مہمانی۔ مالک رح زید بن اسلم سے وہ اپنے باپ سے کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أنه قال لعمر بن الخطاب ان في الظهر ناقة عمياء
فقال عمر ادفعها الى اهل بيت ينتفعون بها
قال فقلت وهي عمياء قال يقطرونها بالابل
قال فقلت كيف تاكل من الارض قال فقال
عمر أمن نعم الجزية هي ام من نعم الصدقة
فقلت بل من نعم الجزية فقال عمر اردتم
والله اكلها فقلت ان عليها وسم نعم
الجزية فامر بها عمر فنحرت وكانت عنده
صحاف تسع فلا تكون فاكهة ولا طريفة الا
جعل منها في تلك الصحاف فيبعث
بها الى ازواج النبي صلى الله عليه وسلم
ويكون الذي يبعث به الى حفصة ابنته
من آخر ذلك فان كان فيه نقصان
كان في حظ حفصة قال فجعل في
تلك الصحاف من لحم تلك الجزور فبعث
بها الى ازواج النبي صلى الله عليه وسلم ثم
امر بما بقي من لحم تلك الجزور فصنع فدعا
المهاجرين والانصار قلت احتج به
الشافعي على ان عمر كان يسم وسمين
وسم جزية ووسم صدقة مالك عن
ابن شهاب عن سالم بن عبد الله عن ابيه
ان عمر بن الخطاب كان ياخذ من
النبط من الحنطة والزيت نصف
العشر يريد بذلك ان يكثر الحمل الى
المدينة ويأخذ من القطنية العشر

اُنھوں نے کہا عمرؓ بن الخطاب سے کہ سواری کے اُونٹوں میں ایک اونٹنی اندھی ہے تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو کسی کُنبہ کو دیدو کہ وہ اس سے نفع اُٹھائیں۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اندھی ہے تو فرمایا کہ وہ اس کو اونٹوں کی قطار میں باندھ لیں گے۔ پھر مَیں نے کہا کہ وہ زمین سے کیسے کھاتے گی۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے کہا کہ وہ جزیہ کے جانوروں میں سے ہے یا صدقہ کے جانوروں میں سے تو میں نے کہا کہ جزیہ کے جانوروں میں سے تو عمرؓ نے کہا کہ واللہ تم نے اُس کے کھانے کا ارادہ کرلیا ہے تو مَیں نے کہا کہ اس کے اُوپر تو جزیہ کا نشان لگا ہوا ہے۔ پھر عمرؓ نے اس کے بارے میں اجازت دیدی اور وہ ذبح کرلی گئی۔ اور اُن کے پاس نو طباق تھے تو جب بھی کچھ پھل ہوتے تھے یا اچھی چیز تو وہ ان طباقوں میں ان کو بھر کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا کرتے تھے اور جس طباق میں اپنی بیٹی حفصہؓ کو بھیجا کرتے تھے وہ ان میں سے آخر کا ہوتا تھا۔ تو اگر اس میں (یعنی تقسیم کرنے میں) کمی ہو جاتی تھی تو وہ حفصہؓ کے حصہ میں ہوتی تھی، کہا کہ پھر ان طباقوں میں اس مذبوحہ اونٹنی کے گوشت کو رکھ کر ازواج نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس بھیجا۔ پھر اونٹنی کے بقیہ گوشت کے بارے میں حکم دیا جو تیار کیا گیا پھر مہاجرین و انصار کی دعوت کی۔ مَیں کہتا ہوں کہ اس سے شافعیؒ نے اس بات پر دلیل پکڑی ہے کہ عمرؓ (اونٹوں پر) دو قسم کے نشان لگایا کرتے تھے ایک نشان صدقہ کا اور ایک نشان جزیہ کا۔
مالکؒ، ابن شہاب سے وہ سالم بن عبداللہ سے وہ اپنے باپ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نبطی (قوم) سے گیہوں اور روغن زیتون میں سے بیسواں حصہ لیا کرتے تھے اس سے ان کی غرض یہ تھی کہ کثرت کے ساتھ اشیاء مدینہ میں پہنچتی رہیں اور قطنیہ میں سے دسواں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

مالکؒ عن ابن شہاب عن السائب بن یزید انہ قال کنت عاملاً مع عبد اللہ بن عتبۃ بن مسعود علی سوق المدینۃ فی زمان عمر بن الخطاب فکنا ناخذ من النبط العشر مالک انہ سال ابن شہاب علی ای وجہ کان یاخذ عمر بن الخطاب من النبط العشر فقال ابن شہاب کان ذلک یوخذ منھم فی الجاہلیۃ فالزمہم ذلک عمر رضی اللہ عنہ مالک والشافعی عن زید بن اسلم قال شرب عمر بن الخطاب لبنا فاعجبہ فسال الذی سقاہ من این ہذا اللبن فاخبرہ انہ ورد علی ماء قد سماہ فاذا نعم من الصدقۃ وہم یسقون فحلبوا لی من البانہا فجعلتہ فی سقائی فہو ہذا فادخل عمر بن الخطاب یدہ فی فمہ فاستقاءہ احتج بہ الشافعی علی ان الوالی لیس لہ فی الصدقۃ نصیب۔

حصہ لیتے تھے (یعنی مسور، چنا اور لوبیا وغیرہ کی دالوں میں سے)۔ مالکؒ، ابن شہاب سے وہ سائب بن یزید سے انھوں نے کہا کہ میں عمرؓ ابن الخطاب کے زمانہ میں عبد اللہ بن عتبہ بن مسعود کے ساتھ مدینہ کے بازار پر عامل تھا تو ہم نبطی لوگوں سے دسواں حصہ لیا کرتے تھے۔ مالکؒ انھوں نے سوال کیا ابن شہاب سے کہ کس وجہ سے عمرؓ بن الخطاب نبطیوں سے عُشر لیا کرتے تھے تو ابن شہاب نے کہا کہ یہ وہ ہے جو اُن سے زمانہ جاہلیت میں لیا جاتا تھا تو عمر رضی اللہ عنہ نے اس کو ان پر لازم رکھا۔ مالکؒ اور شافعیؒ زید ابن اسلم سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے دودھ پیا اور اس کو پسند کیا پھر جس نے ان کو پلایا تھا اُس سے پوچھا کہ یہ دودھ کہاں سے آیا؟ تو اس نے بتایا کہ اس کا جانا ہوا ایک قبیلہ میں جس کا اس نے نام لیا تو وہاں صدقہ کے اونٹ تھے اور وہ پانی پی رہے تھے تو ان لوگوں نے ان میں سے میرے لئے دودھ دوہا تو میں نے اُس کو اپنے برتن میں بھر لیا تھا تو وہ دودھ یہی تھا تو عمرؓ بن الخطاب نے اپنا ہاتھ (منھ میں) ڈالا اور قے کر دی۔ اس سے شافعیؒ نے یہ دلیل پکڑی ہے کہ والی کا صدقہ میں حصہ نہیں ہے۔

الفرائض

الدارمی عن مورق العجلی قال عمر بن الخطاب تعلموا الفرائض واللحن والسنن کما تعلمون القرآن الدارمی عن ابراہیم قال عمر تعلموا الفرائض فانہا من دینکم البیہقی روینا عن عمر بن الخطاب انہ خطب الناس بالجابیۃ فقال من اراد ان یسال عن الفرائض فلیات زید بن ثابت قلت فیہ کرامۃ لعمرؓ لان الفرائض علی ہذا التفصیل والبیان لم یرو الا عن زید بن ثابت

فرائض

دارمی نے روایت کیا مورق عجلی سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا سیکھو فرائض کو اور لُغت کو اور احادیث کو جس طرح تم قرآن کو سیکھتے ہو۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ فرائض کو سیکھو کیونکہ یہ تمہارے دین میں سے ہے۔ بیہقی ہم کو روایت پہنچی عمرؓ بن الخطاب سے کہ انھوں نے جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دیا اس میں کہا کہ جو شخص فرائض کے بارے میں کچھ پوچھنا چاہے تو اس کو چاہیے کہ زید بن ثابتؓ کے پاس پہنچے۔ میں کہتا ہوں کہ اس میں عمرؓ کی ایک کرامت ہے کیونکہ فرائض کی اس تفصیل اور بیان کے ساتھ بجز زید بن ثابتؓ کے اور کسی سے روایت نہیں کی

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

واسنادٗ اہل المدینۃ الیہ عن ابی الزناد و
عن خارجۃ بن زید عن ابیہ علّق مالک روایتہ
ونسبہٗ الی اہل المدینۃ الدارمی عن
ابراہیم قال عبدُ اللہ کانَ عُمَر اذا سلک
طریقًا وجدناہ سہلاً وانہ (ابن مسعودؓ) قال فی زوجٍ و
ابوین للزوج النصفُ وللاُمّ ثلثُ ما
بقی الدارمی عن ابراہیم قال عبداللہ کان
عمر اذا سلک طریقًا اتبعناہ فیہ وجدناہ
سہلاً وانّہ قضٰی فی امرأۃٍ وابوین
من اربعۃ فاعطی المرأۃ الربعَ و
الاُمّ ثلثَ ما بقی والاب سہمین الدارمی
عن ابراہیم فی زوج واُمّ واخوۃ لاَبٍ و
اُمّ واخوۃ لاُمّ قال کانَ عمر وعبداللہ
وزید یُشرکون وقالَ عمر لم یَزِدْہم الاب
الّا قُربًا الدارمی عن ابی سعید والبخاری
عن ابن عباسٍ وعبداللہ بن الزبیر
انّ ابابکر الصدیق جعلَ الجدَّ ابًا۔
الدارمی عن الشعبی کان عمر یقاسم
الجدّ مع الاخ والاخوین فاذا زادوا
اعطاہ الثلث وکان یعطیہ مع
الولد السدس الدارمی عن یحیی بن
سعید ان عمر کانَ کتبَ میراثَ الجدّ
حتّی اذا طُعِنَ دعا بہ فمحاہ ثم قال
ستَرَوْنَ رأیکم فیہ الدارمی عن
مروان بن الحکم انّ عمر بن الخطّاب

گئی ہیں۔ اور اُن کی طرف اہلِ مدینہ کی روایت ہے ابوزناد سے
وہ روایت کرتے ہیں خارجہ بن زید سے وہ اپنے باپ سے۔ ان کی روایت
کو مالکؒ نے تعلیقًا لیا ہے اور اس کو اہلِ مدینہ کی طرف نسبت کیا ہے۔
دارمی، ابراہیم سے، کہا عبداللہؓ (ابنِ مسعود) نے کہ عمرؓ کی یہ شان
تھی کہ جب وہ کسی راہ پر چلے تو ہم نے اُس کو نرم ہموار پایا اور
اُنھوں نے فرمایا شوہر اور ماں، باپ کے بارے میں کہ شوہر کے لئے
(ترکہ کا) نصف اور ماں کے لئے باقی ماندہ کا ایک تہائی۔ دارمی
ابراہیم سے، کہا عبداللہؓ نے کہ عمرؓ جب کسی راہ پر چلے اس میں
ہم نے اُن کا اتباع کیا تو ہم نے اس کو نرم و ہموار پایا اور اُنھوں
نے فیصلہ کیا بیوی اور ماں باپ کے بارے میں چار (سہاموں)
سے۔ بیوی کو دیا ایک چوتھائی اور ماں کو باقی ماندہ کا ایک تہائی
(یعنی ایک حصہ) اور باپ کو دو حصے۔ دارمی ابراہیم سے شوہر
اور ماں اور باپ و ماں شریک بھائیوں اور ماں شریک بھائیوں
میں، کہا کہ عمرؓ اور عبداللہؓ اور زیدؓ سب کو (میراث میں)
شریک رکھتے تھے اور عمرؓ نے کہا کہ باپ نے ان میں بجز بیضہ
چیرنے کے کوئی زیادتی نہیں کی۔ دارمی نے روایت کی ابوسعیدؓ
سے اور بخاری نے ابن عباسؓ اور عبداللہؓ بن زبیر سے کہ
ابوبکر صدیقؓ نے دادا کو باپ قرار دیا۔ دارمی شعبی سے کہ عمرؓ تقسیم
میں شامل رکھتے تھے دادا کو مع ایک بھائی اور دو بھائیوں
کے۔ پھر جب (دو سے) زیادہ ہوتے تو دادا کو ایک تہائی
دیتے تھے اور اس کو بیٹے کے ہوتے ہوتے چھٹا حصہ دیتے تھے۔
دارمی یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ نے لکھ چھوڑا تھا دادا کی میراث
کو یہاں تک کہ جب مجروح کئے گئے تو اُس تحریر کو منگا کر مٹادیا
پھر کہا تم عنقریب اس کے بارے میں اپنی رائے (خود) دیکھ لوگے
(یعنی متعیّن کرلوگے)۔ دارمی مروان بن حکم سے کہ عمرؓ بن الخطاب

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

لما طعن استشارہم فی الجد فقال انی کنت
رأیت فی الجد رأیاً فان رأیتم ان تتبعوہ
فاتبعوہ فقال لہ عثمان ان نتبع رأیک
فانہ رشد وان نتبع رأی الشیخ (یعنی ابابکرؓ) فلنعم
ذو الرأی کان الدارمی عن الزہری
قال جاءت جدۃ ام اب او ام ام
الی ابی بکر فقالت ان ابن ابنی او
ابن ابنتی توفی وبلغنی ان لی نصیباً
فمالی فقال ابو بکر ما سمعت رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فیہا
شیئاً وسأسأل الناس فلما صلی
الظہر قال ایکم سمع رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم قال فی
الجدۃ شیئاً فقال المغیرۃ بن شعبۃ
انا قال ماذا قال قال اعطاہا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سدساً قال أیعلم ذلک
احد غیرک فقال محمد بن مسلمۃ
صدق فاعطاہا ابو بکر السدس فجاءت
الی عمر مثلہا فقال ما ادری
ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم قال فیہا شیئاً وسأسأل
الناس فحدثوہ بحدیث المغیرۃ بن
شعبۃ ومحمد بن مسلمۃ فقال عمر
ایتکما خلت بہ فلہا السدس فان

جب مجروح کیا گیا تو انھوں نے دادا کے بارے میں اصحاب سے مشورہ طلب کیا پھر فرمایا کہ میں دادا کے بارے میں ایک رائے قائم کرچکا تھا۔ پھر اگر تمہاری رائے ہو کہ تم اس کا اتباع کرو تو اس کا اتباع کرلینا تو ان سے عثمانؓ نے کہا کہ اگر ہم آپ کی رائے کا اتباع کریں تو وہ بھلائی ہے اور اگر ہم اتباع کریں شیخ (ابوبکرؓ) کی رائے کا تو وہ بھی بہترین صاحب رائے تھے۔ دارمی بروایت زہری کہا ابوبکرؓ کے پاس ایک جدّہ آئی جو باپ کی ماں (یعنی دادی) تھی یا ماں کی ماں (یعنی نانی) تھی تو اس نے کہا کہ میرا بیٹے کا بیٹا (یعنی پوتا)، یا بیٹی کا بیٹا (یعنی نواسہ) وفات پاگیا اور مجھے یہ اطلاع ہوتی کہ (میراث میں) میرا حصّہ ہے تو وہ کیا ہے؟ تو ابوبکرؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ آپؐ نے اس کے بارے میں کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں سے معلوم کروں گا تو جب ظہر کی نماز پڑھ لی تو لوگوں سے فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سُنا ہے کہ آپؐ نے جدّہ کے حق میں کچھ فرمایا۔ تو مغیرہ بن شعبہؓ نے کہا کہ میں نے۔ فرمایا کہ کیا فرمایا تھا؟ کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو چھٹا حصّہ دیا تھا فرمایا کہ کیا اس واقعہ کو تمہارے سوا کوئی اور بھی جانتا ہے؟ تو محمد بن مسلمہؓ نے کہا کہ انھوں نے سچ کہا۔ تو ابوبکرؓ نے اُس کو چھٹا حصّہ دیا۔ پھر عمرؓ کے پاس اُسی کے مانند (ایک جدّہ) آئی۔ تو انھوں نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سُنا کہ اس کے بارے میں آپؐ نے کچھ فرمایا ہو اور میں عنقریب لوگوں سے پوچھوں گا، تو لوگوں نے اُن سے مغیرہ بن شعبہ اور محمد بن مسلمہ کی حدیث کو بیان کیا تو عمرؓ نے فرمایا کہ تم دونوں (دادی اور نانی) میں جو تنہا ہو تو اُس کے لئے چھٹا حصّہ ہے اور اگر تم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اجتمعتما فهو بينكما الدارمی عن الشعبی قال سئل
ابوبکر عن الکلالۃ فقال انی ساقول فیہا
برأیی فان کان صوابا فمن اللہ وان کان خطأ
فمنی ومن الشیطان أراہ ماخلا الوالد والولد فلما
استخلف عمر قال انی لاستحیی اللہ
ان ارد شیئا قالہ ابوبکر الدارمی عن
عاصم بن عمر بن قتادۃ ان عمر بن الخطاب
التمس من یرث ابن الدحداحۃ فلم یجد
وارثا فدفع مال ابن الدحداحۃ الی اخوال ابن
الدحداحۃ الدارمی عن الشعبی عن زیاد اتی
عمر فی عم لام وخال فاعطی العم للام
الثلثین واعطی الخال الثلث الدارمی عن الحسن
ان عمر بن الخطاب اعطی الخالۃ الثلث والعمۃ
الثلثین الدارمی عن الضحاک بن قیس ان
عمر قضی فی اہل طاعون عمواس اول طاعون
فی الاسلام انہم اذا کانوا من قبل
الاب سواء فبنو الام احق واذا کان بعضہم
اقرب من بعض بأب فہم احق بالمال
الدارمی عن سلیمان بن یسار عن محمد بن
الاشعث ان عمۃ لہ توفیت یہودیۃ
بالیمن فذکر ذلک لعمر بن الخطاب
فقال یرثہا اقرب الناس الیہا من اہل
دینہا الدارمی عن ابن شہاب مثلہ
الدارمی عن ابراہیم قال عمر بن
الخطاب اہل الشرک لانرثہم

دونوں جمع ہو جاؤ تو وہ تم دونوں میں تقسیم ہوگا۔ دارمی شعبی سے، کہاکہ ابوبکرؓ سے سوال کیا گیا کلالہ کے متعلق۔ فرمایا کہ میں اس کے بارے میں عنقریب اپنی رائے سے کہوں گا تو اگر وہ صحیح ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اگر خطا ہے تو میری طرف سے اور شیطان کی طرف سے ہے۔ مَیں سمجھتا ہوں کہ کلالہ وہ ہے جو نہ باپ چھوڑے اور نہ بیٹا۔ تو جب عمرؓ خلیفہ ہوئے تو انھوں نے کہا کہ مجھے اللہ کے سامنے شرم آتی ہے کہ مَیں کسی ایسی بات کو رد کروں جس کو ابوبکرؓ نے کہا ہو۔ دارمی عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جستجو کی کہ ابن الدحداحہ کا کون وارث ہوگا تو کوئی وارث نہ پایا تو ابن الدحداحہ کا مال ابن الدحداحہ کے ماموؤں کو دے دیا۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے زیاد سے کہ عمرؓ کے پاس لایا گیا مسئلہ باپ کے ماں شریک (اخیافی) بھائی اور ماموں کا تو ماں شریک چچا کو دو ثلث عطا کئے اور ماموں کو ایک ثلث۔ دارمی حسن سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دیا خالہ کو ایک تہائی اور پھوپھی کو دو تہائی۔ دارمی ضحاک بن قیس سے کہ عمرؓ نے فیصلہ کیا طاعونِ عمواس والوں میں جو کہ اسلام میں پہلا طاعون تھا کہ وہ (پس ماندگان) جب کہ باپ کی جانب سے برابر ہوں تو ماں کی اولاد حقدار ہوگی اور جب ان میں کے بعض زیادہ قریب ہوں بعض سے باپ کی طرف سے تو مال کے وہ زیادہ حقدار ہیں۔ دارمی سلیمان بن یسار سے وہ محمد بن الاشعث سے کہ ان کی پھوپھی کا یمن میں بحالتِ یہودیت انتقال ہوگیا تو انھوں نے اس کا ذکر عمرؓ بن الخطاب سے کیا تو فرمایا کہ اس کے وارث اس کے دین والوں میں سے وہ ہوگا جو سب لوگوں سے زیادہ اس کا قریب ہوگا۔ دارمی ابن شہاب سے ایسی ہی روایت کی گئی ہے۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ اہلِ شرک کے نہ ہم وارث

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ولا یرثونا الدارمی عن الشعبی ان ابابکر و عمر قالا لا یتوارث اھل ملتین الدارمی عن انس بن سیرین قال عمر ابن الخطاب لا یتوارث ملتان شتّٰی و لا یحجب من لا یرث الدارمی عن الشعبی عن عمرو علی و زید قال و احسبہ قد ذکر عبداللہ ایضًا قالوا الولآء للکبر یعنون بالکبر ماکان اقرب باب و ام الدارمی عن الشعبی عن عمرو علی و زید قالوا الدیۃ تورث کما یورث المال خطاءہ و عمدہ الدارمی عن الشعبی قال عمر لا یرث قاتل خطاء و لا عمد الدارمی عن الشعبی کتب عمر بن الخطاب الی شریح ان لا یورث الحمیل الا ببینۃ و ان جارت فی خرقتھا الدارمی عن ابی عثمان قال عمر الصدقۃ و السائبۃ

ہوں گے اور نہ وہ ہمارے وارث ہوں گے۔ دارمی شعبی سے کہ ابو بکرؓ و عمرؓ دونوں نے فرمایا کہ دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے۔ دارمی انس بن سیرین سے، کہا عمرؓ بن الخطاب نے کہ دو مختلف ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث نہ ہوں گے اور وہ شخص حاجب نہ ہوگا جو وارث نہ ہوگا (یعنی ممنوع الارث دوسرے کا حاجب نہ ہوگا)۔ دارمی شعبی سے، مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے اور میرا گمان ہے کہ عبداللہ کا بھی ذکر کیا ان سب نے کہا کہ ولآء[ع] آزاد کرنے والے کے بڑے یعنی قریب تر وارث کا حق ہو گی (یعنی اعلےٰ وارث کی مثلاً بیٹے کے ہوتے ہوتے جو اعلیٰ ہے پوتے کو نہ ملے گی) وہ کُبَرْ سے یہ مراد لیتے کہ جو باپ اور ماں دونوں کی طرف سے کسی کا قریب تر ہو۔ دارمی شعبی سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ اور زیدؓ سے سب نے کہا کہ دیت میں وراثت جاری کی جائے گی جیسا کہ مال میں وراثت جاری کی جاتی ہے، خطاء کی دیت اور عمد کی دیت دونوں میں۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ نے فرمایا کہ وارث نہ ہوگا قاتل خطاء اور نہ قاتل عمد۔ دارمی شعبی سے، عمرؓ بن الخطاب نے شریح کو لکھا کہ اُٹھا کر لائے[ع] ہوتے کا کوئی وارث نہ قرار دیا جائے بغیر گواہی کے چاہے کوئی عورت اُس کے نہالچے میں لائی ہو۔ دارمی ابو عثمان سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ صدقہ اور سائبہ[س] دونوں

ع ولاء ایک حق ہے جو آزاد کرنے والے کو اپنے آزاد کئے ہوئے غلام یا لونڈی پر حاصل ہوتا ہے یعنی اگر وہ مرجائے تو آزاد کرنے والا بھی اس کا ایک وارث ہوتا ہے کُبْر بضمِ کاف و سکونِ بار موحّدہ کسی مرد کی اولاد میں جو سب سے بڑا ہو ۱۲ مترجم ع حمیل اُٹھا کر لایا ہوا بچہ۔ یعنی جو طفلک معصوم دارالاسلام میں لایاجاتے (اس کے ماں باپ اور عزیز و اقارب کا حال معلوم نہ ہو، یا مجہول النسب ہو) پھر کوئی بربنار قرابت اس کے ترکہ کا دعوےٰ کرے تو بغیر گواہوں کے اس کی تصدیق نہ کی جائیگی اس کا ترکہ اس کے موالی ہی کا حق ہوگا ۱۲ مترجم س سائبہ اس اونٹنی کو کہتے ہیں جو مطلق العنان کر دی گئی ہو۔ اسلام سے پہلے عرب میں رواج تھا کہ جب کوئی سفر سے بعافیت واپس آتا یا بیماری سے تندرست ہوتا تو کہتا ناقتی سائبۃ یعنے میری اونٹنی سائبہ ہے اب نہ اس کا کوئی دودھ دوہیگا اور نہ سوار ہوگا جیسے ہندو قوم میں سانڈ چھوڑ دیتے جاتے ہیں یہ بُتوں اور اوتاروں کی مَنّت کے طور پر کیا جاتا ہے۔ اسی طرح غلام کو بھی سائبہ یا صدقہ کہدیا جاتا تھا تو وہ آزاد ہو جاتا تھا پھر نہ وہ اس کا وارث ہوتا اور نہ اُس کی دیت دیتا۔ اس کا یہ مطلب (بقیہ ص ۵۰۳ پر)

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

يُوجِبُهما قُلْتُ يعنى اذا أَعْتَقَ بِهاتين اللفظتين فهما مُعْتَقانِ فى الحالِ ليسا من المُدَبَّرين الدارمى عن يحيى بن سعيد ان عمر قالَ ايّما حُرٍّ تزوّجَ امةً فقد أرقَّ نصفَه (اى جزءه وهو الولد) و ايّما عبدٍ تزوّجَ حُرَّةً فقد أعتقَ نصفَه قالَ الدارمى يعنى الولدَ الدارمى عن ابراهيم عن عُمر و عليٍّ و زيدٍ قالوا الولاءُ للكُبْرِ و لا يرثُ النساءُ من الولاءِ إلّا ما اعتقْنَ او ما كاتبْنَ۔ الدارمى عن الشعبى عن عُمر و عليٍّ و زيد قالوا الوالِدُ يجرُّ ولاءَ ولدِه الدارمى عن ابراهيم قالَ عُمر اذا كانتِ الحرّة تحتَ المملوكِ فولدَتْ لهٗ غلامًا فانّه يَعتقُ بعتقِ اُمِّه و ولاءه لموالى اُمِّه فاذا اُعتِقَ (العبد اى والده) جرَّ الولاءَ الى مَوالى اَبيه الدارمى عن العلاءِ بن زياد انّ رجلًا سألَ عُمر ابن الخطّاب فقال انّ وارثى كلالةٌ فاُوصى بالنّصف قال لا قالَ فالثُّلث قالَ لا قالَ فالرُّبعُ قالَ لا قال فالخُمُسُ قالَ لا حتّى صارَ الى العُشر فقالَ اَوْصِ بالعُشرِ

اسی دن (جس دن میں ان کا تکلم کیا)۔ میں کہتا ہوں کہ مراد یہ ہے کہ جب کسی نے آزاد کیا ان دونوں لفظوں سے (یعنی کسی نے انتِ صدقۃ کہکر آزاد کیا اور کسی نے انتِ سائبۃ کہکر آزاد کیا) تو وہ دونوں فوراً آزاد ہو جائیں گے مُدبّر نہیں ہوں گے۔ دارمی یحیےٰ ابن سعید سے کہ عمرؓ نے فرمایا کہ جس آزاد نے باندی سے نکاح کیا تو اُس نے اپنے نصف کو غلام کیا اور جس غلام نے نکاح کیا کسی آزاد عورت سے تو اُس کا نصف آزاد ہو گیا۔ دارمی نے کہا کہ مُراد لیا ہے (نصف سے) لڑکے کو۔ دارمی ابراہیم سے وہ عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ ولاء سب سے بڑے کے لئے ہے اور عورتیں وارث نہیں ہوتیں ولاء سے مگر اس کی جس کو وہ خود آزاد کریں یا مکاتب بنائیں۔ دارمی، شعبی سے مروی ہے عمرؓ سے اور علیؓ سے اور زیدؓ سے، سب نے کہا کہ والد کھینچ لیتا ہے ولاء اپنے بیٹے کی۔ دارمی ابراہیم سے، کہا عمرؓ نے کہ جب آزاد شدہ عورت مملوک کے تحت میں ہو گی اور وہ اُس کا بچہ جنے تو ماں کے آزاد ہونے کی وجہ سے وہ بچہ آزاد ہو جائے گا اور اُس کی ولاء اُس کی ماں کے موالی کے لئے ہو گی۔ پھر جب وہ مملوک آزاد کر دیا جائے تو ولاء کو کھینچ لیگا اُس کے باپ کے موالی کی طرف۔ دارمی علاء بن زیاد سے کہ ایک شخص نے سوال کیا عمرؓ بن الخطّاب سے اور کہا کہ میرے وارث کلالہ ہیں تو کیا میں نصف مال کے لئے وصیّت کر دوں؟ کہا نہیں۔ کہا تو ثُلث کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا کہ رُبع کے لئے؟ کہا نہیں۔ کہا تو خُمس کے لئے؟ کہا نہیں۔ یہاں تک کہ (یوں ہی گھٹاتے گھٹاتے) عُشر تک پہنچ گیا، تو کہا کہ عُشر کی وصیّت کر دے۔

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰۲) بھی ہے کہ جو شخص خیرات کرے یا بردے کو سائبہ کرے تو پھر ان کو آخرت ہی کے دن کے لئے رکھے کہ دونوں سے منفعت کا دن وہی ہے۔ اب دنیا میں ان سے منفعت نہ اُٹھاتے ۱۲ مترجم ازلغات الحدیث

www.KitaboSunnat.com

قلتُ معناه ما رُوی عن الشعبی انّما کانوا یُوصُون
بالخُمس والرُبع وکان الثُلث منتہی الجامح
الدارمی عن عبد اللہ بن ابی ربیعۃ انّ عمر بن
الخطّاب قال یُحدِثُ الرجل فی وصیّتہ ما شاء
و مِلاکُ الوصیۃ آخرُہا

من ابواب شتّی

مالک عن ابن شہاب انّ رسول اللہ صلے
اللہ علیہ وسلم قال لا یجتمع دینانِ فی جزیرۃ
العرب قال مالک قال ابن شہاب ففحص
عن ذٰلک عمر بن الخطّاب حتّی اَتاہُ الثلج و
الیقینُ انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم
قال لا یجتمع دینانِ فی جزیرۃ العرب
فاجلا یہود خیبر قال مالک وقد اجلا عمر رض
ابن الخطاب یہودَ نجران وفدک فاما یہود (از وطن بیرون کرد ۱۲)
خیبر فخرجوا منہا لیس لہم من الثمر ولا من
الارض شیٔ واما یہود فدک فکان لہم
نصف الثمر ونصف الارض لانّ رسولَ اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم کان صالحہم علے نصف الثمر
ونصف الارض فاقام لہم عمر بن الخطّاب قیمۃً من
ذہب وورِق وابِل وحبالٍ واقتابٍ ثم اعطاہم
القیمۃ واجلاہم منہا مالک عن یحیے بن سعید
عن عبد الرحمٰن بن القاسم ان اسلم مولیٰ عمر
ابن الخطاب اخبرہ انہ زار عبد اللہ بن عیاش المخزومی
فرأی عندہ نبیذًا وہو بطریق مکۃ فقال لہ اسلم
انّ ہذا الشراب یحبّہ عمر بن الخطّاب فحمل
عبدُ اللہ بن عیاش المخزومی قدحًا عظیمًا

میں کہتا ہوں کہ اس کے معنے یہ ہیں جو روایت کیا گیا ہے شعبی سے
کہ لوگ وصیّت خُمس اور رُبع ہی کی کیا کرتے تھے اور ثُلث منتہی
ہوتا تھا (وصیّت کی طرف) جُھک جانے والے کا۔ دارمی عبد اللہ بن
ربیعہ سے کہ عمر رض بن الخطّاب نے فرمایا کہ کوئی شخص اپنی وصیّت
میں جو باتیں چاہے کرے مگر وصیّت کی معتبر بات آخری ہی ہوگی۔

متفرق ابواب سے۔ مالک رح ابن شہاب سے کہ رسول اللہ
صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جزیرۃ العرب میں دو دین
جمع نہ ہوں گے۔ مالک رح نے کہا کہ ابن شہاب نے فرمایا کہ عمر بن
الخطّاب نے اس کا کھوج لگایا یہاں تک کہ ان کو اطمینان قلب اور
یقین ہو گیا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ دو دین
جزیرۃ العرب میں جمع نہ ہوں گے تو اُنھوں نے یہود خیبر کو جلا
وطن کر دیا۔ مالک رح نے کہا اور عمر رض بن الخطاب نے نجران اور
فدک کے یہود کو بھی جلا وطن کیا تھا۔ رہے یہود خیبر تو وہ
اس طرح وہاں سے نکلے کہ نہ اُن کا وہاں کوئی پھل تھا اور نہ
زمین کا کوئی حصّہ۔ رہے یہودِ فدک تو اُن کا آدھا پھل تھا اور
آدھی زمین، کیونکہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اُن سے مصالحت
کرلی تھی آدھے پھل اور آدھی زمین پر تو ان پر عمر رض بن الخطاب
نے سونے اور چاندی اور اونٹوں اور رسیوں اور کاٹھیوں
کی صورت میں قیمت مقرر کر دی تھی۔ پھر اُن کو قیمت دیدی
اور وطن سے نکال دیا۔ مالک رح یحیےٰ بن سعید سے وہ عبد الرحمٰن
ابن القاسم سے کہ اسلم مولےٰ عمر رض بن الخطّاب نے ان کو خبر دی کہ
اسلم نے ملاقات کی عبد اللہ بن عیاش مخزومی سے تو ان کے
پاس نبیذ دیکھی جب کہ وہ مکّہ کے راستہ میں تھے تو ان سے اسلم
نے کہا کہ اس شربت کو عمر رض بن الخطاب پسند کرتے ہیں تو عبد اللہ
ابن عیاش مخزومی نے ایک بڑا بادیہ (بھر کر) اُٹھایا اور اس کو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فجاءَ بہ الی عمر بن الخطاب فوضعہ فی یدہ فقربہ عمر الی فیہ ثم رفع رأسہ فقال ان ہذا الشراب طیّب فشرب منہ ثم ناولہ رجلاً عن یمینہ فلما ادبر عبد اللہ ناداہ عمر بن الخطاب فقال انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ فقال عبد اللہ فقلت ہی حرم اللہ وامنہ وفیہا بیتہ فقال عمر لا اقول فی بیت اللہ ولا فی حرمہ شیئاً ثم قال عمر انت القائل لمکۃ خیر من المدینۃ قال فقلت ہی حرم اللہ وامنہ وفیہا بیتہ فقال عمر لا اقول فی حرم اللہ ولا فی بیتہ شیئاً ثم انصرف مالک عن ابن شہاب عن عبد الحمید بن عبد الرحمن ابن زید بن الخطاب عن عبد اللہ بن الحارث ابن نوفل عن عبد اللہ بن عباس ان عمر بن الخطاب خرج الی الشام حتی اذا کان بسرغ لقیہ امراء الاجناد ابو عبیدۃ بن الجراح واصحابہ فاخبروہ ان الوباء قد وقع بالشام قال ابن عباس فقال عمر ابن الخطاب ادع لی المہاجرین الاولین فدعاہم فاستشارہم و اخبرہم ان الوباء قد وقع بالشام فاختلفوا فقال بعضہم قد خرجت لامر ولا نری ان ترجع عنہ وقال بعضہم

عمرؓ بن الخطاب کے پاس لے کر پہنچے اور اس کو اُن کے ہاتھ پر رکھدیا تو عمرؓ نے اس کو اپنے مُنہ کے قریب کیا پھر اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ بیشک یہ شربت عمدہ ہے پھر اس میں سے پیا پھر اس کو ایک شخص کو دے دیا جو اُن کے داہنی طرف تھا۔ پھر جب عبد اللہ پیٹھ پھیر کر چلے تو ان کو عمرؓ بن الخطاب نے پکارا اور کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے، تو عبد اللہؓ نے کہا کہ میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے۔ تو عمرؓ نے کہا کہ میں بیت اللہ کے بارے میں اور اُس کے حرم کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں: پھر عمرؓ نے (اعادۃً سوال کرتے ہوئے) کہا کہ کیا تم اس بات کے قائل ہو کہ مکہ بہتر ہے مدینہ سے۔ کہا کہ پھر میں نے کہا کہ وہ اللہ کا حرم ہے اور اس کا امن ہے اور اس میں اُس کا گھر ہے تو پھر عمرؓ نے کہا کہ میں اللہ کے حرم اور اس کے گھر کے بارے میں کچھ نہیں کہہ رہا ہوں، پھر وہ چلدیئے۔ مالک ابن شہاب سے وہ عبد الحمید بن عبد الرحمن ابن زید بن الخطاب سے وہ عبد اللہ بن الحارث بن نوفل سے وہ عبد اللہ بن عباسؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے یہاں تک کہ جب سرغ پہنچے (سرغ شام کے قریب مغیثہ اور تبوک کے درمیان ایک مقام ہے) تو اُن سے لشکروں کے امراء نے ملاقات کی یعنی ابو عبیدہ بن الجراح اور ان کے اصحاب نے اور انھوں نے اُن کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے۔ ابن عباسؓ نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میرے پاس مہاجرین اولین کو لاؤ، تو اُن کو بُلایا پھر عمرؓ نے اُن سے مشورہ لیا اور ان کو خبر دی کہ شام میں وبا واقع ہو گئی ہے تو ان میں اختلاف ہو گیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ آپ ایک کام کے لئے نکلے ہیں اور ہماری یہ رائے نہیں کہ آپ اس سے لوٹ جائیں اور بعضوں نے کہا کہ آپ کے ساتھ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

معک بقیۃ الناس و اصحاب رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ولا نری ان
تقدمھم علی ھذا الوباء فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی الانصار فدعوتھم
فاستشارھم فسلکوا سبیل المھاجرین
واختلفوا کاختلافھم فقال ارتفعوا عنی
ثم قال ادع لی من کان ھھنا
من مشیخۃ قریش من مھاجرۃ الفتح
فدعوتھم فلم یختلف علیہ منھم رجلان
فقالوا نری ان ترجع بالناس و
لا تقدمھم علی ھذا الوباء فنادی
عمر بن الخطاب انی مصبح علی
ظھر فاصبحوا علیہ فقال ابو عبیدۃ
افرارا من قدر اللہ فقال
عمر لو غیرک قالھا یا ابا عبیدۃ نعم
نفر من قدر اللہ الی قدر اللہ
ارأیت لو کانت لک ابل فھبطت
وادیا لہ عدوتان احداھما مخصبۃ
و الاخری جدبۃ الیس ان رعیت
الخصبۃ رعیتھا بقدر اللہ و
ان رعیت الجدبۃ رعیتھا بقدر اللہ
قال فجاء عبد الرحمن بن عوف و
کان غائبا فی بعض حاجتہ فقال ان
عندی من ھذا علما سمعت رسول
اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

بقیہ لوگ اور اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور ہماری
رائے نہیں ہے کہ آپ ان کو لئے ہوئے اس وبا پر پہنچ جائیں۔
یہ سُن کر آپ نے فرمایا کہ اب میرے پاس سے آپ سب اُٹھ جائیں۔
پھر فرمایا کہ میرے پاس انصار کو لاؤ، تو ان کو بُلا کر اُن سے مشورہ
لیا تو وہ لوگ بھی مہاجرین کی راہ پر چلے اور یہ بھی مختلف الرائے
ہوگئے جیسے وہ ہوئے تھے۔ پھر آپ نے اُن سے فرمایا کہ اب آپ
سب اُٹھ جائیں۔ پھر کہا کہ میرے پاس اُن مشائخ قریش کو
لاؤ جو فتح (مکّہ سے قبل) کے مہاجرین میں سے یہاں موجود
ہیں تو مَیں اُن کو بُلا کر لایا تو اُن میں دو آدمی بھی مختلف الرائے
نہیں ہوئے اور ان لوگوں نے کہا کہ ہماری رائے یہ ہے کہ آپ
لوگوں کو ساتھ لے کر واپس ہو جائیں اور ان کو اس وبا پر نہ لے
جائیں، تو عمرؓ بن الخطاب نے اعلان کرا دیا کہ ہم صبح کو اونٹوں
کی پشت پر سوار ہو جائیں گے (یعنی واپس ہونے کے لئے) تو سب
لوگ صبح کو آپ کے پاس پہنچ گئے۔ تو ابو عبیدہؓ نے کہا کہ کیا اللہ
کی تقدیر سے فرار ہو رہا ہے؟ تو عمرؓ نے کہا کہ کاش یہ بات
تمہارے سوا اے ابو عبیدہؓ کوئی دوسرا شخص کہتا۔ (جواب
یہ ہے کہ) ہاں ہم اللہ کی قدر سے اللہ ہی کی قدر کی طرف بھاگ رہے ہیں۔
کیا تم نہیں دیکھتے اگر تمہارے پاس اونٹ ہوں اور تم ایسی وادی
میں اُترو جس کی دو جانب ہوں اُن میں سے ایک تو سرسبز ہو
اور دوسری خشک قحط زدہ تو کیا یہ بات نہیں کہ اگر تم نے ارادہ
کیا سرسبز کا تو تم نے اس کا ارادہ اللہ کی تقدیر سے کیا اور
اگر ارادہ کیا خشک جانب کا تو وہ ارادہ بھی اللہ کی تقدیر سے
کیا، کہا کہ پھر آ گئے عبد الرحمن بن عوفؓ اور وہ اپنی کسی حاجت
کی وجہ سے غائب تھے تو انھوں نے کہا کہ میرے پاس اس باب
میں علم موجود ہے۔ مَیں نے سُنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

يقول اذا سمعتم به (الوباء ۱۲) بارض فلا تقدموا عليه
واذا وقع بارض وانتم بها فلا تخرجوا
فرارًا منه قال فحمد الله عمر ثم انصرف
مالك عن ابن شهاب عن عبدالله بن عامر
ابن ربيعة ان عمر بن الخطاب خرج الى
الشام فلما جاء سرغ بلغه ان الوباء قد
وقع بالشام فاخبره عبدالرحمن بن عوف
ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قال
اذا سمعتم به بارض فلا تقدموا
عليه واذا وقع وانتم بها فلا
تخرجوا فرارًا منه فرجع عمر بن
الخطاب من سرغ مالك عن ابن شهاب
عن سالم بن عبدالله ان عمر بن الخطاب
انما رجع بالناس عن حديث عبدالرحمن
ابن عوف مالك انه قال بلغني ان عمر بن الخطاب
قال لبيت بركبة (موضع بالحجاز ۱۲) احب الي من عشرة
ابيات بالشام قال مالك يريد لطول
الاعمار والبقاء ولشدة الوباء بالشام مالك
عن زيد بن ابي انيسة عن عبدالحميد بن عبدالرحمن
ابن زيد بن الخطاب انه اخبره عن مسلم بن يسار
الجهني ان عمر بن الخطاب سئل عن هذه
الآية وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي آدَمَ
مِنْ ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ

آپ فرماتے تھے کہ جب تم اس (وبا) کو کسی زمین پر سنو تو اس پر
پیش قدمی[عہ] نہ کرو اور اگر وبا واقع ہوجائے زمین میں جب کہ وہاں
موجود ہو تو اُس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ کہا کہ پھر عمرؓ نے اللہ کا شکر ادا
کیا اور واپس ہوگئے۔ مالکؒ ابن شہاب سے وہ عبداللہ بن عامر
ابن ربیعہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب شام کی طرف نکلے جب سرغ میں
پہنچے تو ان کو یہ اطلاع پہنچی کہ شام میں وبا واقع ہوگئی ہے تو
اُن کو عبدالرحمٰن بن عوفؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا کہ جب تم کسی زمین میں وبا کو سنو تو اُس پر نہ
جاؤ اور جب واقع ہوجائے تو اس حال میں کہ تم وہاں موجود ہو
اس سے بھاگ کر نہ نکلو۔ تو عمرؓ بن الخطاب سرغ سے واپس ہوگئے۔
مالکؒ ابن شہاب سے وہ سالم بن عبداللہؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب
لوگوں کو صرف عبدالرحمٰن بن عوفؓ کی حدیث کی وجہ سے لوٹا کر
لائے۔ مالکؒ، اُنھوں نے کہا کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب
نے فرمایا کہ رکبہ کا (جو حجاز میں ایک موضع ہے) ایک گھر مجھے
شام کے دس گھروں سے زیادہ عزیز ہے۔ کہا مالکؒ نے کہ مراد
یہ لے رہے تھے کہ (رکبہ کا ایک گھر) بوجہ عمروں کی درازی و
بقاء کے (عزیز ہے) اور شام میں شدتِ وبا کی وجہ سے (دس
گھر عزیز نہیں ہیں)۔ مالکؒ زید بن ابی انیسہ سے وہ عبدالحمید
ابن عبدالرحمٰن بن زید بن الخطاب سے کہ اُنھوں نے ان کو خبر دی
مسلم بن یسار الجہنی کی روایت سے کہ عمرؓ بن الخطاب سے
پوچھا گیا اس آیت کے بارے میں وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنْ بَنِي
آدَمَ تا غٰفِلِينَ ۝ (۷: ۱۷۲) اور جب آپ کے رب نے
اولادِ آدم کی پشت سے اُن کی اولاد کو نکالا اور اُن سے اُن ہی

عہ اس لئے کہ وبا کبھی عذاب ہوتی ہے اُس قوم پر تو ایسی جگہ جانا عذابِ الٰہی پر جرأت ہوگی اور اس کو حقیر جاننا۔ رہا وبا پھیلنے کی صورت میں عدمِ خروج کا حکم تو وہ اس جہت سے ہے کہ مریضوں کے دل نہ ٹوٹیں اور ان کے علاج کا سلسلہ ختم نہ ہوجائے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ ۚ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ؕ قَالُوْا بَلٰى ۚ شَهِدْنَا ۚ اَنْ تَقُوْلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِيْنَ ۝ فقال عمر بن الخطاب سمعتُ رسول الله صلے الله علیہ وسلم يُسئل عنها فقال رسول الله صلے الله علیہ وسلم انّ الله تبارک و تعالےٰ خلق آدم ثم مسح ظهره بيمينه فاستخرج منه ذرية فقال خلقتُ هؤلآء للجنّة وبعمل اهل الجنة يعملون ثم مسح ظهره فاستخرج منه ذرّيةً فقال هؤلاء للنار و بعمل اهل النّار يعملون فقال رجلٌ يا رسول الله ففيم العملُ فقال رسولُ الله صلے الله علیہ وسلم انّ الله تبارک و تعالےٰ اذا خلقَ العبد للجنّة استعمله بعمل اهلِ الجنّة حتےٰ يموتَ علےٰ عملٍ من اَعمال اهل الجنّة فيدخلُه به الجنّةَ واذا خلق العبدَ للنارِ استعملَه بعمل اَهلِ النار حتے يموتَ علےٰ عمل من اَعمال اهلِ النّارِ فيدخله به النّار محمد قالَ اخبرنا ابوحنيفة عن عبد الاعلےٰ التيمي عن ابيه عن عُمر ابن الخطّاب رضے الله عنه قال بينما هو يخطب النّاسَ بالجابيةِ اذ قالَ فے خطبته انّ الله يُضلّ مَن يشآء ويَهدے مَن يشآء فقالَ قسٌّ من تلكِ القسوسِ ما يقولُ اميرالمؤمنين قالوا يقولُ

کے متعلق اقرار لیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں سب نے جواب دیا کیوں نہیں ہم (سب اس واقعہ کے) گواہ بنتے ہیں تاکہ تم لوگ قیامت کے روز یوں نہ کہنے لگو کہ ہم تو اس (توحید) سے محض بے خبر تھے"۔ تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے سُنا، آپؐ سے اس کے بارے میں پوچھا جارہا تھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا پھر اپنا دایاں ہاتھ اُس کی پُشت پر پھیرا اور اُس سے ذرّیت کو نکالا پھر کہا کہ میں نے اُن کو پیدا کیا جنّت کے لئے اور یہ عملِ اہل جنّت پر کاربند ہوں گے پھر اُس کی پُشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ذرّیت کو نکالا اور کہا کہ میں نے ان کو پیدا کیا نار کے لئے اور یہ عملِ اہلِ نار پر کاربند ہوں گے تو ایک شخص نے کہا کہ یارسول اللہ پھر عمل کس مرتبہ میں رہا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک و تعالےٰ نے جب بندے کو جنّت کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ جنّت پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ جنّت کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اس کو اس عمل کے سبب سے جنّت میں داخل کرے گا اور جب بندے کو نار کے لئے پیدا کیا تو اس کو عملِ اہلِ نار پر کاربند کیا یہاں تک کہ وہ اہلِ نار کے اعمال میں سے کسی عمل پر مرے پھر وہ اُس کو اس عمل کے سبب سے نار میں داخل کرے گا۔ محمدؒ نے کہا خبر دی ہم کو ابوحنیفہؒ نے عبدالاعلیٰ تیمی سے وہ اپنے باپ سے اُنھوں نے عمر ابن الخطاب رضی اللہ عنہ سے اس دَوران میں کہ وہ جابیہ میں لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے کہ اُنھوں نے اپنے خطبہ میں کہا کہ اللہ تعالےٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو وہاں کے پادریوں میں سے ایک پادری نے (لوگوں سے پوچھا) کہ امیرالمؤمنینؓ کیا کہتے ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ان اللہ یضل من یشاء ویہدی من یشاء فقال برکشت (پیشوا ترسایان ۱۲) اللہ اعدل من ان یضل احدا فبلغت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فقال بل اللہ اضلک واللہ لولا عہدک لضربت عنقک اخرج الامام ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی فی کتاب الحجۃ فی بیان المحجۃ عن عبداللہ بن الحارث بن نوفل قال لما قدم عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ الجابیۃ قام یخطب الناس و عندہ الجاثلیق یترجم لہ ما یقول عمر فلما قال عمر من یضلل اللہ فلا ہادی لہ وفی روایۃ فلما قال عمر یضل اللہ من یشاء و یہدی من یشاء نفض (افشاند ۱۲) الجاثلیق ثوبہ کہیئۃ المنکر لذالک فقال عمر ما یقول فکرہوا ان یذکروا لہ الذی عنی بذلک ثم عاد عمر فقال ذلک ففعل الجاثلیق مثلہا فقال عمر ما یقول فقیل یا امیر المؤمنین یزعم ان اللہ لا یضل احدا فقال عمر کذبت یا عدو اللہ بل اللہ خلقک و ہو اضلک و ہو یدخلک النار ان شاء اما واللہ لولا عقد لک لضربت عنقک ان اللہ عز و جل حین خلق الخلق

اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے تو اُس نے کہا کہ معاذ اللہ خدا اعدل (یعنی بہت انصاف کرنے والا ہے اور بالاتر ہے) اس سے کہ وہ کسی کو گمراہ کرے۔ پھر یہ بات عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا بلکہ اللہ ہی نے تجھے گمراہ کیا ہے۔ واللہ اگر تم سے عہد نہ ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ اخذ کیا امام ابو القاسم اسمٰعیل بن محمد بن الفضل الطلحی نے کتاب الحجۃ فی بیان المحجہ میں، مروی ہے عبداللہ بن الحارث بن نوفل سے کہا کہ جب عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ جابیہ میں تشریف لائے تو کھڑے ہو کر لوگوں کو خطبہ دے رہے تھے اور ان کے پاس جاثلیق[ع۵] تھا جو کہ ترجمہ کرتا جاتا تھا اس تقریر کا جو عمرؓ کہتے تھے تو جب عمرؓ نے کہا کہ جس کو اللہ گمراہ کرے اُس کو کوئی ہدایت دینے والا نہیں اور ایک روایت میں ہے کہ جب عمرؓ نے کہا "گمراہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ جس کو چاہتا ہے اور ہدایت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔" تو جاثلیق نے اپنا کپڑا جھٹکا اس بات کے منکر کی ہیئت کی طرح تو عمرؓ نے کہا کہ یہ کیا کہتا ہے، تو لوگوں نے اس بات سے کراہت کی کہ آپ سے ذکر کریں کہ اس حرکت سے اُس کی مُراد کیا تھی پھر عمرؓ نے اعادۂ کلام کیا تو پھر جاثلیق نے وہی حرکت کی پھر عمرؓ نے پوچھا کہ یہ کیا کہتا ہے تو کہا گیا کہ اے امیر المؤمنین یہ شخص یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی کو گمراہ نہیں کرتا۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اے خدا کے دُشمن! تو جھوٹ کہتا ہے بلکہ تجھے اللہ ہی نے پیدا کیا اور اسی نے تجھے گمراہ کیا اور وہی انشاء اللہ تعالیٰ تجھے نار میں داخل کرے گا۔ واللہ اگر تیرے ساتھ عہد نہ ہو چکا ہوتا تو میں تیری گردن ماردیتا۔ بیشک اللہ عزوجل نے جب مخلوق کو پیدا کیا

ع۵ جاثلیق: شام کے فتح کے ساتھ بمعنی رئیس نصاریٰ جو انطاکیہ کے بطریق کا ماتحت ہوتا تھا۔ جاثلیق کے ماتحت کو مطران کہتے تھے۔ پھر مطران کے ماتحت ہر شہر میں اسقف ہوتے تھے اور اسقف کے ماتحت قسیس ہوتے تھے اور قسیس کے ماتحت شماس ہوتے تھے ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خلق اھل الجنۃ و ماھم عاملون وخلق اھل النار و مایعملون ثم قال ھٰؤلآء لھٰذہ و ھٰؤلآء لھٰذہ فقال عبداللہ بن الحارث فتفرق الناس وھم لایختلفون فی القدر۔ واخرج ایضًا عن سعید بن المسیب قال قام عمر بن الخطاب فی الناس فقال ایھا الناس الا ان اصحاب الرأے اعداء السنۃ اعیتھم الاحادیث ان یحفظوھا و تفلتت منھم ان یعوھا واستحیوا اذا سألھم الناس ان یقولوا لاندری فعاندوا السنن برأیھم فضلوا و اضلوا کثیرًا والذی نفس عمر بیدہ ما قبض اللہ نبیہ ولا رفع الوحی عنھم حتی اغناھم عن الرأے و لوکان الدین یؤخذ بالرأے لکان اسفل الخف احق بالمسح من ظھرہ فایاک و ایاھم واخرج عن عامر بن سعد عن ابیہ قال وقف عمر بن الخطاب بالجابیۃ فقال قام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم فینا فقال من اراد بحبوحۃ الجنۃ فعلیہ بالجماعۃ فان الشیطان مع الفذ وقال اھل اللغۃ بحبوحۃ الجنۃ وسطھا والفذ الفرد وقال ابو القاسم تعلیقًا

تو اہلِ جنّت کو پیدا کیا اور ان اعمال کو جو وہ کرتے ہیں اور پیدا کیا اہلِ نار کو اور اُن اعمال کو جو وہ کرتے ہیں۔ پھر فرمایا کہ یہ سب اس کے لئے اور یہ سب اس کے لئے۔ پھر کہا عبداللہ بن الحارث نے کہ اس کے بعد لوگ متفرق ہوگئے اور وہ قدر میں اختلاف نہیں کرتے تھے۔ اور نیز روایت کیا سعید بن المسیب سے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب لوگوں میں کھڑے ہوتے اور کہا کہ اے لوگو یاد رکھو کہ اصحابِ رائے (یعنی آفتابِ نبوّت کی روشنی کو چھوڑ کر اپنی عقل کے چراغ سے دیکھنے والے) سُنّت کے دشمن ہیں عاجز کردیا اُن کو احادیث نے کہ وہ ان کو حفظ کرتے اور چھوٹ گئیں اُن سے کہ وہ ان کو اپنی یاد میں قائم رکھتے اور جب اُن سے لوگ (کوئی مسئلہ) پوچھتے ہیں تو وہ یہ کہنے سے شرماتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے تو یہ لوگ اپنی رائے سے (مسئلوں کے جواب دے کر) سنّت کے ساتھ دشمنی کرنے لگے تو گمراہ ہوتے اور بہت سے لوگوں کو گمراہ کیا اور قسم ہے اُس ذات کی جس کے ہاتھ میں عمرؓ کی جان ہے کہ اللہ نے اپنے نبیؐ کو وفات نہیں دی اور نہ اُن سے وحی کو مرتفع کیا جب تک کہ ان کو رائے سے مُستغنی نہ کردیا اور اگر دین رائے سے اخذ کیا جاتا تو موزے کا تلا مسح کے لئے زیادہ مناسب ہوتا بہ نسبت اُوپر کے حصّہ کے تو تمھارے لئے ضروری ہے کہ ایسے لوگوں سے بچو۔ اور روایت کیا عامر بن سعد سے اُنھوں نے اپنے باپ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں (خطبہ کے لئے) کھڑے ہوکر کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم ہم میں کھڑے ہوتے اور فرمایا کہ جو شخص وسطِ جنّت میں داخل ہونے کا ارادہ رکھتا ہو اُس کے اُوپر جماعت کے ساتھ رہنا لازم ہے کیونکہ اکیلے کے ساتھ شیطان ہوتا ہے۔ کہا اہلِ لغت نے کہ بحبوحۃ الجنۃ کے معنے ہیں وسطِ جنّت اور فذّ، اکیلا۔ اور کہا ابو القاسم نے تعلیقًا کہ عمرؓ بن

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال عمر بن الخطاب علی المنبر انّ هذا القرآنَ کلام اللّٰہ و اخرج عن الحسن قال جآء اعرابیٌ الی عمر فقال یا امیر المؤمنین علّمنی الدّینَ قالَ تشهد اَن لا اله الاّ اللّٰہ و انّ محمّدًا رسول اللّٰہ و تقیم الصّلوٰۃَ و تؤتی الزکوٰۃَ و تحجّ البیتَ و تصومُ رمضانَ و علیک بالعلانیۃ و ایّاک و السّرَّ و کلّ ما تستحیی منه فان کان لقیتَ اللّٰہَ فقل اَمرنی بهٰذا عمر و اخرج عن عمرو بن میمون عن عمر بن الخطّاب انّ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم کانَ یتعوّذُ من عذابِ القبر و اخرج عن ابی شهم عن عمر ابن الخطّاب قال قالَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیه وسلّم کیف انتَ اذا کنتَ فی اربعۃ اذرعٍ فی ذراعین ورأیتَ منکرًا و نکیرًا قالَ قلتُ یارسولَ اللّٰہ و ما منکرٌ و نکیر قالَ فتّانا القبرِ یبحثانِ الارضَ بانیابهما و یطآن فی اشعارهما اصواتهما کالرعد القاصف و ابصارهما کالبرق الخاطف معهما مرزبۃٌ لو اجتمع علیها اهلُ منیً لم یطیقوا رفعها هی اَیسرُ علیهما من عصایَ هٰذه قالَ قلتُ یارسولَ اللّٰہ و انا علی حالی هٰذه قال نعم قلتُ اذًا اَکفیکهما و اخرج عن طارق ابن شهاب عن عمر بن الخطّاب قال قالَ

(حاشیہ: یبحثان — میکنند ۱۲؛ یطآن فی اشعارهما — میروند در موہائے خود بسبب درازی آنہا ۱۲؛ القاصف — سخت غرندہ ۱۲؛ الخاطف — ربایندہ ۱۲)

الخطاب نے منبر پر فرمایا کہ یہ قرآن اللہ کا کلام ہے۔ اور روایت اخذ کی حسن رح سے کہا کہ ایک اعرابی آیا عمر رض کے پاس اور بولا کہ اے امیر المؤمنین رض مجھے دین سکھاؤ۔ فرمایا کہ (دین یہ ہے کہ) تو گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس بات کی کہ محمد اللہ کے رسول ہیں اور تو نماز کو قائم کرے اور زکوٰۃ ادا کرے اور بیت اللہ کا حج کرے اور رمضان میں روزے رکھے اور تجھ پر لازم ہے (دین کی بات) علانیہ کرنا اور چھپ کر کرنے سے بچ اور ہر ایسی (دین کی بات چھپ کر کرنے سے) جس (کے اظہار) سے تجھے شرم آتی ہو۔ پھر اگر اس حال میں تو اللہ تعالیٰ سے ملے تو کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حکم عمر رض نے دیا تھا۔ اور روایت کی عمرو بن میمون سے وہ عمر رض بن الخطاب سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم عذاب قبر سے پناہ مانگا کرتے تھے۔ اور روایت کی ابی شہم سے وہ عمر رض بن الخطاب سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اُس وقت تیرا کیا حال ہوگا جب تو چار ہاتھ (لمبی) اور دو ہاتھ (گہری) زمین میں (دفن) ہوگا اور تو منکر اور نکیر کو دیکھے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ صلعم اور منکر و نکیر کیا ہیں؟ تو فرمایا کہ قبر کے دو امتحان لینے والے ہیں زمین کو اپنے دانتوں سے کھود ڈالتے ہیں اور اپنے (دراز) بالوں میں چلتے ہیں اُن دونوں کی آوازیں گرجنے والے رعد کی مانند ہیں اور ان کی نگاہیں چمکنے والی بجلی جیسی، اُن دونوں کے پاس (اتنا بھاری) ہتھوڑا (یا گرز) ہوگا کہ اگر تمام اہل منےٰ اکٹھے ہو کر اُٹھائیں تو اُس کو نہ اُٹھا سکیں۔ اور اس کا اُٹھانا ان پر اس میرے عصا سے بھی زیادہ آسان ہے۔ کہا کہ میں نے کہا کہ یا رسول اللہ صلعم اور میں اپنے اسی حال پر ہونگا فرمایا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ پھر تو آپ کی طرف سے میں اُن سے نبٹ لوں گا۔ اور روایت کیا طارق بن شہاب سے وہ عمر رض بن الخطاب سے کہ فرمایا

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم بُعِثْتُ داعیًا و مُبلغًا لیس الیّ من الہدی شئ و خُلق ابلیس مُزیّنا و لیس الیہ من الضلالۃ شئ ۔ واخرج عن ابی ہریرۃ عن عمر بن الخطاب قال قال رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلّم لاتجالسوا اصحاب القدر و لاتفاتحوہم (ابتدا بکلام مکنید) احمد بن حنبل قال حدثنا ہُشیم اخبرنا علیّ بن زید عن یوسف ابن مہران عن ابن عباس قال خطب عمر بن الخطاب و قال ہُشیم مرۃ خطبنا فحمد اللہ و اثنیٰ علیہ فذکر الرجم فقال لاتخدعنّ عنہ فانہ حدٌّ من حدود اللہ الا انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد رجم و رجمنا بعدہ ولولا ان یقول قائلون زاد عمر فی کتاب اللہ مالیس منہ لکتبتُہ فی ناحیۃٍ من المصحف شہد عمر بن الخطاب قال ہُشیم مرۃ و عبدالرحمٰن بن عوف و فلان و فلان انّ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قد رجم و رجمنا من بعدہ و انہ سیکون من بعدکم قومٌ یکذبون بالرجم و بالدجال و بالشفاعۃ و بعذاب القبر و بقومٍ یخرجون من النار بعد ما امتحشوا (احترقوا) مالک انہ بلغہ انّ عمر ابن الخطاب قال انّی لاُحبّ

رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے میں بھیجا گیا ہوں داعی اور مُبلّغ بنا کر میرے قبضہ میں ہدایت پر لانا کچھ نہیں اور ابلیس پیدا کیا گیا مزیّن بنا کر (کہ دنیا کی زینت دکھا کر اس پر فریفتہ کرنے کی کوشش کرے) اور اس کے قبضہ میں گمراہی کا کچھ اختیار نہیں (ہدایت و ضلالت دونوں پر اللہ ہی کا اختیار ہے)۔ اور روایت کیا ابوہریرہؓ سے اُنھوں نے عمرؓ بن الخطاب سے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے کہ اصحابِ قدر کے ساتھ ہمنشینی نہ اختیار کرو (یعنی قدریہ گروہ کے لوگوں سے) اور نہ اُن کے ساتھ آغاز کلام کرو۔ احمد بن حنبلؒ کہا ہم سے حدیث بیان کی ہُشیم نے، کہا کہ ہم کو خبر دی علی بن زید نے یوسف بن مہران سے اُنھوں نے ابن عباسؓ سے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ بن الخطاب نے اور ہشیم نے ایک مرتبہ یوں کہا کہ خطبہ دیا ہم کو پھر اللہ کی حمد اور اس کی ثنا کی پھر رجم کا ذکر کیا اور کہا کہ تم اس کے بارے میں دھوکے میں نہ پڑنا کیونکہ وہ اللہ کی حدود میں سے ایک حد ہے۔ یاد رکھو کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا ہے اور ہم نے بھی آپؐ کے بعد رجم کیا ہے اور اگر (یہ اندیشہ نہ ہوتا) کہ کہنے والے یہ کہیں گے کہ عمرؓ نے کتاب اللہ میں ایسی بات بڑھا دی جو اس میں نہیں تھی تو میں مصحف کے کسی جانب میں یہ لکھ دیتا کہ اس بات کا گواہ عمرؓ بن الخطاب ہے۔ اور ہُشیم نے ایک مرتبہ کہا اور عبدالرحمٰن بن عوف اور فلاں و فلاں کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے رجم کیا اور ہم نے بھی اُن کے بعد رجم کیا اور تمہارے بعد عنقریب ایسی قوم ہو گی جو جھٹلائیں گے رجم کو اور دجال (کے ظہور) کو اور شفاعت کو اور عذاب قبر کو اور اُس قوم کے وجود کو جو جہنم سے نکلیں گے بعد اس کے کہ وہ جل چکے ہوں گے۔ مالکؒ، یہ کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب نے کہا کہ میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

أن أنظر إلى القارئ أبيض الثياب مالك عن أيوب بن أبي تميمة السختياني عن ابن سيرين قال قال عمر بن الخطاب إذا أوسع الله عليكم فأوسعوا على أنفسكم جمع رجل عليه ثيابه مالك عن إسحق بن أبي طلحة أنه قال قال أنس بن مالك رأيت عمر بن الخطاب وهو يومئذ أمير المؤمنين وقد رقع بين كتفيه برقع ثلث لبد بعضها فوق بعض مالك عن نافع عن عبد الله بن عمر أن عمر بن الخطاب رأى حلة سيراء عند باب المسجد فقال يا رسول الله لو اشتريت هذه الحلة فلبستها يوم الجمعة وللوفد إذا قدموا عليك فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم إنما يلبس هذه من لا خلاق له في الآخرة ثم جاء رسول الله صلى الله عليه وسلم منها حلل فأعطى عمر بن الخطاب منها حلة فقال عمر يا رسول الله كسوتنيها وقد قلت في حلة عطارد ما قلت فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم لم أكسكها لتلبسها فكساها عمر أخا له مشركا بمكة مالك أنه بلغه أن عمر بن الخطاب وعلي بن أبي طالب وعثمان بن عفان كانوا يشربون قياما مالك عن يحيى بن سعيد أن عمر ابن الخطاب كان يأكل خبزا بسمن فدعا رجلا من أهل البادية فجعل يأكل يتتبع باللقمة

کہ قاری کو سفید کپڑے پہنے ہوتے دیکھوں۔ مالکؒ ایوب بن ابی تمیمہ سختیانی سے وہ ابن سیرین سے، کہا کہ فرمایا عمرؓ بن الخطاب نے کہ جب اللہ تعالیٰ نے تم پر وسعت کردی ہے تو تم بھی اپنے نفسوں پر وسعت کرو چاہیئے کہ آدمی اپنے اوپر (ضروری) کپڑے جمع کرے (یعنی پہنے)۔ مالکؒ اسحٰق بن ابی طلحہ سے انھوں نے کہا کہ انسؓ ابن مالکؓ نے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا اور وہ اس زمانہ میں امیر المؤمنین تھے اس حال میں کہ انھوں نے اپنے مونڈھوں کے درمیان اُوپر تلے تین پیوند لگا رکھے تھے۔ مالکؒ نافع سے وہ عبداللہ بن عمرؓ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے دروازۂ مسجد کے قریب ایک جوڑا سیرا ع؎ دیکھا تو کہا کہ یارسول اللہ اس کو آپ خرید لیجئے اور جمعہ کے دن پہن لیا کرتے اور ایسے موقع پر جب کہ باہر کے وفود آپ کے پاس آتے تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کو ایسا شخص ہی پہنے گا جس کا آخرت میں کوئی حصّہ نہ ہوگا پھر رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کے پاس اُن میں سے چند جوڑے آگئے تو ان میں سے ایک جوڑا آپؐ نے عمرؓ بن الخطاب کو دیا تو عمرؓ نے کہا کہ یارسول اللہ یہ آپ مجھے عطا فرمارہے ہیں حالانکہ عطارد (تمیم کا ایک بطن) کے جوڑے کے بارے میں فرمایا تھا جو کچھ فرمایا تھا، تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں نے تم کو اس لئے نہیں دیا کہ تم خود اس کو پہنو تو عمرؓ نے وہ اپنے ایک بھائی کو دیدیا جو مُشرک تھا مکّہ میں۔ مالکؒ کو یہ خبر پہنچی کہ عمرؓ بن الخطاب اور علیؓ بن ابی طالب اور عثمانؓ ابن عفان سب کھڑے ہوکر پیتے تھے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب گھی کے ساتھ روٹی کھارہے تھے تو آپ نے ایک شخص کو جو اہلِ بادیہ میں سے تھا بُلا لیا اُس نے پے در پے لقمہ

ع؎ سین کے زیر اور یا تحتانی کے زبر کے ساتھ، ایک قسم کی یمنی چادر کہ جس میں زرد خطوط ریشمی دھاگے کے ملے ہوتے یا خالص زرد ہوتی تھی ۱۲ مترجم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وشھر الصحفۃ فقال لہ عمر کانک مقفر
فقال واللہ ما اکلت سمنا ولا رأیت
اکلا لہ منذ کذا وکذا فقال عمر لا آکل السمن
حتی یحیی الناس من اول ما یحیون
مالک عن اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحۃ
عن انس بن مالک قال رأیت عمر بن
الخطاب وھو یومئذ یطرح لہ صاع من
تمر فیاکلہ حتی یاکل حشفھا مالک عن
عبداللہ بن دینار عن عبداللہ بن
عمر انہ قال سئل عمر بن الخطاب
عن الجراد فقال وددت ان عندی
قفعۃ فاکل منہ مالک عن یحیی
ابن سعید ان عمر بن الخطاب قال
ایاکم واللحم فان لہ ضراوۃ کضراوۃ الخمر
مالک عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب
ادرک جابر بن عبداللہ ومعہ حمال لحم
فقال ماھذا فقال یا امیر المؤمنین قرمنا
الی اللحم فاشتریت بدرھم لحما فقال
امایرید احدکم ان یطوی بطنہ عن جارہ
او ابن عمہ این تذھب عنک ھذہ الآیۃ
اذھبتم طیبٰتکم فی حیاتکم الدنیا
واستمتعتم بھا۔ مالک عن اسحٰق بن

کھانے شروع کر دیتے اور پیالہ کو لپٹ گیا تو اس سے عمرؓ نے کہا گویا کہ تو بھوکا ہے تو اُس نے کہا کہ واللہ میں نے اتنے اور اتنے زمانہ سے گھی نہیں کھایا اور نہ اُس کے لُقمے دیکھے تو عمرؓ نے کہا کہ میں گھی نہیں کھاؤں گا جبتک کہ لوگوں پر پہلے خوب بارش نہ ہولے (جس سے ان میں جان آجائے)۔ مالکؒ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انسؓ بن مالک سے کہا کہ میں نے عمرؓ بن الخطاب کو دیکھا اس حال میں کہ اس دن کہ اُن کے سامنے ایک صاع کھجور ڈال دی جاتی تھی تو وہ اُس کو کھاتے تھے یہاں تک کہ ان میں کے خراب دانوں کو بھی۔ مالکؒ عبداللہ بن دینار سے وہ عبداللہ ابن عمرؓ سے اُنھوں نے کہا کہ عمرؓ بن الخطاب سے ٹڈیوں کے بارے میں پوچھا گیا تو فرمایا کہ مجھے پسند ہے کہ میرے پاس ایک تھیلا ہو جس میں سے ان کو کھاتا رہوں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ بچو گوشت پر (مداومت) سے کہ اس کا بھی ایک چسکا (یعنی لت) ہے جیسا شراب کا چسکا ہوتا ہے۔ مالکؒ یحییٰ بن سعید سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابرؓ بن عبداللہ کو پایا اس حال میں کہ ان کے ساتھ ایک بوجھ (یعنی بندھا ہوا پوٹلا) گوشت کا تھا تو فرمایا کہ یہ کیا ہے؟ تو اُنھوں نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ ہمارا گوشت کو دل چاہا تو میں نے ایک درہم کا گوشت خرید لیا تو فرمایا کہ تم میں کوئی یہ ارادہ نہیں کرتا کہ اپنے پیٹ کو تہ کر رکھے اپنے پڑوسی اور ابن عم کی خاطرداری کیلئے کہاں جاتی رہی تمھارے پاس سے یہ آیت اذھبتم طیبٰتکم الخ (۴۶: ۲۰) تم اپنی مَن بھاتی چیزیں اپنی دنیوی زندگی میں لے چکے اور ان کو خوب برت چکے! مالکؒ اسحٰق بن

ع۵ بعض روایات میں سمن کے بجائے سمین ہے یعنی لا آکل السمین حتی یحیا الناس من اول ما یحیون کہ میں فربہ (چربی دار) گوشت اس وقت تک نہیں جب تک لوگوں میں زندگی نہیں آلیتی یعنی اچھی طرح بارش نہیں ہوتی ایسی پہلی بارش ہونے کے بعد کھاؤں گا۔ ۱۲ اشتیاق احمد عفی عنہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عبداللہ بن ابی طلحۃ عن انس بن مالک انہ سمع عمر بن الخطاب وسلم علیہ رجل فرد علیہ السلام ثم سأل عمر الرجل کیف انت فقال احمد الیک اللہ فقال عمر جزاک اللہ ذلک الذی اردت منک مالک عن ربیعۃ ابن ابی عبدالرحمٰن عن غیر واحد من علمائہم ان ابا موسی الاشعری جاء یستاذن علی عمر ابن الخطاب فاستاذن ثلثا ثم رجع فارسل عمر بن الخطاب فی اثرہ فقال مالک لم تدخل فقال ابو موسی الاشعری سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلث فان اذن لک فادخل والا فارجع فقال عمر بن الخطاب ومن یعلم ہذا لئن لم تأتنی بمن یعلم ذلک لافعلن بک کذا وکذا فخرج ابو موسی حتی جاء مجلسا فی المسجد یقال مجلس الانصار فقال انی اخبرت عمر ابن الخطاب انی سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقول الاستیذان ثلث فان اذن لک فادخل والا فارجع فقال لئن لم تأتنی بمن یعلم ہذا لافعلن بک کذا وکذا فان کان سمع ذلک احد منکم فلیقم معی فقالوا لابی سعید الخدری قم معہ وکان ابو سعید اصغرھم

عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس رضؓ بن مالک سے کہ انھوں نے سنا عمر رضؓ بن الخطاب سے اور ان کو ایک شخص نے سلام کیا تھا پھر انھوں نے سلام کا جواب دے کر اس سے سوال کیا تھا کہ تم کیسے ہو تو اس نے کہا کہ میں آپ کے سامنے اللہ کا شکر کرتا ہوں تو انھوں نے کہا جزاک اللہ یہی وہ بات ہے جو میں تم سے سننا چاہتا تھا۔ مالک رحؒ ربیعہ بن ابی عبدالرحمٰن سے اور انھوں نے اپنے میں کے ایک سے زیادہ علماء سے سنا کہ ابو موسیٰ اشعریؓ آتے اور عمر رضؓ بن الخطاب سے ملاقات کی اجازت طلب کی (جواب نہ ملا) تو تین مرتبہ اجازت طلب کر کے واپس ہوئے تو عمر رضؓ بن الخطاب نے ان کے پیچھے آدمی بھیج کر بلایا اور کہا کہ کیا ہوا کہ تم اندر نہیں آئے تو ابو موسیٰ اشعری رضؓ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں (یعنی تین مرتبہ اجازت مانگی جائے) پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو عمر رضؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اس کو اور کون جانتا ہے۔ اگر تم کوئی ایسا شخص میرے پاس نہ لائے جو اس بات کو جانتا ہو تو میں تمھارے ساتھ ضرور ایسا اور ایسا کروں گا۔ تو ابو موسیٰ رضؓ نکلے یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں پہنچے جو مسجد میں ہوتی تھی جس کو مجلس الانصار کہا جاتا تھا اور کہا کہ میں نے عمر رضؓ بن الخطاب کو خبر دی کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپؐ فرماتے تھے کہ استیذان تین ہونے چاہئیں پھر اگر تم کو اجازت دیدی جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ لوٹ جاؤ تو انھوں نے کہا کہ اگر تو میرے پاس کوئی ایسا شخص نہ لائے گا جو یہ بات جانتا ہو تو میں تیرے ساتھ ضرور ایسا اور ایسا کروں گا تو اگر تم میں سے بھی کسی نے یہ ارشاد سنا ہو تو وہ اٹھ کر میرے ساتھ چلے۔ ان سبھوں نے ابو سعید خدری رضؓ سے فرمایا کہ ان کے ساتھ چلو اور ابو سعید رضؓ ان سب میں چھوٹے تھے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فقام منه فاخبر ذلك عمر بن الخطاب فقال عمر لابی موسیٰ اما انی لم اتهمك ولكنی خشیت ان یتقول (افتراکنند) الناس علی رسول الله صلی الله علیه وسلم مالك عن زید بن اسلم عن عطاء بن یسار ان رسول الله صلی الله علیه وسلم ارسل الی عمر بن الخطاب بعطاء فردہ عمر فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لم رددته فقال یارسول الله الیس قد اخبرتنا ان خیرا لاحدنا ان لا یاخذ من احد شیئا فقال له رسول الله صلی الله علیه وسلم انما ذلك عن المسئلة فاما ما کان من غیر مسئلة فانه رزق یرزقکه الله فقال عمر بن الخطاب اما والذی نفسی بیده لا اسأل احدا شیئا ولا یاتینی شیء من غیر مسئلة الا اخذته مالك عن عبد الله بن ابی ملیکة ان عمر بن الخطاب مر بامرأة مجذومة وهی تطوف بالبیت فقال لها یا امة الله لا تؤذی الناس لو جلست فی بیتك فجلست فی بیتها فمر بها رجل بعد ذلك فقال لها ان الذی کان نهاك قد مات فاخرجی فقالت ما کنت لاطیعه حیا واعصیه میتا مالك عن یحیی بن سعید ان عمر بن الخطاب قال لرجل ما اسمك فقال جمرة

وہ اُٹھ کر اُن کے ساتھ ہوتے اور عمرؓ بن الخطاب کو اس کی خبر دی۔ تو عمرؓ نے ابو موسیٰؓ سے کہا سمجھ لو کہ میں نے تم کو متہم نہیں سمجھا تھا لیکن مجھے یہ اندیشہ ہو گیا تھا کہ (اس طرح) لوگ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی باتیں منسوب نہ کرنے لگیں۔ مالکؒ زید بن اسلم سے وہ عطاء بن یسار سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ بن الخطاب کے پاس کچھ مال بھیجا تو عمرؓ نے اس کو واپس کر دیا۔ تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم نے اُس کو کیوں واپس کیا تو انھوں نے کہا کہ یارسول اللہ! کیا آپ نے ہم کو خبر نہیں دی تھی کہ ہم میں سے ہر ایک کیلئے یہ بہتر ہے کہ وہ کسی سے کچھ نہ لے تو اُن سے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ بات سوال کرنے سے متعلق تھی، رہی وہ چیز جو بغیر سوال کے آتے وہ ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ تم کو عطا فرماتا ہے تو عمرؓ بن الخطاب نے کہا اب قسم ہے اُس ذات کی میرا نفس جس کے ہاتھ میں ہے میں کسی سے کسی شے کا سوال نہ کروں گا اور میرے پاس بغیر مانگے کوئی چیز نہیں آئے گی مگر میں اُس کو لے لونگا۔ مالکؒ عبد اللہ بن ابی ملیکہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب کا گزر ایک کوڑھی عورت پر ہوا اس حال میں کہ وہ بیت اللہ کا طواف کر رہی تھی تو اُس سے عمرؓ نے کہا کہ اے اللہ کی بندی لوگوں کو تکلیف نہ دے اچھا تھا کہ تو اپنے گھر میں بیٹھ رہتی، تو وہ اپنے گھر میں بیٹھ رہی تو اس کے بعد اُس پر ایک شخص کا گزر ہوا اُس نے اس عورت سے کہا کہ جس نے تجھے منع کیا تھا وہ مر چکا ہے اب نکلنے لگ۔ تو اُس نے کہا کہ میں ایسی نہیں ہوں کہ وہ زندہ ہوں تو اُن کی اطاعت کروں اور مر جائیں تو نافرمانی کروں۔ مالکؒ یحییٰ بن سعیدؒ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک شخص سے پوچھا کہ تیرا کیا نام ہے؟ تو اُس نے کہا جمرہ (جمرہ کے لغوی معنے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

قال ابنُ مَنْ قال ابن شہابٍ قال
مِمَّنْ قال من الحُرُقۃ (قبیلہ از قضاعہ) قال اَیْنَ مسکنُک
قال بِحَرَّۃِ النّار قال بایّہا قال بذات
لظٰی فقال عمر اَدْرِکْ اہلکَ فقد احترقوا
قال فکان کما قال عمر بن الخطّاب مالک
انہ بلغہ ان عمر بن الخطاب اراد الخروج
الی العراق فقال لہ کعب الاحبار
لاتخرج الیہا یا امیر المؤمنین فانّ بہا
تسعۃَ اَعشار السحر و بہا فَسَقَۃُ الجنّ و
بہا داءُ العُضال مالک انہ بلغہ ان اَمَۃً
کانت لعبید اللہ بن عمر بن الخطاب
رآہا عمر بن الخطّاب و قد تہیّأت بِہَیئۃِ
الحرائر فدخل علٰی ابنتہ حفصۃَ
فقال الم اَرَ جاریۃ اَخیکِ تجوسُ الناس
و قد تہیّأت بہیئۃِ الحرائر وانکر ذٰلک
عمر مالک عن اسحٰق بن عبداللہ بن
ابی طلحۃ عن انس بن مالک قال
سمعتُ عمر بن الخطّاب و خرجتُ معہ
حتّٰی دخل حائطًا فسمعتُہٗ و ہو یقول و بینی
و بینہ جدارٌ و ہو فی جوف الحائط
عمر بن الخطّاب امیر المؤمنین
بَخٍ بَخٍ یا ابنَ الخطّاب لَتتّقِیَنّ
اللہَ او لیعذّبنّک. البغوی توضّأ
عُمَر من ماءٍ فی
جَرّۃٍ نصرانیۃٍ (سبوچہ)

ہیں چنگاری) پوچھا کس کا بیٹا ہے تو اُس نے کہا کہ شہاب کا بیٹا ہوں (شہاب کے معنے ہیں انگارا) پوچھا کس قبیلہ سے کہا حُرقہ سے (قضاعہ کا ایک قبیلہ۔ اس کے لغوی معنے بھی جلے ہوتے کے ہیں) پوچھا کہ تیرا مسکن کہاں ہے۔ اُس نے کہا حرّۃ النار میں (اس کے معنے ہیں آگ کی گرمی) پوچھا اس کا خاص مقام کونسا ہے تو اُس نے کہا ذات لظٰی (لظٰی کے معنے ہیں آگ کا شعلہ) تو عمرؓ نے کہا کہ اپنے گھروالوں کے پاس پہنچ کہ وہ جل گئے ہیں۔ راوی نے کہا کہ وہی ہوا جو عمرؓ بن الخطّاب نے کہا تھا۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ جب عمرؓ بن الخطّاب نے عراق کی طرف سفر کرنے کا ارادہ کیا تو اُن سے کعب الاحبار نے کہا کہ اے امیر المؤمنینؓ اُس طرف نہ جایئے کیونکہ دس میں سے نو حصہ سحر وہاں ہے اور فاسقین جنّات ہیں اور وہاں عسیر العلاج بیماری بھی ہے۔ مالکؒ، کہ ان کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمر بن الخطّاب کی ایک باندی تھی اس کو عمرؓ بن الخطّاب نے دیکھا اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع قطع اختیار کر رکھی تھی۔ پھر وہ اپنی بیٹی حفصہؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ کیا میں تیرے بھائی کی کنیز کو نہیں دیکھتا کہ وہ لوگوں کو گھورتی ہے اور اُس نے آزاد عورتوں کی وضع بنا رکھی ہے اور عمرؓ نے اس کو بُرا محسوس کیا۔ مالکؒ اسحٰق بن عبداللہ بن ابی طلحہ سے وہ انس بن مالک سے کہا میں نے سُنا عمرؓ بن الخطّاب کو اس حال میں کہ میں اُن کے ساتھ نکلا تھا یہاں تک کہ وہ ایک باغ میں داخل ہوئے تو میں نے اُن کو یہ کہتے ہوئے سُنا اور میرے اور ان کے درمیان دیوار حائل تھی اور وہ باغ کے بیچ میں تھے کہ عمر خطاب کا بیٹا مومنین کا امیر! واہ وا، واہ وا!! اے خطاب کے بیٹے تجھے اللہ سے ڈرتے رہنا ہوگا ورنہ وہ تجھے ضرور عذاب دے گا۔ لغوی، عمرؓ نے ایسے پانی سے وضو کیا جو ایک نصرانی عورت کے گھڑے میں کا تھا۔

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البغوی قال عمر بن الخطاب کلوا الجبن
مما یصنع اہل الکتاب البغوی قال عمر و
ابن عباس الذکوۃ فی الحلق واللبۃ
وزاد عمر و لاتعجلوا الانفس ان تزہق
معناہ لاتسلخہا بعد ذبحہا مالم یفارقہا
الروح البغوی قال عمر بن الخطاب
لاتنخلوا الدقیق فانہ کلہ طعام۔ البغوی
قال عمر عام الرمادۃ لقد ہممت ان
انزل علی اہل کل بیت مثل عددہم
فان الرجل لایہلک علی نصف بطنہ
البخاری وغیرہ عن ابن عمر خطب عمر
ابن الخطاب علی منبر رسول اللہ صلی
اللہ علیہ وسلم فقال انہ قد نزل
تحریم الخمر وہی من خمسۃ اشیاء
العنب والتمر والحنطۃ والشعیر والعسل
والخمر ما خامر العقل وثلاث وددت ان
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لم یفارقنا حتی
یعہد الینا عہدا الجد والکلالۃ وابواب
من ابواب الربوا البغوی قال السائب بن
یزید ان عمر قال انی وجدت من فلان
ریح شراب فزعم انہ شرب الطلاء و
انا سائل عما شرب فان کان یسکر
جلدتہ الحد فجلدہ الحد تاما البغوی
روی ان عمر بن الخطاب قال
لشاب یمس ازارہ الارض ابن اخی

بغوی، عمرؓ بن الخطاب نے فرمایا کہ اہل کتاب جو پنیر بناتے ہیں
وہ .... کھاؤ۔ بغوی، کہا عمرؓ اور ابن عباسؓ نے کہ ذبح
حلق اور دگدگی میں ہوتا ہے اور عمرؓ نے یہ زیادہ کیا کہ جانوں
کے ساتھ جلدی نہ کرو کہ وہ نکل جائیں۔ اس کے معنے یہ ہیں کہ ذبح
کے بعد جب تک اُس سے روح مفارقت نہ کر جائے اُس کی کھال نہ
اُتارو۔ بغوی، کہا عمرؓ بن الخطاب نے آٹے کو مت چھانو
کیونکہ اس کا سب کا سب طعام (یعنی کھانے کی چیز ہے)۔ بغوی،
عمرؓ نے کہا عام الرمادہ میں (ایک قحط کے سال کا نام) میں نے
یہ عزم کیا ہے کہ اُتار دوں (یعنی مہمان بنا دوں) ہر گھر والوں پر
(قحط زدہ لوگوں کو) ان کے شمار کے برابر (کہ وہ اپنی آدھی
خوراک ان کو کھلائیں) کیونکہ آدھا پیٹ بھرنے سے انسان
ہلاک نہیں ہوتا۔ بخاری وغیرہ ابن عمرؓ سے، عمرؓ بن الخطاب
نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر پر خطبہ دیا اس میں
فرمایا کہ خمر کی حُرمت نازل ہو چکی ہے اور یہ پانچ چیزوں سے
بنتی ہے انگور سے اور کھجور سے اور گیہوں سے اور جو سے اور شہد
سے اور خمر وہ ہے جو عقل کو چھپا دے اور تین چیزیں ہیں کہ
میری دِلی رغبت تھی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے
جُدا نہ ہوتے یہاں تک کہ اُن کے مفصّل حکم ہم کو دیدیتے جدّ
اور کلالہ اور چند ابواب سُود کے ابواب میں سے۔ بغوی، سائب
ابن یزید نے کہا کہ عمرؓ نے فرمایا کہ میں فلاں سے شراب کی بُو
محسوس کرتا ہوں اُس کا دعویٰ یہ ہے کہ اُس نے طلاء پیا ہے اور
میں تحقیق کر رہا ہوں کہ اُس نے کیا پیا ہے تو اگر اس کو نشہ ہو گیا
تو میں حد میں اس کے کوڑے لگواؤں گا۔ چنانچہ اس کے پورے
کوڑے لگوائے۔ بغوی، روایت کیا کہ عمرؓ بن الخطاب نے ایک
نوجوان سے جس کی لنگی زمین سے چھو رہی تھی فرمایا کہ اے بھتیجے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

ارفع ثوبک فانہ انقی لثوبک واتقی لربک۔
البغوی ان عمر رأی علی رجل ثوبا معصفرا
فقال دعوا ھذہ البراقات للنساء۔ البخاری
وغیرہ عن ابن الزبیر قال سمعت عمر بن
الخطاب یقول قال رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم لاتلبسوا الحریر فانہ من لبسہ فی
الدنیا لم یلبسہ فی الآخرۃ۔ البغوی عن
ابی عثمان النھدی یقول اتانا کتاب عمر
ابن الخطاب ونحن باذربیجان مع عتبۃ
ابن فرقد اما بعد فان رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نھی عن الحریر الا ھکذا واشار
باصبعیہ السبابۃ والوسطی البغوی عن سوید
ابن غفلۃ ان عمر بن الخطاب خطب بالجابیۃ
فقال نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن
لبس الحریر الا موضع اصبع اواصبعین اوثلاث
اواربع وقال قتادۃ رخص عمر فی موضع اصبع
واصبعین وثلاث واربع من اعلام الحریر۔ البغوی
عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم رأی
علی عمر قمیصا ابیض فقال اجدید قمیصک
ھذا ام غسیل فقال جدید فقال البس جدیدا و
عش حمیدا ومت شھیدا البغوی عن الحسن
قال خطب عمر وھو خلیفۃ وعلیہ ازار فیہ اثنا عشر
رقعۃ۔ البغوی عن ابی عثمان النھدی یقول اتانا
کتاب عمر ونحن باذربیجان مع عتبۃ بن فرقد
اما بعد فاتزروا وارتدوا وانتعلوا

اپنا کپڑا اونچا کر کہ ایسا کرنا کپڑے کی پاکیزگی کا سبب ہوگا اور اللہ سے تقوے کا موجب بھی۔ بغوی کہ عمرؓ نے ایک شخص کے بدن پر کسم میں رنگا ہوا کپڑا دیکھا تو فرمایا کہ اس سنگار کو عورتوں کے لئے چھوڑ دو۔ بخاری وغیرہ ابن الزبیر سے کہا کہ مَیں نے عمرؓ بن الخطاب کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حریر (باریک ریشمی کپڑا) نہ پہنو جو شخص اس کو دنیا میں پہن لے گا وہ اس کو آخرت میں نہیں پہنے گا۔ بغوی، ابو عثمان نہدی سے کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عتبہ بن فرقد کی معرفت عمرؓ بن الخطاب کا خط آذربائیجان میں پہنچا (لکھا تھا)۔ اما بعد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حریر سے منع کیا ہے۔ بجز اس طرح کے اور اپنی کلمہ کی اُنگلی اور بیچ کی اُنگلی سے اشارہ کیا۔ (یعنی اتنی دھاریوں کی اجازت ہے)۔ بغوی سوید بن غفلہ سے کہ عمرؓ بن الخطاب نے جابیہ میں خطبہ دیا فرمایا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے حریر کے پہننے سے منع فرمایا ہے مگر بقدر ایک یا دو اُنگل یا تین یا چار انگل کے (یعنی اتنی دھاری کی اجازت ہے)۔ اور کہا قتادہؓ نے کہ عمرؓ نے ریشمی دھاریوں کی ایک اُنگل یا دو یا تین یا چار اُنگل رکھنے کی جگہ کے بقدر رخصت دی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے عمرؓ کے بدن پر سفید قمیص دیکھی تو پوچھا کہ یہ تمہاری قمیص نئی ہے یا دُھلی ہوئی ہے۔ اُنھوں نے کہا کہ نئی ہے تو فرمایا کہ نیا پہنو اور قابل تعریف زندگی بسر کرو اور شہادت کی موت مرو۔ بغوی حسنؒ سے، اُنھوں نے کہا کہ خطبہ دیا عمرؓ نے اور وہ خلیفہ تھے اور ان کے بدن پر جو لُنگی تھی اس میں بارہ پیوند تھے۔ بغویؒ ابو عثمان نہدی سے، کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عمرؓ کا یہ مکتوب پہنچا معرفت عتبہ بن فرقد کے جب کہ ہم آذربائیجان میں تھے۔ اما بعد لُنگی باندھا کرو اور چادر اوڑھا کرو اور جوتے پہنو

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

وَاتَّقُوا الخِفَافَ وَاتَّقُوا السَّرَاوِيلَاتِ وَعَلَيْكُم بِلِبَاسِ أَبِيكُم إِسْمٰعِيلَ وَإِيَّاكُم وَالتَّنَعُّمَ وَزِيَّ العَجَمِ وَعَلَيْكُم بِالشَّمْسِ فَإِنَّهَا حَمَّامُ العَرَبِ وَتَمَعْدَدُوا وَاخْشَوْشِنُوا وَاخْشَوْشِبُوا وَاخْلَوْلِقُوا وَاعْطُوا الرُّكُبَ أَسِنَّتَهَا وَانْزُوا نَزْوًا وَارْمُوا الأَغْرَاضَ وَفِي رِوَايَةٍ وَانْزُوا عَلٰى ظُهُورِ الخَيْلِ نَزْوًا وَاسْتَقْبِلُوا بِوُجُوهِكُم الشَّمْسَ فَإِنَّهَا حَمَّامَاتُ العَرَبِ قَوْلُهُ تَمَعْدَدُوا قِيلَ هُوَ مِنَ التَّمَعْدُدِ بِمَعْنَى الغِلَظِ يُقَالُ تَمَعْدَدَ إِذَا شَبَّ وَغَلُظَ وَقِيلَ مَعْنَاهُ تَشَبَّهُوا بِعَيْشِ مَعَدٍّ (بن عدنان) وَكَانُوا أَهْلَ غِلَظٍ وَتَقَشُّفٍ يَقُولُ كُونُوا مِثْلَهُم وَدَعُوا التَّنَعُّمَ وَزِيَّ العَجَمِ وَاخْشَوْشِنُوا أَرَادَ الخُشُونَةَ فِي المَلْبَسِ وَالمَطْعَمِ قَوْلُهُ وَاخْشَوْشِبُوا بِالبَاءِ فَهُوَ مِنَ الصَّلَابَةِ يُقَالُ اخْشَوْشَبَ الرَّجُلُ إِذَا كَانَ صَلْبًا وَيُرْوَى بِالجِيمِ مِنَ الجَشَبِ وَهِيَ الخُشُونَةُ فِي المَطْعَمِ البَغَوِيُّ عَنِ ابْنِ سِيرِينَ أَنَّ عُمَرَ بْنَ الخَطَّابِ رَأَى عَلٰى رَجُلٍ خَاتَمًا مِنْ ذَهَبٍ فَأَمَرَهُ أَنْ يُلْقِيَهُ فَقَالَ زِيَادٌ يَا أَمِيرَ المُؤْمِنِينَ إِنَّ خَاتَمِي مِنْ حَدِيدٍ قَالَ ذَاكَ أَنْتَنُ وَأَنْتَنُ البَغَوِيُّ عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ اتَّخَذَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اور موزوں کو صاف رکھو اور پاجاموں کو صاف رکھو اور تمہارے لئے ضروری ہے اپنے باپ اسمٰعیلؑ کا لباس اور بچو عجم کی عیاشی اور لباس کی ہیئت سے اور تم پر ضروری ہے دھوپ کھانا کہ دھوپ عرب کا حمام ہے اور جفاکش رہو، موٹا جھوٹا (کپڑا اور کھانا) استعمال کرو اور سخت بنو اور سواری کو لازم رکھو۔ سواری کے جانوروں کو ان کا راتب دیتے رہو اور (ورزش جسمانی کے لئے) کودا کرو اور تیر اندازی (کی مشق) کیا کرو نشانوں کے اوپر اور ایک روایت میں ہے کہ گھوڑوں کی پیٹھ پر اچھل کر سوار ہوا کرو اور اپنے چہروں کو دھوپ کے سامنے رکھا کرو کہ وہ عرب کا حمام ہے۔ اُن کا قول تَمَعْدَدُوا کہا گیا ہے کہ وہ مشتق ہے تَمَعْدُد سے جس کے معنے غلظ یعنی موٹا ہونا ہے۔ کہا جاتا ہے تَمَعْدَدَ جب کہ جوان اور فربہ ہو جاتے۔ اور کہا گیا کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ مَعَدّ (بن عدنان) کی (جفاکش) زندگی کے ساتھ مشابہت رکھو اور یہ لوگ بہت مضبوطی اور قناعت والے تھے۔ کہتے ہیں کہ اُن کے جیسے بنو اور عیش پسندی اور عجم کے بھیس کو چھوڑو اور اخشوشنوا میں خشونت سے لباس اور کھانے کی خشونت مُراد ہے اور ان کا قول اخشوشبوا بار کے ساتھ تو یہ صلابت (سختی) کے معنے میں ہے کہا جاتا ہے اخشوشب الرجل جب کہ سخت ہو اور ایک روایت جیم سے ہے (یعنی اجشوشبوا) جو جشب سے مشتق ہو گا جس کے معنے کھانے میں خشونت کے ہیں۔ بغوی ابن سیرین سے کہ عمرؓ ابن الخطاب نے ایک شخص کو سونے کی انگوٹھی پہنے ہوئے دیکھا تو اس کو حکم دیا کہ اس کو ڈال دے۔ تو زیاد نے کہا کہ اے امیر المؤمنین میری انگوٹھی لوہے کی ہے فرمایا کہ یہ بدبودار ہے اور سڑ جاتی ہے۔ بغوی ابن عمرؓ سے کہا کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

خاتماً من ورق و كان فی یدہ ثم كان بعدُ فی يد ابی بكر ثم كان بعدُ فی يد عمر ثم كان بعدُ فی يد عثمان حتی وقع بعدُ فی بير اريس نقشه محمد رسول الله البغوی ان عمر بن الخطاب كان يتطيب بالمسك وروی انه اوصٰی فی غسله ان لا يقربوه مسكاً و كان الحسن يكره المسك للميت و لا يكرهه للحی البغوی سئل انس بن مالك هل خضب رسول الله صلی الله عليه وسلم فقال لم يشنه الشيب ولكن خضب ابوبكر بالحناء والكتم وخضب عمر بالحناء البغوی عن انس ان النبی صلی الله عليه وسلم كان لا يتنور فاذا اكثر شعره حلقه وروی عن سعيد عن قتادة ان النبی صلی الله عليه وسلم لم يتنور ولا ابوبكر ولا عمر ولا عثمان البغوی عن جبير بن نفير قال قرئ علينا كتاب عمر بن الخطاب بالشام ولا يدخل الرجل الحمام الا بمئزر ولا تدخله المرأة الا من سقم واجعلوا اللهو فی ثلثة اشياء الخيل والنساء والنضال البغوی قال عمر بن الخطاب لرجل من النصارٰی صنع له طعاماً بالشام ودعاه

ایک چاندی کی انگوٹھی بنوائی وہ آپؐ کے ہاتھ میں رہا کرتی تھی پھر آپؐ کے بعد ابوبکرؓ کے ہاتھ میں رہتی تھی پھر اُن کے بعد عمرؓ کے ہاتھ میں۔ پھر بعد میں عثمانؓ کے ہاتھ میں رہی۔ یہاں تک کہ پھر بعد کچھ زمانہ کے بیر اریس میں گرگئی۔ اُس کا نقش تھا محمد رسول اللہ۔ بغویؒ، یہ کہ عمرؓ بن الخطاب مشک کی خوشبو لگایا کرتے تھے۔ اور مروی ہے کہ اُنھوں نے اپنے غسل کے بارے میں وصیت کی تھی کہ مُشک اُن کے قریب بھی نہ لائی جائے۔ اور حسنؒ مُشک کو میّت کے لئے مکروہ سمجھتے تھے اور زندہ کے لئے مکروہ نہ سمجھتے تھے۔ بغویؒ، انسؓ بن مالک سے پوچھا گیا کہ کیا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے خضاب کیا تو انھوں نے کہا کہ ان میں (سفیدی کا) عیب پیدا نہیں کیا تھا بڑھاپے نے۔ لیکن ابوبکرؓ نے مہندی اور وسمہ سے کیا اور عمرؓ نے خضاب کیا مہندی سے۔ بغویؒ انسؓ سے کہ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نورے (یعنی چونے وہرتال) کا استعمال (بال اُتارنے کے لئے) نہیں کرتے تھے۔ جب بال زیادہ ہوجاتے تو آپؐ اُن کو مونڈ دیا کرتے تھے۔ اور روایت کیا گیا سعید سے وہ قتادہؓ سے کہ رسول صلے اللہ علیہ وسلم نے نورے کا استعمال نہیں کیا اور نہ ابوبکرؓ نے اور نہ عمرؓ نے اور نہ عثمانؓ نے۔ بغوی جُبیر بن نُفیر سے، کہا کہ ہم کو شام میں عمرؓ بن الخطاب کا خط سنایا گیا (جس میں یہ ہدایات تھیں) اور کوئی شخص (عام) حمام میں بغیر تہبند باندھے داخل نہ ہو اور بغیر کسی بیماری (سے علاج کی وجہ) کے کوئی عورت (عام) حمام میں نہ داخل ہو۔ کھیل (دل لگی) تین چیزوں میں (محدود) رکھو، گھوڑوں میں، عورتوں میں، تیراندازی میں۔ بغویؒ عمرؓ بن الخطاب نے شام میں ایک عیسائی سے جس نے اُن کے لئے کھانا بنا کر ان کی دعوت کی تھی فرمایا کہ

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

إِنَّا لَا نَدْخُلُ كَنَائِسَكُمْ مِنْ أَجْلِ الصُّوَرِ الَّتِي فِيهَا اَلْبَغْوِے عَنْ اَيُّوب عَن نَافِعٍ قَالَ بَلَغَ عُمَرَ اَنَّ صَفِيَّةَ امْرَأَةَ عَبْدِاللهِ ابنِ عُمَرَ سَتَرَتْ بُيُوتَهَا بِقِرَامٍ اَوْ غَيْرِهِ (پردہ منقش) اَهْدَاهُ لَهَا عَبْدُاللهِ بنُ عُمَرَ فَذَهَبَ عُمَرُ وَهُوَ يُرِيدُ اَنْ يَهْتِكَهُ (بدرد) فَبَلَغَهُمْ فَنَزَعُوهُ (دور کردند) اَلْبَغْوِے اَنَّ صَفْوَانَ بْنَ اُمَيَّةَ تَزَوَّجَ فَدَعَا عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ اِلَى بَيْتِهِ وَاِذَا بَيْتُهُ قَدْ سُتِرَ بِهٰذِهِ الْاُدُمِ الْمَنْقُوشَةِ فَقَالَ عُمَرُ لَوْ كُنْتُمْ جَعَلْتُمْ مَكَانَ هٰذَا مِسْوَحًا كَانَ اَحْمَلَ لِلْغُبَارِ مِنْ هٰذَا اَلْبَغْوِے اَنَّ عُمَرَ ابْنَ الْخَطَّابِ شَكَا اِلَيْهِ رَجُلٌ مَا تَلْقَى امْرَأَتُهُ لَهُ مِنْ اِهْرَاقَةِ الدَّمِ فَقَالَ رَجُلٌ لَوْ كَانَ يَحِلُّ لِي مِنْهَا مَا يَحِلُّ لَكَ لَقَطَعْتُهُ فَقَالَ عُمَرُ بِاَيِّ شَيْءٍ فَقَالَ هُوَ ذَا عِرْقٌ فَلَوْ كُوِيَ ذَهَبَ فَبَرَأَتْ فَقَالَ عُمَرُ وَلَا يُذْهِبُهُ (داغ دادہ شود) غَيْرُهَا قَالَ لَا قَالَ عُمَرُ اَلْبِسُوهَا ثَوْبًا وَشُقُّوا الْمَوْضِعَ الَّذِي يُرِيدُ وَعَالَجَهَا اَلْبَغْوِے رُوِيَ عَنْ عُمَرَ اَنَّهُ قَالَ تَعَلَّمُوا مِنَ النُّجُومِ مَا تَعْرِفُونَ بِهِ الْقِبْلَةَ وَالطَّرِيقَ ثُمَّ اَمْسِكُوا اَلْبَغْوِے كَتَبَ عُمَرُ اِلَى اَبِي مُوسَى الْاَشْعَرِي اَمَّا بَعْدُ فَاِنِّي اٰمُرُكُمْ بِمَا اَمَرَكُمْ بِهِ الْقُرْاٰنُ وَاَنْهَاكُمْ

ہم تمہارے گرجاؤں میں بوجہ اُن تصویروں کے داخل نہیں ہوتے جو اُن میں بنی ہوتی ہیں۔ بغویؒ ایوب سے وہ نافعؒ سے، کہا کہ عمرؓ کو یہ خبر پہنچی کہ عبداللہ بن عمرؓ کی بیوی صفیہؓ نے اپنے گھر میں مُنقّش پردہ یا کوئی اور ایسی ہی چیز لٹکائی ہے جو ہدیۃً ان کو عبداللہ بن عمرؓ نے دی ہے تو عمرؓ پہنچے اور ان کا یہ ارادہ تھا کہ اُس کو اُتار دیں تو اُن کو اس کی خبر مل گئی اور اُنھوں نے (عمرؓ کے پہنچنے سے پہلے ہی) اُس کو کھینچ لیا۔ بغویؒ روایت کرتے ہیں کہ صفوان بن اُمیہؓ نے نکاح کیا اور عمرؓ کو اپنے گھر میں بُلایا اور ان کے گھر میں اسی مُنقّش چمڑے کا پردہ لٹکا ہوا تھا تو عمرؓ نے کہا کہ اگر تم اس کی جگہ ایک کمبل لٹکا دیتے تو وہ اس سے زیادہ غبار کو روکنے والا ہوتا۔ بغویؒ عمرؓ بن الخطاب سے ایک شخص نے اپنی بیوی کے مرض کا حال بیان کیا جو اس کو خون کے جاری ہونے کا لاحق ہو رہا تھا تو اُس سے ایک شخص نے کہا کہ اگر میرے لئے اس عورت کے ساتھ وہ بات حلال ہوتی جو تیرے لئے ہے تو میں اس خون کو قطع کر دیتا تو عمرؓ نے کہا کہ کس چیز سے؟ تو اُس نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ ایک رگ ہے اُس کو اگر داغ دیدیا جائے تو یہ مرض جاتا رہے گا پھر وہ تندرست ہو جائے گی تو عمرؓ نے کہا کہ اس کو بند کرنے کی اور کوئی تدبیر نہیں ہے؟ اُس نے کہا کہ نہیں۔ تو عمرؓ نے فرمایا کہ اُس کو کپڑا اُڑھا دو اور اس مقام پر سے اُس کو پھاڑ دو جس کا یہ ارادہ کرتا ہے۔ اور اس نے اُس عورت کا علاج کیا۔ بغویؒ، روایت کیا گیا ہے عمرؓ سے کہ اُنھوں نے فرمایا کہ علم نجوم میں سے اتنا حصہ سیکھ لو جس کے ذریعہ سے قبلہ کو اور راستہ کو پہچان لو پھر رک جاؤ (ختم کردو)۔ بغویؒ، عمرؓ نے ابوموسیٰ اشعریؓ کو لکھا اما بعد میں تم کو اُن باتوں کا حکم دیتا ہوں جن کا تم کو قرآن نے حکم دیا اور ان باتوں

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

عما نہٰکم عنہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم و آمرکم باتباع الفقہ والسُّنۃ والتفہّم فی العربیۃ واذا رأی احدکم رؤیا فقصّہا علٰی اخیہ فلیقل خیرًا لنا و شرًّا لأعدائنا البغوی عن قتادۃ قال جاء رجل الٰی عمر بن الخطّاب فقال انّی رأیتُ کانّی اُعشبتُ ثمّ اُجدبتُ فقال عمر انت رجل تؤمن ثمّ تکفر ثمّ تموت کافرًا فقال الرجل لم اَرَ شیئًا فقال عمر قد قُضِیَ لک ما قُضِیَ لصاحب یوسف البغوی قال ایّوب عن نافع اوغیرہ قال کان عُمّال عمر اذا کتبُوا الیہ بدوا بانفسہم قال وجدتُ کتابًا من النّعمان بن مُقرن الٰی عبد اللہ امیر المؤمنین قال زیاد ماکان ہٰؤلاء الّا الاعراب البغوی عن تمیم بن سلمۃ قال لمّا قدم عمر الشام استقبلہ ابوعُبیدۃ بن الجراح فاخذ بیدہ فقبّلہا قال تمیم کانوا یرون انہا سُنّۃٌ

سے منع کرتا ہوں جن سے تم کو محمد صلے اللہ علیہ وسلم نے روکا ہے اور میں تم کو فقہ اور سُنّت کے اتباع کا اور عربیت میں سمجھ پیدا کرنے کا حکم دیتا ہوں اور جب تم میں سے کوئی خواب دیکھے پھر اس کو اپنے بھائی سے بیان کرے تو چاہیئے کہ وہ یہ کہے کہ یہ ہمارے لئے اچھا ہے اور ہمارے دشمنوں کے لئے بُرا ہے۔ بغوی رح قتادہ رض سے کہا کہ ایک شخص آیا عمر رض بن الخطاب کے پاس اور کہا کہ مَیں نے دیکھا کہ گویا میں صاحب گیاہ ہوگیا (یعنی میرے بدن پر خوب گھاس اُگ آئی یا گھاس سے بھری ہوئی زمین میں پہنچ گیا) پھر مجھ پر خُشک سالی آپڑی۔ تو عمر رض نے کہا تو ایسا شخص ہے جو ایمان رکھتاہے پھر تو کافر ہوجائے گا پھر مرے گا کافر ہونے کی حالت میں۔ تو اُس شخص نے کہا کہ مَیں نے تو کچھ نہیں دیکھا تو عمر رض نے کہا کہ تیرے لئے فیصلہ ہو چکا جو فیصلہ ع ہوا تھا یوسف کے (قیدخانہ کے) ساتھی کے لئے۔ بغوی رح کہا ایوب نے روایت ہے نافع رح وغیرہ سے کہا کہ عمر رض کے عاملوں کی عادت تھی کہ جب اُن کی طرف بھیجنے کے لئے کوئی خط لکھتے تو اپنے نفوس سے خط کی ابتداء کرتے کہا کہ میں نے ایک خط اس طرح کا پایا من النّعمان بن مقران الخ (یہ خط نعمان بن مقرن کی طرف سے ہے، اللہ کے بندے امیرالمؤمنین کے نام) زیاد نے کہا کہ ایسے لوگ اعراب ف ہی ہوتے تھے (اس طرف اشارہ کیا کہ ادب کے خلاف کرتے تھے)۔ بغوی رح تمیم بن سلمہ سے کہا کہ جب عمر رض شام تشریف لے گئے تو ابو عبیدہ رض بن الجراح نے ان کا استقبال کیا تو ان کا ہاتھ پکڑا پھر اس کو بوسہ دیا۔ تمیم نے کہا کہ اصحاب کی رائے یہ تھی کہ یہ سنت ہے۔

ع جو تخیلات نفس ناطقہ بیداری میں مشاہدہ کرتا رہتاہے وہ اس رؤیا کے مرتبہ میں ہیں جو سونے کی حالت میں انسان دیکھتا ہے۔ وہ بیداری کے خواب ہوتے ہیں جو سونے کے زمانہ کے خوابوں کی طرح قابل تاویل ہیں، قیدخانے میں حضرت یوسف علیہ السلام سے جب شاہی ساقی اور باورچی نے اپنے اپنے رؤیا بیان کئے تو تعبیر سُننے کے بعد باورچی نے بھی اس کو اپنا خواب ہونے سے انکار کیا تو یوسف ع نے فرمایا کہ اب انکار لاحاصل ہے قُضِیَ الامر الذی فیہ تستفتیان "قُضِیَ لصاحب یوسف" سے اس جانب اشارہ مقصود ہے ۱۲

ف اعراب کے معنے دیہاتی اور گنوار کے بھی ہیں، اور فصحاء و بلغاء کے بھی ۱۲

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

البغوی قال حمید بن زنجویہ یکرہ التسمی باسماء الملائکۃ مثل جبرئیل ومیکائیل لان عمر بن الخطاب قد کرہ ذالک ولم یاتنا عن احد من الصحابۃ ولا التابعین انہ سمّٰی ولدا باسم احد منہم البغوی عن الشعبی عن مسروق قال سألنی عمر رضی اللہ عنہ مسروق ابن من قلت مسروق بن الاجدع قال الاجدع اسم شیطان انت مسروق بن عبدالرحمٰن البغوی ان رجلا خطب فاکثر فقال عمر ان کثیرا من الخطب من شقاشق الشیطان شبّہ الذی یتفیہق فی کلامہ ولا یبالی بما قال من صدق او کذب بالشیطان البغوی کان عمر لا ینکر النصب والحداء ونحوہا وہذا آخر ما یسّر اللہ تعالیٰ لنا من تدوین مذہب امیر المومنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ فی ہذہ الحالۃ والحمد للہ اولاً وآخراً وظاہراً وباطناً وصلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ؛

(شقشقہ بالکسر ریہ شتر کہ بوقت مستی از دہان بیرون آرد ۱۲)

(نوعی از حدی کہ از ان رقص می باشد و حداء سرود کہ بدان شتر رانند ۱۲)

ہر چند آنچہ نوشتیم بغایت مختصر است بہ نسبتِ مذہب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ اگر تتبع کتب

بغوی، کہا حمید بن زنجویہ نے کہ فرشتوں کے نام پر نام رکھنا مکروہ ہے مثل جبریل و میکائیل کے کیونکہ عمرؓ بن الخطاب نے اس کو مکروہ قرار دیا اور صحابہؓ و تابعینؒ میں کسی کی نسبت ہمارے پاس کوئی ایسی روایت نہیں پہنچی کہ انھوں نے اپنی کسی اولاد کا نام ان میں سے کسی کے نام پر رکھا ہو۔ بغویؒ شعبیؒ سے وہ مسروقؒ سے، کہا مجھ سے عمر رضی اللہ عنہ نے دریافت کیا کہ مسروق کس کا بیٹا ہے۔ میں نے کہا کہ مسروق اجدع کا بیٹا تو انھوں نے کہا کہ اجدع شیطان کا نام ہے تو مسروق ابن عبدالرحمٰن ہے۔ بغوی، ایک شخص نے خطبہ دیا اور بہت بولا تو عمرؓ نے فرمایا کہ بہت سے خطبے شیطانی بڑبڑ[ع۵] میں سے ہوتے ہیں. آپ نے اس شخص کو جو اپنے کلام میں سخن سازی کے درپے ہوتا ہے اپنے قول میں سچ اور جھوٹ کی پرواہ نہیں کرتا اس کو شیطان سے تشبیہ دی۔ بغوی عمر رضی اللہ عنہ نصب اور حُدی اور اسی طرح کی باتوں کا انکار نہیں کرتے تھے (یہ اونٹ کو مست کرنے والے گانوں کے نام ہیں)۔ یہ اس مضمون کا آخر ہے جس کو اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے ہم پر آسان کر دیا امیر المؤمنین عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کا مسلک مدوّن کرنے کے سلسلہ میں. اور قابلِ تعریف صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے جو اوّل بھی ہے اور آخر بھی اور ظاہر بھی ہے اور باطن بھی و صلی اللہ علیٰ خیر خلقہ محمدؐ و آلہ و اصحابہ اجمعین ؛

جو کچھ ہم نے لکھا ہے بہ نسبت مذہب فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کے اگرچہ وہ نہایت مختصر ہے اور کتابوں میں کماحقّہ تلاش و جستجو

ع۵ شقاشق. جمع ہے شِقشِقہ کی. اونٹ کے بڑبڑانے اور آواز کرنے کو شِقشِقہ کہتے ہیں اور اس لوتھڑے کو بھی شِقشِقہ کہتے ہیں جو کہ اونٹ اپنے مُنہ سے مستی اور جماع کی خواہش کے وقت نکالتا ہے کہتے ہیں کہ یہ خاصہ عربی اونٹ کا ہے ۱۲ لغات الحدیث

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

بکار بریم دو ثلث بران مزید شود و اگر تصحیح و تسقیم روایات و ترجیح بعض بر بعض و بیان آنچہ سلف دران باب تکلم کردہ اند علیٰ ما ینبغی بتقدیم رسانیم مجلدی ضخیم بہم رسد و اینہمہ در حالت راہنہ میسر نیست لیکن برائی اثبات آنچہ در صدر مقالہ تقریر نمودیم کہ نسبت مجتہدین با فاروق اعظم رضہ مانند نسبت مجتہد منتسب مطلق است با مجتہد مستقل و مذہب فاروق اعظم رضہ بمنزلہ متن است و مذاہب اربعہ بمنزلہ شروح الیٰ غیر ذٰلک مما بسطنا فی صدر المقالۃ کافی است دل خالی از تعصب و گوش شنوا می باید و بس چون این مبحث بحمد اللہ و حسن توفیقہ باتمام رسید مصلحت آن نماید کہ دو نکتہ دیگر کہ باستقراء تمام و از تتبع گوشہائے سخن و فحاوی آثار شناختہ ایم بآن ملحق کنیم۔

نکتہ اولیٰ در زمان آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم مردمان در ہمہ انواع علوم چشم بر جمال آنحضرت و گوش بآواز وے صلے اللہ علیہ وسلم بودہ اند ہرچہ پیش می آمد از مصالح جہاد و ہدنہ و صلح و عقد جزیہ و احکام فقہیہ و علوم زہدیہ ہمہ ازان حضرت استفسار می نمودند گویا الیوم از شکم مادر بظہور آمدہ اند چہ علوم رسمیہ و تجربیہ کہ پیش از بعثت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

کی جائے تو اس پر دو ثلث کا اضافہ ہو جائے اور اگر روایات کی صحت وسقم پر کلام کیا جائے اور بعض روایت کو بعض پر ترجیح دینے اور ان امور کے بیان کرنے پر بقدر مناسب اقدام کیا جائے جن پر سلف نے اس باب میں کلام کیا ہے تو ایک ضخیم جلد تیار ہو سکتی ہے اور یہ سب کام کرنا اس حالت میں جس میں کہ ہم گرفتار ہیں دشوار ہے لیکن اس بات کے ثابت کرنے کے لئے جس کی تقریر ہم اس مقالہ کی ابتداء میں کر چکے ہیں کہ ائمہ مجتہدین کی نسبت فاروق اعظم رضہ کے ساتھ وہ ہے جو مجتہد منتسب مطلق کی نسبت ہوتی ہے مجتہد مستقل کے ساتھ اور فاروق اعظم رضہ کا مذہب بمنزلہ متن کے ہے اور مذاہب اربعہ اس کی شروح کے مرتبہ میں ہیں اور دیگر امور جن کو ہم نے ابتداء مقالہ میں مفصل ذکر کیا ہے، (جو کچھ ہم نے جمع کر دیا ہے) کافی ہو البتہ ایسا دل ہونا چاہیئے جو تعصب سے خالی ہو اور ایسے کان ہونے چاہئیں جو سننے والے ہوں اور بس۔ جب یہ مبحث بحمد اللہ اس کی حسن توفیق سے اتمام کو پہنچ گیا تو اب مصلحت یہ معلوم ہوتی ہے کہ ہم اس کے ساتھ دو نکتے اور ملحق کر دیں جن کو ہم نے تمام احادیث کے مجموعہ کو پیش نظر لا کر اور بات کے گوشوں پر اور آثار کے انداز کلام کو سامنے رکھ کر پہچانا ہے۔

نکتہ اولیٰ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں علوم کی تمام انواع میں لوگوں کی آنکھیں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے جمال پر اور ان کے کان آپ کی آواز پر لگے رہتے تھے جو کچھ بھی پیش آتا تھا از قسم مصالح جہاد و مصالحت و عقد جزیہ و احکام فقہیہ و علوم تزکیہ نفس سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ہی پوچھتے تھے گویا آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوتے ہیں کیا علوم رسمیہ و تجربیہ جو کہ حضرت سید الرسل علیہ افضل الصلوات

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

والتسلیمات معلوم ایشان بود ہمہ در سطوتِ
فیوض نازلہ از جانب مدبّر السمٰوات والارض
جلّت قدرتہٗ متلاشی گشتہ در ہر باب غیر انتظار
حکم حضرت مخبر صادق وظیفہ ایشان نبود چون
نوبتِ خلافتِ خاصہ رسید شیخین رضہ در مجالس
متعددہ تمیز و تفریق در منصب نبوت و منصب
خلافت بیان نمودند و فی الجملہ طریقِ مشاورت
در مسائلِ اجتہادیہ و تتبّعِ احادیث از مظانّ
آن کشادہ شد معہذا بعد عزم خلیفہ بر چیزے
مجالِ مخالفت نبود در جمیع این امور شذر و
مذر نمیرفتند بدونِ استطلاع رائی خلیفہ کارے
را مصمم نے ساختند لہٰذا درین عصر اختلاف
مذاہب و تشتتِ آرا واقع نشد ہمہ بریک مذہب
متفق و بریک راہ مجتمع و آن مذہب خلیفہ و رائے
او بود روایتِ احادیث و فتویٰ و قضا و
مواعظ مقصور بود در خلیفہ یا کسے کہ نائب خلیفہ
باشد بامراو و قال النبی صلے اللہ
علیہ وسلم لا یقصّ الا امیر او
مأمور او مختال و قال عمر رضہ فی
الفتاوٰی والقضاء ولّ حارّہا من
تولّی قارّہا چون نوبت خلافت حضرت
مرتضےٰ رسید بحکم تقدیر الٰہی تفرّق
امّت پدید آمد و اکثر بلدان از
طاعتِ خلیفہ برآمدند انگاہ حیرت
گونہ بعلماء و فقہاء

والتسلیمات کی بعثت کے پہلے سے اُن لوگوں کو معلوم تھے وہ سب
مدبّر السمٰوات والارض جلّت قدرتہٗ کی جانب سے نازل ہونے والے
فیوض کے غلبہ و قہر میں نابود ہو گئے تھے۔ ان صاحبان کا ہر باب
میں بجز اس کے کہ مخبر صادق کی بارگاہ سے صادر ہونیوالے حکم کا
انتظار کریں کوئی اور معمول نہ تھا۔ جب خلافتِ خاصہ کی نوبت
پہنچی تو شیخین رضہ نے متعدد مجالس میں منصبِ نبوّت اور منصبِ
خلافت میں تمیز اور تفریق بیان فرمائی اور مسائل اجتہادیہ میں
مشاورۃ اور احادیث کے تتبع کی جہاں مظنّہ اجتہاد موجود ہو
راہ فی الجملہ کشادہ ہو گئی۔ اس کے بعد کسی چیز پر خلیفہ کے عزم
کر لینے کے بعد کسی کو مخالفت کی مجال نہ تھی۔ ان تمام امور میں
اِدھر اُدھر نہیں بھٹکتے تھے۔ خلیفہ کی رائے سے مطلع ہوئے
بغیر کسی کام کو مصمم نہیں کرتے تھے اس لئے اس زمانے میں اختلاف
مذاہب اور آراء میں اختلاف واقع نہیں ہوا۔ سب لوگ ایک
مذہب پر متفق اور ایک راہ پر مجتمع تھے اور وہ تھی خلیفہ کا مذہب
اور اس کی رائے۔ احادیث کی روایت اور فتوےٰ کا دینا مواعظ کا
بیان کرنا محدود تھا خلیفہ میں یا جو اس کے حکم سے خلیفہ کا
نائب ہو۔ نبی صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وعظ و قصص کوئی
شخص نہ کہے گا بجز تین کے، امیر ہو یا جس کو حکم دیا گیا ہو یا متکبر
(اپنے کو عالم سمجھنے والا) اور عمر رضہ نے فتاویٰ اور قضاء کے
بارے میں فرمایا ولّ حارّہا من تولّی قارّہا (یہ ارشاد حضرت
ابن مسعود رضہ سے اُن کو فتاویٰ سے روکنے کے لئے فرمایا تھا کہ تکلیف دہ
کام ان ہی کے لئے چھوڑو جو اس سے راحت پانے والے ہیں)
جب حضرت مرتضےٰ کرم اللہ وجہہٗ کی خلافت کی نوبت پہنچی تو تقدیر
الٰہی کے حکم سے اُمّت میں تفرقہ پیدا ہو گیا اور اکثر شہر خلیفہ کی اطاعت
سے باہر ہو گئے۔ اس موقع پر علماء و فقہاء ایک گونہ مبتلائے حیرت

www.KitaboSunnat.com
"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

رُوئے داد ہنوز انتظار داشتند کہ امروز و فردا خلافت منتظم گردد چون ایام خلافتِ خاصّہ بالکلّیہ منقرض شد و خلافتِ عامہ ظہور نمود و صورتِ اجتماع بہم آمد و علماء در ہر بلدے مشغول بافادہ شدند ابن عباس رض در مکّہ فتوٰی میدہد و حدیث روایت میکند و تفسیر قرآن می نماید و عائشہ صدّیقہ رض و عبداللہ ابن عمر رض در مدینہ حدیث را روایت می نمایند و یارانِ خاص و اولاد و اقاربِ ایشان از ایشان اخذِ فقہ می کنند و ابو ہریرہ رض اوقاتِ خود را بر اکثارِ روایت حدیث مصروف می سازد و فقہائے مدینہ ازوے یاد میگرند و ابو سعید خدری و جابر رض و غیر ایشان نیز علےٰ قدر الحال روایت می کنند و انس رض و عمران بن حصین در بصرہ و براء ابن عازب بحدیث و اصحاب عبداللہ بن مسعود رض بفقہ در کوفہ مشغول می شوند و عبداللہ بن عمرو ابن العاص و ابو درداء و ابو امامہ باہلی و غیرہم در شام روایت می نمایند بالجملہ در ہر ناحیہ صحابی یا تابعی بمقامِ افادہ در آمد و جماعۃ بحکم اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّہِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِہْتَدَیْتُمْ ازوے اخذ نمودند زیرا کہ تقدیمِ خلیفہ منصوب در فقہ بر سائر فقہاء امت و در مقاماتِ صوفیہ بر سائر صالحینِ امّت مُسلّم نبود و اشتغالِ خلیفہ بافادات نہ چون اشتغالِ خلفاء پیشین بود بالجملہ درین ایام اختلاف در فتاوٰی پیدا شد یکے را بر دیگرے اطلاع نہ و اگر اطلاع شدہ مذاکرہ

ہوگئے مگر پھر بھی وہ انتظار کرتے رہے کہ آج کل میں خلافت منتظم ہوجائے۔ جب "خلافتِ خاصّہ" کے ایام بالکلیہ ختم ہوگئے تو "خلافتِ عامّہ" نے ظہور کیا اور اجتماع کی صورت بنی اور علماء ہر شہر میں فائدہ رسانی میں مشغول ہوگئے۔ ابن عباس رض مکّہ میں فتوٰے بھی دیتے تھے اور حدیث کی روایت اور تفسیر قرآن بھی کرتے تھے اور عائشہ صدیقہ رض و عبداللہ بن عمر رض مدینہ میں حدیث کی روایت کرتے تھے اور اُن کے یارانِ خاص اور اولاد و اقارب اُن سے فقہ اخذ کرتے تھے۔ اور ابو ہریرہ رض بکثرت روایت حدیث پر اپنے اوقات کو مصروف رکھتے اور فقہاء مدینہ اُن سے یاد کرتے رہتے تھے۔ ابو سعید خدری رض اور جابر رض اور دیگر حضرات بھی اپنے حال کے بقدر روایت کرتے تھے۔ اور انس رض و عمران بن حصین رض بصرہ میں اور براء بن عازب رض حدیث میں اور عبداللہ رض ابن مسعود کے اصحاب کوفہ میں فقہ کے ساتھ مشغول ہوگئے اور عبداللہ بن عمرو بن العاص رض اور ابو درداء رض اور ابو امامہ باہلی رض و غیرہم شام میں روایت کرتے رہے۔ خلاصہ یہ ہے کہ ہر علاقہ میں کوئی صحابی رض یا تابعی رح مقامِ افادہ پر آئے اور ایک جماعت نے بحکم "اصحابی کالنجوم بایہم اقتدیتم اہتدیتم" (میرے اصحاب مثل ستاروں کے ہیں ان میں سے جس کی تم اقتداء کرلوگے ہدایت یافتہ بن جاؤ گے) اُن سے اخذ کیا۔ کیونکہ خلیفۂ منصوب کا (جس کو منصبِ خلافت پر متمکّن کردیا گیا ہو) فقہ میں تمام اُمّت سے پیش قدم ہونا اور مقاماتِ صوفیہ میں تمام صالحینِ اُمّت پر اس کا مُقدّم ہونا مسلّم نہیں اور خلیفہ کا افادات میں مشغول ہونا مثل پہلے خلفاء کے مشغول رہنے کے نہیں واقع ہوا۔ الغرض ان ایام میں فتاوٰے میں اختلاف پیدا ہوا، ایک کو دوسرے کی رائے کی اطلاع نہیں ہوتی اور اگر اطلاع ہوتی تو باہمی گفتگو کی

www.KitaboSunnat.com

واقع نہ واگر مذاکرہ بمیان آمد ازاحۃ شبہ وخروج از مضیق اختلاف بقضائے اتفاق میسر نہ بسیارے از احادیث خبر واحد روایت فرد عن فرد بہم رسید واگر تتبع کنی روایتِ علماء صحابہ رض کہ پیش از انقراض خلافتِ خاصّہ از عالم گزشتہ اند بغایت کم یابے وجمعے کہ بعد ایامِ خلافت ماندہ اند ہرچہ روایت کردہ اند بعد ایامِ خلافتِ خاصّہ روایت کردہ اند حدیث بسیارے ازین جماعہ مرسل است واسطہ صحابی دیگر ہست مگر از جہت اختصار راہِ ارسال سپردہ اند لیکن مرسلِ صحابی حکم متصل دارد اخرج مسلم عن معاویۃ بن ابی سفیان انہ قال علیکم من الاحادیث بما کان فی زمان عمر رض بن الخطاب فانہ کان یخیف الناس فی اللہ عز وجل او کما قال وروی عن ابن مسعود انہ قال من کان مستنًّا فلیستنّ بمن قد مات فان الحیّ لا یؤمن علیہ الفتنۃ اولئک اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کانوا افضل ہذہ الامۃ ابرّہا قلوباً و اعمقہا علماً و اقلّہا تکلّفاً اختارہم اللہ لصحبۃ نبیہ و لاقامۃ دینہ فاعرفوا لہم فضلہم و اتبعوہم علی اثرہم وتمسکوا بما استطعتم من اخلاقہم وسیرہم فانہم کانوا علی الہدی المستقیم و معلوم است کہ ابنِ مسعود رض در آخر خلافتِ ذی النورین رض از عالم رفتہ و قال الشافعی

نوبت نہ آئی۔ اور اگر مذاکرہ کی نوبت آئی بھی تو شبہ کا دفعیہ اور تنگنائے اختلاف سے فضائے اتفاق میں نکلنا میسر نہ ہوا (ہر ایک اپنی اپنی رائے پر قائم رہا)۔ خبر واحد کی قسم کی بہت سی احادیث جن میں ایک فرد کی روایت ایک فرد سے ہے جمع ہو گئیں، اور اگر تم جستجو کروگے تو ایسے علماء صحابہ رض کی روایتیں جو کہ خلافتِ خاصہ کے منقطع ہونے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو گئے بہت کم پاؤ گے اور اُن لوگوں نے جو کہ بعد ایام خلافت باقی رہے جو کچھ روایت کیا ہے ایام خلافت خاصہ کے بعد روایت کیا ہے۔ اس جماعت کی بہت سی حدیثیں مرسل ہیں، دوسرے صحابی کا واسطہ بھی ہے مگر بنابر اختصار ارسال کی راہ اختیار کرلی لیکن صحابی کی مرسل حدیث متصل کا حکم رکھتی ہے۔ مسلم نے روایت کیا معاویہ بن ابی سفیان سے کہ انھوں نے کہا کہ تمھیں اُن احادیث کو لینا چاہیے جو عمر رض بن الخطاب کی زمانہ کی ہیں کہ وہ لوگوں کو اللہ کا خوف دلاتے رہتے تھے یا اور کسی طرح کہا۔ اور مروی ہے ابن مسعود رض سے کہ انھوں نے کہا کہ "جو شخص سُنّت کو اخذ کرنا چاہے تو چاہیے کہ سنت کو اخذ کرے اُس سے جو مر چکا ہے کیونکہ زندہ فتنہ میں مبتلا ہونے سے محفوظ نہیں، وہ اصحاب محمد صلے اللہ علیہ وسلم تھے جو اس امت کے سب سے افضل حضرات تھے۔ نیکی میں اُن کے قلوب بہت بڑھے ہوئے تھے ان کا علم سب سے گہرا تھا ان میں تکلّف سب سے کم تھا۔ ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ؐ کی صحبت اور اپنے دین کی اقامت کے لئے چُن لیا تھا تو اُن کی فضیلت کو پہچانو اور ان کے پیچھے پیچھے چلتے رہو اور جہاں تک ہوسکے اُن کے اخلاق اور اُن کی سیرتوں کو دلیل بناتے رہو کیونکہ یہ وہ لوگ تھے جو سیدھی راہ پر تھے۔" اور یہ معلوم ہے کہ ابن مسعود رض ذی النورین رض کی آخر خلافت میں دُنیا سے رخصت ہوتے ہیں۔ اور امام شافعی رح

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

اذا صرنا فی التقلید فقول الائمۃ ابی بکر و عمر و عثمان قال فی القدیم و علیؓ احب الینا من قول غیرہم ہر چند جمیع صحابہ عدول اندو روایت ایشان مقبول و عمل بموجب آنچہ بروایت صدوق از ایشان ثابت شود لازم اما درمیان آنچہ از حدیث و فقہ در زمن فاروق اعظمؓ بود و آنچہ بعد وی حادث شدہ فرق مابین السموات والارض است **بیت** آسمان نسبت بعرش آمد فرود ٭ ورنہ بس عالیست پیش خاک تود **نکتہ ثانیہ** باستقراء تام معلوم شد کہ فاروق اعظمؓ نظر دقیق در تفریق میان احادیث کہ بہ تبلیغ شرائع و تکمیل افراد بشر تعلق دارد از غیر آن مصروف می ساخت لہذا احادیث شمائل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و احادیث سنن زوائد در لباس و عادات کمتر روایت میکرد بدو[2] وجہ یکی[1] آنکہ اینہا از علوم تکلیفیۃ تشریعیۃ نیست یحتمل کہ چون اہتمام تام بروایت آن بکار برند بعض اشیاء از سنن زوائد بسنن ہدی مشتبہ گردد و یحتمل کہ شغل قوم باین احادیث از شغل بشرائع مانع آید دیگر[2] آنکہ جمعے کہ بشرف صحبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم رسیدہ بودند در زمان فاروق اعظمؓ بسیار بودند احتیاج بتعلیم این اشیاء واقع نشد واخرج الدارمی عن الشعبی عن قرظۃ قال بعث عمر بن الخطاب رہطا من الانصار الی الکوفۃ فبعثنی معہم

نے کہا کہ جب ہم تقلید کو اختیار کرینگے تو ائمہ ابوبکرؓ و عمرؓ و عثمانؓ (اور پہلے دور میں علیؓ کا نام بھی کہتے تھے) کے اقوال ہم کو زیادہ محبوب ہیں دوسروں کے قول سے۔ ہر چند کہ تمام صحابہؓ عدول ہیں اور اُن کی روایتیں مقبول اور جو کچھ بروایت صدوق اُن سے ثابت ہوا اس پر عمل بھی لازم ہے مگر حدیث و فقہ کے بارے میں جو کچھ فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں ہو چکا ہے اُس میں اور جو کچھ اُن کے بعد حادث ہوا اس میں زمین و آسمان کا فرق ہے۔ بیت آسمان نسبت بعرش الخ (ترجمہ) آسمان بہ نسبت عرش کے نیچا ہے۔ ورنہ اس تودۂ خاک (یعنی زمین) سے تو بہت بلند ہے۔

نکتہ ثانیہ۔ پورے غور و خوض سے معلوم ہوا کہ فاروق اعظمؓ اُن احادیث کو جو تبلیغ احکام شرع اور افراد بشر کی تکمیل سے تعلق رکھتی ہیں دوسری قسم کی احادیث سے جدا کرنے میں نظر دقیق سے کام لیتے تھے لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شمائل کی احادیث اور سنن زوائد کی احادیث جو لباس و عادات سے متعلق ہیں کمتر روایت کرتے تھے دو[2] وجہ سے ایک یہ کہ یہ علوم تکلیفیہ شرعیہ میں سے نہیں ہیں، احتمال ہوتا ہے کہ جب ایسی روایتوں میں پورا اہتمام عمل میں لایا گیا تو بعض اشیاء جو سنن زوائد میں سے ہیں سنن ہدیٰ سے مشتبہ ہو جائیں گی۔ اور یہ احتمال بھی ہوتا ہے کہ ان احادیث میں قوم کی مشغولیت شرائع کی مشغولیت سے مانع ہو جائے گی۔ دوسری[2] وجہ یہ ہے کہ جو لوگ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے شرف صحبت سے مشرف ہوئے تھے وہ فاروق اعظمؓ کے زمانہ میں بہت تھے ان اشیاء کی تعلیم کی حاجت ہی واقع نہیں ہوئی۔ دارمی نے روایت کیا شعبی سے اُنھوں نے قرظہ سے، کہا کہ عمرؓ بن الخطاب نے انصار کا ایک قافلہ کوفہ کی طرف روانہ کیا اور مجھے بھی اُن کے ساتھ بھیجا تھا تو عمرؓ نے

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

فجعل یمشے معنا حتے اتے ضرار و ضرار ماءٌ فی طریق مکۃ فجعل ینفض الغبار عن رجلیہ ثم قال انکم تأتون الکوفۃ فتأتون قوماً لھم ازیزٌ بالقرآن فیأتونکم فیقولون قدم اصحاب محمد فیأتونکم فیسألونکم عن الحدیث فاقلّوا الروایۃ عن رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم وانا شریککم قال ابو محمد ھو الدارمی معناہ عندی الحدیث عن ایام رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم لیس السنن و الفرائض قلت والاوجہ عندی ان معناہ الحدیث عن الشمائل والعادات مما لم یتعلق بہ حکم شرعیٌ او معناہ الحدیث علے سبیل الظن فیما لم یتثبت فیہ ولم یجتہد فی حفظہ عند التحمل او الاداء۔ و ہمچنین از فاروقِ اعظم رض اہتمام بصیغ ادعیہ موقتہ باوقاتِ خاصہ یا مسببہ باسبابِ معینہ کمتر بظہور انجامید گویا میدانست کہ مدارِ فضائل مخ این ادعیہ است یعنی التجا بجنابِ قدس و توجہ باو و منشاء آن توکل است و شکر و سپاس بر مقامات۔ آخرج ابوداود عن سھل بن معاذ بن انس عن ابیہ ان رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم قال

ہمارے ساتھ چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ضرار آگئے اور ضرار ایک پانی ہے مکہ کے راستہ میں تو آپ نے اپنے دونوں پاؤں سے غبار جھاڑنا شروع کیا۔ پھر کہا کہ تم لوگ کوفہ پہنچو گے اور ایسے لوگوں سے ملو گے جو (خشیتِ الٰہی سے) قرآن کو بھرّاتی ہوئی آواز سے پڑھنے والے ہوں گے۔ وہ تمہارے پاس آئیں گے اور آپس میں کہیں گے کہ اصحابِ محمد صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں تو وہ تمہارے پاس آکر تم سے حدیث کے بارے میں سوال کرینگے تو تم رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم سے روایتیں نقل کرنے میں کمی کرنا اور میں تمہارا شریک ہوں۔ ابو محمد یعنی دارمی نے کہا کہ میرے نزدیک اس کے (یعنی حدیث کے بارے میں سوال کرنے کے) یہ معنی ہیں کہ ایسی حدیث مراد ہے جو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی جنگوں کے احوال سے تعلق رکھتی ہو نہ کہ سُنن اور فرائض سے تعلق رکھنے والی۔ میں کہتا ہوں کہ بہتر توجیہ میرے نزدیک یہ ہے کہ اس کے معنے یہ ہیں کہ ایسی حدیث جو شمائل (خصائل طبعی) اور عادات کے بارے میں ہو، جس سے کوئی شرعی حکم متعلق نہ ہو یا اس کے معنے ایسی حدیث کے ہیں جس میں پختگی حاصل نہ ہو اور پوری کوشش نہ کی گئی ہو اس کے حفظ میں اس کے حاصل ہونے کے وقت اور اندازِ بیان کے سمجھنے میں۔ اور اسی طرح فاروقِ اعظم رض سے ایسی دعاؤں کے مخصوص الفاظ کے اہتمام میں جو اوقاتِ خاصہ کے ساتھ مخصوص ہیں یا اسبابِ معیّنہ میں سے کسی سبب کے ساتھ مُسبّب ہیں کمتر کوشش ظہور میں آئی ہے۔ گویا وہ یہ جانتے تھے کہ فضائل کا مدار ان دعاؤں کے مغز پر ہے، یعنی بارگاہِ اقدس میں التجا اور اس کی طرف توجہ اور اُس کا منشاء توکل ہے اور شکر اور اللہ کی حمد کرنا مناسب مواقع پر۔ ابوداود نے روایت کیا سھل بن معاذ ابن انس رض سے، وہ اپنے باپ سے کہ رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

من اکل طعاماً ثم قال الحمد للہ الذی اطعمنی ہذا الطعام ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفرلہ ما تقدم من ذنبہ ومن لبس ثوباً فقال الحمد للہ الذی کسانی ہذا ورزقنیہ من غیر حول منی ولا قوۃ غفر لہ ما تقدم من ذنبہ وما تأخر پس گویا فاروق اعظم رض در مثل این حدیث مدار افضلیت نظر دوختن بمسبب اسباب دانستہ و انداختن اسباب از نظر اعتبار انگاشتہ نہ خصوص این کلمات مبارکات و گویا تشریع خصوصیۃ این کلمات بنسبت ابرار است وتشریع مخ واصول ومنشاء آن برائے سابقین۔

کہ جس نے کھانا کھایا پھر کہا الحمد للہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کھانا کھلایا اور مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اس کے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس سے سرزد ہوتے وہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جس نے کپڑا پہنا پھر کہا الحمد للہ الذی الخ یعنی اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے یہ پہنایا اور یہ مجھے عطا کیا بغیر اس کے کہ مجھ میں (اسکے پیدا کرنے کی) کچھ طاقت اور قوت ہو" تو جتنے گناہ اس کے اگلے یا پچھلے ہوں گے وہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ تو گویا فاروقِ اعظم رض نے اس جیسی حدیث میں افضلیت کا مدار مُسبّبِ اسباب پر نظر کا جمانا سمجھا اور اسباب کا نظرِ اعتبار سے ساقط کرنا خیال کیا، نہ کہ ان کلماتِ مبارکات کی خصوصیت۔ اور گویا ان کلمات کی خصوصیت کی تشریع..... ابرار (یعنی عام صالحین) کے لئے ہے اور ان کلمات کے مغز اور اصول اور منشاء کی تشریع سابقین (مقربین) کے لئے ہے۔

الحمد للہ علیٰ احسانہ کہ آج بیوم چہارشنبہ مورخہ ۷ رمضان ۱۳۸۳ھ کو جلد ثالث ازالۃ الخفاء کے ترجمہ سے بمقام دیوبند فراغت ہوئی اور اسکے بعد جلد رابع شروع کر دی گئی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم وصلی اللہ علیٰ خیر خلقہ سیدنا ومولانا محمد وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین۔ اشتیاق احمد عفا اللہ عنہ

www.KitaboSunnat.com

قدیمی کتب خانہ۔ مقابل آرام باغ۔ کراچی ۱

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

www.KitaboSunnat.com

برّصغیر کے مشہور مفکر و عالمِ دین، تلمیذِ مولانا مفتی کفایت اللہؒ

مولانا محمد تقی امینیؒ کی فکر انگیز اسلامی تصانیف

اجتہاد: اجتہاد کے تاریخی پس منظر اور اصول فقہ پر ایک مستند و مفصل کتاب۔

اسلام اور جدید دور کے مسائل: جدید دور کے متعدد اجتماعی مسائل پر جامع اور مدلل بحث۔

حدیث کا درایتی معیار: حدیث کو پرکھنے کے اصولِ درایت کی مفصل وضاحت مثالوں کے ساتھ۔

فقہ اسلامی کا تاریخی پس منظر: فقہ اسلامی کے تدریجی ارتقا اور ماخذِ شریعت قرآن، سنت، اجماع اور قیاس کا تفصیلی بیان۔ اصولِ فقہ کے موضوع پر ایک جامع کتاب۔ خود مصنفؒ کا نظر ثانی شدہ ایڈیشن۔

احکام شرعیہ میں حالات و زمانہ کی رعایت: اس نازک مسئلہ پر مصنف نے انتہائی احتیاط اور بصیرت کے ساتھ قلم اٹھایا ہے۔ اس موضوع پر ایک انقلاب انگیز کتاب۔

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی

www.KitaboSunnat.com

"محکم دلائل سے مزین متنوع ومنفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ"

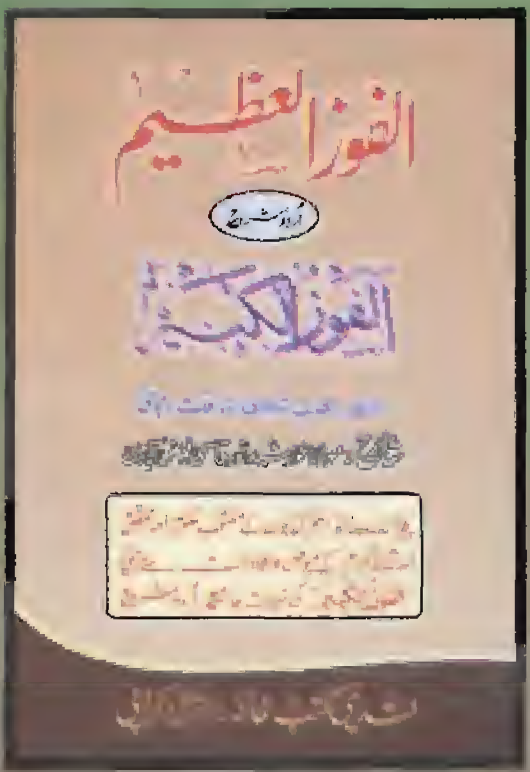

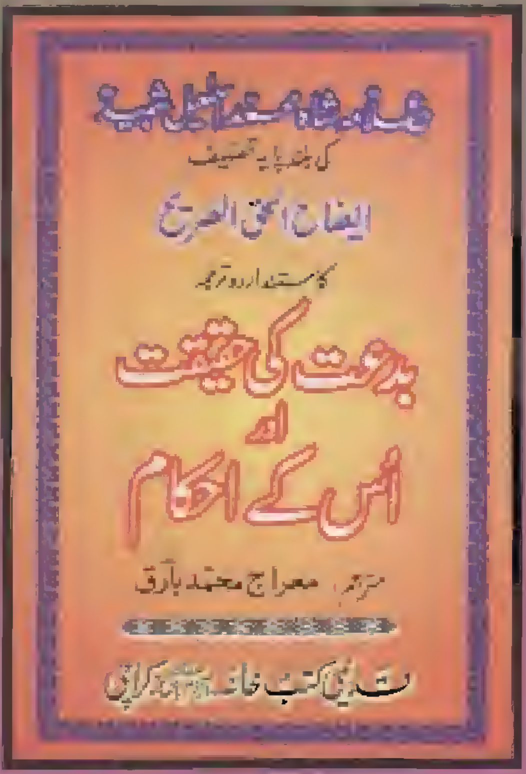

قدیمی کتب خانہ آرام باغ کراچی